دیگر کتاب ہذا محفوظ ہیں



ارضِ ہند

یادگارِ دربار

یعنی

تاریخِ دربار ہائے تاجپوشی شہنشاہِ معظم ایڈورڈ ہفتم

مؤلفہ و مرتبہ

مولوی فیروز الدین صاحب مالک [illegible]
مؤلف یادگارِ وکٹوریہ و یادگارِ سعدیؒ وغیرہ کُتب متعدد

جس میں

ملکِ معظم کی سوانح عمری و دربار ہائے تخت نشینی و تاجپوشی انگلستان و ہندوستان کی مفصل کیفیت مع مشاہیر گورنمنٹ اور والیانِ ریاست اطرافِ ہند کے مختصر حالات و تصاویر کے سب سے پہلے زبانِ اردو میں بڑی محنت سے جمع کی گئی ہے

مطبوعہ [illegible]

...ین کی شادی خانہ آبادی
...وتِ ...
...نام رکھنے کی رسوم

جملہ حقوق کاپی رائٹ مضامین و حالات و تصاویر کتاب ہذا محفوظ ہیں

فہرست مضامین

یادگار دربار



Checked 1987

یعنی

تاریخ دربار تاجپوشی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم دام اقبالہم

فرمانروائے ہند و انگلینڈ و سلطنتہائے ماورا البحر

حصہ اول

شہنشاہ ذیجاہ کے حالات زندگی و تاجپوشی لنڈن

باب اول

ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی مختصر سوانح عمری

فصل اول

پیدائیش سے سن بلوغ تک کے حالات

باب دوم

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی و تاجپوشی انگلستان

فصل اوّل

فصل دوم

ملک معظم کی تخت نشینی

فصل سوم

تاجپوشی شاہی کی تیاریاں

فصل چہارم

فصل پنجم

جشن تاجپوشی کی تکمیل

Checked
1987

حصہ دوم

دربار تاجپوشی ہندوستان

باب اول

دربار ہند کی اہمیت اور ابتدائی تجاویز

فصل اول

تمہیدی کارروائیاں

فصل دوم

ملیٹاری دربار

فصل سوم

درباری عارضی شہر کا نظارہ

باب دوم

تقریبات دربار

فصل اول

داخلۂ شاہی اور جلوس سواری

فصل پانزدہم

رخصتانہ پارٹیاں

فصل شانزدہم

اختتام دربار و شاہی روانگی

فصل ہفدہم

قلمرو ہند کا عالمگیر جشن مسرت

فصل ہژدہم

نتائج دربار

فصل چہاردہم

رؤسا و امرائے راجپوتانہ

فہرست تصاویر و نقشجات

اجلاس نمبر	
فن نمبر	

حالاتِ مؤلف

مؤلف اپنے حالات میں سوائے اس کے کیا لکھ سکتا ہے کہ وہ ١٢٦٩ھ کی پیدائش ہے اور مولوی جان محمد صاحب مرحوم مغفور کا فخرِ ولدیت رکھتا ہے۔ جو اپنے وقت میں مشاہیر علمائے پنجاب اور مرد فقیر صوفیائے مقام میں سے ہوئے ہیں اور جن کے حلقہ درس میں اکثر سرداروں اور شریفوں کے بچے تعلیم پایا کرتے تھے جن میں سے اس وقت بھی جتنے لوگ موجود ہیں بخوبی خوشحال اور فارغ البال ہیں۔ مثلاً مولوی محمد فضل الدین صاحب پلیڈر۔ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی لاہور و لالہ روشن لال صاحب پلیڈر۔ خان بہادر منشی دین محمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ سردار ٹھاکر سنگھ صاحب سابق وزیر فرید کوٹ۔ سردار بخشیش سنگھ متبنّی و پسر خواندہ شیر سنگھ صاحب بہادر والیٔ پنجاب وغیرہ وغیرہ۔ ذات اور گوت کا اصول جو کچھ قرآن میں مذکور ہوا ہے وہ صرف قومی شناخت ہے جس کا اس زمانہ میں کوئی پرساں نہیں۔ بہرحال مؤلف اجوت قوم کی کھوکھر شاخ کا ایک ممبر ہے۔ جس کو والد مرحوم مغفور کی فضیلت و حلقہ درس و تدریس کی شہرت نے مولویت کے ساتھ مشہور کر دیا۔

مؤلف پہلے پہل اپنے والد مرحوم پھر برادر مغفور مولوی فتح الدین صاحب بسمل (جنہوں نے اس خاندان میں سب سے پہلے اخبار پنجاب پنچ اور قبلۃ المطابع پریس نکال کر اخبار نویسی کی بنیاد قائم کی) سے پڑھتا رہا۔ پھر دو تین لائق استادوں سے تعلیم پاتا رہا اور کچھ عرصہ پنجاب یونیورسٹی کا بھی طالب علم رہا۔ لیکن خاندانی مولویت نے کبھی باقاعدہ کسی امتحان کی شرکت اور پاس و فیل ہونے کی نوبت نہیں پہنچنے دی۔

برادر مرحوم کے انتقال پر سنہ ١٨٨١ء سے اخبار و مطبع کا اہتمام مؤلف کے متعلق ہوا اور آخر سنہ ١٨٩٤ء میں ایک علیحدہ اخبار مشیر ہند کے نام سے جاری کیا جو اب تک بفضل الٰہی ایک حد تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

تصنیف و تالیف سے بھی موجودہ زمانہ کی ہوا کے مطابق دماغ خالی نہیں رہا۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک چھوٹا سا مسدس مرقع اسلام کے نام سے لکھا گیا۔ پھر اسبوع شریف کو با ترجمہ و فضائل شائع کیا اور پھر حضرت داتا گنج بخش صاحب قدس سرہ العزیز بادشاہ اولیائے پنجاب کی نادر و نایاب تصنیف لطیف کشف المحجوب کو اردو کا لباس پہنایا۔ اس کے بعد یادگاروں کا نمبر شروع ہوا تو یادگار سعدی اور یادگار دلکشور لکھی گئی۔ اور اس کتاب کا نام بھی یادگار دربار رہے۔ جن کو بفضل خدا پبلک اور گورنمنٹ کے سررشتہ ہائے تعلیم نے قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور کئی ایک والیان ریاست نے اپنے ہاں رواج دینے سے عزت افزائی فرمائی۔ اس کے سوا اسلام کی ایک لمبی چوڑی تاریخ کی تدوین کا خیال ہوا۔ جس کی مجلد اول سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی اور نصف سے زیادہ چھپ بھی چکی ہے۔ سیر و سیاحت کا بھی اکثر اتفاق ہوتا رہا۔ مگر اسی ہندوستان میں۔ جس کی وجہ زیادہ تر والد مرحوم اور برادر مغفور کے وہ تعلقات تھے جو ان کو اکثر والیان ریاست سے حاصل تھے۔ سنہ ١٢٨٦ھ میں شادی ہوئی اور بدفعات چھ اولادیں ہوئیں جن میں عبد اللطیف اور عبد العزیز دو لڑکے ڈھائی ڈھائی برس کو ضائع ہوئے۔ اور اب عبد المجید و عبد الحمید دو لڑکے ابتدائی تعلیم پاتے ہیں۔ بہرحال اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ؎

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ۔۔۔ ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے ۔۔۔ جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا



مولوی فیروزالدین مالك اخبار مشیر هند لاهور

موالف یادگار دربار و کتب متعدده

اِنَّہا تَذکِرہ

یادگارِ دربار

یعنی

تاریخ تخت نشینی و تاجپوشی مع سوانح عمری اعلیحضرت ایڈورڈ ہفتم

بافضالِ الٰہی ملکِ معظم سلطنت متحدہ برطانیہ عظمےٰ و آئرلینڈ حامی دینِ عیسوی

قیصرِ ہند و برٹش ممالک ہائے ماوراء البحر اَدامَ اللہ اقبالہم

مولفہ و مرتبہ

مولوی فیروز الدین غفر اللہ لہٗ مالک و ایڈیٹر مشیرِ ہند لاہور مولف یادگارِ سعدی

و یادگارِ وکٹوریہ وغیرہ کتب متعددہ

١٣٢١ھ — سنہ ١٩٠٣ء

مطبوعہ صدائے ہند پریس لاہور

حق کاپی رائٹ محفوظ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

حمدِ الٰہی۔ احکم الحاکمینِ حقیقی کی حمد و ثنا کا انسانِ ضعیف البنیان کے فہم و ذکا سے ادا ہونا جیسا کچھ ناممکن ہے۔ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ایسا بڑا شہنشاہوں کا شہنشاہ کہ جس کی لازوال سلطنت رقیب و غنیم اور شریک و سہیم کے خطرات سے قطعی منزّہ و مبرّا ہو۔ اور جسکے وسیع و فسیح مُلک کی حدودِ اربعہ اور ابتدا و انتہا کے علم تک سے بنی نوعِ انسان کی عقول و افہام عاجز و درماندہ ہوں۔ اتنی بڑی رعایا و مخلوق کا واحد حاکم کہ جس کی مجموعی تعداد تو ایکطرف رہی صرف اُس کے اقسام تک کی تعداد بھی اعداد و شمار کی طاقت سے بالاتر ہو۔ ایسا بڑا مسلّم و مقبول آقا کہ اجسام و افراد تو کجا ہر ایک ذی روح شئے حتّٰی کہ آب و آتش و خاک و باد تک کے اربعہ عناصر اور چاند، سورج، زمین و آسمان تک کے اجرام اصلی معنوں میں اس کے مطیع و منقاد اور تقدیس خوان ہوں۔ اتنا بڑا باخبر منتظم کہ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہ جس کی ایک معمولی صفت کہی جائے۔ ایسا دانا نہان و آشکارا کہ وہ اندرونی راز جو کسیکو خود اپنی زبان تک لانے مشکل ہوں۔ وہ اُن تک سے کما حقہٗ

واقف و ماہر ہو۔ اِنسان کا محدود علم و خیال اُس کی عزت و شان کیا جان اور کیا بیان کرسکتا ہے۔ اے لازوال سلطنت کے مالک! واقعی لاانتہا خدائی و شہنشاہی کا تاج و تخت تیری ہی ذات پاک کو زیبا ہے۔ جو انتقال و اختلال اور کون و فساد کے خطور و فتور سے بالکُل بے نیاز یکتائی و بے ہمتائی میں آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ ؎

اے برتر از خیال و گمان و قیاس و وہم
وزہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عُمر
ما ہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

حمدِ الٰہی کے بعد نعتِ مُصطفائی بھی ہر انسان کا فرض عظیم ہے کیونکہ دین و دُنیا پر جسقدر احسانات عمیم و الطافِ صمیم حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین احمدِ مجتبےٰ محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے جاتے ہیں کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ۔ کوئی بڑے سے بڑا پیغمبر۔ اور کوئی بڑے سے بڑا علیم و حکیم بھی اُنکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ علم و عمل کا فیضان تہذیب و شائستگی کا دوران۔ مُلکی و قومی امن و امان۔ جس طرف بھی نگاہ کیجائے۔ اُنھی کے ازلی و ابدی قوانین و ضوابط کو سبکا رہنما پایا جائیگا۔ ایسا بادشاہِ دوجہان کہ جس کی روحانی سلطنت ازل سے ابد تک یکساں قایم و برقرار رہنے والی ہو۔ جس کی تخت نشینی و تاجپوشی پر شہنشاہ علی الاطلاق کیطرف سے ختمِ نبوّت کی مُہر ثبت کردی گئی ہو۔ جس کا سِکّہ بجائے دراہم و دینا کے نقودِ قلوب پر لگ چکا ہو۔ اور جس کا خطبہ ہر شب و روز میں پانچ بار کروڑوں زبانوں سے پڑھا جاتا ہو۔ جس کے گدایانِ در بہشت کی جاگیروں کو

بھی بمقابلہ اُس کی آستان بوسی کے خاطر میں نہ لاتے ہوں۔ اور جس کی محبت و وداد داخلِ عبادات ہوکر باعثِ ازدیادِ مدارج و نجات قرار پاچکی ہو۔ بھلا علوم و السنہ مروّجہ کے محدود الفاظ و خیالات اسکے قدرِ بلند و رتبۂ ارجمند بیان کرنے میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خود خلّاقِ علوم و زبان بھی اُسی کی محبت و تعریف کا مُقِرّ و خواہان ہو۔ ؎

فردا کہ ہر کسے بشفیعے زنند دست
ما ایم و دست و دامنِ اَولادِ مُصطفٰے

علمِ تاریخ و سیر نے جو عام مقبولیت ہر مُلک و قوم اور مذہب و ملت اور ہر زبان و بیان میں حاصل کر رکھی ہے۔ اور جس خصوصیت کے ساتھ اِس علم کو فطرتِ انسانی سے مناسبت ہے اُسکی وجہ ہو جہ سب جانتے ہیں۔ کہ یہی علم ہے۔ جو ہزار ہا برسوں کے گذشتہ واقعات اور صدیوں کے گڑے مُردوں کے حالات اِس طرح سامنے لا کر پیش کر دیتا ہے۔ کہ دیکھنے والا گویا برائ العین سب کا مشاہدہ کرکے عبرت و خیرت کے ایسے مُفید سبق اِس سے حاصل کر لیتا ہے جو کسی بھی دوسرے علم سے میسّر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ اِسی بناء پر کُتبِ آسمانی میں بھی اِسے ترک نہیں کیا گیا۔ یا یوں سہی کہ اِنہیں نے دُنیا کو اِس سے مستفیض ہونا سکھایا ہے۔ اور گو اِس کی وسعت کے لحاظ سے تو تمام بڑے بڑے واقعات اِس میں سما سکتے ہوں۔ لیکن پھر بھی وہ واقعات و حالات جن سے گہرے نتائج نکل سکتے ہوں۔ اِس کا مایۂ ناز سمجھنے چاہئیں۔

دربارِ تاجپوشی کا اہم واقعہ اِس علم میں باعتبار اپنی خصوصیتوں کے جس قدر اعلیٰ رُتبہ رکھتا ہے اُس سے کوئی شخص غالباً ناواقف نہ ہوگا۔ کیونکہ اِس سے نہ صرف ایک بادشاہ کی تقریبِ تہنیت کا ہی خوش منظر سین آئندہ نسلوں

نظر آئیگا بلکہ ایک غیر مذہب اور غیر کفو قوم کی ہر دلعزیز حکومت کی کامیابی اور موجودہ زمانہ کے بادشاہوں اور حکمرانوں کے باہمی تعلقات اور باوصف سائینس اور تفلسف کے زور کے بعض پرانے رسوم و رواجات کی برقراری اور مروجہ نظم و نسق کی ایسی قابلِ یادگار شہادتیں اس سے ملجاتی ہیں کہ جنہیں اربابِ عقول بڑا ہی قیمتی سمجھتے ہیں۔

سببِ تالیف کتاب۔ میں مندرجۂ بالا بیان کے بعد جو کچھ مولف نے ابراز کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک تو بسبب اس بات کے کہ اُس نے موجودہ شہنشاہ کی والدہ متوفیہ ملکہ وکٹوریہ کی لائف انکی وفات سے صرف ایک مہینہ بعد جو سب سے پہلے ہندوستان کی مُسلمہ زبان اُردو میں شایع کی تھی۔ چونکہ اِس میں بھی موجودہ شہنشاہ کی تخت نشینی و حلفِ سلطنتی کا مختصراً بیان درج کر دیا تھا۔ اِسلئے قُدرتی طور پر اسکو اب بھی اِس دربارِ تاجپوشی کے حالات لکھنے ضروری تھے۔ لیکن اِس کے سوا بھی جس بات نے اُسے اِس تاریخ کے لکھنے پر مُستقل اور اُسکے معمولی ارادہ کو مصمم کر دیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کیطرف سے جو دربارِ قیصری ۱۸۷۷ء کی تاریخ مُصنفہ جناب مسٹر ویلر صاحب شایع کی گئی تھی۔ اُس کی طرزِ تحریر ایسی واقع ہوئی ہے کہ غالباً اس کے دیکھنے سے وہ لوگ جو نظر باریک بین رکھتے ہیں خوش نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے۔ اُنہوں نے نہایت سختی اور درشتی کے ساتھ انکو یاد کیا ہے اور بعض جگہ ہندوؤں پر بھی چوٹیں کی ہیں۔ جنکو غالباً اُن روسائے ریاست نے جو شوقِ دل سے شریکِ دربار ہوئے تھے۔ خوش آمدید نہ کہا ہوگا۔ اِس سے بحث نہیں کیجاتی کہ جن پرانے تاریخی واقعات کے اعتبار پر اُنہوں نے لکھا وہ فی نفسہٖ صحیح تھے یا غلط۔ لیکن یہ بات ضرور سوچنے کے لائق ہے

کہ وہ بغیر ایسے الفاظ کے بھی کامیابی کے ساتھ تاریخ لکھ سکتے تھے یا نہیں۔ جس کا جواب مولفِ کتاب ہٰذا کے نزدیک اثبات میں ہے۔ چنانچہ یہ تاریخ اسکی شاہدِ ناطق بھی ہے۔ اس پُرانے فسانے کے یاد کرنے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ اب بھی جبکہ گورنمنٹ نے دربارِ تاجپوشی کی تاریخ لکھوانے کا قصد فرمایا تو انہیں کے خلفُ الرشید کو یہ کام سپرد کیا گیا ہے۔ جنکی تاریخ کی نسبت سرکاری طور پر مشتہر ہوا ہے کہ اس کی قیمت معمولی فی جلد ۲ پونڈ دو شلنگ یعنی بتیس روپیہ۔ اور قسمِ اعلےٰ فی جلد دس پونڈ دس شلنگ یعنے ایک سو اٹھاون روپیہ ہوگی۔ اور چونکہ قطع نظر اُس احتمال کے جو اُنکی تاریخ میں گذشتہ فرمانروایانِ ہند کی نسبت درشت بیانی کے بارے میں ہو سکتا ہے۔ مجوزہ قیمت بھی ایسی گراں تھی کہ جس سے عوام تو یقیناً متمتع نہ ہو سکتے تھے۔ اسلئے مولف نے اس کتاب کو مکمل طور پر لکھنے کا ارادہ کیا جو الحمد للہ کہ ایک حد تک کامیابی کے ساتھ پورا بھی ہو گیا ہے۔ یعنے کتاب ہٰذا میں نہ صرف دربارِ دہلی کے ہی واقعات کو یکجا کیا گیا ہے بلکہ ملکِ معظم کی سوانح عمری اور تاجپوشیِ انگلستان کے حالات بھی نہایت جامعیت کے ساتھ قلمبند ہوئے ہیں۔ جو غالباً اس سے پہلے اردو میں بحیثیت کتابی ابتک شائع نہ ہوئے تھے۔

علاوہ ان وجوہات کے چونکہ اس کا لکھنے والا نہ تو گورنمنٹ کا پنشن خوار ہے اور نہ کوئی خطاب دار۔ بلکہ ایک اردو اخبار کا ایڈیٹر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایڈیٹروں کا گروہ بوجہ نکتہ چینی سے نہ دب ہونے کے بالعموم گورنمنٹ کا کچھ مقرب بھی نہیں ہوا کرتا۔ اسلئے اُمید ہے کہ آیندہ نسلوں اور دوسری اقوام اور غیر سلطنتوں کے نزدیک بہ نسبت گورنمنٹ کے ایک ہمقوم اور راجپر مصنف کے یہ تاریخ زیادہ مستند اور مقبول ہوگی۔ جو نہ میرے لئے بلکہ گورنمنٹ کیلئے

ایک بڑی کامیابی سمجھنی چاہیئے۔

گو یہ ایک امر واقعہ ہے کہ یہ تاریخ بلاامدادِ گورنمنٹ لکھی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ باعتبار اُردو لٹریچر اور ایشیائی زبانوں کی تاریخی ترقی دینے کے گورنمنٹ ہی ایسے مُصنفوں کی کوئی قدر افزائی کرسکتی ہے جو ناول نویسی کے مذاق کو چھوڑکر تاریخ نویسی کیطرف مائل ہوں۔ لہٰذا اگر مُصنف کو اپنی بے ریا محنت کی مُلک اور گورنمنٹ سے کوئی توقع ہو تو کچھ بیجا نہیں ہوسکتی۔

ترتیب کتاب میں چونکہ سلسلہ کا خیال زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اسلئے کتاب دو حصّوں پر تقسیم ہوئی ہے۔ یعنے حصّہٴ اوّل میں تو شہنشاہِ معظم کی سوانح عمری اور تاجپوشیٔ انگلستان کے حالات ہیں۔ اور حصّہٴ دوم میں دربارِ دہلی کی مُفصل و مشرح کیفیت۔ جس میں اکثر دیسی ریاستوں کے حالات بھی آگئے ہیں۔

اپنی طرف سے ہرچند کوشش کی گئی ہے۔ کہ واقعات نہایت صحیح صحیح بلامبالغہ درج ہوں۔ جو یا تو اپنے چشمدید ہیں۔ اور یا انگریزی اخبارات و رسایل سے اخذ کئے گئے ہیں۔ جنکے ترجمہ میں امداد دینے کے لئے مَیں اپنے عزیز دوست ماسٹر چراغ الدین صاحب روشن سکرٹری ٹمپرنس ایسوسی ایشن لاہور کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ اور علیٰ ہٰذا عزیز القدر منشی دین محمد صاحب پرپرائیٹر صدائے ہند بھی (جو اس کتاب کے بھی مینیجر ہیں) میرے خاص شکریہ کے لائق ہیں۔ جو علاوہ ایامِ دربار میں مختلف نوٹس دینے کے فراہمی حالاتِ رؤسا میں مجھے کامل امداد دیتے رہے ہیں۔ لیکن باوصف اس احتیاط کے بھی بحکم اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان اگر کسی جگہ کوئی لغزش ہوگئی ہو تو ناظرین معاف فرمائیں لیکن اطلاع ضرور بخشدیں کہ بروقت دوسرے ایڈیشن کے انکا لحاظ رکھا جائے۔

لاہور یکم مئی ۱۹۰۳ء خاکسار فیروز الدین غفراللہ لہ۔
مالک اخبار مشیر ہند لاہور

حصہ اوّل

شہنشاہ دہلی کے حالات زندگی و تاجپوشی لنڈن

[library stamp]

باب اوّل

ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی مختصر سوانح عمری

فصل اوّل

پیدائش سے سن بلوغ تک کے حالات

خاندان - ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم جس تاج و تخت کے بلا شرکت غیرے واحد مالک قرار دیئے گئے ہیں یہ اُنکی والدہ متوفیہ ملکہ وکٹوریہ کے خاندان ذیشان کا ورثہ ہے - جسکی سلطنت و حکومت کی بنیاد خدا کی امداد و برکت اور اپنی بے عدیل کوشش و ہمت سے فتحمند ولیم اوّل نے ۱۰۶۶ء میں قایم کی تھی - لیکن اِسکے ساتھ ہی آپ اپنے والد ماجد

کیطرف سے بھی جرمن کے مشہور خاندان شاہی کے چشم و چراغ
ہیں۔ یعنے آپ کے والد شہزادہ فرانسس چارلس آگسٹس البرٹ
خاندان سیکس کے مشہور فرمانروا گوبرگ اوف گوتھا کے فرزند دلبند
تھے۔ اور اس طرح ملکِ معظم نجیب الطرفین ہونے کے علاوہ جیسے کہ
انگریزی قوم کے لئے باعثِ فخر و افتخار ہیں۔ ویسے ہی قوم جرمن کے
لئے بھی مایۂ ناز ہیں۔ کیونکہ جسطرح آپ کا وجود مبارک شاہانِ انگلستان
کی یادگار ہے ویسے ہی آپ کی رگوں میں جرمنی خون کے دوران سے
جرمن بھی ویسے ہی اعزاز کا حقدار ہے۔ مگر بہرکیف جس تختِ انگلستان
پر آپ آج جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔ وہ آٹھ سو چالیس سال سے
یکے بعد دیگرے (ننھیال کیطرف سے) آپ کے بزرگوں کے زیر قدم رہا ہے

شہنشاہ کے والدین کی شادی خانہ آبادی:- ۱۰ فروری ۱۸۴۰ء
کو سینٹ جیمس کے شاہی گرجا میں جس تزک و احتشام اور شوکت و
شان سے عمل میں آئی تھی۔ اسکو انگلستان کی سرزمین بھول نہیں
سکتی۔ کیونکہ اس شادی کی رسوم میمنت لزوم پارلیمنٹ کی منظوری اور انگلستان
و جرمن کے شاہی خاندانوں کے بڑے بوڑھوں کی پسندیدگی سے ملکہ
وکٹوریا نے اسوقت ادا کی تھیں جبکہ وہ بلا شرکت غیرے انگلستان کے
تخت پر جلوہ فرما تھیں۔ چنانچہ شہنشاہ کے والد ماجد چارلس آگسٹس
البرٹ نے اسی خاطر سرزمین جرمن سے قطع تعلق کرکے انگلستان میں
طرح اقامت آ ڈالی تھی۔ جہاں پرنس کنسرٹ کا خطاب معہ وظیفہ انگلستان
کی طرف سے ان کیلئے مخصوص کیا گیا اور شادی سے ہفتہ بھر بعد یعنے
۱۸ فروری ۱۸۴۰ء کو قصر بکنگھم میں پارلیمنٹ کے دونوں طبقوں (دیوان

امرائے دیوان عام) اور لنڈن کے بیریادریوں اور کارپوریشنوں اور کیمبرج یونیورسٹی اور چرچ آف سکاٹلینڈ کی جانب سے ملکہ وکٹوریا اور پرنس کنسرٹ کی خدمات میں اس ازدواج سراپا ابتہاج کے لئے تہنیت نامے پیش کئے گئے۔ اور نیز اسی دن نائٹ گرانڈ کراس کا معزز خطاب مزید بھی معہ تمغہ شہزادہ کی نذر کیا گیا۔ جسکے بعد یہ خوش نصیب جوڑا دلی محبت وموافقت اور نہایت سادگی و بے تکلفی سے لطف زندگی حاصل کرتا رہا۔

اس مبارک ازدواج سے ملکہ وکٹوریا اور پرنس کنسرٹ کو نومبر ۱۸۴۰ء سے لیکر اپریل ۱۸۵۷ء تک قریباً ۹ اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے چار شہزادے اور پانچ شہزادیاں تھیں۔ جسکے بعد ۱۴ ۔ دسمبر ۱۸۶۱ء کو پرنس کنسرٹ کا انتقال پُرملال ہو گیا۔ اور پھر مادام الحیات ملکہ نے بھی بیوگی میں ہی بسر کر دی۔ لیکن جب تک یہ مبارک جوڑا قائم رہا۔ اُلفت ویگانگت باہمی اور رفاہ جوئی مخلوق میں ایک دوسرے کا ایسا معین و مددگار رہا کہ دنیا میں ایسی مثالیں بہت کم مل سکتی ہیں۔

شہنشاہ کی ولادتِ باسعادت:۔ آپ کی ولادت کا روز سعید سہ شنبہ اور تاریخ ۹ نومبر ۱۸۴۱ء ہے۔ جبکہ قصر بکنگھم میں آپ زینت افزائے عالم شہود ہوئے۔ لڑکے کی پیدائش سے جسقدر مسرت عامۃً سب والدین کو ہوتی ہے شہنشاہ کی ولادت کی خوشی اُس سے لاکھوں درجہ بڑھی ہوئی تھی۔ کیونکہ اگرچہ اس سے پہلے ملکہ وکٹوریا کے بطن سے ایک سال قبل ایک لڑکی تولد ہو چکی تھی۔ مگر لڑکا کوئی نہ ہوا تھا۔ اس لئے اہالیانِ خاندان اور متوسلین شاہی کے علاوہ

تمام رعایا کو اس مولودِ مسعود کی دل سے آرزو تھی۔ کیونکہ سب اُس کو اپنا ہونے والا شہنشاہ جانتے تھے۔ غرضکہ انہیں وجوہات سے انگلستان نے اُس روز کو نوروز سے کم نہ جانکر اظہار مسرت و شادمانی اور عرض مبارکباد میں اس قدر مبالغہ کیا کہ عوام و خواص کی خواہشِ دیدار پورا کرنے کے لیئے ولادت سے چند یوم بعد ونڈسر پارک میں فوجی علیمہ کی تقریب سے شہزادۂ عالم کو محل شاہی کے دریچہ میں جلوہ افروز کیا گیا۔ جس پر رعایا نے اسقدر چیئرز دیئے کہ سوائے مبارک بادکی آوازوں کے اور کچھ سُنائی نہ دیتا تھا انگلستان کو اس جگر گوشۂ سلطنت سے جسقدر عقیدت و ارادت مدنظر تھی۔ اُس کا اندازہ کسی قدر اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ جب آپ کے لیئے دایہ کی ضرورت ظاہر کی گئی تو پانسو دایوں کی درخواستیں آئیں (ہندوستان میں ایک عہدہ کے لیئے اتنی درخواستوں کا جمع ہو جانا تو کوئی بڑی بات نہیں مگر انگلستان میں ملازمت کی تلاش اس بے صبری سے نہیں کی جاتی) شہنشاہ ذیجاہ چونکہ پیدائشی خوبصورت تھے۔ اور قدرت نے اعضاء بھی بھرپور بنائے تھے۔ اسلئے سب لوگوں کو آپ سے ایک خاص محبت و دلبستگی پیدا ہو گئی تھی۔ بہرحال ایک مہینے کی اقامت کے بعد ملکہ وکٹوریا اپنے لخت جگر کو قصر بکنگھم سے ایوان ونڈسر میں لائیں۔ اور یہ ہونہار نومولود بڑھنے اور پھلنے پھولنے سے والدین کو مسرور و شادکام کرتا رہا۔

اصطباغ اور نام رکھنے کی رسوم شہنشاہ کی ولادت سے دس ہفتے بعد ۲۵ جنوری ۱۸۴۲ء کو ایوان ونڈسر کے سینٹ جارج گرجا میں نہایت شان و تجمل سے ادا ہوئیں۔ شاہ پرشیا جو آپکے دینی باپ تجویز کیے گئے

تھے - اس رسم کی ادائگی کیلئے انگلستان تشریف لائے - اور بپتسمہ دینے کی تمام رسوم میں دریائے یردن کا پانی استعمال کیا گیا - جس کی دو صراحیاں کسی شخص نے تحفتاً خاندان شاہی کی نذر کی تھیں - اس دریا میں بقول عیسائیوں کے خود حضرت مسیحؑ نے اصطباغ پایا تھا اسلئے اس کا پانی نہایت مقدّس گنا جاتا ہے - اس رسم کی ادائگی کے بعد آپ کا نام نامی آپکے باپ اور نانا کے ناموں کی مناسبت سے البرٹ ایڈورڈ رکھا گیا - اس دن کا اہتمام خاص قابل ذکر ہے - کیونکہ دو لاکھ پونڈ یعنے بیس لاکھ روپے اس تقریب کے لئے خزانہ عامرہ سے منظور کئے گئے تھے - صرف وہ ایک پوشاک جو آپنے اسدن زیب بر فرمائی تھی - اسپر ساڑھے دس ہزار روپے لاگت آئی تھی - القرض یہ تمام روپیہ شاہ پرشیا کی مدارات - مستحقین کی تقسیم - اور شہزادہ کی متعلقہ رسوم پر فراخ دلی کے ساتھ خرچ کیا گیا - اس تقریب کی عظمت اسی امر سے ظاہر ہے کہ بپتسمہ کے کیک کا ایک ٹکڑا جوکسی شخص کے پاس بچ رہا تھا وہ کئی سال بعد بھی بیس گنا سونے کے ہم وزن فروخت ہوا -

ولیعہدی سلطنت کا اعلان :- نام اور اصطباغ کی رسوم کے متصل ہی ملکہ معظمہ کیطرف سے شہزادہ عالم کو ولیعہدی سلطنت پر نامزد کیا گیا - اور حسب دستور تاج - انگشتری - عصا اور تلوار تمام مراسم مذہبی کے مطابق شہزادہ کو عطا فرماکر مندرجہ ذیل فرمان نافذ ہوا -

اعلان - ہم اپنے پیارے لخت جگر البرٹ ایڈورڈ کو پرنس آف ویلز اور ارل اوف چیسٹر کے معزز لقب سے ملقب کر کے اس اعزاز و امتیاز کے ساتھ سلطنت کے دستور کے موافق اُس کے سر پر تاج - انگلی میں

انگشتری پہنانے ہاتھ میں سونے کا عصا دینے اور کمر میں تلوار باندھنے کے ساتھ آرزو کرتے ہیں کہ وہ اِن معزز و مقدّس نشانات سے سلطنت کی حفاظت و رہنمائی کا کام انجام دیا کرے۔

اسی فرمان ذیشان کے ساتھ ملکہ معظمہ کے ہوم سکرٹری نے شاہی منظوری سے اس تولید سعید اور تقریبات تہنیت کے سرانجام کی خوشی میں سلطنت عظمٰے کے اُن کثیر التعداد قیدیوں کی رہائی کا اشتہار بھی جاری کیا۔ جنہوں نے دورانِ قید میں اپنا چال چلن بہتر ثابت کیا تھا۔ اور نیز دوسرے لوازم اظہارِ مسرّت بھی بخیر وخوبی ادا کئے گئے۔

شہنشاہ کی تعلیم و تربیت میں جسقدر شغف و انہماک ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر نامدار کو رہا ہے غالباً نہ صرف بہت کم بادشاہوں بلکہ بہت کم عوام کو بھی اسقدر اپنی اولاد کی تعلیم کا خیال ہوگا۔ ابتداء میں لیڈی لٹلٹن ایک معزز اور لائقہ خاتون اس کام پر تعینات تھیں۔ جو مسٹر گلیڈ سٹون کی ہمشیرہ ہوتی تھی، اور چونکہ ملکہ معظمہ اور اِن کے شوہر نامدار دونوں پکّے عیسائی تھے۔ اسلئے اُن کو ابتدا میں اپنی اولاد کی دینی تعلیم کا بہت ہی بڑا خیال تھا مگر ایسی مذہبی تعلیم مرکوزِ خاطر نہ تھی۔ جو تعصب سکھائے۔ بلکہ ایسی تعلیم جو خدا کی فرمانبرداری اور مخلوقِ الٰہی کی رفاہ جوئی کی محرک ہو۔ چنانچہ ملکہ نے لیڈی لٹلٹن سے صریح الفاظ میں اسکی ہدایت کر رکھی تھی کہ

"میں اپنی اولاد کو ایسی تعلیم دلوانا چاہتی ہوں۔ جس سے اِن کے دلوں میں خدا کی محبت جلوہ گر ہو۔ تاکہ جس محبت و سرگرمی کو خداوند تعالےٰ اپنی مخلوق کیساتھ برتنے کی ہمیں ہدایت کرتا ہے۔ وہ اُنکی فطرت میں داخل ہوجائے میں اِن کو ایسی تعلیم دلوانا نہیں چاہتی جس میں خواہ مخواہ موت اور عذاب

کی ہیبت صورت سے خوف دلایا جاوے - یا مذہبی فرقہ بندی کیطرف
میلان ہو - بلکہ میں یہ چاہتی ہوں - کہ یہ خدا کو محبت کرنی سیکھ جائیں
جسکے ساتھ لازمی طور پر یہ اسکی مخلوق سے بھی محبت کرینگے"
اور اس ہدایت دینے پر ہی بس نہیں کیا گیا بلکہ شہنشاہ کے والدین لازمی طور پر خود بلاناغہ
اپنے اوقات عزیز میں سے ایک معقول حصہ شہزادے کی تعلیم و تربیت
پر صرف کرتے رہے - مگر یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ صرف دینی تعلیم پر ہی اکتفا کر لیا گیا تھا جو ایک
حد تک نامناسب بھی ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ شہزادہ کی عمر کی ترقی کے ساتھ مختلف
علوم و فنون کی تعلیم بھی برابر دیجاتی تھی - چنانچہ ان معاملات میں ملکہ اور
ان کے شوہر مدار کے مشورہ کار لارڈ ملبورن وزیر اعظم بیرن شاکمر
ڈاکٹر ٹرفورس - بشب اوف اکسفورڈ اور جیمس کلارک صاحبان مشہور و
مسلّم اہل الرائے ہوا کرتے تھے -
گلشن تربیت - قصر آسبورن میں جو ملکہ معظمہ کا محل اقامت تھا ایک باغ ایسا بنایا گیا تھا جس میں دنیا
بھر کی نباتات جمع کر کے براء العین ہر ایک پھل پھول کی رنگت
شکل اور بو سے اولاد شاہی کو واقفیت کرائی جاتی تھی - چنانچہ اس
خیال کی تکمیل کے واسطے اسی باغ میں چند کیاریاں اولاد شاہی
کی فلاحت و باغبانی کے لئے مخصوص کر دی گئی تھیں - جنمیں شہزادے
اور شہزادیاں خود کام کرتے تھے - اس کے علاوہ اسی محل میں ایک
طرف ذخیرہ موجودات عالم بھی وسیع پیمانہ پر جمع کر دیا گیا تھا - اس کو
اگر عجائب خانہ کے نام سے لکھیں تو لوگ زیادہ آسانی سے سمجھ جائینگے
اسمیں معدنی اور صنعتی اشیاء اور نو ایجاد کلیں سب شامل تھیں اور
یہ ذخیرہ بھی صرف اسی غرض سے جمع کیا گیا تھا - کہ ہر چیز کی ماہیت اور اصلیت

کو اولادِ شاہی بچشم خود دیکھ کر سمجھ سکے۔ اس کے سوا **نجاری و آہنگری** کی تعلیم کے لئے بھی ایک کمرہ علیحدہ طیار کیا گیا تھا جسمیں اولادِ شاہی کو جہاز رانی۔ آرہ کشی اور آہنگری کی تعلیم ہوا کرتی تھی اور ایسے ہی **معماری** کی تعلیم کے واسطے بھی اسی محل کے ایک طرف ایک پژادہ بنا ہوا تھا۔ جسمیں شاہزادیاں اور شہزادے اپنے ہاتھوں سے اینٹیں بنایا اور پکایا کرتے تھے اور اسی طرح تعلیم **ناٹک** کے لئے بھی تھی ایٹر الگ بنا ہُوا تھا جس میں حسبِ موقع اولادِ شاہی کو ایکٹ کرنے ہوتے تھے اور اسکے علاوہ **تصویرکشی** کی تعلیم بھی ویسی ہی ضروری سمجھی گئی تھی۔ جیسی کہ اور تعلیمات کا التزام تھا **کتابی تعلیمات** میں ہر مفید علم و فن کی کتابیں آپ کو پڑھائی جاتی تھیں مثلاً تاریخ۔ قانون اور سائنس وغیرہ وغیرہ۔ جنکے پڑھانے کا یہ قاعدہ تھا کہ پہلے تو پروفیسر صاحب کسی مسئلہ کو زبانی بیان کرتے اور پھر کمرہ میں لے جاکر اُس عمل کو بالتصریح ذہن نشین کرانے کے لئے عملی طور پر دکھا بھی دیتے۔ اِن سب پر قیامِ صحت کے لئے ہوا خوری اور ورزش کی بھی ایسی تاکید تھی کہ جن میں ناغہ ناممکن تھا۔

شہنشاہ کی تعلیم پر ایک پمفلٹ کا شیوع۔ ۱۸۴۶ء میں جبکہ شہنشاہ ذیجاہ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ اُن کی تعلیم کے متعلق انگلستان کے کسی روشن خیال شخص نے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ جس کا عنوان یہ تھا "ولیعہد انگلینڈ کی **تعلیم و تربیت کیسے ہونی چاہیئے؟**"

اس پمفلٹ پر کسی مصنف کا رسالے اپنا نام نہ دیا تھا۔ مگر پھر بھی ملکہ معظمہ اور پرنس کنسرٹ نے اُسے پسند کرکے اسکی بعض تجاویز سے اتفاق کیا۔ اور شہنشاہ

کی تعلیم و تربیت میں پہلے سے بھی زیادہ سعی ہونے لگی۔ چنانچہ آپ خانگی تعلیم کے بعد آکسفورڈ۔ کیمبرج اور اڈنبرا کی یونیورسٹیوں میں بالترتیب تعلیم پاتے رہے اور اگرچہ آپکے والد ماجد نے ۱۸۶۱ء میں آپ کے فارغ التحصیل ہوجانے کی بابت ایک پرائیویٹ چٹھی میں ذکر کیا ہے لیکن اصل یوں ہے۔ کہ آپ کو تحصیل علوم و فنون کا اشتیاق اسکے بعد بھی برابر دامنگیر رہا۔ اور مطالعہ نے تو بڑھاپے تک سفر و حضر میں کبھی آپ کی رفاقت نہیں چھوڑی۔

دوران تعلیم میں آپ پورے محنتی اور پابندِ اوقات طالب علم رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے ہم جماعت اور اُستاد سب اسکی تائید کرتے ہیں۔ کہ شہنشاہ موصوف محنت کرنے والوں کے بھی شہنشاہ ہیں۔

ناولوں کے پڑھنے کی خاندان شاہی کو بہت کم اجازت ہوتی تھی۔ مگر آپ کبھی کبھی فرصت کے وقت سر والٹر سکاٹ کے ناول دیکھا کرتے تھے۔ اور یہ اسلئے کہ اُسکا اندازِ بیان بہت کچھ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے والد ماجد کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ شہزادۂ والا گوہر فرصت کے وقت ناول خوانی بھی کیا کرتے ہیں تو انہوں نے آپ کو بلا کر اپنا افسوس ظاہر کیا۔ کہ کیا تم ہونے والے شاہِ انگلستان کے لئے ناول خوانی جائز رکھتے ہو؟ مگر آپ نے نہایت سادگی سے یہ جواب دیا کہ قبلہ! میں تو سر والٹر سکاٹ کی تصانیف پڑھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہِ معظم سر والٹر سکاٹ کے ناولوں کو ناول نہیں بلکہ قابل دید تصانیف سمجھتے تھے۔
آپ کی طفولیت کا یہ لطیفہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ ایک دفعہ جبکہ

آپکی عمر مبارک صرف پانچ سال کی تھی۔ کہ آپ نے ایک بت تراش برنارڈ نامی کی تصاویر پہ (جو آپ کو برابر آٹھ دن تک ملاحظہ کرائی گئی تھیں) چکنی مٹی ڈالدی۔ جس سے اُن مجسموں کیصورت بہت کچھ بگڑ گئی۔ اور قصہ آپ کی والدہ ملکہ معظمہ کے گوشگذار ہوا۔ جس پر اُنہوں نے شہنشاہ کو سرزنش کرنے کے بعد ہدایت کی کہ خود کاریگر کے پاس جاکر معذرت کریں۔ آپ کی عمر ہی اسوقت کیا تھی۔ کہ معذرت کے الفاظ بھی باضابطہ ہوتے۔ پس آپ نے کاریگر کو مخاطب کر کے بلا تکلف فرمایا۔ کہ

دوست برنارڈ! مجھے معاف کردینا۔ کیونکہ میری والدہ کہتی ہیں کہ بے تمیزی میں مَیں بھی ایک چھوٹا ساگدھا ہوں۔

مردانہ ورزشوں کا بھی آپ کو ہمیشہ شوق رہا ہے۔ چنانچہ اس میں آپ نے بخوبی نام بھی پایا ہے۔ گھوڑ دوڑ کے آپ بہت شائق تھے۔ کالج کے والنٹیروں کی جماعت میں بھی خاص طور پر مشہور رہتے۔ غرضکہ عام طالب علموں سے بہت زیادہ انکو اپنے وقت کی قدر و قیمت اور ضروریات سے واقفیت حاصل تھی۔

زباندانی میں آپ کو نہ صرف انگریزی کے ہی ایک بے عدیل زباندان ہونے کا حق حاصل ہے بلکہ اسکے ساتھ یونانی لاطینی وفرانسیسی۔ اطالی جرمن وغیرہ زبانوں پر بھی آپ کو وہی قدرت حاصل ہے جو ایک ماہر زباندان کو ہونی چاہیئے۔

شہنشاہ کے اُستاد:۔ آپ کے استادوں میں مسٹر ہیچ۔ ڈین سٹینلی اور چارلس کنگسلی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ یہ

صاحبان باعتبار اپنے علم وفضل اور طبع خداداد کے انگلستان بھر کے اتالیقوں اور عالموں کا خلاصہ وانتخاب تھے۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ انکی ہم نشینی ومعلمی سے شہنشاہ کو اعلےٰ درجہ کے فوائد حاصل ہوتے رہے۔ چنانچہ آپ کے والدین کی سعی وکوشش اور ایسے لائق اتالیقوں کی تعلیم وتربیت کا ہی یہ نتیجہ سمجھنا چاہیئے کہ سن بلوغ حاصل کرنے تک آپ کو مختلف علوم وفنون پر بھی اس عمدگی اور قابلیت سے قبضہ وتوغل حاصل ہوچکا تھا۔ کہ کسی کو مدتوں کی سرزنی سے بھی کم نصیب ہوتا۔ اور غالباً آپکے بالغ ہونے تک کوئی ایسا مفید علم وفن رہ نہ گیا تھا۔ جسپر آپ کو عبور نہ ہو۔ بالخصوص تاریخ اور قانون کیطرف آپ کا اسقدر میلان رہا ہے کہ اسوقت اگر دنیا میں کوئی تاریخ قدیم وجدید کا بہترین عالم اور قانون میں اعلےٰ درجہ کا بیرسٹر تلاش کیا جائے۔ تو غالباً آپ ہی کا نام نامی اول نمبر پائے گا۔

حافظ حقیقی کی محافظت۔ سن بلوغ سے پہلے دو دفعہ آپ کو ایسے حادثات سے سامنا ہوا کہ اگر حافظ حقیقی کی حفاظت شامل نہ ہوتی تو غضب ہی ہوگیا ہوتا۔ پہلا واقعہ یہ ہے کہ سات برس کی عمر میں ایک ساتھی کی بندوق کی گولی کا نشانہ ہوتے ہوتے بچ گئے۔ اور دوسری دفعہ ۱۶ سال کی عمر میں ایک بلند پہاڑ پر سے گر گئے تھے مگر خدا نے فضل کیا۔ کہ آپ کو کچھ زیادہ چوٹ نہ آئی

فصل دوم

شہنشاہ کی بلوغت اور خود مختار زندگی

شہنشاہ کا زمانۂ بلوغت تو ۹ نومبر ۱۸۵۹ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اس سے پہلے مذہبی مراسم کے مطابق شاہی گرجاء میں بشپ اوف کنٹربری امتحان لیتے ہیں۔ جس میں مذہبی و اخلاقی جذبات کی جانچ ہوتی ہے۔ چنانچہ شہنشاہ کا بھی امتحان لیا گیا۔ اور آپ اسمیں تعریف کے ساتھ پاس ہوئے۔ جسکے بعد اسقفِ اعظم نے آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دُعائے برکت مانگی۔ اس رسم کی نسبت ملکہ معظمہ تحریر فرماتی ہیں "کہ شاہزادہ کے دل پر اس رسم کی سنجیدگی اور عظمت کا بخوبی اثر ہُوا۔ خدا اُسے برکت دے"

بہرحال ۹ نومبر ۱۸۵۹ء کو جب آپ پورے اٹھارہ سال کے ہوئے تو والدین کی نگرانی سے آزاد کئے گئے۔ اور آپ کی نسبت سلطنت انگلشیہ کے جائز ولیعہد ہونے کا اعلان گزٹ میں شائع کیا گیا۔ نیز "آرڈر اوف دی گارٹر" کا معزز تمغہ پہنایا جا کر آپ کو اعزازی کرنیل بھی بنایا گیا۔ غرضکہ سلطنت کیطرف سے اُن اعزازوں کا آغاز ہو گیا جنکے آپ حقدار اور اُمیدوار تھے۔

ایسے مواقعات سے انسانی دل خواہ مخواہ متاثر ہو جایا کرتے ہیں مگر شہنشاہ پر اس تقریب سعید کا جو اثر ہوا وہ اس مثال سے ظاہر ہے کہ اسی دن لارڈ ولزلی صاحب سپہ سالار انگلشیہ جب آپ کے

حضور میں عرض مبارک باد کو حاضر ہوئے۔ تو دیکھا کہ آپ ایک کاغذ کو پڑھتے جاتے ہیں اور آنسوؤں کا تار ہے کہ مسلسل بندھا ہوا ہے۔ یہ کاغذ کیا تھا؟ اور اسکے مضامین کیسے تھے؟ یہ ایک چٹھی تھی جو ملکۂ معظمہ نے اپنے فرزند دلبند کو اس تقریب کے متعلق تحریر فرمائی تھی۔ اور جسمیں بے شمار نادرانہ نصائح کے بعد یہ بھی ارقام فرمایا کہ "آج سے تم اپنے والد اور والدہ دونوں کے قبضہ و اختیار سے آزاد اور خود مختار ہو۔ شائد تمہیں خیال ہو کہ ہم نے گذشتہ وقت میں تمہارے طریق تعلیم و تربیت میں بہت بڑی سختی ملحوظ رکھی ہے۔ مگر اصل یوں ہے کہ جو طور و انداز تمہاری تعلیم و تربیت کے متعلق ہمارے مدِ نظر رہے ہیں۔ اُن سے تمہاری ہی بہتری اور بہبودی ہماری نظروں کے پیش نہاد تھی۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آیندہ زمانہ میں کس قسم کی خوشامدوں اور آزمائشوں سے تمہیں وقتاً فوقتاً مقابلہ کرنا پڑیگا پس ہم نے اپنی طرف سے حتے الامکان یہی کوشش کی کہ تمہارے دل و دماغ کو پہلے سے اُن امتحانوں کے لئے مضبوطی کے ساتھ طیار کردیں۔ مگر اب جبکہ تم بفضلہٖ سن بلوغ کو پہنچ گئے ہو۔ مَیں یا تمہارے والدِ مہرباں از خود تمہارے معاملات میں خواہ مخواہ دخل در معقولات دے کر دست اندازی نہ کیا کرینگے۔ لیکن اگر تم بطیب خاطر ہم سے صلاح و مشورے لینا چاہو گے۔ تو اُس سے ہمیں دریغ بھی نہ ہوگا۔ اور تا حد امکان نیک صلاحوں اور مفید مشوروں سے تمہاری کمرِ ہمت بندھانے میں امداد دیتے رہیں گے"

یہ تحریر ایسی نہ تھی کہ شہزادے کو آیندہ ایک ناصح مشفق کا کام نہ

دیتی اور نیز گذشتہ قابلانہ تعلیم و تربیت نے انہیں جس سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ وہ بھی انکی رہنمائی اور مشہوری کے لئے کچھ کم نہ تھا۔ چنانچہ شہزادہ صاحب نے سنِ بلوغ کے بعد بھی اپنے اوقات عزیز کو ویسا ہی قیمتی سمجھا جیسا کہ ایک لائق شہنشاہ کو سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ سنِ بلوغت کے بعد ہی آپ نے بیرسٹری کا امتحان بھی پاس فرمایا۔ اور جنگی امتحانات بھی دئے۔ اور علم کیمیا کے اصول و فروع پر بھی اڈنبرا یونیورسٹی میں ڈاکٹر پلے فیئر سے کماحقہٗ واقفیت حاصل کی۔ اور ایسا ہی ڈاکٹر شاٹمنر اور مسٹر ہربرٹ فشر سے تاریخ روم اور قانون پر عالمانہ بحثیں اور لیکچر زسنکے بدستور اپنے معلومات کو ترقی دیتے رہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے باضابطہ طور پر آکسفورڈ میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور وہ بھی اس ضابطہ کے ساتھ۔ کہ کرائسٹ چرچ کی آٹھ بجے صبح والی دعا کی شمولیت میں بھی کبھی ناغہ نہ ہونے دیا چنانچہ مارچ ۱۸۶۰ء میں آپ کو آکسفورڈ یونیورسٹی رائفلز کار پس کا آنریری کرنیل کیا گیا۔ اور اسی وردی سے آپ ملکہ معظمہ کے اُس دربار لیوی میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ شریک ہوئے۔ جسمیں ۲۰۰۰ والنٹیئر افسروں کو عزت حاضری بخشی گئی تھی۔ غرضکہ آپ سن بلوغ حاصل کرنے کے بعد بھی ویسی ہی سرگرمی اور محنت اپنی تعلیم اور دیگر کاروبار مقررہ میں کرتے تھے جیسے کہ اس سے پہلے عادت ہو چکی تھی۔ اس زمانہ میں آپ کے ہم جماعتوں میں سے لارڈ بربن لو۔ لارڈ ہملٹن (جو اب ڈیوک آف ابرکران ہیں) اور فریڈرک جانسٹن آپ کے ہمنشین دوست تھے۔ چونکہ آپ سنِ بلوغ حاصل کرنے پر پبلک لائف میں داخل ہو چکے

تھے۔ اس لئے کئی ایک سلطنتی امور میں بھی آپ کو شریک ہونا پڑتا تھا۔ چنانچہ بحیثیت پرنس اوف ویلز ۱ ستمبر ۱۸۶۱ء کو آپ نے چھتیسویں پلٹن کو اعزازی جھنڈا عطا فرمایا۔ کیونکہ آپ فوجی عہدہ دار بھی ہو چکے تھے۔ اور فوجی معاملات سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔

۷۔ نومبر ۱۸۶۱ء کو آپ بنچر اوف دی مڈل ٹمپل منتخب ہوئے جس کے بعد آپ نے نیو ٹمپل لائبریری کی افتتاحی رسوم نہایت عمدگی سے ادا فرمائیں۔

اسی سال میں محل مار لبرو جو ۱۸۵۰ء میں آپ کی رہائش کے لئے خریدا گیا تھا۔ پرنس کنسرٹ نے اسکی آرائش اور قابل رہائش بنانے کا اہتمام اپنے ذمہ لے کر شہنشاہ کے لئے طیار کر دیا۔ اور آپ اسمیں رہنے سہنے لگے یہ عالیشان محل ۱۸۱۷ء میں شاہزادی شارلوٹ اور شاہزادہ لیوپولڈ کے لئے خریدا گیا تھا۔ اور کسی زمانہ میں شاہزادی لیڈی لینڈ بھی اسی میں اقامت فرما ہو چکی تھیں۔ آپ کا سیر و سفر اگرچہ سن بلوغ سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ مگر اب اسمیں اور بھی وسعت ہونے لگی۔ اور ہر جگہ بطور نائب ملکہ انگلستان آپ کام کرنے لگے۔ جن کا مفصل تذکرہ آیندہ فصول میں اپنے موقع پہ آئے گا۔

شہنشاہ کی نانی کی وفات۔ رنج و بیماری سے کوئی فرد بشر عام اس سے کہ بادشاہ ہو یا غریب خالی نہیں رہ سکتا۔ اور اس کلیہ سے شہنشاہ بھی مستثنےٰ نہ تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے ۱۵ مارچ ۱۸۶۱ء کو آپ کی نانی صاحبہ ڈچس اوف کینٹ نے بمقام فراگمور انتقال کیا۔ یہ خاتون ایسی لائقہ اور منتظمہ تھیں کہ ملکۂ معظمہ کی تعلیم و تربیت اور ان کے

با اقبال اُٹھان میں اُن کی کوششیں شاہی خاندان کو کبھی فراموش نہیں ہو سکتیں۔

شہنشاہ کی علالتِ اوّل:- ۱۰ نومبر ۱۸۶۱ء کو شہنشاہ ذیجاہ خود وجع المفاصل کی مرض میں گرفتار ہو گئے۔ اور تین ہفتہ سے زیادہ صاحب فراش رہے۔ لیکن آپ کی مستعدی اور معاملہ فہمی کی دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ ۲۸ نومبر ۱۸۶۱ء کو جب آپ کے حضور میں ایک مراسلہ سلطنتِ انگلشیہ کیجانب سے اضلاعِ متحدہ امریکہ کی گورنمنٹ کے پاس جانے والا پیش ہوا تو باوصف پرلے درجہ کی نقاہت اور بیماری کے جبکہ قلم کا پکڑنا بھی مشکل تھا۔ آپ نے اُسکے الفاظ کو نا ملائم پاکر جابجا اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے خود اسکی ترمیم فرمادی تاکہ ایک آزادی پسند قوم کے خیالات و جذبات کو صدمہ نہ پہنچے۔ بہرحال اس کے بعد آپ کی صحت ترقی کرتی گئی۔ اور ۱۴ دسمبر ۱۸۶۱ء کو آپ مع الخیر کیمبرج سے ایوانِ ونڈسر میں تشریف لائے۔ مگر شہنشاہ کے رنج و آلام کا ابھی پر خاتمہ نہیں ہوا۔ بلکہ یہاں آکر اُن کو یہ وحشت اثر خبر سُننی پڑی۔ کہ **پرنس کنسرٹ البرٹ** جو دو مہینے سے علیل اور قریباً ایک مہینہ سے صاحب فراش ہو چکے تھے۔ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۱ء کو ہمیشہ کے لئے خاندان شاہی کو اپنی مفارقت کا داغ دے گئے ہیں۔

(شہنشاہ کے والد کی وفات)

اس حادثہ سے نہ صرف شہنشاہ کو بلکہ تمام اہالیان خاندان اور خود ملکہ معظمہ کو ایسا ناقابل تلافی صدمہ ہُوا۔ کہ جسکو الفاظ میں لانا مشکل ہے۔ بالخصوص ملکہ معظمہ شہنشاہ ذیجاہ اور ڈیوک اوف آرتھر کا رونا تو کسی طرح نہ رُکتا تھا اور واقعی ملکہ کو ایسے نیک نہاد خوبصورت اور نیک سیرت

خاوند کا اور اولاد کو ایسے لائق اور ایسے دردمند باپ کا جسقدر بھی رنج ہوتا بجا تھا۔ مگر قضائے یزدانی اور رضائے ربانی سے کس کو چارہ و یارا ہو سکتا ہے۔ آخرش ۲۳ دسمبر ۱۸۶۱ء کو یہ دُرِ یکتا ونڈسر کے گرجا میں تہ خاک کیا گیا۔ اور بعدازاں میدان فراگ مور میں بیس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک عالیشان مقبرہ بنوا کر وہاں اُن کی لاش منتقل کی گئی۔ اس مقبرہ پر جو کتبہ لکھا گیا ہے اسکا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ:۔
"یہ مکان ۱۵ مارچ ۱۸۶۲ء کو ملکہ وکٹوریا نے اپنے عزیز شوہر کی یادگار میں بنوایا۔ بابرکت ہیں وہ لوگ جو خدا کی یاد میں سوتے اور اُسی کی تلاش میں جان کھوتے ہیں"

شہنشاہ نے اپنے والد کی یادگار میں معقول چندوں کے اعطا کے علاوہ ہمیشہ اُنکی نیک زندگی کو اپنا دستور العمل بنانے سے آجتک جو اعلےٰ ترین ثبوت محبتِ فرزندی کا دیا ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے دلپر ان کے والد کی بے حد عظمت چھائی ہوئی ہے۔ اور اسی سے اُن کے اُس رنج و غم کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو اس صدمہ سے اُن کو ہوا تھا۔

پرنس کنسرٹ اگر آج زندہ ہوتے۔ تو انکی خوشی کی کیا انتہا ہو سکتی تھی۔ مگر اب بھی اُمید ہے کہ جب وہ اپنے لخت جگر کو ہمدردیٔ مخلوق۔ ترقی صنعت و حرفت۔ نیک چلنی کے اپنے پڑھائے ہوئے سبقوں کا مطالعہ خوان دیکھتے ہوں گے۔ تو اس سے اِن کی گور ضرور ٹھنڈی ہو جاتی ہوگی۔

فصل سوم

شہنشاہ کی شادی خانہ آبادی

سِن بلوغ حاصل کرنے پر شادی کا مرحلہ طے کرنے کا خیال جیسا کہ ہر سوسائٹی میں ایک ضروری چیز ہے۔ ویسا ہی شاہی خاندانوں میں بھی اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اور شہنشاہ کے والدین بھی اس سے بے فکر نہ تھے۔ سفر یوروپ میں اوّل اوّل ۲۴ ستمبر ۱۸۶۱ء کو درامز کے گرجا میں شہنشاہ کی ملاقات ڈنمارک کی شہزادی پرنسس الگزینڈرا سے ہوئی۔ تو اُس نے دل میں اسقدر جگہ کرلی کہ اسکے بعد کی ملاقاتوں میں محبّت وخلوص کو اور ترقی پر ترقی ہوتی چلی گئی چنانچہ شہنشاہ کے والد اپنے روزنامچہ ۳۰ ستمبر ۱۸۶۱ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ "شاہزادی الگزینڈرا کی نسبت ہماری رائے بہت عمدہ ہے اور خوشی کی بات ہے کہ دونوں نوجوانوں نے باہم محبت کرنا سیکھ لیا ہے" اسپر ملکہ معظمہ ستمبر ۱۸۶۲ء میں خود ڈنمارک تشریف لے گئیں۔ جن کے عقب میں شاہزادہ نے بھی حسب الحکم اپنی والدہ کے وہیں پہنچ کر شاہزادی کو بزبانِ خود شادی کا پیغام دیا جسے انھوں نے بطیبِ خاطر منظور فرمایا۔ اور وہیں ۹ ستمبر ۱۸۶۲ء کو محل للکن میں شاہ بلجیم اور ممبرانِ خاندان کی موجودگی میں منگنی کی رسوم ادا کردی گئیں جس موقع پر شاہ بلجیم کی طرف سے عمائدین وشرفائے ڈنمارک کو ایک پُرتکلف دعوت بھی دی گئی۔ اس رسم کے بخیروخوبی انجام پذیر ہونے پر ملکہ معظمہ مراجعت فرمائے انگلستان ہوئیں اور یہاں سے شاہ ڈنمارک کو معہ شہزادی

صاحبہ انگلستان میں مدعو کیا گیا۔ جسکو انہوں نے بخوشئ خاطر منظور فرمایا۔ اور انگلستان کی منتظر پبلک کو اپنی تشریف آوری سے مسرور کر دیا ۹۔ نومبر ۱۸۶۲ء سے ۲۶۔ نومبر تک شاہِ ڈنمارک معہ شاہزادی الگزینڈرا کے انگلستان میں رونق افروز رہے۔ جن کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا تھا۔ کیونکہ انکی تشریف آوری سے قبل ۴ نومبر کے لنڈن گزٹ نے باضابطہ طور پر یہ خبر چھاپ کر مشتہر کر دی تھی۔ "کہ ملکہ معظمہ وکٹوریا نے یکم نومبر ۱۸۶۲ء کو ہز رائل ہائینس پرنس اوف ویلز البرٹ ایڈورڈ کی شادی خانہ آبادی ہر رائل ہائینس پرنسس الگزینڈرا شاہزادی ڈنمارک کے ساتھ منظور فرمائی ہے۔" چنانچہ اس کے بعد پارلیمنٹ انگلستان نے بھی اس شادی کو منظور کر کے شہنشاہ کے وظیفۂ مقررہ میں چالیس ہزار پونڈ یعنے چھ لاکھ روپیہ سالانہ کا اضافہ کر دیا۔ اور ماسوا اسکے دس ہزار پونڈ یا ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر شاہزادی الگزینڈرا کے لئے بھی منظور فرمائی۔ اور پھر نہایت شان و شوکت کے ساتھ اس عظیم الشان شادی کی طیاریاں شروع ہوئیں۔ ملک بھر میں مبارکباد کا ایک جوش تھا۔ کہ برابر پھیلا ہوا تھا۔ کیونکہ شاہزادی صاحبہ نے باوجود اپنے حسن و جمال اور خصال و افعال کے ہر طبقہ اور ہر درجہ میں پوری پوری نیک مشہوری حاصل کر رکھی تھی۔

چونکہ قرار پاچکا تھا کہ رسومات شادی انگلستان میں ہی ادا ہونگی اسلئے ۲۶ فروری ۱۸۶۳ء کو پرنسس الگزینڈرا صاحبہ نے اپنے وطنِ مالوف سے روانہ ہو کر ۷۔ مارچ ۱۸۶۳ء کو سرزمینِ انگلستان میں قدم رکھا کیونکہ ۱۰ مارچ شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی۔

اِس موقع کی آرائش وزیبائش اور اس تقریب کی شان وشوکت اور رعایا کے جوش مسرت کو کن الفاظ میں بیان کیا جائے۔ جس ایشیائی شاعر نے اپنے محبوب کی تشریف آوری پر یہ لکھا تھا کہ ؎

از آمدنت اگر خبر داشتمے
در رہگذرت گل وسمن کاشتمے

وُہ اگر زندہ ہوتا تو انگلستان میں یہ دیکھ کر نہایت ہی محظوظ ہوجاتا۔ کہ شاہزادی الگزینڈرا کے سرزمین انگلستان پر قدم رکھتے ہی ساٹھ پریجمال لڑکیاں انکے آگے آگے گل افشانی پہ مامُور تھیں اور لنڈن کے بازاروں کی آرائش پر تین لاکھ پونڈ یا پینتالیس لاکھ روپیہ اسی تقریب کی خاطر خرچ کردیا گیا تھا۔

الغرض ۱۰۔ مارچ ۱۸۶۳ء کو بروز سہ شنبہ نکاح کی رسوم ساڑھے گیارہ بجے دن کے سینٹ جارج کے گرجے میں نہایت کرّوفر اور شان وشوکتِ شاہانہ سے عمل میں آئیں۔ دعوت شادی اس وسیع پیمانہ پر دی گئی تھی کہ اسکے برتنوں کی قیمت کا اندازہ دس لاکھ پونڈ یا ڈیڑہ کروڑ روپیہ کیا جاتا ہے۔ شادی کا کیک ساڑھے پانچ فینٹ بلند اور ایک من دس سیر وزنی تہا اور زیورات شاہی کے علاوہ شہزادی کو لنڈن کی کیپٹی کیطرف سے جو جڑاؤ کنٹھا بطورِ نذر دیا گیا تھا دس ہزار پونڈ یا ڈیڑہ لاکھ روپے کی مالیت کا تھا۔ انہیں باتوں سے ناظرین اس تقریب کی عظمت وشان کا موازنہ کرسکتے ہیں۔

رسُوماتِ نکاح کے وقت شہنشاہ کی والدہ ملکہ انگلستان اور شاہزادی الگزینڈرا کی والدہ ملکہ ڈنمارک دونوں موجود تھیں۔ اور بڑے بڑے اعیان واکابرانِ یورپ جو تعداد میں نو سے زیادہ تھے۔ وُہ بھی

سب حاضر تھے۔ کہ اوّل شہزادے نے گرجا میں پہنچ کے اپنی والدہ مکرمہ کو دوزانو ہو کر مودبانہ سلام کیا۔ اور پھر قربانگاہ کے پاس جاکر دوزانو ہونے کے بعد دلہن کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ ایسا ہی دلہن صاحبہ نے بھی آتے ہی سب سے پہلے ملکہ کے روبرو دوزانو ہو کر مودبانہ سلام کیا۔ اور پھر قربانگاہ کی تقدیس کے لئے دوزانو ہو گئیں جسکے بعد آرچ بشپ اوف کنٹربری نے بشپ اوف لنڈن وابرڈین کی شراکت سے مراسم نکاح ادا کردیں اور دولہا دولہن دونوں ہمدست ہو کے گرین اینڈ وائٹ ڈرائنگ روم میں رجسٹر شادی پر دستخط کرنے کو تشریف لے گئے جسپر اسقدر ہپ ہپ ہرّے اور نعرہ ہائے مسرت بلند ہوئے کہ آسمان تک آواز جا پہنچی۔ اور پھر یہ مبارک جوڑا شادان و فرحان شاہی گاڑیوں پر سوار اپنے ایوانِ عالیشان میں جا پہونچا اور وہاں سے حسب دستور قدیم ہنی مون کے لئے پہلے آسبورن اور پھر سیاحت یوروپ کے لئے روانگی عمل میں آئی۔ جہاں سے ایک مہینہ کے بعد مراجعت فرمانے پر آپکے لئے محل سنڈرنگھم پر دارالاقامت قرار پایا مگر مالبرد ہوس اور بکنگھم وغیرہ وغیرہ سب آپ کے ہی تحت و تصرف میں تھے۔ جہاں جی چاہا وہیں چند روز جلوہ افروز ہو گئے۔

غالباً یہ بھی لکھدینا ضروری ہے کہ اس ازدواج فرحت امتزاج سے آپ کو چھ اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے تین تو ضایع ہو گئیں اور تین بفضلہٖ موجود ہیں۔

اولادِ اوّل ۔ ۸ جنوری ۱۸۶۴ء کو پرنس البرٹ وکٹر پیدا ہوئے جنکو ایوان بکنگھم میں اصطباغ دیا گیا۔ اور ملکہ وکٹوریا ان کی دہرم ماں بنیں

یہی صاحب شہنشاہ کے ولیعہد قرار پائے تھے۔ اور ماشاء اللہ بڑے ذکی و فہیم تھے۔ ۱۸۹۰ء میں ہندوستان کو بھی آپ نے اپنی تشریف آوری سے عزت بخشی تھی۔ مگر افسوس کہ یہاں سے واپسی پر عین عالم جوانی میں جبکہ آپ کی شادی کی طیاری ہو رہی تہیں اواخر ۱۸۹۲ء میں آپ والدین کو داغ مفارقت دے گئے ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اولادِ دوم۔ ایک سال بعد یعنے ۱۸۶۵ء میں پرنس جارج فریڈرک آرنسٹ پیدا ہوئے۔ جواَب بفضلِ خدا ولیعہدِ سلطنتِ انگلستان ہیں اور انکی شادی بھی ۱۸۹۳ء میں شاہزادی مے صاحبہ کے ساتھ ہو چکی ہے جو اِن سے پہلے پرنس وکٹر متوفی کی منسوبہ تھیں۔

اولادِ سوم۔ پرنسس لوئیس وکٹوریا الگزینڈرا۔ جو ۲ فروری ۱۸۶۷ء کو پیدا ہوئیں اور جنوری ۱۸۹۲ء میں ارل اوف فائف سے بیاہی گئیں

اولادِ چہارم۔ پرنسس وکٹوریا اولگا میری جو جولائی ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئیں۔

اولادِ پنجم۔ پرنسس جولیٹ میری وکٹوریا جو ۲۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئیں۔

اولادِ ششم۔ پرنس الگزینڈر جنہوں نے پیدایش سے تھوڑے دنوں بعد قضا کی!

اب جیسے بفضلِ الٰہی شہنشاہ تخت نشین ہوئے ہیں شہزادی الگزینڈرا بھی ملکہ معظمہ کے معزز خطاب سے مخاطب ہوتی ہیں اور یہ تاجدار جوڑا دلی الفت و محبت سے پاکیزہ زندگی کے لطف اٹھا رہا ہے۔

Checked 1981

فصل چہارم

شہنشاہ کی سیر و سیاحت

اگرچہ سیر و سیاحت کے فوائد کو تسلیم کر کے شہنشاہ کے والدین نے اسکو بھی اپنی اولاد کے لئے بمنزلہ تعلیم کے قرار دے رکھا تھا۔ لیکن شہنشاہ کی لمبی اور پے در پے سیاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو خود بھی اسکا دلی شوق رہا ہے۔ چنانچہ ابھی آپ سنّ بلوغ کو نہ پہنچے تھے۔ کہ چھوٹے چھوٹے سفر شروع ہو گئے تھے۔ اور ان میں آپ کا ایسا دل لگتا تھا کہ جب آپ تیرہ سال کی عمر میں اپنی بڑی ہمشیرہ کے ساتھ فرانس میں جا کر نیپولین سوم کے مہمان ہوئے تو وہاں کی سیر و تفریح سے خوش ہو کر آپ نے شہنشاہ بیگم فرانس سے فرمایا کہ آپ ملکہ معظمہ کو لکھ کر ہماری نسبت یہاں زیادہ عرصہ ٹھہرنے کی اجازت منگالیں اور جب شہنشاہ بیگم نے اسکا یہ جواب دیا۔ کہ "میرا خیال تو یہ ہے کہ تمہاری والدہ تمہارے بغیر رہ نہیں سکتیں" تو آپ نے بھولےپن سے فرمایا۔ کہ "اس کا کچھ خیال نہ فرمائیے۔ وہاں گھر میں اور چھ موجود ہیں اور ہماری وہاں چنداں ضرورت بھی نہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سیر و سفر میں خوب لطف آتا تھا اور آپ اسے دل سے پسند کرتے تھے۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے سوئٹزرلینڈ اور جرمنی کا سفر کیا۔ اور پھر ۲۔ اپریل ۱۸۵۸ء کو آپ آئرلینڈ کی سیر کے لئے روانہ ہو گئے۔ ۴۔ اگست ۱۸۵۸ء کو آپ نے والدین کے

ہمراہ آسبورن سے چربرگ تک بحری سفر کیا۔ جہاں شاہی استقبال کے لیئے روشنی و آتشبازی کے جلسوں پر وہاں کے باشندوں نے پچیس ہزار فرانک خرچ کر دیا تھا اور اسکے بعد پھر ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو آپ نے پرنس الفریڈ کے ساتھ یوریلس نامی جہاز پر بحیرہ روم کی سیر فرمائی۔ اور پھر ۲۰ نومبر کو جرمنی کا سفر کیا۔ جہاں آپ شہنشاہ جرمن کے مہمان تھے۔ اور شہنشاہ جرمن (قیصر ولیم متوفی) نے آپ کے خصائل و شمائل سے متاثر ہو کر فرمایا کہ "ان کا وجود ان تمام آرزوؤں کو پورا کرنے والا ہے۔ جو والدین کو نیک اولاد سے ہوتی ہیں" اور اسی خوشی میں اِس سفر میں انہوں نے آپ کو **آرڈر اوف دی بلیک ایگل** کا خطاب و تمغہ بھی عنایت کیا۔ اس موقع پر ملکہ وکٹوریا اور آپ کے والد پرنس کانسرٹ بھی جرمن میں موجود تھے۔ جسکے بعد آپ بخیرو عافیت واپس تشریف لائے۔

۱۰۔ جنوری ۱۸۵۹ء کو آپ روم (اٹلی) کی سیاحت کی غرض سے روانہ ہوئے۔ اب تو وہ زمانہ تھا کہ ایک عالم آپ سے آشنا تھا اور سب کو آپ سے ملنے کی تمنا تھی۔ مگر آپ پر تکلّف آؤ بھگت اور داب و آداب کو زیادہ پسند نہ کرتے تھے۔ پس اس سفر میں بعض مقامات پر آپ بھیس بدلکر بھی سیر کرتے رہے اور جو جو چیزیں لائق دید تھیں ان کو ایک ایک کر کے نہایت تحقیق سے ملاحظہ فرمایا۔ اسی سفر میں آپ پوپ اوف روم سے بھی ملے۔ آپ کا ارادہ تو دیر تک ٹھیرنے کا تھا۔ مگر چونکہ ان دنوں نپولین سوم آسٹریا پر جنگ کی طیاریاں کر رہا تھا۔ اور روم فرنچ افواج کے قبضہ میں تھا۔ لہذا ملکہ

معظمہ نے ایسے پیچیدہ وقت میں آپ کو وہاں زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہ دی اور آپ اواخر اپریل میں روم سے روانہ ہوکر ۷ مئی کو جبرالٹر پہنچ گئے جہاں کسی وقت آپ کے نانا گورنر رہ چکے تھے۔ اور یہاں سے آپ ہسپانیہ و پرتگال کی سیر کرتے ہوئے جولائی میں روانہ انگلستان ہوئے۔

۱۱ستمبر کو آپ بالمورل جاکر ڈولاک میں ہرن کا شکار کرنے کے بعد ۷۔ اکتوبر کو اپنے والدین کے ہمراہ کوہ بیس ٹیک ڈوی کی سیر کرکے گلاسگو روانہ ہوئے۔ جہاں ایک واٹرورکس کی افتتاح کے لئے ملکہ معظمہ کو جانا تھا۔ وہاں سے ۱۷۔ اکتوبر کو آپ آکسفورڈ پہنچے۔ اور آٹھ مہینے کی اقامت میں خوب دماغی محنت کرتے رہے۔

۹ جولائی ۱۸۶۰ء کو آپ بحیثیت ملکۂ انگلستان کے نائب ہونیکے کنیڈا میں دوعظیم الشان اور مہتم بالشان کاموں کی انجام دہی کو تشریف لے گئے۔ پہلا کام تو دریائے مانٹریل کے ریلوے پل کا افتتاح تھا۔ مگر دوسرا کام قرون آیندہ تک برابر شہنشاہ کی تاریخ میں سُنہری حروف سے لکھا رہے گا جو کنیڈا کی پارلیمنٹ کا بنیادی پتھر رکھنا تھا۔

اصل یوں ہے کہ ملکۂ انگلستان نے کنیڈا والوں کو بنفس نفیس اپنی تشریف آوری کا وعدہ دے رکھا تھا۔ مگر آخر کار مشاغلِ شاہی سے عدیم الفرصتی کے باعث اپنے ولیعہدِ سلطنت کو اپنا قائمقام کرکے روانہ کرنے کی تجویز فرمائی جسکو اُن لوگوں نے بھی دلی خوشی سے پسند کیا۔ اور اس سفر میں شہنشاہ نے بھی تمام رعایا برایا کے دلوں پر اپنی ہردلعزیزی کا وہ سکہ بٹھایا کہ جو کبھی محو نہیں ہوسکتا۔

آسبورن سے چلکر آپ نے ڈیون پورٹ میں مقام فرمایا جہاں معززین قوم نے آپکے حضور میں ایک اڈریس پیش کرنے کی عزت حاصل کی اسکے جواب میں آپنے جو کچھ ارشاد فرمایا اسکے چند فقرات کا اقتباس ذیل کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین اپنے شہنشاہ کی حب الوطنی اور ہمدردیِ قومی کا اندازہ کرسکیں آپ نے فرمایا۔ کہ:۔

"میں اس وقت ملکۂ انگلستان کے نائب کی حیثیت سے مقبوضات شمالی امریکہ کی سیر کو جارہا ہوں جہاں شریف اشخاص۔ انسانی صنعت و کمال اور قدرت کی دلچسپ کاریگری میرے مشاہدہ میں آسکے گی۔ پس میں واپسیٔ انگلستان پر اپنے ساتھ ایسی معلومات لانے کی کوشش کروں گا جو میرے ہموطنوں کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوسکے۔ غالباً اس امر کا آپ لوگوں کو بجا ناز ہوگا۔ کہ آپ کے ہمقوم بھائی ایک بھاری تعداد میں اسوقت غیر ممالک میں جاکر عزت و توقیر اور امن و آسایش سے گذارہ کر رہے ہیں"

ڈیون پورٹ سے روانہ ہوکر جب ۲۵ جولائی کو آپ مقام سینٹ جان واقعہ نیو فونڈ لینڈ امریکہ میں پہنچے تو پہلی بار وفادار رعایا نے آپ کی گاڑی کے گھوڑے کھولکر اسکو اپنے کندھوں سے کھینچا۔ اور ایک قابل دید ناچ کا جلسہ آپ کو دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے بھی ایک دربار لیوی منعقد فرماکے وہاں کے چیدہ معززین کو شرف نیاز بخشا۔ اور اس کے بعد ہیلی فیکس اور نوا اسکوشیا کا رُخ کیا۔ جہاں ۲۹ جولائی کو لارڈ ملگریو صاحب گورنر نے آپ کا شاندار استقبال کرکے فوج کا ملاحظہ کرایا۔ جہاں سے روانہ ہوکر آپ آٹھویں اگست سنہ ۱۸۶۰ء کو جمعہ کے دن دوپہر

کے وقت مقام کوبیک (دارالحکومت کینیڈا) میں رونق افروز ہوئے۔
جہاں ساٹھ ہزار آدمی آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ چنانچہ
اُسی دن تیسرے پہر آپ نے ایک لیوی دربار کا انعقاد فرما کر شمالی
وجنوبی کنیڈا کے رومن کیتھولک پادریوں کو اعزازِ نیاز بخشا۔ اور
پھر پانچ دن کے قیام کے بعد شہر مانٹریل کے پل کی افتتاح کے
لئے تشریف لے گئے۔ یہ پل دریائے سینٹ لارنس پر ۱۸۵۳ء سے
طیّار ہو رہا تھا جو پورے سات سال کی محنت اور صنعت سے کہیں
اب جا کر مکمل ہُوا اور حضور ممدوح نے اس پر سب سے پہلے اپنی گاڑی
چلانے سے رسمِ افتتاح ادا فرمائی۔

چونکہ آپ کو صنعت و حرفت کی ترقی کا شوق اپنے والد سے
وراثتاً پہنچا ہُوا تھا۔ لہٰذا وہاں بھی آپ کے حکم سے ایک صنعتی
نمائش کھولی گئی۔ جسکے افتتاح کی تقریب پر آپ کو مختلف قسم کے
ورزشی کھیل اور ناچ وغیرہ دکھائے گئے۔ اس کے علاوہ ۲۹ اگست
کو آپ نے وہاں کی آٹھ ہزار فوج کا علمہ لیا۔ اور ۳۱ تاریخ کو اٹاوہ
کیجانب روانہ ہوئے۔ جہاں آپ نے ایک عظیم الشان تاریخی کام سرانجام
دینا تھا۔ چنانچہ یکم ستمبر ۱۸۶۰ء کو آپ نے اٹاوہ میں کنیڈا کے
پارلیمنٹ کا بنیادی پتھر نصب فرمایا۔ اس موقع کی عظمت و
شوکت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ جہاں تمام حاضرین کے چہرے انکی
دلی بشاشت کی گواہی دے رہے تھے۔

اس کام کو انجام دے کر دو دن میں آپ نے سوبیل کا سفر طے
فرمایا۔ اور ۳ تاریخ کو مقام برگ ویل میں نزول اجلال ہُوا۔ اور

اگلے دن وہاں سے روانہ ہوکر ۶ ستمبر کی شام کو کوبرگ میں پہنچکر قیام فرما ہوئے جہاں کی رعایا مثل اہالیانِ ڈیون پورٹ کے آپ کی گاڑی خود کھینچتی ہوئی فرودگاہ پر لے گئی۔ ۷ تاریخ کو روانہ ہوکر جھیل رائیس کا ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ مختلف مقاماتِ کینیڈا کی سیر سے محظوظ ہوتے رہے۔ اور ۱۸ ستمبر کو انٹاریو کی جھیل سے ہوتے ہوئے ہملٹن کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں اس سفر کا اختتامی دربار منعقد فرمایا گیا۔ اور نیز ایک صنعتی نمائش کا افتتاح کیا گیا۔ اور انجمن زراعت کا اڈریس لے کر بائیتہ جواب سے اسکو سرفرازی بخشی گئی۔ یہاں سے فراغت کے بعد آپ نے اضلاع متحدہ امریکہ کی گلگشت کا قصد فرمایا اور مقام شکاگو کو دیکھ کر مختلف دیہات وقریات کا معائنہ فرماتے ہوئے ایک چھوٹے مگر دلکش گاؤں ڈوایٹ نامی میں ۲۳ سے ۲۶ ستمبر تک قیام فرماکر قدرتی زندگی کا لطف اٹھایا۔ کیونکہ آپ کو بٹیر کے شکار کا شوق تھا اور یہاں اسکا نہایت عمدہ موقع تھا۔ چنانچہ اثنائے قیام میں آپ نے ستو بٹیروں کا شکار کیا۔ اور پھر مختلف شہروں کی سیر کرتے ہوئے ریاست ہائے ایلینس۔ انڈیانہ۔ واوہو کو دیکھتے ہوئے ۳۔ اکتوبر کو شہر واشنگٹن میں رونق افروز ہوکر پانچ دن تک مسٹر بوچانن کے مہمان عزیز رہے۔ جہاں ۴۔ اکتوبر کو آپ نے دربار شاہی اور پیٹنٹ اوفس کا معائنہ فرمایا۔ اسی دن تیسرے پہر آپ کی تشریف آوری کی تقریب سے پریزیڈنٹ نے ایک دربار منعقد کیا۔ جسمیں دائیں جانب شہنشاہ اور بائیں طرف پریزیڈنٹ کی نشست تھی۔ اور پھر شام کو امریکن گورنمنٹ کی جانب سے ایک عظیم الشان دعوت آپ کو دی گئی۔

اگلے دن ۵- اکتوبر ۱۸۷۶ء کو آپ پریزیڈنٹ کے ساتھ بمقام ورنٹ درمان **واشنگٹن** کے مقبرہ دیکھنے کو تشریف لے گئے- واشنگٹن وہ شخص تھا جسکی لڑائیاں شہنشاہ کے پڑداداکے ساتھ اکثر رہا کرتی تھیں- اور قدرت ان میں اُسی کو فتحیاب بھی کرتی رہی تھی- مگر شہنشاہ کی بے تعصبی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ جب آپ قبرستان میں پہنچے تو تعظیماً سر سے ٹوپی اوتارلی- جسکی تمام جماعت نے تقلید کی- اور پھر آپنے فرمایا- کہ میرے یہاں آنے کی یادگار میں واشنگٹن کے سرہانے کوئی ایسا درخت لگایا جائے جو امریکہ میں خاص طور پر ہردلعزیز اور مبارک ہو- ۱۰ اکتوبر کو آپ شہر واشنگٹن سے چلکر ۱۰ کو فلاڈلفیا کے سٹیٹ ہوس میں مقیم ہوئے- اور اُس تاریخی قدیم کانگرس ہال کا لاحظہ فرمایا- جسمیں امریکہ کے آزادی پسند فرقہ نے ۴- جولائی ۱۷۷۶ء کو دستاویزِ آزادی پر دستخط کئے تھے- یہاں سے روانہ ہوکر ۱۱- کو آپ نیویارک داخل ہوئے جہاں کیسل گارڈن بیٹری میں آپ کا قیام ہُوا- لیکن اس شہر نے جقدر آؤ بھگت آپ کی کی ہے- وہ سرسری طور پر چھوڑ دینے کے لائق نہیں- کیونکہ نیویارک کا ہر کہ ومہ اسقدر آپکے جمالِ جہاں آرا کا مشتاق تھا- کہ آپ کے رستہ کے دونوں طرف اژدہام مخلوق سے تل بھر جگہ باقی نہ رہی تھی- چنانچہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ پانچ اور چھ لاکھ کے درمیان لوگ آپ کی سواری دیکھنے اور خوش آمدید کہنے کو اسدن جمع ہوئے تھے یہاں سے روانہ ہوکر آپ ۱۷ کو امریکہ کے مشہور تجارتی شہر بوسٹن میں پہنچے- اور ۱۹ تاریخ کو کیمبرج ہارورڈ کالج کا معائنہ فرما کے کوہ آئرن کی سیر کرتے ہوئے ۲۰- اکتوبر کو ۴ بجے شام کے ہیرو نامی جہاز پر سوار ہوکر پولینڈ کی طرف روانہ

ہوئے۔ رستے میں موسم طوفانی ہوجانے کے باعث آپ کو ناگوار توقف کرنا پڑا۔ اور ۹ نومبر کو آپ بخیریت پلائی موتھ سے محلِ ونڈسر (لندن) میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں آپکے والدین بڑے چاؤ سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔

اس سفر سے جو فوائد حضور ممدوح کو باعتبار وسعتِ معلومات پہنچے اور جو فوائد باعتبار دوستانہ تعلقات کی ایزادی کے تجارت کو نصیب ہوئے۔ اُسکی نسبت عموماً تمام اہل الرائے نے اپنی بیش قیمت رائیں دی ہیں۔ علے ہذا پولیٹیکل طور پر امریکہ پر جو اثر انگلستان کا ہُوا وُہ بھی بہت کچھ لائقِ تعریف ہے اور جسمیں شہزادہ صاحب کا پاکیزہ اخلاق بہت بڑا ہُوا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ شہنشاہ کی روانگی پر پریزیڈنٹ امریکہ نے ملکۂ معظمہ کو جو خط لکھا تھا وُہ یہ ہے:۔

"یہاں سے ہر مقام پر شاہزادۂ انگلستان کا استقبال بڑی محبت و صداقت سے ہوا ہے۔ جسکی یہی وجہ نہیں کہ صاحبِ موصوف بحیثیتِ ولیعہدِ انگلستان اس کے شایان تھے۔ بلکہ زیادہ تر یہ باعث ہے کہ شہزادہ کے اوصاف و اخلاق ہی اس لائق تھے کہ وُہ خود بخود لوگوں میں ہر دلعزیزی اور محبت پیدا کر لیں۔ کیونکہ اُنہوں نے ہر مقام پر امریکہ والوں سے مہربان سلوک کر کے انکو اپنا گرویدہ کر لیا۔ خاصکر میں اور میرے جتنے اہالیانِ خاندان تو جتنا اِن سے ملے ہیں اِن کی خوبیوں کے دل سے ثناخواں ہو گئے ہیں۔ شاہزادہ کا واشنگٹن کے مقبرہ کو جانا اور اسکی زیارت پر صداقت و محبت کا اظہار کرنا ایسا اہم واقعہ ہے کہ تاریخ میں لکھا جائے گا۔ اور امریکہ و انگلستان کے باشندوں

پر اپنا اثر ڈالتا رہیگا۔"

ملکہ معظمہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ:-

"آپ نے اپنے محبت نامہ میں جو میرے فرزند دلبند کی نسبت عمدہ رائے ارقام فرمائی ہے۔ اور تحریر فرمایا ہے کہ ان کے شایستہ سلوک سے آپ اور آپکے ہموطن خوش رہے ہیں۔ اس سے مجھکو بیحد مسرت ہوئی۔ چونکہ پرنس ممدوح آپ سے رخصت ہوکر رستہ میں بادِ مخالف کے باعث متوقف ہوگئے تھے۔ اسلئے میں نے ارادتاً والانامہ کے جواب میں دیر کی۔ کہ انکے بخیریت پہنچنے کی خوشخبری بھی لکھ سکوں۔ چنانچہ اب وہ بعافیت پہنچ گئے ہیں۔ اور آپکے ملک کی سیر سے محظوظ اور آپ اور آپکے ہموطنوں کے نیک سلوک اور اظہارِ محبت پر دل سے شکر گذار ہیں۔

میرے دل پر اہالیانِ امریکہ کی محبت سے جو اثر ہوا ہے۔ اسکو معمولی الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ مگر یہ آپ کو یقین رکھنا چاہئے۔ کہ واشنگٹن کے مقبرہ پر شہزادہ کیطرف سے جس ادب کا برتاؤ ہوا۔ میں بھی اسکی ویسی ہی تقدیس کرتی ہوں۔ اور امید ہے کہ بلا منافرت ایسے ہی ہمارے دوستانہ تعلقات ہمیشہ رو بترقی رہینگے۔"

بہرحال یہاں سے واپسی پر آپ نے تعلیم و تعلم کی طرف توجہ فرمائی اُن دنوں آپ کا قیام اکثر مانگلی ہال میں رہا کرتا تھا۔ جو ملکہ الزبتھ کے زمانہ کی ایک قابل یادگار عمارت تھی۔ یہاں آپ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ یہیں سے آپ کیمبرج اور پھر آکسفورڈ کی یونیورسیٹیوں کے امتحانات میں شریک ہوکر نہایت تعریف سے پاس ہوتے رہے

اسی اقامت میں چونکہ آپ خود بھی بیمار ہو گئے تھے۔ اور اسی سال آپ کے والد ماجد کا انتقال ہُوا تھا۔ جس سے طبع عالی سخت پریشان ہو گئی تھی۔ اسلیئے آپ نے یروشلم (بیت المقدس) کے سفر کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ یروشلم کے مقدس سفر پر آپ ۶ فروری ۱۸۶۲ء کو بہمراہی کرنل بروس و میجر ٹیڈ زیل وغیرہ مقام ڈوور سے براہ وائینا روانہ ہو کر ۱۶ کو وہاں سے آسبورن نام جہاز میں سوار ہوئے اور کارفو وغیرہ ہوتے ہوئے ۲۰ تاریخ کو اسکندریہ پہنچے۔ جہاں آپ کے خیر مقدم کو ڈاکٹر سٹر۔ آنریبل آرینڈ اور کپتان سٹینلے وغیرہ معزز و مقتدر حکّام موجود تھے چنانچہ آپ کو خوش آمدید کہنے کے بعد وُہ بھی آپ کے ہمراہ یکم مارچ کو قاہرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں پُرتپاک استقبال کے بعد آپ خدیو مصر کے مہمانِ عزیز قرار دئے جا کر قصر النوسہ میں ٹھہرائے گئے۔ جو برلبِ دریائے شُوبرا بڑا پُرفضا محل ہے۔ ۴ تاریخ کو آپنے مصر کے مایۂ ناز اہرام یعنے سہ پہل میناروں کی سیر فرمائی اور یہ سین اسقدر پسندِ خاطرِ عالی ہوا کہ اگلے روز طلوعِ آفتاب سے قبل آپ پھر تشریف لے گئے تاکہ اِن بلند میناروں پر سے طلوعِ آفتاب کے دلکش اور مبارک سمے کا نظارہ کر سکیں۔ اسکے بعد مصر کے دو شاہی سٹیمر آپ کو دریائے نیل کی سیر کراتے رہے۔ اور آپ مصر کے مشہور اور تاریخی قابل دید مناظر کی سیر اور آبشار کا نظارہ کرتے ہوئے پھر قاہرہ کو مراجعت فرما ہوئے راستے میں مقام تھی بنیر میں آپ کے برادر خورد ڈیوک اوف سیکس کوبرگ بھی معہ ڈچس صاحبہ آپ سے ملگئے۔ جس سے حضور ممدوح کو بڑی خوشی ہوئی۔ غرضکہ مختلف مقامات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے۔ اور لوحِ

ول پر مصری و عربی زندگی کے فوٹو لیتے ہوئے ۳۔ اپریل ۱۹۲۲ء کو
آپ قاہرہ پہونچے۔ جہاں پہنچکر آپ نے متجسسانہ انداز سے ہر کوچہ
بازار اور ہر قابلِ دید عمارت کو دیکھا۔ اور پھر بذریعہ ریل نہر سویز کی سیر
کو تشریف لے جاکر ۷ کو ساڑھے نو بجے صبح کے قاہرہ سے روانہ
ہوکر ایک بجے پندرہ منٹ پر آپ اسکندریہ رونق افروز ہوئے۔ اور
وہاں سے ۲۸ کو بذریعہ آسبورن نامی جہاز کے ۱۳ کو جافہ ہوتے
ہوتے سرزمین یروشلم پہنچ گئے۔

حضور ممدوح شہر یروشلم کے باہر شمال مغرب کیطرف اپنا کیمپ نصب
کراکے ہیکل۔ حرم۔ کوہ زیتون اور حضرت داؤد کے مقبرہ وغیرہ مشہور
زیارات دو دن تک متواتر کرنے کے بعد بیت اللحم اور بارسابہ کو
دیکھتے ہوئے بحیرہ مردار پر پہنچے۔ جہاں آپ نے غسل بھی فرمایا۔ اس
بحیرہ کا پانی اسقدر بوجھل اور نمکین ہے کہ اس میں تاشنا ور بھی نہیں
ڈوبتا۔ بہرحال یہاں سے غسل کے بعد آپ پھر یروشلم کو مراجعت فرما
ہوئے۔ اس سفر میں سلطان المعظم روم کے معتمد ہر مقام پر آپ کے
رہنما تھے۔ چنانچہ واپسی کے وقت بھی آپ کو تمام مشہور مقبروں کی سیر
کرائی جاتی رہی۔ بلکہ مسجد کے اندر بھی جو مقابر موجود ہیں۔ گورنمنٹ
ٹرکی کے خاص حکم سے آپ کو انکی بھی زیارت نصیب ہوتی رہی۔ حالانکہ
اس سے قبل کسی عیسائی کو اُن کے دیکھنے کی اجازت نہ دی گئی
تھی۔ ۲۰ تاریخ کو آپ نے دیوارِ یعقوب کا ملاحظہ فرمایا۔ اور پھر تمام قابلِ دید
نظارہ گاہوں کو دیکھتے ہوئے گڈ فرائیڈے کا مبارک دن ناصرہ
میں بسر کیا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت عیسٰے علےٰ نبینا علیہم السلام

کی پیدائش ہوئی تھی۔ اور اسیوجہ سے آپ مسیح ناصری کہلاتے تھے
یہ مقام بدوی عربوں کے قبضہ میں ہے جسکے سردار آغا ئیل آغا نے
پُرجوش تپاک سے آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ کو عربی بلکہ بدوی
ڈھنگ کی ایک دعوت بھی دی جسکو آپنے بدل پسند فرمایا۔ اور پھر
وہاں سے ۲۱ تاریخ کو کوہِ سفید کی سیر کرتے ہوئے ۲۴۔ ۲۵ کو
دریائے پرون کے منبع پر قیام کرتے ہوئے ۲۶ کو قلعہ بلفورٹ اور
۲۷ کو رشیدیہ دیکھ کر ۲۹ کو خاص دمشق پہونچگئے۔ جہاں عبدالقادر
مشہور سپہ سالار الجیریا آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آداب بجالائے
یہاں سے آپ بحیرہ بالٹک کی راہ بیروت پہونچکر ۶ مئی ۱۸۶۲ء کو
آسبورن جہاز پر سوار ہوکر دریائے ساانڈن وڈاگ کی سیر کرتے
ہوئے ۱۱ کو شام (سیریا) پہونچے۔ جہاں سے ۱۳ کو آپ مغربی علاقہ کی
سیر کے لئے روانہ ہوئے۔ چنانچہ ۱۸ کو آپ ڈارڈ نیلز (درہ
دانیال) میں جلوہ افروز تھے۔ ۲۰ مئی ۱۸۶۲ء کو قسطنطنیہ میں آپکا
ورودِ مسرت آمود ہوا۔ جہاں سلطنت عثمانیہ کے وزیر اعظم آپکے
استقبال کو لبِ ساحل موجود تھے جنہوں نے نہایت عزت و احترام کے
ساتھ آپ کو محلِ سلطانی پر لیجاکر سلطان المعظم روم سے ملاقی کرایا
اور سلطان نے بھی دلی تپاک و محبت سے آپ کو بکمالِ عزت مہمان
کیا۔ اور آپ پھر قسطنطنیہ کی سیر میں مشغول ہوئے۔ ۲۲ تاریخ کو
شہر کے کوچہ و بازار دیکھ کر سرکاری عمارات خزانہ و اسلحہ خانہ قدیم و
مسجد ایا صوفیہ اور چند دیگر مساجد کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۴ کو چشمۂ شیریں
کے پُرفضا مقام پر سلطان المعظم کی طرف سے ایک عالیشان دعوت

دی گئی جسمیں سلطان المعظم نے حضور ممدوح کے ساتھ ایک ہی میز پر
بیٹھ کر خود بھی خاصہ تناول فرمایا۔ اور یہ پہلا موقع تھا کہ سلطان المکرم
نے ایک عیسائی کے ساتھ ملکر کھانا کھایا ہو۔ جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ شہزادہ کی پاکیزگی اور بے تعصبی سلطان کے دل پر منقش
ہو چلی تھی۔ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قسطنطنیہ کے شہر میں
اکثر اوقات آپ بتغیر لباس نہایت بے تکلفی سے دورہ کرتے
رہے۔ تاکہ ترکوں کی معاشرت و تمدن کی صحیح تصویر لے سکیں۔ چنانچہ
اس ذریعہ سے آپ کو بے شمار معلومات حاصل ہوئیں اور آپ ۲۵
کو قسطنطنیہ کی سیر سے فارغ ہو کر براہِ مالٹا مارسیلز پہنچ کے عازم فرانس
ہوئے۔ اور فرانس کے مضافات کی سیر سے حظ اٹھاتے ہوئے مقام
فان ٹین بلو میں نپولین سوم شہنشاہ فرانس اور انکی بیگم صاحبہ سے ملاقات
کرکے مع الخیر والعافیت ۱۴ جون ۱۸۶۳ء کو لنڈن کے محل ونڈسر میں
رونق افروز ہوئے جسکے بعد آپ کی شادی خانہ آبادی کی طیاریاں ہونے
لگیں۔ اور عرصہ پانچسال تک آپ خانہ دار زندگی بسر کرتے رہے
جسمیں آپ کی بیماری وغیرہ بھی شامل تھی۔ جن باتوں کا مذکور علیحدہ
فصل میں کیا جائے گا غرضکہ آپ پانچسال کے عرصہ میں سوائے ڈنمارک
یا صوبجات متحدہ انگلستان کے مختصر سفروں کے کوئی لمبا سفر نہیں کرسکے
۱۷۔ نومبر ۱۸۶۸ء کو برِاعظم یوروپ کی سیاحت کے ارادہ سے
معہ اپنی بیگم صاحبہ و خوردسال بچوں کے آپ نے لنڈن سے کوچ فرمایا۔
اور فرانس میں شہنشاہ نپولین سوم کی مہمانداری کے لطف اٹھائے
اور وہاں سے ڈنمارک کی جانب تشریف لے گئے۔ جہاں نہایت تپاک

اور دلی جوش و خروش سے آپ کا استقبال ہُوا۔ کوپن ہیگن میں شہزادہ کے استقبال کو خود شاہِ ڈنمارک معہ شاہزادہ والڈی مار کے حاضر تھے اور چونکہ یہ ملک موجودہ ملکہ زمانی کا وطن تھا۔ اسلیئے آپ نے ۱۵ دسمبر تک یہاں اقامت فرمائی۔ اور اہالیانِ ڈنمارک کی تواضع و تکریم سے محظوظ ہوکر یہاں سے سویڈن کا عزم فرمایا جہاں بمقام سٹاک ہالم (دارالحکومت سویڈن) شاہ سویڈن ریلوے سٹیشن پر آپ کے خیر مقدم کو موجود تھے۔ جنہوں نے نہایت کرّ و فر شاہانہ کے ساتھ آپ کو محل شاہی میں لے جاکر مہمان کیا۔ اور آپ کے دورانِ قیام میں مختلف جلسوں اور درباروں کے انعقاد سے باشندگانِ سویڈن کی طرف سے اظہارِ مسرت ہوتا رہا۔ اسی جگہ آپ نے **فری میسن لاج** میں اپنی شمولیت فرمائی۔ جسکے آپ گرینڈ ماسٹر بھی ہوئے۔ اِسکے بعد آپ نے برلن و مصر کا ارادہ فرمایا۔ اور سوائے پرنس وکٹر کے باقی دونوں شہزادوں کو معہ انکی ہمشیرہ کے انگلستان روانہ فرمادیا۔ اور خود معہ بیگم صاحبہ کے برلن اور وائنا کی سیر فرماکر، ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۶۹ء کو آریا ڈین نامی جہاز پر سواحل مصر کی طرف کوچ فرمایا۔

۴۔ فروری سنہ ۱۸۶۹ء کو آپ کا جہاز اسکندریہ پہونچا تو تمام مصری جہازوں نے شاہی سلامی دی اور محمد توفیق پاشا خدیو مصر نے نہایت شاندار استقبال کے ساتھ آپ کو اسکندریہ سے قاہرہ (دارالخلافہ مصر) لے جاکر قصرِ نیل میں (جو ایک مشہور عالیشان اور پُرفضا اور خوش منظر محل ہے) فروکش کیا۔ اور آپ قاہرہ کی سیاحت میں مشغول ہوئے۔ اُن دنوں ایک قافلہ حجاج کعبہ کا قاہرہ سے باہر ٹھیرا ہُوا تھا۔ جس کا منظر

شہزادہ کو نہایت دلکش اور سہانا معلوم ہوا۔ مختصر یہ کہ آخر فروری تک آپ مصر اور اسکے مضافات کی سیر میں مصروف رہے۔ اور تا حدامکان کوئی تاریخی عمارت بلکہ کھنڈرات تک آپ نے دیکھے بغیر نہیں چھوڑے۔ اور پھر وہاں کی سیر سے سیر ہوکر ماہ مارچ میں آپنے بحیرہ روم کی راہ سے قسطنطینہ جانے کا ارادہ کیا۔ اور حسب قاعدہ روانگی کے وقت بھی خدیو مصر کی طرف سے ویسے ہی اعزاز و صداقت کا اظہار رہا۔ اور چند دنوں میں آپ کا جہاز قسطنطینہ پہنچ گیا۔ جہاں آپ کو شایان استقبال کے ساتھ قصر شاہی میں لیجایا گیا۔ اور سلطان المعظم نے محل کی سیڑھیوں تک آپ کا استقبال کرکے اُس عزت و مسرت کو ظاہر کیا جو شہزادہ کی نسبت اِن کے دل میں جاگزین تھی سلطان المعظم آپ کو محل شاہی کے تمام کمرے خود دکھاتے تھے اور آپ کی مہانداری کا انتظام بنفس نفیس خود فرماتے تھے شہنشاہ ذیجاہ بھی سلطانی مدارات سے بدرجہ کمال احسان مند ہوئے۔ مگر چونکہ آپ طبعی طور پر متجسّسانہ طبیعت رکھتے ہیں اور صرف محلات و عمارات کے دیکھنے کو ہی اپنے سفر کا مقصود نہیں سمجھتے۔ بلکہ ملک کی اندرونی تمدنی و معاشرتی و پولیٹیکل لائف سے واقفیت حاصل کرنا بھی آپ کا ہر جگہ پورا پورا نصب العین رہا ہے۔ اسلئے آپ نے بہ تبدیل لباس یہاں بھی خوب خوب سیریں کیں۔ جن سیروں میں شہنشاہ بیگم بھی اِن کے ساتھ شریک ہوا کرتی تھیں۔ ایسے مواقعات پر آپ اپنا نام مسٹر ولیم اور شہنشاہ بیگم کا نام مسز ولیم بتایا کرتے تھے۔ بہرحال ۱۱۔ اپریل ۱۸۶۹ء کو سیر قسطنطینہ سے فارغ ہوکر روانہ انگستان

ہوئے۔ اور ایک مہینا کامل رستہ میں مشہور مقامات اور جنگ کریمیا کے تاریخی مواقعات کا ملاحظہ کرتے ہوئے انگلستان رونق افروز ہوئے۔ جہاں بدستور پھر ایک عرصہ تک خانہ دار زندگی بسر کرتے رہے جسمیں گاہ گاہ ڈاکٹری مشورے یا خانگی ضروریات یا سیر و تفریح کے سوا کبھی کبھی معمولی نقل و حرکت بھی ہو جاتی تھی۔

مارچ ۱۸۷۲ء میں آپ نے اٹلی (روما الکبرٰے) کا سفر اختیار کیا جسمیں آپ کی بیگم صاحبہ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ اور اگرچہ آپ کا ارادہ تو یہی تھا کہ اس سفر کو بہ تبدیل لباس اپنے آپ کو ارل اوف چسٹر اور بیگم صاحبہ کو کونٹس اوف چسٹر مشہور کر کے سیاحت کریں۔ مگر آپ کی روانگی کا عزم دنیا بھر میں مشہور ہو چکا تھا اور ایک زمانہ چونکہ آپ سے روشناس ہو چکا تھا۔ لہذا یہ ارادہ پورا نہ ہوا۔ اور ہر جگہ آپ کے استقبال و شایعت کی رسوم پوری طرح ادا ہوتی رہیں اٹلی میں قریب ایک مہینے کے آپ نے قیام فرمایا۔ جس عرصہ میں سلطنت کی طرف سے آپ کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوا۔ اثنائے قیام میں آپ پوپ اوف روم سے بھی ملے۔ اور اہالیانِ اٹلی آپ کے اور آپ کی بیگم صاحبہ کے جمال و خصال سے کمال احسانمند ہوئے۔ چنانچہ مارگریٹ ولیعہد اٹلی نے صاف اقرار کیا کہ "شہزادی الگزنڈرا حسن و جمال کی ملکہ ہیں" یہاں سے رخصت ہو کر آپ ڈنمارک تشریف لے گئے۔ جو شہنشاہ بیگم کا وطن مالوف تھا۔ یہاں کی مدارات کا تو ذکر ہی فضول ہے کہ یہ اپنا گھر تھا۔ بہرحال آپ اس سفر سے فارغ ہو کر ماہ جون میں انگلستان پہنچ گئے۔ اس امر کا بیان بھی بے موقع نہ ہوگا کہ اس سفر

میں بھی حسب معمول حضور ممدوح نے تبدیل لباس سے اپنی سیر و سیاحت کو معلومات کے زر و جواہر سے مالا مال کرتے رہے اور نہایت بے تکلفی سے قدرت کے فیضان کا تماشہ کرتے رہے۔

اسکے بعد خاندانی ضروریات کے لئے ایکدفعہ ۲۲ جنوری ۱۸۷۴ء کو آپ ڈیوک اوف اڈنبرا کی شادی کی شرکت کے لئے سینٹ پیٹرز برگ (دارالحکومت روس) تشریف لے گئے۔ اور پھر پرنس فلپ اوف سیکس کوبرگ کی شادی کی تقریب سے بلجیم رونق افروز ہوئے۔ نیز اسی سال برمنگھم اور پلائی موتھ میں بھی سیر و شکار فرماتے رہے۔ مگر کوئی اہم سفر اختیار نہیں کیا۔

اواخر ۱۸۷۵ء میں آپ نے سفر ہندوستان کا عزم بالجزم فرماکر صداقت آئین سرزمین ہند کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف اندوز اور وفادار رعایا کو اپنے جمال باکمال سے معزز و ممتاز کیا۔ اس سفر کے اخراجات کے لئے پارلیمنٹ نے ایک لاکھ پونڈ یعنے پندرہ لاکھ روپے منظور کئے تھے۔ چنانچہ آپ سر مارٹل بہادر کی ہمراہی میں انگلستان سے روانہ ہوکر بندرگاہ بمبئی سے داخل ہندوستان ہوئے۔

اگرچہ آپ کی طبیعت ابتداء سے سادگی پسند واقع ہوئی ہے مگر وفادار رعایائے ہند نے آپ کی تشریف آوری پر جسقدر اظہار مسرت کیا۔ اگر اسکو مختصر طور پر بھی تفصیل وار بیان کیا جائے تو ایک علیحدہ ضخیم کتاب کے سوا نہ آسکے گی لہذا اسیقدر کہہ دینا کافی ہوگا۔ کہ ہندوستان میں جہاں کہیں ایک دن کے لئے بھی آپ کا قیام ہوا۔ رعایا نے سر آنکھوں پر جگہ دی اور پرلے درجہ کی عقیدت و ارادت کا اظہار کیا۔

بمبئی میں جب آپ تشریف لائے۔ تو بندرگاہ کا نظارہ ایسا شاندار
اور پر جلال ہو گیا تھا۔ کہ غالباً بمبئی نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اور
نہ شاند آیندہ دیکھے۔ گورنر صاحب مع تمام دیگر معززو رؤسا و عمائدین
کے آپ کے خیر مقدم کو موجود تھے۔ جہاز کے پہونچتے ہی شاہی سلامی سر
ہوئی اور آپ متبسم انداز سے برآمد ہوئے۔ اور گورنر صاحب و دیگر مقتدر
حکام سے مصافحہ کرکے بسواری گاڑی گورنمنٹ ہوس کو تشریف لیگئے
رستے میں شائقین دیدار کا وہ ہجوم تھا کہ شاید حضور ممدوح نے اس سے زیادہ
اپنی قوم میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔ رستہ جھنڈیوں اور ویلکموں اور دیگر سامان
آرائش سے بالکل عروس حسین کی طرح سجا ہوا تھا۔ اور گورنمنٹ ہوس
کا تو عالم ہی کچھ اور تھا۔ اتفاق سے یہیں آپ کی سالگرہ کی تاریخ
بھی آپہنچی۔ جس نے لطف تشریف آوری کو اور بھی دوبالا کر دیا۔ روشنی
آتشبازی۔ ناچ کے جلسے اور دربار نہ صرف بمبئی میں ہی ہوئے۔ بلکہ جہاں کہیں
آپ تشریف لے گئے کچھ مزید ہی رنگ دیکھنے میں آیا۔ اور کیوں نہ ہو
سلطنت انگلشیہ کے ہونے والے بھی شہنشاہ تھے۔ جنہوں نے سب
سے پہلے خاک ہندوستان کو اپنے شرف قدمبوس سے مشرف فرمایا
تھا۔ کیا بڑے سے بڑے والیان ریاست اور کیا غریب سے غریب
مخلوق اس خوشی سے جاموں میں پھولے نہ سماتے تھے۔ چنانچہ اس
اظہار وفاداری کا آپ کے دل پر بھی بخوبی اثر ہوا۔ جسکو آجتک آپ نے
فراموش نہیں فرمایا۔ بمبئی سے روانہ ہو کر آپ نے اور بھی مختلف
مقامات اور بعض مشہور ریاستوں کی سیر فرمائی۔ اور ہر جگہ اظہار عقیدت
و ارادت سے کمال محظوظ ہوتے رہے۔ مشہور صوبجات کے صدر مقامات

مدراس - کلکتہ - الہ آباد - لاہور کے سوا آپ نے بعض مشہور دیسی ریاستوں کی بھی سیر کی جنہیں سے ہر ایک نے آپ کی خاطر و مدارات میں وہ سامان کیا کہ شاید کوئی بڑی سے بڑی سلطنت بھی نہ کر سکتی بڑودہ میں آپ نے ہرنوں کے شکار سے بہت لطف اٹھایا - گوالیار میں آپ نے مشقی جنگ ملاحظہ فرمایا - میسور میں ہاتھیوں کا جنگل دیکھا غرضکہ جہاں گئے وہاں کے رئیس سے لئے ہزار عید کے چاند سے بڑا چاند چڑھ گیا - اور جہاں پہنچے ایک جہان کو مستفید کر دیا -

۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء کو آپ کا داخلہ دہلی میں ہوا - جو اس سے پہلے صوبۂ پنجاب میں ملحق ہو چکی تھی - اس داخلہ کے وقت جیسا شاندار جلوس نکلا ہمیشہ یاد رہنے کے لائق ہے - ۱۲ کو آپ نے فوج کا علیحدہ لیا - اور ۱۳ کو لارڈ اور لیڈی منٹو کے زیر اہتمام آپ نے ملٹری بال میں شرکت فرمائی - جس میں ۱۴ سو منتخب مہمان شامل تھے - یہ دعوت قلعہ معلے میں دی گئی تھی - اور اگرچہ وقت ساڑھے ۹ بجے دن کا مقرر تھا مگر صبح ہوتے ہی سب لوگ بڑے ٹھاٹھ سے جانے شروع ہو گئے - اور یقیناً جب سب کے اخیر حضور ممدوح تشریف لے گئے ہونگے تو سڑک پر قلعہ کے ارد گرد گاڑیوں کا اسقدر ہجوم دیکھکر ضرور متاثر ہوئے ہوں گے - کہ یہ سب عقیدتمند ہمارے ہی خیر مقدم کو جمع ہیں - دوسرے دن قطب صاحب کے مینار کی سیر ہوئی جہاں لفٹنٹ گورنر صاحب پنجاب نے مشہور اور معزز دیسی رؤسا کو آپ کے روبرو پیش فرمایا - اگلے روز آپ کو مشقی جنگ کا سین اس انداز سے دکھایا گیا کہ اصل کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی - اور چونکہ شہنشاہ کو فوجی معاملات سے

دلچسپی بھی ہے۔ اسلئے اِن ہاموقع نظاروں سے آپ کمال محظوظ ہوئے
ہر کا دن بھی سپاہیانہ کھیلوں اور کرتبوں کے دیکھنے میں بسر کر نیکے
بعد آپ دہلی سے لاہور روانہ ہوئے جو اسوقت تک صوبہ پنجاب
کا صدر مقام ہے۔
۱۷۔کو آپ داخل لاہور ہوئے ۔مؤلف کتاب اُسوقت خوردسال
تھا۔ مگر اتنا ضرور یاد ہے کہ ریلوے سٹیشن سے گورنمنٹ ہوس تک دورویہ
شائق دیدار رعایا اسطرح کھڑی تھی کہ ان میں سے رستہ پاجانا سوائے
حکومت وہیبت کے بالکل ناممکن تھا۔ سٹیشن پر والیان ریاست ہائے
بہاولپور و نابہہ و کپورتھلہ وغیرہ وغیرہ اور تمام دوسرے معزز عہدہ داران
یوروپین وہندوستانی آپ کے استقبال کو موجود تھے۔ ٹرین کے
پہونچتے ہی ہپ ہپ ہُرّے کا شور بلند ہوا۔ اور آپ نے بکشدہ پیشانی
برآمد ہوکر ہر ایک والی ملک اور معزز و مقتدر حاکم سے مصافحہ فرمایا۔ توپوں
کی سلامی ایک عالم کو خبر دے رہی تھی کہ آج شہزادہ عالم لاہور پہونچ گئے
ہیں۔ آپ اسٹیشن سے گھوڑا گاڑی میں سوار ہو کر بازار سلطانی
سے ہوتے اور دہلی دروازہ اور لوہاری دروازہ کے باہر سے گذرتے
ہوئے گورنمنٹ ہوس تشریف لے گئے۔ آپ کی گاڑی معمولی رفتار سے
چلتی تھی۔ یعنے ایسے جلوس کے موقع پر جو عموماً رفتار کو نہایت دھیما
کردیا جاتا ہے۔ وہ بات نہ تھی۔ اسلئے شائقین دیدار اور رعایا سے وناواز
سوائے نظر غلط انداز کے آپکے دیدار سے پوری طرح متمتع نہ ہوسکی۔ مگر
آپنے اپنے قیام سے ساکنین لاہور کو کافی موقع اپنے دیدار کا دیدیا تھا
بہرحال پھر بھی زہے نصیب لاہور کے کہ سمندپاسے اُس کا ہونے والا شہنشاہ

یہاں رونق افروز ہُوا۔ گورنمنٹ ہوس میں آپکے حضور میونسپل کمیٹی لاہور کیطرف سے
پنجاب کو اس تشریف آوری کی اعزاز بخشی پر ایڈریس دیا گیا۔ اور
حضورِ ممدوح نے بھی اسکے جواب سے سرفرازی بخشی۔ جسکے بعد ایک
دربار لیوی منعقد فرماکے حکام یوروپین و بعض خاص الخاص دیسیوں
کو شرفِ نیاز عطا فرمایا۔ جس سے فراغت کے بعد والیانِ ریاست سے
فرداً فرداً ملاقات کرکے اُنکی عزت افزائی کی۔ دوسرے روز قلعہ لاہور
شاہی مسجد جامع۔ سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگھ اور سنٹرل جیل کی
سیر فرمائی اور جیل میں جاکر تیس قیدیوں کی رہائی کا حکم صادر فرمایا۔
اگلے دن آپ کو یہاں بھی ناچ کا جلسہ دیا گیا اور اُس سے آپ بہت
خوش ہوئے۔ منگل کو آپ نے پھر والیانِ ریاست سے ملاقات فرمائی
اور پھر چھاؤنی میانمیر لاہور کے سپاہیوں کی دستکاریوں کی نمائش
کا جاکر بدستِ خاص افتتاح فرمایا۔ اس موقع کے لئے ایکسو ناویں رجمنٹ
کے سپاہی سکھی پل نامی نے آپ کو ایک تصویر نذر کی تھی۔ جس میں حضور
کی بیگم صاحبہ کو ایک نے لہن سے ملاقات کرتے دکھایا گیا تھا۔ چنانچہ اس
تصویر کو حضورِ ممدوح نے بھی شرفِ قبولیت بخشکر سپاہی مذکور کی عزت
افزائی فرمائی۔

بُدھ کی شام کو شالا مار باغ لاہور میں آپ کو چراغان دکھائی گئی۔ جہاں
نواب صاحب بہاولپور۔ مہاراجہ پٹیالہ و نابھہ اور شاہ شجاع کے پوتے کو
شرفِ ملاقات بھی بخشا گیا۔ یہ باغ اپنی ندرت و نظارت اور عمارت کے
لحاظ سے پنجاب میں ایک بے نظیر اور قابل دید باغ ہے۔ اور بالخصوص
اُس وقت جبکہ اس شاہجہان کے بنائے ہوئے باغ میں یہ شہزادہ عالم و عالیان

جلوہ افزا تھے۔ ایسے حسن و جمال کو پر لگ گئے تھے۔ روشنی نہ صرف عمارات پر بلکہ درختوں اور تالابوں کے ارد گرد ایسی خوشنمائی سے کی گئی تھی۔ کہ باغ بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ آپ دس بجے شب سے ساڑھے گیارہ بجے تک وہاں مصروف گلگشت رہے۔ اور باوجودیکہ سخت سردی کا موسم تھا مگر پھر بھی آتے اور جاتے مخلوق کا باغ کے باہر اور سڑک پر وہ اژدہام تھا۔ کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا۔

بہرحال لاہور میں چار دن قیام فرما کر حضور ممدوح ۹ جنوری کو ساڑھے بارہ بجے دن کے ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست جموں و کشمیر کی دار الریاست کی طرف عزیمت فرما ہوئے۔ اُن دنوں جموں جانے کے لئے صرف وزیر آباد تک ہی ریل کی سواری میسر ہو سکتی تھی۔ اور اس سے آگے سیالکوٹ تک علاقہ انگریزی کی سڑک تھی۔ جس سے پرے جموں ۲۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور رستہ معمولی حالت میں تھا۔ لیکن ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والی کشمیر نے کمال فراخ دلی سے برابر اٹھائیس میل تک پختہ سڑک بنوائی۔ اور آپ کی سواری کے انتظام کا مسٹر کلز ایجنسی کو ہزار ہا روپیہ دے کر وزیر آباد سے جموں تک آمد و رفت کے لئے ٹھیکہ دیدیا تھا۔ چنانچہ حضور ممدوح شاہانہ گاڑی میں سوار ہو کر نہایت آرام کے ساتھ جموں تشریف لے گئے۔ جہاں جموں سے سات میل اِدھر تک ہز ہائینس حضور ممدوح کے استقبال کو تشریف لائے۔ اور وہاں سے ایک ہی گاڑی میں آپ کے ساتھ بیٹھکر آپ کو اپنی دار الریاست میں لے گئے۔ اور جموں سے دو میل نیچے پہنچے (جہاں دریائے توی بہتا ہے) تو شاہی جلوس

ہاتھیوں پر سوار ہوا۔ جنمیں پہلے ہاتھی پر حضور ممدوح کے ساتھ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر تھے اور پھر درجہ بدرجہ دیگر حکام و معائدین گیارہ ہاتھیوں پر جلوہ فرما تھے۔ اسی شان سے جلوس شاہی محل مہاراجی میں پہونچا۔ تو ایک طرف باجے نے قومی گیت گانا شروع کیا اور دوسری طرف سلامی توپ سر ہونے لگی۔ مخلوق کا دریا سے لے کر محل مہاراجی اور وہاں سے لے کر قیامگاہ شہنشاہی تک وہ ہجوم تھا جو دیکھنے سے ہی متعلق تھا۔ حضور ممدوح کا قیام ایک وسیع و منیع کوٹھی میں (جو اب عجائب گاہ کے نام سے مشہور ہے) کرایا گیا۔ اور ریاست کیطرف سے کوئی دقیقہ اپنے مہمانِ عالیشان کی خاطر تواضع میں باقی نہ رہگیا تھا۔ روشنی آتشبازی طرح طرح کے کھیل۔ ناچ اور فوجی ریویو وغیرہ دکھاکر ہر طرح سے شہزادہ عالم کو محظوظ کیا جاتا تھا۔ اسکے علاوہ آپ نے کامیابی سے شکار بھی فرمایا۔ آتے ہوئے ہز ہائینس کیطرف سے بیش بہا تحائف آپ کی نذر کئے گئے جن میں سے ایک مرصع تلوار بھی تھی جسکو پیش کرتے ہوئے ہز ہائینس نے فرمایا۔ کہ "اگر اسکی آزمائش منظور ہو تو اس کے لئے میرا سر حاضر ہے" غالباً اس جوش بھرے فقرے نے آپ پر جو اثر کیا ہوگا۔ وہ اسکو کبھی بھول نہ سکیں گے۔ بہرحال نہایت خوشی و خرمی کیساتھ آپ ویسے ہی تزک و احتشام سے واپس ہوئے۔

دریائے چناب کا پل (جو باعتبار اپنی وسعت اور مضبوطی کے دنیا کا ایک نہایت شاندار پل ہے اور جسپر باون لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ ان دنوں طیار ہوچکا تھا اور اہالیانِ ریلوے نے آپ کی بیگم صاحبہ کے نام نامی پر اسکا نام الگزنڈرا رکھنا تجویز کر کے آپ ہی کے دست مبارک

سے اسکی رسم افتتاح کا ادا ہونا منظور کرالیا تھا - لہذا جموں سے آتے وقت آپ وزیرآباد سے اس پل کی افتتاح کے لئے تشریف لے گئے - جہاں ایک مختصر مکان طیار کر کے اسکے چاروں طرف یہ چار فقرے لکھے گئے تھے - جن کے دیکھنے سے آپ کمال محظوظ ہوئے -

۱ - خدا ملکہ معظمہ کو سلامت رکھے - ۲ - خدا پرنس اوف ویلز کو برکت دے - ۳ - خدا کرے الگزنڈرا مشرق و مغرب کے اتحاد کا باعث ہو ۴ - اے سمندروں کے بادشاہ کی بیٹی ! جناب تیری ملکیت ہے پہلے دو دعائیہ فقرات تو غیر معمولی ہیں - مگر آخر الذکر دونوں اپنے معانی میں بہت کچھ مطالب رکھنے کے باعث شہنشاہ کو نہایت پسند ہوئے - بالخصوص شاہ ڈنمارک کو ملکہ کی تفضیل جتانے کے لئے سمندروں کا بادشاہ قرار دینا آپکو بھی پسند ہوا - اور آپ نہایت خوشی سے مراجعت فرمائے امرتسر ہوئے -

جناب کے پل پر فارسی میں جو قطعہ تاریخ لکھا ہے - اس میں یہ خصوصیت ہے کہ مصرعہ تاریخی میں آپ کا نام نامی ایڈورڈ ہی آیا ہے - حالانکہ آپ کا نام اسوقت البرٹ ایڈورد تھا - قطعہ یہ ہے -

باز بکشاد البرٹ ایڈورڈ	چوں الگزنڈرا پل محکم
یادگار رسے ز حضرت ایڈورڈ	سال تاریخ آں نوشت قلم

امرتسر میں آپ کے خیر مقدم کے پر جوش منانیکے لئے بھی جھنڈیوں ویلکموں اور جلوس استقبالی وغیرہ کی بھی پوری پوری بہار تھی اور آپ کے تفریح خاطر کے واسطے روشنی وغیرہ امور کا ویسا ہی التزام تھا - ٹون ہال میں آپ کو ایک ایڈریس عام باشندگان امرتسر کیطرف سے نہایت

پرخلوص الفاظ میں دیا گیا۔ اور پھر مشن ہال میں ادنریبل کنور ہرنام سنگھ صاحب برادر متوفی مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے آپ کو ہندی عیسائیوں کی جانب سے ایک مخلصانہ اور دعائیہ ایڈریس دیا۔ جنکے جوابات آپ نے نہایت عمدہ الفاظ میں عنایت کئے۔ اور شام کو تالاب اور دربار صاحب امرتسر کا معائنہ کر کے اگلے روز مع الخیر روانہ آیندہ ہو گئے۔

الغرض مختلف مقاماتِ ہندوستان کی سیر کرتے ہوئے آپ بخیرو عافیت ۱۹ - مارچ ۱۹۰۶ء کو بندرگاہ بمبئی سے بعزم انگلستان جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاں آپ کی مشایعت بھی ویسے ہی اخلاص و شان سے عمل میں آئی۔ اور امید ہے کہ اس تین مہینے کی سیر ہند نے آپ کے صفحۂ دل پر رعایا کی وفاداری اور والیانِ ریاست کی مہمانداری کے جو خیالات منقش کر دئے ہوں گے۔ وُہ آپ کو تا دم الحیات نہ بھولیں گے۔

سیاحت ہندوستان سے واپس ہو کر جب آپ انگلستان پہنچے ہیں تو شاہی خاندان اور تمام اراکین سلطنت اور رعایا برایا نے آپ کو اس چاؤ سے رسیو کیا کہ جسکی انتہا نہیں۔ اسوقت اگرچہ آپ کا جسم کسی قدر دُبلا معلوم ہوتا تھا۔ مگر چہرہ بہت بشاش اور تروتازہ تھا چنانچہ آپ نے اپنے پُرجوش استقبال کرنے والوں کے جواب میں فرمایا "اگرچہ آپ صاحبوں کو دلی محبت کے باعث میرے اس دُور دراز سفر میں میری تکالیف کا خیال رہا ہوگا مگر اصل یوں ہے کہ ایسا سفر بہت ہی خوش آیند اور شیریں کہنا چاہیئے۔ جس کا انجام ایسا مسترناک ہو جیسا کہ اپنے دلی خلوص سے آپ نے میرے استقبال میں ظاہر کیا ہے"

بہرحال آپ کو سفر ہندوستان سے ساحل سمندر کی سیر کا شوق

کچھ ایسا پیدا ہو گیا۔ کہ آپ نے ایک کشتی ہلدی گارڈی نام موسم گرما میں آئیل اوف رائیٹ میں سیر کرنے کو طیار کرائی جسمیں گاہ گاہ آپ نارمنڈی کی طرف بھی تشریف لے جاتے تھے۔

فروری ۱۸۶۲ء میں آپ معہ ڈیوک اوف کیناٹ کے جرمنی میں شہزادی شارلٹی دختر ولیعہد جرمن کی شادی میں تشریف لے گئے۔ جہاں ڈیوک اوف کیناٹ کی شاہزادی سوئس مارگرٹ (ہمشیرہ پرنس الزبتھ متعلقہ خاندان شاہی جرمنی) سے بات چیت ہو کر دونوں کی باہمی شادی قرار پا گئی۔

۱۸۷۹ء میں آپ نے پھر ڈنمارک کی سیر فرمائی۔ جہاں پہلے سے بھی زیادہ تپاک سے آپ کا استقبال ہوا۔

۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء میں آپ کئی بار مع اپنی خاتون ذیجاہ کے پیرس تشریف لے گئے۔ کیونکہ آپ وہاں کی مشہور عالم نمائش کے انگریزی حصّہ کے پریذیڈنٹ قرار پائے تھے۔

۱۸۸۱ء میں آپ پرنس ولیم جرمنی کی شادی کی تقریب سے برلن میں اور پھر ولیعہد آسٹریا کی شادی کی تقریب سے وائینا۔ اور پھر سابق شہنشاہ روس کی موت پر اظہار ملال کے لئے معہ بیگم صاحب کے سینٹ پیٹرز برگ تشریف لے گئے اور اگلے سال آپ قیصر جرمن کی جوبلی کے موقع پر برلن رونق افروز ہوئے۔ جہاں آپ کو کرنل اوف بلوچیہ ہزاروں کا خطاب و تمغہ شہنشاہ جرمن کیطرف سے دیا گیا۔ جو جرمن میں ایک نہایت ہی اعلےٰ درجہ کا خطاب ہے۔

۱۸۹۳ء میں آپ معہ بیگم صاحبہ کے آئرلینڈ کی سیر کو تشریف لیگئے

اور پھر ڈبلن کی سیر میں مصروف رہ کر وہاں کے لوگوں کو اپنے اخلاق و آداب کا اسقدر گرویدہ کیا۔ کہ وہاں کی بوڑھی عورتیں آپ کو فائین بوائے یعنے "بہترین لڑکا" کہہ کے یاد کرتی ہیں۔ یہاں سے وائرہ و ولٹ کاٹن وین مور اور کاذک اور کیمپ اوف ڈنلو اور پنچس ٹون اور بلفاسٹ ہوتا ہؤا آسبورن جہاز کے ذریعہ لنڈن پہونچا۔

اسکے بعد بھی آپ چھوٹے چھوٹے سفر کرتے رہے۔ اور سنہ ۱۹۰۰ء میں آپ نے بلجیم کا سفر فرمایا۔ جس میں ایک فاتر العقل شخص مسمی سپی ڈو نے آپ پر متواتر دو گولیاں چلائیں۔ مگر حق تعالے نے آپ کو محفوظ رکھا۔ اور آپ نے بطور یادگار یہ دونوں گولیاں اپنے بکس میں بند کرلیں۔ اور اب جبکہ بفضلِ خدا آپ شہنشاہ ہند وانگلینڈ ہیں۔ سوائے خاص ضروریات یا ڈاکٹری مشورے کے آپ کی نقل و حرکت سخت مشکل ہے۔ مگر پھر بھی آپ کہیں نہ کہیں آتے جاتے رہتے ہیں لیکن صاف ظاہر ہے کہ جس پوری پوری دلچسپی کے ساتھ آپ نے سیر و سیاحت میں کتاب کائینات کا مطالعہ فرمایا ہے۔ اور جس تحقیق و تدقیق کے ساتھ ہر ایک ملک کی خاص طور پر معاشرت و تمدن سے واقفیت حاصل کی ہے وہ بھی اسقدر ہے کہ دوسرے بہت بادشاہوں کو نصیب نہ ہوگی۔

فصل پنجم

شہنشاہ کے اشغال و خصال

تقسیم اوقات۔ زمانۂ ولیعہدی میں اگرچہ کوئی روزانہ باضابطہ کام آپ کے متعلق نہ تھا۔ مگر ولیعہدِ سلطنتِ انگلشیہ کی حیثیت سے آپ کو سلطنتی اور قومی معاملات میں اسقدر مصروفیت رہتی تھی کہ آپ کا وقت برابر جچا تُلا ہوتا تھا چنانچہ ہمیشہ آپ کا دستور رہا ہے کہ خاندان بھر میں سب سے پہلے جاگا کرتے تھے اور حوائج ضروریہ سے فراغت کے بعد سب سے پہلے سکرٹری کو اُسدن کے کاروبار کے متعلق تفصیلی ہدایات دیکر آٹھ بجے تک اُن خطوط کا جواب بدست خاص لکھا کرتے تھے۔ جو بالخصوص آپ سے متعلق ہوں۔ اور یہ خطوط ایک دو ہی نہیں بلکہ اسقدر ہوا کرتے تھے کہ کبھی کبھی وقت مقررہ میں اِن سے فراغت بھی نہ ہوسکتی تھی مگر پابندی اوقات کا یہ عالم تھا کہ جہاں آٹھ بجے۔ آپ نے کام چھوڑ دیا اور جو باقی رہ گیا اگلی صبح کو پھر اسکی باری سب سے پہلے آتی تھی۔ آٹھ سے نو تک آپ کی تفریح طبع کا وقت تھا۔ جسکے بعد آپ معہ اہالیانِ خاندان حاضری پر بیٹھ جاتے اور اس سے فراغت کے بعد مالبرو ہوس میں تشریف لے جاکر تمام ڈاک جو آپ کے نام آئی ہوتی اُسے کھولا کرتے۔ اور اُسیوقت ساتھ ساتھ سکرٹریوں کو ایسے خطوط کے جواب کی ہدایت فرماتے جاتے جو سکرٹریوں کے جواب دینے کے لائق ہوا کرتے تھے اور اپنے لکھنے کے لائق خطوط خود رکھتے جاتے تھے۔ اس خط و کتابت کو معمولی نہ

سمجھنا چاہیئے - کیونکہ پندرہ ہزار روپے سالانہ کی رقم محصول ڈاک و محصول تار پہ صرف ہوا کرتی تھی - اسکے بعد آپ اپنے ولیعہد بہادر کے محل پارک ہوس میں تشریف لے جاتے اور بچوں سے دل بہلاتے - جن سے نمٹنے پر قریباً گیارہ بجے دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو جاتے جو عموماً سلطنتی اور قومی ہوا کرتے تھے - اسی وقت میں ہی مختلف ڈیپوٹیشن وغیرہ آپ کے حضور میں پیش ہوتے اور مختلف امورِ سلطنتی میں آپ کو غور و خوض کر کے رائے دینے کا موقع ہوتا - ایسی کارروائیوں کے لئے انڈین ہال مخصوص تھا - جو سفرِ ہندوستان کے بعد آپ نے اپنے محل میں نامزد فرما رکھا ہے - اور اس میں وہ تمام تحائف اور جواہرات وغیرہ سجے ہوئے ہیں جو ہندوستانی والیانِ ریاست وغیرہ نے آپ کو نذر کئے تھے -

ملنے ملانے میں آپ اسقدر با اخلاق رہے ہیں کہ اپنی تکلیف کا کبھی خیال نہ فرما کر حاضرین کو کبھی محروم نہ کرتے - اسکے بعد اگر کوئی کونسل ہوتی - جو عموماً ہوتی تھیں - تو آپ اسکی شرکت کو تشریف لیجاتے اور اگر وقت خالی ہوتا - تو نامعلوم طور پر کسی شفاخانہ یا مدرسہ وغیرہ کے ملاحظہ کو چلے جاتے - اور معقول امداد سے اسکی معاونت فرما دیتے - اسکے بعد ہوا خوری کا وقت ہو جاتا - جس سے فارغ ہو کے پھر آپ اپنی جائیداد کے انتظام کے متعلق کام کرتے - اور بعد ازاں اپنے مہمانوں اور بے تکلف دوستوں سے جلسہ رہتا - جس سے کہیں نصف شب کے قریب آپ کو اپنے پلنگ پر جانے کا موقع ملتا - اور آپ صرف چھ گھنٹے سو کر بیدار ہو جاتے - چونکہ آپ فوج میں پہلے کرنیل اور پھر جرنیل ہو چکے تھے - اسلئے فوجی کاروبار سے بھی آپ کو خاص دلچسپی رہتی تھی - اور

صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے آپ ہمیشہ مصروف نظر آتے تھے۔
ملکی و قومی کاروبار میں ہمیشہ آپ بڑی فراخدلی سے حصہ لیتے رہے ہیں۔ کئی مفید تعمیروں کی آپ نے بنیاد رکھی۔ اور کئی رفاہِ عام عمارتوں اور پلوں کا افتتاح فرمایا۔ اخلاق و تواضع میں آپ خاص طور پر مشہور ہیں۔ کئی دفعہ جب آپکے ملاقاتی بہت زیادہ ہو جاتے۔ اور اِن کا سلام لیتے لیتے آپ تھک بھی جاتے۔ تو بھی اپنے آرام کا خیال نہ فرماتے اور سب حاضرین سے بخوبی خندہ پیشانی ملتے۔ کسی کو کل آؤ کا ارشاد نہ ہوتا۔ جو فی الواقعہ بڑے بھاری اخلاق کا ثبوت ہے۔

شکار کا آپ کو ہمیشہ ازحد شوق رہا ہے۔ بٹیر کا شکار تو خاص طور پر مرغوب طبع تھا جسکے لئے ایک جنگل آپنے اپنی جایداد میں رکھ چھوڑا تھا۔ اور قریباً ہر سال آٹھ ہزار بٹیر شکار ہوتے تھے۔ لیکن ہرن شیر۔ ہاتھی وغیرہ صحرائی حیوانات کے شکار میں بھی آپ کو کچھ کم دلچسپی نہیں رہی۔ چنانچہ سیاحت ہندوستان میں بھی ایک دن آپ نے پے در پے پانچ شیر شکار کئے تھے۔

آپ اگرچہ گاڑی اور گھوڑے کی سواری کرتے رہے ہیں۔ مگر بائیسکل خاص طور آپ کو مرغوب رہی ہے اور خصوصاً وہ بائیسکل جو پولو کی سواری کے لائق ہو۔ پالکی یا ہاتھی کی سواری آپ کے پسندِ خاطر نہیں ہوئی بمبئی میں آپ نے پالکی نشینی فرمائی تھی۔ مگر طبیعت پر بار معلوم ہوا۔ ایسا ہی ہاتھیوں پر کئی بار سوار ہوئے۔ مگر اتفاق سے آپ کے ساتھ ہاتھی شوخی سے پیش آتے رہے۔

بیگم صاحبہ سے بھی آپ کو خاص موانست رہی ہے۔ چنانچہ سیاحت

ہندوستان کے متعلق مشہور ہے۔ کہ ہر روز رات کو آپ اپنی پیاری بیگم سے بذریعہ تار گفتگو کر لیا کرتے تھے۔

تربیت اولاد سے بھی آپ کبھی غافل نہیں رہے۔ اور ہمیشہ اپنے شہزادوں کی تعلیم و تربیت کی بنفس نفیس نگرانی فرماتے رہے ہیں۔

آپ عوام کی تفریح کے بھی کم قدرداں ثابت نہیں ہوئے۔ چنانچہ لنڈن میں آپ کی ملکیت میں ایک وسیع قطعہ اراضی تھا۔ جس سے بصورت کاشتکاری آپ ہزارہا پونڈ سالانہ پیدا کر سکتے تھے۔ مگر چونکہ وہاں کرکٹ کے شوقین کھیلا کرتے تھے۔ اسلئے آپنے اُن کی خاطر شکنی کو روا نہ رکھکر زمین سے مدّتوں کوئی انتفاع حاصل نہیں کیا۔ کیونکہ کرکٹ اور فٹ بال کے کھیلوں سے آپ کو بھی بہت بڑی دلچسپی رہی ہے۔ اور ہنسی کی بات ہے کہ لارڈ ہنسر نے جب ایک کھلاڑی لڑکے پین سے آپ کی نسبت رائے پوچھی تو اُس نے کہا۔ "آپ بیشک شہنشاہی کے قابل شخص ہیں۔ کیونکہ آپ کھلاڑیوں کے بھی بادشاہ ہیں"

حضور ممدوح غریبوں کی امداد و دلدہی کے لئے ہمیشہ مستعد نظر آئے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ کسی مزدور نے آپ کو سلام کرکے ہاتھ آگے بڑھایا۔ تو آپنے بھی بڑھکر نہایت کشادہ دلی سے مصافحہ فرمایا۔ علےٰ ہذا ایکبار آپ لنڈن کے بازاروں سے گذر رہے تھے کہ آپنے ایک اندھے کو دیکھا جو بازار کے ایک طرف سے دوسری طرف جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور بھیڑ کے باعث رستہ نہ پا سکتا تھا یہ دیکھ کر آپنے خود اُسکا ہاتھ پکڑا اور اُسکو سڑک کی دوسری طرف پہنچا آئے۔ اس حالت کو کوئی اور شخص بھی دیکھ رہا تھا۔ جس نے دوسرے دن بطور

اظہار شکر گذاری آپ کو ایک چاندی کا قلمدان ارسال کیا۔ اُس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ قلمدان مذکور پر صرف یہ لکھوایا۔ کہ "یہ قلمدان اُس شخص کیطرف سے بطور یادگار پرنس اوف ویلیز کی نذر ہے۔ جسنے اُن کو سچے مسیحیوں کیطرح لنڈن کے بازار میں ایک اندھے بڈھے کا ہاتھ پکڑ کے منزل مقصود تک پہونچاتے دیکھا"۔ اسی طرح آپ نے دیکھا۔ کہ کوئی بدمعاش ایک لیڈی سے اسکی بائیسکل چھیننی چاہتا ہے۔ تو آپنے سواری سے اُتر کر لیڈی کو اس خطرے سے بچا دیا۔ اور بدمعاش بھاگ گیا۔

اسی ذیل میں اس لطیفہ کا ذکر بھی آجانا نامناسب نہوگا۔ کہ آپسے ایک دفعہ اثنائے شکار میں کسی زمیندار نے کہا۔ چونکہ تم لوگ میرے بلا اجازت اِدھر آگئے ہو۔ اسلئے ایک شلنگ جرمانہ ادا کرو"۔ آپکے ہمراہی اُسے آپکے مرتبہ سے آگاہ کر رہے تھے کہ آپنے ایک شلنگ کی ادائگی کا حکم دیدیا۔

ایساہی ایک دفعہ آپ اپنے کسی دوست کے ساتھ پیدل ہواخوری کر رہے تھے کہ بارش آگئی اور آپکو ایک غریب ڈبل روٹی والی بڑھیا کے ہاں توقف کرنا پڑا۔ مگر بارش نہ تھمی۔ لہذا آپ کے دوست نے بڑھیا سے چھاتا مانگا جسکے جواب میں اُس نے کہا کہ صاحب میرے پاس دو چھاتے ہیں ایک نیا اور ایک پُرانا۔ نیا چھاتا تو میں کسی کو حتےٰ کہ پرنس اوف ویلیز تک کو بھی نہیں دونگی۔ پُرانا چھاتا لے جایئے اور یاد سے بھیج دیجئے آپ یہ کلمات سُنکر مسکرائے اور اُن کے دوست نے پُرانا چھاتا لےکر کام چلالیا مگر دوسرے دن آپنے اسکو وہ چھاتا معہ ایک نہایت قیمتی نئے چھاتے کے واپس کردیا۔

حضور ممدوح اخبارات کے بھی قدر دان ہیں۔ ستر اخبار اور رسالجات اپنے ایام ولیعہدی میں آپ جیب خاص سے خرید کرتے تھے۔ اور مطالعہ کتب کا اسقدر شوق ہے کہ غالباً انگریزی کی کوئی مشہور قدیم و جدید تصنیف ایسی نہ ہوگی جو آپ کے کتب خانہ میں موجود نہ ہو۔ شاہی محل کے تین کمرے ایسی کتابوں سے پُر ہیں۔ اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ تاریخ اور قانون کے بہت شوقین ہیں۔ اور انمیں سے بھی غدر ہندوستان اور جنگ کریمیا کی کتابیں آپ خاص شوق سے دیکھا کرتے تھے۔

آپ جسقدر عزتوں کے مالک ہیں انکی تشریح آسان نہیں ہے۔ آٹھ رجمنٹوں کو آپ کی کرنیلی کی عزت رہی ہے۔ آپ اڈمیرل (امیر البحر) اور فیلڈ مارشل (حاکم فوج) بھی ہیں۔ خطابات کیطرف آئیے۔ تو آپ یورپ کے تمام آرڈروں کے نائیٹ ہیں۔ اور علمی حیثیت سے جہاں اکسفورڈ یونیورسٹی کے ڈی۔سی ایل اور کیمبرج یونیورسٹی کے ایل۔ایل ڈی ہیں۔ وہاں ان کے سوا تیرہ مختلف یونیورسٹیوں کے ڈگری یافتہ بھی ہیں۔ اسکے علاوہ آپ اتنے تمغوں کے مالک ہیں کہ وہ اگر سر سے پاؤں تک آگے پیچھے بھی لگائے جائیں تو بھی جگہ کافی نہ ہو۔ اور تمغے بچے رہیں۔

آپ فیشن کے موجد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جب سے آپ نے اپنی ایک خاندانی شادی میں میٹھی روٹی تقسیم کی ہے تب سے تمام انگلستان میں یہ رسم بمنزلہ قانون کے رواج پا گئی ہے۔ اور ایک انگریزی اخبار کی رائے تھی کہ اگر آپ پھٹے پرانے کپڑے پہننے کا فیشن اختیار کریں تو اس کی بھی برابر تقلید ہو۔ کپڑے آپ قیمتی پہنتے ہیں اور جلد جلد بدلتے رہتے ہیں

یعنی اگر آپ مہینا بھر روز آپکو دیکھتے رہیں تو غالباً ہمیشہ نئے لباس میں جلوہ گر نظر آئینگے۔ سیاہ بوٹ آپ شوق سے پہنتے اور خاکی بوٹوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔

گو آپ بڑے متین ہیں مگر باموقع ظرافت سے بھی آپ کی طبیعت خالی نہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک امریکن اخبار نویس لنڈن میں آیا تو آپ کے سلام کو بھی حاضر ہوا۔ اطلاع ہونے پر جب آپ نے اپنی معمولی فراخ دلی سے اُسے شرفِ باریابی بخشا۔ تو اخبار نویس نے ٹوپی اُتار کر سلام کے بعد ازراہِ تبختر عرض کیا کہ "شائد حضور میرے چہرے کو پہچان رہے ہیں۔" حالانکہ آپ نے اُسے کبھی نہ دیکھا تھا۔ البتہ اُسکی گنجی کھوپری ابھی ابھی آپکے نظر پڑی تھی۔ لہذا آپنے بے ساختہ فرمایا۔ کہ "میں آپ کے چہرے کو تو نہیں مگر کھوپری کو ضرور پہچان رہا ہوں۔"

ایک دفعہ آپ ایک لارڈ کے مہمان تھے۔ جہاں ایک اور دولتمند بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپنے میز پر سے چرٹ اُٹھایا۔ تو چونکہ دوسرے دولتمند مہمان کے پاس اُس سے نفیس چرٹ موجود تھے۔ اسلئے اُس نے نہایت ادب سے پیش کرکے عرض کیا کہ حضور انہیں سے شوق فرمائیں۔ یہ آپکے میزبانوں سے کہیں زیادہ نفیس ہیں۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں سوائے میزبان کے دوسرے کے چرٹ نہیں پیا کرتا۔

ایک بار کا ذکر ہے کہ جب آپ ملک کینیڈا میں تشریف لے گئے تھے تو آپکے روبرو ایک ایسا ایڈریس بھی پیش ہوا۔ جس کے آخر میں دعا کی گئی تھی کہ "ملکہ وکٹوریا تادیر گاہ سلامت رہیں اور آپ مدتوں ولیعہد بہادر رہیں۔" آپ کے سکرٹری نے ایڈریس دینے والوں سے کے

سرگروہ سے اسکا مطلب پوچھا تو اُس نے بھی صفائی سے اقرار کیا۔ کہ ہمیں ملکہ کی حکومت بہت پسند ہے۔ چنانچہ آپ کی بچاس سالہ جوبلی پر اُس شخص نے اظہار مبارکباد کے بعد اپنی دُعا یاد دلائی۔ جسپر آپ بہت خوش ہوئے۔ اور جواب دیا۔ کہ اِس واقعہ کی اطلاع ملکۂ معظمہ کو بھی دیجائے گی۔"

بے نمائش پھرنے کی عادت آپ کو ہمیشہ رہی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ یوں ہی پھرتے پھراتے ایک خوبصورت لیڈی سے ہمکلام ہوئے۔ تو آپ نے اسکی عمر پوچھی۔ جسکے جواب میں اس نے پچیس برس کہے۔ پھر تین سال کے بعد جب آپ کو اُس سے دوبارہ ملنے کا اتفاق ہوا اور یہ دیکھہ کے کہ وہ اپنے آپ کو ویسا ہی خوبصورت ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ آپنے پھر پوچھا کہ لیڈی تمہاری عمر کیا ہوگی اور اس نے کہا جناب پچیس سال! تو آپنے فرمایا کہ کیا تین برس سے تم پچیس سالہ ہی چلی آتی ہو۔ مگر لیڈی مذکور نے بھی نہایت حاضر جوابی سے عرض کیا کہ حضور پھر کیا بھلے آدمی ہر وقت زبان بدلا کرتے ہیں؟

تجارت کی نسبت چونکہ آپ کی ہمیشہ اعلےٰ رائے رہی ہے۔ اسلئے ایک دفعہ ایک دوست نے آپ سے پوچھا کہ تجارت کی تعریف تو آپ ہمیشہ کرتے ہیں۔ مگر کیا آپ یہ بھی پسند کرینگے کہ آپکے رشتہ دار تجارت اختیار کریں۔ متکلم کا منشا اس سے یہ تھا کہ خاندان لورن جو آپ کا رشتہ دار تھا اور تجارت کرتا تھا۔ اُسکی نسبت آپکے خیالات معلوم کرے۔ مگر آپنے بلاتکلف فرما دیا۔ کہ "میرے رشتہ داروں میں خاندان لورن تجارت کرتا ہے۔ اور میں اُسے ایسا پسند کرتا ہوں کہ اگر وہ لطیب خاطر

مجھے اپنا شریکِ کاروبار کرنا چاہیں تو میں بخوشی ان کا ساجھی دار بن جاؤں"

گھوڑوں اور کشتیوں کی دوڑ کا بھی آپ کو شوق رہا ہے۔ چنانچہ اس ذریعہ سے آپ ہمیشہ اعلےٰ انعامات پاتے رہے ہیں۔ مگر امید ہے کہ اب یہ باتیں ولیعہدی کے ساتھ ہی رخصت ہوگئی ہونگی۔ کبوتر بازی بھی آپ بہت اہتمام سے کرتے تھے۔ مگر اب وُہ بات کہاں۔

آپ کی زندگی میں یہ بھی ایک قابل یادگار واقعہ ہے۔ کہ آپنے ساٹھ سال تک ولیعہدی کی ہے۔ اور غالباً یہ ایسا واقعہ ہے کہ دُنیا بھر میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ ملکۂ معظمہ متوفیہ کے عہدِ حکومت کے برابر سلطنت کرنے والے تو چند فرمانرواؤں کے نام نکل بھی آئینگے۔ مگر ساٹھ سال تک پوری صلاحیت و ناموری کے ساتھ ولیعہدی کرنے والا شاید سوائے آپکے اور کوئی نہ نکلے گا۔ اسپر لُطف یہ ہے کہ اگرچہ آپ معاملاتِ سلطنت سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ مگر کسی پولیٹیکل معاملہ کی نسبت آپنے کبھی بظاہر لب کشائی تک نہیں کی۔ کیونکہ ولیعہدِ سلطنت کی زبان سے جو کچھ بھی نکلتا وُہ گویا سلطنتی آواز ہوتی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے زبان پر بھی اعلےٰ درجہ کی حکومت حاصل کر رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ولایت کے کنسرویٹیو۔ لبرل اور ریڈیکل وغیرہ تمام جماعتوں کے لوگونکو آپکی یکساں دوستی کا شرف حاصل رہا ہے۔

آپ کی آواز متوفی قیصرِ جرمن شاہ ولیم سے ایسی مشابہ ہے۔ کہ کمرے کے باہر سے کوئی شخص جس نے اُن کی آواز سُنی ہو۔ مطلق اعتبار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ ولیم کی آواز نہیں۔

اگرچہ آپ نے مختلف قومی انجمنوں اور سوسائیٹیوں میں بے شمار تقریریں کی ہیں - اور آپ کی تقریریں ہمیشہ مختصر اور معنی خیز ہوتی رہی ہیں مگر بے ضرورت آپ پبلک کے سامنے آنا پسند نہیں کرتے - چنانچہ اِن کثیر التعداد تقریروں میں یہ دیکھ کر سب کو تعجب ہوگا - کہ آپ نے کبھی پولیٹیکل معاملات کو چھوا تک نہیں -

آپ کی چھٹیات کا کاغذ ہلکا نیلا ہوا کرتا ہے - جنیز زمانِ ولیعہدی تک آپ البرٹ ایڈورڈ کے نام سے دستخط کیا کرتے تھے -

آپ قدامت پسند بھی اسقدر ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے برسلز کے کارخانے سے دستانے بنوائے تو اب برابر وہیں سے بنواتے رہتے ہیں - چنانچہ کارخانہ موصوف آپکے بھیجے ہوئے سانچے بطور یادگار اپنے پاس جمع کرتا رہتا ہے -

اتوار منانے کا بھی آپ کو ازحد خیال رہتا رہا ہے - اور اسدن کی مذہبی اعتبار سے جو عزت کرنی چاہیئے - اُسکو آپ نے کبھی نظرانداز نہیں کیا -

غرضکہ آپ کو انگلستان کی رعایا نے نہ صرف اپنا بادشاہ ہی تسلیم کیا ہے - بلکہ "فسٹ کلاس جنٹلمین اوف دی کنگڈم" یعنے "انگلستان کا مسلمہ شریف" بھی مان لیا ہے -

فصل ششم

شہنشاہ کے بڑے بڑے واقعات زندگی

آپکی زندگی کے واقعات شادی وغم دونوں تقارب سے معمور ہیں اور ان کو پبلک سے ایسا ہی تعلق رہا ہے جیسا کہ خود شہنشاہ کو۔ اور گو آپکے کارناموں کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ مگر اجمالی نظر ڈالنے سے چند موٹے موٹے واقعات یہ معلوم ہوتے ہیں۔ کہ

آپ کی سالگرہ پر ہر سال پبلک اور گورنمنٹ کیطرف سے جتنا کچھ اظہار مسرت و اعزاز ہوتا رہا ہے شائد آپ کو بھی اُس سے زیادہ نہ ہوگا۔ سالگرہوں میں بالخصوص آپ کی پچیسویں اور پچاسویں سالگرہ کی تقریبات نہایت شاندار ہوئی ہیں۔ کیونکہ اُن سے آپکی ولیعہدی کی نقرئی اور طلائی جوبلی متصور تھی۔ ۱۸۸۸ء میں آپ کی شادی کی نقرئی جوبلی ہوئی۔ مگر آپکے بہنوئی ولیم لال میتھر متعلقہ خاندان شاہی جرمنی کی وفات کے باعث اسپر زیادہ شان و شوکت کا اظہار نہ ہوسکا۔

۱۸۶۷ء میں آپ کو پہلی دفعہ وجع المفاصل کی شکایت ہوئی جس سے تین ہفتے تک آپ کو صاحب فراش رہنا پڑا اور اسوقت تو گو آپ تندرست ہو گئے۔ لیکن پھر اسی مرض نے آپ پر دوبارہ سخت حملہ کیا۔ اور کئی مہینے تک آپ بستر علالت پر رہے۔ یہ بیماری ایسی صعب و سخت تھی کہ باوجود حاذق ڈاکٹروں کے علاج کے بھی کسیقدر لنگ باقی رہ گیا اور ایک مدت کے

بعد آپ شفایاب ہوئے۔

۱۸۷۱ء میں آپ کی شہزادی لوئیسا کی تقریب شادی لارڈ لورن سے نہایت شان و شوکت سے عمل میں آئی۔ مگر تھوڑے دنوں بعد آپ کے نومولود فرزند پرنس الگزنڈر نے قضا کی۔ جس سے شہنشاہ کے دل کو سخت صدمہ پہونچا۔ اور ڈاکٹروں نے آپ کو تبدیل آب و ہوا کا مشورہ دیا لیکن سیر و سفر سے واپس آتے ہی آپ پر شدید امراض نے حملہ کیا۔ اور تپ محرقہ کی علامات پیدا ہو گئیں۔

اس بیماری میں پہلے ڈاکٹر گلیٹن اور ڈاکٹر گل آپ کے معالج تھے۔ مگر جب افاقہ نہ ہوا۔ تو سر ڈبلیو جنیر کو طلب کیا گیا۔ لیکن پھر بھی آپ کو مطلق آرام نہ ہوا۔ تپ کا زور۔ نیند کافور۔ بھوک کا نہ لگنا۔ کسی میں بھی تخفیف نہ ہوئی۔ شہنشاہ بیگم۔ شاہزادی لوئیسا اور دیگر شہزادے ہر وقت آپ کے پاس رہ کر خود خدمت کیا کرتے تھے مگر آپ کو کسی صورت چین نہ آتا تھا۔ حتے کہ ۲۵ نومبر کو مرض سخت زور پکڑ گیا۔ اور دسمبر کے پہلے ہفتہ میں تو کسی کو آپ کی زیست کی توقع نہ رہی۔ چنانچہ ملکہ وکٹوریا متوفیہ معہ شاہی خاندان کے آپ کے محل سانڈرنگھم میں گویا آخری دیدار کو تشریف لے گئیں۔ جس وقت ملکہ وکٹوریا آپ کے لب بالیں پہونچیں تو آپ پر غشی طاری تھی۔ ہر چند ڈاکٹروں نے زور لگایا کہ آپ کسی قدر ہوش میں آکر اپنی والدہ مکرمہ سے دو دو باتیں کر سکیں۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جس سے اور بھی مایوسی بڑھ گئی اور تمام انگلستان و ہندوستان میں ایک تہلکہ بپا ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے جو ہر دلعزیزی پیدا کر رکھی تھی۔ اس سے لوگوں کی محبت آپ کے ساتھ بدرجہ تعشق پہنچ گئی تھی

ہر مسجد - ہر مندر - ہر گرجا - غرضکہ ہر مذہب و ملت کے معبدوں میں آپ کی صحت کے لئے دعائیں شروع ہوئیں - اور نہایت عجز و زاری کے ساتھ ہر شخص نے شافی مطلق کے حضور میں اپنے ہونے والے شہنشاہ کی صحت و سلامتی کے لیے گڑگڑانا شروع کیا - یہ تو رعایا کا حال تھا لیکن دیگر ممالک میں بھی جہاں آپ سیر کے لئے تشریف لے جا چکے تھے - آپ کی صحت کی دل سے آرزو کیجاتی تھی - کیونکہ آپکے اخلاق و آداب نے سب کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا - شاہی خاندان اور بالخصوص آپ کی والدۂ مکرمہ اور شہنشاہ بیگم کی حالت کا کون بیان کرسکتا ہے - ولیعہد بیمار شاہی ڈاکٹر اُسکے علاج سے لاچار - اور ملک و دولت سب بیکار نظر آتے تھے سوائے دُعاؤں کے کوئی دوا نہ رہگئی تھی اور دُعا کا سائنس نے جو کچھ حال کر رکھا ہے اُسکے اظہار کی ضرورت ہی نہیں مگر حق تعالے نے اپنی رحمتِ کاملہ سے دعا کی طاقت ظاہر فرمائی اور عین مایوسی کے عالم میں شہنشاہ کی بیماری پہلے افاقے اور پھر صحت سے متبدل ہونی شروع ہوئی - اور ۱۴ دسمبر کا دن جو بوجہ اسکے کہ حضور کے والد کی وفات کا دن تھا - اوہام پرستوں کے نزدیک (جسمیں اسوقت قریباً فلسفی بھی شامل ہوگئے تھے) آپ کا بھی آخری دن قرار پا چکا تھا - اسیدن کو خداوند کریم نے آپکے حق میں روزِ حیات بخش ثابت کیا - اور پہلا آرام یہ شروع ہوا - کہ آپ خوب نیند بھر کے سوئے جس سے بیداری کے بعد آپ کی بیماری صحت سے بدلنے لگی - اور آخر ش رفتہ رفتہ تمام شکایات جاتی رہیں - اور بفضلِ الٰہی آپ بالکل صحت یاب ہوگئے -

آپ کی یہ بیماری چونکہ نہ صرف خاندانِ شاہی کے لئے ہی رنج دہ تھی بلکہ اس سے تمام رعایا میں ایک کھٹکہ پیدا ہوگیا تھا - اسی لئے ملکہ وکٹوریا

نے آپ کی صحت پر شکرانۂ الٰہی کا بھی خاص اہتمام فرمایا۔ اور تجویز کیا کہ ۲۷ فروری ۱۸۷۲ء کا دن تمام رعایا کے لئے خوشی کا دن مقرر کیا جائے جسمیں وُہ اپنے اپنے معبدوں میں جاکر اِس انعام الٰہی کا شکریہ ادا کریں۔ چنانچہ لنڈن کے لئے یہ قرار دیا گیا کہ اسدن آپ کی سواری لے کر ملکۂ وکٹوریہ خود ایک شائستہ جلوس شاہی کے ساتھ قصر بکنگھم سے سینٹ پال گرجا میں جائینگی۔ جہاں تمام اعیان واکابر اور عوام و خواص کی شرکت سے شکرانۂ الٰہی ادا کیا جائے گا۔ چنانچہ حسب قرارداد بارہ بجے جلوسِ شاہی نہایت شان وشوکت سے روانہ ہوا۔ جس میں خاندان شاہی کے علاوہ تمام بڑے بڑے اُمرا بھی شریک تھے۔ پبلک کی طرف سے جابجا "خدا ملکہ کو سلامت رکھے۔ خدا ولیعہد کی عمر دراز کرے" کے دعائیہ فقرات نہ صرف لکھے ہوئے مکانات پر آویزاں تھے۔ بلکہ ہر جگہ جہاں سے جلوس شاہی گذرتا تھا۔ شائقینِ دیدار زبان اور دل سے بھی ادا کر رہے تھے جو ایسا قابلِ دید نظارہ تھا کہ جس میں قومی محبت و صداقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بہرحال جب جلوسِ شاہی ٹمپل بار تک پہونچا۔ تو لارڈ میئر نے استقبال کر کے ایک مرصع تلوار ملکہ کی نذر کی جسکے بعد لارڈ میئر کی شرکت سے جلوس مذکور گرجا پہونچا۔ جس کے بڑے دروازہ پر یہ فقرہ لکھا ہوا تھا "کتنا مسرت بخش یہ خیال ہے کہ وُہ خدا کے گھر آتے ہیں" جسکو دیکھ کر حضور ممدوح اور ملکہ ذیجاہ کمال متاثر ہوئے۔ اسکے بعد رسوم مذہبی ادا ہوئیں۔ اور پھر قومی گیت گایا گیا۔ اور ادائے نماز کے بعد حاضرین کو دو دفعہ آداب بجا لا کر جلوس شاہی واپس روانہ ہوا واپسی پر رستے میں پہلے سے بھی زیادہ ہجوم تھا۔ اور ہر شخص مشتاق

دیدار ہورہا تھا۔ حتّٰے کہ ایک جگہ کثرت ہجوم سے شاہی گاڑی کو چلنے کے لئے جگہ نہ رہی۔ جسپر گاڑی ٹھہرا کر سب کو باطمینان سلام کیا گیا۔ اور پھر بدستور شاہی گاڑی آگے روانہ ہوئی۔

ہندوستان میں بھی جس طرح آپکے ایام بیماری میں صحت کے لئے دعائیں کیجاتی تھیں۔ ویسے ہی خلوص سے صحت پر شکریہ الٰہی بھی ادا کیا گیا۔ اور جابجا دیپ مالا کرنے اور غربا کی دستگیری کرنے سے اظہار مسرت کی مراسم اس طرح عمل میں آئیں کہ جن سے آپ کی ہردلعزیزی اور رعایائے ہند کی وفاداری صاف صاف ظاہر ہورہی ہے۔

بہرحال اس مبارک تقریب کی ادائگی کے بعد آپنے ڈاکٹری مشورہ سے اٹلی کا سفر کیا۔ جس سے آپ کی صحت اور بھی درست ہوگئی۔ اور پھر انگلستان واپس آکر بتھنال گرین میوزیم کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ جسکے بعد یوں مارٹ لینڈ برٹش واٹر کی افتتاحی رسوم بھی آپکے ہی دست مبارک سے ادا ہوئیں۔

اسی سال میں مرحوم شاہ کجکلاہ ناصرالدین قاچار والیٔ دولت ایران مہمان انگلستان ہوئے۔ اور آپ ہی کے ذمہ ان کی میزبانی کیگئی جسے آپنے اس توجّہ سے انجام دیا کہ شاہ کجکلاہ مرحوم بھی ان کی مدارات سے نہایت ہی خوش خوش واپس ہوئے۔

۱۸۸۰ء میں شہنشاہ نے دائنا کی عالمگیر نمائش میں اس کے انگریزی حصہ کی پریزیڈنٹی قبول فرما کر اسکے نامور۔ کامیاب۔ مفید اور نتیجہ خیز ہونے میں اسقدر کوشش فرمائی کہ اہالیان انگلستان کو کبھی فراموش نہ ہوسکے گی چنانچہ نمائش ۱۸۸۱ء میں آپ کی سعی و توجہ سے ایسے اعلےٰ

پیمانہ پر ہوئی جو بانیوں کے بھی خیال میں نہ تھا۔

اسی سال شہنشاہ رُوس انگلستان میں آکر قصرِ گلڈ ھال میں مہمانِ انگلشیہ ہوئے اور اُنکی مہانداری بھی آپ کے ہی سپرد ہوئی جسکو آپنے اِس اہتمام سے پورا فرمایا۔ کہ وہ آپکے اخلاقِ برادرانہ اور مہانداری شاہانہ کے دل سے مدّاح ہو گئے۔

۱۸۷۰ء میں آپ رائل کولونیل انسٹی ٹیوٹ کے پریزیڈنٹ بنائے گئے۔ جو ایک بڑا مہتم بالشان کام تھا۔ اور اُسکو آپنے اِس سرگرمی سے ادا فرمایا۔ کہ اُس سے پُورے پُورے فوائد حاصل ہو گئے۔ اسکے علاوہ بھی آپ کئی ایک ملکی وقومی انسٹیٹوشنوں کے پریزیڈنٹ ہوکر کام کرتے رہے۔ اور کئی مدرسوں۔ شفاخانوں اور سوسائیٹوں کی افتتاح فرماتے رہے۔ جنکی تفصیل باعثِ تطویل سمجھکر قلم انداز کیجاتی ہے

۱۸۷۹ء میں آپنے گرمباگی میں ڈاکخانوں کا افتتاح فرمایا۔ اور پھر ایڈیسٹن لائیٹ ھوس اور ناروچ شفاخانہ کے بنیادی پتھر نصب فرمائے۔

۱۸۸۰ء میں آپنے بحیثیت گرانڈ ماسٹر ہونے کے فریلسین ٹرورو کے بھی ڈرل کا بنیادی پتھر رکھا۔ اور ایک جدید بریلٹ واٹر کی رسوم افتتاح فرمائیں۔ اور مقام ہگن ڈن میں جاکر لارڈ بیکنسفیلڈ کو اپنی مہانداری کی عزت بخشی۔

۱۸۸۱ء میں آپنے ساوتھ کنگسٹن میں ایک عالیشان صنعتی نمائش قایم فرمائی جسکی افتتاح نہایت کامیابی کے ساتھ ۱۸۸۲ء میں عمل میں آئی۔ اور اسی خیال کی وسعت سے آپنے ہندوستان اور نوآبادیوں میں بھی نمائشوں کے

افتتاح کی تحریک کرائی - جو ملکہ معظمہ کے ارشاد پر ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوئیں - اور لنڈن میں امپیریل انسٹیٹیوٹ کھولی گئی -

اسی سال آپنے رائل کالج آوف میوزک (شاہی بیت العلم موسیقی) قائم فرمایا - اور اسکے علاوہ رائل بیٹ سکواڈرن کی بنیاد ڈال کر اپنے لیئے کموڈر کا عہدہ منظور کیا -

اسی سال متوفی شاہزادہ پرنس البرٹ وکٹر کو ٹرنٹی کالج کیمبرج میں فوجی فنون کی تعلیم کے لیئے داخل فرمایا گیا - اور موجودہ ولیعہد بہادر بحری صیغہ میں کام کرنے کے لیئے کینیڈا نامی جہاز پر بھیجے گئے -

ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے موقع پر شاہی مہمانوں کی میزبانی آپ ہی کے سپرد ہوئی - جسے آپ نے بڑے درجہ کی لیاقت و صلاحیت سے انجام دیا اور سب کو اپنا مداح بنا کے بھیجا -

۱۸۹۴ء میں پارلیمنٹ انگلستان میں غربا کے مکانات رہائش کی نسبت جو مسودہ پیش تھا آپنے اسکی رائل کمیشن کی ممبری قبول فرمائی - اور نہایت توجہ سے اسمیں دلچسپی لیتے رہے - اور تحقیقات و مشاہدہ کے لیئے غریب اور غلیظ لوگوں کے گھروں کو جاکر برا العین خود معاینہ فرمانے کے بعد پارلیمنٹ میں اسکے متعلق برجستہ تقریر فرمائی - جسمیں آپ نے یہ بھی فرمایا - کہ

" غربا کے انتظام رہائش کا معاملہ میرے واسطے کوئی نئی بات نہیں بلکہ بیس برس سے صوبہ نارفک میں جو میں نے جائیداد خریدی ہوئی ہے اسمیں مجھے غریب مزدوری پیشہ لوگوں کے لیئے مکانات بنانے کا اتفاق ہو چکا ہے - کیونکہ جب میں نے اسے خریدا تھا تو وہاں کے مکانات

کی حالت نہایت خراب وخستہ تھی۔ لیکن اب غالباً میری تمام جائداد میں کسی کو ان مکانات کی نسبت کوئی شکایت نہ ہوگی"

اسی کے متعلق آپ نے ایک اور موقع پر پارلیمنٹ میں ارشاد فرمایا۔ کہ:۔ "چند روز ہوئے جب مجھے غریب لوگوں کے مکانات دیکھنے کا موقع ہوا تو میں نے انہیں نہایت غلیظ مگر رحمناک حالت میں پایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ واقعی اس معاملہ کی تحقیقات کی سخت ضرورت تھی۔ گو رائل کمیشن سے پہلے بھی کئی سوسائیٹیاں اس کام میں مصروف تھیں۔ جن کا ہمیں شکرگذار ہونا چاہیئے۔ اور نہ رائل کمیشن انکی کارروائیوں میں کوئی ہرج کرے گی۔ بلکہ رائل کمیشن کا کام یہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے روبرو ایسی تجاویز پیش کرے۔ جس سے نہ صرف غربا کا انتظام رہائش ہی درست ہو جائے۔ بلکہ اُن غریبوں کی حالت کی بھی درستی ہو سکے"

آپ کی اس حمایت سے غربا کو بہت بڑی مدد ملی۔ اور کیوں نہ ہو آپ ہمیشہ سے غریبوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپ کی جاگیرات میں ان کے واسطے گرجے۔ شفاخانے اور مدرسے کھُلے ہوئے ہیں۔ اور اِن کے رہائشی مکانات سب صاف ستھرے بنوائے جاچکے ہیں۔ جن کے روبرو ایک ایک چھوٹا خانہ باغ بھی لگوایا ہوا ہے۔ مزدوری میں کوئی قلت نہ کیجاتی تھی بلکہ روز ٹھیک تین بجے مزدوری دینے کا حکم تھا۔ البتہ شراب خوری اور جُوا بازی کی ممانعت تھی۔ غربا کے اطفال کے لئے مختلف ورزشی کھیلوں کے سامان بھی مہیا کر دیئے گئے تھے۔

۱۸۹۲ء میں پرنس البرٹ وکٹر کے انتقالِ پُر ملال سے آپکو سخت صدمہ پہونچا۔ اور نہ صرف شاہی خاندان بلکہ تمام برٹش رعایا نے بھی

ہندوستان کی تیس کروڑ آبادی بھی شامل ہے - اس مصیبت کو نہ صرف شخصی بلکہ ملکی صدمہ محسوس کیا - بالخصوص شاہزادہ کی جوانی اور اسی سال اسکی شادی کی تجویز قرار پاکر منگنی ہو جانا تو اس مصیبت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے - مگر قضائے الٰہی سے کسے چارۂ دیار رہا ہے۔ آخر کار ملکہ وکٹوریا متوفیہ کے منشاء کے مطابق متوفی شہزادے کی منگیتر پرنسس مے کا ڈیوک اوف کلیرنس حال پرنس اوف ویلز کے ساتھ نکاح کیا گیا۔

۱۸۹۰ء میں آپ نے بیرن فرڈی نینڈ روتھشیلڈ کی عزت افزائی کے لئے اس کے مکان پر جاکر دعوت قبول فرمائی۔ اور دعوت گو نہایت مکلف اور محظوظ کرنے والی تھی۔ مگر آتے ہوئے سیڑھیوں سے اترنے میں پاؤں پھسل جانے سے آپ کے سخت چوٹ لگی۔ اور گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ جس کا مدتوں علاج ہوا - اور گو درد و تکلیف تو جاتی رہی۔ مگر کسیقدر لنگ باقی رہ گیا۔

آپکے کارناموں میں یہ بھی قابلِ ذکر بات ہے - کہ آپ نے اپنے محل مارلبرو ہوس میں ایک شاھی کلب کی بنیاد رکھی - جس میں آپکے بے تکلف دوست اور رشتہ دار ممبر ہوئے اور اصولی طور پر یہ قرار دیا گیا کہ سب لوگ درجہ برادری میں مساوی سمجھے جائیں داب آداب کی زحمت نہ ہوا کرے۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کو آپ باضابطہ شہنشاہ ہوئے (جس کا ذکر آگے آئے گا)

۶- فروری ۱۹۰۱ء کو آپ نے ہنن کمیشنڈ آفسروں اور گرانڈیر گارڈ

کے اُن لوگوں کو جنہوں نے ملکہ متوفیہ کی لاش پُہنچانے میں خدمات
کی تھیں۔ تمغے عطا فرمائے۔ اور ایسا ہی متوفیہ کے جنازے کیخدمات
کے صلہ میں ۱۸۰ کو رائل ہارس آرٹیلری باٹری اور ہوس ہولڈ ٹروپ کے
افسروں میں بھی تمغے تقسیم فرمائے۔

ڈاکٹر کریڈن صاحب بشپ اوف لنڈن کے انتقال پر ڈاکٹر
ونگٹن انگرم کے تقرر سے بھی آپنے مذہبی اور ملکی سوسائیٹی پر اپنی
قوتِ انتخاب کو بہت باوقعت ثابت فرمایا ہے۔ اور اتفاق سے
آپکے حکومت سنبھالنے کے چھ ماہ بعد جب لارڈ سالسبری سابق
وزیر اعظم نے اپنا استعفے داخل کیا تو ان کی جگہ مسٹر بالفور کی تقرری
سے بھی آپنے اپنی نسبت بڑی عمدہ شہرت انگلستان کی پبلک
میں پیدا فرمائی ہے۔

چونکہ آپ ہمیشہ سے نہایت عمدہ بولنے والے مشہور ہیں۔ اسلئے
اس اپنے قدیمی وصف کو آپنے شہنشاہی کے بعد بھی ضائع ہونے نہیں
دیا۔ بلکہ موقع بموقع تقریروں سے اسکو اور مجلا کردیا ہے۔ چنانچہ
۱۲ جولائی ۱۹۰۱ء کو جبکہ شہزادہ ایڈورڈ اوف یارک نے دس مشہور علماء کا
ڈیپوٹیشن بغرض ہاربرو ہوس کی سو سالہ عمر ہوجانے کی مبارکباد کے لئے آپکی
خدمتمیں پیش کیا تو اُن کے جواب میں بھی اور پھر ۲۵ر جولائی کو مجمع اطباء کے
ڈیپوٹیشن کے روبرو بھی آپنے نہایت عمدہ تقریریں کیں۔ اور چونکہ آپ طبی امداد
کے قدرتی طور پر قدردان ہیں۔ اور اسکی قدر افزائی کا خیال بھی ہر وقت
آپکے پیش نظر رہتا ہے۔ اسلئے امداد بھی فرمائی۔ ایسا ہی ۲۶ر جولائی کو
باوصف بارانی دن ہوجانے کے بھی آپنے تین ہزار لوگوں کو تمغے عطا فرمائے

اور اسکے بعد بھی کئی مواقعات پر تقریریں کیں۔

۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ سر آرچی بالڈ اور لیڈی اڈمنسن کے نومولود فرزند کے دینی باپ قرار دیئے گئے۔

۱۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آپنے فوجی ملبوسات جرمن کی سی کم خرچ بالانشین وضع کے جاری کرنے کا حکم نافذ فرمایا۔

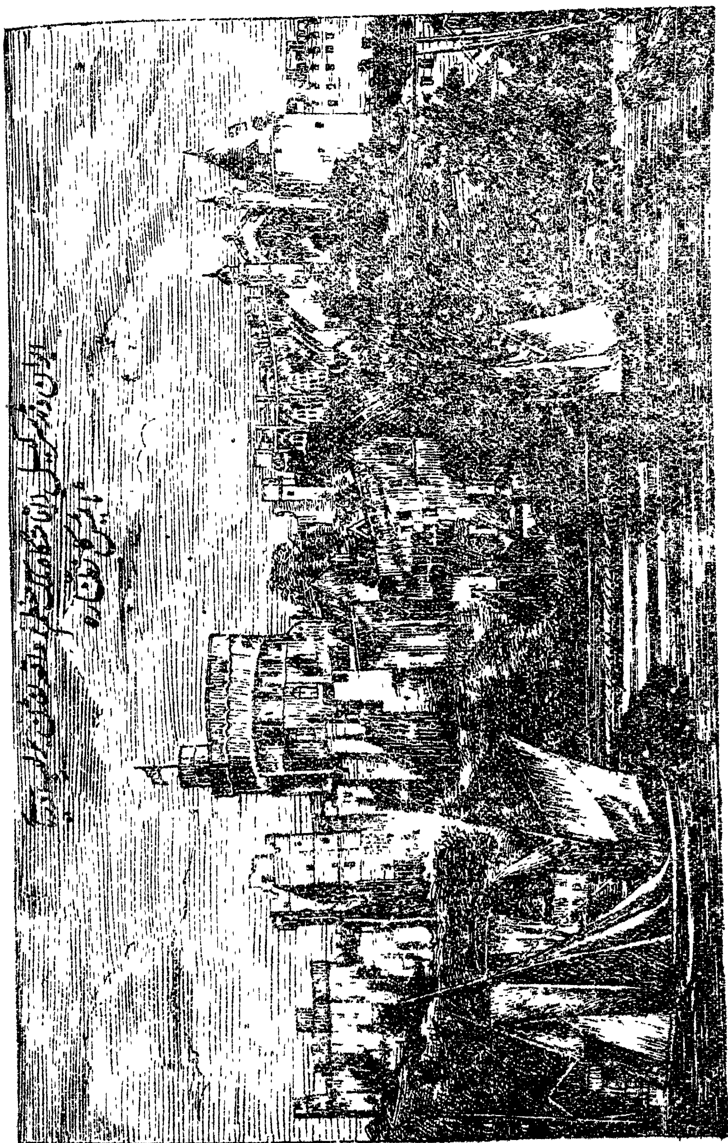
پہلے جون سنہ ۱۹۰۲ء میں اور پھر اگست میں مختلف ممالک کے قائمقاموں سے وقتاً فوقتاً آپ ملاقات کرتے رہے اور اپنے ہاتھ سے تمغے بھی پہناتے رہے

شہنشاہ ہونے کے بعد آپنے اپنی والدۂ متوفیہ کی عزت و توقیر اور قیام یادگار میں جو کوشش کی ہے وہ بھی خاص طور پر سراہنے کے لائق ہے

۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ء جو پہلے آپ کی تاجپوشی کی تاریخ قرار دی گئی تھی اس سے دو روز قبل آپ دنبل جگر سے سخت علیل ہو گئے۔ جس سے لاچار تاریخ بدلنی پڑی۔

یہ بیماری سنہ ۱۸۷۱ء کی بیماری کی طرح بالکل مایوس کرنے والی تھی۔ مگر آخر الامر حق تعالےٰ نے رحم فرما کر آپ کو صحت عطا فرمائی۔ جس کے بعد آپ قریب قریب کے مقامات میں ہواخوری کے لئے سیر و سفر فرماتے رہے۔ (ان امور کا اگلے باب میں ذکر ہوگا)





ایوان ونڈسر کیسل دارالحکومت ملکۂ معظمہ واقع لندن بر لب دریائے
ٹیمس کے کنارہ

باب دوم

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی و تاجپوشی انگلستان

فصل اوّل

مراسم ولوازم جانشینی پر سرسری نظر

مراسم جانشینی کی قدامت - جس طرح باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی کی رسم دنیا میں پیدائش آدم سے تا ایندم مختلف اقوام عالم میں مختلف طریقوں سے رائج چلی آتی ہے - ایسا ہی مشہور سرداروں اور حکمرانوں میں بھی ایک کے بعد دوسرے کے جانشین ہونے کی رسم اسیوقت سے قائم ہے - جبسے دنیا میں بادشاہت یا حکمرانی کی بنیاد پڑی ہے - کیونکہ سوائے اسکے انتظام سلطنت محال تھا - جانشینی کی مراسم مذاہب ملل مختلفہ میں مختلف طریقوں کے ساتھ مروّج ہیں مگر بالعموم تمام اقوام میں اس سے پہلے جانشینی اور تاجپوشی سرسری طور پر ایک ہی وقت میں فی الفور ہوجایا کرتی تھی - کیونکہ کسی حکمران کے مرنے کے بعد اگر تاج و تخت چند روز کے لئے بالکل لاوارثی کیحالت میں چھوڑ دیا جائے تو سلطنتی کاروبار میں عجیب غریب انقلاب پیدا ہو جائیں - لہذا اسمیں اسقدر جلدی کرنے کا رواج رہا ہے - کہ اِدھر ایک نے آنکھیں بند کیں - اُدھر دوسرے نے جلوس فرمایا - اور جلوس کے بعد پھر کہیں جا کے متوفی کا

جنازہ اُٹھایا گیا۔ مگر چونکہ اِس جلد بازی میں نہ تو کسی شان و شوکت اور مسرت و بہجت کا اظہار ہو سکتا تھا۔ اور نہ کسی تازہ سانحہ و حادثہ موت کے بعد ایسا ہونا مناسب بھی معلوم ہوتا تھا۔ اسلئے زمانہ کی جدّت طرازی نے اسکے دو حصّے کر دئے جنکے مطابق جانشینی یا تخت نشینی تو فوراً ہی اُسیوقت عمل میں آجاتی ہے۔ اور تاجپوشی کے لئے اتنا وقفہ دیکر کوئی تاریخ مقرر کیجاتی ہے۔ جسمیں اپنے ہاں کے ملکی و قومی سردار اور اعیان و انصار کے علاوہ باجگذار سلطنتوں کے حکمران یا نائب اور دوستدار حکومتوں کے سفیر بھی بسہولیت شریک ہو سکیں چنانچہ اسی دستور کی پابندی انگلستان میں بھی کیجاتی ہے۔

انگلستان کی مراسم تخت نشینی و تاجپوشی۔ یورپ میں جو مراسم تخت نشینی و تاجپوشی مروج ہیں وہ غالباً بنی اسرائیل سے لی گئی ہیں کیونکہ جو مراسم تخت نشینی کے وقت عیسائیوں میں برتی جاتی ہیں۔ اُن کا آغاز بنی اسرائیل سے ہی ہوا تھا۔ چنانچہ آبائے اسرائیل میں ہی پہلے پہل حضرت سموئیلؑ نے ساول کو بادشاہ مقرر کرتے وقت اُسکے سر پر روغن زیتون سے مسح کیا تھا۔ اور جب داؤدؑ نے اپنے فرزند رشید حضرت سلیمانؑ کو اپنا جانشین مقرر کیا تو صدوق کاہن اور ناتن نے اُن کو بھی بدستور ممسوح کرکے نرسنگھا پھونکنے سے انکی بادشاہت کا اعلان فرمایا اور حاضرین کے جم غفیر نے ایکساتھ آواز نکالی کہ "سلیمان بادشاہ سلامت رہے" اسکے علاوہ رسم جوبلی کا ابتدا بھی بنی اسرائیل سے ہی ہوا ہے۔ جو کسی قدر تغیر کے ساتھ عیسائی حکومتوں میں اب تک مروّج ہے یورپ میں جب اِس رسم کا پہلے پہل آغاز ہوا تو چونکہ اُس وقت

رومن کیتھولک فرقہ علیسوی کا زور و شور تھا۔ اسلیئے تاج پہنانا بھی پوپ اوف روما کا ہی کام سمجھا جاتا تھا۔ جو مذہب علیسوی میں خدا کا نایب اور اور روح القدس کا ہبط مانا جاتا تھا (اور غالباً فرقۂ مذکور میں اب بھی ویسا ہی سمجھا جاتا ہے) چنانچہ دستور بندھگیا تھا۔ کہ جب کوئی اُمیدوار تاج و تخت رومۃ الکبرٰے میں پوپ کے حضور حاضر ہوتا تو شہر کے دروازہ پر تمام عمائدین بادشاہ سے ملک نیکی اور انصاف کے ساتھ حکومت کرنے کی قسم لے کر اِسکو باعزاز تمام اندر لے جاتے۔ جسکے بعد دوسرے دن پوپ صاحب سینٹ پیٹر گرجا میں تشریف لیجاکر حسب قاعدہ روغن زیتون و لبان و دارچینی کے ایک مرکب تیل سے اُسے ممسوح کرکے تاج پہناتے۔ اور ترئی بجائی جاتی۔ یہ تیل تاجپوش کے سر۔ ہتھیلیوں سینہ اور کلائیوں۔ کاندھوں اور پیشانی کے علاوہ تاج پر بھی ملا جاتا تھا۔ بلکہ پہلے تو اِسکی اسقدر تقدیس مدنظر ہوتی تھی۔ کہ تیل ملنے کے بعد اوڑھنی کی طرح ایک سفید ٹوپی اوڑھاکر اسپر تاج رکھا جاتا تھا جو ایک ہفتہ تک برابر اس خیال سے سر پر رکھی رہتی۔ کہ تیل بخوبی جذب ہو جائے چنانچہ یہ تمام رواج مذہبی طور پر عرصہ تک یوروپ کی عیسائی سلطنتوں میں رائج رہے۔ مگر آخر الامر جب زمانہ کے زبردست ہاتھوں نے پوپ صاحب کی جکڑ بندیوں سے نجات حاصل کی۔ تو تاجپوشی کی مراسم بھی ہر سلطنت کے مقامی شاہی گرجاؤں میں ادا ہونے لگیں۔ چنانچہ انگلستان میں یہ رسم ویسٹ منسٹر ایبی میں اور روس میں ماسکو کے شاہی گرجا میں اور جرمن میں آکس لاچپل کے گرجا میں ادا ہوتی ہے۔ ایڈورڈ کنفیسر سے پہلے تاجپوشانِ انگلستان کے لئے ویسٹ منسٹر ایبی کی کوئی

تخصیص نہ تھی۔ بلکہ ونچسٹر۔ باتھ اور کنگسٹن کے گرجاؤں میں سے جہاں بادشاہ سلامت کی مرضی ہوتی یہ رسم ادا ہوجایا کرتی تھی۔ لیکن ایڈورڈ کنفیسر نے اسکے لئے ویسٹ منسٹر ایبی (گرجا) اور بشپ اوف کنٹربری (اسقف اعظم) کی تخصیص قائم کردی۔ جسکے بعد ایکدفعہ جبکہ ہنری چہارم کی تاجپوشی بشپ اوف یارک کے ہاتھ سے ہوگئی تھی۔ تو اسپر اسقدر تشویش پھیل گئی۔ کہ بشپ اوف یارک خارج از برادری کئے گئے۔ اور بادشاہ کی تاجپوشی پھر نئے سر سے کی گئی۔ چنانچہ اسکے بعد سے ابتک یہی قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ بادشاہِ انگلستان کی تاجپوشی بشپ اوف کنٹربری کے ہاتھ سے ہوتی ہے اور بادشاہ بیگم کی بشپ اوف یارک کے ہاتھ سے۔

حلف کا التزام۔ تخت نشینی اور تاجپوشی سے پہلے بادشاہ کو حلف اُٹھانی پڑتی ہے۔ کہ میں پارلیمنٹِ انگلستان کے نافذ کردہ قوانین کے ساتھ ملک میں عدل وانصاف سے حکومت کروں گا۔ اور مذہبی پیشواؤں کے حقوق کو محفوظ اور ان کے مناصب ومدارج کو مصئون رکھوں گا۔ اور پروٹسٹنٹ (اصلاح یافتہ) مذہب کی حمایت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ"

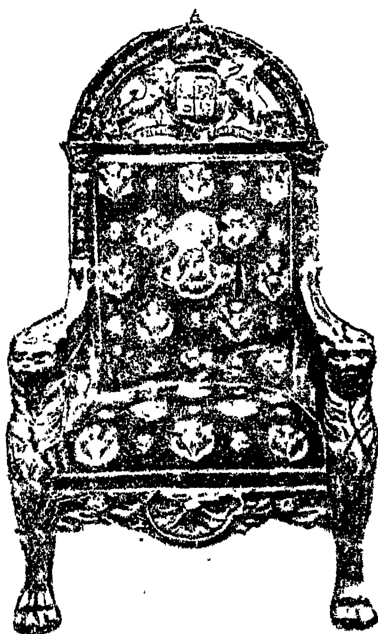
الحاصل تخت نشینی وتاجپوشی کی مراسم اسقدر دیرینہ اور ہر ملک وملت میں اسطرح رائج ہیں کہ جن کو اب تک بھی ویسے ہی شوق و ذوق کے ساتھ لازمی طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ پہلے تھا۔

اسکے بعد تفہیم ناظرین کے لئے اب غالباً تخت وتاج انگلستان کے متعلق کسیقدر تاریخی حالات درج کرنے ضروری ہیں۔ جن کا مجمل بیان ذیل میں کیاجاتا ہے۔ تاکہ ناظرین پورے طور پر تاج وتخت کی قدامت اور تاریخ سے ماہر ہوجائیں۔

تخت فارسی میں شاہی کُرسی کو کہتے ہیں اور یہ لفظ شاہی نشستگاہ کے لئے کچھہ ایسا مختص ہوگیا ہے کہ کوئی دوسرا امیر یا متموّل شخص اسکو اپنی کرسی پر استعمال نہیں کرسکتا۔ اسکا رواج بھی جہانتک دیکھا جاتا ہے بہت پرانا معلوم ہوتا ہے چنانچہ سلیمان علیہ السلام کا بھی تخت تھا۔ جن سے گویا تاجپوشی کی رسم کا ابتدا ہوا ہے۔ لیکن ملکی معاشرت و مراسم کے لحاظ سے اسکی صورتیں البتہ جداگانہ ہوتی رہی ہیں۔ گو خالص اسلام نے کسی تخت کو رواج نہیں دیا۔ مگر ممبر کا رواج بتاتا ہے کہ سادہ وضع سے ہی سہی۔ مگر اسکی ضرورت کو اسلام نے بھی تسلیم کرلیا ہے کیونکہ ممبر پر بھی کسی زمانہ میں وہی لوگ کھڑے ہوسکتے تھے۔ جن کو علمی یا حکومتی امتیاز ہوتا تھا۔ اور خیر القرون کے بعد تو بادشاہوں کے لئے ممبر کی بجائے تخت کا کھلے طور پر رواج ہوگیا تھا۔ چنانچہ خلفائے عباسیہ کے شاندار تخت اسکے شاہد ناطق ہیں۔ ہندوؤں میں مسلمانوں سے گو پہلے صرف گدّی کا رواج تھا۔ جسکو بڑے بڑے تکلّفات سے بنایا جاتا تھا مگر راجہ رام چندرجی وغیرہ کے تخت بھی تھے۔ جو نہایت اعلےٰ درجہ کے بنائے گئے تھے۔ اور اب بھی ہندوؤں میں شاہی گدّی ایسی وضع سے بنائی جاتی ہے۔ اور ایسی مرتفع جگہ اسکے لئے تجویز ہوتی ہے۔ کہ اُس سے تخت کی صورت صاف طور پر نمایاں ہوجاتی ہے۔ غرضکہ اسکا رواج بھی جیسے کہ ہر ملک و ملت میں قریباً یکساں جاری ہے۔ ویسے ہی انگلستان میں بھی ہے جو قدیم اور حسب دستور جیسا کہ تاج قدیم ہر وقت نہیں پہنا جاتا بلکہ صرف ایکدفعہ تاجپوشی ہونے کے وقت اُسکو تبرکاً سر پر رکھا جاتا ہے ویسے ہی تخت شاہی پر خاص خاص مواقعات پر ہی جلوس

ہوتا ہے اور بعد ازاں بادشاہ کے مذاق کے مطابق اسکی روزانہ نشست
کے لیئے الگ کرسیاں وغیرہ طیار ہوجاتی ہیں۔ الغرض تخت و تاج
دونوں لوازمات شاہی سے ہیں۔ اور ایک ہی وقت میں جائز حقدار
کے ورثہ میں پہنچتے ہیں۔ مگر بمقتضائے وقت تخت پر جلوس تو فوراً
عمل میں آجاتا ہے اور تاج کچھ عرصہ بعد سر پر رکھا جاتا ہے۔

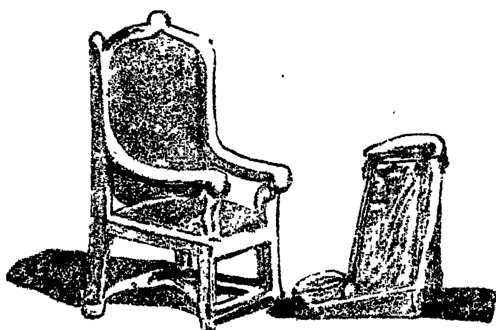
تختِ جلوس شاہی - انگلستان کے تختِ شاہی کی تصویر جس پر
اپنی والدہ متوفیہ کی جگہ شہنشاہ معظم نے پہلے ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو اور
پھر بوقتِ تاجپوشی ۹۔ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کو جلوس فرمایا ہے درجِ ذیل ہے



اسکے دونوں بازو سونے کے پتّروں سے منڈھے ہوئے ہیں۔ جن کے

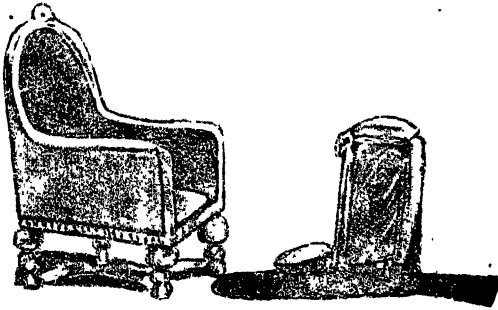
منہ شیر کی صورت کے بنائے گئے ہیں۔ پیٹھ کی طرف تکیہ گاہ کے اوپر شاہی (کوٹ آف آرمز) نشان بھی سنہری بنا ہوا ہے۔ اور نشست کی جگہ نہایت اعلےٰ کپڑے سے مزیّن کی گئی ہے۔ (تاجپوشی کے دن ویسٹ منسٹر ایبی کے درمیانی ہال کے وسط میں ایک مرتفع چبوترے پر (جسکی پانچ سیڑھیاں بنائی گئی تھیں) اسی تخت پر آپ نے خادمانِ دین اور شہزادگان و امراء سے اپنی اطاعت کی حلف لی تھی) لیکن خاص تاجپوشی کے دن اس تخت پر جلوس فرما ہونے سے پہلے وارثِ تاج و تخت کو تین اور تاریخی کرسیوں پر بھی بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور ان نشستوں کو بھی مذہبی رسوم ہی میں داخل سمجھنا چاہیئے۔

کرسی امتیاز۔ پہلی کرسی جسکو انگریزی میں ریکگنیشن چیر کہتے ہیں۔ کرسی امتیاز ہے۔ جسپر بیٹھنے سے گویا تاجدارِ سلطنت کا بادشاہ ہونا تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ (یہ کرسی تخت کے سامنے بچھائی گئی تھی)



کرسی لطانیہ۔ اس کے بعد دوسری کرسی پر بیٹھنا ہوتا ہے جو کرسیِ لطانیہ

کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ اسی پر بیٹھ کر نمازِ سلطانیہ کی ادائگی عمل میں آتی ہے اور اسی پر وعظ سُنا جاتا ہے۔ اسکی صورت یہ ہے۔



یہ دونوں کُرسیاں جن کا نقشہ اوپر مذکور ہوا دوہری دوہری بنائی جاتی ہیں۔ جن میں سے ایک بادشاہ ذیجاہ کی نشست کے لئے ہوتی ہے اور دوسری ملکہ کے لئے۔ دونوں کرسیوں کے روبرو ایک ایک چھوٹا مونڈھا نفیس کپڑے سے منڈھا ہوا رکھا جاتا ہے۔ تاکہ نماز دُعا کے وقت انپر گھٹنے ٹیکے جاسکیں۔ جن کی صورتیں دکھا دی گئی ہیں۔

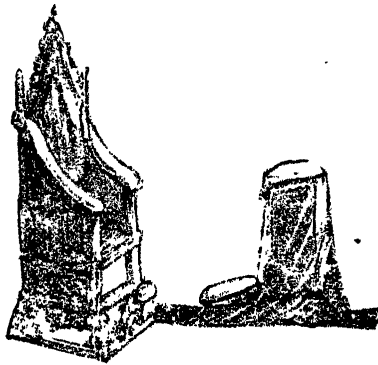
تاجپوشی کی کُرسی۔ تیسری کرسی تاجپوشی وہ تاریخی کرسی ہے۔ جو بڑی مُتبرک و مقدس سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں سکون کا وہ پتھر نصب ہے جس کو خوش قسمتی کا پتھر کہا جاتا ہے۔ اس پتھر کی نسبت روایت ہے۔ کہ یہی اُسوقت حضرت یعقوبؑ کے سرہانے رکھا ہوا تھا جب انہیں الہامی خواب نظر آیا تھا۔ سنہ ۱۵۱۳ء میں ٹرجیس نامی ایک سکاٹلینڈ کے شہزادے نے منسٹر کے آئرش بادشاہوں سے اپنی تاجپوشی

کے لئے حاصل کیا تھا۔ اور پھر کینیتھ دوم اسکوڈن سٹف نیگ سے سکون میں لایا تھا موجودہ تاریخ جو کچھہ اُسکا پتہ دیتی ہے ۔ وُہ یہ ہے کہ شاہ ایڈورڈ اوّل نے اسکو سکون سے لاکر ایک کرسی میں (جو غالباً یہی ہوگی) نصب کیا تھا۔ سکاٹلینڈ والوں کو اس پتھر کی مبارکی پر جسقدر اعتقاد ہے وُہ اُن کے اِس طرزِ عمل سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ جسے وُہ لوگ انگلستان کے ساتھ متواتر جنگ و جدل اور صلح و صفائی اختیار کرنے پر ہر دفعہ اسی کی طلبگاری سے ظاہر کرتے رہے لیکن اہالیانِ انگلستان کو بھی اِس پتھر سے جو محبت و اعتقاد ہے۔ اُسکا بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ جب ۱۳۲۸ء میں ایڈورڈ سوم نے مندرجہ ذیل فرمان استقفان و خادمان ویسٹ منسٹر ایبی (گرجا) کے نام جاری کیا۔ کہ

نقل فرمان " ایڈورڈ سوم بفضلِ خدا شاہ انگلینڈ و امیر آئرلینڈ و ڈیوک اوف ایکوٹین کی جانب سے ویسٹ منسٹر ایبی کے استقفوں کو بعد سلام واضح ہو۔ کہ گذشتہ اجلاس پارلیمنٹ منعقدہ نارتھمٹن میں مابدولت نے معہ کونسل اس امر کو منظور فرمایا ہے۔ کہ وُہ پتھر جسپر شاہانِ سکاٹلینڈ اپنی تاجپوشی کے وقت بیٹھا کرتے تھے اور اب آپ کی حفاظت میں ہے۔ اسکو سکاٹلینڈ بھیجدیا جائے۔ لہذا ہم نے لنڈن کے شریفوں کو حکم دیا ہے کہ مذکورہ بالا پتھر آپ لوگوں سے لیکر ہماری مادرِ مہربان ملکۂ انگلستان کے پاس لے جائیں لہذا آپ کو بھی تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ جبوقت شریف ہائے مذکور آپکے پاس آئیں باخذ رسید فوراً بلا عذر انکو پتھر مذکور دیدیا جائے زیادہ تاکید فقط مرقومہ یکم جولائی ہمارے دوم سن جلوسی کو بہ ثبت

مُہر و دستخط ہمارے مقام ہوڈس سے جاری ہوا۔"

مگر باوصف ایسے فرمانوں کے پتھر مذکور لنڈن سے کبھی باہر نہ گیا حتےّ کہ سنہ ۱۶۰۳ء کو سکاٹلینڈ والوں کی۔ یہ روایت کہ "جہاں یہ پتھر ہوگا وہیں سکاٹلینڈ کا بادشاہ تاجپوش ہوگا" یہیں انگلستان میں پوری ہوئی۔ اور جیمس ششم کو سکاٹلینڈ سے لاکر یہیں لنڈن میں جیمس اوّل کے نام سے تختِ انگلستان پر بٹھایا گیا۔ غرضکہ آجتک سوائے ایک دفعہ کے (یعنے اولیور کرامول کے متولی سلطنت قرار دینے کے وقت) اس تاریخی کرسیٔ تاجپوشی کو ایبے سے باہر نہیں لیجایا گیا۔ اسکی تصویر یہ ہے۔



ل ملکہ ایلزبتھ کے مرنے پر جب تختِ سلطنت ہنری ہفتم کی بڑی بیٹی مارگرٹ کی اولاد میں منتقل ہوا تو چونکہ اسکی اولاد میں سے جیمس ششم سکاٹلینڈ میں حکومت کر رہا تھا۔ اسی کو وہاں سے انگلستان لاکر تخت نشین کیا گیا۔ اور انگلستان میں چونکہ جیمس کے نام سے پہلے کوئی بادشاہ نہ گذرا تھا۔ اسلئے اسکو جیمس اوّل کہتے تھے۔ یہی وہ بادشاہ ہے جو سکاٹلینڈ اور انگلستان کا واحد مقبولہ حکمران ہوا تھا۔

تاج فارسی زبان میں شاہی ٹوپی کو کہتے ہیں۔ مگر یہ ٹوپی کوئی معمولی چیز نہیں۔ اسکی تمنا میں بڑے بڑے اولوالعزموں کے سر نذر ہو گئے اور یہ سوائے خوش نصیب فتحمندوں کے کسی کو میسّر نہ ہوئی۔ تاج دراصل ایک ایسا نشان ہے کہ جس سر پر رکھا جائے اُسکو دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اور دنیا میں اسکا رواج ایک زمانہ دراز سے چلا آتا ہے پہلے پہل جب تک دنیا کو اتنے اسباب پر دسترس نہ تھی۔ اور صرف بدن ڈھانکنے سے غرض ہوا کرتی تھی۔ تاج بھی قدرتی پھولوں سے بنایا جاتا تھا۔ یعنے کسی درخت کی کوئی نرم سی شاخ لے کے سر کے گرد لپیٹ لی اور اس حلقہ میں جا بجا قدرتی پھول لٹکا یا لگا لئے اور بس۔ پھر جب زمانہ نے اور ترقی کی تو لوہے یا کسی اور چیز کا پٹی نما حلقہ بنا کر مصنوعی گل بوٹے لگنے شروع ہوئے۔ اور پھر اسکے بعد وہ سونے یا جواہرات سے بننے لگا۔ مگر صورت قریباً پٹی کی سی رہی۔ اسکے بعد کچھ قومی جذبات اسمیں شامل ہونے لگے۔ لیکن ہندوستان میں قریباً یہی صورت رہی۔ کہ شاہی زرّین پگڑی کے اوپر ایک پٹی مرصع بالماس جواہر اوڑھ لپیٹ دیجاتی اور پگڑی کے اگلے حصّہ میں سرو کی شکل کا ایک جیغہ (کلغی) لگایا جاتا۔ اور حسب استطاعت جواہرات کی لڑیاں پگڑی کے پیچوں کے تناسب سے سجائی جاتیں۔ خالص اسلام میں تاج کا کوئی مذکور نہیں نہ آنحضرت اور خلفائے راشدین نے کبھی تاج پہنا۔ مگر رفتہ رفتہ مسلمانوں میں بھی یہ خیال آموجود ہوا اور ایسے ایسے عجیب و غریب تاج طیار ہوئے کہ شاید ہی کسی دوسری قوم نے پہنے ہوں۔

انگلستان میں پہلے پہل ایک گول حلقہ سونے کا بادشاہ کے

سر پر رکھا ہوتا تھا۔ جو اندر سے بالکل خالی ہوا کرتا تھا اور اسکے آگے اور پیچھے
چند میخیں سونے کی لگی ہوتی تھیں جس سے عیسوی تاج کی خصوصیت
ہو جاتی ہے۔ ولیم اوّل نے اسمیں چار میخیں آگے پیچھے دائیں بائیں
اس طرح کی لگا کر ✚ کیسقدر خوبصورتی پیدا کی۔ ہنری اوّل نے
اسکے حلقہ میں جواہرات کی جڑت کو رواج دیا۔ اور اس کے بعد
بھی ہر بادشاہ کچھ نہ کچھ اضافہ کرتا رہا۔ ہنری پنجم نے اس حلقہ
اور پھول نما میخوں پہ ایک محرابی دائرہ بنوایا جسکے سرے پر صلیب
کی سی صورت بنائی اور اُس محرابی دائرہ سے کرۂ ارض مراد رکھا
گویا تاجدار عیسوی بادشاہت عالم کا مالک ہے۔ بعدہٗ اس کے
جانشین تاج شاہی کی خوبصورتی کے لئے اور بھی ایجاد و اختراع
کرتے رہے۔ چنانچہ ہنری ہشتم نے تاج کے نیچے ایک مخملی ٹوپی
لگانے کا طریق رواج دیا۔ ملکہ الزبتھ کے تاجوں کی خوبصورتی اور
خوشنمائی کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ جسنے کئی قسم کے تاج مختلف اوقات میں
بنوائے تھے لیکن ملکہ وکٹوریا کا جو تاج تھا وہ ان سب پر سبقت
لے گیا۔ کیونکہ اسمیں کوہ نور جیسا نایاب ہیرا اور سیاہ پوش شہزادہ
انگلستان کا وہ قیمتی الماس (جواس نے ۲۶۔ اگست ۱۳۴۶ء کو مشہور کریسی
کی لڑائی کے وقت اور ہنری پنجم نے ۲۵۔ اکتوبر ۱۴۱۵ء کو اجن کورٹ
کے مشہور معرکہ کے وقت پہنا تھا) جگمگا رہے تھے۔ اور ماسوائے اسکے
اسقدر جواہرات کا جڑاؤ کیا گیا تھا کہ جن سب کی تعداد تین ہزار بتائی
گئی ہے۔ اسپر لطف یہ کہ تاج مذکور کو ایک نازک بدن عورت کے
استعمال کے لئے حتی المقدور نہایت ہلکا بنایا گیا تھا یعنے اس کا وزن

معہ سونا چاندی اور جواہرات وغیرہ کے جملہ انتالیس اونس یاڈھائی
تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے کا تاج جو جارج چہارم نے بنوایا تھا۔ وزن
میں ساڑھے پانچ پونڈ تھا۔

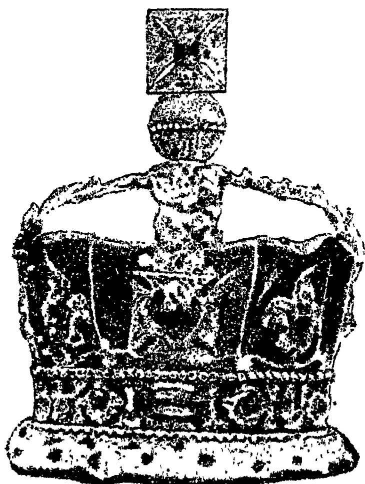
انگلستان میں تاجپوشی کیوقت جو تاج بادشاہ کے زیب سر
کیا جاتا ہے۔ وُہ سینٹ ایڈورڈ کا پرانا تاریخی تاج ہے اور مشہور ہے
شاہ الفرڈ۔ ایڈورڈ کنفیسر نے اسی سے اپنے سر مزیّب کئے تھے
اصلیت یوں ہے کہ وُہ تاج تو ۱۶۴۹ء کی جمہوری سلطنت میں تلف
ہو گیا تھا۔ البتہ ۱۶۶۲ء میں چارلس دوم کی تاجپوشی کے واسطے
رابرٹ وائنر نے ویسی ہی قطع وضع اور شکل وصورت کا مرصّع بہ جو
تاج بنادیا تھا۔ اور پھر جب شاہ ولیم اور ملکہ میری کی تاجپوشی کے و
آئے تو معلوم ہُوا کہ اسکے بھی جواہرات کسی طرح نکال لئے جا چکے
ہیں۔ بہرحال یہ تاریخی تاج وہی ہے جسکی موجودہ صورت ۱۶۸۹ء
سے یکساں چلی آتی ہے۔ اس تاج میں موتی۔ ہیرے۔ یاقوت۔ ز
نیلم۔ کثیر تعداد میں جڑے ہوئے ہیں اور چوٹی پر ایک خوشنما سنہر
پھول بنا کر اسپر ایک زرین پٹی دکھائی ہے۔ اور اسی پھول میں
ایک سونے کی صلیب اُٹھا کر اسپر اعلےٰ قسم کے جواہرات کی جڑ
ہو چکی ہے اور تین بڑے بڑے نایاب موتی صلیب کے بیچ میں و
اور اوپر لٹک رہے ہیں۔ غرضکہ یہی وُہ تاج ہے جسکو وقت تاجپ
نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ ایک مکلف زردوز مسند نما کپڑ
رکھ کر بادشاہ کے روبرو لاتے اور پھر آرچ بشپ اوف کنٹربری
ہاتھ سے اُن کے سر پر رکھتے ہیں۔ جسکے بعد پھر اُس کی ضرورت

رہتی۔ کیونکہ ہر ایک تاجدار اپنے لئے اپنی طبیعت اور مذاق کے مطابق نیا تاج طیّار کرا کے پہنتا ہے۔ چنانچہ وہ نیا تاج ادائے مراسم کے بعد ویسٹ منسٹر ایبی دگرجا سے رخصت کے وقت سے لیکر جبتک بادشاہ سلامت کی مرضی ہو اُن کے زیب سر رہتا ہے۔

انگلستان کے تاریخی تاجِ شاہی کے تذکرے میں یورپ کی دوسری عیسائی تاجدار سلطنتوں کے تاجوں کا ذکر بھی غالباً نہایت موزوں ہوگا۔ جسکے مطابق پُرانی وضع کا تاج شاہ اٹلی کے پاس بیان کیا جاتا ہے جو شاہِ لیمبرٹ کے تاج کا ہمشکل بنایا گیا ہے۔ اور شاہ لیمبرٹ کے آہنی تاج کو مورّخین انگریزی یہ تقدیس دیتے ہیں کہ اُس کا حلقہ اُن میخوں میں سے ایک میخ کا بنا ہوا ہے۔ جو مسیحؑ کی صلیب میں مستعمل ہوئی تھیں اور اُسی لوہے کے پٹّی نما حلقے کے اوپر سونے کا شش پہل اٹھاؤ دے کر اسکو ختم کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ رومانیا کے تاج میں یہ خصوصیت ہے۔ کہ شاہ کے جنگ پلونا میں جو ٹرکی توپیں اِن کے ہاتھ آئی تھیں انہیں کے لوہے میں سے اُنہوں نے اپنا تاج بنایا ہے شہنشاہ جرمن کے پاس بھی بحیثیت شاہِ پرشیا ایک قیمتی تاج موجود ہے۔ جو فریڈرک اوّل کے لئے طیّار ہوا تھا۔ لیکن قیصر جرمن خود کوئی تاج نہیں پہنتے۔ علاوہ ازیں تاجدارانِ یورپ میں سے شاہ پرتگال کا تاج خاصتاً قابل ذکر ہے۔ جو غالباً دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی سمجھا گیا ہے یعنے اسمیں دیگر جواہرات کے سوا ایک بہت بڑا ہیرا براگنزا نامی بھی نصب ہے۔ جسکی قیمت پندرہ لاکھ پونڈ آنکی جا چکی ہے۔ شاہانِ سکاٹلینڈ کا تاج بھی بہت خوبصورت اور قیمتی مشہور ہے۔ مگر ایکٹ اتحاد کے

روسے یہ قرار پاچکا ہے کہ وہ سکاچ سرحد سے اِدھر نہ آنے پائے۔

اب ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے اُس خاص تاج کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضور ممدوح نے الحال اپنے لئے طیار کرایا ہے اور جو کم خرچ و بالانشین کا پورا پورا نمونہ ہے۔ یہ تاج کلاہم ایک لاکھ پونڈ یا پندرہ لاکھ روپئے قیمت کا ہے۔ مگر اسکی خوشنمائی اور شانداری بہت بڑھی ہوئی ہے۔ جو نقشہ ذیل سے کسیقدر ظاہر ہو جائے گی۔

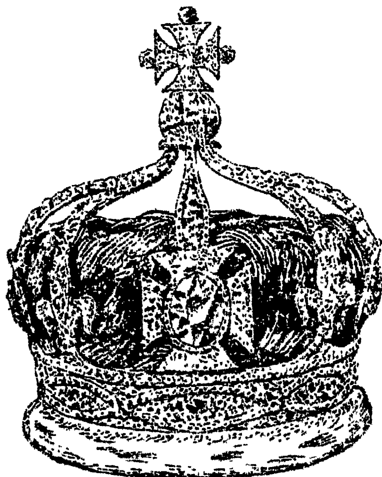


اسکے دائرے میں بیس ہیرے فی عدد پندرہ پندرہ سو پونڈ قیمت کے جڑکے اُن کے نیچے چوّن چھوٹے ہیرے فی عدد ایک ایک سو پونڈ قیمتی جڑے گئے ہیں۔ وسط تاج میں اوپر کیطرف دو بڑے الماس ہیں جنکی قیمت تیس تیس ہزار روپیہ ہے۔ تاج کے بالائی دائرے میں آگے پیچھے دائیں بائیں چار مرصع صلیبیں قائم کرکے ہر ایک صلیب میں

پچیس پچیس الماس قیمتی بارہ ہزار پونڈ لگائے ہیں۔ اور صلیبوں کے
بالائی حصہ پر چار چار بڑے الماس جنکی قیمت فی عدد ایک ہزار پونڈ ہے
نصب کرکے اوپر کی جانب بارہ الماسوں کا ایک پھول بنا دیا ہے
جس کی مجموعی قیمت دس ہزار پونڈ ہے۔ اسکے سوا اٹھارہ چھوٹے
قد کے ہیروں کی بھی جڑت کی گئی ہے۔ جن کی قیمت تیس ہزار روپیہ
محراب پر جو موتی اور ہیرے لگے ہیں۔ ان کی قیمت دس ہزار روپیہ
ہے۔ ماسوا اس کے پانچہزار پونڈ کے چھوٹے ہیرے جابجا حسب
موقع جڑے گئے ہیں۔ اور ابتدائی حلقے میں جو دو قطاریں موتیوں کی
ہیں۔ انکی قیمت تین ہزار پونڈ یا پنتالیس ہزار روپیہ ہے۔ اور سونا
چاندی اسکے علاوہ ہے۔

ملکۂ الگزنڈرا کا تاج بھی ان کے حکم سے کیرنگٹن اونٹ ریجنٹ
سٹریٹ نے نہایت شاندار قیمتی اور پرلے درجہ کا سبک بنایا ہے
اسکی موٹائی ڈیڑھ انچ ہے۔ لیکن وزن صرف کچھ اوپر بائیس اونس
جو کل ڈیڑھ پونڈ ہوا جس سے اتنا سبک پہلے کوئی تاج نہیں بنا۔ اس
تاج کا نقشہ بھی درج کتاب کیا جاتا ہے۔ جسکے دیکھنے سے اسکی
شانداری کا پتہ لگ جائیگا۔ اسمیں ہیروں کی جڑت اسقدر
متصل کیگئی ہے کہ سونا چاندی کہیں نظر نہیں آتے۔ حالانکہ اس کا
اندرونی حصہ پختگی کیلئے خالص سونے کا بنایا گیا ہے اور بیرونی طرف
چاندی کا پترا جڑکے (کیونکہ چاندی ہی ایک ایسی دھات ہے جو جواہرات
کی چمک دمک اور خوشنمائی کو بحال رکھ سکتی ہے) اسپر بالکل پاس پاس
ہیرے موتی اور یاقوت وغیرہ ایسے جمادئے ہیں کہ چاندی کی زمین نظر

نہیں آتی - اسکے ابتدائی حلقے میں تین قطاریں خوشنما جواہرات کی قائم کی گئی ہیں - اور آٹھ خوبصورت محرابیں اٹھاکر اوپر چار صلیبیں دکھائی ہیں - ہر ایک محراب تین لڑیوں کا بنایا گیا ہے - اور درمیانی لڑی تو نہایت اعلےٰ جواہرات سے گوندھی گئی ہے - اوپر کی چار صلیبوں میں سے اگلی صلیب میں کوہ نور نامی ہیرا دمک رہا ہے - اور باقی تین صلیبوں میں بھی ایسے ہی تاریخی اور نایاب ہیرے چمک رہے ہیں - جنہوں نے ٹھراجی رنگ کی مخملی ٹوپی کو ڈھانپ لیا ہے - غرضکہ ابتداء سے انتہاء تک کوئی جگہ جواہرات سے خالی نہیں رہ گئی - جن سے تاج مذکور ایک بقعۂ نور معلوم ہوتا ہے - اسکے کل ہیروں وغیرہ کی تعداد تین ہزار چھ سو اٹھاسی شمار کی گئی ہے یعنے ملکہ وکٹوریا کے تاج سے بھی چھ سو اٹھاسی زیادہ -



پرنس اوف ویلز (شہزادہ ولیعہد بہادر) کا تاج خالص سونے کا ہوتا ہے۔ اور اسپر جواہرات نہیں لگائے جاتے۔ اس لئے اسکی تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ انگلستان میں شہنشاہ کے سوا دوسرے پرنس۔ ڈیوک وغیرہ بھی تاج پہنتے ہیں۔ اسلئے انکی جداگانہ صورتیں اسموقع پر دکھا دینی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔ جو یہ ہیں۔



تاج پرنس آف ویلز بہادر



تاج ڈیوک صاحبان



تاج شہزادگان خاندانِ شاہی



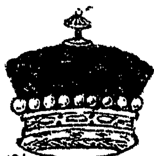
تاج ارل صاحبان



تاج مارکوئس صاحبان



تاج بیرن صاحبان



تاج کونٹ صاحبان

فصل دوم

ملکِ معظم کی تخت نشینی

۲۲- جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو جبکہ ملکہ متوفیہ کے گرد و پیش تمام اہالیان خاندان لڑکے لڑکیاں - پوتے پوتیاں - نواسے نواسیاں - حتّے کہ قیصر جرمن تک موجود تھے - اور دم بدم انکی علالت اور نزع کی خبریں مشتہر ہو رہی تھیں - ساڑھے ۶ بجے شام کے اُن کے پیمانہ عمر کے لبریز ہونے پر قضا و قدر نے ورثہ نادری میں سلطنتِ متحدہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ وغیرہ معہ ہندوستان و نو آبادیہا کی زمام حکومت ملکِ معظم ایڈورڈ ہفتم کے سپرد کی - اللہ اکبر! اس عالمِ کائنات کو حق سبحانہ تعالےٰ نے کیسے کیسے خوشی و غم اور رنج و راحت کے متضاد و مختلف منظروں کا جامع بنایا ہے

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے — کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر — کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

یوں تو اس واقعہ کی اطلاع اسی وقت تمام شہر لنڈن میں ہو گئی تھی بلکہ تار نے دور و نزدیک ممالک میں بھی آناً فاناً پہنچانی شروع کر دی تھی - مگر ضابطہ کے طور پر بادشاہ سلامت نے سب سے پہلے نو بجے شب کے لنڈن کے لارڈ میئر (معتمد قومی) کو اس واقعہ کی اطلاع دی - اسوقت کا نقشہ کھینچنا سخت مشکل ہے - کہ دنیا پر ایک عام تاریکی اور سنسنی چھا رہی تھی اور تمام لوگ جلدی جلدی سے قصر اسبورن کو تعزیت شاہی کے لئے جا رہے تھے

اِن میں سے عوام تو باہر سے ہی خبریں سنتے چلے آتے تھے۔ اور خواص ملاقاتی کتاب پر اپنے نام لکھ کر واپس آجاتے تھے اور صرف اخص الخواص رکن ہائے سلطنت کو بادشاہِ ذیجاہ سے زبانی اظہارِ تعزیت کا موقع ملتا تھا۔ اور یہ سلسلہ بائیسویں کی شام سے برابر تئیسویں تک بلا کم و کاست جاری تھا۔ چنانچہ بالآخر ۲۳ ویں کی شام کو ملکِ معظم نے ملکہ متوفیہ کی لاش کو قصرِ آسبورن سے لنڈن کے محل ونڈسر میں لانے اور اسکے چوکی پہرے اور بزرگداشت کے احکام جاری فرمانے کے بعد خود بھی معہ ڈیوک اوف کیناٹ اور پرنس کرسچین اور ڈیوک اوف فائف بہادر کے لنڈن تشریف لاکر محل ونڈسر میں اقامت فرمائی۔ اسی دن آپکی باضابطہ جانشینی کا اعلان سینٹ جیمس کورٹ سے عمائدین دینی و دنیوی کے دستخط سے مرتب ہوا۔ اور اگلے دن ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء یوم پنجشنبہ کی صبح کو شائع بھی کیا گیا جسکے لئے ملکِ معظم قاعدہ کے موافق محل سینٹ جیمس میں تشریف لے گئے جہاں وزرا و عمائدین سلطنت اور ممبران پریوی کونسل اور خادمانِ دین ایک سو تین کی تعداد میں موجود تھے۔ دوسرے افسروں اور عوام کا تو شمار ہی کون کر سکتا ہے۔ شاہی تخت کے قریب ممبرانِ خاندانِ شاہی اور آرچ بشپ اوف کنٹربری۔ لارڈ چینسلر۔ ڈیوک اوف ڈیونشائر۔ لارڈ سالسبری وزیراعظم ارل مارشل وغیرہ وغیرہ جلیل القدر اعیان و اکابران برطانیہ کی جگہیں تھیں۔ جنہوں نے آپ کی تشریف آوری پر شائستہ مگر خاموش اور مؤدبانہ استقبال کے بعد آپ کو عزت و تعظیم کے ساتھ رسیو کیا۔ اور معمولی افسروں کے سلام کے بعد آپکے

حضور میں وُہ اعلان سُنایا گیا۔ جو آپ کی جانشینی کے متعلق باضابطہ مرتب ہوا تھا۔ اور جو یہ ہے :۔

اعلان منجانب عمائدِ دینی و دُنیوی

" ازانجا کہ خداوند تعالیٰ قادرِ مطلق کی مشیت سے ہماری سابق والیۂ سلطنت ملکہ وکٹوریہ (نیک یاد) کو جوارِ رحمت میں جگہ ملی ہے۔ اور چونکہ جناب ممدوحہ کی وفات سے سلطنت متحدہ برطانیہ کلاں و آئرلینڈ کا شہنشاہی تاج بلا شرکتِ غیرے جائز طور پر شہزادہ عالیمقام والا جاہ البرٹ ایڈورڈ[1] کے

---

[1] اگرچہ آپ کا نام البرٹ ایڈورڈ تھا مگر اس لحاظ سے کہ شاہزادہ البرٹ (آپکے والد ماجد) کو مخالفین اور معاندین سے اکثر تکلیفیں اُٹھانی پڑی تھیں۔ شہنشاہ کی والدہ ملکہ وکٹوریا نے آپ سے آخری وقت میں آپ کو نصیحت کی تھی کہ اپنے نیک نام والد کا نام اپنے نام سے علٰحدہ کر دینا تاکہ ایک تو مصائب جو انہیں سامنا پڑے اور دوسرے اُس یگانۂ آفاق کا نام تمہاری تعلقات سے ہمیشہ علیحدہ ہی رہے۔ علاوہ ازیں اسی خاندان میں سے چھ ایڈورڈ آپ سے پہلے تختِ انگلستان پر بیٹھ چکے تھے۔ چنانچہ ایڈورڈ اوّل سنہ ۱۲۷۲ء سے سنہ ۱۳۰۷ء تک حکمران رہا۔ جس نے انگلستان کے جنوب مغربی حصّہ صوبہ ویلز کو فتح کر کے تیمورِ سلطنت کو جاگیر میں دیدینے سے پرنس آف ویلز کا خطاب دیا جو اب تک برابر اسیطرح چلا آتا ہے اور اسی کے وقت میں سکاٹلینڈ بھی فتح ہوا۔ اور اسی نے سنہ ۱۲۹۲ء میں ان عہدناموں کی تجدید و تصدیق کی جنکے رو سے سوائے پارلیمنٹ کی منظوری کے بادشاہ کوئی جدید ٹیکس رعایا پر عاید نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ایڈورڈ دوم سنہ ۱۳۰۷ء میں اس کا جانشین ہو کر سنہ ۱۳۲۷ء تک حکمران رہا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا ایڈورڈ سوم سنہ ۱۳۲۷ء سے سنہ ۱۳۷۷ء تک جلوس فرما رہا۔ اس کا عہد بہادری کا زمانہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے جو امراء کے ذمہ بوقتِ جنگ فراہمی فوج کا کام تھا اور جس سے ہمیشہ خرابیاں نکلا کرتی تھیں۔ اس نے وُہ طریق موقوف کر کے باقاعدہ فوج سلطنت کی طرف سے مقرر تنخواہ ملازم رکھی۔ اور فوجی فنونِ ضرب و حرب میں بھی بہت کچھ ترقی کی۔ فرانس اور سکاٹلینڈ والوں سے اکثر اسکی لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ سیاہ پوش شہزادہ (دی بلیک پرنس) اس کا بیٹا بھی انہیں جنگوں کی نذر ہو کر اس سے ایک سال پہلے مر گیا۔ جس کو انگریزی قوم بڑی محبت سے یاد کرتی ہے۔ بحری قوت کا عروج بھی اسی کے

میراث میں آیا ہے۔ لہذا ہم ارکان دینی و دنیوی اس سلطنت کے مع
ملکہ معظمہ کی پریوی کونسل وکثیر التعداد و دیگر خاص خاص اشخاص ذی رتبہ و
لارڈ میئر و ایلڈرمین و ساکنان شہر لندن بذریعہ اعلان ہذا اسوقت متفق اللفظ
و یک زبان و یکدل ہوکر مشتہر کرتے اور اعلان دیتے ہیں کہ خدا
کے فضل سے عالیمقام والاجاہ شہزادہ البرٹ ایڈورڈ بباعث ذات
ہماری سابق والیہ سلطنت (نیک یاد کے) اب ہمارے جائز اور حقدار ایڈورڈ
ہفتم بلا شرکت غیرے سلطنت متحدہ برطانیہ کلاں و آئرلینڈ حامی دین اور
قیصر ہند ہوگئے ہیں ہم سب وعدہ کرتے ہیں کہ ہم دلی اور عاجزانہ خلوص سے
انکے ساتھ پوری عقیدت رکھیں گے اور انکی ہمیشہ فرمانبرداری کریں گے اور
خدا تعالے سے جسکے حکم سے بادشاہ اور ملکہ حکومت کرتے ہیں دعا مانگتے ہیں کہ وہ
شہزادہ ایڈورڈ ہفتم کو تخت سلطنت پر بیٹھنے کیلئے سالہائے دراز تک خوش و خرم رکھے

"مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

مقام کورٹ سینٹ جیمس"

وقت میں بہت مختصر تھا اور بہت ہی ... اصلاح یافتہ ہوئی ابھی کے وقت سے ترقی کرنے لگا
اسکے بعد ایڈورڈ دوم سوم ہنری چہارم پنجم و ششم حکومت کرتے رہے یعنی کہ پھر سنہ ۱۴۶۱ء میں ایڈورڈ
چہارم تخت نشین ہوکر سنہ ۱۴۸۳ء تک حکمران رہا جسکے بعد اسکا نو سالہ بیٹا ایڈورڈ پنجم صرف
۹ مہینے تخت نشین رہ سکا اور بعدہ اسکے بیرحم چچا نے (جو متولی سلطنت تھا) اسکو مروا دیا۔
زاں بعد سلطنت دوسرے نام کے بادشاہوں کے قبضہ میں جاتی رہی تا آنکہ ہنری ہشتم کا
بیٹا سنہ ۱۵۴۷ء میں ایڈورڈ ششم کے نام سے تخت نشین ہوکر سنہ ۱۵۵۳ء تک حکمرانی کرتا رہا۔
اور پھر ملکہ میری و الزبیتھ وغیرہ سلطنت کرتی رہیں جسکے بعد تقدیر نے سنہ ۱۸۳۷ء میں
ملکہ وکٹوریہ کو تاج پہنایا اور ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو آپکے جگر کے ٹکڑے البرٹ ایڈورڈ ہفتم کو تخت شاہی پر
بٹھایا پس یہ ایڈورڈ ہفتم کا نام چونکہ اس خاندانی سلسلہ کا یاد دلانے والا تھا۔ لہذا آپنے بھی
اپنی تاریخ سے اپنا نام صرف ایڈورڈ ہفتم لکھنا شروع کیا اور اپنی تقریر میں بھی بیان اعلان فرما دیا

اسکے بعد آپ نے اعلان مذکور کے مشتہر کرنے کا حکم دیا۔ کرسیوں اور سنجیدہ مگر حزین لب ولہجہ میں نہ مندرجہ ذیل مختصر تقریر زبانی جو پڑھنے والے کی تحریر تھی اور جسکو تمام حاضرین نے نہایت ادب خاموشی سے سماعت کیا۔

ملک معظم کی پہلی تقریر

"اراکین خاندان شاہی ۔ اُمراء و شرفاء !

یہ سب سے زیادہ رنج دہ موقع ہے کہ جس پر مجھے آج کہ آپ سے خطاب کرنیکا اتفاق ہوا ہے میرا پہلا اور افسوسناک فرض یہ ہے کہ آپکو اپنی عزیز والدہ ملک معظمہ کی وفات سے اطلاع دوں میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ اور کل قوم بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کل دنیا میرے ساتھ اس ناقابل تلافی نقصان پر دلی ہمدردی کرتی ہے جو ہم سب نے برداشت کیا ہے غالباً اب اس امر کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں رہی کہ میری کوشش ہمیشہ یہی ہوگی کہ اُن کے نقش قدم پر چلوں کیونکہ جو بھاری بوجھ مجھ پر اب وارد ہوتا ہے اسکو اپنے اوپر لینے میں میرا مصمم ارادہ ہے کہ ایک آئینی بادشاہ اس لفظ کے ٹھیک ٹھیک معنوں میں بنکے دکھاؤں اور جب تک میرے جسم میں جان ہے ہمیشہ اپنی رعایا کی بہتری اور بہبودی میں کوشاں رہوں میں نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اپنا نام ایڈورڈ رکھوں جسکے قبل ازیں میرے چھ بزرگ موسوم رہ چکے ہیں مدا ایسا کرنے میں میں البرٹ کے نام کی بیقدری نہیں کرتا جو مجھکو اپنے بزرگ اور دانا والد سے ملا جنکی وفات کا ہمیشہ رنج رہیگا ۔ اور جو تمام دنیا کے اتفاق رائے سے بجا طور پر البرٹ صالح کے نام سے مشہور تھے میراث میں آیا ہے بلکہ میری خواہش ہے کہ یہ نام یگانہ رہے۔

اخیر میں میں یقین کرتا ہوں کہ پارلیمنٹ اور قوم اُن اہم فرائض کی

انجام دہی میں میری امداد کرے گی جو اب میرے میراث میں آئے ہیں اور جن کی ادائگی میں میرا مصمم ارادہ ہے کہ بقیہ زندگی میں اپنی کل طاقت کو صرف کر دوں۔"

اسکے خاتمہ پر لارڈ سالسبری نے آپ کو شاہی حلف دلوائی جسمیں آپنے اقرار فرمایا کہ" میں پارلیمنٹ کے منظور شدہ قوانین و دستورات کے ساتھ حکومت کروں گا۔ اور پروٹسٹنٹ مذہب کو بحال رکھوں گا" بعد ازاں وزرائے سلطنت نے پھر آپکے حضور میں پیش کرکے آپکی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اُٹھایا۔ اور آپنے بدستور وہ مواہیر ان کے سپرد فرمائیں۔ اور شاہی توپ خانہ سے اکاسی توپ کی شاہی سلامی سر ہوکے یہ ابتدائی جلسہ تخت نشینی ختم کیا گیا۔ اور ہر طرف سے خدا بادشاہ کو سلامت رکھے کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر عام طور پر اعلان سنانے کے لئے ایک مختصر مگر شاندار جلوس مشہور مقاماتِ شہر میں روانہ ہوا۔ جسکے آگے آگے لارڈ رابرٹس فیلڈ مارشل مع سٹاف کے اپنی پوری وردی میں جلوہ گر تھے۔ ان کے بعد چھ ہیرلڈ (ملقب قیصری) ارل مارشل کی ماتحتی میں ایک ہی قسم کی زرق برق پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے جا رہے تھے۔ سات ہزار فوج بھی متعین ہو چکی تھی۔ غرضکہ اس شان و شکوہ کے ساتھ بآواز بلند آپ کی تخت نشینی کا اعلان سنایا جاتا رہا اور ہر ہر مقام پر زور و شور کے چیرز ہوتے رہے یہی اعلان مع حضور ممدوح کی تقریر دلپذیر کے تمام ممالک محروسہ میں بذریعہ تار بھیجدیا گیا تھا۔ چنانچہ ۲۵ م۔ اور ۲۶ م جنوری کی دو تاریخوں میں قریباً تمام ایسے مقامات میں جہاں تار جا سکتی تھی یہ اعلان اُس مقام کے افسر اعلٰے نے رعایا کے جم غفیر کو سنا دیا تھا۔ اور جو مقامات تار اور ریل سے بعید تھے

جوں جوں وہاں خبریں پہنچتی رہیں اسی اعلان کا شیوع ہوتا رہا۔
پارلیمنٹ میں اطلاع - ۲۵ جنوری ۱۹۰۱ء کو بادشاہ جہانپناہ معہ بادشاہ بیگم کے ایوانِ پارلیمنٹ کے طبقۂ امراء میں رونق افروز ہوکر مختصر الفاظ میں اپنی والدہ ملکہ کی وفات کا ذکر فرمایا۔ جس پر لارڈ سالسبری وزیر اعظم نے ملکۂ متوفیہ کی وفات پر تعزیت اور آپکی تخت نشینی کی تہنیت کا ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے ملکۂ متوفیہ کے اوصافِ حسنہ اور آپکے نیک امید دل کی توقع کا اظہار کیا۔ اور ارل کیمبرلی کی تائید سے رزولیوشن موصوف کے پاس ہونے پر اجلاس برخاست کیاگیا۔ ایساہی ہوس اوف کامنز (طبقۂ عوام) میں جب سپیکر نے ملکہ کے ارتحال اور آپکے جانشین ہونیکا احوال بیان کیا۔ تو مسٹر بالفور نے لارڈ سالسبری کیطرح یہاں بھی تعزیت و تہنیت کی تجویز پیش کی۔ جو مسٹر ہنری بنر مین کی تائید سے پاس ہوئی۔ اور اسی وقت اجلاس کا خاتمہ ہوا۔
اصلاح دعا اسکے بعد ارل مارشل لنڈن نے بذریعۂ اعلان مشتہر کیا۔ کہ "دعا کی کتاب میں ملکۂ معظمہ کی متعلقہ دعاؤں میں مندرجۂ ذیل تبدیلیاں کیجائیں کہ بجائے ملکۂ عظمہ وکٹوریا ہماری ساورین لیڈی (خاتون عالیمرتبت) کے اعلیٰحضرت ایڈورڈ ہفتم ہمارا ساورین کنگ (شاہِ عالی مرتبت) کے الفاظ پڑھے جائیں۔ اور خاندانِ شاہی کی متعلقہ دعاؤں میں بجائے البرٹ ایڈورڈ پرنس اوف ویلز کے یہ الفاظ بولے جائیں۔ علیا حضرت ملکہ الگزنڈرا اور پرنس جارج ڈیوک اوف کارنوال و یارک و انکی بیگم ڈچز اوف کارنوال اینڈ یارک"
اسکے بعد ۲ فروری ۱۹۰۱ء کی شام کو ملکہ متوفیہ کی تدفین عمل

میں آئی جس سے فراغت کے بعد آپنے ہندوستانی والیان ریاست کے نام اپنا مندرجہ ذیل پیام روانہ فرمایا۔

پیام شاہی

از انجا کہ ہم نے اپنی پیاری والدہ کی اندوہناک وفات حسرت آیات سے وُہ تخت میراث میں پایا ہے جو مدید اور قدیم سلسلہ سے ہم تک پہونچا ہے۔ لہذا ہم دیسی ریاستوں کے حکمران رؤسا اور اپنی سلطنت کے باشندگان کو سلام و پیام بھیجنے کی آرزو کرتے ہیں۔ اور ان کی بہبودی کے واسطے ہماری جو دلی تمنا ہے اُس کی نسبت اُنہیں یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری نامور مقدم جانشین جنکی وفات کا ہمیں دلی رنج والم ہے اس ملک کی پہلی شہنشاہ تھیں جنہوں نے معاملات ہند کی ملکداری بلا واسطہ اپنے ہاتھوں میں لی اور اس وسیع ملک کی گورنمنٹ کیساتھ اپنی قریبی وابستگی کے باعث شہنشاہ کا خطاب بھی اختیار فرمایا نیز ہندوستان کے متعلق تمام امور سے کو ان امیر میں ہمیشہ گہری ذاتی دلچسپی رکھتی تھیں اور اس ملک کے کروڑ ہا باشندے ان کی ذات اور تخت سے جو اُنس رکھتے تھے۔ اُس سے بھی ہم بخوبی واقف ہیں جس کا نمایاں ثبوت اُنہیں اپنی مدید اور بہتم بالشان حکومت کے پچھلے سالوں میں حکمران شاہزادگان کے جنگ جنوبی افریقہ کے واسطے بخیب اور بیشبہا ملک امداد کے پیش کرنے سے اور دیسی افواج نے اپنے ملک کی حدود کے باہر بہادرانہ خدمات کے ادا کرنے سے دیا ہے۔ ہم انکی خواہش اور اُن کی رضامندی سے ہندوستان گئے تھے۔ اور ہم نے حکمران شاہزادگان اور اس مشہور و قدیم سلطنت کے لوگوں اور شہروں سے ذاتی واقفیت

حاصل کی تہی۔ اسوقت ہمارے دلپر جو گہرا اثر پیدا ہوا تھا۔ ہم اسکو کبھی نہیں
بھولینگے۔ اور کوئن امپرس اوّل کے نقشِ قدم پر چلنے سے اپنی رعایائے ہند
کے تمام مدارج کی فلاح و بہبودی کے واسطے ساعی و سرگرم رہیں گے۔ اور
اُنکی لازوال وفاداری اور اُنس کے (جو کوئن امپرس اوّل کو حاصل تھی)
لائق ثابت ہوں گے۔

(دستخط) ایڈورڈ۔ آر۔ اور آئی۔

ونڈسر کیسل۔ ۴۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

افتتاحِ پارلیمنٹ -۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو آپنے اپنے دستِ مبارک سے
بحیثیتِ شہنشاہ ہند و انگلینڈ ہونے کے پارلیمنٹِ انگلستان کا افتتاح فرمایا
اور قاعدہ کے موافق افتتاح سے پہلے بار دگر حلف اُٹھائی جبمیں حسبِ دستور
رسمِ عشائے ربّانی کی ادائگی بھی ساتھ ہی عمل میں آئی۔ جوقت آپ
شاہی گاڑی پر سوار ہو کر معہ شہنشاہ بیگم کے پارلیمنٹ کے ہوس اوف لارڈز
میں تشریف لے گئے تو فیلڈ مارشل کی پوشاک شہنشاہ کے زیب تن تھی
اور ملکۂ الگزینڈرا نہایت بیش قیمت زر و جواہر سے آراستہ ہو رہی تھیں
آپ کی یہ ابتدائی تقریر اگرچہ بالکل سادہ تھی اور تاریخ تاجپوشی سے بظاہر
اس کا کوئی تعلق بھی معلوم نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ پہلی بار پارلیمنٹ کا کھولنا اور
اُسمیں اپنی پولیسی کا اظہار کرنا بھی تخت نشینی کا جزو لانیفک قرار دیا
جا چکا ہے۔ اسلئے رعایا کو اپنے نئے بادشاہ کے سلطنتی خیالات سُننے
کا اشتیاق تھا۔ لہٰذا یہاں بھی اُس کا ماحصل درج کیا جاتا ہے۔

شاہی تقریر۔ ہماری مادرِ مہربان ملکہ متوفیہ نے اپنے طرزِ عمل سے دنیا میں ایک ایسی عدیل مثال
قایم کردی ہے کہ شہنشاہوں کو کیسا ہونا چاہیئے۔ پس ہماری دلی خواہش ہے کہ

اُن کے نقشِ قدم پر چلیں۔ الحال ہمارے تعلقات تمام سلاطین سے دوستانہ ہیں۔ جنگِ جنوبی افریقیہ تاحال ختم نہیں ہوئی۔ لیکن دشمنوں کے دارالخلافے ہمارے قبضہ میں آگئے ہیں۔ اور ایسی تدابیر عمل میں لائی جائینگی جنسے برٹش افواج مؤثر طور پر دشمنوں کی سرکوبی کرنے کے قابل ہوں۔ اس وقت جو مصر کے جابجا ہو رہے ہیں انہیں بہت جلد ختم کرنا ضروری ہے کیونکہ ایسا ہونے کے بغیر لبرل انتظام کیا جانا ناممکن ہے۔ پکین کی تسخیر اور سفارتگاہوں کے محاصرہ سے مخلصی میں افواجِ ہند نے بہت بھاری امداد دی ہے جسکے بعد چینیوں نے یوروپین سلطنتوں کے مقابلہ پر اسلحہ پھینک دئے اور دربارِ چین کے ساتھ مصالحت کی نسبت بات چیت ہو رہی ہے۔

اگرچہ ہمیں فرزندارجمند سے جُدا ہونا گوارا نہیں۔ لیکن پھر بھی حسب خواہش ملکۂ متوفیہ کے ڈیوک آف یارک آسٹریلیا جاتے ہیں جو سمندر پر اپنی رعایا کے ساتھ خاص دلچسپی کا ثبوت دینگے۔ اور نیوزیلینڈ اور کینیڈا تک سفر کرینگے۔ عین موقع پر بارشوں سے ہندوستان میں اموات اور قحط کی تکالیف میں توافاقہ ہوگیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پریزیڈنسی بمبئی کے بعض حصوں میں تاحال تکلیف بدستور چلی جاتی ہے۔ جسکے دفعیہ کے واسطے شاہی افسر ہمہ تن مصروف ہیں۔ بحری اور ملیٹری ضرورتوں اور بالخصوص جنوبی افریقیہ کی جنگ نے تخمینوں کو بہت کچھ بڑھا دیا ہے۔ اور آیندہ ملیٹری افواج کو زیادہ تر تقویت دینے اور انہیں زیادہ تر مفید کرنے کے واسطے کوشش کیجانے گی۔"

اس کے ساتھ اسقدر اور بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ جس گاڑی

پر اسدن بادشاہ ذیجاہ اور ملکۂ الگزینڈرا محل بکنگھم سے سوار ہوکر گرجا تے ہوئے پارلیمنٹ کو تشریف لے گئے تھے۔ وہ گاڑی بھی ایک تاریخی گاڑی ہے۔ جسپر سوائے ایسی ایسی اہم تقریبات کے معمولی طور پر شاہی سواری نہیں نکلا کرتی۔ یہ گاڑی جارج سوم کے وقت طیار ہوئی تھی۔ جس پر لاکھ روپیہ صرف آیا تھا۔ اسپر مختلف خیالی بامعنی تصاویر اور قومی وملکی نشانات بنے ہوئے ہیں۔ درمیانی کھڑکی (دروازہ داخلہ گاڑی) پر شاہی نشانات منقش ہیں۔ اور آس پاس کی کھڑکیوں میں سے ایک پر طبقۂ گارٹر کا نشان اور دوسری پر سینٹ جارج کی شبیہ بنی ہوئی ہے چھت کے چاروں طرف سکاٹلینڈ والوں اور آئرلینڈ والوں کے قومی نشانات اُبھرے ہوئے دکھائے ہیں۔ اور چھت کے اوپر عین وسط میں تاج انگلستان اور عصائے سلطنت کی سُنہری صورتیں بنائی گئی ہیں۔ پوشش ساری گاڑی کی گلابی مخمل سے ہوئی ہے۔ جس کے حاشیہ پر طلائی لیس لگا ہے۔ اور جابجا حسب موقع سُنہری پھُندنے آویزاں کئے گئے ہیں۔ اس کا ارتفاع بارہ فٹ۔ عرض آٹھ فٹ چار انچ اور پہیّوں کا قطر چھ فٹ ۴۔ انچ ہے۔ اس گاڑی پر جہاں انگلستان و آئرلینڈ وغیرہ کے نشانات منقوش ہیں۔ وہاں ہندوستان کا کوئی نشان نہیں بنایا گیا۔ جس کی ضرورت کو تسلیم کرکے غالباً ملک معظم آیندہ اس کمی کو پورا فرمائینگے۔

افتتاح پارلیمنٹ سے پہلے حلف اُٹھاتے وقت عل عشائے ربانی کی ادائگی میں چونکہ چارلس دوم کے وقت سے قانونی طور پہ ہر نئے تاجدار کو مذہب پروٹسٹنٹ کی حمایت اور معتقدات رومن کیتھولک سے

اپنی برأت کے لئے مندرجہ ذیل فقرات بھی کہنے پڑتے ہیں جو حسب دستور ملک معظم کو بھی کہنے پڑے۔

"میں صدق دل سے اور باقرار صالح خدا یتعالے کو شاہد قرار دے کے تصدیق اور اعلان کرتا ہوں کہ میرا اعتقاد ہے کہ عشائے ربّانی یعنے روٹی اور شراب کی کسی جزو میں مسیح علیہ السلام کا خون اور گوشت نہیں بنتا۔ اُسوقت جبکہ کوئی شخص اُسے خدا کے نام پہ پاک اور وقف کردے یا اُس کے بعد اور کنواری مریم یا دیگر سینٹوں سے استمداد اور اُنکی پرستش اور نیز رسم قربانی ختم جو فی زمانہ فرقہ رومن کیتھولک میں رائج ہے وہ محض توہمات اور بُت پرستی ہے۔ مَیں خدا کے حضور میں تصدیق اور اعلان کرتا ہوں کہ میں نے یہ اقرار یا اُسکا کوئی جزو سیدھے اور معمولی معنوں میں کیا ہے جو میرے سامنے پڑھے گئے ہیں۔ اور جیسا کہ عام انگلستان کے پروٹسٹنٹ اُس کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ اور اس میں مَیں نے کوئی ٹالنے کی نیّت نہیں رکھی۔ اور نہ درپردہ اپنے دل میں کوئی بات پوشیدہ رکھی اور نہ اسکے واسطے پہلے ہی پوپ یا کسی اور شخص سے اجازت حاصل کی اور نہ آیندہ ایسی اجازت کے حصول کی اُمید پر یہ اعلان کیا اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ خدا یتعالیٰ یا کوئی شخص مجھے اس اعلان یا اس کے کسی جزو سے بری الذمہ کر دے گا۔ اگرچہ پوپ یا کوئی شخص یا اشخاص اسکو منسوخ کریں یا قرار دیں کہ یہ اعلان ابتدا ہی سے کالعدم تھا"

اِن فقرات کا استعمال چونکہ علے الاعلان سب حاضرین کے روبرو کیا جاتا ہے۔ اور اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ جسمیں اسقدر تعصب و تنفر ایک ہم مذہب فرقہ سے کیا جاسکے۔ اسلئے اُن تمام لارڈوں اور

معززینِ رومن کیتھولک نے جو اس عمل کے وقت موجود تھے اس رسم کی ناگواری کے متعلق اپنے مذہبی پیشوا فادر[1] واہن کی سرکردگی سے لارڈ چانسلر کیخدمت میں اُمیدن ایک عرضداشت بھیجی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے
"آج افتتاحِ پارلیمنٹ کے موقع پر اعلیحضرت ایڈورڈ ہفتم کو عشائے ربانی کے خلاف اُن الفاظ کا اعادہ کرنا پڑا جو چارلس دوم کے وقت موضوع ہوئے تھے۔ جب مذہبی اختلاف بہت زوروں پر تھا۔ کچھ دن ہوئے ہیں کہ ہم نے آپ کی خدمت میں ایک یادداشت اس غرض سے بھیجی تھی کہ اگر ممکن ہو تو اُن الفاظ میں کچھ اصلاح کیجائے جس کا جواب آپنے یہ دیا تھا کہ ایسا ہونا بدوں ایکٹ پارلیمنٹ کے ناممکن ہے اور اس لیے ہماری کوششیں محض بے سود ہونگی۔ خود بادشاہِ وقت کو اس میں کوئی اختیار نہیں اور قانون موجودہ کے رو سے وُہ مجبور ہے کہ انہیں الفاظ کی تکرار کرے۔ ہمیں اُمید ہے کہ خود اعلےحضرت خوشی سے ایسے الفاظ کے اعادہ سے سبکدوش ہونا پسند فرماتے جن سے عام رعایا بہت برسوں سے ایکٹ پارلیمنٹ کے رو سے سبکدوش ہو چکی ہے۔ اگرچہ قانون کی پیروی سے ہمیں انکار نہیں مگر اس موقع پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ اور ہم آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ آج اگرچہ ہم بجا آوریٔ خدمت اور تعمیل ارشاد کی غرض سے افتتاحِ پارلیمنٹ کے موقع پر ہوس اوف لارڈس میں حاضر ہوئے مگر اِن دِل آزار الفاظ کا سننا ہمیں نہایت شاق تھا۔ اور یہ فقرے اعلیحضرت کی لاکھوں جاں نثار رعایا کو سخت ناگوار ہیں جو وفاداری اور نمکحلالی میں دیگر رعایا سے کسی طرح کم نہیں"

[1] مذہب رومن کیتھولک کے پیرو اپنے پادریوں کو فادر کہتے ہیں ۱۲

اس عرضداشت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاجپوشی کی تقریب پر اس فرقہ کو پھر کسی شکایت پیدا ہونے کا موقع نہیں دیا گیا۔ بہرحال ان مراسم تخت نشینی۔ حلفِ سلطنتی اور بالآخر افتتاحِ پارلیمنٹ کے بعد آپ مسلمہ اور مصدقہ طور پر شہنشاہ ہند و انگلینڈ وغیرہ ہو گئے۔

چونکہ ملکِ معظم کی باضابطہ تخت نشینی کا مختصر تذکرہ ہوچکا ہے اسلئے اب یہ بھی دکھانا ضروری ہے کہ اس انقلاب عظیم کے بعد آپکے اقتدار و اختیار میں کیا کچھ ترقیات ہوئی ہیں۔

اقتدار۔ یہ ایک مسلمہ اور عام مشہور بات ہے کہ سلطنت انگریزی اتنے بڑے وسیع رقبۂ ارض میں پھیلی ہوئی ہے۔ کہ جسپر آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا جسکی مختصر تصریح یہ ہے کہ اس دولتِ قاہرہ کا رقبہ قریب سوا کروڑ مربع میل انگریزی کے ہے جسمیں ایک پورا برِ اعظم۔ سو جزیرہ نما۔ پانسو راسیں۔ ایکہزار جھیلیں۔ دو ہزار دریا ۔ اور دس ہزار جزیرے شامل ہیں۔ اور اسکا محاصل ساڑھے بائیس کروڑ پونڈ یا ساڑھے تین ارب روپیہ ہے۔ اور یہ وہ آمدنی اور رقبہ ہے۔ جسکی برابری اسوقت دنیا کی کوئی سلطنت نہیں کرسکتی۔ یعنے قریباً تمام دنیا کی ایک چوتھائی شہنشاہِ ذیجاہ کے زیرِ نگیں ہے جو فرانس سے ۳۵ گنا اور جرمن سے ۵۴ گنا اور اضلاع متحدہ امریکہ سے ساڑھے ۳ گنا۔ اور حتےٰ کہ سارے یوروپ کے مجموعی رقبہ سے بھی تین گنا زیادہ ہے۔ آبادی کا یہ حال ہے کہ سلطنتِ روس جو دنیا میں سب سے بڑی رقبہ والی سلطنت ہے۔ اُس سے بھی حکومت انگریزی کے زیر سایۂ سہ چند آبادی ہے۔ بحری طاقت کا یہ حال ہے کہ دنیا کے ہر سو جہازوں میں ستّر جہاز ایسے ہیں جن پر

انگریزی جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ پس شہنشاہِ بحر و بر کا صحیح اطلاق اگر دنیا کے کسی بادشاہ پہ ہو سکتا ہے تو سلطنتِ انگریزی کا بادشاہ و شہنشاہ ہی سب سے پہلے اسکا مستحق نظر آئے گا۔

اختیار۔ دنیا میں عموماً جمہوری اور شخصی سلطنتوں کا رواج ہے۔ جمہوری میں بادشاہ محض برائے وزن بیت۔ اور شخصی میں بمنزلہ نائب خدا کے تمام اختیارات کا واحد مالک سمجھا جاتا ہے۔ لیکن سلطنتِ انگریزی اِن دونوں قسم کی حکومتوں کی معجون مرکب گورنمنٹ ہے۔ اسلئے یہاں دونوں طریقوں سے نرالا ڈھنگ نظر آتا ہے۔ مگر اس میں بھی بادشاہ کو جسقدر اختیارات حاصل ہیں۔ وُہ کسی دوسری قوّت کو ہرگز ہرگز میسر نہیں ہو سکتے۔

بادشاہ سلامت ہر شخص کو بیرونٹ کا خطاب دے سکتے ہیں جسکو چاہیں وزارت پہ مقرّر فرما سکتے ہیں۔ سلطنت کے تمام ملازموں کو یک لخت مقرر اور موقوف کر سکتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے منظور کردہ قوانین کو اپنی مرضیٔ واحد پہ منظور یا نامنظور کر سکتے ہیں۔ ہر قسم کے سکّوں کو مسکوک کرنے یا بند کرنے کا حکم دے سکتے ہیں۔ ہر عہد نامہ کو منظور یا نامنظور کر سکتے ہیں۔ ہر سلطنت کو اپنے حضور میں سفیر طلب کرنے کی عزّت اور تمام سفیروں کو یک لخت واپسی کی ذِلت دے سکتے ہیں۔ تمام قیدیوں کو (باستثنائے مذہبی سزا یافتوں) کے رہائی بخش سکتے۔ اور تمام افواج کو بوقت ضرورت ایک جگہ طلب کر سکتے ہیں۔ تمام بحری و بری افواج کو موقوف یا بحال فرما سکتے اور تمام بحری و بری آلات حرب و ضرب ایک شخص کو بخش یا بیچ سکتے ہیں۔ ایسا ہی ضرورت کے وقت ہر فرد رعایا

کو جنگی خدمت کے لئے مجبوراً درجہازیا اور ضروری سامان کو ضبط فرما سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں بحیثیت **حامیٔ دینِ عیسوی** ہونے کے وہ تمام بشپوں اور پادریوں کے سردار ہیں اور جب کوئی بشپ مرجائے تو جب تک کسی دوسرے کو اسکی جگہ نامزد نہ کریں۔ بذاتِ خود اس عہدے کے قائمقام متصوّر ہوتے ہیں کوئی جرم دگناہ اُن کے وجود سے سرزد نہیں ہو سکتا گویا پیدائشی معصوم مانے گئے ہیں۔ اور کوئی قانون اِن کو گرفتار کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

اس کے ساتھ اُن بندشوں کا ذکر بھی نامناسب نہ ہوگا۔ جو پارلیمنٹ نے شاہی اختیارات پر لگا رکھی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ کہ خزانۂ عامرہ کو بادشاہ کوئی رقم بلا منظوری پارلیمنٹ ادا کرنے کا حکم نہیں دے سکتا اور مروّجہ قوانین کے برخلاف کوئی حکم سوائے پارلیمنٹ کی منظوری کے جاری نہیں کرسکتا۔ ایسا ہی کسی متعہد عہدہ دار قوم کو جلاوطنی کی سزا بھی نہیں دے سکتا۔ اور کسی شخص کو بدستِ خود گرفتار بھی نہیں کرسکتا۔ وہ گو تمام ادنےٰ سے اعلےٰ عدالتوں کے فیصلوں کو اپنے حکم سے منسوخ کرسکتا ہے۔ مگر ججّوں کے فیصلہ یا ڈگری میں مداخلت نہیں فرما سکتا۔ لیکن باوصف ان قیود کے بھی بادشاہی قوّت ناہی پارلیمنٹ۔ فوج اور خزانہ کی سب سے بڑی مالک متصوّر ہوتی ہے۔

ملکِ معظم کا سالانہ وظیفہ۔ قانونِ انگلستان کے رو سے جو اراضیات اور محالات تاجدار کے اخراجات خاص کے لئے وقف ہو چکی ہیں چونکہ وہ بھی پارلیمنٹ کو ہی تفویض ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا انکے معاوضہ میں پارلیمنٹ بحالاتِ زمانہ کوئی ایسی معقول رقم خزانہ سے اپنے بادشاہِ ذیجاہ کے اخراجات کے

لئے منظور کر دیتی ہے۔ جو اُس کے منصب رفیع اور ضروریاتِ وسیع کے لائق ہو۔ چنانچہ ملکہ وکٹوریا متوفیہ نے جب وُہ محالات حسبِ قاعدۂ مستمرہ پارلیمنٹ کو تفویض فرماتے۔ تو گو اِن کی اصلی آمدنی دو لاکھ دس ہزار پاونڈ سالانہ تھی۔ لیکن پارلیمنٹ نے ملکہ کے مصارف اور ضروریات کے لحاظ سے اُن کے سالانہ اخراجات کے لئے تین لاکھ پچاسی ہزار پونڈ تجویز کئے۔ اسکے علاوہ ان کو ڈچی اوف لنکاسٹر وغیرہ کے نام سے بھی معقول آمدنی تھی۔ جس پر لوگوں کا خیال تھا کہ اِن کے پاس بہت بڑی دولت جمع ہوگئی ہے۔ لیکن ۱۸۸۹ء میں بصدارت ڈبلیو ایچ سمتھ صاحب جو کمیٹی شاہی اخراجات کی جانچ پڑتال کے لئے مقرر ہوئی تھی اُسکو معلوم ہُوا کہ ملکہ معظمہ کے پاس کوئی زائد پس انداز موجود نہیں ہے کیونکہ شاہِ روس۔ شاہ فرانس۔ شاہِ فارس اور ایسے ہی دوسرے عالیقدر فرمانرواؤں کی مہمانداری میں علاوہ سلطنت کے روپے کے اُنہوں نے خود بھی آٹھ لاکھ چوبیس ہزار پونڈ وقتاً فوقتاً صرف فرمائے ہیں۔ غرضکہ وُہ وظائف جو ملکہ متوفیہ کے لئے مقرر تھے۔ باوصف اِسکے عورت ذات ہونے کے بھی جب کچھ زیادہ ثابت نہ ہوئے۔ تو ملکِ معظم ایڈورڈ ہفتم کے لئے کس طرح مکتفی ہو سکتے جو بلحاظ مرد ہونے کے اُن سے زیادہ اپنے سلامی بھی رکھتے ہیں۔ اور بلحاظ شاہی خاندانوں کی یورپ میں آمدورفت کی زیادتی کے بھی اب وُہ کیفیت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اور ماسوائے اِس کے زمانہ کی ضروریات بھی اسقدر بڑھ گئی ہیں کہ جس سے کسی کو گریز و گزیر نہیں ہو سکتا۔ لہذا مارچ ۱۹۰۱ء میں ملکِ معظم کے باضابطہ حکمران ہو جانے کے بعد آپکے وظیفہ کا

معاملہ پیش ہوا۔ اور تمام حالات پر غور کر کے فیصلہ ہوا۔ کہ ملکِ معظم کا وظیفہ پانچ لاکھ ستر ہزار پاونڈ یعنے پچاسی لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا جائے چنانچہ اب آپ کو وُہی وظیفہ ملتا ہے۔

وظیفہ شاہانہ کے علاوہ حضور ممدوح اس کثیر جائداد کے بھی مالک ہوئے ہیں۔ جو ملکہ معظمہ متوفیہ کے ترکہ میں آپ کو پہنچی ہے مگر اُس جائداد کی تعداد اور مالیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے کیونکہ دستورِ شاہی کے مطابق بادشاہی وصیت ناموں کو عدالت میں پیش یا رجسٹری ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لہٰذا ملکہ متوفیہ جو کچھ بھی لکھ گئی ہونگی۔ اور جو جو اشیاء آپکے یا آپکے بھائی صاحب کے لئے تجویز فرما گئی ہونگی۔ اس کی تشریح سوائے بادشاہ سلامت یا شاہی خاندان کے ممبروں کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی۔

ملکہ محتشمہ کے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ خدانخواستہ اگر وہ بیوہ ہو جائیں تو اُن کو ستر ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائیگا۔ اس کے علاوہ ملکِ معظم کی دختران نیک اختر ان میں سے ہر ایک کے لئے اٹھارہ ہزار پونڈ یعنے ۲ لاکھ ستر ہزار روپے کا سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا ہے۔

اسی ضمن میں یہ بھی لکھ دینا ضروری ہے کہ بادشاہ سلامت اپنے محل کے نوکروں کی نسبت ہر طرح کے عدالتی احکام بھی خود ہی دینے کے مجاز ہیں۔ جسکی کوئی اپیل نہیں ہو سکتی اور اسی طرح بادشاہ ذیجاہ کے پرائیویٹ حالات اور مقدمات بھی عدالت میں پیش ہونے سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ جو بالکل ٹھیک اور مناسب تجویز ہے۔ کیونکر ایسے مقدمات کا معمولی عدالتوں میں ارجاع مصلحت کے خلاف ہوا کرتا ہے

شاہی القاب وخطاب - پارلیمنٹ انگلستان کی حسب ضابطہ منظوری کے بعد شاہی القاب وخطاب کے متعلق ملک معظم کا مندرجہ ذیل اعلان شاہی ۴ - نومبر ۱۹۰۱ء کے سرکاری لنڈن گزٹ میں بدیں الفاظ شایع کیا گیا -

از پیشگاہ والا پایگاہ - اعلیٰحضرت ملک معظم ادام اللہ اقبالہم

اعلان شاہی

ایڈورڈ - (آر) (آئی)

ہرگاہ پارلیمنٹ کے گذشتہ اجلاس میں ایک ایکٹ بنام " ایکٹ بدیں غرض کہ اعلیٰحضرت - والامنزلت ملک معظم ادام اسد اقبالہم اپنے القاب وخطابات شاہی میں بغرض اظہار اعتراف اپنی مملکت ہائے ماوراء البحر کے اضافہ کر سکیں " صادر ہوا تھا اور اس ایکٹ میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ مابدولت کے لئے یہ امر جائیز ہوگا کہ اپنی مملکت ہائے ماوراء البحر کی مذکورہ بالا اعتراف کی غرض سے بذریعہ اپنے ایسے اعلان شاہی کے جو سلطنت متحدہ کی مہر عظیم القدر سے مزین ہو کر ایکٹ مذکور کے صادر ہونے سے چھ مہینے کے اندر جاری کیا جائے - اُن القاب خطابات میں جو سلطنت متحدہ اور اُسکے متعلقہ ممالک کے تاج شاہنشاہی سے متعلق فی الحال ہیں - مابدولت ایسا اضافہ فرمائیں جو مابدولت واقبال کو مناسب معلوم ہو اور ہرگاہ مابدولت کے موجودہ القاب وخطابات زبان لاطینی میں " ایڈورڈس ہفتم دیئی گریشیا بریٹینیارم ریکس فائیڈیئی ڈیفنسر ایڈیئی امپریٹر " اور زبان انگریزی میں " ایڈورڈ ہفتم بائی دی گریس اوف گاڈ اوف دی یونائیٹڈ کنگڈم اوف گریٹ بریٹین

اینڈ آئرلینڈ کنگ ڈیفینڈر اوف دی فیتھ امپرر آف انڈیا۔ ذ ایڈورڈ ہفتم بہ افضال الٰہی ملک معظم سلطنت متحدہ برطانیہ عظمےٰ و آئرلینڈ۔ حامی دین۔ قیصر ہند" ہیں۔ مابدولت نے بہ صلاح و مشورہ اپنی پریوی کونسل کے یہ ارشاد و اعلان کرنا مناسب تصوّر فرمایا ہے۔ اور اس تحریک کی رو سے بہ صلاح و مشورہ مذکورۃ الصدر یہ ارشاد و اعلان فرماتے ہیں کہ آیندہ جہاں تک بآسانی ہو سکے کل موقعوں پر اور کل وثیقہ جات میں جن میں مابدولت کے القاب و خطابات استعمال ہوتے ہیں۔ اُن القاب و خطاب میں جو فی الحال سلطنت متحدہ اور اس کے متعلقہ ممالک کے تاج شاہنشاہی کے متعلق ہیں یہ اضافہ ذیل کیا جائے یعنی زبان لاطینی میں بعد لفظ برٹینیارم کے الفاظ "ٹریم"۔ ٹرنسیمرینارم کوئی ان ڈیشنی سنٹ بریٹینز" اور زبان انگریزی میں الفاظ" اوف دی یونائیٹڈ کنگڈم اوف گریٹ بریٹن اینڈ آئرلینڈ" (سلطنت متحدہ برطانیہ عظمےٰ و آئرلینڈ) کے بعد یہ الفاظ" اینڈ اوف دی برٹش ڈومینینس بیانڈ دی سیز" (و برٹش مملکت ہائے ماوراء البحر)

اور یہ بھی مابدولت و اقبال کی خوشی اور رضا کے خاطر ہے کہ کل سکّہ ہائے طلائی و نقرئی و مسی جو فی الحال سلطنت متحدہ کے سکّہ ہائے رائج و جائز ہیں اور کل سکّہ ہائے طلائی و نقرئی و مسی جو آج کی تاریخ یا اس کے بعد اسی قسم کے نقشوں کے ساتھ مابدولت کے حکم سے مسکوک کئے جائیں باوجود اضافہ مذکورہ کے جو مابدولت کے القاب و خطابات میں ہوا ہے سلطنت متحدہ مذکور کے رائج و جائز سکّے سمجھے

اور مانے جائیں اور ما بدولت کی یہ بھی خوشی اور رضا مندی خاطر ہے کہ کل سکہ جات جو سلطنت متحدہ مذکور کے کسی ممالک متعلقہ کے لیئے مسکوک کیئے جائیں اور ان میں جاری ہوں اور ما بدولت کے اعلان شاہی کے ذریعہ سے فرداً فرداً ممالکِ مذکور کے رائج اور جائز سکے قرار دیئے جائیں اور جن پر ما بدولت کے القاب یا خطابات یا اُن کا کوئی جزو یا اجزاء ثبت ہوں اور کل سکہ جات جو بعد ازیں مطابق ایسے اعلان شاہی کے مسکوک اور جاری کئے جائیں باوجود اضافۂ متذکرہ بالا کے فرداً فرداً ممالک متعلقہ مذکور کے بدستور سکہ ہائے جائز و رائج اسوقت تک رہیں گے جب تک کہ اس بارہ میں ما بدولت و اقبال کی کچھ اور مرضی ظاہر نہ کی جائے۔

ما بدولت کی بیشگاہ سینٹ جیمس آج چوتھی تاریخ ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں ما بدولت کے جلوس کے پہلے سال میں صادر ہوا۔

خدا تعالے حضرت ملک معظم کو سلامت باکرامت رکھے۔

شہزادۂ ولیعہد بہادر کے لقاب و خطاب۔ اسکے بعد پرنس آف ویلز شہزادہ ولیعہد بہادر کے القاب و خطابات کے متعلق اشتہار مندرجہ ذیل لنڈن گزٹ غیر معمولی مورخہ ۹ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں شایع کیا گیا۔

اعلان شاہی

وائیٹ ہال۔ ۹ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

اعلیٰ حضرت ملکِ معظم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فرمانِ شاہی بہ ثبتِ مہر عظیم القدر اس غرض سے صادر کیا جائے کہ ہز رائل ہائینس پرنس جارج

فریڈرک ارنیسٹ البرٹ ڈیوک اوف کارنوال و یارک ڈیوک اوف روتھسے ۔ پرنس اوف سکس کوبرگ و گوتھا و ڈیوک اوف سیکسنی ارل اوف کیرک و انورنیس ۔ بیرن اوف رینفریو و کیلارنی ۔ لارڈ آف دی آئیلس و گریٹ اسٹیورڈ اوف اسکاٹلینڈ کے جی و کے ۔ ٹی و کے پی و جی ۔ سی ۔ ایم جی و جی ۔ سی ۔ ای ۔ آر ۔ پرنس اوف ویلس اور ارل اوف چیسٹر مقرر کئے جائیں ۔

سکہ جات سلطنت پر بھی ملک معظم کی تصویر اور نام کے سکوک کرنے کے احکام و فرمان حسب قاعدہ اسکے بعد جاری فرمائے گئے اور قرار دیا گیا کہ ایسے تمام سکہ جات اور اسٹامپ ۔ کورٹ فیس اور ڈاک کے ٹکٹ جو سلطنت انگلشیہ کے ممالک مختلفہ میں مختلف قیمتوں اور صورتوں کے مروّج ہیں ۔ بادشاہ ذیجاہ کے تاجپوشی ہونے کی تاریخ سے جاری ہوں ۔ تاکہ اس عرصہ میں ٹکٹوں اور اسٹامپوں وغیرہ کا وہ سٹاک بھی ختم ہوجائے جو پہلے سے جمع تھا ۔ اور ماسوائے اس کے آغاز سکہ جات وغیرہ کو تاجپوشی کی تاریخ کا مبارک اعزاز بھی حاصل ہوجائے ۔ چنانچہ ٹکسالوں اور سٹامپ و ٹکٹ ڈاک وغیرہ چھاپنے والے کارخانوں میں اسیطرح کے احکام صادر فرمائے گئے

فصل سوم

تاجپوشی شاہی کی تیاریاں

تخت نشینی سے تاجپوشی کا فاصلہ اسقدر لمبا ہے کہ جس سے خواہ نخواہ سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ آخر اس دیر کی کیا وجہ ہوئی؟ لہذا سب سے پہلے اسکو لکھا جاتا ہے کہ یہ تعویق کئی ایک وجوہات سے عمل میں آئی تھی۔ پہلی وجہ تو یہ کہ ملک معظم کو اپنی والدہ متوفیہ کی بزرگداشت اسقدر مرکوزِ خاطر تھی کہ انہوں نے ان کے ماتم کی میعاد متوسلان خاندانِ اور اراکین سلطنت کے لئے سال بھر کامل مقرر فرمائی تھی۔ جس کے اندر ایسے جشنِ مسرت کا انعقاد بلکہ طیاری بھی ٹھیک نہ تھی۔ دوسرا یہ کہ اس واقعہ کے بعد چوتھی اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو بادشاہ سلامت کی ہمشیرہ صاحبہ پرنسس فریڈرک جو شاہ جرمنی کی والدہ ہوتی تھیں اُن کا انتقال ہو گیا۔ جنکی تکفین و تدفین کی شمولیت کے لئے حضور ممدوح کو خود جرمن جانا پڑا۔ پس بہن کا غم بھی ایسی فرحت و بشاشت کی تقریب کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اور پھر اسکے بعد ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء میں مسٹر میکنلے پریزیڈنٹ امریکہ کے مارے جانے کا واقعہ بھی بادشاہ ذیجاہ کے لئے بباعثِ اتحادِ دولتین کے کچھ کم گراں نہ تھا۔ تیسری وجہ یہ کہ جنگ ٹرنسوال جو ملکہ متوفیہ کے وقت آخر میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ ان کے بعد بہت شدومد سے چھڑ گیا۔ جس سے روز انگریزی قوم اور بدیرعل کے مقتولین کی لمبی فہرست گوشگذار ہوتی رہتی تھی۔ اور جنگ مذکور گویا ایک

قومی صورت اختیار کر چکا تھا۔ اسلیئے اس پریشانی کے عالم میں ایسی شادمانی کی تقریب کا سرانجام بھی سخت نامناسب تھا۔ جبپر انگریزی اخبارات نے بھی لکھنا شروع کر دیا تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ خون کی ندیاں بہ رہی ہوں اس جشن کا انعقاد کسی طرح مناسب نہیں۔ اور خود بادشاہ سلامت نے بھی فرما دیا تھا کہ تاجپوشی سے پہلے اس جنگ کا خاتمہ ضروری ہے۔ پس بظاہر یہی وجوہات تھیں کہ جن کے باعث تخت نشینی سے تاجپوشی کا اسقدر فاصلہ ہو گیا۔ چنانچہ ان سے فراغت پاتے ہی اس تقریب سعید کی طیاری شروع ہو گئی جسکے مطابق **تاریخ تاجپوشی** ۲۶ جون ۱۹۰۲ء مقرر کر کے مارچ سنہ ۱۹۰۲ء میں سرکاری طور پر اس کا اعلان کر دیا گیا۔

اخراجاتِ تاجپوشی - ملکہ وکٹوریا کی تاجپوشی کے وقت انہتر ہزار چار سو ایک پاونڈ یعنے دس لاکھ اکتالیس ہزار پچاسی روپیہ خرچ آیا تھا اور ولیم چہارم کی تاجپوشی پر تنتالیس ہزار ایک سو اٹھسٹھ پونڈ۔ اور جارج چہارم کی تاجپوشی پر دو لاکھ تنتالیس ہزار تین سو اٹھاسی پونڈ خرچ ہوئے تھے۔ ان سب حالات پر نظر کر کے پارلیمنٹ نے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی تاجپوشی کے لئے سوا لاکھ پونڈ یا پونے اُنیس لاکھ روپیہ منظور کیا جو خیر الامور اوسطہا کی دلیل تھا۔ لیکن ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے کہ طلائی لیسوں۔ درباری تلواروں اور موٹر کار گاڑیوں پر پینتیس لاکھ اور آرائشی جلسوں میں پونے دو کروڑ روپیہ صرف ہوا ہے۔ حالانکہ بظاہر اس بیان میں اور پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم میں کوئی تطابق نہیں معلوم ہوتا۔ مگر فدوی یہ سمجھتا ہے کہ پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم میں صرف مراسم تاجپوشی کا خرچ ہوگا اور جن اخراجات کا ذکر اخبار نے کیا ہے وہ علیحدہ علیحدہ محکموں اور

مجالس منعقد کیئے ہوں گے۔

باضابطہ تجاویز۔ اس جشن مسرت کے لئے قرار پائی تھیں۔ ان میں دعوت۔ روشنی۔ آتشبازی۔ جلوس اور ریویو ایس اعلےٰ پیمانہ پر قرار دیئے گئے تھے۔ کہ **دعوت غربا** کیلئے ساڑھے چار لاکھ روپیہ منظور کیا گیا۔ تاکہ اس سے پانچ لاکھ غربا نہایت عمدگی کے ساتھ پیٹ بھر سکیں

روشنی کے لئے علاوہ سرکاری محلات و مقامات شہر کے یہ قرار دیا گیا کہ تین ہزار الاؤ مختلف بلند مقامات پر جلائے جائیں۔ تاکہ اس یادگاری روشنی سے جنگل تک کی اراضیات بھی منور ہوجائیں۔ اور یہ بھی ساتھ ہی فیصلہ ہوا کہ روشنی گیس کی کیجائے۔

آتشبازی کے لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شائد اس سے زیادہ کہیں کیا گیا ہو۔ کیونکہ ایک لاکھ تیس ہزار کی آتشبازی منظور ہوئی جس میں ... کی صنعت گری کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

جلوس کے واسطے یہ حکم دیا گیا کہ علاوہ اسدن بری فوجی جلوس کے ایک بحری جلوس بھی کیا جاوے جس میں انگریزی جہازات کے علاوہ دیگر یوروپین سلطنتوں کے جہاز بھی شامل ہوں۔ غرضکہ فوجی جلوس میں چھ ہزار بحری فوج۔ تیس ہزار پیادہ فوج۔ دو اسپی توپخانے اور پندرہ میدانی توپخانوں کی حاضری کا حکم جاری کیا گیا۔ جنگی جہازات میں تمام یوروپین طاقتوں کے ایک ایک جہاز اور جاپان کے دو منظور کیئے گئے۔

فوجی ریویو بھی اس قسم کا تجویز کیا گیا کہ کسی بادشاہ کو نصیب ہوا ہوگا یعنے ہر مقام کے سپاہی اس میں موجود ہوں۔ چنانچہ ہندی اور نوآبادیوں کی فوجوں کے قائمقام بھی اس میں طلب کیئے گئے۔ اور بحری ریویو کا

بھی ایسا ہی شاندار انتظام کیا گیا کہ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

مہمانانِ تاجپوشی کا احصا کس طرح ہو سکتا ہے۔ جسکے لئے ہر ایک یوروپ کی سلطنت اور دیگر سلاطین عظام کو لکھا گیا کہ جو صاحبان خود تشریف لانا چاہیں خود آئیں۔ ورنہ اپنے اپنے نائب اظہارِ اتحاد کے لئے شمولیت جشن کے لئے بھیجدیں۔ ان سکے علاوہ سلطنت کے اکابرین اور امرا و روسا کو بھی مدعو کیا گیا۔ اور ہندوستان سے بھی بعض سربرآوردہ روسا و امراء طلب کئے گئے۔ چنانچہ ایسے روسا ذیشان کے نام نامی درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ اِن کے سوا اور بھی چند اصحاب کو دعوت دی گئی تھی۔ مثلاً ہز ہائینس مہارانا صاحب اودے پور۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نابھہ۔ ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والی بہاولپور وغیرہ بھی مدعو ہوئے تھے۔ اور قائمقامان امرائے ہندوستان میں سے بھی دو ایک اور صاحب یاد فرمائے گئے تھے مگر یہ صاحبان بوجوہات خاص جا نہیں سکے۔ اسلئے یہاں صرف انہیں روسا و امراء کے اسمائے گرامی نقل کئے جاتے ہیں جو شامل تقریب ہوگئے تھے۔ ساتھ ہی اِن حضرات کی جائے قیام اور جو جو افسران گورنمنٹ انکی مہمانی کے لئے مقرر تھے ان کی بھی تصریح کردی گئی ہے۔

فہرست والیان ریاست

نمبر شمار	اسمائے والیان ریاست	اسمائے ہمراہیان	جائے قیام لندن	نام سرکاری میزبان
۱	کرنیل ہز ہائینس مہاراجہ دھیراج سر مادھو راؤ صاحب سندھیا جی سی ایس آئی۔ مہاراجہ گوالیار	لفٹننٹ کرنیل اے ایم کرافٹس صاحب سی آئی ای۔ آئی ایم ایس۔ ۲۔ مسٹر جے ڈبلیو ڈی جانسٹن صاحب انسپکٹر جنرل سررشتہ تعلیم ریاست ۳۔ میجر کلیمنٹ فلور صاحب ملٹری سکرٹری ہز ہائینس ۴۔ سردار اپاجی راؤ صاحب سیتولے۔ ۵۔ سردار کاشی راؤ صاحب سروے۔ ۶۔ سردار بہادر سی ایس آئی کمانڈر کھیف۔ ۷۔ میجر کرشنا راؤ صاحب سیندھیا۔ ۸۔ میجر گنپت راؤ صاحب مانے	۳۴ بکنگھم گیٹ۔	ایس ڈبلیو لفٹننٹ کرنیل جے ایچ نیوال

نمبر شمار	اسمائے والیان ریاست	اسمائے ہمراہیان	جائے قیام لنڈن	نام سرکاری میزبان
۲	ہز ہائینس مہاراجہ دھیراج سر سوائی مان سنگھ جی بہادر جی سی آئی ای (مہاراجہ جے پور)	پوجاری سری ٹھاکر جی۔ ۲۔ راؤ راجہ مادھو سنگھ بہادر والی سیکر جاگیردار جے پور۔ ۳۔ ٹھاکر وجے سنگھ رئیس چومو۔ ۴۔ راجہ اودے سنگھ۔ ۵۔ بابو سنسار چندر سین ممبر کونسل۔ ۶۔ راؤ بہادر دھنپت رائے سردار بہادر سی آئی ای سپرنٹنڈنٹ ٹرانسپورٹ کور۔ ۷۔ ٹھاکر ہری سنگھ سپرنٹنڈنٹ ٹھگی ڈکیتی۔	مورلی ٹی ٹیمپل سی آئی ای ولیٹن	کرنل ایس ایس کیمب
۳	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کولہاپور ایچ ایچ مہاراجہ صاحب جی سی ایس آئی	مہربان پیراجی راؤ گھاٹگے سرجے راؤ وزیر رئیس کاگل (کلاں)، جاگیردار و برادر نسبتی مہاراجہ۔ ۲۔ راؤ بہادر آر وی سب نِس بی اے دیوان کولہاپور۔ ۳۔ مہربان ملہر راؤ گائیکواڑ ڈسٹرکٹ سردار و مصاحب مہاراجہ صاحب۔ ۴۔ راؤ صاحب کے اے گائیکواڑ پرائیویٹ سکرٹری۔ ۵۔ ڈی ایم بھڈکر میڈیکل آفیسر۔	گریس کارڈ گارڈنز ساؤتھ کینسنگٹن	میجر اے جی اے گال
۴	ہز ہائینس مہاراجہ گنگا سنگھ جی بہادر بیکانیر جی سی آئی ای	کنور پرتھی سنگھ صاحب۔ ۲۔ کنور سروپ سنگھ صاحب۔ ۳۔ کنور رنجیت سنگھ صاحب۔ ۴۔ ٹھاکر ہری سنگھ صاحب۔ ۵۔ ٹھاکر گوپ سنگھ صاحب۔ ۶۔ ٹھاکر بخت آور سنگھ صاحب۔ ۷۔ ٹھاکر سادل سنگھ صاحب۔ ۸۔ مسٹر کوپر سکرٹری۔	۱۸۱۹ کرامویل روڈ ساؤتھ	میجر ای جی کرکس

نمبر شمار	اسمائے والیان ریاست	اسمائے ہمراہیاں	جائے قیام لشکر	نام سرکاری مہمانداران
۵	ہز ہائی نس مہاراجہ سر گنگا سنگھ صاحب بہادر جی سی ایس آئی جی سی آئی ای۔ کے سی وی او اے ڈی سی ایل ایل ڈی والی ریاست بیکانیر	مہاراج کشن سنگھ جی برادر زادہ اور اے ڈی کانگ مہاراجہ صاحب۔ ۲۔ مہاراج کمار رتن سنگھ جی بھائی کا پوتا اور اے ڈی کانگ ۳۔ ٹھاکر بہادر سنگھ جی سسودی راجپوت۔ ۴۔ ٹھاکر صاحب بیدی کے بھائی اور اے ڈی کانگ اور ملٹری سکرٹری ۵۔ جمعدار کشور سنگھ جی بھٹی راجپوت۔ ۶۔ بھیات ٹھاکر صاحب گور واقعہ ماروار اے ڈی کانگ اور ملٹری سکرٹری۔ ۷۔ جمعدار گردھاری سنگھ جی راٹھور راجپوت جمعدار باڈیگارڈ مہاراجہ صاحب	کنگسوے کیمپ [illegible]	میجر اے ایف [illegible] سی آئی ای
۶	لفٹننٹ کرنل ہز ہائی نس مہاراجہ سر جتیندر نرائن بھوپ بہادر جی سی آئی ای سی بی اے اے ڈی سی مہاراجہ کوچ بہار	مسٹر جے ایل سین اے ڈی کانگ۔ ۲۔ مسٹر این سی سین اے ڈی کانگ۔	کنگسوے کیمپ [illegible]	[illegible]
۷	ہز ہائی نس سر سلطان محمد شاہ آغا خان صاحب بہادر	ان کے ہمراہیوں کے اسمائے معلوم نہیں ہوسکے		

فہرست امرائے قائمقامان ہند

نمبر شمار	اسمائے مہمانان	جائے سکونت
۱	مہاراج کمار پرودیت کمار ٹیگور	کلکتہ
۲	سر جمشید جی جی جی بھائی بیرونٹ جے پی (مع لیڈی جمشید جی)	بمبئی
۳	راجہ سر ستو سے رام سوامی مدلیر نائٹ سی آئی ای	مدراس

نمبر شمار	اسمائے مہمانان	احاطہ
۴	مہاراجہ سری راؤ دی آنریبل سرونکٹ اسوی ٹلاچلاپتی رنگا راؤ بہادر کے سی آئی ای راجہ بوبلی۔	مدراس
۵	مہربان گنپت راؤ مادھو راؤ وینچور کر۔	بمبئی
۶	دی آنریبل آصف قدر سید واصف علی مرزا بہادر والی مرشد آباد	بنگال
۷	دی آنریبل نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علی خاں رئیس پہاسو ضلع بلند شہر۔	صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ
۸	آنریبل فتح علی خاں قزلباش صاحب رئیس اعظم پنجاب لاہور	پنجاب
۹	گنگا دھر راؤ چٹ نویس سی آئی ای پریزیڈنٹ ناگپور میونسپلٹی۔	ممالک متوسط
۱۰	رائے جگن ناتھ بردا بہادر۔	آسام
۱۱	موانگ آن کنگ سی آئی ای۔ اے ٹی ایم۔	برہما
۱۲	راجہ پرتاب بہادر سنگھ تعلقہ دار پرتاب گڈہ اودھ معہ رانی صاحبہ	اودھ
۱۳	لفٹنٹ کرنیل نواب محمد اسلم خاں سی آئی ای خان بہادر پشاور	صوبہ سرحدی
۱۴	کنور سر ہرنام سنگھ کے سی۔ آئی ای کپورتھلہ (معہ لیڈی صاحبہ)	پنجاب
۱۵	سر بابا کھیم سنگھ بیدی کے سی آئی ای۔ راولپنڈی	پنجاب

یہ سب صاحبان ایک عالیشان ہوٹل واقعہ ویسٹ منسٹر ایس ڈبلیو میں جو آرمس ہوٹل کے نام سے موسوم ہے۔ ٹھہرائے گئے۔ جن کے انتظام قیام وطعام وسواری کے لئے ڈاکٹر جان پولن صاحب ایل۔ ایل۔ ڈی اور شرکت جلسہ ہائے دورباری کے لئے اے ڈی جرنیل صاحب پولیٹیکل آفیسر کو مقرر کیا گیا تھا۔

ہندی فوج اسکے علاوہ تھی۔ جسکے ایکہزار جوان اس قوت انتخاب سے

چنے گئے تھے کہ جس سے بہتر انتخاب واقعی ناممکن تھا۔ یعنے اسمیں ہندوستان بھر کی مندرجہ ذیل اقوام کے لوگ نہایت تحقیق کے ساتھ شامل کئے گئے جو فوجی ملازمت میں شامل ہیں۔ (۱) سکھ (۲) ڈوگرے (۳) آفریدی (۴) راجپوت (۵) جاٹ (۶) مرہٹہ دکھنی (۷) مرہٹہ کنکانی (۸) برہمن (۹) گورکھا (۱۰) گڑھوالی (۱۱) تامل (۱۲) موپلہ (۱۳) میر (۱۴) ہزاری پٹھان (۱۵) بلوچی پٹھان (۱۶) ملتانی پٹھان (۱۷) پنجابی مسلمان (۱۸) مدراسی مسلمان (۱۹) ہندوستانی مسلمان (۲۰) دکھنی مسلمان۔ یعنے بیس مختلف اوضاع واطوار کے قائمقامان۔ ان میں کل ڈھائی سو سوار اور سات سو پیادہ لئے گئے۔ جو تقسیم ذیل سے معلوم ہو سکیں گے۔

فوج رسالہ میں سکھ جوان ۱۰ ویں بنگال لانسرز سے۔ ڈوگرہ ۱۱ ویں بنگال لانسرز سے۔ پٹھان فوج گائڈز سے۔ ملتانی پٹھان ۱۵ ویں بنگال لانسرز سے۔ پنجابی مسلمان ۱۸ ویں بنگال لانسرز سے۔ جاٹ ۱۴ ویں بنگال لانسرز سے۔ ہندوستانی مسلمان اول بنگال لانسرز سے۔ مرہٹہ اول بمبئی لانسرز سے۔ راجپوت سوم رسالہ بمبئی سے۔ مدراسی مسلمان اول مدراس لانسرز سے۔ دکھنی مسلمان اول لانسرز حیدر آباد کنٹنجنٹ سے۔ حضور وائسرائے اور گورنران بمبئی و مدراس کی افواج باڈی گارڈ سے۔ خاص خاص فرقوں کے قائمقام اور اسیطرح افواج سفر مینا سے بھی۔ افواج پیادہ کے قائمقام ڈوگرہ سپاہی ۳۸ ویں پلٹن ڈوگرہ سے۔ سکھ ۱۵ ویں پلٹن سکھ سے۔ پنجابی مسلمان ۳۳ ویں پلٹن پنجاب سے۔ پٹھان ۲۰ ویں پلٹن پنجاب سے۔ آفریدی اول پلٹن پنجاب سے۔ براہمن اول پلٹن براہمن سے۔ جاٹ دسویں پلٹن جاٹ سے۔ ہندوستانی مسلمان ۱۷ ویں پلٹن بنگالہ سے

راجپوت، ویں پلٹن راجپوت سے۔ گورکھا دوم پلٹن گورکھا سے۔ گڑھوالی ۳۹ ویں پلٹن گڑھوال رائفلز سے۔ تامل اوّل پلٹن مدراس سے۔ موپلہ دوم بٹالین موپلہ رائفلز سے۔ مدراسی مسلمان ۸۰ ویں پلٹن مدراس سے مرہٹہ (دکھنی)، اوّل پلٹن گرنیڈئر بمبئی سے۔ میر مزارہ بٹالین سے۔ ہزارہ ۱۰۶ ویں پلٹن بلوچستان سے۔ بلوچی ۲۹ ویں پلٹن بلوچ سے۔ کونکنی مرہٹہ سوم لائٹ پلٹن بمبئی سے۔ حیدرآباد دکھنی مسلمان اوّل پلٹن حیدرآباد کنٹنجنٹ سے۔ اسکے سوا ایک دیسی ہسپتال پچاس بستر کا کہ بوقت ضرورت کارآمد ہو۔ شاگرد پیشہ ندارد۔ ہاں ایک ایک برٹش افسر کے ساتھ ایک خدمتگار۔ فوجی دستہ کے تمام جوانوں کے لئے خیمہ جات بھی ساتھ تھے۔ اور یہ سب لوگ دوران غیر حاضری میں رخصت فرلو پر متصور کئے گئے تھے۔ ریل اور جہازی کرایہ سب کا سرکار نے دیا۔ برٹش افسران کو سوائے خورونوش اور تنخواہ کے خاص الاونس بیندرہ روپیہ (ایک پونڈ) یومیہ۔ دیسی افسران کو پورا کھانا پینا پوری تنخواہ اور ساڑھے سات روپیہ یومیہ الاونس علاوہ۔ نان کمیشنڈ افسران وسپاہیان کو بالترتیب پانچ شلنگ اور دو شلنگ یومیہ۔ یعنے نان کمیشنڈ افسران کو پونے چار روپیہ اور سپاہیوں کو ڈیڑھ روپیہ یومیہ۔ ان میں سے رسالہ اور سوار پلٹن والوں کو گھوڑے وغیرہ اور توپخانہ والوں کو توپیں وغیرہ ولایت سے دی گئیں اور اس طرح جو سپاہی روانگی کے لئے منتخب ہوئے قبل روانگی کے ڈاکٹری امتحان کیا گیا کہ صحت عمدہ ہے اور اس سے اطمینان کے بعد سب کو تین تین ماہ کی تنخواہیں بھی پیشگی عطا کی گئیں۔ ایک سو جوان امپریل سروس ٹروپس سے بھی چنے گئے۔ یعنے اُس فوج

سے جو روسائے ہند نے اعانت شاہی کے لئے طیار کی ہے۔ انکی کمان یہاں سے کپتان ڈاسن صاحب متعلقہ امپیریل ٹروپس کے سپرد ہوئی اور ولایت میں ہندی اور نو آبادیوں کے کنٹنجنٹ کی سپہ سالاری ڈیوک اوف کیناٹ بہادر برادرِ شاہ ذیجاہ کے نام سے منسوب کی گئی۔ یہاں سے حیدر آباد کے نواب میجر افسر الدولہ بہادر اور ناہن کے کنور بکرم سنگھ صاحب بھی کپتان صاحب کے ساتھ معین و مددگار مقرر کردئے گئے تھے جس سے اس فوج کی شانداری اور بھی دوبالا ہوگئی تھی۔

امپیریل سروس میں جن ریاستوں سے فوجی قایمقام لئے گئے اُن کی تفصیل یہ ہے۔ سپاہیانِ رسالہ پٹیالہ۔ جودھپور۔ الور۔ بھوپال گوالیار۔ اندور۔ میسور۔ نوانگر۔ رامپور۔ بھاونگر۔ جوناگڈہ۔ کشمیر اور حیدر آباد سے۔ توپخانہ کشمیر سے۔ سفرمینا کشمیر۔ سرمور۔ مالیر کوٹلہ۔ فریدکوٹ سے۔ پیادہ کشمیر۔ پٹیالہ۔ جیند۔ نابھہ۔ کپورتھلہ۔ الور۔ بھرت پور سے۔ ان میں ۱۱۳ افسرانِ رسالہ۔ ۴ کپتنی افسران۔ ۱۵ نن کمیشنڈ افسران اور ۳۶ منتخب سپاہیان شامل تھے۔

نو آبادیوں کی طرف سے ڈھائی ہزار سپاہ طلب کی گئی تھی جسمیں ۲۶ نو آبادوں کے فوجی قایمقام موجود تھے۔ ان میں سنگاپور۔ ہانگ کانگ بورنیو۔ سیلون۔ سٹریٹس اور وہائی کے قایمقام بھی شامل تھے۔ اور ان کی اعلےٰ کمان بھی ولایت میں ڈیوک اوف کیناٹ بہادر برادر ملکِ معظم کے سپرد ہو چکی تھی۔ ان سپاہیوں کے طویل قد وقامت اور مختلف اوضاع و اطوار بھی دیکھنے والوں کے لئے ایک عجیب نظارہ پیدا کردیتے تھے۔

لنڈن کی آرایش وزیبایش اواخر مئی ۱۹۰۲ء سے لیکر اواخر جون تک واقعی لایق دید تھی۔ کہ باشندگان و تاجران و شرفاء و امراء شہر نے مکانات کی سجاوٹ سے اسکو ایک نئی دلہن کی طرح سجا رکھا تھا۔ اور اسکے علاوہ مفید یادگاروں کے قیام و استحکام اور باتباعِ خیالِ بادشاہی غریبوں کے خورونوش کے اہتمام میں وُہ سرگرمی دکھا رکھی تھی کہ جس سے ان کی سچی خوشی خود بخود ظاہر ہو رہی تھی اور کوئی شبہ نہیں کہ اسطرح کا اظہارِ خلوص انگلستان کے سراپا آزاد باشندوں کی طرف سے بادشاہ سلامت کی خالص ہر دلعزیزی کا قطعی ثبوت تھا۔ جس کے اظہار کی ملکۂ متوفیہ جیسی اقبالمند حکمرانہ کے کھوئے جانے اور جنگ ٹرانسوال کے دردناک مصائب اُٹھانے کے بعد انگلستان سے بہت کم توقع ہو سکتی تھی۔ لیکن لنڈن کی پبلک نے ثابت کر دیا کہ اُن ہموم و آلام کا نعم البدل اگر ان کے نزدیک کوئی چیز ہو سکتی تھی تو وُہ صرف شاہِ معظّم کی ہی تقریب تہنیت تھی۔ جنکی خوشی میں کہیں تو وہ مسرت انگیز جلسوں کے انعقاد میں اور کہیں تہنیت ناموں کے ایجاد میں مصروف ہو رہے تھے۔

لنڈن کی تیاری۔ شہر لنڈن کی آبادی قریباً پچاس لاکھ اشخاص کی ہے جو دنیا میں کسی دوسرے شہر کو حاصل نہیں۔ رقبہ بھی چھ سو نوّے میل کے قریب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اتنا بڑا وسیع شہر دنیا کو کہاں مل سکتا ہے اسی پر قیاس ہو سکتا ہے کہ اتنے بڑے وسیع اور آباد مقام میں تنے چھ لاکھ مہمانوں کے چلے جانے یا کسی جلسۂ مسرت کے قائم ہو جانے سے محسوس بھی تو نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی آیا ہے یا نہیں اور کوئی جلسہ ہے بھی یا کیا؟ مگر وُہ اہالیانِ لنڈن کا اپنا ہی جوشِ وفاداری تھا۔ جو برابر ایک

سرے سے دوسرے تک گرمجوشی پھیلا رہا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی بڑے شاندار جلسہ کے لئے طیار ہو رہا ہے۔ چنانچہ تاجروں اور صناعوں نے مہینوں پہلے سے اس جشن کے لئے مال منگانا اور بنانا شروع کر رکھا تھا۔ حتےٰ کہ جب ایک نجومی کی یہ پیشگوئی شایع ہوئی کہ "ستاروں کی چال کے بموجب ۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو ملک معظم کی تاجپوشی عمل میں نہ آسکے گی" اور اسپر ایک تجارتی بیمہ کمپنی نے اطمینان عوام کے لئے اعلان جاری کیا کہ "جو لوگ ۲۶ جون کی تاجپوشی کے لئے کوئی مال طیار کر رہے ہوں۔ وہ اگر اپنے منافع کا دس فیصدی ہمارے ہاں داخل کر دیں۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تاریخ تاجپوشی کے ٹل جانے پر اگر انہیں کوئی نقصان پہنچے گا تو اسکے ہم ذمہ دار ہو جائینگے" تو اس پر اسقدر درخواستیں کمپنی مذکور کے پاس پہنچیں کہ بالآخران کو اپنا رجسٹر بند کرنا پڑا۔ حالانکہ بیمہ کرانے والے صرف متوہم اشخاص ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ عام و خاص۔ پس اسی سے اس طیاری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جو اس جشن مسرت کے لئے اہالیان لنڈن کر رہے تھے۔

مہمانان تاجپوشی کا ورود۔ اواخر مئی سے لے کر وسط جون تک بتواریخ مختلف تمام اطراف واکناف عالم سے مہمانان تاجپوشی لنڈن پہنچ گئے تھے۔ جن میں علاوہ یوروپ کی سلطنتوں کے نائبوں کے جاپان کے ولیعہد سلطنت۔ مورا کو کے نائب سید المہدی۔ زنجبار کے سلطان سید علی۔ چین کے نائب شہزادے اور حبشہ کے نائب راس مکنن صاحبان بھی پہنچ چکے تھے۔ لیکن مہمانان دول غیر کے حالات وغیرہ سے ناظرین کتاب کو کچھ زیادہ دلچسپی نہ ہوگی لہٰذا صرف ہندی مہمانوں کے

تذکرہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ہندی والیانِ ریاست تو باوقات مختلف متعدد جہازوں میں تشریف لے گئے تھے۔ البتہ ہزہائیں مہاراجہ صاحب جے پور اِس خاص اہتمام سے گئے تھے کہ ایک پورا جہاز آپنے آمدورفت کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے پر کرایہ کر لیا تھا جسکو پہلے تو دریائے گنگا کے پانی سے دُھلوا کر اپنے معتقدات کے موافق پاک وصاف کیا گیا۔ اور پھر اُسکے اندر ایک مختصر سا مندر بھی بنا یا گیا۔ مہاراجہ صاحب کے معمولی ملازمان جو سو سے کم نہ تھے اور سبھی ہندو تھے۔ اور وہی مہاراجہ صاحب کی ہر ضرورت کو رفع کیا کرتے تھے۔ اناج۔ ترکاریاں دال۔ سب سامان خورد نوش یہاں سے چھ مہینے کے لئے ساتھ رکھ لیا گیا تھا۔ اور ریزیڈنٹ صاحب سے پہلے یہ عہد لے لیا گیا تھا۔ کہ کسی انگریزی دعوت میں مہاراجہ صاحب شریک نہ ہوں گے۔ غرضکہ یہ اہتمام اسقدر زائد تھا۔ اور مہاراجہ صاحب کا اسپر اسقدر خرچ آیا۔ کہ شائد دوسرے دوچار رئیسوں کا خرچ اسکے برابر ہو۔ مگر اُنہوں نے اپنے زعم میں دھرم کو قائم رکھ کے شمولیت جشن سے جو خلوص دکھایا ہے وہ خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ضرور ہے۔

دوسرے والیان ریاست بھی پورے ٹھاٹھ سے تشریف لے گئے تھے۔ اِن کے ہمراہیوں کے نام جو لکھے گئے ہیں۔ یہ صرف وہ نام ہیں جو اِن کی ذیل میں بطورِ مہمانِ سرکار داخل تھے۔ ورنہ نوکر چاکر بیسیوں اُن کے ساتھ اِن کے علاوہ تھے۔

ہندی قائمقامانِ امراء میں سے بعض تو ایک ہی جہاز میں بمبئی سے روانہ ہو کر لنڈن پہنچے مگر بعض صاحبان خاص ضروریات کے لئے الگ الگ بھی تشریف لے گئے

اور ان سب کے ساتھ بھی انکے قدر بلند کے موافق ہمراہی اور عملہ کافی موجود تھا۔ چنانچہ پنجاب کے قائمقام آنریبل نواب فتح علیخاں صاحب قزلباش کے ساتھ ان کے عزیز سردار علی حسین خاں صاحب بیرسٹر و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے علاوہ اہل عملہ بھی گئے ہوئے تھے۔ اسی سے باقی روٴسا کا بھی حال سمجھہ لینا چاہیئے۔ غرضکہ یہ صاحبان بھی جب بخیریت تمام لنڈن پہنچ گئے۔ تو نہایت اعزاز کے ساتھ گورنمنٹ کی طرف سے رسیو کئے گئے۔

ہزہائینس سر سلطان آغاخان صاحب بالقابہ قوم خوجگان کے سرپرست اور پیشوا ہیں انکی شرکت جشن خاص معنی رکھتی تھی۔ کیونکہ ان کو انکی قوم قریباً ویسا ہی سمجھتی ہے۔ جیسا رومن کیتھولک پوپ اوف روما کو جانتے ہیں۔ یہ اپنے لاکھوں پیروؤں کیطرف سے ایک ایڈریس بھی لے گئے تھے۔ وہاں پہنچنے پر جسقدر انکی عزت ہوئی۔ اسکی تشریح کی ضرورت نہیں شاہی ملاقاتوں میں ایک شاہی ایڈیکانگ ان کی رہنمائی کے لئے مقرر تھا۔ اور اسی پر کیا منحصر ہے۔ یہ صاحب ایسے جلیل المراتب ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کے علاوہ جرمن اور ٹرکی میں بھی ان کی کمال توقیر ہوتی رہی ہے۔ اور آپ وہاں کے اعلےٰ خطاب ہائے اعزاز سے بھی برابر معزز ہوتے رہے ہیں۔ غرضکہ ایسے جلیل القدر مہمانوں کی شمولیت جشن ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ ان صاحبوں کو کرایہ آمدورفت وغیرہ سب سرکار سے ملنے کا حکم تھا مگر بہت کم اصحاب نے اس عطیہ سے فائدہ اُٹھایا۔ اور عموماً اپنا ہی روپیہ خرچ کرنا مبارک تصور فرمایا۔ چنانچہ اس دلی خلوص کا یہ اثر ہُوا کہ اہل ولایت نے بھی ان صاحبوں کو ہر طرح سے بنظر قدردانی دیکھہ کر کمال

تپاک و اعزاز کا اظہار فرمایا۔ اور ہندی مہمان جسقدر عرصہ لنڈن میں رہے
انکی دلچسپی اور اعزاز کے لئے امراو اعیانِ سلطنت پبلک اور خود گورنمنٹ
کی طرف سے متعدد جلسے ہوتے رہے۔ اور اِن کی شمولیت کو بلاتخصیص
سب نے ایک فالِ نیک تصوّر کیا۔ چنانچہ سٹرڈے ریویو ایک معزز انگریزی
پرچہ نے اِن کی نسبت مندرجہ ذیل خیالات ظاہر کئے۔

"اِس سے پہلے مشرقی ممالک نے تختِ انگلستان کے ساتھ کبھی اِسقدر
اظہارِ اطاعت نہیں کیا۔ جیساکہ اب ہندوستانی حکمرانوں نے برٹش
سلطنت کے دوسرے افسروں کے ساتھ ملکر ادائے خدمات سے
ظاہر فرمایا ہے۔ اس کارروائی کے پولیٹیکل نتائج بہت بڑے عمیق
ثابت ہونگے۔ جو انگلستان کے فخر کے لئے کچھہ کم نہیں ہیں۔ لیکن
ہم کو بھی اِن والیانِ ریاست کے رسم ورواج اور مذہبی[۱] قیود کی
نسبت ایسی پولیسی اختیار کرنی چاہیئے۔ کہ جس سے اُن کو کبھی معمولی
شکایت کا بھی موقع نہ مل سکے۔ کیونکہ اگر یہ کوئی بھی شکایت لیکے
گئے۔ تو اُسکا دھبہ ہمیشہ ہمپر رہے گا"

اور کوئی بھی شبہ نہیں کہ واقعی طور پر انگلستان نے ان
صاحبوں کی نسبت بزعم خود بڑی قدردانی کا اظہار کیا۔ چنانچہ
کیمبرج یونیورسٹی کی ڈگریاں۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۲ء کو کیمبرج یونیورسٹی
نے بیرن ہیاشی۔ ہزہائینس مہاراجہ صاحب گوالیار۔ اور ہزہائینس مہاراجہ

[۱] مہاراجہ صاحب جے پور کی قیود مذہبی کی طرف اشارہ ہے۔ جو اہالیان انگلستان
کے نزدیک بڑی عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں۔

صاحب کو لاہور۔ اور سر ولیٹ ربنوے اور سر ہنری جانسٹن کو اپنے ہاں کی اعزازی ڈگریاں بڑے فخر سے پیش کیں۔

ملکِ معظم کی سالگرہ کا دن اگرچہ ۳۰ نومبر تھا۔ مگر انہیں ایام میں آپنے لنڈن کے موسم کے اعتبار پر حکم جاری فرمایا تھا۔ کہ انگلستان میں یہ تقریب برائے آیندہ ۳۰ مئی کو ادا ہوا کرے۔ اور دیگر ممالک میں بدستور ۹ نومبر کو۔ اور اس حکم کے بعد یہی پہلی سالگرہ تھی۔ جو ان ایام فرحت فرجام میں واقع ہوئی تھی۔ لہذا جس قدر بھی ہندی امرا پہنچے ہوئے تھے اُسمیں ان کو نہایت اعزاز سے شریک کیا گیا۔

مہاراجہ ایڈر کو خطاب۔ ۱۴ جون ۱۹۰۲ء کو ملکِ معظم نے ایوان بکنگھم میں ایک فوجی دربار منعقد کرکے مہاراجہ سر پرتاب سنگھ صاحب جی سی ایس آئی کو نائیٹ ھڈ کا خطاب معہ ایک چینی تمغہ کے عطا فرمایا۔ اور نیز ہندوستانی رؤسا و امرا کی نسبت کلمات خوشنودی بیان فرمائے۔

آخری نقلی جلوس جو ۱۴ جون ۱۹۰۲ء کو نکالا گیا تھا۔ اس میں بھی مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب اور دیگر رؤسائے موجودہ شامل تھے۔ اور اسی لحاظ سے اسکی آب و تاب بھی بہت بڑھی چڑھی ہوئی تھی۔

چرچ پریڈ ۱۰ جون ۱۹۰۲ء کو جس اعلےٰ پیمانہ پر ہوئی اُس کو وہی آنکھیں خوب جانتی ہیں۔ جو اسوقت اس منظر کو دیکھ رہی ہوں گی۔ تیس ہزار فوج اس میں موجود تھی۔ ملکِ معظم خود بھی شریک ہونے کو

---

[1] اسوقت تک یہی صاحبان وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ البتہ ایک مہاراجہ ایڈر بھی تھے مگر ان کو بہادری کی ڈگری کی ضرورت تھی نہ علمی ڈگری کی۔ ۱۲

تھے۔ مگر بوجہ زکام اور درد کمر تشریف نہ لا سکے۔ اور انکی جگہ پرنس اوف ویلز شہزادہ ولیعہد بہادر نے جاکر فوج شاہی کا علیمہ لیا۔ یہاں ایک مرتفع چبوترہ شاہی نشست کے لئے بنایا گیا تھا۔ جسپر شہزادہ ولیعہد بہادر اور ملکہ الگزنڈرا دامت حشمتہا رونق افروز ہوئیں۔ اور ہندی رؤسا وامراء کا نہایت محبت و اخلاق سے سلام لیا۔ اسی دن اس سے فرغت کے بعد شب کو ملک معظم نے ایک بڑی مکلف ڈنر پارٹی ایوانِ وِنڈسر میں دے کر اپنے مہمانوں کو معزز فرمایا۔

لارڈ انسلو کی دعوت ۔ ۱۶ کو لارڈ اور لیڈی انسلو نے مہمانانِ تاجپوشی کو مدعو کیا۔ جس میں اکثر ہندی رؤسا و امرا بھی شامل تھے۔ اور نہایت گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا جاتا تھا۔

رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی دعوت ۔ ۷ جون ۱۹۱۱ء کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلستان و آئرلینڈ کی طرف سے ہوائٹ ہال میں ہندوستانی رؤسا و امراء کو جو عظیم الشان دعوت دی گئی تھی۔ وہ بھی تاریخی طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ لارڈ رے صاحب گورنر بمبئی اسکے صدر نشین قرار دئے گئے۔ شاملین میں لارڈ جارج ہملٹن سکرٹری اوف سٹیٹ۔ ڈیوک اوف کیناٹ بہادر۔ لارڈ رابرٹس صاحب اور تمام بڑے بڑے لارڈ اور ارل موجود تھے۔ مختلف ممالک کے جملہ تین سو اعلٰے مہمان اس دعوت میں مدعو کئے گئے تھے۔ لیکن اصل مقصود ہندوستانی رؤسا و امراء کی وفاداری کی نمائش تھی۔ چنانچہ اختتام ڈنر (کھانا) پر لارڈ رے صاحب نے ملکِ معظم کا جامِ صحت تجویز کیا۔ اور اسکے بعد شاہی خاندان کا جامِ صحت منظور کیا گیا تو ڈیوک اوف کیناٹ نے کھڑے ہوکر نہایت شستگی کیساتھ

ارشاد فرمایا۔ کہ

" اس جامِ صحت اور سوسائٹی کے مجانہ خیالات کے لئے خاندان شاہی کی طرف سے میں اظہارِ شکریہ کرتا ہوں اور چونکہ مجھے سات سال تک ہندوستان میں رہنے اور بہت سے حکام اور والیانِ ریاست سے ملنے کا موقع مل چکا ہے۔ اس لئے آج اُن صاحبوں کو یہاں موجود پاکر جو خلوص میرے دل میں پیدا ہوگیا ہے۔ وُہ کسی بیان کا محتاج نہیں بادشاہِ ذیجاہ اور سلطنتِ عظمےٰ کی وفاداری میں جو اعلےٰ خدمات اِن صاحبوں نے ادا کی ہیں۔ اِن کے تمغے اِن کے سینوں سے لٹک انکی ایسی عمدہ یاد دلا رہے ہیں کہ بایدو شاید۔ ہیمٹن کورٹ میں دیسی افواج کا نظّارہ جیسا کچھ خوش آیند اور پُر فخر ہے مجھےلارڈ رابرٹس صاحب کی موجودگی میں اسکی نسبت کچھ زیادہ کہنے کی حاجت نہیں۔ مگر یہہ ایک امرِ واقعہ ہے کہ یہ ہندوستانی فوج جو ہر قسم کی اقوام اور ہر ملت و مذہب کا مجموعہ یہاں موجود ہے۔ دنیا کی تاریخ میں شاید اسکی کوئی نظیر نہیں ملسکتی۔ کہ یہ سب مختلف المذاہب اور مختلف الاقوام فوج ایک ہی بادشاہ کے نام پر فدا ہونے اور ایک ہی سلطنت کی خدمتیں کرنے میں بالکل متحد اور متعہد ہیں۔ اور چونکہ ہندوستان وُہ ملک ہے جسکی تمام خاندان شاہی کو ذاتی طور پر معرفی ہے حتیٰ کہ ملک معظم بھی اُسے خود دیکھ چکے ہیں۔ اور شہزادہ ولیعہد بھی عنقریب اس میں جانے والے ہیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ اسکی طرف سے ایسے اسبابِ وفاداری کی فراہمی بادشاہ کو کسقدر خوش کرنے والی ہوگی۔ ایک پُر صداقت بات ہے"

اسکے بعد پھر ہندوستانی مہمانوں کا جامِ صحت تجویز ہوا۔ جس پر ہر طرف سے

پورے زور و شور کے ساتھ چیرز ہوئے۔ اور مہاراجہ صاحب گوالیار دسندہیا، نے کھڑے ہوکر ایک اعلےٰ درجہ کی تقریر میں مندرجۂ ذیل خیالات ظاہر فرمائے۔

" پہلے تو اس محبت کے لئے آپ صاحبوں کا شکریہ ہم پر واجب ہے جو آپنے ہمارے جام صحت کے تجویز کرنے میں برتی ہے۔ اور پھر یہ گذارش ہے۔ کہ ہم لوگ جو اپنے شہنشاہ ذیجاہ کے جشن تاجپوشی کی شرکت کو یہاں آئے ہیں۔ اس مہمان نوازی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو یہاں کی گئی ہے۔ اور سچ تو یوں ہے کہ آپ لوگوں اور انگلستان کی پبلک جماعتوں کی جانب سے جو عنایات ہمپر کی گئی ہیں۔ اُنہوں نے ہمارے دلپر گہرا اثر کرلیا ہے۔ یہ کہنا کہ ہم یہاں سیر و تماشہ کا خوب لُطف حاصل کررہے ہیں۔ ایک کمزور خیال ہے۔ بلکہ میرے خیال میں ہم یہاں آکر سلطنتِ انگلستان کی عظمت و حشمت کے لاانتہا وسائل اور یہاں کی پبلک کی خوبیوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں جنمیں سوائے موسمی وقت کے اور کوئی بات مارج نہیں مجھے سب سے بڑا افسوس یہ ہے کہ میں ملکہ متوفیہ کی ۱۸۹۷ء والی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر بوجہ ان مصائب کے نہ آسکا جو اسوقت میری ریاست پر مسلط ہورہے تھے۔ اور اسکا افسوس تا عمر مجھکو رہے گا کہ میں نے اُس ملکہ کی آخری زیارت نہ کی جسکے نام کی تمام ہندوستان عظمت کرتا ہے۔ مگر اب شہنشاہ کے پیغام دعوت نے مجھے یہاں آنے کا فخر بخشا ہے۔ آپ نے ہندوستانی رؤسا کی مہمانداری اور فیاضی اور اپنی ریاستوں کے اعلےٰ نظم و نسق کرنے کے متعلق جن خوش آئند الفاظ میں ذکر کیا ہے غالباً گوالیار بھی اُسی ذیل میں آنے

کے قابل ہے۔ آپ نے تعلیم نسوان کے متعلق میری نسبت جو کچھ کہا ہے
اسکے متعلق یہ کہنا ضروری ہے کہ لڑکوں کو تو بوجہ خیالِ ملازمت یا پیشہ وری
کے تعلیم اپنی طرف خودبخود متوجّہ کرلیتی ہے۔ لیکن لڑکیوں کو چونکہ اسکی
ضرورت نہیں ہوتی۔ اسلئے اسمیں مجھے بہت جلد پوری کامیابی کی اُمید
نہیں۔ البتّہ جب ہماری رعایا اس راستہ سے جو اُن کے لئے کھولدیا
گیا ہے آشنا ہوجائے گی تو یہ دقتیں بھی رفع ہوجائیں گی۔ گو میری
ریاست میں جو مدارس تعلیم نسوان کے لئے کھولے گئے ہیں۔ اور جو مدرسہ
امرا کی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جاری ہُوا ہے۔ اِن کی کامیابی پر مجھے
خود بھی تعجب ضرور آتا ہے۔ کیونکہ ایک کثیر گروہ لڑکیوں کو پردے میں
رکھنے کا عادی ہے۔ بہرحال تعلیم و تعلّم کے متعلق ہم ہندوستانی رئیس
اگر کسی تعریف کے مستحق ہیں۔ تو اِسکے محرّک حضور وائسرائے لارڈ
کرزن بہادر ہیں۔ جو اِن معاملات پر دلی توجّہ فرماتے ہیں۔ آپ
ہی چیفز کالجوں کے متعلّقہ کانفرنس کے صدر نشین ہوئے تھے۔ اور
آپ نے ہی امپیریل کیڈٹ کور کے انتظام سے اُن عالیخاندان
اور بہادر رؤساء کے ادائے خدمات کی طرح اندازی کی ہے۔ جو فوجی
زندگی بسر کرنے کے شائق ہیں۔ اور میرے خیال میں اس سے بہتر
کوئی تجویز رؤسائے ہند کے وفادار بنانے اور سرگرم کار رکھنے
کی نہیں ہوسکتی۔ جو ناچیز خدمات جنگ میں مجھسے ادا ہوسکیں۔ میں انکو
فخر کے ساتھ یاد رکھونگا۔ کیونکہ میں سلطنت کی اعانت میں خود شریک
جنگ ہوا تھا۔ اور ایسا ہی جو دوست میرے اس معرکہ میں سرگرم پیکار
تھے۔ اُن کو بھی یہاں دیکھ کر میں جسقدر خوش ہوا ہوں۔ اس کے

اظہار کی ضرورت نہیں - آخر میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کا آج کی شب اس معزز مہمانداری کے لیئے میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں"

اِن کے بعد سر جمشید جی جیجی بھائی نے بھی ایک مختصر تقریر میں ہندوستان کی وفاداری برطانیہ کا ذکر کیا - اور مہاراجہ کرنل سر پرتاب سنگھ صاحب والی ایڈر نے بھی اردو زبان میں برٹش سلطنت کے جاہ وجلال اور اپنے نمک حلال ہونے کا مذکور فرمایا۔

بعدازاں ارل اوف ایلجن وکنکا ڈین کی تحریک پر امپریل افواج کا جامِ صحت تجویز ہوا - جسکے لیئے ارل رابرٹس صاحب نے کھڑے ہوکر فرمایا - کہ

"اگرچہ پولیٹیکل وجوہات سے ہمارے بادشاہ ذیجاہ کو اس فوج کی جنگی امداد کی حاجت نہیں پڑی (گو ہندوستان اس سے بخوبی فایدہ اٹھا رہا ہے) لیکن مہم چین میں یہ امر صاف صاف روشن ہوگیا ہے - کہ کسقدر اعلےٰ درجہ کی قابلیت اِن افواج نے بہم پہنچائی ہے - اور خوش قسمتی سے وہی ہندی مہمان اسوقت ہمارے پاس موجود ہیں - جن کو یہ دیکھہ کر خوشی ہوگی کہ جنوبی افریقہ میں صلح کے ساتھ جنگ کا خاتمہ ہوگیا ہے - بوئر بالکل سکھوں کے مشابہ ایک جنگجو اور بہادر قوم ہے - مگر ہمیں امید ہے کہ وہ اب نہ صرف سلطنت کے وفادار ہی ہوجائیں گے بلکہ قابلِ اعتبار دوست ہوکر دکھا دیں گے - بہرحال میں امپریل افواج کی خدمات کے لیئے بڑے زور سے اِس جام صحت کی تائید کرتا ہوں"

اِس کے بعد لارڈ جارج ہملٹن صاحب نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کا جامِ صحت تجویز کیا اور جلسہ برخاست ہوا -

اِس جلسہ کا ذکر اِس لیے یہاں کیا گیا ہے کہ انگلستان کے قریباً تمام معزز اخبارات نے اسکو بڑا قیمتی جلسہ تصوّر کیا تھا۔ اور واقعی اِن میں جو تقریریں ہوئیں وُہ پولیٹیکل طور پر بڑی پُر فخر و معنی خیز تھیں۔ مہاراجہ گوالیار وُہ رئیس ہیں۔ جن کی رعایا تیس لاکھ اور رقبہ تیس ہزار مربع میل ہے۔ مہاراجہ کولاپور وُہ شخص ہیں جن کی ریاست کا رقبہ اٹھائیس ہزار میل اور آبادی ۸ لاکھ ہے۔ اور یہ وُہ رقبے ہیں کہ یورپ کی سلطنتوں کو بھی میسر نہیں۔ اِسکے علاوہ مہاراجہ گوالیار اُس خاندان سے ہیں۔ جس سے کسی زمانہ میں گورنمنٹ متعدد لڑائیاں لڑ چکی ہے۔ پس اُنکی تقریر میں گورنمنٹ کی اِسقدر عظمت و حشمت کا اعتراف اور اپنے خلوص و ارادت کا اظہار واقعی بڑی قابل قدر بات ہے۔

ونچسٹر کی دعوت ۔ ایسا ہی لارڈ نارتھ بروک۔ لارڈ لفٹنٹ ہمپ شائر و مائی سٹوارٹ ونچسٹر اور لارڈ الڈرمن نے بھی ونچسٹر میں ہندی رؤسا و امراء کو پُر تکلّف دعوت دی جسمیں مہاراجہ صاحبان سیندھیا۔ کولاپور ایڈر۔ اور سر سلطان آغاخان بہادر بھی شریک تھے۔ ہندی رؤساء و امراجب اپنی ملکی پوشاک زیب تن کر کے جاتے تھے تو اُن کی گاڑیوں کے دیکھنے کو ایک مخلوق جمع ہو جاتی تھی۔ ہر جگہ چیرز بلند ہوتے تھے۔ کالج ہال میں بڑی بڑی معنی خیز سپیچیں ہوئیں۔ پرنسپل کالج نے لاطن زبان میں سپیچ دی۔ جسکے جواب میں مہاراجہ صاحب سندھیا نے انگریزی تقریر فرمائی۔ اور مہاراجہ صاحب کولاپور نے مرہٹی زبان میں تقریر کرتے وقت بیان کیا کہ اگرچہ غیر زبان میں تقریر کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر میں نے اِس خیال سے مرہٹی میں تقریر کی ہے کہ مرہٹی اور

لاطن دونوں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اور سنسکرت وُہ زبان ہے جو
اسی حکمران کے مطیع ومنقاد ہونے کا فخر رکھتی ہے۔
متعدد دعوتیں۔ اسی طرح مسٹر پیٹرک پلیفرڈ۔ کرنل لمسڈن نے گرفٹن
گیلری میں ہندوستانی رؤسا وامراء کے اعزاز میں ایک جلسۂ بال
(ناچ) دیا جسمیں کئی ایک آزاد خیال رؤسا شامل تھے۔ اور ایسا ہی
اَور بھی متعدد دعوتیں اور جلسے اِن صاحبوں کے اعزاز میں دیئے
جاتے رہے۔ چنانچہ لارڈ سالسبری صاحب وزیر اعظم نے بھی ایک
شائستہ دعوت کا اہتمام فرمایا۔ اسمیں یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے
کہ مہاراجہ صاحب جے پور جو اپنی قدیم مراسم کے پابند تھے۔ وُہ اور
بھی دلچسپی سے دیکھے جاتے تھے۔ اور انگلستان کے باشندے
اُن کی مراسم مذہبی پر عجیب عجیب ریمارک کرتے تھے۔ غالباً ولایت
میں جسقدر اِن کے فوٹو لئے گئے ہیں کسی دوسرے رئیس کے
نہیں لئے گئے۔ آپ انگریزی دعوتوں میں قطعاً شریک نہ ہوتے
تھے۔ بعدِ فراغت طعام اِن میں جو جلسہ ہوا کرتا تھا اس میں جلوہ افروز
ہو جاتے تھے۔ آخرکار ایک لنچ اُن کو دیا گیا اور اس موقع کی بھی
تصویر لی گئی۔ ہندوستانی برتنوں اور کھانے پکانے کے
طریق پخت وپز کی تصویریں بھی فوٹوگرافروں نے بڑے شوق
سے کھینچیں۔ ہندوستانی رؤسا بھی بڑے مزے سے اِس دلچسپی
کو دیکھتے تھے۔ موسم البتہ نہایت سرد تھا جسکے باعث اجنبی
مہمانوں کو کسیقدر تکلیف اُٹھانی پڑتی تھی۔ اگرچہ سامان پوشش
سب صاحبوں کے پاس وافر موجود تھا۔ مگر غیر معمولی سردی اور غیر ملک

کی آب وہوا تکلیف رساں تھی اور بالخصوص ایسی سخت سردی میں جبکہ ابر اور کہر چاروں طرف مسلط ہو رہی ہو ہندوستانی وضع کی پوشاک پہننا اور بھی دِقّت طلب امر تھا۔

لطیفہ۔ چونکہ لنڈن میں اِن ایام میں سورج کئی دن تک نہ نکلا تھا۔ اِسلئے ایک پارسی صاحب نے (جو سورج کی پرستش کرتے ہیں) اس سے متاثر ہوکر ایک دن فرمایا۔ کہ "یہ تو ہم پہلے سے مانے ہوئے تھے کہ انگریزی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں آکر اب اسکو بھی مان گئے ہیں کہ خاص لنڈن میں اُسے طلوع ہونے کی فرصت ہی نہیں ملتی"۔

ہندوستانی روساء و امراء کے ساتھ چونکہ ہندی فوج کا تذکرہ بھی ضروری ہے اسلئے کسی قدر کیفیت اِسکے متعلق بھی درج کیجاتی ہے

ہندی فوج کا قیام لنڈن اور تماشائیوں کا ہجوم۔ ہندی فوج ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء کو بمبئی سے ہارڈنج نامی جہاز پر سوار ہوکر رات کے دس بجے روانہ ولایت ہوئی۔ اِس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ جہاز اِس عالیشان دستہ کے لائق بخوبی آراستہ و پیراستہ تھا۔ جس نے ۱۲ جون کو بخیرو عافیت اِس فوجی دستہ کو انگلینڈ کے کنارے جا لگایا۔ بندر سوتھمٹن پر جب یہ لوگ جہاز سے اوتارے گئے۔ تو بارش نہ زور وشور سے ہو رہی تھی۔ مگر چونکہ لنڈن کی عمارتیں بالعموم پتھر کی بنی ہوئی ہیں اور فرش بھی ایسا کیا گیا ہے کہ کیچڑ نہ ہو سکے۔ اسلئے وہاں کے لوگ بارش میں بھی بلا تکلف چلتے پھرتے اور دُنیا کے کام دھندے برابر کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہندی فوج کے دیکھنے کو بھی خلقت کا وہ ہجوم تھا کہ شاید یہاں کسی جلیل القدر فرمانروا کے

آنے پر بھی اُس سے زیادہ نہ ہوتا ہو۔ بیشمار زن و مرد چھتری لگائے ان
غریب الدیار لوگوں کے قد و قامت اور شکل و صورت دیکھنے کو جمع ہو گئے
تھے۔ اور چونکہ ابھی تک اِن کے قیام کا کوئی انتظام نہ ہوا تھا۔ اسلئے دو
دن اِن کو اِسی سٹیشن میں پڑے رہنا پڑا۔ آخر الامر جب محل ہمپٹن کورٹ
کے میدان میں انکے خیمے لگوا دئے گئے تو بسواری ریل یہ فوجی گروہ ۱۴ جون
کو اپنے کیمپ میں جاکر فروکش ہوا۔ سامان اگرچہ ساتھ تھا مگر لنڈن کی سخت
سردی کے لحاظ سے فی کس دو دو کمبل اوڑھنے کو اور آگ تاپنے کو کوئلے
مزید براں وہاں سے بھی دلائے گئے۔ تماشائیوں کا یہ ہجوم تھا کہ یہ لوگ یہاں
سے گو ٹرین میں سوار ہو کر گئے تھے۔ مگر رستے میں دیکھنے والے برابر قطار در
قطار موجود تھے۔ ہمپٹن کورٹ کے سٹیشن سے اِن کے کیمپ کا جو ایک میل
فاصلہ تھا۔ وہاں بھی بے شمار مخلوق کھڑی دیکھ رہی تھی۔ اور خوشی کے
نعروں اور رومال اُچھالنے سے اِن کے ورودِ فرحت آمود پر برابر اظہارِ
مسرت کرتی جاتی تھی۔ بلکہ لنڈن والوں کا اشتیاق اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ
اِن کے کیمپ میں بھی ہر وقت دیکھنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ باوجودیکہ
ہر شخص کو کیمپ میں جانے کی اجازت نہ تھی۔ اور بلا پاس لئے کوئی
اندر آ نہ سکتا تھا۔ مگر پھر بھی تماشائیوں کی وہ کثرت رہتی تھی۔ کہ اگر پاس
کی بندش نہ ہوتی تو خود سپاہیوں کو جگہ ملنی مشکل ہو جاتی۔ فوٹوگراف ہر
وقت تصویریں اُتارنے میں مصروف تھے۔ جو فوراً کھنچتی اور دھڑا دھڑ بکنے
چلی جاتی تھیں۔ لوگ اِن کی صورتیں اس دلچسپی سے دیکھتے تھے۔
غالباً اس سے زیادہ کسی اجنبی کے آنے پر ہندوستان میں بھی نہ
ہوتا ہوگا۔ مسٹر بھارتی ایک ہندی نژاد بھی جو آجکل وہیں ہیں

بیان ہے۔ کہ کئی آدمیوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ "کیا ہندوستان میں اسی تن و توش کی اقوام آباد ہیں؟ اور اگر ایسی ہی ہیں تو ان پر ستّر ہزار گورہ فوج کسطرح حکومت قایم رکھ سکتی ہے؟" جسکا مسٹر بھارتی نے یہ جواب دیا۔ کہ "گورنمنٹ انہیں لوگوں کے ذریعہ وہاں حکومت کرتی ہے"

اسی ذیل میں یہ بھی ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا کہ ہاسپٹل جرنل ایک انگریزی پرچہ نے اس فوج کو دیکھ کر یہ رائے دی کہ "گورنمنٹ نے اِن قوی الجثہ طویل القامت اور مہیب الصورت افواج کے بارے میں بڑی غلطی کی ہے۔ کیونکہ جب وہ لوگ نحیف البدن اور دُبلے پتلے یوروپینوں کو دیکھتے ہوں گے۔ تو ان کو ضرور ایسی قوم کی حکومت ناگوار معلوم ہوگی۔ اور اس سے اُن کے دلوں میں بغاوت کا خیال پیدا ہو جائیگا" یہ رائے یہاں اسلئے نقل کی گئی ہے کہ ایک تو اس سے اُس دلچسپی کا پتہ لگ جائیگا۔ جو ہندی اور نوآبادیوں کی افواج کے متعلق باشندگانِ لنڈن میں پیدا ہو گئی تھی اور دوسرا یہ کہ یہ بھی معلوم ہو سکے کہ ہر جگہ خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں ہر قسم کے بندے پیدا کئے ہیں۔ کچھ یوروپ اور ایشیا کی تخصیص نہیں۔ مضموں نگار بیچارے نے ہندیوں کی حکومت پرستی کی تاریخ سرے سے پڑھی ہی نہیں۔ کہ وہ اِن کے خیالات سے آگاہ ہوتا اسکے سوا اُس نے اس موٹی سی بات کو بھی نہیں سوچا کہ ہندوستان میں بزورِ شمشیر ہی حکومت نہیں ہوتی۔ بلکہ علم و عقل کے زور پر ہوتی ہے جس کے لئے کسی موٹی جسامت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔

بہرحال اِن لوگوں کو جس دلچسپی سے اناییانِ انگلستان نے رسیو کیا وہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ ہندی فوج کو عموماً ہر دوسرے دن لنڈن

کے بازاروں میں سیر کرنے کے لئے جانے کی اجازت ہوا کرتی تھی۔

لطیفہ۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اس سیر میں فوج کے ساتھ ایک ہندوستانی خلیفہ (حجام) بھی موجود تھے۔ کسی انگریز باربر (حجام) کی دوکان آئی تو ہندی خلیفہ نے کہا "صاحب تم بھی حجامت بناتے ہو۔ ہم بھی حجامت بناتے ہیں"۔ کسی شوقین نے کہا۔ اچھا آؤ ہماری حجامت تو بناؤ۔ اُنہوں نے جھٹ اپنے اوزار نکال وہیں میدان میں اُدا جما مُونڈنا شروع کر دیا۔ شوقین کو حجامت پسند ہوئی۔ اس پر کئی اور بھی منڈوانے کو طیار ہو گئے۔ یہ مونڈتے جاتے تھے۔ پبلک چیرز دیتی جاتی تھی۔ غرضیکہ دو گھنٹے تک وہ سیر رہی کہ ہندی سپاہی اور انگریز تماشائی ہمیشہ خوشی کے ساتھ یاد رکھیں گے۔

اسکے علاوہ جب یہ لوگ سیر کو جاتے تو انگریزوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو محبت سے کاندھوں پر اُٹھا لیتے۔ مٹھائی دیتے۔ پیار کرتے تو اور بھی اِن کی قدر ہوتی۔ قصہ مختصر ہندی سپاہ لنڈن میں ایک تماشا بن گئی تھی۔ کہ جدھر جاتی شائقین دید کے ٹھٹ کے ٹھٹ موجود ہوتے۔ جو رومال ہلا ہلا کے اور چیرز دے دے کے اپنی خوشی کا اظہار کرتے۔ سپاہی بھی خوش خوش ہر طرف پھرتے تھے اور انگلستان کے اس جوش مسرت سے بہت شادکام ہوتے تھے۔ بلکہ اس حالت میں اُن کو موسمی تکلیف بھی بھول گئی تھی۔

ڈیوک اوف کیناٹ کا معائنہ فوجی۔ ۷ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو ڈیوک اوف کیناٹ بہادر نے ہندی فوج کی پریڈ ملاحظہ فرمائی۔ جو اس لُطف کی تھی۔ کہ اُسکے دیکھنے کو عام تماشبین نہایت کثرت سے موجود ہو گئے تھے۔ بلکہ پریڈ

کرنے والی سپاہ ان کے مقابل بہت ہی قلیل معلوم ہوتی تھی۔ ڈیوک ممدوح جب معہ سٹاف کے داخلِ پارک ہوئے تو اُسوقت کی تالی بازی کا نظارہ کچھ اور بھی مسرت ناک ہوگیا تھا۔ پورے ایک گھنٹہ تک آپنے ملاحظہ پریڈ فرماکر اپنی خوشنودی کے اظہار کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "عنقریب شاہِ معظم خود بھی اس کنٹنجنٹ کا ملاحظہ فرمائینگے اور اُسوقت میں آپ کی طرف سے اُنکا استقبال کرونگا۔"

لارڈ رابرٹس کا ملاحظہ۔ ۱۹ کو لارڈ رابرٹس نے اس جدید دستہ کا معہ لیڈی صاحبہ ملاحظہ فرمایا۔ اسدن ۱۷ سے بھی زیادہ ہجوم تھا۔ ہندی فوج میدان ہمپٹن کورٹ میں دورویہ کھڑی کردی گئی تھی۔ درمیان میں سے لارڈ موصوف معہ لیڈی صاحبہ آہستہ آہستہ گذر رہے تھے۔ فوج کے پیچھے کوئی دس دس قطاریں تماشائیوں کی جمی ہوئی تھیں۔ جن میں سے کوئی تو اُنکی لُنگی کو دیکھتا تھا۔ کوئی وردی کو ہاتھ لگا کے اسکی بناوٹ دیکھ رہا تھا۔ کوئی بوٹوں کے مہمیز کو ٹٹول رہا تھا۔ الغرض اگرچہ لارڈ ممدوح افسرانِ فوج سے مصافحہ فرماکر اپنی کمال پسندیدگی کے اظہار کے بعد مع الخیر واپس تشریف لے گئے۔ مگر شائقین کا ہجوم ویسے کا ویسا ہی تھا۔

بیرن ہیاشی کی تشریف آوری۔ بیرن ہیاشی نائب جاپان بھی جو لنڈن میں سفارت جاپان انجام دیتے ہیں ہندی فوج کے دیکھنے کو ہمپٹن کورٹ میں تشریف لائے اور اس فوج کے طریق ماندوبود کو دیکھ کر اور مختلف باتیں کرکے نہایت خوش خوش واپس ہوئے۔ ان کے سوا اور بھی کئی صاحبان آآکر دیکھتے تھے۔ مگر ان کا ذکر اسلئے کیا گیا ہے کہ جاپان جو اُسوقت جنگی طاقت میں بہت بڑھا ہوا ہے اُسکے نائب بھی ہندی سپاہ

کی چستی دیکھ کر دانگ رہ گئے تھے۔

امتحان روشنی۔ ۱۹ جون ۱۹۰۲ء کو اکثر مقامات پر کیا گیا۔ تو عجیب دلکش نظارہ نظر آیا۔ کہ تمام مکانات بقعۂ نور بن گئے۔ گیس کی روشنی اور پھر اس افراط کے ساتھ! باوصفیکہ صرف چند جگہ کی گئی تھی۔ مگر دن چڑھ گیا تھا بنک اوف انگلینڈ کی روشنی تو اُسے ایک شعلۂ جوالہ بنا رہی تھی ۔ ہندی والیانِ ریاست اور افسرانِ فوج نے بھی اسکی بہار بڑی دلچسپی سے دیکھی اور عام تماشائیوں کا تو یہ ہجوم تھا کہ رات بھر وہ اسکے لطفِ نظارہ اُٹھاتے پھرے

فلہم پیلیس کی رہائش۔ ۱۲ جون ۱۹۰۲ء کو ہندی سپاہ کو ایک ہفتہ کے لئے بشپ اوف لنڈن کے فلہم پیلیس میں رہنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ چھوٹے قد کے گھوڑے ان کی سواری کو عطا کئے گئے جن پر سوار ہو کر ۲۳ کو یہ سب لوگ فلہم پیلیس چلے گئے۔ جہاں بشپ صاحب نے نہایت اخلاق کے ساتھ سردارانِ فوج سے ملاقات کی۔ صاحب موصوف ایک میانہ قد کے نوجوان خوبصورت آدمی ہیں۔ ڈاڑھی مونچھ ندارد ہے ۔ ۲۴ جون ۱۹۰۲ء کو ان کی پھر پریڈ ہوئی۔ جس میں خلقت کا یہ ہجوم تھا کہ سپاہیوں کو اپنے فنونِ ضرب و حرب بہت ہی احتیاط سے دکھانے پڑتے تھے۔ کیونکہ کثرتِ شائقین سے ہر وقت یہ خطرہ لگا رہتا تھا کہ کہیں کوئی شخص گھوڑے کے تلے نہ آجائے۔ فوٹو اسدن بھی اس کثرت سے لئے گئے۔ کہ جن کا کوئی حد حساب نہیں کر سکتا۔

فصل چہارم

ناگہانی بیماری کے باعث التواء اور پھر شفا

۱۳- جون ۱۹۰۲ء کو بروز جمعہ کسی قدر تکان معلوم ہونے پر ملک معظم کی طبع معلّے اکسلمند ہو گئی تھی- جسکی وجہ سے آپنے رات کا کھانا دیر کرکے تناول فرمایا تھا- مگر دوسرے دن کسیقدر دردِ کمر کی بھی شکایت پیدا ہوئی- چنانچہ ڈاکٹر سر فرانسس لیکنگ صاحب طبیب شاہی مشورہ کے لئے طلب ہوئے اور انکی دوا سے قدرے افاقہ بھی ہوا- چنانچہ آپ نے بسواری گاڑی الڈرشارٹ میں تشریف لیجاکر ملکہ محتشمہ کے ساتھ کھانا بھی کھایا- لیکن نصف شب گذرنے پر پھر دردِ کمر کا دورہ ہوا- اور بدستور سر فرانسس لیکنگ نے اسکے لئے مسکنات کا استعمال کرایا اور پھر بدستور افاقہ کی صورت نظر آئی- لیکن سر فرانسس لیکنگ نے مرض کو قابلِ مشورہ قرار دے کر سر ٹامس بارلو اپنے ہم جلیس شاہی ڈاکٹر کو بھی بذریعہ تار وہیں طلب کرلیا- جنہوں نے بمقام الڈرشارٹ حاضر ہوکر ۱۵ کا دن آپکی حضوری میں صرف کرکے ملاحظۂ حالات کیا اور ۱۶- کو دونوں ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق بادشاہ سلامت نے ایوان ونڈسر میں مراجعت فرمائی جسکے بعد ۱۷ کو انہیں صاحبوں کے مشورہ سے آپ کی خدمت میں زیادہ مصروفیت سے باز رہنے کے لئے عرض کیا گیا- چنانچہ آپنے قریب شام صرف ہوا خوری پہ اکتفا فرمایا- اور کوئی کام نہیں کیا- مگر جب ۱۸ کو سر فریڈرک ٹریوس ایک تیسرے طبیب شاہی نے آپ کی نبض دیکھی- تو نبض میں حرارت

اور دائیں طرف آماس کا پتہ لگا کر دواۓ مناسب کا استعمال کرایا چنانچہ ۱۹-۲۰ اور ۲۱ تاریخ کو اطمینان ہو گیا کہ اب آماس نہیں رہا اور بخار بھی جاتا رہا ہے۔ ۲۳ تاریخ کو آپ بذریعہ ریل ایوان ونڈسر سے لندن تشریف لائے۔ لیکن انفراغِ مہام کے بعد واپس ہو گئے پر جب سر فریڈرک ٹروس نے پھر آپ کا معائنہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ جہاں آماس تھا وہاں پیپ بھر گئی ہے۔ اور کوئی چارہ سواۓ عملِ جراحی کے باقی نہیں رہا۔ جب ۲۴ کو لارڈ لسٹر اور سر تھامس سمتھ سے مشورہ کے بعد عملِ جراحی کو لازمی قرار دیا گیا۔ اور پانچوں شاہی طبیبوں کے مشورہ سے آپ کے حضور میں اس تجویز کی اطلاع دی گئی جبکہ یوں تو آپ نے بخوشی منظور فرما لیا۔ لیکن عام مایوسی اور منتظرِ سلیک کے دلی حالات سے متاثر ہو کر ارشاد فرمایا کہ "میں اس سے سخت علاج کے لئے بھی طیار ہوں مگر کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیئے کہ تاجپوشی کے التوا سے لوگوں کو رنج نہ ہو۔ میں کھڑا نہ ہو سکوں یا بیٹھ نہ سکوں تو لیٹے لیٹے ہی رسوم ادا ہو جائیں" مگر ڈاکٹروں نے اسکی موافقت نہ کی۔ اور عرض کیا کہ اس عمل کے بعد آپ کو کوئی حرکت نہیں کرنی چاہیئے اور ساتھ ہی یہ بھی گذارش کیا کہ اس میں دیر کرنے سے سخت خطرہ ہے۔ لہٰذا آپ کی منظوری سے ارل مارشل نے اعلان کیا کہ "بباعث بیماری کی مجبوری کے بادشاہ سلامت ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کو رسوم تاجپوشی نہ ادا کر سکینگے" اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ تمام لوگوں میں ایک عام مایوسی اور سنسنی چھا گئی۔ اور اکثر لوگ (جن میں ہندی بھی شامل تھے) محل شاہی کی طرف دوڑ پڑے۔ اور جب تک عملِ جراحی ختم نہ ہوا کسی نے وہاں سے

واپسی کا رُخ نہ کیا۔ چنانچہ بارہ بجے عملِ جرّاحی پوری کامیابی کے ساتھ
عمل میں آیا۔ سر فریڈرک ٹراوس نے خود اپنے ہاتھ سے اس نازک کام
کو انجام دیا تھا اور ساڑھے پانچ انچہ گہرا زخم دے کر گیارہ چھٹانک پیپ
نکالی تھی۔ جسکے بعد ہر روز صبح دوپہر اور شام کو تین پرچے آپ کی
صحت کے متعلق شائع ہونے لگے۔ جن سے دن بدن بیماری کے دور
اور صحت کے نزدیک ہونے کی توقع بڑھتی رہی۔

ہندی امرا و رؤسا اور فوج نے اُس موقع پر اپنی سچی دعاؤں
اور دلی ہمدردی کا جو ثبوت دیا۔ اُسکو اہالیانِ انگلستان بھی کبھی بھول
نہیں سکتے۔ کیونکہ حاضر و غائب اِن لوگوں کی یہی خواہش تھی کہ اپنے
شہنشاہ کو صحیح و سلامت تاج پہنتا دیکھ سکیں۔ ۲۴ کی شام کو
گرجا کی دُعا کے وقت بھی یہ سب صاحبان موجود تھے۔ اور ایک غیر
مذہب بادشاہ کی خیرخواہی کے لئے یہ نظارہ واقعی تاریخی اثر رکھتا تھا۔
اسکے علاوہ اِن لوگوں نے ملکِ معظم کی صحت یابی تک جلسہ ہائے
تہنیت کی شرکت سے انکار کر کے بھی اپنے حُسنِ عقیدت کا جو اعلےٰ
ثبوت دیا۔ اُس کا یہاں تک اثر ہوا کہ اگلے دن خود ڈیوک اوف کناٹ بہادر برادر
بادشاہ ذیجاہ نے انکی فرودگاہ پر جا کر شہنشاہِ معظم کی نسبت بہترین امیدوں
کی خوشخبری پہنچائی اور انکے اظہارِ خلوص کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

تاجپوشی کے التواء سے جو نقصان ہوا۔ اُس کا اندازہ ایک یورپین
محقق پانچ لاکھ پونڈ اور دوسرے ساڑھے تین لاکھ پونڈ کرتے ہیں۔
لیکن یہ تو تجارتی نقصان سمجھنا چاہیئے۔ لوگوں کے دلوں کو جو رنج اِس
ناگہانی حادثہ سے پہونچا۔ اِسکی قیمت کوئی کیا لگا سکتا ہے۔ مگر چار و ناچار

سب نے اس صدمہ کو صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کیا۔ اور ہر زبان سے سوائے ہمدردی کے کوئی لفظ اور ہر دل سے سوائے خیرخواہی کے کوئی دوسرا خیال ظاہر نہ ہوا۔ جو ملکِ معظم کی پوری ہردلعزیزی کی دلیل ہے۔

عملِ جرّاحی کے بعد جب ملکِ معظّم کو ہوش آیا تو آپ نے پرنس اوف ویلز کو طلب فرما کر سب سے پہلے جو ارشاد کیا وُہ یہ تھا کہ "کیا میری رعایا اس مجبوری کے لئے مجھے معاف کرے گی؟" یہ الفاظ جیسے کچھ پُر خلوص تھے۔ ویسے ہی اُنہوں نے اثر بھی کیا۔ چنانچہ لوگ اَور بھی تہِ دل سے مصروف دُعا ہو گئے۔ لیکن چونکہ مرض کے زائل اور قوّت کے حاصل ہو جانے کی کوئی قطعی مہلت مقرر نہ ہو سکتی تھی۔ اسلئے آپ نے دُولِ غیر کے نائبوں اور جنگی جہازات کو رخصت کا حکم بخشا۔ بلکہ انگریزی جہاز بھی حاضری سے آزاد کر کے اپنے اپنے کاموں پر بھیجدیئے گئے لیکن آپنے ارشاد فرمایا کہ یکم اور دوم جولائی کے فوجی رویو۔ چوتھی کا دربار۔ اور پانچویں کی دعوت غربا بدستور اپنے اپنے اوقات مقررہ پر منعقد ہوں اور اِن میں کسی قسم کی تعویق نہ کیجائے۔ کیونکہ اس سے حاضرین اور منتظرین کو سخت بے لطفی ہو گی۔ اور غریبوں کی اُمیدوں پر پانی پھر جائےگا چنانچہ لوگوں کی دلجمعی کے لئے درباروں وغیرہ میں ملکِ معظّم کی جگہ پرنس اوف ویلز بہادر کی صدارت تجویز ہوئی۔ جو واقعی ممکن تلافی کہی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں فہرستِ خطابات کے شائع کرنے کا حکم بھی وقتِ مقررہ پر دیدیا گیا۔ جس کا مدعا یہ تھا کہ مستحقین کو حتی الامکان مایوس نہ کیا جائے۔

ہندی فوج اور شہنشاہ کی علالت - ۲۴ جون کو شاہِ عالم پناہ کی علالت اور عمل جراحی کی ضرورت کا جب اعلان ہوا - تو ہندی سپاہ فلہم پیلس میں مقیم تھی - بشپ اوف لنڈن نے افسرانِ فوج کو جب یہ خبر سنائی تو یہ سخت مضطرب ہوئے - اور اسی شام کو نماز باجماعت کے بعد مسلمانوں نے اور اپنے طریق کے موافق ہندوؤں نے اس جوش سے دعائیں کیں کہ ذاتی معاملہ پر بھی اس سے زیادہ ناممکن تھیں - بشپ اوف لنڈن کے سوا - اور بھی لوگ اس نظارے کو بڑے شوق اور محبت سے دیکھ رہے تھے - چنانچہ سب اہالیانِ انگلستان مان گئے - کہ ہندوستانی رعایا اپنے تاجدار سے اسقدر خلوص و محبت رکھتی ہے - کہ اس سے زیادہ قریباً ناممکن ہے - بہرحال خدا نے اِن غریب الدّیار لوگوں کی دعائیں قبول فرما کر ملکِ معظم کو روبصحت فرمایا - اور دن بدن اُن کی صحت و سلامتی کی اُمیدیں قوی ہوتی گئیں - لیکن التوائے جشن تاجپوشی کے باعث ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کو یہ ہندی دستہ پھر بدستور ہیمپٹن کورٹ کو واپس ہوا - جو لنڈن سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے - گو باعتبار متصل آبادی کے اسکو بھی لنڈن ہی کہنا چاہیئے -

ہندی فوج کی نمازِ جمعہ - ۲۷ جون ۱۹۰۲ء کو جمعہ کے دن فوج کے مسلمان سپاہیوں اور افسروں نے وہیں میدان ہیمپٹن کورٹ میں نمازِ جمعہ نہایت شان سے ادا کی - اس ملک میں اس طرح ایک اسلامی گروہ کا موجود ہو کر **اذان** کہنا ایک عجیب سین تھا - جس نے وہاں کے باشندوں کو خصوصیت کے ساتھ ادہر متوجہ کر دیا تھا - اور وہ لوگ بڑے شوق سے جہانوں کے اس طریقِ عبادت کو دیکھنے کے لئے جمع

ہو گئے تھے۔ چنانچہ نماز کے بعد ملک معظم کے لئے دعائے صحت کی گئی۔

افسران فوج کی وزیر ہند سے ملاقات۔ بعدازاں انہیں دنوں میں لارڈ جارج ہملٹن بہادر وزیر ہند نے ہندی افسران فوج کو انڈیا آفس میں طلب فرماکر ملاقات فرمائی۔ جسمیں بادشاہ ذیجاہ کی بیماری اور پھر امید صحت کا تذکرہ کرکے انکو مفتخر فرمایا۔ لیکن چونکہ دل غیر کے مہمان رخصت ہو رہے تھے۔ اسلئے ہندی افسروں نے اپنی دلی خواہش کا اظہار مناسب جانکر متفق اللفظ عرض کیا کہ ہمکو شہنشاہ معظم کے صحت یاب اور تندرست و بامراد دیدار فرحت آثار سے مشرف ہونے تک ضرور یہاں ٹھہرایا جاوے۔ جسکے جواب میں نواب وزیر ہند نے فرمایا۔ کہ "میں آپ کی اس التماس کو شاہِ عالم پناہ تک پہنچادونگا۔ جسپر وہ جیسا مناسب سمجھیں گے حکم صادر فرمائینگے"۔ اسپر ہندی افسروں میں سے رسالدار میجر فخرالدین خاں صاحب نے عرض کیا کہ "حضور! ہم لوگ کسی طرح بھی بغیر قدمبوسی اپنے شہنشاہِ ذیجاہ کے واپسی کو پسند نہیں کرتے۔ اگر ہمیں بے نیل مرام واپس جانا پڑا تو ہم دریا میں جہاز پر سے کود کر اپنی جانیں دیدینگے۔ کیونکہ بغیر اپنے فرمانروا کے دیدارِ فیض آثار کے اپنے وطنوں کو واپس جانا ہم اپنی روسیاہی سمجھتے ہیں"۔

ہندی فوج کی بحری سیر۔ ۳۰ جون ۱۹۰۲ء کو ہندی فوج کو بحری جنگی جہازوں کے دیکھنے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ ساوتھمپٹن بندر سے یہ نظارہ شروع ہوا۔ اور ہندی فوج ایک جہاز میں بیٹھکر سیر دریا کو روانہ ہوئی۔ جسکے دورویہ اعلےٰ سے اعلےٰ جنگی جہاز کھڑے ہوئے تھے جوان کے گذرنے پر باجوں کے بجانے اور چیئرز دینے سے اپنا

دلی اظہارِ مسرت کرتے تھے۔ یہ جنگی جہاز بہت بڑے طویل و عریض بالعموم سیاہ رنگ کے تھے جن پر توپیں نصب تھیں اور برٹش جھنڈا لہرا رہا تھا

مجوزہ پروگرام کی تکمیل

چونکہ بادشاہ سلامت نے ارشاد فرما دیا تھا کہ سوائے رسوماتِ تاجپوشی اور جلوس کے باقی تمام امور اوقاتِ معینہ پر پرنس آف ویلز (شہزادہ ولیعہد) بہادر کی شرکت سے عمل میں آجائیں اسلئے سب سے پہلے ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کے سرکاری گزٹ میں فہرستِ خطابات شائع ہوئی۔ دَولِ غیر اور یوروپ کے خطاب یافتگان کے نام سے چونکہ ناظرینِ کتاب ہذا کو کچھ زیادہ دلچسپی نہ ہوسکے گی۔ اسلئے ولایت کے صرف بعض مشہور ناموروں کے نام لکھ کے یہاں ہندوستان کے اعزاز یافتوں کی پوری فہرست درج کی جاتی ہے۔

فہرست اعزاز یافتگان تاجپوشی لنڈن

ولایتی خطابات کی فہرست بہت طُول طویل ہے۔ مگر مشہور اہلِ ولایت میں سے جن کو ناظرین کتاب بھی جانتے ہوں گے۔

آرڈر آف میرٹ کا درجہ۔ لارڈ رابرٹس بہادر بالقابہ۔ لارڈ ولزلی۔ لارڈ کچنر۔ مسٹر مارلے۔ مسٹر واٹس مصوّر۔ لارڈ لسٹر طبیب شاہی۔ امیر البحر کیپل و امیر البحر سیمور صاحبان وغیرہ کو۔ اور

نائیٹ کا خطاب۔ مسٹر برنارڈ ایڈیٹر لنڈن پنچ۔ ڈاکٹر کونان ڈائیل مشہور ناولسٹ وغیرہ وغیرہ کو۔ اور

پریوی کونسلری کا اعزاز۔ سر انٹانی مکڈانل سابق لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و سر الفرڈ لائیل صاحب لفٹننٹ گورنر پنجاب وغیرہ وغیرہ کو دیا گیا۔

ہندوستانی فہرست خطابات

جی۔سی۔ائی۔ای۔ ہز ہائینس سر سلطان آغا خاں صاحب۔ کے۔سی آئی۔ای۔رئیس عظیم بمبئی۔ سر ہنری واٹر فیلڈ۔ کے۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔بی سکرٹری محکمہ فنانشل انڈیا آفس لنڈن۔

کے۔سی۔ایس۔ائی۔ آنریبل کرنل بارسی۔ایس۔آئی رزیڈنٹ ریاست حیدرآباد دکن۔ آنریبل مسٹر جان سینڈمن کاٹن سی۔ایس۔آئی۔ (سابق) چیف کمشنر آسام۔ آمرادتی شیشایا شاستری سی۔ایس۔آئی۔

سی۔ایس۔آئی۔ آنریبل مسٹر ریلے ممبر کونسل حضور گورنر جنرل بہادر آنریبل مسٹر ٹامسن ممبر کونسل مدراس۔ آنریبل مسٹر بمپ فیلڈ قائممقام چیف کمشنر آسام۔ لفٹننٹ کرنل تھارنٹن سابق ریزیڈنٹ ریاست ہائے راجپوتانہ ہارٹلی کینڈی کمشنر پولیس بمبئی۔ ایڈورڈ چارلس اوزینی پنشن یافتہ سولسروس ہند۔ ایڈون گرانٹ برلز ڈائرکٹر جنرل ذخائر انڈیا آفس لنڈن۔

کے۔سی۔ائی۔ای۔ ہز ہائینس مہاراجہ ادہیراج سپہدار الملک ملکہان سنگھ بہادر فرمانرواے ریاست چرکھاری۔ آنریبل مہاراجہ رامیشر سنگھ بہادر والی دربھنگہ ممبر کونسل حضور گورنر جنرل بہادر۔ طامس ہائی ہسم صاحب سی آئی ای سکرٹری صیغہ تعمیرات گورنمنٹ ہند صیغہ آبپاشی۔ شاہراہ و مکانات تاربرقی وانسپکٹر جنرل آبپاشی حال متعینہ سپیشل ڈیوٹی کمیشن آبپاشی ہند۔ کرنل سموئل سوئنٹن جیکب سی۔آئی۔ای سپرنٹنڈنٹ انجنیر ریاست جیپور

اعزازی کے۔سی۔ائی۔ای۔ ہز ایکسیلنسی محتشم الدولہ مجیر الملک

حسین قلیخاں بہادر وزیر صیغہ تار برقی ایران۔

سی۔ آئی۔ ای۔ آنریبل راؤ بہادر سی جامبولنگم مدلیر ممبر قانونی کونسل مدراس۔ الگزینڈر سٹیورٹ قائمقام جج و کمشنر اضلاع وادی آسام۔ لفٹنٹ کرنل ٹنڈرسے بیٹ اسٹیمر جنرل جیلخانجات پنجاب۔ آنریبل لاکھارٹ میجو سینٹ کلیر سپرنٹنڈنگ انجنیئر و سیکرٹری صیغہ تعمیرات ممالک متوسط جان بنیٹن سابق قائمقام چیف انجنیئر و سکرٹری گورنمنٹ برہما۔ مارشل ریڈ ڈاگر بمبئی۔ راؤ بہادر پنڈت سکھدیو پرشاد ممبر کونسل ریاست جودھپور۔ سٹیوارٹ منفرڈ فریزر صاحب اتالیق عالیجناب مہاراجہ صاحب میسور۔ جان گارڈن لارنس ڈپٹی کمشنر پنجاب حال متعینہ محسود بلوکیڈ۔ میجر ہربرٹ شوورز پولیٹیکل ایجنٹ قلات و نگران درہ بولان۔ میجر پرسی ذکریا کاکس پولیٹیکل ایجنٹ مسقط۔ بابو نکن بہاری سرکار کمشنر بندر کلکتہ۔ میجر جنرل شا میر سکرٹری محتاج خانہ غریب الوطنان بغرض پرورش باشندگان ایشیاء لنڈن۔

مہامہوپدھیایا۔ پنڈت راجہ کشن تارکا نچانہ ضلع ندیا۔ کمار۔ بابو رامیسور مالیا ساکن ہوڑہ۔

دیوان بہادر۔ راؤ بہادر نیم پلی سیوا راؤ ساکن منگلور علاقہ مدراس

خان بہادر۔ آنریبل مولوی سید محمد ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ہوڑہ خان عبدالغفور خاں صاحب خان زیدہ قائم مقام ڈویژنل جج پنجاب۔ میر علی مراد ولد میر واحد بخش سندرانی سردار فرقہ ملا ہرانی سندھ۔ شیخ انتظام الدین شیخوپور۔ ضلع بدایوں۔ قاضی فصیح الدین پنشن یافتہ ڈپٹی مجسٹریٹ میرٹھ۔ عبداللطیف اسسٹنٹ انجنیئر صیغہ تعمیرات مدراس محمد حبیب اللہ خان ہاسپٹل اسسٹنٹ درجہ اوّل۔ سابق متعینہ

شفاخانہ محکمہ نمک شمالی ہند۔ سانبھر۔

راؤ بہادر۔ بلونت راؤ تریمباک صاحب دیوان سیتا مئو۔ ہرگوبندداس دوارکا داس کانٹا والہ سابق ڈائرکٹر تعلیم زبان ملکی ریاست بڑودہ۔ آنا سوامی مُدلیر ممبر میونسپلٹی سول و ملٹری سٹیشن بنگلور۔ ایم آر رائی لوڈ کرشنا داس بالکنداس گرو مدراس۔ رام کرشن راؤ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ناگپور۔ جارج طامس ورجینز ڈپٹی کلکٹر خزانہ کالیکٹ۔

رائے بہادر۔ بابو اوپیندرا چندر ملک سابق سب جج پٹنہ۔ بابو ٹنگنا تھ سنگھ ساکن بارھی ضلع مونگیر۔ بابو ادنول چندر چٹرجی ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ہوڑہ۔ بابو جادو ناتھ موز مدار چیرمین میونسپلٹی جے پور۔ صوبیدار میجر سوہا واسنگہ راولیا رتن بیباک لکچرر میڈیکل سکول آگرہ۔ لالہ امراؤ سنگہ صاحب انسپکٹر مدارس حلقہ دہلی۔ چندی پرشاد صاحب مالگذار چاندہ (ممالک متوسط) سرت چندر سانیال سول جج ناگپور۔

خان صاحب۔ میاں خان سردار فرقہ کبزئی علاقہ زہوب۔ صوبیدار میجر محمد اکبر خاں صاحب سرحدی جنگی پولیس ڈیرہ اسمعیلخاں۔ منشی سیف اللہ خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر کان پور۔ بانگی عبدالقادر صاحب ابار علاقہ مدراس۔ شیخ محمد ابراہیم صاحب انجنیر پونا۔ محمد ہاشم ولد پنّوں زمیندار سونز (سندھ) اڈلجی رستم جی نگروالا احمدنگر۔ شیخ عبدالرحمن مالگذار اشٹہ۔ سید سردار شاہ گیلانی متعلق وٹیرنیری کالج لاہور۔

راؤ صاحب۔ ایم آر دئی خاوالا کونڈلارایا ڈگرو پنشن یافتہ ڈپٹی تحصیلدار و سب مجسٹریٹ مچھو وادرم۔ بابو برج لال وائس پریسیڈنٹ کوٹہ میونسپلٹی۔ گوپال جگن ناتھ ٹھاکرے ساکن تھانہ علاقہ بمبئی۔ بالیشا تپا نقیرا تپا باڑی ساکن

گاڈوک احاطہ بمبئی۔ تاراچند جیرامداس سندھ حیدر آباد۔ خوشحال راؤ گنپت راؤ ولیشکھ اندور و برار۔

رائے صاحب - لالہ موہن لال آنریری مجسٹریٹ۔ ممبر میونسپلٹی و مالک مطبع رائے صاحب گلاب سنگھ لاہور۔ بابو درگا کمار باسو ہیڈ ماسٹر مدرسہ سرکاری سلہٹ۔ نانک چند ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ساگر۔ پنڈت دیاکشن کول پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر۔ بابو اوپندرا ناتھ کانجی لال مدرسہ جنگلات۔ مہتہ ارجنداس اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب۔ مراری لال اسسٹنٹ سرجن ضلع الہ آباد۔

سردار بطور اعزاز ذاتی - جناب محمد رفیق خاں صاحب پولیٹی نیٹو اسسٹنٹ سرجن۔

برہما کا خاص خطاب (درجہ اوّل) مونگ انگسانین (۲) بیوک سول جج ہنیزاؤ

برہما کا خاص خطاب (درجہ دوم) مونگ پوپے (۲) بیوک سب ڈویژنل افسر بیو

برہما کا خاص خطاب (درجہ سوم) مونگ کیا رین یوسیوک وٹون سب افسر بین بجان۔

تمغہ قیصر ہند درجہ اوّل - جناب راجہ بھگوان بخش سنگھ صاحب رئیس امیٹھی ضلع سلطان پور۔ مسٹر ایم کمپین صاحب چیف انجنیئر سکرٹری صیغہ تعمیرات (شاخ مکانات وشاہراہ) پنجاب گورنمنٹ۔ کپتان طامس ولیم آرچر فلوٹن صاحب (انڈین میڈیکل سروس) پلیگ افسر الہ آباد۔ والفرڈ ہنری لک صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس خاندیس۔ چارلس ادلڈہیم انڈین سول سروس مجسٹریٹ و کلکٹر گیا۔ لفٹنٹ کرنل جان نیو پولڈ یونیٹ سول سرجن انگیورنا سین کو سرکاری آرسیکی اولوجسٹ برہما۔ ایڈ گو تھرسٹن سپرنٹنڈنٹ

سرکاری عجائب خانہ مدراس۔

تمغۂ قیصرِ ہند درجہ دوم - کپتان ارنسٹ بارٹن پولیٹیکل ایجنٹ بھوپاور (وسط ہند) پادری ولیم ہنری بلیک پرنسپل سینٹ پیٹرز کالج تنجور۔ میجر طامس فرینچ متعلقہ ۲۷ کالی پلٹن مدراس۔ ایسٹ ہل صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر ممبر میونسپلٹی مولمین (برہما) او نریری لفٹنٹ جیمس ہنٹر سب انجنیئر میسور۔ خان بہادر قاضی فرزند احمد آنریری مجسٹریٹ گیا۔ رائے بہادر کرشن ملائی سپرنٹنڈنٹ ریاست وہار۔ کپتان ریلف ہنری میڈکس ڈاکٹر و سپرنٹنڈنٹ پریذیڈنسی جیل کلکتہ۔ خان بہادر مانک جی خورشید جی نریمان اسسٹنٹ سکرٹری صیغہ مالگذاری گورنمنٹ بمبئی۔ راجیشور لٹر بی۔ اے اگزیکٹو انجنیئر و انڈر سکرٹری گورنمنٹ ممالک متوسط۔ موتی رام۔ شوقی رام ادوانی ایم۔ اے بیرسٹر کراچی مس مارگریٹ فورس ایم ڈی امریکن مشن صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ۔ پادری جارج ڈبلیو پارک میتھوڈسٹ مشن بمبئی۔ جوزف سیموئل سابق ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوڑہ۔ لایونیل لنٹن ٹاملنس ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پنجاب۔

اس فہرست کی بابت روایت ہے کہ شہنشاہ معظم نے اسے خود ہی مرتب فرمایا تھا۔ جو اگر صحیح ہے تو ملک معظم کی اعلیٰ درجہ کی معلومات کی ایک بدیہی شہادت ہے۔

۳۰ جون کی روشنی - ۳۰ جون کو چونکہ بادشاہ ذیجاہ مرض کے شدید خطرات سے نکل آئے تھے جو اس سے پہلے لازمی طور پر لگے ہوئے تھے۔ اس لئے اس خوشی میں وہ تین ہزار الاؤ روشن کئے گئے جو موقع تاجپوشی کے لئے بڑے اعلیٰ پیمانہ سے تجویز ہوئے تھے اور جن کی تیاری قابل دید تھی۔

کولونیل کنٹجنٹ کا ریویو - یکم جولائی کو میدان ہارس گارڈ میں جیسے

نوآبادیوں کے قائمقاموں کا ریویو زیر کمان ڈیوک اوف کیناٹ بہادر
کے نہایت شان و شوکت سے عمل میں آیا۔ اِن نوآبادیوں میں سنگاپور
ہانگ کانگ۔ بورنیو۔ سیلون۔ سٹریٹس اور ویہالوی کے کنٹنجنٹ بھی
موجود تھے۔ تمام معزز امرائے و وزرائے سلطنت اور ولیعہد جاپان۔
شہزادگان خاندان اور دیگر ممالک کے مہمان و ہندی رؤسا امراء اس
موقع پر مدعو کئے تھے۔ نوآبادی کی فوج تعداد میں صرف ڈھائی ہزار
تھی۔ لیکن اُن کی تازہ خدماتِ جنگ ٹرنسوال کے باعث اِن کو پبلک
ایک خاص توجہ سے دیکھتی تھی۔ ہزرائل ہائنیس پرنس اوف ویلز نے
اِن سب کا سلام شائستہ طریق پر لے کر اپنے دست خاص سے اُن
افسروں کو تمغہ جات عطا فرمائے جو اُن کی خدمات کے صلہ میں اس موقع
پر اُن کو دینے تجویز ہو چکے تھے۔ یہ نظارہ اس ترکیب سے اَور بھی
شاندار ہو گیا تھا کہ جسوقت آپ کسی کو تمغہ عطا فرماتے تھے۔ ایک فوجی
افسر بآواز بلند اُس شخص کا نام معہ اُسکی اس خدمت کے سُنا دیتا
تھا جسکے صلہ میں اُسکو تمغہ دیا جاتا ہے اور تمغہ دینے کے بعد شہزادہ ولیعہد
بہادر تمغہ یافتہ کو بدستِ خاص مصافحہ کرنے کی عزت سے بھی معزز فرماتے
جاتے تھے۔ جس سے سپاہیوں کا دل بالشوں بڑھ جاتا تھا اور صرف
یہی مصافحہ اُسکو تمغہ سے بہت زیادہ سربلند کر دیتا تھا۔ ملکہ معظمہ بھی اس
پریڈ میں نہایت شان و شوکت سے ایک لینڈو گاڑی میں تشریف لائی
ہوئی تھیں اور تمغہ یافتوں کو نہایت اخلاق و مروت سے سر جھکا کر سلام کا
جواب دیتی جاتی تھیں۔ ملکِ معظم کی بیماری کے بعد یہی پہلا موقع تھا
جسمیں ملکہ معظمہ بذات واحد تشریف لائی تھیں۔ اس لئے لوگ آپ کی

تشریف آوری کو بہت غنیمت سمجھ کر کمال محظوظ ہوئے۔ اور کونیل کنٹنجنٹ کو بھی اس سے بڑا افتخار حاصل ہوا۔

ہندی فوج کا ریویو۔ دوسری جولائی ۱۹۱۱ء کو ہارس گارڈ کے میدان میں نہایت اہتمام کے ساتھ کیا گیا۔ اس موقع پر بھی تمام ممبران خاندان شاہی تمام وزرا و امرائے سلطنت اور تمام سفرائے دُوَل غیر اور ہندوستان کے مہمان شریک تھے۔ پرنس اوف ویلز بہادر معہ اپنی بیگم صاحبہ کے نہایت شاندار لباس سے تشریف لائے ہوئے تھے اور ملکہ معظمہ بھی نہایت تپاک سے جلوہ فرما ہوئی تھیں۔ جو چبوترہ خاندان شاہی کے لئے بنایا گیا تھا اُسی پر ہندی مہمانوں کو بھی جگہ دے کر سربلند کیا گیا۔ کولڈ سٹریم اور آئرش گارڈز کی گورہ افواج انگلستان کے باجے ہندی فوج کے جلوس کے ساتھ کردیئے گئے تھے۔ جو ان کی قیام گاہ سے پریڈ تک اور پھر یہاں سے قیام گاہ تک ان کے ہمرکاب تھے اور ان کی شمولیت ان کے نظارہ کو دلچسپ بنا رہی تھی کیونکہ ہندی فوج کا شمار معہ والنٹریوں کے صرف بارہ سو افراد کا تھا جو نہایت معمولی تعداد ہے مگر ہندی رؤسا کی زرق برق پوشاکیں اور اُن لوگوں کے کشیدہ قد اور سپاہیانہ صورتیں اُن کی شانداری کو اور بھی بڑھا دیتی تھیں۔ اور قلت کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ ہز رائل ہائینس پرنس اوف ویلز نے انکی سلامی لینے کے بعد اظہار خوشنودی فرمایا۔ اسی موقع پر مہاراجہ سر پرتاب سنگھ والی ایڈر۔ مہاراجہ صاحب بیکانیر میجر کاکس کو خدمات چین کے لئے اپنے ہاتھ سے تمغے عنایت فرمائے۔ الغرض ہندی سپاہ کی پریڈ پر خاندان شاہی سے لیکر عوام تک نہایت محظوظ ہوئے۔ کیونکہ اتفاقاً اُسدن مطلع بھی صاف تھا۔ اور ہندی سپاہیوں

کی پریڈ کی دھوم سنکر مخلوق ہجوم در ہجوم آئی ہوئی تھی جو ان لوگوں کے فوجی فنون دیکھکر کمال خوش ہوئی۔ البتہ اسقدر افسوس لوگوں کو رہ گیا کہ اگر ہندی اور نو آبادیوں کی افواج کی ایک ساتھ پریڈ کرائی جاتی تو زیادہ لطف ہوتا مگر بعض مصلحتوں سے ایسا نہیں کیا گیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس موقع پر بھی ہندی افسروں نے شہزادہ عالم سے درخواست کی کہ ہم لوگ شاہِ عالم پناہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہونا نہیں چاہتے۔ اور بخوشی اسوقت کے انتظار میں لنڈن ٹھہرنے کو حاضر ہیں جب تک بادشاہ سلامت تندرست ہوکر تاجپوش نہ ہوجائیں چنانچہ انکی یہ عرض شرفِ قبولیت بھی پا گئی۔

لارڈ لینسڈون کی دعوت۔ اس شاندار پریڈ سے فراغت کے بعد اُسی شب لارڈ لینسڈون صاحب بہادر وزیر خارجیہ (سابق گورنر جنرل ہند) نے مہمانانِ تاجپوشی کو اپنے ہاں ایک پر تکلف دعوت دی۔ جس میں ہندی رؤسا امراء بھی شامل تھے۔ جن میں سے اکثر کو لارڈ ممدوح سے ذاتی تعارف حاصل تھا۔ اسلئے اس دعوت کا لطف اور بھی دوبالا ہو گیا تھا۔ بالخصوص لیڈی لینسڈون کا اخلاق و اہتمام سب لوگوں کو اور بھی مسرور کر رہا تھا۔ ادہر شہنشاہِ معظّم کی صحت کی خبریں اطمینان بخش شائع ہورہی تھیں۔ اسلئے ان دعوتوں کا لطف اور بھی بڑھ جاتا تھا۔

پرنس اوف ویلز بہادر کا دربارِ لیوی۔ ۴ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کو نو بجے رات کے انڈیا آفس میں اعلیٰ پیمانہ پر مہمانانِ تاجپوشی کو ایک پوشاک پارٹی دی گئی۔ جسکے لئے پہلے سے تیاریاں ہو چکی تھیں یہ دراصل شہزادہ عالم کا ایک دربار لیوی تھا۔ ہندی رؤسا و امراء افواج کے سوا دیگر

ممالک کے معزز مہمان اور شہزادے اور حکمران جو اس موقع پر لنڈن تشریف لائے ہوئے تھے۔ سب اس میں شریک کئے گئے تھے اور گو اس حیثیت سے اسکو مہمانانِ تاجپوشی کی دعوت کہنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ انڈیا آفس میں اس دعوت کا دیا جانا محض ہندی رؤسا کے باعث ہی قرار پایا تھا اور بصورتِ صحت بھی دن ہندی رؤسا کے شاہی سلام کا قرار پا چکا تھا۔ اسلئے اِسکو مہمانان ہند کی دعوت ہی کہا گیا ہے۔ انڈیا آفس ایک وسیع عمارت ہے جسمیں یہ دربار نما پارٹی تجویز ہوئی تھی۔ اور اگرچہ باعتبار اپنی عظمت وشان اور رفعت ووسعت کے وہ پہلے سے ہی ایک بڑا عالیقدر محل ہے۔ مگر بالخصوص اس موقع کے لیئے تو اُس کو اور بھی درست کرا کے ایسی شاندار صورت میں بدل دیا گیا تھا کہ اب کیفیت ہی کچھ اور نظر آتی تھی۔ وسط صحن میں جو شامیانہ کھڑا کیا گیا تھا۔ وہ خاص طور پر لائق دید تھا جسمیں چاند اور ستارے پوری صنعت گری سے ایسی طرح دکھائے گئے تھے کہ اصلی کا دھوکا ہوتا تھا۔ کیونکہ اُن چاند اور ستاروں کو مصنوعی طور پر روشن بھی کر دیا گیا تھا تاکہ انکی چمک دمک نرالی اصلیت کا رنگ بھی دکھلادے۔ فرنیچر کی آرائش بھی اعلیٰ طرز کی پوری نفاست سے کی گئی تھی۔ غرضکہ پورا پورا شاہی تکلف واہتمام دکھایا گیا تھا۔ دربار ہال میں مہمانوں کی جو کرسیوں کے پیچھے ہندی فوج قطار در قطار ایسی شانداری سے کھڑی کی گئی تھی کہ جسکا نظارہ بڑا ہی خوش آیند معلوم ہوتا تھا۔ تین ہزار مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا جنمیں سے ہر ایک بڑی بیش بہا پوشاکوں سے ملبوس عزت ووقار کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ چنانچہ سب صاحبان کے آجانے کے بعد ۱۱ بجے شب کے ملکِ معظم کی جگہ ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز

بہادر نے تشریف لاکر کرسی امارت کو مشرف فرمایا جو ایک مرتفع چبوترے پر نہایت شان و شوکت سے رکھی گئی تھی۔ اور سب سے پہلے ہندوستانی رؤسا و امراء ایک ایک کرکے اِن کے حضور میں پیش کئے گئے جنہوں نے حسبِ قاعدہ زمین دوز سلام سے آداب بجایا اور حضور ممدوح بھی نہایت اخلاق سے ہر ایک صاحب کے سلام کا بخندہ پیشانی جواب دیتے رہے اسکے بعد افسرانِ فوج پیش ہوئے جو اظہارِ وفاداری کے لئے فوجی طریق پر اپنی اپنی تلواریں شہزادۂ عالم کے حضور میں پیش کرتے تھے اور آپ اِن پر ہاتھ رکھ کر واپس فرماتے جاتے تھے۔ یہ سماں جیسا کچھ پُرشوکت ہو سکتا ہے ناظرین اس کا خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف ایسے ایسے جلیل القدر والیانِ ریاست اور دوسری طرف ایسے چیدہ قائمقامان افواج کا اظہارِ اطاعت کے لئے سرِ تسلیم خم کرکے ہندوستان کے عظیم الشان ملک کی طرف سے اُس کے دل و جان سے مطیع و منقادِ تختِ انگلستان ہونے کا ایسا بدیہی ثبوت دیدیتا تھا کہ جس سے بڑھ کر ناممکن کہا جا سکتا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس کا حاضرینِ دربار سفرائے دول غیر و مہمانان ولایت پر جو گہرا اثر ہوا ہوگا وہ بڑا ہی قابل قدر ہوگا۔ گیارہ بجے شب سے بارہ بجے تک کامل ایک گھنٹہ پرنس اوف ویلز بہادر زینت افروزِ دربار رہ کر واپس تشریف لے گئے۔ جنکے بعد علے قدر مراتب مہمان صاحبان بھی اپنے اپنے ٹھکانوں کو روانہ ہوئے۔ اور اگلے روز شہزادہ ولیعہد بہادر کے پرائیویٹ سکرٹری نے اس شاندار استقبال کے لئے فوجی افسروں کی نسبت شہزادۂ عالم کیطرف سے اظہار خوشنودی کی ایک چٹھی وزیر ہند کے نام لکھ بھیجی جو پانچویں جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کو اُردو میں چھپوا کر

افواج میں تقسیم کردی گئی۔ اور جسکی نقل یہ ہے۔

بنام کرنل سٹنلی صاحب کمانڈنگ فوج ہند

منجانب لارڈ جارج ہملٹن وزیر ہند

" پیارے کرنل سٹنلی صاحب بہادر! الف ہذا میں اُس چٹھی کی نقل آپ کے پاس روانہ کرتا ہوں۔ جو پرنس اوف ویلز کی طرف سے مجھے ملی ہے۔ براہِ مہربانی آپ اپنے کُل ماتحتوں میں اِسکے مضمون کو ظاہر فرماویں۔ اور مَیں خود بھی آپ کا اور آپکے ماتحت افسرانِ فوج کا تہ دل سے اِس امر کے لئے شکر گذار ہوں۔ کہ جو کام اِن کو دیا گیا۔ اُس کو اُنھوں نے قابلِ تعریف انجام دیا۔

آپ کا سچا دوست جارج ہملٹن وزیر ہند"

نقل چٹھی مورخہ ۵ جولائی ۱۹۰۲ء - مقام پارک ہوس واقعہ محل سینٹ جیمس

" میرے پیارے جارج ہملٹن!

پرنس اوف ویلز بہادر اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر نے مجھسے خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ آپ کا اور لیڈی جارج ہملٹن صاحبہ کا اس قابلِ تعریف استقبال کے لئے شکریہ ادا کروں جو کل رات ہم لوگوں کا کیا گیا تھا۔ شہزادۂ عالم کا خیال ہے کہ ایسا عمدہ انتظام اور استقبالی نظارہ اُنھوں نے عمر بھر میں پہلی مرتبہ کل ہی دیکھا ہے۔ چنانچہ آج شام جب شہزادۂ عالم ملکِ معظم سے نیاز حاصل کرینگے تو سب کیفیت اُنکی خدمت میں بھی عرض کردی جائے گی۔

آپ کا سچا آرتھر بگ "

اِس سے خود بخود اِس اثر کا اندازہ ہو سکتا ہے جو اِس دربار نے

خود حکمران جماعت پر کر دیا تھا۔ چنانچہ اگلے روز لارڈ جارج ہملٹن نے بھی ایک سوال کے جواب میں بیان کیا کہ انڈیا اوفس والی لیوی محض ایوننگ پارٹی نہ تھی۔ بلکہ اس سے بہت بڑے پولیٹیکل نتائج نکلنے تھے اور نکلیں گے۔

شاہی دعوت ۔ ۵ جولائی کو پانچ لاکھ غربا کو جو عظیم الشان دعوت دینی تجویز ہو چکی تھی وُہ پورے اہتمام بلیغ کے ساتھ لنڈن میں دی گئی تھی کہ دعوت کا انتظام دیکھنے اور غربا کو شرفِ سلام سے مشرّف کرنے کے لیے پرنس اوف ویلز بہادر معہ پرنسس صاحبہ اور ڈیوک اوف کینٹ بہادر معہ اپنی بیگم صاحبہ کے اور دوسرے خاندان شاہی کے ارکین بھی بنفسِ نفیس تشریف لے گئے تھے۔ اس سے بڑہ کے دلچسپی شاہی کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ ملکِ معظم نے خود بھی بدستخطِ خاص لارڈ میئر کو ایک خط لکھ کے روانہ فرمایا۔ کہ "مابدولت کی دلی خواہش یہ ہے کہ غربا کا آج کا دن نہایت فرحت و شادمانی میں کٹے" اس دعوت کا خرچ ساڑھے چار لاکھ روپیہ اندازہ کیا گیا ہے جسمیں پانچ قسم کا کھانا مہیا کیا گیا تھا۔ اور جسکے لیے پچیس لاکھ رکابیاں اور بیس لاکھ چھری کانٹے اور دس لاکھ چمچ کام میں لائے گئے تھے۔ اس میں اندازاً فی نفر ایک پونڈ گوشت۔ چار اونس آلو۔ چار اونس چانول۔ دو اونس پنیر۔ ایک ایک قاش ڈبل روٹی کی مکھن کے ساتھ لگی ہوئی اور میوہ جات اسکے علاوہ دئے گئے تھے۔ پینے کے لئے بھی پانی کی جگہ ایک مفرّح عرق یا شربت دیا گیا تھا۔ جو نشے سے بالکل پاک تھا۔ یہ دعوت مختلف مقاماتِ شہر پر دی گئی تھی کیونکہ ایک جگہ اتنے ہجوم کا سمانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا بلکہ تیم خانوں اور غریب خانوں میں تو وہیں بیٹھے بٹھائے لگی لگائی دعوت

کا سامان بھیجدیا گیا تھا۔ غرضکہ انتظام اِس اعلیٰ پیمانہ کا تھا۔ جس سے کسی شخص کو
کوئی تکلیف نہ ہونے پائی۔ اور سب نے نہایت سہولیت اور آرام کے ساتھ
کھانا کھا لیا۔ بلکہ شاملین کو پرنس اوف ویلز بہادر اور دیگر اراکینِ خاندان
شاہی کے شرفِ سلام سے مشرف ہونے کا موقع بھی نہایت عمدگی سے
مل گیا۔ جس سے یہ دعوت اِن کے لئے اور بھی باعثِ فخر ہوگئی تھی
بہرحال یہ دعوت ملکِ معظم کے منشاء دلی کے موافق غریبوں کو دلی خوشی
میں دن گذارنے کے لئے پوری کامیاب ثابت ہوئی۔

ملکِ معظم کی صحت۔ ۳۰ جون ۱۹۰۲ء کو ڈاکٹری تشخیص کے مطابق مشتہر کردیا
گیا۔ کہ بفضلِ الٰہی بادشاہ سلامت ہرطرح کے مہیب خطرات سے نکل
آئے ہیں۔ جسکے بعد زخم میں انگور بھرنا شروع ہوا۔ اور آپ دن بدن
تندرست ہوتے چلے گئے۔

یہ بھی لکھدینا ضروری ہے کہ شہنشاہِ معظم کی بیماری کی خبر جسوقت
ہندوستان اور دیگر ممالک میں پہنچی تو انگلستان کی طرح ہرجگہ اپنے فوری
اثر سے سب کو متاثر کرتی گئی۔ بالخصوص ہندوستان میں تو اِس قدر
اسپر اضطراب تشویش اور ہمدردانہ خیالات کا اظہار ہوا کہ یقیناً خاص
انگلستان بلکہ خاندان شاہی میں بھی اُس سے زیادہ نہ ہوا ہوگا۔ جس نے
اِس خبر کو سُنا۔ فوراً دستِ دُعا اٹھائے اور شافی مُطلق کے روبرو اپنے
شہنشاہ کی صحت کے لئے گڑگڑانا شروع کیا۔ چنانچہ احکم الحاکمینِ حقیقی
نے اپنے عاجز بندوں کی دُعائیں قبول فرمائیں۔ اور شہنشاہ کو عروسِ
صحت سے ہم آغوش کیا۔ اور ہز اکسیلنسی دی وائسرائے ہند نے ۶ جولائی ۱۹۰۲ء
کو آپ کے حضور میں مندرجہ ذیل تار روانہ فرمایا۔

منجانب وائسرائے ہند بحضور شہنشاہِ معظم

منمقام شملہ بمقام لنڈن۔

"چونکہ طبی پرچوں کے مطابق اب خدا کے فضل وکرم سے ذات والا مرض کے خطرات سے نجات پاگئی ہے۔ اسلئے میں اس عظیم آلشان ملک کیطرف سے تہ دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اس ملک میں قبل ازیں عوام وخاص کو کبھی اسقدر فکر وتردد پیدا نہیں ہوا۔ جیسے کہ حضور کی خبرِ علالت سے ہوگیا تھا۔ اور اسی مناسبت سے اب انکو حضور کی صحت یابی نے بھی ویسا ہی خوش اور مطمئن کردیا ہے۔ اور ہماری سچی دعا ہے۔ کہ خدا حضور کو جلد تر صحت کامل عطاء فرما کر عرصہ دراز تک حکمرانی کے لئے زندہ رکھے"

شہنشاہِ معظم نے اسی دن اسکا یہ مختصر جواب بذریعہ تار ارسال فرمایا

منجانب شہنشاہِ معظم بنام وائسرائے ہند

"آپکے دلی ہمدردی اور عقیدت سے لبریز پیغام تار نے ہم کو بہت متاثر کیا جواباً ارقام ہے کہ اگرچہ اینجانب کی صحت آہستگی سے ترقی کررہی ہے مگر یہ ترقی استحکام کے ساتھ مطمئن کرنے والی ہے"

اسکے بعد رفتہ رفتہ آپ کی صحت ترقی کرتی گئی اور آپ تبدیلی آب وہوا کے لئے بحری سیر کو تشریف لے گئے جس سے آپ کو معقول فائدہ بھی پہنچا اور بالآخر بالکل تندرست ہوگئے۔

پرنس اوف ویلز کی ملاقات۔ ۱۱ جولائی ۱۹۰۲ء کو پرنس اوف ویلز بہادر نے ہندی مہمانوں کو اپنے ایوانِ عالیشان میں اعزاز ملاقات بخشا مہمانانِ تاجپوشی کی دعوت اسی دن ایوانِ گلڈ ہال میں ایک بڑے

پیمانہ کی مکلف دعوت مہمانانِ تاجپوشی کو دی گئی۔ جس میں چھ سو مہمان شامل تھے۔ شہزادگانِ خاندانِ شاہی اور چیدہ اراکینِ سلطنت اور عمائدینِ دولت سبھی موجود تھے۔ لارڈ کرومر سپہ سالار افواج مصر سے جگر ڈبلیو ریجوے گورنر سیلون اور تمام مشاہیر ملک تشریف لائے ہوئے تھے۔ تجویز تو یہ قرار پا چکی تھی۔ کہ مسٹر چیمبرلین اس جلسۂ دعوت کے میر مجلس ہوتے مگر انکی علالت کے باعث لارڈ ڈانسلو صاحب کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے معمولی سپیچوں کے بعد مہمانوں کا جام صحت تجویز کیا گیا جسکے شکریہ میں مہاراجہ صاحب کولاپور نے ایک برجستہ تقریر فرماکر ایسے جلسوں کو بُنیادِ اتحاد کے لئے نہایت مؤثر بیان کیا۔ اور ہندی مہمانوں کے شکریہ اور اظہار وفاداری کا مستحسن الفاظ میں ذکر فرمایا۔ جسکے بعد سر جیمس ریجوے صاحب نے نوآبادیوں کے مہمانوں کی جانب سے ایک عمدہ تقریر میں ایسے ہی مضامین بیان فرمائے۔ اور جلسہ برخاست ہُوا۔

اسکے بعد بھی لنڈن کارپوریشن نے فتح ٹرانسوال کی خوشی میں ۱۲ جولائی کو جو دعوت دی اُسمیں بھی ہندوستان و نوآبادی ہا کے مہمان مدعو کئے۔ علاوہ صدرِ معظم لارڈ سالسبری صاحب وزیر اعظم انگلشیہ نے بھی ہندی مہمانوں کو اپنی طرف سے خاص دعوت دی۔ اور اسیطرح اور بھی کئی اراکین نے بذریعہ دعوت اپنی دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ جنکی تفصیل کی کچھ ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

۱۵۔ جولائی کے بعد شہنشاہِ معظم کی صحت کی پختہ اُمیدیں لیکر اکثر مہمانانِ تاجپوشی آس پاس کے مختلف مقامات کی سیر کو چلے گئے۔ دُول غیر کے مہمان قریب قریب سبھی رخصت کر دئے گئے۔ اور قرار دیا گیا کہ آئندہ جشن کے لئے اب سلاطین غیر کو بلاوے کے رقعے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

فصل پنجم

جشن تاجپوشی کی تکمیل

دوبارہ طیاریاں۔ چونکہ عملِ جراحی کے بعد ملک معظم کی صحت بفضلِ الٰہی دن بدن ترقی کر رہی تھی۔ اور بحری آب وہوا آپ کو بالکل موافق آکر تندرستی و تنومندی کی مطمئن خبریں دے رہی تھی۔ اسلئے سرکاری طور پر یہ خبریں نکل چکی تھیں۔ کہ "۹ اگست میں تاجپوشی کی تقریب ادا کیجائےگی" مگر دل شکستہ اور متوہم لوگ اعتبار نہ کرتے تھے۔ اور ان کا اعتبار نہ کرنا کچھ بیجا بھی نہ تھا۔ کیونکہ بادشاہ سلامت باضابطہ طور پر فرمانروائے سلطنت ہوکے ڈیڑہ برس سے کام کر رہے تھے۔ اور یہ تقریب جو صرف بطور اظہار مسرت یا بنجیال بقائے رسم قدیم باقی تھی۔ اگر ڈاکٹر صاحبان کسی قدر اور بھی اسمیں التواء ڈال دیتے تو تعجب کیا تھا۔ مگر ملکِ معظم کو اپنی رعایا کی خوشنودی چونکہ ہر وقت مدِ نظر رہی ہے۔ لہذا صحت کے درست اور قابلِ اطمینان ہونے پر آپنے بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۰۲ء پریوی کونسلروں کو جہازِ شاہی میں طلب فرما کر اِس تقریب سعید کے لئے ۹۔ اگست ۱۹۰۲ء کے تقرر اور اسدن کی تعطیلِ عام کے احکام صادر فرمائے۔ جو فی الفور گزٹ میں درج ہوکر مشتہر ہوگئے۔ اور پبلک میں پھر از سرِ نو مبارک تحریکیں پیدا ہوگئیں۔ اور بالخصوص جو ہندی مہمان اور نوآبادیوں کے کنٹنجنٹ یا نیز چند دیگر ممالک کے مہمان ابر وزِ بہجت افروز کی انتظار میں ولایت بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے لئے تو یہ خبر عید کی خبر

سے بھی زیادہ فرحت بخش تھی۔ چنانچہ سب صاحبان اس تقریب تہنیت کی شمولیت کے لئے پھر سے طیار ہو گئے۔ اور بجھے ہوئے دلوں میں پھر ایک دفعہ مسرت و شادمانی کا ولولہ پیدا ہو گیا۔

تغیراتِ زمانہ ۔ ایک ایشیائی شاعر نے وقت کے قیمتی اور منقلب ہونے اور زمانہ کے ندرت پسند اور متغیر ہونے کے مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ کہ ؎

بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم
دگرگوں مے شود احوالِ عالم

اور یہاں تو ساعت و لحظہ کیا پورے ڈیڑھ مہینے کا وقفہ ہو چکا تھا۔ پھر کس طرح اُس کا اثر نہ ہوتا۔ پس یہاں بھی عجیب عجیب تغیرات وقوع پذیر ہوئے۔ یعنے خاص تقریبِ تاجپوشی کے متعلق تو یہ کہ بڑے بڑے مہمانانِ دول غیر مدت سے اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ چکے تھے۔ جہازات کا عدیم المثال جلوسی بیڑا بھی متفرق ہو گیا تھا۔ اِسکے علاوہ خاص بادشاہ سلامت کی طبع معلےٰ کا خیال کر کے مراسم وادعیاتِ تاجپوشی میں مذہبی پیشواؤں نے بھی اختصار منظور کر لیا تھا۔ اور دنیا بھر میں آپ کی تاجپوشی کی دل سے تمنا ہو رہی تھی۔ کیونکہ آپ کی بیماری نے عام لوگوں کو پہلے سے بھی زیادہ خیر طلب اور ہمدرد بنا لیا تھا۔ یہ تو اُس رسم کے متعلق مذکور ہوا۔ سلطنتی حالات میں جو تغیرات ہوئے۔ وہ اور بھی زیادہ وزندار تھے گو بفضلِ الٰہی اُن کو فالِ نیک اور ملکِ معظم کے آثارِ یمن و برکت ہی کہہ سکتے ہیں کیونکہ سب سلطنت کے لئے بہتری کی صورتیں تھیں۔ ان میں کے بڑے بڑے واقعات یہ ہیں کہ لارڈ سالسبری وزیر اعظم نے

مدّتوں کی وزارت کے بعد بوجہ ضعف پیری اپنا استعفےٰ داخل کرکے اپنی مشہور شخصیت کو خدمت سرکاری سے سبکدوش کردیا تھا اور اب عنانِ وزارت ایک چلتے ہوئے با اثر سپیکر اور پالیٹیشن شخص مسٹر بلفور[1] کے ہاتھوں میں آگئی تھی۔ مسٹر چیمبرلین نہ صرف بیماری سے ہی اچھے ہوگئے تھے۔ بلکہ اب بجائے اعتراضات کی بوچھاڑ کے اُن کی تعریفیں ہوتی تھیں۔ ٹرنسوال کا ناگوار اور زہرہ گداز جنگ فتح کرکے لارڈ کچنر مظفر و منصور ۵۔ اگست کو لنڈن میں پہنچ کر مُبارکبادیں لے رہے تھے۔ اور بوئروں کے سرغنہ جنرل اور کرنل اظہارِ اطاعت کے لئے آستانہ شاہی پر حاضر ہو رہے تھے۔ آئرلینڈ کے اخبارات بادشاہِ ذیجاہ کی نیکنامی پر اوچھے قلمی حملے کرنے سے قوم کے مطعون ہو کے سرنگون اور خاموش ہو چکے تھے۔ غرضکہ جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اگرچہ بہتری اور مبارکی کی طرف تغیرات کا رجحان تھا۔ مگر زمانہ بدل ضرور گیا تھا۔ بہرحال اِس تقریب سعید کے لئے یہ موقع بہت مناسب و موزون تھا۔ چنانچہ بفضل الٰہی پھر خوشی کا باجہ بجنے لگا۔ اور مسرت کی ریل پیل ہونے لگی۔

شاہِ عالم پناہ کی مراجعت لنڈن۔ بیماری کے بعد ڈاکٹروں کی رائے پر بادشاہ سلامت بحری ہواخوری کے لئے لنڈن کے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور اس تبدیلی آب و ہوا سے معقول فوائد بھی انہوں نے اُٹھائے تھے۔ مگر اب چونکہ رسم تاجپوشی کے لئے آپ کی تشریف آوری ضروریات سے تھی۔ اسلئے آپ نے ۸۔ اگست سنہ ۱۹۰۲ع کو پورٹسمتھ

[1] یہ صاحب لارڈ سالسبری کے بھتیجے ہیں اور پہلے پارلیمنٹ میں بعہدہ سپیکر شاہی ممتاز تھے ۱۲

میں جنگی جہازوں کی سلامی لی - اور پھر براہ وکٹوریا ے - کو ایوان بکنگھم میں جلوہ آرائی فرمائی - وکٹوریا سے آپ ایک کھلی لینڈو گاڑی میں بالکل سادگی کے ساتھ تشریف لائے تھے - چونکہ پبلک کو آپ کے دیدارِ فرحت آثار کی از حد تمنا تھی - رستے میں لوگوں کا ہجوم بے شمار تھا - چنانچہ آپ نے بھی یہ حالت دیکھ کے گاڑی کی رفتار دھیمی کر دی تھی تاکہ مشتاقانِ جمال اپنے خیال میں بخوبی کامیاب ہو جائیں -

نواب وزیر ہند کا دربار - ۸ - اگست ۱۹۰۲ء کو انڈیا آفس کے عالیشان محل میں لارڈ جارج ہملٹن صاحب بالقابہ وزیر ہند نے تمام والیانِ ریاست و مہمانانِ ہندوستان و افسرانِ ہندی افواج کو اپنے دربار میں طلب فرما کر معزز فرمایا - اُس وقت کی کیفیت بھی عجیب و غریب تھی - کہ ہندی رؤسا و امرا و شجاع نواب وزیر ہند کی زبانی مراسم تاجپوشی کی کیفیت اور اپنے نشست و برخاست کی نسبت ہدایت سُنکے خوشی سے اپنے جاموں میں پھولے نہ سماتے تھے - کیونکہ ابھی تقریب سعید کی دید اور اپنے شہنشاہ کی صحت کے نوید کے لئے یہ سب صاحبان اپنے ملک - اپنے کاروبار اور اپنی سوسائٹی سے دور دست غریب الوطن بنے ہوئے تھے - بس ان سب کے لئے یہ دربار واقعی دربار اور اصلی معنوں میں فرحت آثار تھا جو بخیر و خوبی ختم ہوا - اور سب صاحب اپنے اپنے فرودگاہوں پر پہنچ کر اگلے دن کے لئے تیاری کرنے لگے -

تاجپوشی کے دن صبح صبح شاہی اتواپ کی سلامی نے اس تقریب سعید کی خوشخبری پہنچا کر مخلوق میں جو چہل پہل کر دی تھی اسکا

ہر شخص خود اندازہ کر سکتا ہے۔ اسلیئے یہاں کارروائی کی تفصیل پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایبی کی وجہ تسمیہ۔ ابتداء میں ویسٹ منسٹر کے نام سے ایک شہر برلبِ دریائے ٹامس آباد تھا۔ جس کا اُس زمانہ میں شہر لنڈن سے ایک میل کا فاصلہ تھا۔ مگر اسکے بعد دار السلطنت لنڈن کی وسعت نے اسکو بھی اپنا ہی ایک حصہ قرار دے لیا۔ ایک ہزار سال ہوئے۔ جب شاہ ایڈگر نے ویسٹ منسٹر کے شہر میں ایک عالیشان گرجا تعمیر کیا تھا۔ جو اُسوقت کے مراسم مذہبی کے مطابق ایک راہب خانہ کیطرح ایبی سے ملحق کیا گیا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے اسکا نام ویسٹ منسٹر ایبی مشہور ہے۔ بعدازاں بھی وقتاً فوقتاً چونکہ اکثر بادشاہانِ انگلستان اسکی فراخی اور شانداری کے لیئے مصارفِ کثیر برداشت کرتے رہے ہیں۔ اسلیئے یہ تاریخی عمارت دن بدن قابلِ دید ہوتی چلی گئی۔ اور اب ایک عرصہ سے بادشاہانِ انگلستان کی رسم تاجپوشی خاص اسی گرجا میں ادا کیجاتی ہے۔ بلکہ بعدِ وفات اگر کسی شخص کو بادشاہ سلامت یا پارلیمنٹ یا پیشوایانِ دین کوئی عزت دے سکتے ہیں تو وہ بھی یہی ہے۔ کہ کسی کی لاش کو اس میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ اس میں بیترہ ملکہ اور بادشاہ اور کثیر التعداد مشہور مدبر۔ سپہ سالار شاعر اور مشاہیر مدفون ہیں۔ جنمیں سے ایک کئی ایک کے سٹیچو بھی نصب ہو چکے ہیں۔

تاجپوشی کے دن ایبی کا اندرونی نظارہ۔ جیسا کچھ پُرشوکت اور زرق البرق تھا۔ غالباً قبل ازاں اسکو یہ عروج میسر نہ ہوا ہوگا۔ کیونکہ

تختِ انگلستان کو وُہ امن و امان اور اقتدار و اختیار جو ملک معظم کی تاجپوشی کے وقت حاصل تھا۔ اور سلطنتِ انگلشیہ کو وُہ وسعت و رفعت جو اسوقت میسّر ہے۔ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اسکے سوا فیشن کی تراش خراش اور لباسوں میں جو تکلفات اسوقت کیے جاتے ہیں۔ اس سے ساٹھ سال پیشتر ایسے نہ پائے جاتے تھے۔ تاجپوشی کا وقت اگرچہ بارہ بجے دن کا مقرر ہو چکا تھا۔ مگر سات بجے صبح سے ایبی کا دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی درباریوں اور مہمانوں۔ رئیسوں۔ امیروں کا داخلہ اسمیں شروع ہو گیا تھا۔ بلکہ کئی ایک لوگ تو دروازہ کھلنے سے بہت پہلے کے منتظر کھڑے تھے۔

گیلری نشست کا طریق بالکل ویسا ہی سمجھنا چاہیئے جیسا کہ اکثر تھیٹروں میں ہوتا ہے۔ یا جیسا کہ دربار دہلی میں تھا۔ یعنے ہر چہار طرف بنچیں اس ترکیب سے بچھائی گئی تھیں۔ کہ پہلی سے دوسری کسیقدر اونچی۔ اور دوسری سے تیسری کسیقدر بلند تھی۔ تاکہ پہلی بنچ پر بیٹھنے والے اور آخری بنچ پر نشست رکھنے والے صاحبان قریباً تمام کیفیت کو برابر دیکھہ سکیں۔ کثرتِ شاملین کے خیال سے ایسی بنچیں اُن سٹیچوؤں (بتوں) کے اردگرد اور اوپر بھی لگا دی گئی تھیں جو متوفیوں کے مدفنوں پر نصب ہو چکے ہیں جنوبی دالان میں بڑے بڑے عالیقدر لارڈوں۔ اربوں۔ ڈیوکوں۔ مارکوئیسوں بیرنوں وغیرہ کی نشست تھی۔ جو اپنی پوری درباری پوشاکوں میں شامل ہوئے تھے اور جن میں ہر عمر کے لوگ باعتبار اپنی قدامت و مناصب کے شریک تھے۔ چنانچہ اُن میں بالنگبروس و سینٹ جان نامی ایک صرف چھہ سال کا وسکونٹ بھی موجود تھا

نقشہ زمینی ویسٹ منسٹر (جہاں تاجپوشی عمل میں آئی)

مشرق
جنوب شمال
مغرب

دروازہ ملک معظم

دروازہ ملکہ معظمہ

قربان گاہ

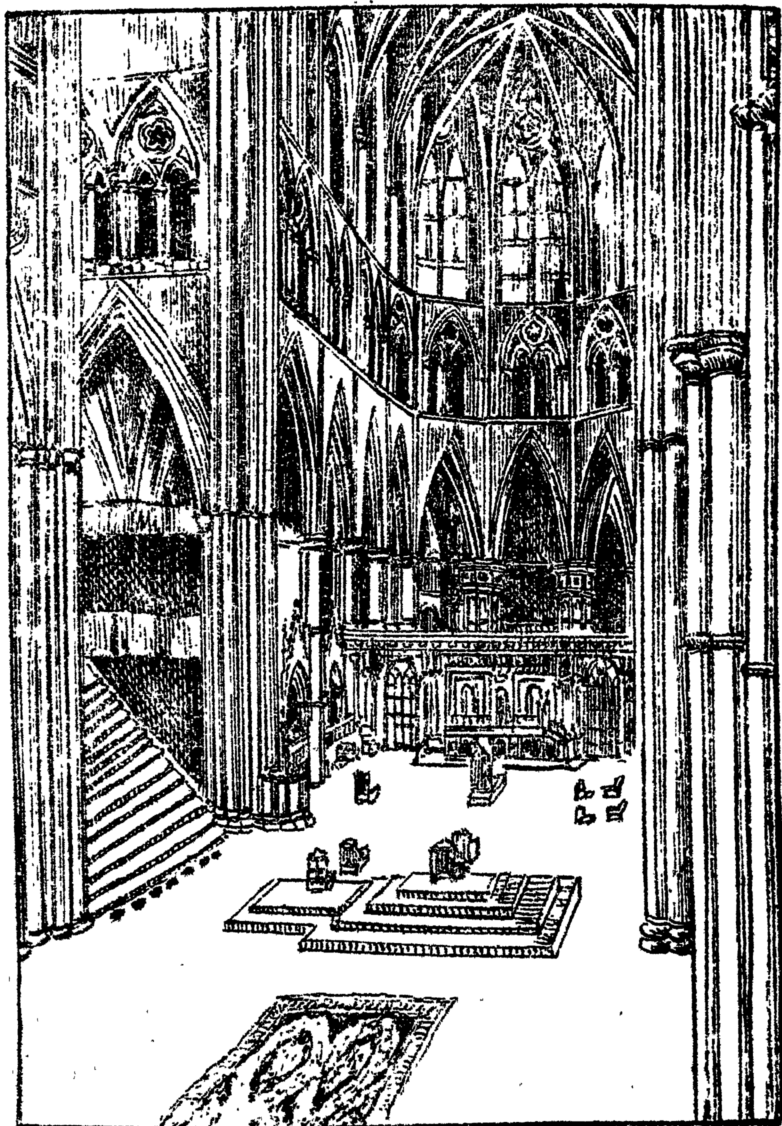
عائدین و امرا

صحن

صحن

نقشہ عمارتی

ویسٹ منسٹر ایبی (اندرونی حصّہ)



مقابل کے دالان کے شروع میں امراء وزرا کی باعظمت خاتونوں کو جگہ دی گئی تھی۔ جو نہایت سج دھج کے ساتھ بن ٹھن کر اپنے تاج سر پر رکھے ہوئے چمکدار اور خوشنما لباسوں سے ملبّس اپنے لمبے لمبے گونوں سے باد بہاری کا نقشہ کھینچتی ہوئیں ایک عجیب انداز دلربایانہ کے ساتھ درمیانی ہال میں سے ہوکر اپنی اپنی نشستوں پر پہنچتی تھیں اور جنمیں بھی ہر عمر کی عورتیں باعتبار اپنی عظمت و قدامت کے شریک تھیں۔ چنانچہ انہیں میں بیرونس کلفٹن صرف تین سالہ لڑکی بھی موجود تھی۔ ان معزز بیگمات کی نشستوں سے اوپر کی طرف ممبران ہاؤس اوف کامنز (طبقہ عوام) اور انکی لیڈیوں کو بٹھایا گیا تھا۔ جن کی نظر قربانگاہ پر کسی قدر کم پڑتی تھی۔ ایسا ہی چھ ہزار معززین و شرفاء مشرقی دروازے کے موڑ میں کونوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جو اگرچہ رسومات تاجپوشی کو تو نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر شاندار سواریوں کی آمد و رفت کے نظارے اور خوشی کے نعروں کی خوش آیند بازگشت اور باجہ کی سُریلی آواز انکو بخوبی خوش کر دیتی تھی درمیانی وسیع ہال میں اعلےٰ درجہ کے نیلگوں قالینوں کا مکلّف فرش ہو رہا تھا۔ جسکے وسط میں قربانگاہ کا مقدس مقام نظر آرہا تھا۔ جسکے ساتھ آج کی بہت سی رسومات وابستہ تھیں۔ اس مقام کے آس پاس شاہی خاندان اور شہزادگان دول غیر اور بعض خاص خاص اکابران و اعیان سلطنت کے لئے نشستیں بنادی گئی تھیں۔ اور ایک طرف دعا و مناجات کی شرکت کے لئے باجہ نوازوں کو بھی جگہ دی گئی تھی۔ ہندوستانی والیانِ ریاست و امراء اور سر آغا خان بہادر کو بھی جنوبی دالان کے آگے جہاں

بڑے بڑے مُدبرانِ سلطنت مثل لارڈ سالسبری اور سفرا و قائم مقامانِ دولِ غیر بیٹھے ہوئے تھے۔ قربانگاہ کے قریب کی نشستوں میں بٹھایا گیا تھا۔ شاملین دربار کی چندھیا دینی والی پوشاکوں اور عجیب وغریب طرح کی وضعوں کا بیان کن الفاظ میں ہو سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ ہر شخص اعلےٰ سے اعلےٰ پوشاک زیب تن کئے ہوئے اپنی پوری شانداری کا اظہار کر رہا تھا۔ باستثنا ئے اُن ممبرانِ ہوس اوف کامنز کے (جو اقوام و ملک غیر کے باشندے تھے اور پہلے سے اپنی ملکی پوشاکوں میں حاضری کی اجازت لے چکے تھے) سب کو صبح کی پوشاک میں آنے کا حکم تھا۔ البتہ ممالک بعیدہ کے باشندے اپنے اپنے ملکی لباسوں سے ملبوس تھے۔ چنانچہ اِن میں سے بالخصوص ایک مُسلمان صاحب جو بڑا شاندار عمامہ باندھے مع اپنی نقاب پوش خاتون کے تشریف لائے تھے۔ خاص دلچسپی سے دیکھے جاتے تھے جن کو پہلے تو بالائی بنچوں پر نشست دی گئی تھی۔ مگر پھر اِس خیال سے کہ کیفیت "تاجپوشی کو بخوبی دیکھ سکیں۔ ہوس اوف کامنز کے ممبروں کی ابتدائی قطار میں بٹھا دئیے گئے۔ لیکن وہاں بھی جب اُنکو اپنے مطلب میں مایوسی کا احتمال ہُوا تو منتظمین نے کمالِ مہربانی سے اُن کو مہمانانِ دولِ غیر کی ذیل میں جگہ دیدی۔ دولِ غیر کے مہمانوں میں سب سے پہلے داخلہ راس مقنن صاحب سفیر ابی سینیا کا ہُوا جو اپنی انوکھی وضع کے لحاظ سے لوگوں میں بڑی توجہ سے دیکھے جاتے رہے۔ کیونکہ آپ نے سر پر ایک ایسی طلائی گول پگڑی رکھی ہوئی تھی جسکے اردگرد سنہری جھالریں لٹک رہی تھیں۔ بُوٹ سب کے حسبِ قاعدہ

سیاہ تھے۔ مگر ایک شخص خاکی بُوٹ پہن کر بھی آئے ہوئے تھے جن پر سب کی بڑی متعجبانہ نظریں اُٹھتی تھیں کیونکہ یہ بات آئین دربار کے برخلاف تھی۔ اِن صاحب کا نام مسٹر لیبر تھا۔ اور یہ پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ شاملین دربار میں اگر معرکۂ بلیک لادا[1] کے بہادروں کی شانداری کا ذکر نہ کیا جائے گا تو غالباً اُن کی حق تلفی ہو گی۔ یہ بہادر سپاہی اپنے سیاہ کوٹوں پہ بہادری کے مختلف تمغے لٹکائے اور سفید ڈاڑھیاں بڑھائے اس سپاہیانہ انداز سے داخلِ دربار ہوئے تھے کہ ہر طرف سے بڑے زور کے ساتھ چیرز بلند ہونے لگے۔

ایمی کا بیرونی نظارہ۔ ایمی کے بیرونی میدان کے سامنے فوج شاہی کے پُرشوکت جماؤ کا نظارہ جیسا کچھ باعظمت اور خوشنما معلوم ہوتا تھا اسکے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر اُس کے علاوہ عام تماشائیوں کا بھی وہ ہجوم تھا کہ جسکا شمار سخت مشکل ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کرکے صرف ایمی کے صحن کو دیکھا جائے تو وہ بھی اس دن ایک دلفریب دُلہن کا رُوپ بھرے ہوئے تھا۔ ہزارہا گھوڑا گاڑیاں۔ جن میں بند کھلی اور کئی قسموں کی عجیب غریب گاڑیاں شامل تھیں۔ موٹر کار سواریاں اور بائیسکلیں اسقدر تھیں کہ اگرچہ اِن کے کھڑے ہونے کے لئے دوسری جگہ مقرر کی گئی تھی۔ مگر صرف درباریوں کی آمد پر اُترنے

---

[1] جنگ کریمیا کے سلسلہ میں بلیک لادا کی لڑائی ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۵۴ء کو روس اور انگریزوں کے درمیان ہوئی تھی جسمیں روسیوں کو پسپا کر دیا گیا تھا۔ اور یہ سپاہی اس جنگ کے فتحمند بہادروں میں تھے۔ ۱۲

سیاہ تھے
سب کی بڑی
برخلاف تھی۔
شاملین دربار
ذکر نہ کیا جائے
سیاہ کوٹوں
بڑا ایسے اس
سے بڑے زر
ایبی کا بیرو
سکے پُر شوکت
اسکے بیان کی
کا بھی وہ ہجوم
گو کے صرف ا
دُلہن کا رُوپ
کھلی اور کتنی کو
اور باتیسکلیر
دوسری جگہ

لہ جنگ سرید

کے لیئے جو انکو ابھی تک رسائی ہوتی تھی تو اسی سے تمام صحن اٹا ہوا نظر آتا تھا۔ ان گاڑیوں کی کثرت دیکھکر لوگ متعجب ہوتے تھے کہ آخر اسقدر درباریوں کے لیئے ابھی میں جگہ کہاں سے پیدا ہو جائے گی۔ اور پھر یہ اور بھی لُطف تھا کہ باوصف گاڑیوں کی اس کثرت کے کوئی زیادہ نقصان نہیں ہُوا۔ صرف لارڈ ولیہم کلنٹن کی گاڑی سے ایک شاہی گاڑی کا تصادم ہوا۔ جسمیں لارڈ ولیہم کی گاڑی کے گھوڑے بے قابو ہو کر دولیتاں جھاڑتے ہوئے نیچے گر گئے۔ یہ حادثہ وایٹ ہال کے قریب واقع ہوا تھا۔ جہاں ہندی افواج پیادہ استادہ تھیں۔ چنانچہ اس گاڑی کی دھکا پیل میں دس ہندی سپاہیوں کو چوٹیں بھی آئیں جنمیں سے چار سخت مجروح ہوئے۔ اسکے سوا کوئی اور حادثہ رونما نہیں ہوا جو پولیس کے عمدہ انتظام کی دلیل تھا۔

اِن لکھوکھا تماشائیوں کے سوا جنھوں نے اپنی نشستوں کا خود انتظام کیا تھا۔ پرنس اوف ویلز بہادر نے مالبرو ہوس کے باغ میں ایک ہزار سے زیادہ تیاموں اور بیماروں کو اپنا مہمان فرمایا تھا۔ تاکہ وُہ لوگ جن کا بظاہر کوئی وسیلہ جلوس دیکھنے کا نظر نہیں آتا۔ خود مہمان شاہی ہو کر جلوس کی تمام دلکمال کیفیت نہایت بے تکلفی اور پُوری آسانی کے ساتھ دیکھ سکیں۔ اِن میں ۳۲۶ تو فونڈلی ہاسپٹل کے بیمار تھے۔ ۲۹۵ یتیم خانہ سوداگران بحری کے لڑکے لڑکیاں۔ ۳۴۸ اکلیڈ ونیں اسیلم کے۔ ۲۰۰ لڑکیاں پرنس میری ویلم ہوم واقعہ اڈلسٹن کی اور دوسو باون لڑکے نیشنل ریفیوج کے تھے۔

شائقین جلوس کا اژدہام اور سرکاری انتظام۔ پالمال بازار سینٹ جیمس سٹریٹ اور پکڈلی کے رستے سے چونکہ تاجپوشی کے بعد ملک معظم کا جلوس

سواری جانا تجویز ہوا تھا۔ لہذا اس تمام رستے میں خلقت کا اژدھام اسقدر ہوگیا تھا کہ بلا مبالغہ لنڈن جیسے فراخ شہر کے بازار جاندار مخلوق کی تہ بہ تہ دیواروں سے اٹے ہوئے نظر آتے تھے جلوس شاہی اگرچہ اِن مقامات پر دو اور تین بجے بعد دوپہر کے پہنچنا تھا۔ مگر علے الصباح لوگوں نے دو طرفہ جگہیں روک لی تھیں۔ بلکہ معمّر اشخاص اور بالخصوص بوڑھی عورتیں تو دو بجے رات سے ہی کیمپ سٹول (کھڑے ہونے یا بیٹھنے کے مونڈھے) اور کھانے پینے کا سامان لے کر جا پہنچے تھے۔ صفائی اور پولیس کا اہتمام اعلےٰ درجہ کا قابل تعریف تھا۔ اور اسپر تفریح ناظرین کے لئے مندرجہ ذیل مقامات پر دلفریب شاہی باجے کے دستے بھی مقرر کئے گئے تھے۔

۱۔ ایتھنم اور یونائیٹڈ سروس کلب کے درمیانی میدان میں۔ شاہی باجہ۔
۲۔ کاکسپر سٹریٹ پر۔ ۱۲ ویں لینسرز کا باجہ۔
۳۔ واٹر لو پلیس میں۔ رائل ارٹلری کا باجہ۔
۴۔ پارلیمنٹری چوک میں۔ رائل ملٹری سکول اوف میوزک کا باجہ۔
۵۔ ایڈمیرلٹی پر۔ رائل میرنس کا باجہ۔
۶۔ ہارس گارڈ پریڈ پر دسویں ہارس کا باجہ۔
۷۔ گرالوینز پلیس میں۔ دوسری لائف گارڈ کا باجہ۔
۸۔ کینٹین آرک کے قریب۔ رائل انجنیرس کا باجہ۔

اِن کے علاوہ ویسٹ منسٹر ایبی کے قریب گارڈس ہندیہ کا مشہور و معروف باجہ وہ بہار دکھا رہا تھا کہ جو قابل دید تھی نہ لائق شنید۔ کیونکہ وہ تو اسکے جوہر دکھانے کا محل خاص ہی تھا۔ لیکن دوسرے مقامات پر

باجہ نوازوں نے حاضرین کے خوش کرنے اور اپنا کمال دکھانے میں اسقدر کوشش کی تھی کہ شائقین میں سے کسی نے بھی اس مدت انتظار کو بُرا نہیں جانا۔

درباریوں کی سواریاں تو ساڑھے آٹھ بجے صبح سے ہی بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ ایپی کی طرف جانی شروع ہو گئی تھیں۔ جنگی گاڑیاں گھوڑے اور گاڑی نشین صاحبان واقعی قابل دید بنے ہوئے تھے۔ اور جن کو مشتاق پبلک بڑے شوق سے دیکھ رہی تھی۔ لیکن

ممبران خاندان شاہی کی سواری آٹھ گاڑیوں میں محل بکنگھم سے ساڑھے دس بجے روانہ ہوئی۔ جس میں پرنسس لوئیسا (ڈچس اوف فائیف) اور پرنسس وکٹوریا بادشاہ سلامت کی دختران نیک اختران اور پرنسس ماڈ (پرنسس چارلس آف ڈنمارک) اور لیڈی الگزنڈرا اوف ملک معظّم کی نواسی اور کئی ایک دوسری باعظمت خاتونان ذی وقار سوار تھیں۔

شہزادہ ولیعہد کی سواری۔ پونے گیارہ بجے دن کے پرنس اوف ویلز مع پرنسس اوف ویلز (بانوے ولیعہد بہادر) کے اپنے سٹاف سمیت تین گاڑیوں میں ہوس اوف یارک سے سوار ہوئے۔ جنگی اردل میں رائل ہارس گارڈس کے فوجی دستے آگے اور پیچھے رُعب وجلال شاہی برساتے جاتے تھے۔ پہلی گاڑی میں اونریبل ڈی کیپل اور کینڈرسی گسٹ صاحبان داروغگان بیوتات اور لفٹنٹ کرنل سر اے۔ جے بگ پرائیویٹ سکرٹری اور لفٹنٹ کرنل اونریبل سر ڈبلیو کیرنگٹن کمپٹرولر وخزانچی سوار تھے۔ دوسری گاڑی میں لارڈ ونلاک منتظم خوابگاہ ولیعہد

بہادر لارڈ اوف بیڈ چیمبر۔ ارل آرف شیفٹسری چیمبرلین۔ لیڈی لیگن و لیڈی ایواڈگسٹریل منتظمات خوابگاہ ولیعہد بانو صاحبہ سوار تھیں۔ جن کے بعد تیسری گاڑی میں خود بنفس نفیس شہزادہ ولیعہد بہادر معہ جناب بیگم صاحبہ کے رونق افروز تھے۔ اور پھر ممبرانِ خاندان کی چار گاڑیوں کے بعد اونریری انڈین ایڈیکانگ صاحبان یعنے لفٹنٹ کرنل ہز ہائینس مہاراجہ سرنرپندر نراین بھوپ بہادر جی سی ایس آئی سی بی ایڈیکانگ مہاراجہ کوچ بہار۔ میجر جنرل ہز ہائینس مہاراجہ سرپرتاب سنگھ جی سی۔ ایس آئی کے۔ سی۔ بی۔ ایڈیکانگ ایل ایل ڈی مہاراجہ ایدر اور کرنل ہز ہائینس مہاراج دہراج سرمادہو راو سندھیا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایڈیکانگ مہاراجہ گوالیار سواری اسپ جا رہے تھے۔ اِن کے پیچھے اور بڑے بڑے فوجی قائمقام حضرات جلوہ فرما تھے۔ جن کے پیچھے تین مشہور اور ممتاز جنگی پہلوان جن کو یوروپ اور بالخصوص انگلینڈ کا مائیہ ناز کہنا چاہیئے۔ اپنا علیحدہ گروپ بنائے ہوئے جا رہے تھے۔ اِن تینوں تہمتنوں کے نام سرایڈورڈ سیمور۔ لارڈ کچنر اور میجر جنرل سرالفرڈ گیسلی مشہور معرکہ آرائے چین ہیں۔ یہ تینوں صاحبان بھی بڑے جاہ و جلال کے ساتھ گھوڑوں پر سوار تھے۔ جن میں سے بالخصوص لارڈ کچنر صاحب فاتح ٹرانسوال کی طرف خاص شوق سے نگاہیں اُٹھ رہی تھیں۔ کیونکہ صاحب موصوف ابھی "تازہ" ٹرانسوال کا مشہور و معروف جنگ فتح کرکے ۵۔ اگست ۱۹۰۲ء کو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ لنڈن میں داخل ہوئے تھے۔ لارڈ ممدوح سُرخ رنگ کی وردی پہنے اور پروں والی بلند و بالا ٹوپی اوڑھے اس شانِ بہادری سے سینہ نکالے جا رہے

سمجھے کہ خود بخود اُن کا انداز ہی لوگوں کو انکی معرفی کرا دیتا تھا۔

شاہِ عالم پناہ کی سواری۔ ٹھیک گیارہ بجے دن کے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم دام حشمتہم کی شاہی گاڑی محل بکنگھم سے برآمد ہوئی۔ جسمیں بادشاہ سلامت کے ساتھ جناب ملکہ محتشمہ الگزنڈرا صاحبہ پورے شان و اعزاز سے لباس شاہانہ زیب بر کئے ہوئے سوار تھیں۔ اور تمام اعیان و اکابران سلطنت رکاب فیض انتساب میں جا رہے تھے۔ جسوقت آپ کی گاڑی کے گھوڑوں کا پہلا قدم ایوان بکنگھم سے باہر نکلا۔ اسیوقت توپخانہ سے شاہی سلامی سر ہوئی۔ اور تمام منتظرین دیدار نہایت شوق سے آپکے روئے مبارک دیکھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ آپ بھی نہایت خوشی اور تبسم کے ساتھ وفادار رعایا کے سلام لیتے ہوئے آہستہ آہستہ ٹھیک گیارہ بجے پر پچیس منٹ ایبی میں داخل ہوئے۔

ایبی میں داخلہ کی نسبت وُہی تناسب ملحوظ رکھنا چاہیئے جو سواریوں کا دکھا دیا گیا ہے۔ یعنے ممبرانِ خاندان شاہی آپسے آدہ گھنٹہ پہلے اور شہزادہ ولیعہد بہادر پندرہ منٹ پہلے پہنچکر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ چنانچہ پرنس اور پرنسس اوف ویلز کے لئے طبقۂ امرا کے سامنے جو نشستیں بنائی گئی تہیں وُہ اسپر جلوہ فرما ہو چکے تھے اور ڈیوک اوف کناٹ بہادر تو بسواری موٹر کار پہلے سے علیحدہ ہی تشریف لا چکے تھے۔

ملکہ محتشمہ بادشاہ ذیجاہ سے دو منٹ پہلے رونق افزائے ایبی ہوئی تھیں۔ اور اسدن آپنے وُہ نایاب جوڑا پہنا ہوُا تھا جسپر ہندوستان کی موجودہ صنعت گری ختم کی گئی تھی۔ اور اسکی چمک دمک اور پھبن کا اندازہ

وہی آنکھیں کر سکتی ہیں۔ جو اُسوقت اِس نظارے کو دیکھ رہی تھیں
مگر مختصر یہ کہ نگاہ کو اسپر ٹکنا محال ہوگیا تھا۔ اسپر مزید براں آپ کے گون
کی درازی تو کچھ اور ہی سماں دکھلا رہی تھی۔ جسکو ڈچس اوف بکلیچ
افسر توشہ خانہ عقبی تھامے ہوئے جا رہی تھیں اور اِن کے بعد چار اور
معززین بھی اسی دامن کو اُٹھائے ہوئے چل رہے تھے۔ اور اِن کے
پیچھے بارہ خواصیں پر تکلف لباس پہنے ہوئے پوری آن بان کے ساتھ
شانِ حسن دکھاتی جا رہی تھیں۔ غرضکہ اِس درازدامنی سے دروازہ
داخلہ سے لیکر قربانگاہ کے قریب تک ایک عجیب جھلملاہٹ کا دریا بہا رکھا
تھا۔ جس سے سب کو ملکہ زمان کی تشریف آوری خود بخود معلوم ہو رہی
تھی۔ القصہ جب اس انداز شاہانہ سے ملکہ محتشمہ ایبی میں داخل ہوئیں
تو ایبی کے سکول کے لڑکوں نے نہایت خوش آہنگی کے ساتھ یہ دعائیہ
ترانہ گایا " خدا ملکہ الگزنڈرا کو رکھے تا ابد باقی "

اِن کے بعد خود حضور پُرنور خدیو گیہان ملک معظم کا داخلہ ہُوا جو لباس
شاہانہ زیب بر کئے اور ایک لمبا مکلف لبادہ شاہی اوڑھے ہوئے تشریف
فرما ہوئے جسکو کئی ایک معززین نے اُٹھایا ہوا تھا اور بادشاہ ذی جاہ
نہایت متانت مگر ایسی چال سے چل رہے تھے۔ جس سے کسیقدر تکان
کی حالت محسوس ہوتی تھی۔ حالانکہ آپ کا چہرہ بالکل تر و تازہ تھا۔ جن کو تمام
اعیان و اکابران سلطنت اور عمائدین دینی و دنیوی نے دلی خلوص و
تپاک و ادب کے ساتھ لے جا کے ایبی کے اُس چھوٹے سے کمرہ میں
آرام کے لئے اقامت فرما کیا۔ جو قربان گاہ کے پاس پچھلی طرف خاص
اسی مطلب کے لئے بنا ہوا تھا۔ آپ کے ورود بہجت آمود پر جسقدر جیر زیر چہار

طرف سے بلند ہوئے۔ ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جیکے ساتھ لڑکوں نے بھی بدستور آپ کے لئے یہ دعائیہ ترانا گایا۔ کہ

"خدا ایڈورڈ ہفتم کو رکھے زندہ ہمیشہ تک"

تاجپوشی کا نظارہ - ناظرین کتاب دربار کی ترتیب نشستوں کی ترکیب اور اندرونی و بیرونی نقشوں کو کسی قدر دیکھ چکے ہیں۔ پس اب کہ ساڑھے گیارہ بجے دن کا وقت ہے۔ تاجپوشی کی طیاریاں ہو رہی ہیں۔ سب اعیان و اکابرین ملک اپنی اپنی نشستوں پر خاموش بیٹھے ہیں۔ البتہ صرف وہ شخص جن کو بادشاہ گر کہنا چاہیئے لمبے لمبے چغے اوڑھے ہوئے ہال میں ادہر اُدہر گشت لگا رہے ہیں۔ جن کے لبادوں کے دامن بھی حسب قاعدہ ویسے ہی دراز و طویل ہیں۔ جیسے کہ چاہئیں ان میں سے ایک تو **لارڈ سالسبری صاحب** سالخوردہ وزیر اعظم انگلستان ہیں جنکا دامن انہیں کے خاندان کے ایک خورد سال بچے نے اُٹھا کر ان کے پیج بننے کی عزت حاصل کر رکھی ہے۔ اور دوسرے صاحب **ڈیوک اوف ڈیونشائر** ہیں۔ جنکا دامن بھی انہیں کے ایک خاندانی لڑکے دکیونڈش نے اُٹھایا ہوا ہے۔ جسکے بعد ٹھیک گیارہ بجے پر چھپن منٹ گذرے رسوم تاجپوشی کی بجا آوری کے لئے بادشاہ سلامت اُس مختصر کمرے سے برآمد ہو کر رونق افزائے ہال ہو گئے۔

تاجپوشی کے مراسم و لوازم و مناظر شمار میں اُنیس ہیں جن کا مختصر بیان ضروری سمجھ کر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

پہلے- آغاز کارروائی کی طیاری جسمیں ایبی کے مغربی دروازہ پر شاہدین دینی کا آپ کی پیشوائی کے لئے کھڑے ہونا- اور آپ کی تشریف آوری۔

دوسرے۔ آپکے داخلہ کیلئے مغربی دروازہ کا کُھلنا اور داخل ہوتے ہی اس مذہبی گیت کا آپکے خیر مقدم میں گایا جانا۔ جسکا مطلب یہ تھا۔

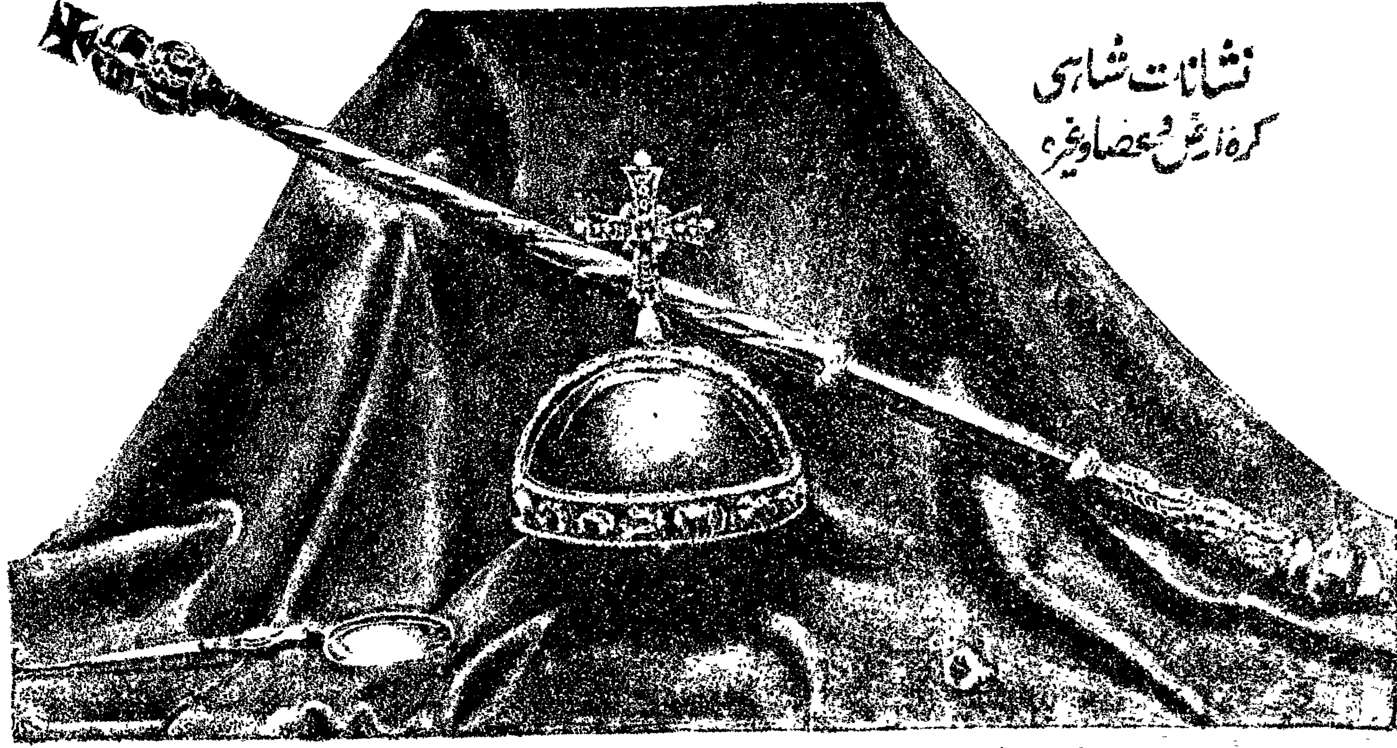
"خدا کے گھر میں آنے کا ارادہ کیا ہی اچھا ہے"

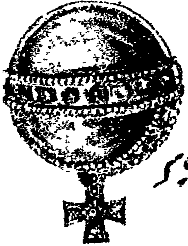
تیسرے۔ آرک بشپ اوف کنٹربری (صدر اسقف) کا بادشاہ سلامت کو نظارہ گاہ میں عام و خاص کے روبرو بایں الفاظ پیش کرنا۔ کہ "صاحبان! میں آپکے سامنے شاہ ایڈورڈ ہفتم کو (جو اس سلطنت کا بے شک و شبہ جائز بادشاہ ہے) پیش کرتا ہوں۔ کیا آپ لوگ جو اس مبارک دن کی تعظیم تکریم کے لئے یہاں جمع ہیں۔ اسکے (بادشاہ) اظہار اطاعت کو طیار ہیں؟" اسپر چاروں طرف سے نعرہ ہائے مسرت کا گونجنا۔ جو گویا پادری صاحب کے سوال کا اثبات میں جواب تھا۔ اور پھر بادشاہ سلامت کا مع ملکہ کے قربانگاہ کے جنوبی طرف جاکر چوکی امتیاز پر جلوہ گر ہونا۔

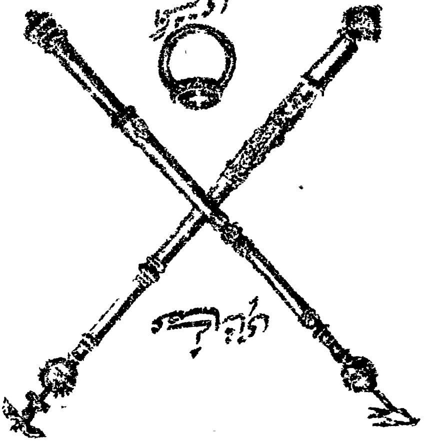
یہ سماں ایسا لائق دید تھا کہ جسکو مختصر الفاظ میں ادا کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ پبلک کے متعلق یہی ایک ایسی رسم تھی۔ جس سے اُن کے خیالات کا پتہ چل سکتا ہے۔ جہاں آئرلینڈ کے بگڑے دل ممبران اور لبرل صاحبان بتعداد کثیر موجود ہوں۔ وہاں اسقف اعظم کے سوال کا اثباتی جواب جیسا کچھ قابل قدر ہو سکتا ہے خود بخود ظاہر ہے۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ جس مسرت اور خلوص کے ساتھ یہیں دلیسار اور تحت فوق کے حاضرین میں سے ہر شخص کے مُنہ سے

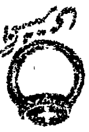
"خدا اس بادشاہ کو ہمیشہ رکھے تا ابد قائم"

کے الفاظ نکلے مُنہ ملک معظم کی سچی ہردلعزیزی کا ایسا قیمتی ثبوت تھا کہ جسکی ہر بادشاہ توقع نہیں کر سکتا۔


نشانات شاہی
کرہ ارض و عصا وغیرہ



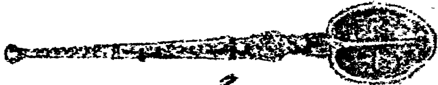









شمشیر عدل


چمچ


تیل رکھنے کا برتن

چوتھے۔ تمام امرا و اعیان سلطنت کا جو نشان لیے گئے حاضر تھے تمام نشانات کا (ما سوائے تلواروں کے) قربان گاہ پر رکھ دینا۔ اور نماز لطانیہ کی ادائگی کے لیئے بادشاہ سلامت اور بادشاہ بیگم کا کرسی ہائے لطانیہ پر نشست فرما ہونا۔

پانچویں۔ نماز عشائے ربانی کے ابتدائی حصہ کا معہ مختصر دعاؤں کے ادا ہونا جس میں حسب قرار داد سابق بہت کچھ تخفیف ملحوظ رکھی گئی تھی تاکہ آپ کو کسل و تکلیف نہ ہو۔

چھٹے۔ بادشاہ سلامت کا ارغوانی ٹوپی اوڑھنا اور باجہ نوازوں کا نماز لطانیہ کی دعاؤں کا گانا جس میں آپ کو عند الضرورت گھٹنے بھی ٹیکنے پڑتے تھے اسوقت بشپ اوف ڈرہم آپکے دائیں طرف اور بشپ آف باتھ اور لارڈ گریٹ چیمبرلین بائیں طرف کھڑے ہوئے تھے۔

ساتویں۔ قربانگاہ پر بادشاہ سلامت کا اس استقلال کے ساتھ حلف اُٹھانا کہ میں سچے دل سے وعدہ کرکے حلف اُٹھاتا ہوں۔ کہ میں رعایا پہ پارلیمنٹ کے منظور شدہ قوانین اور اسکے دیگر آئینی دستورات کے مطابق حکمرانی کروں گا۔ اور میں خدا کے شرائع یعنے انجیل کی تلقین اور پراٹسٹنٹ (اصلاح یافتہ) مذہب کو جو قانوناً قایم ہو چکا ہے بحال رکھوں گا۔

آٹھویں۔ بادشاہ سلامت کا ایڈورڈ کنفیسر کی کرسئی تاجپوشی پر متمکن ہو کر ممسوح ہونا۔ اسوقت چار اشخاص یعنے لارڈ ڈربی۔ لارڈ کیڈوگن اور لارڈ روزبری و لارڈ سپنسر صاحبان نایٹ اوف دی گارٹر ایک زرین رشمی شامیانہ آپکے سر پر لگائے ہوئے تھے۔ یہیں وہ مقدس تیل

آپ کے سر وغیرہ پر لگایا گیا۔ جو اس رسم کا اصلی اور قدیمی اصول تھا
یہ تیل اکتیس مرکبات سے بنایا گیا تھا۔ اور ایک نو انچ طویل عقابی صورت
کے زرّین برتن میں جسمیں ۶ اونس تیل کی گنجائش تھی، قربان گاہ پہ
رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ قربانگاہ سے یہ عقابی صورت کا ظرف ڈین اوف
ویسٹ منسٹر نے اٹھا کر اور چمچ میں چونچ کیطرف سے تیل انڈیل کر جب بشپ اوف
کنٹربری کو دیا تو انہوں نے بادشاہ سلامت کے سر۔ چھاتی اور
ہتھیلیوں پر صلیبی شکل میں ڈالتے ہوئے مندرجہ ذیل فقرات کہے:۔
اس مقدس تیل سے تیرا سر[1] بادشاہوں۔ راہبوں۔ اور کاہنوں
کی طرح جیسے سلیمان کو صدوق کاہن اور ناتن نبی نے ممسوح کیا تھا۔
ممسوح ہو اور ویسا ہی تو ان لوگوں پر ممسوح و مبارک ہو کر مقدس حکمران
رہے۔ جنہیں خداوند نے تیری حکومت و اختیار میں سونپا ہے۔ باپ
بیٹے اور روح القدس کے نام سے آمین۔
اسکے بعد آپ کو ایک باریک فلیلن کا خفتان پہنایا گیا (جو بے آستینوں
کے تھا) اور پھر ایک زرّین چوغہ جسمیں ارغوانی رنگ کی دھاریاں عجیب بہار
دکھا رہی تھیں اڑھایا گیا۔

نویں۔ تلواروں اور عصاؤں کا بادشاہ سلامت کو سونپا جسمیں لارڈ
گریٹ چیمبرلین نے قربانگاہ پہ سے لاکر عصاوں کو آپ کی ایڑیوں سے
چھُوانے کے بعد تیس انچ طویل اور دو انچ عریض تلوار سلطنت (جو
قرمزی رنگ کے مخملی میان میں کی ہوئی تھی) آپ کی کمر سے بند ہوا ئی ع

[1] چھاتی پر ڈالتے ہوئے چھاتی اور ہتھیلیوں پر ڈالتے ہوئے ہتھیلیاں کہہ دی جاتی تھیں!

اور آرچ بشپ اوف کنٹربری نے کہا۔ "اس تلوار سے عدل و انصاف کو ترقی دے اور شرارتوں کو قطع فرما۔ خدا کے کلیسا کی حفاظت کر بیواؤں اور یتیموں کی امداد کر کے برباد شدوں کو آباد کر۔ خرابیوں کی اصلاح فرما۔ تاکہ اِن نیکیوں کے باعث تو بزرگی و مبارکی پا کے مسیح کے ساتھ ابدی سلطنت میں ہم جلیس ہو" مگر اس تقریر کے وقت آرک بشپ کی آواز ایسی بھرّا گئی تھی۔ کہ آپنے یتیموں رانڈوں کی جگہ رنڈوں کا لفظ کہہ دیا۔ جسپر بڑا انداق ہوا۔

دسویں۔ عبائے شاہی اور پٹلا پہنایا جاکر کرۂ ارض کا دیا جانا جسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ آپ کو ایک طلائی عبائے بادشاہی پہنائی جاکر سوا گز لمبا اور تین انچ چوڑا پٹلا کسوایا گیا۔ جسکے بو تام تبرکاً لارڈ گریٹ چیمبرلین نے ملائے اور اسکے بعد آرچ بشپنے آپکے ہاتھ کرۂ ارض دیکر (جسکے اوپر صلیب کی صورت بنی ہوئی تھی) مندرجہ ذیل فقرات کہے۔

"خدا تجھے راستی کی پوشاک اور نجات کے جُبّے سے ملبوس کرے۔ یہہ کرۂ عرض جسپر صلیب نصب ہے۔ اپنا نصب العین بنا کے بخوبی خیال رکھ کہ تمام دنیا مسیح اور ہمارے شفیع کی ہی بادشاہت کے زیر اثر ہے"

گیارہویں۔ انگشتری حمایت اور عصائے سلطنت اور فاختہ والی عصا کا ملک معظم کو دیا جانا۔ یہ انگوٹھی بطور نشان امین الملت ہونے کے مذہب کیتھولک کی حمایت کے لئے پہنائی جاتی ہے۔ چنانچہ اسکے پہنائے جانے کے بعد سُنہری عصائے سلطنت (جو دو فٹ نو انچ طویل ہے) بطور بادشاہی طاقت و عدل کے نشان کے آپ کو دیا گیا۔ اور پھر لارڈ اوف دی میر اوف وار کسوپ نے آپ کو دستانے پہنائے اور

پھر تین فٹ لمبا عصاء جسپر فاختہ کی شکل بنی ہوئی ہے، بطور نشان رحم اور قیام مساوات کے آپکے زیب دست کیا گیا۔

بارہویں۔ تاج شاہی کا پہنایا جانا۔ جو آرچ بشپ اوف کنٹربری نے ٹھیک بارہ بجے پر چالیس منٹ آپکے زیب سر کیا۔ مگر جلدی میں آرچ بشپ کے ضعف پیری کے باعث سر پر ٹھیک نہ جم سکا اسلئے بشپ ممدوح نے لمحہ بھر میں اٹھا کر دوسری بار درستی سے بٹھا دیا۔ جس کے ساتھ ہی تمام امراء اور اُنکی خاتونوں نے بھی اپنے اپنے تاج سروں پر رکھ لئے (جو قبل ازیں سروں سے اوتار کر اُنھوں نے اپنے سامنے رکھے ہوئے تھے) اسوقت برقی روشنی نے دفعتاً اپنا چہرہ دکھلانے سے ایبی کو روز روشن سے بھی زیادہ مجلے کر دکھایا۔ تُرتیاں پھکنے اور گھنٹیاں بجنے لگیں۔ توپوں نے شاہی سلامی سر کرنی شروع کر دی۔ اور سکول کے لڑکوں اور تمام حاضرین نے ان دعائیہ نعروں سے آسمان سر پر اُٹھا لیا ؎

"خدا ایڈورڈ ہفتم کو رکھے مدّت تلک قائم"

تیرہویں۔ بادشاہ سلامت کو بائبل کا دیا جانا جو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کیطرف سے بادشاہ کے لئے ہدیہ مذہبی تھا۔ چنانچہ اس کا نسخہ بھی مثل دیگر نشانوں کے قربان گاہ پر رکھا ہوا تھا۔ جہاں سے اُٹھا کر آرچ بشپ اوف کنٹربری نے مندرجہ ذیل الفاظ سے آپ کی نذر کیا۔

"اے ہمارے مہربان بادشاہ! ہم تجھے یہ کتاب نذر میں دیتے ہیں۔ جو سب دنیا بھر کی اشیاء سے قیمتی ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کے زندہ اقوال ہیں اور یہی شاہی شرع ہے۔"

چودہویں۔ بادشاہ سلامت کے حق میں دعائے خیر و برکت کا ہونا جسکو صدر اسقف نے مندرجہ ذیل فقرات میں ادا کیا تھا۔

"خدا تجھے سرسبز ملک۔ خوش آیند ماہ و سال۔ تندرست زندگی اور خوشگوار موسم نصیب کرے فتحمند فوجیں اور بیڑے۔ پُرامن سلطنت اور متدین وضاع رعایا عطا فرمائے"

پندرہویں۔ تخت شاہی پر جلوہ گری۔ جبکہ آپ کو تمام بڑے بڑے بشپوں اور عمائدین دین نے متمکن کرایا۔

سولہویں۔ مراسم اظہار اطاعت کی بجا آوری جسمیں سب سے پہلے آرچ بشپ اوف کنٹربری نے بادشاہ سلامت کے روبرو گھٹنے ٹیک کر یہ الفاظ کہے۔ کہ

"میں ڈاکٹر ٹمپل آرچ بشپ اوف کنٹربری معہ اپنے ہم پیشہ بشپوں کے ہمیشہ تجھ سے جو ہمارا بادشاہ اور خداوند ہے اور تیرے وارثوں سے جو سلطنت متحدہ برطانیہ کلاں و آئرلینڈ وغیرہ کے بادشاہ ہوں پوری وفاداری اور صدق رکھوں گا۔ جو اراضیات و حقوق کلیسا کے متعلق میرے یا میرے ہم جماعتوں کے قبضہ و اختیار میں ہیں میں انکی خدمات کی بجا آوری کو تسلیم کرتا ہوں اور بجا لاتا رہوں گا۔ اسمیں خدا میرا مددگار ہو"

اسکے بعد انہوں نے بادشاہ سلامت کے بائیں رخسار پر بوسہ دیا صدر اسقف صاحب اکاسی سال کے عمر خوردہ شخص ہیں۔ اس تمام کارروائی میں چونکہ انہیں کا حصہ زیادہ تھا۔ اسلئے وہ اسقدر تھک گئے تھے کہ گھٹنے ٹیکنے کے بعد اٹھنا انکو مشکل ہو گیا تھا۔ چنانچہ ملک معظم نے ہاتھ بڑھا کر انکو اٹھنے میں سہارا دیا۔ ان کے بعد دوسرے جلیل القدر

بشپوں اور خادمانِ دین نے گھٹنے ٹیک کر یہی الفاظ کہے۔ اُدھر ممبرانِ خاندان کی باری آئی۔ جن میں سب سے پہلے پرنس اوف ویلز (شہزادہ ولیعہد) بہادر تشریف لائے۔ اور اپنا تاج اوتار کر پورے ادب کے ساتھ گھٹنے ٹیکنے کے بعد ایک لکھے ہوئے کاغذ پر سے حلفی الفاظ ادا کرکے پھر کھڑے ہوکر حسب قاعدہ بادشاہ کے بائیں رخسار پر بوسہ دیا۔ یہ نظارہ ایسا دلکش تھا کہ دیکھنے والوں پر اسکا بڑا ہی اثر ہوا۔ اور خود ملک معظم پر بھی اسقدر اثر ہوا کہ جب پرنس موصوف ادائے رسم کے بعد چلنے لگے تو آپ نے خود ہاتھ بڑھا کر ان کو اپنی طرف کھینچا اور خود بھی ان کے رخسار پر بوسہ دیدیا۔ اسکے بعد ڈیوک اوف کیناٹ بہادر برادرِ نامدارِ شاہِ ذی وقار نے مقررہ طریق پر رسم ادا کی۔ اور پھر تمام اہالیانِ خاندان اس کا اعادہ کرتے گئے۔ جن کے پیچھے امراء و اعیانِ سلطنت کی باری تھی جن میں سے ہر ایک جماعت کے ایک ایک قائمقام نے اس رسم کو ادا کیا۔ چنانچہ ڈیوکوں کی طرف سے ڈیوک اوف نارفوک۔ مارکوئیزوں کی طرف سے مارکوئیس اوف ونچسٹر۔ ارلوں کی طرف سے ارل آف شریوزبری۔ وسکونٹوں کی طرف سے وسکونٹ فیک لینڈ اور لارڈوں کی طرف سے لارڈ ڈیروزؔ نے مندرجہ ذیل مضمون سے اس رسم کو پورا کیا۔

"میں (فلاں ڈیوک یا مارکوئیس یا ارل وغیرہ) جو فلاں جاگیر کا قابض اور سردار ہوں۔ ہمہ تن دل و جان سے آپ کی متابعت اور فرمابرداری غلامی کا اقرار کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ کامل صداقت و وفاداری کے ساتھ اپنی زندگی کو آپ کی رضا جوئی میں اور اپنی نفرت کو آپ کے مقابل قوم

کے لوگوں کی مدافعت میں صرف کروں گا۔ اس میں خدا میری مدد کرے۔"

سترہویں۔ ملکہ معظمہ انگلینڈ کی تاجپوشی جو آرچ بشپ اوف یارک کے ہاتھ سے چند منٹوں میں بادشاہ سلامت کی طرح ہوگئی تھی۔ جس طرح بادشاہ سلامت کے سر پر چار گارڈوں نے شامیانہ لگایا تھا ویسے ہی ممسوح کرتے وقت ملکہ کے سر پہ بھی چار عالیقدر بیگمات نے زردوزی شامیانہ تان رکھا تھا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ڈچس اوف مالبرو ڈچس اوف پورٹ لینڈ۔ ڈچس اوف سدرلینڈ۔ اور ڈچس اوف مونٹ روز۔ رسومات مذہبی بھی قریباً وہی تھیں جو شاہ معظم کی تاجپوشی کے وقت عمل میں آئی تھیں۔ فرق یہ تھا کہ بادشاہ سلامت کو دو عصائے شاہی دیئے گئے تھے۔ اور ملکہ کو ایک عصا۔ اور ایک ہاتھی دانت کی بنی ہوئی چھڑی دی گئی تھی۔ جسکے اوپر فاختہ کی صورت بنی ہوئی تھی۔ بہرحال اس سے فراغت پا کے ملکہ معظمہ بادشاہ سلامت کے روبرو اظہار اطاعت کے لئے جھکنے کے بعد اس تخت پر بیٹھ گئیں جو انکی نشست کے لئے تخت شاہی کے پہلو میں بچھا ہوا تھا۔

اٹھارہویں۔ رسم عشائے ربانی کی ادائگی۔ جو ایک دلچسپ مذہبی نظارہ تھا۔ اور جسمیں بادشاہ اور ملکہ قربانگاہ کے قریب دو زانو ہوکے مصروف دعا ہوگئے تھے۔ باجا بھی خوب رنگ دکھا رہا تھا۔ کہ آرچ بشپ اوف کنٹربری نے اپنے تھرتھراتے ہوئے ہاتھوں سے روٹی کا ٹکڑا اور ڈین اوف ویسٹ منسٹر نے پیالہ دونوں کے روبرو پیش کیا۔

اُنیسویں - خاتمہ جلسہ جسمیں ملک معظم اور ملکہ محتشمہ ویسٹ منسٹر ابی سے سینٹ ایڈورڈ چیپل (شاہی گرجا) میں تشریف لے گئے - اسوقت آپ کے آگے آگے چار تلواریں تھیں جن میں سے ایک سے مراد شمشیر سلطنت دوسری سے (جو کند ہوتی ہے) شمشیر رحم - تیسری سے تلوار انصاف روحانی اور چوتھی سے تلوار انصاف دنیوی لی جاتی ہے -

ایڈورڈ چیپل میں بادشاہ سلامت نے جنوبی دروازہ سے اور ملکہ نے شمالی دروازہ سے داخل ہو کر سوائے عصاؤں کے باقی تمام سامان قربانگاہ پر رکھدیا - اور بعد میں وہ بھی آرچ بشپ کے حوالے کئے گئے - جنہوں نے ان کو باادب تمام قربان گاہ پہ رکھا - اور بادشاہ سلامت نے پہلا لبادہ شاہی اُتار کے ایک مخمل کی ارغوانی پوشاک شاہانہ زیب تن فرمائی - اور اپنا تاج شاہی پہنے ہوئے آرچ بشپ کے ہاتھ سے دونوں عصا لے کر مغربی دروازہ سے برآمد ہو کر پھر رونق افروز ابی ہوئے - اور جب تخت پر جلوہ فرما ہوئے - تو آرچ بشپ نے مذہبی طور پہ مبارک باد عرض کی کہ "مستحکم اور مستقل ہو کر پورے استقلال و استحکام سے اس جلالتمآب گدی پہ مدتوں تک جلوہ گر رہ" جس پر ہر طرف سے نعرہ ہائے مسرت بلند ہوئے اور شاہ ذی جاہ مع ملکہ انگلستان کے بنواری گردونِ شاہی پورے جاہ وحشم اور تزک و احتشام کیساتھ روانہ محل ہوئے -

رستہ میں مخلوق کا جو ہجوم تھا - اور جسقدر دعائیہ کلمات بے ساختہ اور بلا تصنع ہر شخص کی زبان سے نکل رہے تھے - اور جس تعداد میں مصنوعی دروازے اور مختلف نشانات آرایش موجود تھے - اُن کا

شمار و بیان طوالت طلب ہے - مختصر طور پر سمجھ لینا چاہیئے کہ جو لوگ بارہ بارہ گھنٹے سے اسی موقع کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے - اور محل شاہی سے روانہ ہونے - تاج شاہی سر پر رکھنے اور پھر فراغت کے بعد سوار ہونے پر توپوں کی سلامی اُن کو پہلے سے شاہی خیر مقدم کے لئے خبردار کر رہی تھی - اُنھوں نے اس جلوس میمنت مانوس کو کس شوق اور چاؤ سے رسیو کیا ہوگا - مختصر یہ کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی دونوں طرف سے ہر در و دیوار اور ہجوم بے شمار شوق سے گوہرِ دعا نثار کر رہا تھا اور اس تقریب مسرت کی ایک عام خوشی کا سمندر تھا - جو ہر طرف سے بڑے زور و شور سے موجیں مارتا دکھائی دے رہا تھا - بادشاہِ جہان اور ملکۂ دوران بھی اس سماں کو دیکھ کر کمال مسرور ہو رہے تھے اور سلامیوں کو نہایت اخلاق و محبت کے ساتھ سر جھکا جھکا کر جواب دینے سے شاد کام کرتے جاتے تھے - چنانچہ اسی ٹھاٹھ سے آپ کا جلوس مع الخیر ایوان بکنگھم میں داخل ہوا - اور جلوسی ہمراہیانِ اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس ہو گئے - شاہی سواری گذرنے کے بعد لاتعداد تماشائیوں کا ہجوم اس طرح بیدھڑک ہل کھڑا ہوا - کہ وزیٹروں اور دوسرے آیند و روند کی گاڑیوں کو ان بازاروں میں - گذرنے کو جگہ نہ ملتی تھی جسکے انتظام سے پولیس بھی معذور تھی - آخر کار لمبے انتظار کے بعد ایسی گاڑیوں کو رستہ ملا - جو ہجوم کے باعث رُکی پڑی تھیں - اسکے بعد ہجوم خلائق کا اثردہام بازاروں سے منتشر ہو کے محل شاہی پہ ہو گیا تھا - جن کی خوشی خاطر کے لئے پانچ بجے شام کے بادشاہ سلامت اور ملکہ محتشمہ نے پھر صحن میں جلوہ فرما ہو کر سب کا مؤدبانہ سلام لیا - اور سب کو اپنے جمالِ جہاں آرا سے مسرور و شاد کام فرمایا

اس تمام کارروائی میں آپ کی صحت نہایت اچھی حالت میں پائی گئی۔ اور کسی جگہ کسل و تکلیف کا مذکور آپ نے نہیں فرمایا۔ بلکہ بعض دوسرے آدمیوں کو آپ اُٹھانے بٹھانے میں سہارا بھی دیتے رہے جس سے تمام شبہات جو آپ کی صحت کی نسبت تھے مبدل بہ خوشی ہوگئے

اُسی دن مہاراج کمار ٹیگور بنگال کے قائمقام نے ہندی مہمانانِ تاجپوشی کی طرف سے ایک ایڈریس نواب وزیر ہند کی وساطت سے ملک معظم کی تاجپوشی کی مبارکباد اور اپنی عزت افزائی کے شکریہ میں پیش فرمایا۔

ہندوستان میں بھی اُس دن قریباً ہر ضلع اور ہر ریاست میں خوشی کے جلسے بڑے کر و فر سے ہوئے۔ علاوہ متعدد ایڈریسوں کے معزز میونسپل کمیٹیوں اور مستند جماعتوں اور مشہور رئیسوں کی طرف سے شہنشاہ معظم کی خدمت میں تہنیت نامے بھیجے گئے تھے تحائف بھی بے شمار جاتے مگر چونکہ وائسرائے ہند نے اپنے ایک اعلان کے ذریعہ ابتدائے جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں ہی مشتہر کر دیا تھا کہ کوئی شخص تاجپوشی لنڈن کی تقریب پر کوئی تحفہ یا ایڈریس سوائے لوکل گورنمنٹ کی سفارش اور گورنمنٹ ہند کی منظوری کے ولایت نہ بھیجے۔ اور ایسا ہی اظہارِ مسرت کے لئے بھی حکم تھا۔ کہ وہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ہی کی جائے۔ مگر پھر بھی لوگوں کا شوق غالب رہا۔ اور قریباً ہر صدر مقام پر جلسہ ہائے تہنیت اور چراغان بڑے اہتمام سے منعقد ہوئے۔ اور غریبوں کو کھانا کھلانے اور تقسیم پارچات میں بھی اکثر دریادل حضرات نے دادِ فیاضی دی۔ ایڈریسوں میں بالخصوص نواب بیگم صاحبہ مرشد آباد کا ایڈریس خاص قابل ذکر ہے۔ جو خاتونانِ ہندوستان کی طرف سے بھیجا گیا تھا

اور جو غالباً پہلی مثال عورتوں کی طرف سے اظہار وفاداری برطانیہ کی سمجھنی چاہیے۔

شاہی چہرے کے ٹکٹوں اور سکوں کا اجراء بھی اسی دن سے شروع ہو گیا۔ اور اگرچہ یہ ٹکٹ عام طور پر ہمیشہ کارآمد ہونے والے تھے مگر اس دن اس کثرت سے ان کی خریداری ہوئی کہ ڈاکخانوں میں وارنہ آتا تھا۔

روشنی کی بہار۔ اسی دن رات کو تمام لنڈن میں اس کثرت سے روشنی ہوئی کہ اُس سے پہلے کسی تقریب پر اسقدر نہ ہوئی ہوگی۔ تمام لنڈن ایک بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ سرکاری محلات و مکانات پر تو سرکاری اخراجات سے روشنی ہوئی تہی۔ مگر عام سوداگروں اور دوکانداروں نے خود بڑے بڑے اہتمام کئے تھے۔ روشنی تمام بجلی کی تھی جسکی چکاچوند نے ایک عجیب سماں باندھ دیا تھا۔ موسم بھی معتدل اور خوشگوار ہوگیا تھا۔ جس نے اور بھی لطف پیدا کر رکھا تھا۔ شوقینوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ بازاروں میں اس عجیب غریب اور نایاب روشنی کی بہاریں دیکھتے پھرتے تھے۔ اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ کم سے کم آدھی مخلوق نے اس شب تمام رات روشنی کی سیر دیکھنے میں ہی گذاری ہوگی۔ ہندی مہمانوں نے بھی اس سیر کا بخوبی لطف اٹھایا۔ اور ہندی اور نوآبادیوں کی افواج نے بھی خوب دل کھول کر بہاریں لوٹیں۔ غرضکہ جسقدر ۲۰ جون کو لوگوں کو مایوسی ہوئی تہی۔ اس موقع پر اُس سے زیادہ رونق اور چہل پہل ہو گئی مگر لطف یہ تھا کہ باوصف کثرت ناظرین کے غل غپاڑا کوئی نہ تھا۔

پیام شاہی - اسیدن ملک معظم کیطرف سے ایک پیام اپنی رعایا کے نام اس مضمون کا جاری ہوا۔ کہ

"تاجپوشی کی تقریب سعید کے متعلق جو ہماری زندگی کا ایک اہم اور سنجیدہ واقعہ ہوا ہے۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ اپنی تمام رعایا کی نسبت جو خاص ہمارے وطن اور نوآبادیوں اور ہندوستان میں آباد ہے اور جس نے اپنی عمیق ہمدردی مابدولت کی خطرناک بیماری کے ایام میں ظاہر کی ہے اپنا دلی شکریہ ظاہر کریں کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ ہمارے ایام بیماری میں جو ناگہانی طور پر ظاہر ہوگئی تھی۔ اُن سب کو سخت تکلیف اور رنج کا مقابلہ کرنا پڑا ہے کیونکہ کہ وہ اس تقریب کو مقررہ تاریخ پر نہایت فرحت وشادمانی سے منانا چاہتے تھے۔ اور پھر اسکے ناگزیر طور پر ٹل جانے سے اُنہوں نے قابلِ تعریف صبر اور اعتدال کا لحاظ رکھ کر دلی خلوص سے ہماری صحت وسلامتی کی دعاؤں میں مصروفیت دکھائی۔ پس اب اُن سب کو خوشی ہوگی۔ کہ خداوند تعالےٰ نے انکی دعائیں قبول فرماکر ہماری زندگی کو تمام خطرات سے بچایا اور ہم کو صحت وطاقت عطا فرمائی۔ جسکا سچا شکریہ یہ ہے کہ ہم اُن فرائض کو بوجہ احسن انجام دیں جو بلحاظ ایسی وسیع سلطنت کی فرمانروائی کے ہم پر عاید ہوتے ہیں"۔

بوئیر جنرلوں کو اعزاز نیاز۔ ۱۰۔ اگست ۱۹۰۲ء کو اتوار کا دن تمام گرجاؤں میں شکرانہ کی نمازوں اور دعاؤں کے دلچسپ اور مؤثر نظارے میں گذرا۔ اور پھر اسی دن تیسرے پہر بادشاہ سلامت نے بوئیر جنرلوں کو اعزاز نیاز عطا فرمایا۔

قصر آسبورن کا قوم کو عطا ہونا۔ ۱۱۔اگست سنہ ۱۹۰۲ء کو دوشنبہ کے دن بادشاہ سلامت کا اعلان بدیں مضمون صادر ہوا۔ کہ

"محل آسبورن جو ملکہ وکٹوریا متوفیہ کی ایک عزیز یادگار رہے۔ ملک معظم اسکو اُنہیں کے پیارے نام کے ساتھ ہمیشہ کے لیئے قوم کی نذر کرتے اور حکم دیتے ہیں کہ سوائے اُن کمروں کے جن میں ملکہ متوفیہ بذات خاص رہائش رکھا کرتی تھیں۔ باقی تمام وسیع عمارات اور اسکے متعلقات قومی مطالب کے لیئے وقف کیئے جائیں۔ اور وہ بحری و بری فوجی افسر جنہوں نے ملکی خدمات میں اپنی عزیز صحتیں کھودی ہیں۔ اس میں رہنے سے اپنی گم شدہ صحتوں کو واپس منگا کر فائدہ اُٹھائیں"

اسی شب لنڈن میں پھر روشنی کی گئی۔ جو نوراً علےٰ نور تھی۔

سترہ لاکھ کا تحفہ۔ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کو لارڈ میر لنڈن نے شاہ جمجاہ کے حضور میں حاضر ہو کر سترہ لاکھ روپے (ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ) کا ایک چک قوم کی طرف سے ان کے غسل صحت کرنے اور تاج پوش ہونے کی خوشی میں بطور نذر پیش کیا۔ جسکو آپنے بخوشی منظور فرما کر ارشاد فرمایا کہ۔ "اس روپیہ سے شفا خانوں کا قرضہ اُتارا جائے گا۔ جس میں ما بدولت خود بھی امداد فرمائینگے۔ اور ہماری خواہش ہے۔ کہ اپنے وطن کے ہسپتالوں کو اعلےٰ پیمانہ پر پہنچانے میں ہر طرح کی کوشش کیجائے"۔ اس ارادہ سے آپ کی فیاضی اور نیک دلی جسقدر عیاں ہے۔ اسکے بیان کی ضرورت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ متعدد بار آپ کو اور آپکے خاندان کو چونکہ صعب و سخت امراض سے سابقہ پڑتا رہا ہے۔ اس لیئے

آپ طبابت کے بہت بڑے قدر دان ہوگئے ہیں۔ جسکو امید ہے کہ اپنے وقت میں معراج کمال پر پہنچا دینگے۔ رخیر اسکے بعد ہندی والیانِ ریاست کو بھی اعزاز ملاقات بخشا گیا۔ اور ان کی دلی خوشی اور وفاداری کے اظہار پر اپنا اطمینان اور شکریہ ظاہر فرمایا۔

نئی وزارت کا تقرر۔ اسی دن بادشاہ سلامت نے مسٹر بالفور کو وزارت عظمےٰ کی خدمت سپرد فرماکر نئی مجلس وزراء مقرر فرمائی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل صاحبان اسمیں نامزد ہوئے۔

مسٹر بالفور۔ فسٹ لارڈ اوف ٹریژری و پریوی سیل

لارڈ ماسبری۔ چانسلر خزانہ

ڈیوک اوف ڈیون شائر۔ پریزیڈنٹ کونسل

رائٹ آنریبل ارکرس ڈگلس۔ وزیر صیغہ داخلیہ

لارڈ لینسڈون۔ وزیر صیغہ خارجیہ

مسٹر چیمبرلین۔ وزیر نوآبادی ہا

مسٹر براڈرک۔ وزیر صیغہ جنگ

لارڈ جارج ہملٹن۔ وزیر ہند

لارڈ سلبورن۔ فسٹ لارڈ ایڈمیرلیٹی (امیر البحر)

مسٹر ریچی۔ چانسلر اوف اکسچکر

لارڈ آسبرن۔ لارڈ کونسلر اوف آئرلینڈ

مسٹر وندہم۔ سکرٹری آئرلینڈ

مسٹر جوالڈ بالفور۔ وزیر سکاٹ لینڈ

لارڈ بالفور اوف برلے۔ پریزیڈنٹ صیغہ تجارت

مسٹر ڈبلیو ایچ لانگ۔ پریزیڈنٹ لوکل گورنمنٹ بورڈ

مسٹر ڈبلیو ایچ ہنری۔ پریزیڈنٹ صیغہ زراعت

لارڈ لنڈن ڈیری۔ وزیر صیغہ تعلیم

مسٹر آسٹن چیمبرلین۔ پوسٹماسٹر جنرل

ہندی فوج کا سلام شاہی۔ ۱۳۔ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کو قصر بکنگھم میں ہندی فوج کو ملاحظہ فرما کر سربلند فرمایا گیا اس موقع پر بھی ہندی والیانِ ریاست اور مہمانانِ تاجپوشی بھی موجود تھے اور ممبران خاندان شاہی بھی جلوہ گر ہو رہے تھے۔ قریب عصر بادشاہ والاجاہ نے محل سے باغ میں برآمد ہو کر معزز مہمانوں سے بجوشی مصافحہ فرمایا۔ اور اسکے بعد فوج کے چیدہ افسروں کو بدست خاص تاجپوشی کا تمغہ مرحمت فرمایا۔ جسکے بعد مابقے فوج کو پرنس اوف ویلز بہادر نے تمغہ جات ایک ایک کر کے عطا کئے۔ تمغہ دلانے کے وقت لارڈ رابرٹس صاحب بہادر ہر ایک سپاہی اور افسر کا نام و لقب باواز بلند بیان فرماتے جاتے تھے۔ اور فوجی قائمقام تمغہ حاصل کر کے باآئین شائستہ ملک معظم اور ملکہ محتشمہ کو سلام کرتے جاتے تھے۔ فوجی سپاہیوں کو اس اعزاز سے جسقدر مسرت ہوئی۔ اُسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے بصد آرزو ملک معظم کی آستانہ بوسی اور اُن کے تندرست دیدار فیض آثار کی سب سے پہلے نہایت شدومد سے درخواست کی تھی تقسیم تمغہ جات کے بعد بادشاہ ذیجاہ نے مختصر الفاظ میں ہندی فوج کے طریق عمل اور لنڈن کی نسبت اظہار خوشنودی فرما کر ارشاد کیا کہ اُمید ہے کہ اب آپ لوگ بخوشی تمام اپنے اوطان کو واپس ہونگے۔

انہیں ایام میں لنڈن ٹائمس میں ایک چھٹی شایع ہوئی جو ہندی قایمقاموں نے لارڈ میئر کے نام بھیجی تھی۔ اور جسمیں اِس جشن کی شرکت کے اہم نتایج پر غور کرکے خواہش ظاہر کی گئی تھی۔ کہ آیندہ بھی ایسی تقریبات پر ہندی مہمانوں کو طلب کرکے اُس اتحاد و محبت کو روزِ افزوں ترقی دی جائے گی جو رعایا کو اپنے تاجدار کے ساتھ ہے چنانچہ اس کے جواب میں لارڈ میئر نے بھی اُس خلوص و اطاعت کا اعتراف کرکے جو مہمانانِ ہند کیطرف سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اُنکے قیامِ ولایت کو نہایت مبارک فال تصوّر کیا۔ اور امید ظاہر کی۔ کہ اسیطرح آیندہ بھی ازدیادِ تعلقات کی کوشش مرعی رہے گی۔

ملکہ متوفیہ کی یادگاریں ۱۵۔ اگست ۱۹۰۲ء کو بادشاہ ذیجاہ نے بندرگاہ سوتھمپٹن میں تشریف لیجاکر البرٹ نامی جہاز پر ایک برنجی تختی بدست خاص نصب فرمائی۔ جس کا کتبہ یہ تھا۔ کہ

"یکم و دوم فروری ۱۹۰۲ء کو اس جہاز پر ملکہ وکٹوریا کی لاش رکھی گئی تھی" اور بجواب ایڈریس کے ارشاد فرمایا۔ کہ

"جو ورثہ ہمیں ملا ہے۔ اسکے بحال رکھنے اور ترقی دینے میں بدولت ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ اور اُس محبت و خلوص کے اثر کو جو ہماری رعایا نے ہماری ذات کی نسبت ظاہر کرنے سے ہمارے دلپر قایم کیا ہے ہمیشہ انکی بہی خواہی اور رفاہ جوئی سے ظاہر کرتے رہیں گے"

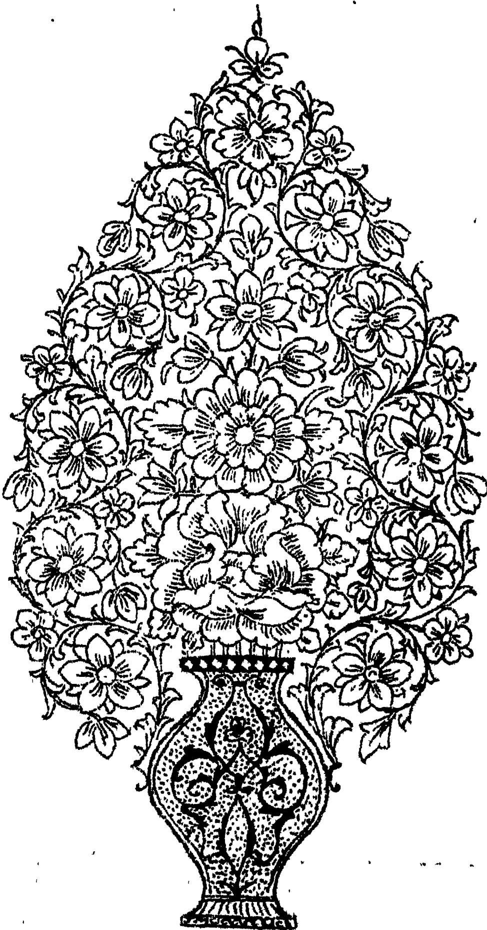
بحری ریویو۔ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۲ء کو نہایت عظمت و شان اور خوبصورتی سے عمل میں آیا۔ جسمیں ایک سو آٹھ جہازات برٹش طاقت کا زبان حال سے اعلان کر رہے تھے اور جھنڈیوں نشانوں کی سجاوٹ

سے ایک عجیب جوبن ان پر آگیا تھا۔ یہ تمام جہازات معہ اپنے سپاہیوں کے پوری مستعدی سے دو طرفہ کھڑے تھے۔ کہ شاہی جہاز معہ امیرالبحروں کے بارہ بجے دن کے ان بیڑہ جہازات میں سے گذرا جسکے گذرتے ہی ہر طرف سے بے تعداد توپیں فیر بلند ہوئے اور ہر ایک جہاز سے شاہی سلامی سر ہوتی رہی۔ ہندوستانی سپاہ اپنے جہاز نارتھ بروک نامی میں بیٹھکر اس کیفیت کو دیکھ رہی تھی۔ اور مہمانانِ سرکاری کے لئے بھی ایسا ہی انتظام ہو چکا تھا۔ کنارۂ دریا پر لاتعداد مخلوق اس شاندار ریویو کے دیکھنے کو جمع تھی۔ ادہر جہازات شاہی اور اُدہر مخلوق تماشائی کے ہپ ہپ ہُرّے ایک عجیب سماں پیدا کر رہے تھے۔ جسکے دیکھنے سے شاہ عالم پناہ نہایت محظوظ واپس ہوئے۔ شام کو جہازات پر روشنی کی گئی۔ جسکا لطف خاص طور پر لائق دید تھا۔ کیونکہ ان بہار نما جہازی ٹیلوں کو چراغان نے بالکل ایک شعلہ جوّالہ بنا دیا تھا۔ اور دریا میں عکس پڑنے سے تو کچھ اور ہی کیفیت نظر آتی تھی۔ باوصفیکہ آندہی کے باعث موسم قابلِ سیر نہ رہا تھا مگر پھر بھی ہجوم خلائق اس قدر تھا کہ شمار نہ ہو سکتا تھا۔

اس کے بعد کی تاریخوں میں ہندی مہمان بخوشی و خرمی تمام ولایت سے اپنے اپنے مقامات کو واپس ہوئے۔ بعض بعض صاحبان سیر یوروپ کو بھی روانہ ہوئے۔ مگر چونکہ تقریب تاجپوشی کو ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ اس لئے ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

جسقدر حالات اس وقت تک درج ہوئے ہیں۔ اگرچہ وہ اجمالی طور پر ہی قلمبند ہوئے ہیں۔ مگر پھر بھی امید ہے کہ ان کے دیکھ لینے

کے بعد ناظرین کتاب اپنے شہنشاہ ذیجاہ کے سوانحات عمر اور
تاجپوشی لنڈن کی ضروری کیفیات سے بے خبر نہ رہیں گے۔ اور دربار
دھلی کے مفصل حالات اب اور بھی دلچسپی سے پڑھیں گے۔ اور
خود ہی اِن دونوں درباروں کی عظمت و اہمیت کا فرق سمجھ لینگے۔



حصہ دوم

دربار ہائے تاجپوشی ہندوستان

باب اوّل

دربار ہند کی اہمیت اور ابتدائی تجاویز

فصل اوّل

تمہیدی کارروائیاں

ہندوستان میں انعقاد دربار کی ضرورت پر غالباً نہ تو کسی طویل طویل بحث کی ضرورت ہے اور نہ دلائل و براہین کی فراہمی کی حاجت سرزمین دہلی جس پر اس دربار گوہربار کا انعقاد تجویز ہوا تھا خود اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ اس پر جس قدر فرمانروا آج تک حکومت کرتے رہے ہیں۔ قریباً ہر ایک ایسے جشن ہائے مسرت کا اہتمام بھی اپنے اپنے وقت

میں پوری شان و شوکت اور جاہ و تمکنت سے کرتا رہا ہے بلکہ یہ رسوم یہاں کی آب و گل میں یہاں تک داخل ہو چکی ہیں کہ اب بھی ہر ایک والیٔ ریاست اور جاگیردار حسب موقع ایسی تقریبات کو نہایت شانداری اور عظمت کے ساتھ انجام دینا لوازم امارت و حکومت میں داخل سمجھتا ہے اور اسی وجہ سے عام رعایا بھی ایسے درباروں اور جشنوں سے اسقدر مانوس و آشنا ہے کہ غالباً کسی دوسرے ملک کی رعایا کو ایسے معاملات میں اس قدر شغف و انہماک نہ ہوگا۔ کیونکہ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے کہ جسمیں مختلف چھوٹے بڑے رئیس و امیر خود مختار ہوں یا بے اختیار کوئی نہ کوئی تاریخی وقعت ضرور رکھتے ہیں۔ اور یہ اپنے آئین و مراسم کے لحاظ سے اب تک ایسی تقریبات پر دل کھول کر خرچ اور اہتمام بلیغ کرنے کے عادی چلے آتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں شہنشاہِ کیوان بارگاہ کا تاجپوشی ہوتا اگر صرف گزٹ کے ذریعہ مشتہر کردیا جاتا۔ تو اہل ہند کی اس پرخلوص ارادت و عقیدت کو اظہار کا موقع نہ ملتا۔ جو ان کو تاج برطانیہ اور تخت انگلشیہ کے ساتھ مرکوز و ملحوظ ہے اور ایک ایسی قدیم رسم (جس کو لوازم سلطنت سے سمجھا جاتا ہے) کے چھوڑ دینے سے ان کے دلوں میں وہ ولولہ جو نئے بادشاہ کے نام کے ساتھ پیدا ہونا ضروریات سے ہے۔ کیونکر پیدا ہو سکتا۔ جس کی پولیٹیکل حیثیت سے بھی ہر سلطنت کو خواہش اور ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس کے

علاوہ ایسے درباروں کا انعقاد جبکہ بلا تفریق مذہب وملت ہر ملک وقوم میں ایک زمانہ دراز سے چلا آتا ہو۔ حتے کہ انگلستان کے باشندے بھی اُسکی عظمت کے قائل ومعترف پائے جاتے ہوں تو پھر ہندوستان ہی میں اُس کا منعقد نہ ہونا (جو مدتوں سے ایسے درباروں کا خوگر ہے) واقعی بڑی کوتاہی ہوتی۔

ماسوائے اس کے ہندوستان میں ابتدائے زمانہ سے آج تک گو کوئی ایک مہاراجگانِ ذی اقتدار اور شاہانِ نامدار گدی نشین ہو کر شہنشاہِ ہند کہلا چکے ہیں۔ لیکن کسی کو ایسی وسیع سلطنت اور اتنی بڑی قابلِ قدر قوت حاصل نہیں ہوئی۔ جو گورنمنٹ انگریزی کو یکساں طور پر تمام ہندوستان میں بلا استثناء ہر مقام اور ہر جگہ پر میسر ہے۔ حیدرآباد دکن یا مرہٹوں کے ملک ہیں جو اس وقت بھی اپنی اپنی راج گدیوں پر قائم اور مستحکم ہیں۔ جو اثر اور عزت گورنمنٹ انگریزی کو حاصل ہے۔ اصولی طور پر اُس سے کچھ کم نہیں کہی جاسکتی جو اس کی خاص اپنے علاقہ میں کی جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شہنشاہی کا لقب "تاجِ برطانیہ کے ساتھ نہایت مناسب طور پر موزون ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہاں کے مختلف خود مختار حکمرانوں پر جو اپنے اپنے علاقوں میں بمنزلہ بادشاہ کے فرمانروا ہیں۔ گورنمنٹ انگلشیہ کو بلا شک وشبہ حقوق شہنشاہی حاصل ہیں۔ ورنہ خاص انگلستان میں جو مدّت مدید اور عہد بعید سے امن کا امن ومسکن ہے۔ ابھی تک وہ

خطابِ شہنشاہی سے مخاطب نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہاں ایسے خود مختار والیانِ ریاست ہی موجود نہیں۔ جن کے ماتحت رکھنے سے اُسے حقوقِ شہنشاہی مل جاتے۔ علاوہ ازیں ہندوستان کا ملک باعتبار اپنے مختلف الاقوام مختلف المراسم اور مختلف المذاہب باشندوں کے ایک ایسا معجونِ مرکب ملک ہے کہ اس کے حکمران کو ان کی حکومت کے باعث واجبی طور پر بھی دعوائے شہنشاہی ہوسکتا ہے۔ جو انگلستان میں مشکل ہے کیونکہ وہاں صرف بادشاہ کے ہمقوم اور ہم مذہب لوگ آباد ہیں۔ جن میں وُہ قدرتی طور پر بھی عزت رکھتا ہے۔ اور اس پر جب ہندوستان کے رقبہ آبادی اور محاصل کو دیکھا جائے تو وُہ بھی اس قدر وسیع اور عظیم الشان ہے کہ جس کے فرمانروا کو دنیا میں خاص طور پر ممتاز ہوجانا چاہئے۔ پس ایک ایسے ملک میں جسکا زیرِ نگیں ہونا تاجِ برطانیہ کی عزت وعظمت کی بڑی بھاری دلیل ہو اور جسکی رعایا بھی صلح کل سلطنتِ انگریزی کو اپنے تمام فرمانروایانِ گذشتہ کا نعم البدل جانتی ہو۔ اگر یہ دربار منعقد نہ کیا جاتا تو ایک ناقابل تلافی فروگذاشت ہوتی۔ اسکے سوا جب ایسے درباروں کی علت غائی کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس غرض سے اِن کا انعقاد تجویز کیا گیا تھا کہ ملکی با اثر لوگ اور سردار اپنے نئے بادشاہ کے جلوسِ سلطنت سے باخبر ہوکر اُس کے حضور میں نذریں پیش کرنے سے اُس کی ذاتِ خاص کے ساتھ اپنی اطاعت و

فرمانبرداری کا اظہار کیا کریں جو قیام و استحکامِ سلطنت کا باعث ہوا کرتا ہے۔ پس اِس لحاظ سے جس قدر ضرورت اسکی ہندوستان میں انعقاد کی تھی۔ غالباً انگلستان میں بھی نہ ہو گی۔ کیونکہ وہاں تو صرف بادشاہ سے ہمقوم اظہار اطاعت کرتے ہیں۔ جو قدرتی طور پر بھی اس کے مطیع ہونے کو مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں مختلف المذاہب اور مختلف الاقوام سردار اور والیانِ ملک موجود ہیں۔ جن کے اظہار اطاعت کی مراسم کے ادا کرنے کو ایک بڑا باوقعت معاملہ کہنا چاہیئے۔ جس کے لئے اِس امر کی واجبی طور پر ضرورت تھی کہ شہنشاہ ذیجاہ خود تشریف لاکر ہندوستان کا تاجِ شہنشاہی اِن سب رؤسا و امرا کے روبرو اپنے زیبِ سر فرماتے جو باوصف صد ہمہ گرہونے کے صرف اِن کی خیرخواہی وخیراندیشی کے لئے دہلی میں جمع ہونے کو تھے۔ تاکہ اِس نظارہ کی وقعت خود شہنشاہِ عالم پناہ کو بھی بخوبی محسوس ہو جاتی۔ کہ کس طرح اِن کو تمام ہندوستان کے باشندے دلی خلوص و تپاک کے ساتھ اپنا واقعی شہنشاہ سمجھتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کو بھی اُن کے دستِ خاص پر اپنا نقدِ اطاعت رکھنے میں ایک خاص امتیاز حاصل ہو جاتا۔ اِس کے بعد دوسری بات یہ تھی کہ اگر بوجہ انصرامِ مہامِ سلطنت یا تقاضائے عمر حضورِ ممدوح خود یہ تکلیف گوارا نہ فرماسکتے۔ تو ولیعہد سلطنت ہی اپنی تشریف آوری سے ہندوستان کو معزز و مفتخر فرمادیتے تاکہ ہندوستان والوں کو کچھ تو اپنی دفاداری

اور اطاعت شعاری کا لطف آجاتا مگر چونکہ گورنمنٹ ہمیشہ سے ہندوستان کا انتظام اپنے نائب السلطنتوں کے ذریعہ کراتی ہے جو ہر پانچویں سال پوری قوتِ انتخاب خرچ کرکے منتخب اور مقرر کئے جاتے ہیں اور وُہی تمام رعایا برایا اور رؤسا و امرا کے ساتھ سلطنت کے متعلقہ امور میں مثل بادشاہ کے معاملات طے فرماتے اور ہر طرح کی معافیاں اور عہدنامے وغیرہ منظور کرتے ہیں۔ جس میں اُنکو پورے اختیاراتِ شاہانہ حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے مصلحت اسی میں دیکھی گئی۔ کہ نائبانِ شہنشاہی کے قیام جاہ و جلال کے لئے جب کبھی ایسی تقریبات بھی پیش آئیں تو اِن کو بھی انہیں کی ذات سے انجام دلایا جائے تاکہ نائبانِ سلطنت کے اعزاز و اکرام اور اُن کے اقوال و افعال کی عظمت و جلالت رؤسا و امرائے ہند کے دلوں پر ویسی ہی برقرار رہے۔ جیسے کہ چاہیئے اور وُہ اُن کو اپنے شہنشاہ کا اصلی معنوں میں نائب و مختار سمجھنے میں کوئی شک و شبہ نہ لاسکیں کیونکہ یہی وُہ لوگ ہیں۔ جن کو بذاتہٖ ہندوستان کے باشندوں سے شب و روز واسطہ رہتا ہے۔

اس لئے اس دربار کی صدارت کے لئے بھی عالیجناب معلےٰ القاب ہز ایکسیلینسی دی رائیٹ اونریبل لارڈ جارج نتھنیل بیرن کرزن صاحب بہادر جی۔ ایم۔ ایس۔ آئی جی۔ ایم۔ آئی۔ ای وائیسرائے و گورنر جنرل کشورِ ہند کی ذاتِ ستودہ صفات ہی منظور و منتخب فرمائی گئی جو نیابت شہنشاہی کے علاوہ ہندوستانیوں میں بھی بسبب اپنی عزیز کارکنی کے پوری محبت سے دیکھے جاتے ہیں

دربار کے لئے دہلی کا انتخاب - اگرچہ نائب السلطنت کشور ہند کے قیام کے باعث ہندوستان کا دارالسلطنت کلکتہ شمار ہوتا ہے - مگر ہندوستان کی قدیمی اور اصلی راج دھانی اگر تلاش کی جائے تو دہلی ہی ملے گی - جس نے راجپوتوں مسلمانوں دیسیوں پردیسیوں ہستے حکمرانوں کے کئی ایک انقلاب دیکھے اور ہر دفعہ اپنے تختگاہ ہونے کو برقرار رکھا ہندوستان میں جسقدر پُرانے سے پُرانے شہر موجود ہیں - دہلی سب سے پُرانی ہے - کسی زمانہ میں اسکا نام اندرپرست ہُوا کبھی دہلی اور کبھی شاہ جہان آباد قرار پایا - مگر اسکی دل آویزی اور قدامت ہمیشہ ممتاز ہوتی رہی - اور اگرچہ اسکو ہندوستان کی ناف تو نہیں کہا جا سکتا - مگر پھر بھی حسن اتفاق سے وہ ایسے مقام پر آباد ہے کہ جس کو ہر چہار اطراف ہند قریباً برابر برابر پڑتے ہیں - مثلاً کلکتہ دہلی سے ساڑھے نوسو میل ہے - تو بمبئی بھی ساڑھے آٹھ سو اور پشاور بھی قریباً سات سو ایسا ہی اجمیر - آگرہ - لکھنؤ کے مقامات بھی دو سو سے تین سو میل تک کے فاصلہ پر پڑتے ہیں - بخلاف اس کے اگر کلکتہ میں دربار کیا جاتا - تو بمبئی - مدراس پنجاب کے درباریوں کا سفر بہ نسبت دہلی کے دوگنا ہو جاتا - علاوہ اسکے ہندوستان کی مصدقہ اور مسلمہ تختگاہ کے سوا اگر کسی دوسری جگہ ایسے دربار منعقد کئے جائیں - تو شہنشاہی ہند کے ساتھ یہاں کے قدیم شاہان سلف کی جانشینی کا کام پورا نہ ہوتا - اور ایک نئے قسم کے دربار کی بنیاد قائم کرنی پڑتی - اسکے سوا ہندوستان میں اگر کوئی شہر نئے اور پرانے کمالات کا مرکز قرار دیا جا سکتا ہے

تو وہ بھی دہلی ہی ہے۔ ایسی صورت میں ہندوستان میں سلطنت کی طرف سے ایسے عظیم الشان دربار کے لئے سوائے دہلی کے کسی دوسرے مقام کا تقرر مناسب نہ ہوتا۔ چنانچہ اسی خیال سے لارڈ لٹن صاحب متوفی سابق وائسرائے ہند نے ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری کے لئے بھی دہلی کو ہی منتخب کیا تھا۔ اور انہیں وجوہات سے اس عدیم المثال دربار کے لئے **لارڈ کرزن صاحب بہادر** موجودہ وائسرائے ہند نے بھی دہلی کو ہی منتخب فرمایا۔

تاریخ دربار کا تقرر۔ جس طرح تمام اقوام و ممالک میں اپنے اپنے سال کے آغاز کا دن نوروز سمجھا جا کر اسدن کو تہنیت کے درباروں یا عطا و بخشش میں صرف کیا جاتا ہے۔ ویسے ہی انگریزی سلطنت یکم جنوری کو ایک دربار کے ذریعہ ملک کے سربرآوردہ اور مستحق اشخاص کو عطائے خطابات وغیرہ سے سربلند کرتی ہے اور ایسے دربار قریباً ہر صوبے میں ہوتے رہتے ہیں۔ گو رسمی طور پر معمولی ہونے کے باعث ان کا کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا جاتا۔ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری کے لئے بھی چونکہ کسی تاریخ کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ اس لئے **لارڈ لٹن صاحب** نے اس کے لئے بھی یکم جنوری کی تاریخ ہی منظور فرمائی تھی اور اسی بناء پر موجودہ وائسرائے بہادر نے اس دربار تاجپوشی کے لئے بھی یکم جنوری کی ہی تاریخ تجویز فرمائی۔ حالانکہ اس دربار کو دو تاریخوں کے ساتھ قدرتی خصوصیت اور مناسبت حاصل تھی۔ یعنے شہنشاہِ معظم کی ولادت باسعادت کی تاریخ ۹ نومبر اور تخت نشینی کی ۲۲ جنوری تھی۔ جن میں سے کسی پر اگر اس دربار کا انعقاد ہوتا۔ تو

زیادہ موزون ہو جاتا۔ مگر گورنمنٹ نے یکم جنوری کی ہی تاریخ منظور فرمائی۔ جسکے مطابق گویا یہ دربار سلطنتی جشن تاجپوشی کا مرتبہ پا گیا۔ بہر حال اواخر اگست سنہ ۱۹۰۱ء میں گورنمنٹ ہند نے اس جشن کی تکمیل و ترتیب کے لئے ایک انتظامی دربار کمیٹی نامزد فرمائی۔ اور صاحبانِ ذیل کو اسکا ممبر و سکرٹری و پریزیڈنٹ مقرر فرمایا۔

دربار کمیٹی کے ارکان

۱۔ مسٹر باربس صاحب بہادر بالقابہ فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند۔ پریزیڈنٹ

۲۔ میجر ڈ سن صاحب بہادر بالقابہ۔ سکرٹری

۳۔ جنرل ہنری صاحب بہادر کوارٹر ماسٹر جنرل ممبر

۴۔ کرنل اوزیبل بیرنگ صاحب بہادر بالقابہ ملٹری سکرٹری "

۵۔ کرنل میٹسن صاحب بالقابہ انسپکٹر جنرل امپریل سروس ٹروپس "

۶۔ مسٹر گارڈن واکر صاحب بہادر بالقابہ کمشنر دہلی "

۷۔ مسٹر کینبن صاحب چیف انجنیئر پنجاب لاہور "

اس کمیٹی کے ماتحت ایک کارکن کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس کے ممبر ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی مقرر ہوئے۔ اور علاوہ اسکے ایک ٹکٹ آفس کھولا گیا۔ جسکے انچارج مسٹر جارڈن صاحب کئے گئے۔ اور وقتاً فوقتاً کئی ایک اور یورپین افسران کی خدمات بھی انہی کاموں کے لئے منتقل ہوتی رہیں۔ چنانچہ تعمیرات کے جملہ کاموں کے سربراہِ کار لالہ گنگا رام صاحب اگزکٹو انجنیئر پنجاب مقرر کئے گئے۔ اور تیاری نقشہ جات اور شاہی کیمپوں کی آرائیش کے متعلق بھائی رام سنگھ وائس پرنسپل آرٹس سکول کی خدمات لی گئیں۔ اور دربار ہال کا نقشہ مسٹر جیکب صاحب

کو بنا نا تفویض ہوا - وغیرہ وغیرہ - اور پھر وقتاً فوقتاً حضور وائسرائے کا بنفسِ نفیس خود دہلی آ کر انتظامات دربار کو دیکھنا مزید براں تھا چنانچہ دربار کے پہلے حضورِ ممدوح چھ دفعہ اس غرض کے لیے دہلی میں خود تشریف لا چکے تھے۔

دربار کا اعلان - ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء کو نواب وائسرائے بہادر کی جانب سے انعقادِ دربار کا باضابطہ اعلان مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کیا گیا۔

صیغہ ریاست ہائے غیر
اشتہار نمبر ۶۳ - الیٰ ۔ اے

ہرگاہ اعلےٰ حضرت والا مکرمت شہنشاہِ والا پناہ ملکِ معظم ایڈورڈ ہفتم قیصرِ ہند ادام اللہ اقبالہم کے حضورِ مرحمت نشور سے فرمان ہائے شاہی مورخہ ۲۶ جون اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء بدیں اعلان صادر ہوئے ہیں کہ اعلےٰ حضرت محتشم الیہم کی مرضی مبارک یہ ہے کہ اپنے اور اپنی دلی محبوبہ محترمہ ملکۃ الکبریٰ کے جلوس سعادت و عظمت مانوس کا جشن عظیم الشان میمنت اقتران ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کو منعقد فرمائیں۔ لہٰذا اب اینجانب بمنصب وائسرائے و گورنر جنرل ہند اس تحریر کی رو سے جس پر ہمارے دستخط و مہر ثبت ہیں۔ یہ عام اعلان کرتے ہیں کہ اینجانب کا ارادہ ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی میں ایک دربار شاہی اس غرض سے منعقد کریں کہ اعلےٰ حضرت عظیم المرتبت کی سلطنت ہند میں اس تقریب کی عظمت و میمنت و تشہیب کا اعلان کیا جائے۔

اینجانب کا یہ قصد ہے کہ اس دربار حشمت مدار میں اعلیٰحضرت محتشم الیہم کی سلطنت ہند کے ہر ملک و حصہ سے گورنروں اور لفٹنٹ گورنروں اور منتظمان ملک کو۔ اور ان ریاست ہائے ہندوستانی کے شہزادوں اور والیان ملک اور امراء کو جو اعلیحضرت مفخر الیہم کے زیر حفاظت ہیں۔ اور اس سلطنت عظیم ہند کے کل ممالک کے سرگروہ معززین یوروپین و ہندوستانی دونوں کو بلایا جائے۔

اس تحریر کی رو سے اینجانب یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ اینجانب فی الفور باجلاس کونسل ایسے احکام صادر کرینگے جو اس تقریب کی عظمت و اقتدار کے شایاں ہوں اور اس خواہش و تمنا کے مطابق ہوں جو اعلےٰ حضرت محتشم الیہم کی رعایا کے ہر فرقہ و گروہ کے اشخاص کے دلوں میں اس بارہ میں ہے کہ وہ اپنی وفاداری و اطاعت شعاری کو ایسی عام تقریبات و طریقہ ہائے اظہار مسرت و نشاط سے ثابت و ظاہر کریں جو اس موقع جلیل الشان کے مناسب ہوں۔

آج بتاریخ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۲ء بمقام کلکتہ مرتب ہوا۔

(دستخط لارڈ) کرزن

والسرائے گورنر جنرل ہند"

درباری خاکہ

چونکہ ہندوستان میں پورے امن و امان کے زمانہ میں ۱۸۷۷ء کا دربار قیصری ہی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے پورے جاہ و جلال کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اسلئے اُسی کا خاکہ اس دربار میں بھی منتظموں کا رہنما ہو سکتا تھا۔ جسمیں وہ تمام مناسب اضافے بھی جو اس دربار کے لئے موزون ہو سکتے تھے تجویز کئے گئے۔ اور گو یہہ دربار بجائے خود ہندوستان میں گورنمنٹ انگلشیہ کا پہلا دربار تاجپوشی ہی تھا۔ مگر پھر بھی ۱۸۷۷ء کے دربارِ قیصری کا اس میں یہاں تک لحاظ رکھا گیا۔ کہ

دربار ہال کے لئے وہی جگہ تجویز ہوئی۔ جو دربارِ قیصری کے موقع پر شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر منتخب ہوئی تھی۔ اور قرار دیا گیا۔ کہ اسکو اسقدر وسیع تعمیر کیا جائے۔ کہ جسمیں بارہ ہزار درباریوں کی نشست ہو سکے حضور والیسرائے کا دایرۂ دولت بھی اسی مقام پر لگانا تجویز ہوا۔ جہاں ۱۸۷۷ء کے وقت تھا۔ لیکن شانداری اُس سے بدرجہا زیادہ مدنظر تھی۔ چنانچہ قرار دیا گیا۔ کہ خاص حضور ممدوح کے قیام کے لئے ایک عالیشان پختہ کوٹھی تعمیر کیجائے۔

والیانِ ریاست کے کیمپوں کے لئے بھی بتغیرِ اندک وہی مقامات پسند کئے گئے۔ جہاں پہلے ۱۸۷۷ء میں کیمپ نصب ہوئے تھے البتہ چونکہ اب کچھ زیادہ جم غفیر اور بھیڑ بھاڑ ان کے ساتھ نہ ہو سکتی تھی کیونکہ بعض جلیل القدر رئیسوں نے امپیریل سروس ٹروپس میں اپنے جنگی دستے گورنمنٹ کی نذر کر رکھے تھے۔ اور جو باقی تھے اُن کے

بھی اب بلحاظ خیالات نمائش بہت کم رہ گئے تھے۔ نیز اس موقع پر خط و کتابت کرکے پہلے سے فیصلہ کرلیا گیا تھا۔ کہ کسقدر ملازمان اور عملہ سپاہیاں ہر ایک کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ لہٰذا ان کی نسبت یہ قرار دیا گیا۔ کہ ہر ایک والی ریاست کے حسبِ ضرورت اراضی اِن کے کیمپ کے لئے مخصوص کردیجائے۔ اور اگر یہ اراضی گورنمنٹ کی ہو۔ تو اُن سے کوئی کرایہ نہ لیا جائے۔ لیکن اگر کسی زمیندار کی ہو۔ تو فصلات کا معاوضہ رؤسا سے انکو دلا دیا جائے۔ زمینوں کی درستی۔ ہمواری۔ چمن بندی۔ کیمپوں کا نصب کرنا۔ انکی اندرونی سڑکوں کا درست کرنا بھی سب دیسی رئیسوں کے ہی متعلق رکھا گیا اور گورنمنٹ سے صرف ایک ایک پولیس اسٹیشن اُن کی حفاظت کے لئے اِن کے کیمپوں میں مقرر کرنا تجویز ہوا۔ البتہ جو جو سرکاری افسران مثل ریزیڈنٹ و پولیٹیکل ایجنٹ روساء ریاست نگرانی وغیرہ کے لئے مقرر تھے۔ اِن کے کیمپ گورنمنٹ کی طرف سے وہاں نصب کرنے تجویز ہوئے۔

امرائے ہند کے کیمپ کے واسطے بھی الگ الگ جگہ مقرر کردی گئی۔ اور اُس کا بھی ایسا ہی انتظام کیا گیا۔

مہمانوں کے لئے تین اقسام تجویز کئے گئے۔ ایک تو وہ کہ جن کا کیمپ کھانا۔ سواری سب سرکار کے ذمہ تھا۔ اس میں وائسرائے صاحب کے یوروپین مہمانوں کے علاوہ ایڈیٹران اخبارات اور پنشنران غدر بھی شامل تھے۔ دوسرے وہ جنکے کیمپ کا انتظام سرکار کی طرف سے تھا۔ اور خورونوش اور سواری وغیرہ کا وہ خود انتظام کرتے تھے۔

اس میں بھی اکثر یوروپین افیسر تھے - تیسرے وہ جن کے کیمپ کی جگہ تباہ دینے سے گورنمنٹ کو سروکار تھا - اور باقی سب باتیں وہ اپنے خرچ اور انتظام سے کرتے تھے - اس میں تمام راجگان اور امرائے ہند کو سمجھنا چاہیئے - یہ تفریق کسی تعزز وتذلل کے اعتبار سے نہ رکھی گئی تھی بلکہ مہمانوں کی ضروریات کے اعتبار سے تھی - تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو -

ڈاکخانوں اور تارگھروں کا انتظام بھی ایک بڑے پیمانہ پر کرنا ضروری تھا - کیونکہ صرف دہلی کے مقررہ ڈاکخانے اتنے بڑے وسیع انداز کی خط وکتابت کے کسی صورت میں متحمل نہ ہو سکتے تھے - اسلیئے پنجاب سے کلارک - سارٹر - اور پیون اور تار والے ہزاروں کی تعداد میں طلب کر کے ہر ایک کیمپ میں الگ الگ ڈاکخانہ مقرر کرنے سے اس ضرورت کو پورا کر دیا گیا - اور ایک کتاب میں جملہ مہمانوں رئیسوں کے جائے قیام درج کر کے چھٹی رسانوں کی آسانی کے سوا عام لوگوں کے لیئے بھی سہولیت مدنظر رکھی گئی - جسکی ایک لاکھ کاپیاں چھاپی گیئں تھیں جو صرف ایک ہی ہفتہ میں فروخت ہو گیئں - اور پھر دو دو تین تین روپے میں بھی بمشکل میسر ہو سکیں - جن کی نسبت روایت ہے کہ ملازمانِ ڈاک نے پبلک ضروریات کا احساس کر کے اِن کو خود ہی بتعدادِ کثیر خرید رکھا تھا جنہوں نے محکمہ کی باضابطہ بکری کے بعد روپے نفع سے فروخت کیا - دربار کے صیغہ ڈاک کے پوسٹماسٹر جنرل رائے بہادر لالہ دولت رام صاحب مقرر کیئے گئے تھے -

سواریوں کے لیئے گاڑیوں وغیرہ کی جسقدر ضرورت ایسے موقع پر ہو سکتی ہے کچھ پوشیدہ نہیں - مگر اس خیال سے کہ حتی الامکان خرچ

نہایت ہی کم ہو۔ ٹرنسپورٹ کے ذریعہ فوجی گاڑیاں اور چھکڑے سواری اور باربرداری کے لئے طلب کئے گئے۔ نیز ولایتی کارخانوں سے انگریز مہمانوں کے لئے بتعداد کثیر بائیسکلیں بھی خریدی گئیں۔ اور نرخ بھی معقول مقرر کر دیا گیا یعنے درجہ اوّل کی گاڑی کے چالیس روپے درجہ دوم کے تیس روپے درجہ سوم کے پندرہ روپے اور درجہ چہارم یعنے یکہ کے دس روپے روزانہ اور یہ وہ کرایہ تھا کہ جس کے لالچ پر دور دور نزدیک سے کرایہ کی گاڑیاں وہاں پہنچنی شروع ہو گئیں۔

ریلوے انتظام کی اس موقع پر جسقدر ضرورت تھی۔ اس کے بیان کی ضرورت نہیں کہ خود روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کیونکہ یہی ایک ایسا ذریعہ تھا۔ جس سے دہلی میں ہندوستان کی چاروں طرف کی مخلوق کھچکر آسکتی تھی۔ اسلئے تمام ریلوے لائنوں سے انتظام کیا گیا۔ کہ وہ اِن ایّام میں سپیشل ٹرینوں کا اہتمام کریں اور نیز سنٹرل کیمپ اور رؤسائے ریاست کے کیمپوں کے جسقدر نزدیک کوئی سٹیشن کھل سکیں اِن کے کھولنے کا بھی بندوبست کریں کہ مہمانوں کو باربرداری وغیرہ کی تکالیف میں تخفیف ہو سکے۔ نیز جسقدر ممکن ہو کرایہ میں بھی تخفیف کریں۔ چنانچہ اسکے مطابق ہر ایک ریلوے نے سپیشل ٹرینوں کا بھی انتظام کیا۔ اور سرائے روح اللہ۔ ویسٹ کیمپ۔ آزادپور۔ ٹمبری۔ سنٹرل کیمپ۔ باولی۔ پنجابی سرائے اور سبزی منڈی کے نئے سٹیشن تجویز کر دئے گئے۔ اور کرایہ میں یہ تخفیف منظور کی۔ کہ اوّل و دوم درجہ کے مسافروں کو ایک ہی طرف کے کرایہ میں واپسی ٹکٹ دئیے گئے۔ اور انٹرمیڈیٹ کلاس اور درجہ سوم والوں کو ایک طرف

کا پورا اور دوسری طرف کا آدھا کرایہ لے کر واپسی ٹکٹ دیئے۔ یہ ٹکٹ بالعموم ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء سے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء تک ایک مہینے کے لئے دا یئے جاتے تھے۔

لائیٹ دربار ریلوے۔ چونکہ دربار ہال۔ پولو گراونڈ اور سنٹرل کیمپ وغیرہ سب شہر سے معقول فاصلوں پر تجویز ہوئے تھے۔ لہذا ایک ہلکی سی دربار لائیٹ ریلوے کا بھی عارضی طور پر اجرا منظور ہوا جسکی سڑکوں کی درستی و طیاری کے لئے سفر مینا کی پلٹنیں مقرر ہوئیں۔

سامان خورونوش کے لئے بھی محکمہ ٹرنیسپورٹ کو آمادہ کیا گیا۔ کہ وہ تمام اجناس ضروری فراہم کر کے نرخ مقررہ منظور شدہ کے مطابق فروخت کیا کرے۔ اور نیز پکے پکائے کھانے کے ہوٹل بھی جاری کرنے کا بندوبست کر دیا گیا

درباری تقریبات کی تقسیم

چونکہ دربار قیصری ۱۸۷۷ء کے وقت ایّام دربار میں جلوس سواری فوجی ریویو اور میو کالج کی کونسل کے مواقعات۔ علاوہ یوم دربار کے بڑی شان و شوکت سے عمل میں آئے تھے۔ اور یہ دربار تو اس سے بھی بہت شاندار کرنا مقصود تھا۔ اسلئے قرار دیا گیا۔ کہ جلوس سواری شاہانہ اس شان و شوکت سے بھی کسیقدر زیادہ جاہ جلال کے ساتھ نکالا جائے۔ جیسا کہ ۱۸۷۷ء میں نکلا تھا چنانچہ قرار پایا کہ جلوس سواری سٹیشن سے کوئینس روڈ۔ لودھیان روڈ۔ خاص روڈ۔ جامع مسجد کا چکر۔ ہسپتال کا چکر۔ اسپلینڈ روڈ۔ چاندنی چوک۔ بازار فتحپوری۔ احمد بائی روڈ۔ ڈفرن برج۔ موری دروازہ۔ راجپور

پہاڑی کی سڑک زیرین اور پھر کھاڑی کے اوپر سے پنار فیلنگ شاف سے گذرتا ہوا وائسرائے کے کیمپ میں داخل ہو۔ اور وائسرائے و ڈیوک اوف کیناٹ کے ہاتھیوں کے بعد دیسی رئیس اپنے اپنے ہاتھیوں پر پہلو بہ پہلو دو قطاروں میں شامل جلوس رہیں۔

روشنی اور آتشبازی کا بھی شل ولایت نہایت اعلےٰ درجہ کا انتظام سوچا گیا۔ چنانچہ روشنی کے لئے مسترز اوسلر اینڈ کو ٹھیکہ دیا گیا اور آتشبازی کے لیئے مسترز براک اینڈ کو فرمائش دیگئی۔ روشنی برقی تجویز ہوچکی تھی۔ اور آتشبازی بھی ایسی ہی مدِ نظر تھی۔ جو شعبدہ بازی سے کم نہ ہو۔

فوجی ریویو کے لئے پوری سینتیس ہزار سرکاری فوج کے اجتماع کا حکم دیا گیا مگر اسمیں بھی یہ ملحوظ رکھا گیا کہ ہر قوم کی پلٹنیں اور رسالے وغیرہ موجود ہو جائیں۔ حالانکہ دربار قیصری پر صرف پندرہ ہزار فوج طلب کی گئی تھی۔

امپیریل سروس ٹروپس کا ریویو بھی اس ضمن میں قرار دیا گیا۔ اور یہ ایک ایسا نظارہ تھا کہ جو ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری کو بالکل میسر نہ ہوا تھا جس سے ہندوستانی رئیسوں کی وفاداری و جاں نثاری کا متفقہ و مسلمہ ثبوت دکھانا مقصود تھا۔ اس کے سوا

دیسی رئیسوں کی جلوسی اردل کا معائنہ بھی ایک خاص دن پر رکھا گیا۔ تاکہ مختلف اضلاع و اطوار اور لباسوں کی بھی جھلک نظر آجائے۔

ستارۂ ہند کے بال اور دربار کے لئے قلعہ معلےٰ میں دیوان عام کی درستی اور اسکے بالمقابل ایک عارضی دیوان بنانے کی تجویز کی گئی جو

نہایت کم خرچ بالانشین قسم کا ہو۔
پولو اور مختلف فوجی ورزشوں کے لئے بھی وقت مقرر کیا گیا۔ اور
اتوار کے دن کو متفقہ دعا و مناجات کے لئے رکھا گیا۔ ان سب کے
علاوہ ایک نئی بات بھی جو ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری میں موجود نہ
تھی۔ منظور کی گئی۔ یعنے
نمائش صنعت و حرفت کا افتتاح بھی انہیں دنوں میں تجویز ہوا جسکے
لئے ڈاکٹر جارج واٹ صاحب کو سربراہ مقرر کیا گیا اور مسٹر پرسی براون صاحب
پرنسپل آرٹس سکول لاہور کو اسکا مددگار مقرر کرکے اسمیں تمام ہندوستانی ساخت کی اشیاء کی فراہمی کا
حکم دیا گیا۔ اور چار لاکھ روپیہ اسکے اخراجات کیلئے منظور ہوا اگر بہت سی عاریتی اشیاء دیسی
ریاستوں سے بھی طلب ہونے لگیں۔ تاکہ یہ نمائش اعلےٰ سے
اعلےٰ ہندوستانی اشیاء کا مجموعہ بن سکے۔ اصل یوں ہے۔ کہ شہنشاہ
عالم پناہ چونکہ ایسی نمائشوں کے ہمیشہ سے بڑے بھاری معاون رہے
ہیں اور موجودہ وائسرائے ہند بھی حسن اتفاق سے ملکی صنعت و
حرفت کے بہت بڑے دلدادہ ہیں۔ اسلئے یہ موقع اس کے انعقاد
کے لئے نہایت ہی موزون و مناسب سمجھا گیا۔ جو فی الواقع ایک بے نظیر موقع
تھا۔ نمائش گاہ کی شاندار عمارت قدسیہ باغ کے پاس بیرون
کشمیری دروازہ بنائی تجویز کی گئی۔ اور وہ حصہ جس میں جواہرات کی
نمائش مقصود تھی ایسا پختہ بنانا تجویز ہوا کہ چوری چکاری کا ڈر نہ رہے
اشیائے نمائش کے لئے نہایت پابندی کے ساتھ یہ حکم دیا گیا
کہ سوائے خالص دیسی ساخت کے کوئی چیز ایسی اس میں داخل نہ ہو جو یورپین
صنعتوں کی تبدیلی سے اکثر اوقات پیدا کر لی جاتی ہے۔

سامان نمائش کی تشخیص اور انعام کے لئے دو علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ جنکے ارکان صاحبان ذیل قرار دیئے گئے۔ اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ جو صناعانِ ہندوستان نمائش میں عملی طور پر اپنا کام دکھانا چاہیں۔ اُن سے کوئی کرایہ نہ لیا جائے۔ بلکہ جن کو ضرورت ہو کرایۂ آمدورفت بھی نمائش کے فنڈ سے دیا جائے۔

کمیٹی تشخیص کے ارکان

۱۔ کرنل سونٹن جیکب صاحب کے۔سی۔ ایس۔ آئی۔ ۲۔ کرنل سٹورٹ بیٹسن صاحب سی۔ بی۔ ۳۔ کرنل ٹی۔ایم۔ ہنڈلے۔ آئی۔ایم۔ایس ۴۔ مسٹر سی۔ ایل برنز صاحب۔ ۵۔ مسٹر ای۔ تھرسٹن صاحب ۶۔ کیولر گلیر ڈی مسٹر آر ڈی میکنزی صاحب۔ ۷۔ منشی مدہوپ لال صاحب۔ ۸۔ بھائی رام سنگہ صاحب وائس پرنسپل میو آرٹس سکول لاہور ۹۔ مسٹر آر۔ اجنٹ آئی۔ سی۔ایس۔ سیکرٹری

کمیٹی انعامی کے ارکان

۱۔ سر ای۔ ٹی۔ جی۔ لا صاحب کے۔سی۔ ایم۔ جی۔ ۲۔ ہزہائینس راجہ صاحب کپورتھلہ۔ ۳ ہزہائینس مہاراجہ صاحب ٹیپرہ۔ ۴۔ ہزہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کوچ بہار۔ ۵ کرنل سرراجہ امر سنگہ صاحب بہادر سی۔ بی۔ کے۔سی۔ایس۔ آئی کمینڈر انچیف و وائس پریذیڈنٹ کشمیر ۶۔ سری راجہ بلدیو سنگہ صاحب والیِ ریاست پونچھ۔ ۷۔ راجہ بہادر رنجیت سنگہ صاحب والیِ ناشی پور۔ ۸۔ بابو ممنت ناتھ رائے صاحب چودھری سنتوش۔ ۹۔ بابو دھنپت سنگہ صاحب رئیس اعظم گڈہ۔

عام درباروں کا انعقاد

دہلی کے دربار کے لئے جو اعلےٰ پیمانہ اختیار کیا گیا تھا۔ اور جس کا کسی قدر خاکہ کھینچا جا چکا ہے۔ اگرچہ ایسا تھا کہ خود بخود اسکی طرف تمام ہندوستان کی توجہ ہو رہی تھی مگر پھر بھی چونکہ ایک ہی دربار سے باضابطہ اعلانِ تاجپوشی کا اشتہار درست نہ تھا۔ اسلئے نواب وائسرائے ہند نے اپنے رزولیوشن نمبری ۴۲۳۶ مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۰۲ء میں دربار دہلی کے متعلق بالصراحت احکام دینے کے ساتھ اضلاع ہند میں بھی لوکل درباروں کے انعقاد کا منشا ظاہر فرمایا باستثنائے کلکتہ کے جسمیں فراغتِ دربار دہلی کے بعد خود صدر نشین ہونا منظور فرمایا اور اسی ضمن میں جن لوگوں نے گورنمنٹ کی واجبی خدمات کی ہوں اُن کو سرٹیفکیٹ ہائے خوشنودی کے اعطاء کی بھی اجازت عطا فرمائی۔ اور ایام دربار کی تعطیلوں کا بھی حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ اس ریزولیوشن کی نقل یہ ہے۔

ریزولیوشن گورنمنٹ ہند صیغہ ہوم " عالیجناب نواب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند نے ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء کے ایک اشتہار میں اپنا یہ قصد ظاہر کیا تھا کہ اعلےٰ حضرت ملکِ معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند اور علیا حضرت ملکہ الیگزینڈرا کی تاجپوشی کی تقریب کے ملک ہند میں اعلان کرنے اور اُسکے متعلق خوشی اور خورمی ظاہر کرنے کے لئے ایک شہنشاہی دربار کرینگے یہ دربار تاجپوشی کا دہلی میں پہلی جنوری ۱۹۰۳ء کو ہوگا۔ اور اسکے بعد وہاں پر درمیان پہلی جنوری اور ۱۰ جنوری کے جس تاریخ کو کہ عالیجناب نواب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند وہاں سے

تشریف لیجائینگے۔ دوسری عام تقریبیں بھی ہوں گی۔ اب عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نیچے لکھے ہوئے حکم اس بارہ میں دیتے ہیں کہ اس بڑے اور مبارک موقع پر اس تاریخ (پہلی جنوری) کو اعلیٰحضرت ملک معظم کی ساری سلطنت ملک ہند کے اور سب مقاموں میں سوائے کلکتہ کے کس طور پر اس تقریب کا اعلان اور اسکی خوشی کا اظہار کیا جانا چاہیئے۔ کلکتہ میں جو گورنمنٹ ہند کا صدر مقام ہے وہاں کے رہنے والوں کی خواہش کے بموجب اس تقریب کا اعلان اور اسکے متعلق خوشی کا ظاہر کرنا جنوری کے ختم ہونے کے قریب تک یعنی اسوقت تک ملتوی رکھا جائے گا جبکہ عالیجناب نواب وائسرائے وگورنر جنرل بہادر اور گورنمنٹ ہند کے ممبر وہاں پہنچ جائیں۔

عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی مرضی مبارک یہ ہے کہ اعلان شاہی کو جو مناسب وقت پر لوکل گورنمنٹوں اور منتظمان ملک کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ ہر لوکل گورنمنٹ اور منتظم ملک کے صدر مقام میں اور ہر ضلع کے صدر مقام میں وہ اعلیٰ عہدہ دار ملکی جو اسوقت وہاں موجود ہوں زبان انگریزی میں اور ضلع کی زبان دیسی میں پہلی جنوری کو ایسے وقت پر جو آسانی کے لحاظ سے مناسب سمجھا جائے پڑھکر سنائے اور جہاں جہاں ہو سکے شاہی سلامی ۱۰۱ ضرب توپ کی سر کیجائے۔ یہ بات کہ کس وقت اعلان شاہی پڑھا جائے گا اُس تاریخ پر موقوف ہوگی جب یہ کہ مسلمانوں کا تہوار عید الفطر کا ہوگا۔ اور عید الفطر کا ہونا اس تاریخ پر موقوف ہے جس میں چاند نظر آئے۔ اگر عید ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع کو ہو تو اعلان شاہی پہلی جنوری سنہ ۱۹۰۳ع کو دوپہر کے

وقت پڑھا جائے اور اگر عید پہلی جنوری کو ہو تو اعلان شاہی کا پڑھا جانا اسوقت تک ملتوی رکھنا چاہیئے جو اس کے لئے ضروری ہو کہ مسلمان لوگ عیدگاہ میں نماز سے فارغ ہو کر جلسہ میں شریک ہوسکیں۔ جہاں جہاں آسانی سے دربار کرنے کا انتظام ہوسکے وہاں ایک دربار کر کے اسمیں اعلان شاہی پڑھا جانا چاہیئے اور اس دربار میں ایسے خطابوں یا اعزاز کا جو وہاں کے لوگوں کو اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند یا عالیجناب نواب وائسرائے وگورنر جنرل بہادر ہند کے حضور سے ملے ہوں اعلان کر دینا چاہیئے اور اگر اس قسم کے کوئی سارٹیفکٹ جن کا نیچے ذکر ہے لوکل گورنمنٹ یا منتظم ملک کے حضور سے دئے جائیں تو وہ بھی تقسیم کر دینے چاہئیں۔

جناب نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل ہدایت فرماتے ہیں کہ شام کو ضلع کی کچہریوں کی عمارتوں اور تارگھروں اور ڈاکخانوں میں روشنی کی جائے اور سب لوکل جماعتوں سے اپنی اس مرضی کو ظاہر فرماتے ہیں کہ اسیوقت میں وہ بھی اپنی عام عمارتوں میں روشنی کئے جانے کا انتظام کریں۔

یہ ہدایت کیجاتی ہے کہ جیسا کہ اس موقع پر ہوا تھا جبکہ علیا حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا مرحومہ نے خطاب قیصر ہند اختیار کیا تھا اور جیسا کہ ان کی جوبلی کے موقع پر ۱۸۹۷ء میں ہوا تھا۔ لوکل گورنمنٹیں اور منتظمان ملک ہندوستانی معزز لوگوں کو سارٹیفکیٹ اس فارم (نمونہ) کے مطابق جو اس ریزولیوشن کے ساتھ شامل ہے عطا کریں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ یہ سارٹیفکٹ خوب سمجھ کر دیئے جائیں اور وہ ایسے ہی لوگوں کو

دیئے جائیں جنہوں نے حقیقت میں ایسے مفید کام کئے ہوں جو اِس قابل ہوں کہ انکی نسبت گورنمنٹ اپنی رضامندی ظاہر کرے اور وہ سارٹیفکیٹ میں صاف طور پر لکھے جاسکیں - یہ بھی ضروری ہے کہ جو سارٹیفکیٹ دیئے جائیں وہ گنتی میں اتنے محدود ہوں کہ اُن کی اچھی طرح قدر کیجائے

جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی خاص مرضی یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اِس تقریب کی خوشی سب لوگ (ادنےٰ اور اعلےٰ) عام طور سے کریں اور غریب لوگ بھی اِس میں شریک ہوں اور سکول کے لڑکوں اور لڑکیوں کی دعوت اور تفریح کا سامان کرکے تمام ملک میں مختلف قوموں کے دلوں پر اس مبارک تقریب کا اثر ڈالا جائے - اِس بات سے عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل خوش ہوں گے کہ پہلی جنوری ۱۹۰۳ء کو ضلع اور حصہ ضلع اور تحصیلی اور تعلقوں کے سب صدر مقاموں میں غریبوں کو کھانا کھلانے کا بندوبست کیا جائے اور کم سے کم ہر لوکل گورنمنٹ اور منتظم ملک کے صدر مقام میں سکول کے بچوں کی دعوت اور تفریح کا انتظام کیا جائے - اِس کے سوا عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو امید ہے کہ علاوہ اُن مقاموں کے جن کا ابھی ذکر ہوا اور جگہوں میں بھی محتاجوں کو کھانا کھلانے یا سکول کے بچوں کی دعوت اور تفریح کا بندوبست کرنا ممکن ہوگا - جسقدر زیادہ مقاموں میں اِن دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی دعوت یا دونوں قسم کی دعوتیں کیجائیں اُسیقدر زیادہ مناسب ہے

عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی رائے میں اُن دعوتوں اور تفریح کے کاموں کا خرچ لوکل جماعتوں کے روپیہ سے اور عام طور پر لوگوں

کی فیاضی سے ہونا مناسب ہے کیونکہ گورنمنٹ ہند کی رائے ہیں اُن کے لئے اس موقع پر اپنی خیرخواہی اور وفاداری کے ظاہر کرنے کا اس سے بہتر ذریعہ نہیں ہے کہ آتشبازی یا اور تفریح اور تماشے کی چیزوں کا جن سے سب لوگ خوش ہوں گے سامان کریں یا اُس جگہ کے غریب لوگوں کو جو جمع ہوں کھانا تقسیم کریں یا شہر یا قصبہ یا گاؤں کے سکول کے بچوں کی دعوت کریں۔

جنوری کی پہلی تاریخ کے بموجب ایکٹ دستاویزات قابل خرید و فروخت تعطیل قرار دی گئی ہے اور اس سے پہلے کے آٹھ دن میں پانچ دن اس ایکٹ کے بموجب تعطیلیں ہونگی۔ جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو افسوس ہے کہ اُس عرصہ میں جسمیں دہلی میں اس تقریب کے متعلق خوشی کا جشن ہوگا اس ایکٹ کے بموجب اور تعطیلوں کا اعلان کرنا ممکن نہ ہوگا کیونکہ اس سے تمام ملک کے عام کاروبار میں ابتری اور تجارت پیشہ لوگوں کو دقت ہوگی۔ اسوجہ سے عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے یہ طے کر لیا ہے کہ اُس ایکٹ کے بموجب کسی اور تعطیل کا اعلان نہ کیا جائے مگر جناب موصوف ہدایت فرماتے ہیں کہ اس شرط کی پابندی سے کہ ضروری کام کے ہونے کا انتظام کر لیا جائے۔ سب سرکاری دفاتر جو گورنمنٹ ہند کے ماتحت ہیں سوائے اُن دفتروں کے جن کا کھلا رہنا تجارتی کاروبار کے مناسب طور پر انجام پانے کے لئے ضرور ہے ۲ جنوری سے ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک بشمول اُن دونوں تاریخوں کے بند رہیں اور جناب موصوف لوکل گورنمنٹوں اور منتظمان ملک سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسی قسم کے حکم اُن دفتروں کے لئے دیں جو اُن کے ماتحت ہیں۔

دستخط - جے - پی - ہیوٹ
سکریٹری گورنمنٹ ہند

فارم (نمونہ) سارٹیفکٹ کا - بموجب ارشاد عالیجناب نواب وائسرائے وگورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے یہ سارٹیفکٹ اعلےٰ حضرت والاقدرت ملک معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند دام اقبالہم کی طرف سے (یہاں پر نام اور ولدیت اور تفصیل عہدہ یا پیشہ وغیرہ درج کرنا چاہیئے) کو (اس مقام پر نوعیت خدمات کی یا وہ وجوہ جن کی بناء پر سارٹیفکٹ دیا جاتا ہے درج کرنی چاہئیں) کے صلہ میں عطا کیا جاتا ہے "

اخراجات دربار - جس پیمانہ پر دہلی کا یہ عظیم الشان دربار تجویز کیا گیا تھا - اسکے لئے جسقدر اخراجات کی ضرورت تھی - خودبخود ظاہر ہو جاتی ہے - مگر نظر بحالات ملک وائسرائے صاحب کی دلی خواہش یہی تھی - کہ جہاں تک کفایت سے کام لیا جانا ممکن ہو لیا جائے - چنانچہ بہت سی اشیاء عاریتاً منگائی گیئں - اور بہت سی کرایہ پر لی گیئں - صرف نہایت سستا سامان خرید نے یا مزدوری کے نقد دینے کی منظوری تھی - اور ان سب کفایت شعاریوں کی وائسرائے صاحب خود نگرانی رکھتے تھے مگر پھر بھی ان معمولی اخراجات کے لئے گورنمنٹ کو ساڑھے بتیس لاکھ روپیہ منظور کرنا پڑا - جسپر اکثر اہل الرائے نے اعتراض کئے - کہ ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان متواتر قحط و وبا کے حملوں سے کمزور اور بے جان ہو رہا ہو - اسپر ایسے اخراجات کا بوجھ ڈال دینا جو نمائش کی غرض سے کئے جائیں کسی طرح جائز نہیں - چنانچہ ان اعتراضوں کو ہندوستان کے اخبارات کے سوا انگلستانی اخبارات نے بھی بڑے شدومد سے

لکھنا شروع کیا۔ جسپر آخر کار ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء کو دار الضحان آئین و قوانین کی کونسل میں نواب وائسرائے صاحب نے ایک مطول اور مدلل تقریر اس دربار کی اہمیت اور اسکے اخراجات کی ظاہری و باطنی صورت کے متعلق ارشاد فرمائی۔ اور جس میں نہ صرف اعتراضوں کا جواب ہی دیا بلکہ دربار کے متعلق بعض انکشافات بھی فرمائے۔ لہذا اُس کا ترجمہ بھی درج کتاب کیا جاتا ہے۔

تقریر حضور وائسرائے

"میں آج کے موقع سے اُن اہم فرائض یا مجمع فرائض کی نسبت جو دہلی میں ادا ہونے والے ہیں چند الفاظ بیان کرنے کا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں جو آیندہ چند ماہ کے اندر ہماری توجہ بہت کچھ اپنی جانب مبذول کرائینگے اور جو غالباً خاندان مغلیہ کے قدیم دار السلطنت میں آیندہ ماہ جنوری میں ایک بے نظیر گروہ ہندی اصحاب کا یکجا کردینگے حضور شہنشاہِ معظم کی تاجپوشی ولایت میں بخیر و خوبی ہوچکی ہے اور آج وہ ہمارے ویسے ہی بادشاہ اور شہنشاہ ہیں جیسے ملکہ معظمہ کی وفات کے دوسرے روز تھے۔ کوئی رسم اُن کے خطابات میں ایزادگی نہیں کرسکتی ہے اور نہ اُن کے مرتبہ کو زیادہ جائز قرار دے سکتی ہے۔ پس سوال کیا جاسکتا ہے کہ پھر ہم کو ہندوستان میں آپ کی تاجپوشی کا جشن کیوں کرنا چاہئیے؟ میں خیال کرتا ہوں کہ عام رائے نے اپنے اطمینان کے مطابق اس سوال کا جواب دیدیا ہے۔ مگر شاید مجھکو بھی اس جواب میں چند الفاظ اضافہ کرنے کی اجازت دیجائیگی وہ عملدرآمد جو بادشاہوں کو اپنی رعایا سے عام جشنوں میں

قربت میں لاتا ہے اور وہ اظہار مسرت جو اس اعلےٰ مرتبہ کے حصول کے بعد کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ بلکہ عزیز اور متبرک خیال کیجاتی ہے ہندوستان یا حصص ہند کے ہر ایک شہنشاہ نے سلف کیا ایسا ہی جشن کیا تھا۔ ہندوستان کا ہر ایک سردار بلکہ فیظرا زمیندار اور رؤسا بھی پیش کئے جا سکتے ہیں جو ایسے جشن کرتے ہیں تخت نشینی کا دربار اس ملک میں ایک جانب سے دوسری جانب تک مسلمہ اور مقبول رسم ہے۔ پس جو بات ہمارے سوشل مراتب کے ہر ایک درجہ میں ہوتی آئی ہے۔ ضروری اور پسندیدہ ہے کہ اعلےٰ درجہ کیحالت میں بھی وہ بدستور قایم رہے۔ بیش بالذات اس رسم میں بجائے اسواقعہ کے کہ یہ صرف باضابطہ تسلیم کرنا اس امر کا ہے کہ ایک بادشاہ نے انتقال کیا اور دوسرا جانشین ہوا۔ اور کچھہ زیادہ بھی پایا جاتا ہے گو کروڑ ہا رعایا کو جو دور و دراز پڑی ہے اور محدود زندگی بسر کر رہی ہے اُن کے لئے یہ جشن تاجپوشی کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن شہنشاہ اور رعایا کے درمیان یکساں فوائد کا ثبوت جو یہ فرض پیش کرتا ہے اور جسکو یہ ہر وقت زندہ رکھتا ہے نہایت اہم و ضروری ہے۔ سوسائیٹی نے ہر ایک زمانہ میں ایک ایسے سردار کی تلاش کی ہے جس کے روبرو وہ سر تسلیم خم کرنے کو مستعد ہوئی ہے اور بادشاہی ایک ایسا مقبول عام شغل ہے جسکو انہوں نے عام طور پر خوشی سے اختیار کر لیا مگر جسقدر اعزاز رعایا کی نظروں میں خوشی سے مقبول ہوتا ہے صرف ضابطہ و رسم کی پابندی سے نہیں ہوتا جسقدر بادشاہ رعایا کا قائمقام و نیز سردار ہوتا ہے۔ ایسی تقریبات سے بادشاہت و رعایا کا تعلق دونوں کے لئے

بیش قیمت ہو جاتا ہے ایک قوم کی زندگی و سرسبزی دنیا کے روبرو
آسکے شہنشاہ کی ذات میں پیش کیجاتی ہے اسکی ذات میں دونو چیزیں
متحد ہوتی ہیں اور وہ ان دونو کی جانب سے گفتگو کرتا ہے - ہندوستان میں
تاج برطانیہ کے زیر حکومت یہ پہلا موقع ہے جس میں یہ اتفاق ہوا ہے -
کہ تمام بر اعظم نے ایک شہنشاہ کو تسلیم کر لیا ہے - اس قسم کے اتحاد
سے قوم کی پولیٹیکل قوت اور اخلاقی شان بلا کسی مزاحمت کے بڑھ جاتی
ہے اور دنیا کی نگاہ میں اسکی اصلیت کے اظہار سے دونوں کی قدر
افزائی ہو جاتی ہے - ایک اور امر ہے کہ جس کے لحاظ سے میں ایسے
جشن میں ظاہری وقعت سے کچھ اور زیادہ خوبی پاتا ہوں اور وہ یہ ہمارے
اس ملک کی مختلف قسموں اور مختلف فرقوں اور مذاہب و ملت میں ایک
ایسی بات جو ہم سب کو متحد کرتی ہے اور جو باتیں ہم میں اختلاف پیدا کرنے
والی ہیں ان سب کو اتفاق کی زبردست قوت زیر کرتی ہے - وہ
بات صرف ایک حکمران کے ساتھ وفاداری کرنا اور ایک ہی سلطنت کے
افراد ہونا اور ایک ہی سلطنت کے باشندے ہونا ہے - جس قدر زیادہ
ہم کو اس امر کا حس ہوگا اسیقدر زیادہ ہمارے افراد کی زندگی اور اسیقدر
زیادہ ہماری خوبی قسمت کا فیصلہ یقینی ہوگا - پس میں دہلی کی رسم کو
ایک پاک اور شاندار عام رسم خیال کرتا ہوں جس سے اپنی قوت کا ثبوت
ہمکو معلوم ہو جائے - اس سے صرف یہ تماشا کرنا مقصود نہیں ہے کہ چند
گھنٹہ تک ہمارے رؤسا یہاں کی شان دیکھ کر چپ ہو جائیں - اور بعد
ازاں اسکو فراموش کر دیں بلکہ میرے خیال میں لارڈ لٹن سابق وائسرائے
نے جب عہد سلطنت برطانیہ میں پہلی مرتبہ ایسا دربار شاہی منعقد کیا

تھا جیسا منعقد کرنے کا ہمارا بھی قصد ہے اور گو وہ دربار مختلف حالتوں
میں اِس مجوزہ دربار سے کم درجہ کا تھا لیکن اُسنے ایک ایسی نظیر پیش کر دی
تھی کہ جس سے مدبری اور جولانی نیا ات کا ثبوت ملتا ہے مجھکو اسمیں شبہ
نہیں ہے کہ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کے شاہی دربار سے بہت کچھ فایدہ
حاصل ہوا تھا اور خداوند تعالیٰ کی مدد سے میں اس امر کا یقین واثق
رکھتا ہوں کہ بجنسہ بلکہ اُس سے بھی بڑھتے ہوئے نتایج یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء
کے رسم دربار سے پیدا ہونگے۔ درحقیقت یہ موقع نہایت پاک اور تاریخی
ہو جاتا اگر شہنشاہِ معظّم خود اس موقع پر موجود ہونے کے قابل ہوتے اور
تمام ہندوستان کا مصدّقہ و مسلّمہ تاج اپنے سر پر رکھتے۔ چنانچہ عرصہ
دراز گذرا ہے جب ہم اولاً یہ تجاویز تیار کر رہے تھے تو مَیں نے یہ عرض
اس دربار کا حضور پُر نور کی خدمت میں پیش کرنے کی جراُت کی تھی۔ یہ
خیال حضور کو نہایت پسند آیا تھا اور اسکے انجام دینے کے قابل ہونے
میں اُن کو از حد خوشی ہوتی کیونکہ حضور ممدوح کو اس ملک سے ہمیشہ بہت
اُلفت رہی ہے اور میں یہ بیان کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضور کو
تمامی ہند کے اوّلین شہنشاہ ہونے کا اسیقدر فخر حاصل ہے جسقدر
ملکہ معظّمہ متوفیہ کو یہاں کی اوّلین ملکہ ہونے کا فخر تھا لیکن مشکل یہ ہے کہ
فرائض سلطنت میں زیادہ تر مشغول رہنے سے حضور شہنشاہ معظّم اُس
قدر ہفتوں تک جتنے اس رسم کے لئے درکار ہونگے انگلستان سے غیر
حاضر نہیں ہو سکتے۔ جسکی وجہ سے حضور ممدوح اس خواہش کے پورا
نکرنے اور انکار کرنے کے لئے مجبور ہوئے ورنہ آپ ضرور تشریف
لاتے۔ مگر میرے خیال میں دوسرے درجہ پر یہ خبر بھی نہایت خوشی سے

سُنی جائے گی کہ حضور پُرنور نے اپنے بھائی ڈیوک اوف کیناٹ
کو آیندہ دربار میں بحیثیت قائمقام خاندانی شرکت کے لیے منتخب فرمایا ہے
حضور ڈیوک اور ڈچس صاحبہ کی موجودگی جنہوں نے اس ملک میں بہت
سے سال خوشوقتی سے صرف کئے ہیں اور جن کے ساتھ ہر طبقہ کی
رعایا بہت زیادہ اُلفت رکھتی ہے - ہماری کارروائیوں میں وہ شان
پیدا کر دے گی جو انکی عدم موجودگی میں ہرگز پیدا نہ ہوتی بالخصوص تمام ہند
میں شہنشاہ معظم کی ذاتی دلچسپی کا خیال گھر گھر میں پیدا ہو جائے گا اور
یہ محسوس کرینگے کہ بھائی کی موجودگی سے ایک طرح گویا خود شہنشاہ نے اپنے
آپ کو موجود فرما دیا کیونکہ ان کے امکان میں نہ رہا تھا کہ خود شریک ہوتے
یا شہزادہ ولیعہد بہادر کو شرکت کے لیے روانہ کرتے (جن کا ہم بعد میں خیر
مقدم کرنے کی اُمید کرتے ہیں) لہذا شہنشاہِ معظم نے ہندوستان
پر اپنی بے حد ہمدردی اور عنایات ثابت کرنے سے یہ بہتر تدبیر نکالی
ماسوا اِسکے ایک اور امر بھی ہے جسکے لحاظ سے میں خیال کرتا ہوں کہ ایک
ایسا منتخب مجمع جیسا کہ دہلی میں ہوگا نہایت مفید چیز ہے کیونکہ ہندوستان
میں کمزوری کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے
بالکل علیحدہ ہے - ہر ایک صوبہ ہر ایک دیسی ریاست اپنے ہمسایوں
سے کم یا زیادہ مستحکم سدِّ راہ سے مسدود ہے - ریل کی وسعت اور سوشل
قیود کی ترقی ان سدِّ راہوں کے توڑنے کی جانب رجوع ہے مگر پھر بھی
وہ اسوقت تک نہایت مستحکم ہیں - جو راجے جنوب میں رہتے ہیں
انہوں نے شاید ہی کبھی اپنی زندگی میں شمالی ریاستوں کی سیر
کی ہوگی یا اُن کو دیکھا ہوگا - کیونکہ اس آخر الذکر گروہ میں شاید ایسے

سردار بھی شامل ہیں جو کبھی اپنے گھر سے باہر قدم نہیں نکالتے - پس
ایسی حالت میں یہ بات نہایت عمدہ ہوگی کہ اِن کو ایک دوسرے سے
شناسائی پیدا کرائی جائے اور وُہ تبادلہ خیالات کریں مگر کوئی ایسا عمدہ
طریق سب کے یکجا ہونے کا ممکن نہ تھا جب تک سرکار کی جانب سے
ہی اِن کو ایسا موقع نہ دیا جائے - اگر ہم براعظم یوروپ کیجانب نظر ڈالیں
تو ہمکو معلوم ہوگا کہ کیساں حقوق کی ترقی اور صلح کل مسائل میں وہاں اُس
وقت سے کیسی ترقی ہوگئی ہے - جب سے یوروپ کے فرمانرواؤں نے
اہم مواقعات پر ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اختیار کرلیا ہے یہ اسی کا
نتیجہ ہے کہ جہاں سلف میں ذرہ سے شبہ پر وُہ اپنی افواج میدان جنگ
میں لے آیا کرتے تھے وہاں آج وُہ آپس میں گفتگوؤں میں فیصلہ کرلیتے
ہیں اور باضابطہ دعوتوں میں ایک دوسرے کا جام صحت نوش کرتے
ہیں - سلف میں یونان نے بھی ایک عجیب طریق سے ایسا ہی کیا تھا -
کیونکہ اس امر میں شبہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وُہ قومی جس جس نے اِن
تمام ریاستونکو متحد کرکے اس قابل بنا دیا تھا کہ قدیم دنیا کی زبردست
جنگی سلطنتوں کے مقابلہ کی تاب لاسکیں زیادہ تر اُس کو نشوونما اُن
ہی ہیبتناک مجمعوں میں ہوتی تھی جو آلمپک کھیلوں کے نام سے نامزد کیئے
جاتے تھے - اس ملک میں مَیں خیال کرتا ہوں کہ برٹش حکام کا مختلف
صوبجات سے آکر ایک دوسرے سے ملنا بھی اسیقدر مفید ہے - مدراس
میں بہت سے ایسے آدمی ہیں جنہوں نے پنجاب نہیں دیکھا ہے یا
بمبئی میں بھی ایسے ہیں جو بنگال سے ناواقف ہیں - ہندوستان میں صرف
وائسرائے ہی ایک ایسا آدمی ہے جسکو تمام ملک سے واقف ہونے کا موقع

حاصل ہے اور جو ایک دوسرے کا موازنہ کر کے جانچ کر سکتا ہے لوگ شکایت کیا کرتے ہیں کہ گورنمنٹ میں یکسوئی نہیں ہے مگر میں ان کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہندوستان میں طریقہ وتجاویز نظم و نسق کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا نہایت ہی عجیب بات ہے۔ گو میں وہ شخص نہیں ہوں جو ان کو بالکل مٹانا چاہتا ہو لیکن میں اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ دربار دہلی کا ایسا موقع جہاں سپاہی اور سویلین ہندوستان کے تمام حصص سے آکر یکجا ہوں گے۔ (چند گھنٹوں یا ایک روز کے لئے نہیں بلکہ ۵ اروز کے لئے) اور جہاں وہ اپنے تجربات ایک دوسرے سے ملا سکتے اور تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں اپنے شرکا سے اور اس نظم و نسق کے لئے جسمیں وہ کام کر رہے ہیں غرضکہ دونوں کے حق میں بے انتہا فوائد سے ما مور ثابت ہوگا۔ مجھکو یہی معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اپنے شہنشاہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے یہ خاص فوائد اس دربار سے ہندوستان کو حاصل ہوں گے جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ میں نے اس موقعہ سے عملی طور پر فائدہ حاصل کرنے کی اور بھی زیادہ کوشش کی ہے اسوقت ہندی دستکاریوں کی نمائش کا انتظام دہلی میں کر کے میں اعتماد کے ساتھ عوام کو اس امر کا یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ نمائش کی خوبی شان اور انواع و اقسام کی چیزیں دیکھ کر از حد خوش ہوں گے۔ آیا یہ امر صحیح ہے کہ ہندوستان کی قدیم دستکاریاں یوروپین مقابلہ سے مٹ رہی ہیں۔ یہ الزام بارہا وہ لوگ عائد کیا کرتے ہیں جو خود ان کو زندہ رکھنے کی مطلق کوشش نہیں کرتے ہیں یا وہ اس بے پروائی سے مفقود ہو رہی ہیں۔ یا ہندوستان صرف جیسا کہ مجھکو شک ہے ایک عالمگیر

قانون کی تمثیل پیش کرتا ہے لیکن یہ بات ضرور ہے جیسا بہت سے لوگوں نے مان لیا ہے کہ دستکاریاں اس حد تک مفقود نہیں ہوئی ہیں اور دستکار اب بھی ہندوستان میں باوجود موجودہ تجارتی معیار اور خراب مذاق کے ایسے موجود ہیں جو اگر اُن سے مانگ ہوتی تو خوشنما خوبصورت اور عجائب چیزیں بہم پہنچا سکتے ہیں۔ میں یہ ادعا نہیں کر سکتا کہ ایک نمائش کے قیام سے یہ بات پیدا کر دوں گا لیکن اگر فی الحال اسکا ایسا وجود قایم ہو جائے جیسا کہ میں چاہتا ہوں اور اگر خراب وخستہ حالت میں نہ ہو تو ہم اس موقع کے ذریعہ سے اُن کو از سرنو زندہ کرنے اور ترقی دینے میں بہت کچھ کر سکتے ہیں کیونکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہم دونوں باتیں کر سکتے ہیں۔ دنیا پر مشتہر کر سکتے ہیں کہ ہم کیا تیار کرنے کے قابل ہیں اور نیز یہ بات جو سب سے ضروری ہے کہ بنانے والوں کا حوصلہ بڑھائیں اور باشندگان ملک میں مذاقِ خریداری پیدا کریں۔ اب میں اس معاملہ کے ایک اور زیادہ عملی پہلو پر چند الفاظ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یعنے ہندوستان کی آمدنی پر اس کا کسقدر بار ڈالا جائے گا۔ میں نے وہ نقشجات دیکھے ہیں جو اسکے متعلق بنائے گئے ہیں اور انہوں نے مجھ ایسے سخت دل آدمی کو بھی حیرت میں ڈال دیا ہے۔ بعض اطراف میں یہ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ دربار کیوجہ سے ہندوستان پر کم ازکم ایک کروڑ روپیہ کا بار پڑے گا اور ایک ذمہ دار اخبار میں میری نظر سے گذرا کہ لارڈ کرزن فضول نشان اور تماشے میں ۳ کروڑ روپیہ ضائع کرنے والے ہیں۔ اکثر اوقات خاصکر میری آگاہی کے لئے ہمارے قدیم دوست نیرو کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ جب

روم میں آگ لگی ہوئی تھی تو وہ حضرت بانسری بجا رہے تھے۔

خیر اوّل تو میں اس رجحان کو بُرا سمجھتا ہوں کہ سرکار کے ہر ایک کام پہ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسکی واہیات جانچ روپیہ آمنے اور پیسوں سے کیجاوے بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کے لئے بہت کچھ صرفہ بھی کم ہے اور اسی طرح اور باتیں بھی ہیں جن کے لئے بہت کم صرفہ کی ضرورت ہے۔ لیکن مَیں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ ان تنگ خیالات کا اثر ہر ایک شخص پہ نہ پڑے گا۔ لیکن بہر حال اس دلیل میں بہت کچھ صداقت اور سنجیدگی ہے کہ خواہ کیسا ہی ضروری اور پسندیدہ کام ہو لیکن پبلک کا روپیہ اس میں فضول برباد نہ کرنا چاہیئے۔ یہ عذر مجھکو ایسا معقول معلوم ہوتا ہے کہ مَیں اس کا معقول جواب دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ عذر دو فرقہ کے اصحاب کیجانب سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ جو خیال کرتے ہیں کہ جب حصص ہند قحط و گرانی میں مبتلا ہیں تو دہلی میں مطلق روپیہ صرف نہ کرنا چاہیئے۔ اور دوسرا وہ لوگ جن کو یہ فکر ہے کہ اگر روپیہ صرف کیا جاتا ہے تو زیادہ صرف نہ ہو۔ میں پہلے فرقہ کے متعلق اولاً بحث کرونگا یہ بات سچ ہے کہ چند ہفتوں کا عرصہ گذرتا ہے کہ ہمکو سخت فکر اور پریشانی تھی کہ دیکھئے گجرات حصص دکن۔ اجمیر۔ اور بعض صوبہ جات وسطی ہند اور پنجاب میں ہمارے لئے کیا ہونے والا ہے لیکن مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سے میں ہندوستان میں آیا ہوں گذشتہ تین ہفتے میں نے نہایت بشاشی کے ساتھ گذارے ہیں۔ کیونکہ ان خطوں میں جہاں بارش کی ضرورت تھی۔ متواتر باران رحمت ہونے سے یقیناً ہم کو آیندہ

موسم سرما میں اصلی اور وسیع قحط کے خوف سے نجات ملگئی ہے۔ اور گو ہمکو کہیں کہیں آفت کا سامنا بھی ہو لیکن ایک قومی آفت کی شکل میں کوئی بات ہم کو خوف نہیں دلاسکتی ہے۔ لیکن اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ بارش نہ ہوتی یا اب بھی میری یہ پیشین گوئی غلط ہے تو کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ فرض کر سکتا ہے کہ چونکہ ہم کئی لاکھ روپیہ دہلی میں صرف کرنے والے ہیں۔ لہذا دیگر حصص ہند میں قحط زدوں کی امداد اور پرورش کے لئے ضرورت سے ایک پیسہ بھی کم صرف ہوگا؟ ۱۸۹۹ء کے قحط کے شروع میں میں نے گورنمنٹ کی جانب سے اس امر کا یقین دلایا تھا کہ مصائب قحط کم کرنے اور انسان کی جان بچانے کے لئے ایک روپیہ بھی نہ بچایا جاویگا۔ چنانچہ اس وعدہ کو ہم نے ایمانداری کے ساتھ پورا کیا اور اگر اسوقت یا دربار دہلی کے وقت قحط نازل ہو تو ہم کو سرکاری خزانہ سے ایک آنہ بھی لینا نہ چاہیئے جو غربا کی امداد میں صرف ہو سکتا ہے کیونکہ ان کا خیال ہمکو سب سے زیادہ ہے اور ہمکو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُن کا لحاظ رکھنا ہی ایک عزت کا فرض ادا کرنا ہے۔ اس کے بعد میں معترضین کے دوسرے فرقہ کا جواب دیتا ہوں جنھوں نے اس امر کو تو تسلیم کرلیا ہے کہ دربار میں ضرور کچھ خرچ ہونا چاہیئے۔ لیکن اُن کو یہہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ صرفہ بہت بڑھ جاوے مجھکو اسقدر یاد ہے کہ ۱۸۷۶ء میں لارڈ لٹن کے زمانہ کے موقع پر بھی ایسے ہی اعتراضات ہوتے تھے اور اسوقت اس سرزمین میں قحط بھی پڑا ہوا تھا اور ہندوستانی اخبارات وغیرہ ولایت کی پارلیمنٹ میں لارڈ لٹن کی فضول خرچی کی زور و شور کے ساتھ ملامت ہی ہوئی تھی مگر کیہ بھی

لارڈ لٹن کے کئی حسابات میں نے دیکھے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے
کہ جب سب حساب بیباق ہو گیا تھا تو دربار دہلی کے متعلق ہندوستان
کا پچاس ہزار پونڈ صرف ہوا تھا اور تمامی ہند میں مع دہلی کے اُس
موقعہ پر جشن اور خوشی منانے میں ایک لاکھ پونڈ صرف ہوئے تھے
ایک طرح ہم اسوقت اس سے مختلف حالت میں ہیں۔ ۱۸۷۷ء کا
دربار دہلی سراسر سرکاری دربار تھا میں نے آیندہ دربار میں تمام حصص
ہند سے سربرآوردہ فرقوں کے قایم مقاموں کو یکجا کرنے کی کوشش
کی ہے۔ میں اسکو نہ صرف ایک سرکاری بلکہ پبلک جشن بنانا چاہتا
ہوں اس سے مطلب یہ ہے کہ آیندہ موسم سرما میں دہلی میں بہت
زیادہ کمپ اور مہمان ہوں گے۔ جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بمقابلہ ۱۸۷۷ء کے
اسمیں بہت زیادہ صرف ہوگا۔ کیونکہ علاوہ ہمارے ذاتی انتظامات کے
۲۵ سال کے عرصہ میں جو کچھ سوشل ترقی و ذرایع آمد و رفت میں
وسعت ہوئی ہے۔ اُسکے دیکھتے ہوئے سابق سے زیادہ ایک جم
غفیر وہاں جمع ہوگا۔ قریباً ہر ایک شخص وہاں جانا چاہے گا اور واقعی
جو شمار در اصل وہاں موجود ہوگا وہ بہت بڑا ہوگا۔ یہ تمام خوبیاں ہمارے
انتظامات کو بڑھا دیں گی۔ مگر باوجود ان باتوں کے میں پبلک کو اس
امر کا یقین دلانا چاہتا ہوں جن کو اس امر سے واقف ہونے کا حق
ہے کہ مجوزہ انتظامات نہایت ہی کفایت شعاری اور با معاملہ ڈھنگ
پر جاری ہیں مجھکو یہ یاد ہے کہ قبل انگلستان سے اس طرف روانہ ہونے
کے میں نے لارڈ سالسبری کو رہومنشن ہوس میں ایک اسپیچ میں
ہمارے آیندہ کمانڈر انچیف لارڈ کچنر کی یوں تعریف کرتے ہوئے

سُنا تھا کہ آپ میں تجارتی اصُول پر نوجلشی کرنے کی قابلیت ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ دربار دہلی کے متعلق ہم اپنی روح کو بھی ایسے خوشامد کے الفاظ سے خوش کرسکتے ہیں۔ تمام عمارات اور عارضی مکانات جو دہلی میں خاص اِس مجمع کی غرض سے تیار ہورہے ہیں ایسی چیزوں کے بنائے جارہے ہیں جن کی قیمت بعد اِس دربار کے بھی قایم رہے گی اور عام طور پر فروخت ہوجائے گی۔ بہت سی حالتوں میں جو کچھ خرچ ہوگا اُس کا ۵۰ یا ۷۵ فی صدی اِس طرح وصول ہوجانے کی اُمید کی جاتی ہے۔ خیمے گاڑیاں اور گھوڑے جو بہ کثرت اسقدر مہمانوں کی آرام و آسائش کے لئے بنوائے یا جمع کئے جائیں گے۔ بعد میں اسیطرح فروخت بھی ہوجائینگے۔ اور اِن چیزوں میں بہت سی حالتوں میں ہمکو پُورے سو کے سو وصُول ہونے کی اُمید ہے۔ کیمپوں اور قلعہ کی روشنی کے لئے جو بجلی کی روشنی کا سامان کیا گیا ہے وُہ اِن کلوں کا ایک جزو ہے جو محکمہ جنگ نے ہندوستان کی بارکوں میں بجلی کی روشنی کرنے کے لئے منگائے ہیں۔ کیونکہ ایک ذرہ ذرہ سی چیز کا انتظام ہم اِس طریقہ پر کرتے ہیں کہ روپیہ برباد نہ ہوگا۔ بلکہ کسی نہ کسی شکل میں وُہ پھر ہمارے پاس واپس آجائے۔ اب میں سرکاری ریلوں کا تذکرہ کروں گا۔ خواہ ہم خود انکو چلائیں یا دوسروں کی معرفت۔ لیکن منافع کل یا اُس کا ایک بہت بڑا حِصّہ ہمارے ہاتھ میں آتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ معترضین سے کہا جائے کہ وا ویلا مچانیکے پیشتر وہ دسمبر۔ جنوری اور فروری کی محاصلات ریلوے دیکھنے کے منتظر رہیں تو مجھ کو از حد تعجب ہوگا اگر گورنمنٹ نے جو کچھ صرف کیا ہے اُس کا اچھا حِصّہ پھر گورنمنٹ کی جیب میں نہ داخل ہوجائے گا۔

ڈاک خانے اور تار گھر بھی ہیں جن کا منافع گورنمنٹ کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے اور جس سے ہمکو بہت کچھ محاصلات وصول ہوں گے۔ آخر میں میں انکو مخاطب کروں گا جو یہ سمجھکر کہ جسقدر صرف ہو رہا ہے اس سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ ایسے خوف زدہ ہو رہے ہیں کہ انکھیں کھول کر نہیں دیکھتے کہ تمام حصص ہند میں مہینوں پیشتر سے کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ میں بیان کرتا ہوں کہ لاکھوں ہندوستانی کاریگر اور صناع دربار کی طیاری میں پوری مزدوری پا رہے ہیں اور دن بھر کام کرتے ہیں۔ آپ کانپور جبلپور اور لاہور کے کپڑے کے کارخانوں میں دیکھئے جہاں دربار کے لئے خیمے تیار ہو رہے ہیں۔ کارخانوں میں جائیے جہاں گھوڑوں کا ساز اور کاٹھیاں تیار ہو رہی ہیں۔ گاڑی والوں کے ہاں دیکھئے سینکڑوں وکٹوریا گاڑیاں اور لینڈو تیار ہو رہی ہیں۔ قالین کے کارخانوں میں جاکر دیکھئے تو دربار کے لئے دریاں واونی قالین بنے جا رہے ہیں۔ سامان آرائش طیار کرنے والوں کے ہاں اگر آپ دیکھیں تو خیموں کے لئے سامان تیار ہو رہا ہے۔ جس کسی دیسی ریاست میں آپ جائیں وہاں درزی اور زردوز دوچند کام کرتے ہوئے پائینگے کسی ایسے ہندی قصبے یا موضع میں جائیے جہاں کسی ہندی دستکاری کا وجود ہے اور اسوقت تک لشتم پشتم چلی جاتی ہے۔ وہاں آپ بڑھئے سنار لکڑی۔ ہاتھی دانت اور پتھر کے نقاش رنگ ساز وغیرہ کو بدل وجان کام میں مشغول پائینگے۔ ان تمام مقامات پر آپ جائیے اور بعد ازاں اس امر پہ راے قائم کیجئے کہ ہندی کاریگروں پر دربار دہلی کا کیا اثر پڑا۔ غرض کیجئے کہ ہم اپنے بعض دوستوں کی راے پر چلیں اور کل

ایک اعلان اس امر کا جاری کردیں کہ دربار کی طیاریاں ملتوی کردی گئیں ہیں تو میں اس امر کی پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اس ملک کے ایک جانب سے دوسری جانب تک اُسکے خلاف آواز سُنائی دے گی اور بلا ایک متنفس کو بھی فائدہ پہونچائے ہوئے ہم ہندی کاریگروں کو ایک ایسے عظیم موقع سے محروم کردینگے جسکا حظ اُنکو کئی نسلوں سے حاصل نہیں ہوا ہے اور جسکو ہم اس طرح بیدردانہ واحمقانہ نقصان پہنچینگے پس اسطرح میں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ دہلی میں جو کچھ صرف ہوگا اُسکا ایک بہت بڑا حصہ برائے نام ہوگا اور جو ہم ایک ہاتھ سے خرچ کرینگے وُہ دوسرے ہاتھ سے یا تو ہندوستان سے واپس لینگے یا اُسکو واپس دینگے۔ اب مجھے گذشتہ ماہ مارچ کے بجٹ کے اصلی اعداد پر بحث کرنے کی اجازت دیجئے ہم نے دربار دہلی کے لئے ۲۶½ لاکھ کی رقم قایم کی تھی یہ ہی وُہ رقم ہے۔ جو بعض مضمون نگاروں کی خیالی جولانیوں میں ایک کروڑ سے تین کروڑ تک ہوگئی ہے۔ میں اس میں ۴۔لاکھ کی رقم جو نمایش کے لئے قایم کی گئی ہے۔ شامل نہیں کرتا ہوں کیونکہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کسی شخص کو یہ دلیل پیش کرنے کا شوق ہوگا کہ یہ پبلک کا روپیہ جشن تاجپوشی میں صرف کرنا ہے۔ زیادہ تر حصہ اس رقم کا وصول ہوجائے گا اور کسی سال میں خواہ جشن تاجپوشی ہوتا یا نہ ہوتا پبلک کا روپیہ اس طرح صرف کرنا نہایت دانشمندانہ اور مفید صرفہ ہوتا۔ میں ۱۰½ لاکھ کو بھی اس میں شامل نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ بلاشک ہمکو صرف دربار کے لئے اسقدر شمار عظیم افواج کا دہلی میں لاکر اسقدر صرف کرنا چاہئے۔ تاوقتیکہ یہ رقم جنگی قواعد میں صرف

ہوگی جو موجودہ جنگی تعلیم کا لازمہ ہے اور یہ قواعد ماہ دسمبر میں ہوگی۔ اور
یہ قواعد ویسی ہی ہوگی جیسی کہ **لارڈ ڈفرن** نے دہلی کے گردونواح
میں بلا خیال کسی دربار یا جشن تاجپوشی کے ۱۸۸۶ء میں کی تھی۔ علاوہ
۲۶½ لاکھ کو وہ رقم باقی رہیں جو لوکل گورنمنٹیں اپنی تیاریوں صرف کرینگی
اور کل رقم یقیناً واپس ملجائے گی۔ اسوقت بلاشک یہ ناممکن ہے کہ
کل خرچ دربار دہلی کا پیشتر سے بتا دیا جائے۔ لیکن میں یہ ظاہر کرنیکی پورے
وثوق سے اُمید کرتا ہوں کہ (پر اجیسا کہ اس گرمی کے موسم میں دماغی جولانی سے
خیال کر لیا گیا ہے) اس سے بہت ہی کم صرف ہوگا۔ مَیں نے کافی طور
پر بیان کر دیا ہے کہ کوئی سرکاری رسم ہندوستان میں ایسی کفایت
شعاری کے ساتھ ادا نہیں کی گئی ہوگی جیسی کہ دربار دہلی کی رسم ادا
ہوگی۔ میں اس خیال کو روک نہیں سکتا ہوں کہ یہاں کے اخراجات
کے متعلق جو جوش پھیلا ہوا ہے۔ اُسکی بنسبت مجھکو اُمید ہے کہ اُس کے
فرد کرنے میں مَیں کامیاب ہوگیا ہوں جو ایک حدتک اس خیال سے
پیدا ہو رہا ہے اور جو تھوڑا عرصہ ہوا اس بات سے پھیلا ہوا تھا کہ
شاید ہندوستان کو اُن ہندی مہمانوں اور فوجی رسالوں کا صرفہ
دینا پڑے جو جشن تاجپوشی کی شرکت کے لیئے انگلستان روانہ ہوئے
تھے۔ یہ ایسا معاملہ تھا جسپر گورنمنٹ ہند نے تھوڑا عرصہ ہوا ہوم گورنمنٹ
سے خط و کتابت کی تھی اور اس تبادلہ رائے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم نے
یہ سُنا کہ سکرٹری اوف اسٹیٹ صاحب نے امپیریل خزانہ کو ترغیب
دی ہے کہ ہندی مہمانوں کے متعلق جو کچھ ولایت میں صرف ہوا ہے
وہ کل اپنے ذمہ لے لے۔ ایسیہی راجگان ہند کے قائمقام افواج

اور والنٹیروں کے قایم مقاموں کے مہمانداری کا صرفہ اور انڈیا آفس کی دعوت کا کل صرفہ شامل ہے۔ یہ اصول کہ ہر ایک ملک کو اپنے مہمانوں کا صرفہ خود دینا چاہیئے۔ میری رائے میں بلاشک و شبہ درست ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ اصول قبول کر لیا جائیگا اور آیندہ اسپر عملدرآمد ہوا کریگا اب میں کافی طور پر بیان کر چکا ہوں۔ لہذا میں یہ ظاہر کرنے کی اُمید کرتا ہوں کہ نہ تو روم میں آگ لگی ہے (برخلاف اسکے میں خیال کرتا ہوں کہ وُہ ایک عظیم دور سرسبزی کے دوپر کھڑا ہے) اور نہ یقیناً نیرو بانسری بجا رہا ہے۔ میں ہندوستان کی نسبت پیشین گوئی نہ کروں گا اور نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کون غیر معمولی اندرونی و بیرونی تغیرات ہمارے واسطے ظہور میں آنے والے ہیں لیکن کسی ایسی بات کی اُمید نہ کرنا چاہیئے کہ جو غالباً عرصہ چند ماہ کے اندر اسوقت سے لے کر آیندہ ماہ جنوری تک مخل ہو اور دہلی کے مجمع عظیم میں ہمکو صفائی قلب اور خوشی اور خرمی کے ساتھ شریک ہونے سے روکے۔ ہمارے لئے صرف یہ کوشش کرنا باقی رہتی ہے کہ ہندوستان میں اس جشن کو انگلستان کے جشن سے جو حال میں وہاں ہوا ہے کسی طرح کم کامیاب نہ ہونے دیں۔ آیندہ ماہ جنوری میں دنیا کے بہت سے حصص میں بہت سی آنکھیں دہلی کیجانب لگی ہونگی اور ہمکو حضور شہنشاہ معظم کے بھائی صاحب کے روبرو نہ صرف اپنے بادشاہ کے ساتھ وفادار ہو سکنے کا ثبوت پیش کرنا ہوگا بلکہ دنیا پر یہ امر ثابت کرنا ہوگا کہ ہندوستان کہالت اور نیم مُردہ حالت میں نہیں ہے بلکہ روز افزوں قوت اور سرگرمی کے ساتھ زندہ اور سلامت ہے۔ میری دعا یہ ہے کہ تمامی ہند ان رسوم میں یکدل و یکزبان ہو کر شریک ہوں اور ہماری اصلی

خواہش اور امید ہے کہ جو لوگ دربار دہلی میں شریک نہ ہو سکتے ہوں وہ ویسا ہی جشن اور دعوت اپنے مکانوں کے گرد نواح میں کریں۔
ایک ذرہ سا معاملہ میری ذات کے متعلق بھی ہے جسکے بیان کرنے کی شاید مجھکو قبل ختم کرنے اس تقریر کے اجازت دیجائیگی۔کیونکہ اسکا اثر بھی بہت وسیع پڑتا ہے۔مجھکو معلوم ہوا ہے کہ بعض مقامات میں یہہ فرض کر لیا گیا ہے کہ جونہیں دربار ختم ہوگا اور یہ تفکرات دور ہو جائینگے میں غالباً اپنے عہدے سے استعفاء دے کر ذاتی یا پولیٹیکل مقاصد کیلئے ولایت واپس جاؤنگا بلا شک میں نہیں جانتا کہ گذشتہ دو سال کے اندر کتنی مرتبہ ایسے قصے مشہور ہوا کئے۔ان افواہوں کے گھڑنے والے اور نیز جو انکے درست ہونے پر یقین کرتے ہیں یہ خیال کرکے میرے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں کہ جب تک میری کوششوں کا نتیجہ نہ نکلیگا میں محنت سے باز نہ آؤنگا۔جب سے میں ہندوستان میں آیا ہوں اسوقت سے ایک مرتبہ بھی میرے دل میں ایسا خیال پیدا نہیں ہوا۔بہرکیف شدنی واقعات کا لحاظ نہ کرکے جسکا اندازہ ابھی نہیں ہو سکتا میرا ایسا قصد نہیں ہے چونکہ بہت کچھ کام جسکو میں نے اور میرے ہم جلیسوں نے شروع کیا ہے اس وقت تک نامکمل ہے پس جسوقت تک میں ان سے امداد پاتا جاؤنگا جسمیں کسی وقت ان کی جانب سے کمی نہیں ہوتی ہے اور جسوقت تک میں تندرست ہوں اور مجھ میں اس کام کے جاری رکھنے کی قوت ہے میں اس کام کو چھوڑ دینا فرائض منصبی سے بھاگنا خیال کرتا ہوں میرے لئے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا وہ کام ملک کے حق میں قابل انجام دہی کے ہوگا یا نہیں لیکن مجھکو یہ کہنے کی اجازت دیجائیگی کہ بہرحال وہ کام میری نظر میں ایک نہایت عظیم الشان اور پاک امانت ہے"

فصل دوم

طیّاری دربار

دسمبر کا مہینا ہندوستان بھر میں جس پرجوشِ مسرت اور پُرخلوص اشتیاق سے گذرا ہے۔ نہ صرف وہ یہاں کے باشندوں کو ہی ایک عرصہ دراز تک یاد رہے گا بلکہ صفحاتِ تاریخ میں بھی ہمیشہ خاص امتیاز کے ساتھ دیکھا جائے گا۔ کیونکہ یہ دربار تاجپوشی جو صرف ایک سرکاری جشن مسرت اور ایک عیسائی حکمران کا دربار تہنیت تھا۔ اسکی خوشیوں میں ہندوستان کے مختلف الاقوام مختلف المذاہب مختلف المراسم مختلف المذاق اور مختلف اللسان باشندے یکساں خلوص اور مشفقہ محبت والفت کے ساتھ اسطرح مشغول ومصروف نظر آتے تھے کہ گویا ہر ایک کا ذاتی جلسہ ہے۔ اور صاف معلوم ہورہا تھا کہ ہندوستان کے تمام باشندوں کو کشمیر سے راس کماری تک یکدلی کے ساتھ کسی بات پر متفق کرنے والی اگر کوئی شئے ہے تو اپنے اس شہنشاہ کی محبت واطاعت ہی ہے جسکا دربار تاجپوشی یکم جنوری کو ہونے والا تھا۔ اور جسمیں بقدر امکان ہر ایک نے بجوشی تمام حصّہ لے رکھا تھا۔

مہمانانِ دربار کو بلاوے کے مراسلات وغیرہ تو پہلے ہی بھیجے جاچکے تھے۔ لیکن باقی درباریوں کی فہرستوں کے مرتّب کرنے کا کام ہر ایک لوکل گورنمنٹوں کو سپرد کیا گیا تھا۔ جنہوں نے بذریعہ اشتہار اپنے اپنے علاقوں میں مشتہر کرادیا تھا۔ کہ جن معززین کو گورنمنٹ ہند سے دربار

کیلئے بلاوا نہیں بھیجا گیا ہے اگر وہ ارادۂ شمولیت رکھتے ہوں تو لوکل گورنمنٹ سے درخواست کریں"۔ اِس اطلاع پر ہر ایک علاقے کے جن درباری اور سربرآوردہ اشخاص کی درخواستیں شرکت دربار کی غرض سے لوکل گورنمنٹوں میں پہنچتیں ان کی ایک منتخبہ فہرست وہاں کے چیف سکرٹری صاحب اپنے انتخاب سے طیار کرکے دربار کمیٹی کو بھیجدیتے۔ جہاں سے قریباً نصف ٹکٹ منظور کئے جاتے تھے اور اس لئے پھر دوبارہ لوکل گورنمنٹوں کو انتخاب الانتخاب کرنا پڑتا تھا جسکے بعد گویا دربار کا ٹکٹ صرف اُنہیں اشخاص کے حِصّہ میں آتا تھا جو ہر طرح سے اسکے لائق ہوتے۔ چنانچہ گیلری کے پیچھے کھڑے ہونے کے ٹکٹ جو غالباً لوکل گورنمنٹوں اور افسرانِ منتظم کے اہل عملہ کے لئے تجویز ہوئے تھے۔ انکی اس قدر مانگ ہوئی کہ وُہ بھی بڑے بڑے لوگوں کو ہی میسّر ہوسکے۔ مہمانوں کے ٹکٹ تو ہر ایک لوکل گورنمنٹ کے ذریعہ اُن کے شہروں میں ہی بھیجدئیے گئے تھے لیکن غیر مہمان درباریوں اور وزیٹروں کو شرکت دربار کے ٹکٹ لوکل گورنمنٹوں کی وساطت سے دہلی کیمپ سے ہی ملتے تھے جس سے یہ مقصود تھا کہ صرف وُہی لوگ ٹکٹ لے سکیں جو واقعی شریکِ دربار ہوں اور ٹکٹ لے کر استحقاق قایم کرنے والے حضرات حصولِ ٹکٹ کا فایدہ نہ اُٹھائیں۔ شاملین درباریں سے دیسی مہمانوں کی مکمل فہرست اپنے موقع پہ درج ہوگی۔ جسکے انتخاب میں گورنمنٹ کے کارکنوں کو بہت سے تناسبات پیش نظر رکھنے پڑے ہونگے کیونکہ تمام ہندوستان کے درباریوں میں سے صرف تنے چند اشخاص کا انتخاب واقعی بڑا مشکل کام تھا۔ مگر عام طور پہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام

خاندانوں اور پرانے رئیسوں کی طلبی کا خیال زیادہ کیا گیا تھا - جس کی واقعی ضرورت تھی۔

بہادرانِ غدر کی یاد فرمائی۔ مہمانوں میں غدر کے بہادر افسروں اور سپاہیوں کو بھی طلب کیا گیا تھا۔ جسکو پبلک نے بڑی پسندیگی سے دیکھا۔ کیونکہ یہی وہ لوگ تھے۔ جن کی صادق کوششوں سے ہندوستان میں دوبارہ گورنمنٹ انگریزی کے قدم جمے تھے۔ چنانچہ وائسرائے صاحب کا خیال تھا کہ اس موقع پر تمام پنشن یافتگانِ غدر کو طلب کیا جائے مگر جب معلوم ہوا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ تو پھر صرف اُن افسروں اور سپاہیوں کو طلب کیا گیا جو محاصرہ دہلی میں شریک تھے۔ اُنکی آمدورفت کا کرایہ اور فی یوروپین افسر ۵ء اور فی دیسی افسر ۳ء روپیہ اور فی نن کمیشنڈ افسران ۲ء اور فی سپاہی ۱ء روپیہ کے حساب سے الاؤنس سب گورنمنٹ نے اپنی جیب سے ادا کیا۔

ایڈیٹران اخبارات کے کھانے کا ٹھیکہ میسرز کلنر اینڈ کمپنی کو دیا گیا تھا۔

جاگیردار مہمانوں کو بھی اگرچہ باضابطہ طور پر یہ موقع دیدیا گیا تھا کہ اگر شریکِ دربار کے اخراجات کو اُنمیں سے کوئی صاحب بخوشی خاطر ادا نہ کرسکتے ہوں تو وہ اپنی قسمت کے کمشنر صاحب کے ذریعہ گورنمنٹ سے مالی امداد لے سکتے ہیں۔ لیکن دیسی جاگیرداروں کا ادب و لحاظ اور سرکاری افسروں کا رعب وداب ایسے ورومندانہ احکام کی تعمیل نہیں کرسکتا گو گورنمنٹ ضابطہ کے طور پر شکریہ کی مستحق ضرور ہو جاتی ہے۔

مہمانوں کی آمد آمد ادھر سے دہلی میں شروع ہو گئی تھی اور

والیانِ ریاست کے اہلکار تو اُن کے خیمہ و خرگاہ کی درستی۔ چمن بندی اور آرائش کے لئے بہت پہلے سے ہی پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ ۱۵ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۱۱ء تک غالباً دہلی کے اسٹیشن پر کوئی دس منٹ ایسے نہ گذرے ہوں گے جن میں کسی نہ کسی طرف سے کوئی ٹرین وہاں نہ پہنچی ہو۔ اسٹیشن بھی دوگنا کیا چوگنا کر دیا گیا تھا جسے رنگ برنگ کی جھنڈیوں اور بیلوں اور پھول پھلواڑی کی آرائش و زیبائش نے اس قدر خوبصورت کر رکھا تھا۔ کہ بیک نگاہ ایک ناواقف سے ناواقف بھی جان لیتا تھا کہ یہی اسکی منزلِ مقصود ہے۔

دربار لایٹ ریلوے نہایت سرعت کے ساتھ بنا دی گئی تھی اور مختلف چھوٹی ریلوے لائینوں کے انجن اسکے واسطے کرایہ پر منگائے جا چکے تھے۔ موری دروازہ کے باہر سے دربار ہال تک پانچ میل کے فاصلہ کے لئے نو اسٹیشن قرار دے کر اوّل اور دوم صرف دو درجے نامزد کئے گئے تھے۔ جس کا کرایہ درجہ اوّل کے لئے خواہ کوئی ایک اسٹیشن تک جائے۔ یا اخیر تک۔ پورا آٹھ آنہ تھا اور درجہ دوم کا علےٰ ہذا چار آنے ۲۵۔ دسمبر سے ۲۰ جنوری تک پچیس دنوں کے لئے درجہ اوّل کے لئے سیزن ٹکٹ قیمتی پچیس روپے تجویز کیا گیا تھا جسکے ٹکٹ یافتگان اِن ایّام میں آمد و رفت کا ہر وقت اختیار رکھتے تھے۔

عام انتظامات۔ گورنمنٹ کی طرف سے نہایت اہتمام کے ساتھ ہو رہے تھے۔ ڈاکخانے اور تارگھر ہر ایک کیمپ میں کھول دئے گئے تھے جنمیں گھنٹہ گھنٹہ بعد تقسیم خطوط کا انتظام ہو چکا تھا۔

مشقی جلوس بھی بہت پہلے سے نکالے جا رہے تھے۔ تاکہ ما [illegible]

گھوڑوں اور فوجی سپاہیوں کو اس عظیم الشان دن کے لیے صفائی کے ساتھ شمولیت کی مشق ہو جائے۔ والیانِ ریاست کے ہاتھی گھوڑے اور سپاہی بھی جوں جوں دہلی پہنچتے جاتے تھے۔ اِن کو اِس جلوس میں شریک کر لیا جاتا تھا۔ علے ہذا باجے والوں کا بھی چونکہ ایام دربار میں بہت کام تھا۔ جسکے لئے دو ہزار چیدہ باجہ نواز طلب کیے جا چکے تھے لہٰذا انکی بھی مشقی باجہ نوازی مختلف مواقعات پر دیکھی جانے لگی چنانچہ نقلی جلوس کا نکلنا اور مشقی باجہ نوازی کا استماع اسقدر پسند عام تھا۔ کہ جسدن یہ نکلتے عموماً تمام بیرونی سیاح اور شہری آدمی اُنکے دیکھنے اور سُننے کو اس تعدادِ کثیر میں جمع ہو جاتے۔ کہ واقعی سواری کا مزہ آجاتا۔ چنانچہ انہیں باتوں کا پہلے سے خیال کر کے جلوس کے دن کے لئے مقاماتِ گذرِ سواری پر شائقین کے لئے ٹکٹوں کی تجویز کر دی گئی تھی۔

آفیشیل ڈائرکٹری۔ اواخر دسمبر میں گورنمنٹ کے فارن آفس پریس سے ایک چھوٹی سی ڈائرکٹری قیمتی تین روپے انگریزی میں چھاپ کر شائع کی گئی۔ جسمیں معزز مہمانوں کے جائے قیام اور شاملِ دربار افواج سرکاری کی فہرست کے علاوہ دربار کا پروگرام بھی درج کیا گیا۔ تاکہ شاملین کو اُسکے ذریعہ تمام جلسوں کے وقت اور جائے انعقاد وغیرہ سے پوری واقفیت ہو جائے۔ چنانچہ اس کتاب کی اسقدر بکری ہوئی کہ ہر ایک کیمپ میں کئی کئی کتابیں خریدی گئیں۔ اور عام طور پر بھی دس وزیٹروں میں ایک کے ہاتھ میں یہ کتاب ضرور موجود تھی۔ غالباً اگر اسکا ایک اردو ترجمہ بھی شائع کر دیا جاتا

تو لوگوں کو اس سے بہت بڑی سہولیت ہو جاتی۔ کیونکہ اب تو کئی ایک
صاحبوں نے اس انگریزی کتاب کو محض بطور فیشن خرید رکھا تھا جو
اسکے ترجمے کیلئے دوسروں کے محتاج تھے حالانکہ اُردو میں ہونے
سے یہ دقتیں بالکل رفع ہو جاتیں۔ اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ انگریزی
سے اُردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا جاتا تو دوسری زبانوں کو بھی
شکایت پیدا ہوتی۔ مگر بات یہ ہے کہ گو ہندوستان میں متعدد زبانیں
بولی جاتی ہیں۔ لیکن اُردو نے جو عالمگیر ترقی پائی ہے وہ کسی
دوسری زبان نے حتےٰ کہ انگریزی کو بھی اب تک میسّر نہیں ہوئی۔ اور
اُردو پڑھنے والوں کی تعداد کو تو شاید کسی وسیع پیمانہ پر محدود بھی
کر دیا جائے۔ مگر سمجھنے والوں میں قریباً بلا استثناء سبھی باشندگانِ
ہند شامل ہیں۔

عارضی ہسپتالوں کا بھی کیمپوں کے متصل انتظام ضروری تھا۔ چنانچہ
وہ بھی نہایت اہتمام سے کیا گیا۔ بالخصوص طاعونی مریضوں کے لئے
سگریگیشن کیمپ شہر سے معقول فاصلہ پر بڑے پیمانہ پر طیار کر دئے گئے تھے۔

گورہ سپاہیوں کو داخلہ شہر کی ممانعت بھی کر دی گئی جو واقعی
ایک بڑا دانشمندانہ حکم تھا۔ کیونکہ ان کے آنے جانے سے اکثر شکایات
ہی پیدا ہوتی رہتی ہیں جو اگر اس موقع پر بھی ویسے ہی پیدا ہوتیں تو بڑی
قابلِ گرفت بات تھی۔

پولیس ایکٹ۔ ایّام دربار کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے باجلاس کونسل
ایک پولیس ایکٹ بھی منظور فرمایا تھا جس کو کیمپوں کے حدود میں
نافذ کر کے ہر ایک علاقہ کے کیمپ میں الگ الگ سپیشل مجسٹریٹ

مقرر کر دیئے گئے۔ تاکہ جرائم معمولی کی سرسری طور پر سزا دیدینے سے ساتھ کے ساتھ مقدمات کا بھی فیصلہ ہو جاوے۔ چنانچہ تکمیل کتاب کے لئے اُس مختصر ایکٹ کو بھی درج ذیل کیا جاتا ہے۔

یہ ایکٹ ۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی کونسل سے اور پھر ۳ دسمبر ۱۹۰۲ء کو نواب گورنر جنرل و وایسرائے کشورہند کی پیشگاہ سے منظور کیا گیا تھا۔

" ایکٹ بغرض انتظام اُس رقبہ کے کہ جس پر دربار تاجپوشی کے موقع پر جو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے مختلف کمپو ہائے واقع ہیں یا جو اُن کمپو ہائے کے گرد نواح میں واقع ہے اور نیز کسی دیگر ایسے رقبہ کے جو میونسپلٹی دہلی کی حدود کے اندر واقع ہو اور جسکی لوکل گورنمنٹ تصریح کر دے۔

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بغرض انتظام اُس رقبہ کے خاص اور عارضی احکام صادر کئے جائیں کہ جس پر دربار تاجپوشی کے موقع پر جو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے مختلف کمپو ہائے واقع ہیں یا جو اُن کمپو ہائے کے گرد نواح میں واقع ہے اور نیز کسی دیگر ایسے رقبہ کے جو میونسپلٹی دہلی کی حدود کے اندر واقع ہو اور جسکی لوکل گورنمنٹ تصریح کر دے۔ لہذا حسب ذیل حکم صادر کیا جاتا ہے:۔

مختصر نام اور وسعت | **دفعہ ۱۔** (۱) جائز ہے کہ اس ایکٹ کو "ایکٹ پولیس دربار دہلی ۱۹۰۲ء" کے نام سے موسوم کیا جاوے۔ اور

(۲) یہ اس رقبہ سے متعلق ہوگا کہ جس پر دربار تاجپوشی کے موقع پر جو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے۔ مختلف کمپو ہائے واقع

ہیں یا جو اُن کمپو ماؤنڈ کے گرد نواح میں واقع ہے اور نیز کسی دیگر ایسے رقبہ کے جو میونسپلٹی دہلی کی حدود کے اندر واقع ہو اور جس کو لوکل گورنمنٹ بذریعہ حکم اس غرض کے لئے تجویز فرمائے۔

(۳) حکم مجریہ زیر دفعہ ضمنی (۲) بذریعہ اشتہارات عام مشتہر کیا جائے جو اُس رقبہ میں کہ جس سے وُہ متعلق ہوگا نمایاں مقامات پر چسپاں کیا جائے گا۔

بعض جرائم کی سزا جو اُس رقبہ کے اندر سرزد ہوں کہ جس سے یہ ایکٹ متعلق ہے۔

دفعہ ۳- (۱) جو شخص اُس رقبہ کے اندر کہ جس سے ایکٹ ہذا متعلق ہے مندرجہ ذیل عملوں میں سے کسی کے ذریعہ عوام الناس کے لئے تکلیف یا مزاحمت یا مضرت یا خطرہ پیدا کرے یا نقصان پہونچائے یا حارج ہو۔

(الف) کسی جانور کو کھلا چھوڑ دائے یا چھوڑے یا چرائے یا چرانے کی اجازت دے۔ یا

(ب) مقررہ مقامات کے سوا دیگر مقامات پر پاخانہ یا پیشاب کرنے کے ذریعہ یا دیدہ دانستہ اور ناشائیستگی سے اپنے بدن کو ننگا کرنیکے ذریعہ سے کسی امر مضر عامہ خلائق کا مرتکب ہو۔ یا

(ج) اُن مقامات کے سوا جو اس مطلب کے لئے مقرر ہیں کسی دیگر مقام پر کوئی جانور ذبح کرے یا کسی لاش کو صاف کرے۔ یا

(د) کھلے طور پر گوشت لیجائے۔ یا

(ہ) انسانی استعمال کے لئے کوئی کھانے کی شئے کسی ایسی جگہ بیچے کہ جس میں یہ عمل کرنے کی اجازت نہ ہو۔ یا

(و) کسی پریڈ کی زمین یا کسی کیمپ کی حدود کے اندر یا کسی دیگر محفوظ جگہ کے اندر مداخلت بیجا کرے۔ یا

(ز) ڈھول یا نقارہ بجائے یا بندوق چلائے یا کسی قسم کی آتشبازی چلائے۔ اور

(۲) جو شخص اُس رقبہ کے اندر جس سے کہ یہ ایکٹ متعلق ہے

(الف) کسی ضرر رساں مادہ یا کوڑا کرکٹ کو کسی ایسی جگہ رکھے یا اپنے نوکر کو رکھنے کی اجازت دے جو اس مطلب کے لئے تجویز نہ کی گئی ہو۔ یا

(ب) کسی کھانے یا پینے کی شئے کو جو انسانی استعمال کے قابل نہ ہو اس غرض کے لئے فروخت کرے یا فروخت کے لئے نمودار کرے یا اپنے قبضہ میں رکھے۔ یا

(ج) ذخیرہ آب یا آبرسانی کو بذریعہ نہانے یا اپنا بدن یا کپڑے دھونے یا اُس میں کوئی مضر مادہ یا کوڑا کرکٹ پھینکنے یا کسی اور طریق پر گندہ کرے یا کوئی ایسا عمل کرے کہ جس سے ذخیرہ آب کے گندہ ہونے کا احتمال ہو۔ یا

(د) پانی کو ضائع کرے۔ یا

(ہ) بلا مناسب منظوری کے کوئی مکان یا خیمہ یا جھونپڑی یا چھپر یا عمارت از قسم برآمدہ یا سائبان تعمیر کرے۔ یا

(و) کسی راہ نما کھمبہ یا لیمپ یا ستون لیمپ یا درخت یا جھاڑی یا کسی دیگر سرکاری یا میونسپلٹی کی شے کو ضرر پہنچائے یا توڑے یا گرادے یا کسی شارع عام میں کوئی روشنی بجھائے۔ یا

(ز) بلا جائز اختیار کے کسی مکان یا نشان یا خیمہ یا کھمبہ یا دیوا

یا ٹٹی یا درخت یا کسی دیگر شے کو خراب کرے یا اُسپر لکھے یا کسی اَور طریق پر اُسپر نشان کرے۔ یا

(ح) بلا جائز اختیار کے کسی اشتہار یا دیگر کاغذ کو جو مجاز حاکم نے چسپان کیا ہو یا نمودار کیا ہو اوتارے یا تلف کرے یا خراب کرے یا کسی اور نہج پر مٹائے۔ یا

(ط) بلا جائز اختیار کے کوئی اشتہار یا نوٹس یا دیگر کاغذ کو کسی مکان یا نشان یا خیمہ یا کھمبہ یا دیوار یا ٹٹی یا درخت یا کسی دیگر شے پر لگائے یا لگوائے۔ یا

(ی) بدفعلی کے لئے درخواست کرے یا کسبیوں کے اشتہارات یا نوٹس تقسیم کرے۔ یا بجز اندرون حدود میونسپلٹی دہلی بدفعلی کی اغراض کے لئے کوئی مکان رکھے یا قائم کرے یا کسی ایسے مکان میں رہائیش رکھے اسغرض سے کہ کسبی کا پیشہ کرائے۔ یا

(ک) کسی چھوت والی یا متعدی مرض کے مریض کا تیماردار یا نگران ہونے کی صورت میں ایک مناسب وقت کے اندر طبی افسر کو جو اُس جگہ کے اہتمام پر ہو یا کسی دیگر افسر کو جسکو طبی افسر مذکور اسبارہ میں اختیار دے اُس مرض کی اطلاع دینے سے قاصر رہے یا غلط اطلاع دے یا کسی شخص کے امراض مذکور سے فوت ہو جانے کی اطلاع چھ گھنٹہ کے اندر نہ دے۔ یا

(ل) کسی جگہ ٹہل رہا ہو یا چھپا ہو یا ایسے حالات میں پایا جائے کہ جن سے یہ شک ہو سکے کہ وُہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا تھا یا اُسکے ارتکاب میں امداد کرنے والا تھا یا کہ وُہ کسی جرم کے

ارتکاب کے لیے موقع کا منتظر تھا - یا

(م) کسی افسر پولیس کی جایز ہدایات پر عمل کرنے میں قاصر رہکر جایز حکم کی نافرمانی کرے یا کسی عہدہ دار پولیس کی اُس فرائض کے سرانجام دینے میں دیدہ دانستہ مزاحمت کرے۔

وُہ سزائے قید کا مستوجب ہوگا جسکی میعاد آٹھ یوم تک ہوسکتی ہے یا سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا جسکی تعداد پچاس روپیہ تک ہوسکتی ہے

بعض ایسے جرائم کی سزا جن کا کسی کوچہ یا عام جگہ میں اس رقبہ کے اندر ارتکاب کیا جاوے کہ جس سے ایکٹ ہذا متعلق ہے

دفعہ ۳۳ - جو شخص کسی کوچہ یا عام جگہ میں :-

(الف) ایسے وقت میں یا ایسے طریق پر کہ جسکی بذریعہ اشتہار عام مجریہ محکمہ پولیس یا دیگر حکام مجاز ممانعت کی گئی ہے کوئی گاڑی چلائے یا لے جائے یا کسی جانور پر سواری کرے یا اُس کو لے جائے یا پیدل چلے - یا

(ب) تیزی یا لاپروائی سے کسی جانور پر سواری کرے یا گاڑی چلائے - یا

(ج) اُسصورت میں جبکہ کوئی ہاتھی یا اونٹ اُسکے سپرد ہو ایسی تمام معقول تدابیر کرنے میں غفلت کرے کہ جن سے گھوڑے نہ ڈریں - یا

(د) بغیر مناسب روشنی کے رات پڑنے کے بعد اور صبح نکلنے سے پیشتر کسی گاڑی کو چلائے یا لیجائے یا کھڑا رکھے - یا

(ہ) بلا حفاظت مناسب کسی گاڑی یا جانور کو کھلا چھوڑ دے - یا

(و) کسی جانور یا گاڑی کو مقررہ اُڈا کے سوائے دیگر جگہ پر اُس عرصہ سے زیادہ کھڑا رکھے جو اسباب لادنے یا اُتارنے یا

مسافروں کو چڑھانے یا بٹھانے کے لئے مطلوب ہوتا ہے - یا
(ز) کوئی عمارت تعمیر کرے کہ جس سے سڑک پر رکاوٹ پیدا ہو یا کوئی ایسی چیز فروخت کے لئے رکھے کہ جس سے سڑک رک جائے یا
(ح) قواعد مرتبہ زیر ایکٹ ہذا کے بموجب لائیسنس حاصل کرنے کے بغیر کوئی چیز بیچتا پھرے - یا
(ط) اس صورت میں جبکہ نجاست اُٹھانے کے کام پر ہو بغیر مناسب برتن استعمال کرنے کے ایسا عمل کرے یا ممنوع اوقات میں یہ کام کرے یا نجاست کے کسی ایسے حصّہ کو اُٹھانے یا دیگر طرح پر بالکل دور کرنے میں غفلت کرے جو کسی کوچہ یا عام جگہ پر بہ جائے یا گر جائے یا
(ی) آوارہ پھرے یا خیرات مانگے یا خیرات لینے کی غرض سے کسی نقص بدنی یا بیماری یا کسی مکروہ ناسور یا زخم کو ننگا کرے - یا
(ک) بے وجہ یا بے رحمی سے کسی جانور کو مارے یا اس سے کام لے یا اسکو تکلیف دے - یا
(ل) شراب پی کر فساد کرے یا شراب پی کر ایسا بدمست ہو جائے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے - یا
(م) لڑے - جھگڑے - یا کوئی ہنگامہ برپا کرے یا کوئی خوف دلانے والے یا زبون یا ہتک آمیز کلمات زبان سے نکالے یا دھمکی دینے والے یا ہتک آمیز طریق پر پیش آئے اس نیت سے کہ عامہ خلایق کے امن میں خلل اندازی ہونے کی اغلب امید ہو - یا
(ن) جوا کھیلنے کے لئے کوئی جگہ رکھے یا جوا کھیلے یا کسی دیگر شخص یا اشخاص کو جوا کھیلنے کی اجازت دے -

وہ ایسی قید کی سزا کا مستوجب ہوگا جسکی میعاد آٹھ یوم تک ہو سکتی ہے یا ایسے جرمانہ کی سزا کا جسکی مقدار پچاس روپیہ تک ہو سکتی ہے۔

تشریح اوّل۔ اس دفعہ میں لفظ "کوچہ" میں ہر راستہ۔ سڑک۔ گلی۔ چوک۔ راہ یا کھلی جگہ شامل ہے جو خواہ شارع عام ہو یا نہ ہو اور جسپر عوام کو عموماً اسوقت گذرنے کا حق خود بخود یا اجازتاً حاصل ہو۔ اور نیز ایک شاہ راہ اور پگڈنڈی بھی شامل ہیں جو کسی پل یا پُل کے سروں کی اونچی سڑک کے اوپر ہوں۔

تشریح دوم۔ اس دفعہ کی اغراض کے لئے لفظ "گاڑیوں" میں بائیسکل و ٹرائیسکل و موٹر کار بھی شامل ہیں۔

بلا وارنٹ گرفتار کرنے کا اختیار	**دفعہ ۴**۔ کوئی پولیس افسر یا دیگر شخص کہ

جسکو لوکل گورنمنٹ اسبارہ میں اختیار عطا کرے اُس شخص کو بلا وارنٹ گرفتار کرنے کا مجاز ہے جو اُس کے سامنے کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جو ایکٹ ہذا کی رو سے قابل سزا ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی شخص کو جو اسطرح پر گرفتار کیا جائے اسکا نام اور پتہ دریافت کرنے کے بعد روک نہیں رکھا جائے گا۔

نیز یہ شرط ہے کہ کوئی شخص جو اسطرح پر گرفتار کیا جائے اُس عرصہ سے زیادہ عرصہ کے لئے نہیں روکا جائے گا جو اسکو مجسٹریٹ کے روبرو لانے کے لئے ضروری ہو بجز اُس صورت کے کہ جبکہ مجسٹریٹ نے ایسا حکم دیا ہو۔

چوکی ہائے پولیس کی حدود	**دفعہ ۵**۔ ایسی جدید چوکی ہائے پولیس کی حدود

جو لوکل گورنمنٹ اُس رقبہ کے اندر قائم کرے کہ جس سے یہ ایکٹ

متعلق ہے وہ ہونگی جو صاحب انسپکٹر جنرل پولیس بذریعہ ایسے اشتہارات کے مقرر کریں جو ہر چکی پولیس پر اور نیز دیگر سہولت بخش مقامات پر رقبہ مذکور کے اندر نمایاں طور سے چسپاں کئے جاویں۔

دیگر قوانین کے بموجب سزا دینا مستثنےٰ کیا گیا ہے۔

دفعہ ۶ - ایکٹ ہذا میں کوئی امر مانع نہ ہوگا کہ کسی شخص کو کسی دیگر قانون کی رُو سے ایسے جرم کے لئے جو ایکٹ ہذا کے بموجب قابل سزا قرار دیا گیا ہے سزا دی جائے یا کوئی دیگر سزا دیجائے۔ بجائے اسکے کہ جو جرم مذکور کے لئے ایکٹ ہذا میں تجویز کی گئی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کسی شخص کی نسبت ایک دوبارہ تحقیقات نہیں کرائی جائے گی۔

قواعد مرتب کرنے کا اختیار

دفعہ ۷ - (۱) لوکل گورنمنٹ مجاز ہے - کہ ایسے جملہ امور میں جو ایکٹ ہذا کے نافذ کرنے اور اُسکے مطالب اور اغراض کے عام طور پر حاصل کرنے کے متعلق ہوں جملہ افسران کی ہدایت کے لئے قواعد مرتب کرے۔

(۲) ایسے تمام قواعد بذریعہ اشتہارات مشتہر کئے جائینگے جو نمایاں مقامات پر اس رقبہ کے اندر چسپاں کئے جائیں جن سے ایکٹ ہذا متعلق ہے اور پھر یہ قواعد قانون کا اثر رکھیں گے۔

ایکٹ کے نفاذ کا بند ہونا

دفعہ ۸ - دربار کے خیمے اُکھڑنے کے بعد جسقدر جلد ممکن ہو سکے ایسی تاریخ سے ایکٹ ہذا کا نفاذ بند ہو جائے گا جو لوکل گورنمنٹ بذریعہ اشتہار جو گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہو اس بارہ میں مقرر کرے۔

دستخط - سی - جے ہیلیفکس سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

(صیغہ موم واقعہ آئین وقوانین)

دہلی کی رونق ابتدائے دسمبر سے ہی قابل دید ہوتی جاتی تھی ہندوستان کے ہر خطہ ہر زبان ہر رنگ اور ہر مذہب کے باشندے اسکے اندر باہر پھرتے چلتے دکھائی دے رہے تھے۔ اور بازاروں میں جاکر ہجوم در ہجوم سیریں کرتے پھرتے تھے۔ شہر سے باہر ڈیروں خیموں کا ایک وسیع وفسیح نیا شہر آباد ہوگیا تھا۔ جسکا دور اسّی میل میں سمجھنا چاہیے۔ یہ نیا عارضی شہر سفید خیموں اور وسیع میدانوں کے دلکش اور سہانے نظارے لئے ہوا تھا۔ جسکو شاہجہان آباد کے مقابلہ میں ایڈورڈ آباد کہنا نہایت موزون ہوگا۔ چنانچہ اسی کی ضروریات کے لئے کشمیری دروازہ سے باہر میلوں تک ایک عارضی بازار قایم ہوگیا تھا۔ جسکو ایڈورڈ بازار کا نام دیا گیا۔ لیکن اس بازار پر سرکار کا کچھ خرچ نہیں آیا۔ بلکہ زمینوں کے معقول کرایہ دیکر لوگوں نے اپنے صرف سے انپر چھپر اور کھپریل کی دوکانیں بنائیں جنپر مٹی لیپ کر اوپر سے قلعی کردی گئی جس سے دیکھنے والوں کی نظروں میں اس نے خاصی وقعت پیدا کرلی تھی۔

تجارتی سامان سوداگروں اور دوکانداروں نے اس کثرت سے کتے بیرونجات سے منگانا شروع کردیا تھا کہ ریلوے کی عظیم الشان طاقت نے بھی جسکے ڈھونے میں عجز ظاہر کردیا۔ دھڑا دھڑ ٹرینوں کی ٹرینیں مال سے لدی سے ہوئی آرہی تھیں۔ اور پھر بھی ان لوگوں کی فرمائشیں ختم ہونے میں نہ آتی تھیں ادہر درباریوں اور والیان ریاست کے سامانوں کی سپیشل ٹرینیں پہنچ رہی تھیں۔ غرضکہ ریلوے کو دم بھر کی بھی فرصت نہ تھی۔

مسافروں کی آمد آمد بھی اتنی شروع ہوگئی تھی کہ ایک ایک دن میں
ہر مشہور مقام سے قریباً دس دس بارہ بارہ ٹرینیں چھوٹتی تھیں۔ اور
پھر بھی اس انبوہِ خلایق کے پہنچانے کے کام میں پوری نہ اترتی تھیں
اور یہی وجہ تھی جسکے باعث سوائے میل ٹرین کے کوئی گاڑی ہرج
کے بغیر دہلی نہ پہنچتی تھی۔ یہ بھی لکھہ دینا ضروری ہے کہ مسافروں کے
طبی امتحان کے لئے رستے کے سٹیشنوں پر انگریز ڈاکٹر صاحب مقرر کئے
گئے تھے جو معمولی نبض دیکھنے کے بعد ایک ایک چھپا ہوا سرٹیفکیٹ
صحت مسافروں کو دیدیا کرتے تھے۔

کرایۂ مکانات کا تذکرہ بھی غالباً تاریخی حیثیت سے بہت ضروری
ہے جو اسقدر بڑھ گیا تھا کہ بعض حالتوں میں اصل لاگت مکان سے بھی
تگنی چوگنی بڑھ گیا تھا۔ وجہ یہ کہ بعض والیانِ ریاست نے شہر کی متصلہ کوٹھیوں
میں قیام فرمانا پسند فرمایا تھا اور معمولی رئیسوں اور گرد و نواح کے
درباریوں کو تو شہر میں ہی رہنا ضروری تھا کیونکہ کیمپوں کی دوری
اور سواری کے اخراجات ہر شخص برداشت نہ کرسکتا تھا۔ انہیں
بواعث سے اہالیانِ دہلی نے اسقدر کرایہ بڑھا دیا کہ جسکی کبھی توقع
نہ ہوسکتی تھی۔ مثلاً حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے لئے جو کوٹھی بنام لڈلو کیسل
کرایہ پر لی گئی تھی۔ مثلاً اُس کا کرایہ اِن ایام کیلئے پچاس ہزار روپیہ
قرار پایا تھا۔ علٰے ہذا مہاراجہ مدار المہام صاحب نواب افسر الدولہ بہادر
نواب فخر الملک بہادر۔ راجہ مرلی منوہر بہادر۔ وغیرہ وغیرہ صاحبان
کیلئے الگ الگ کوٹھیاں لی گئی تھیں جن میں سے کسی کا کرایہ
ہزار سے کم نہ تھا۔ اور آرایش کا خرچ مزید براں۔ چنانچہ یہ بھی

ایک تاریخی واقعہ ہے کہ پچاس ہزار روپیہ صرف اعلےٰ حضرت کی اقامتگاہ مبارک کی آرائش پر صرف آگیا تھا۔ جسکی نسبت روانگی کے وقت حضور نے ارشاد فرمایا کہ بغیر اس سامان آرائش کے اٹھانے کے مکان مذکور چھوڑ دیا جائے۔

اس حساب سے گویا آپنے صرف اپنے پچیس روزہ قیامگاہ کا ایک لاکھ روپیہ معاوضہ عطا فرمایا اور ظاہر ہے کہ ہمراہیان ذیشان کا کرایہ مکانات و آرائش بھی لاکھ روپے سے کیا ہی کم ہوگا۔ حضور کے علاوہ کئی ایک دوسرے والیانِ ریاست مثلاً مہاراجہ صاحب کپورتھلہ۔ مہاراجہ صاحب اندور۔ مہاراجہ صاحب ٹراونکور وغیرہ وغیرہ نے بھی ہزارہا روپے کی گرانقدر رقومات پر شہر سے ملی ہوئی کوٹھیاں کرایہ پر لے رکھی تھیں اسلئے دہلی کے مالکان مکانات نے اس موقع پر اس شدت سے کرایہ بڑھا دیا کہ بلا مبالغہ معمولی کرایہ پچیس سے پچاس گنا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس لالچ پر تمام مالکانِ مکانات نے اپنے کرایہ دارونکو بھی بے دخل کرنا شروع کر دیا۔ جس سے ایک عام واویلا دہلی میں مچ گیا وہ تو خدا صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کا بھلا کرے کہ اُنہوں نے ایسی بے دخلی کو نامناسب قرار دے کر اس بڑھتی ہوئی خرابی کو دور فرما دیا۔ اور غرباء کو زیادہ تکلیف نہ ہونے پائی۔ لیکن پھر بھی اسقدر مکانات خالی ہو گئے تھے۔ کہ دربار کے گذر جانے پر بھی وہ پُر نہ ہو سکے۔ چنانچہ اکثر مکانات پر دربار کے دنوں میں اور اسکے بعد بھی "ٹولٹ فار دربار" یعنی "یہ مکان دربار کیلئے کرایہ پر خالی ہے" کا تختہ جلی حروف میں لٹکتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اور اسکے سوا کئی ایک ایجنسیاں کرایہ پر مکانوں کی بہم رسی کے لئے قائم ہو گئی تھیں

القصہ گو کئی ایک مکانات خالی بھی رہ گئے۔ مگر کئی ایک مکانوں کو کرایہ ان کی قیمت سے بھی زیادہ وصول ہو گیا۔

والیانِ ریاست کی ملاقات بازدید کی نسبت پہلے سے قطعی فیصلہ کر دیا گیا تھا کہ وائسرائے صاحب بباعث درباری مصروفیتوں کے نہ کر سکینگے۔ حالانکہ ۱۸۷۷ء کے دربار پر باوجود اسیقدر رئیسوں کے جمع ہونے کے اس رسم قدیم کو ترک نہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ اکثر اردو اخبارات اس بات کے شاکی بھی پائے گئے کہ اس سے رئیسوں کی حق تلفی ہوئی ہے مگر چونکہ ملاقاتِ بازدید کیساتھ علاوہ فرداً فرداً بھی دیسی رئیسوں کی ملاقات کا دستور نہیں رکھا گیا تھا۔ اسلئے یہ اعتراض کسیقدر ہلکا ہو جاتا ہے اگرچہ اسمیں شک نہیں کہ اگر پرانے دستور کے مطابق ہر ایک والیِ ریاست کو علیحدہ علیحدہ پہلے اپنے قیامگاہ میں اور پھر اُن کے کیمپوں میں حضور وائسرائے مل لیتے تو اُن کے دل بہت بڑھ جاتے۔ کیونکہ دیسی رئیس اِن باتوں کو بھی آئینِ ریاست کا لوازمہ سمجھتے ہیں۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وائسرائے صاحب نے اس خیال سے کہ درباری ایام میں ریلوے سٹیشن۔ افتتاحِ نمائش۔ دعوت اور دربار وغیرہ کے مختلف مواقعات پر رئیسوں سے ملنا ہوگا۔ اِن مراسم کی علیحدہ ادائگی کی ضرورت نہیں سمجھی جو ایک حد تک درست بھی ہے۔ لیکن درصل دیسی رئیسوں میں ابھی اس قدر بے تکلفی حکامِ انگریزی سے پیدا نہیں ہوئی کہ وہ ایک تقریب کی مجموعی شرکت کو اپنے پرانے رسم و رواج کا بدل سمجھ لیں۔

فصل سوم

درباری عارضی شہر کا نظارہ

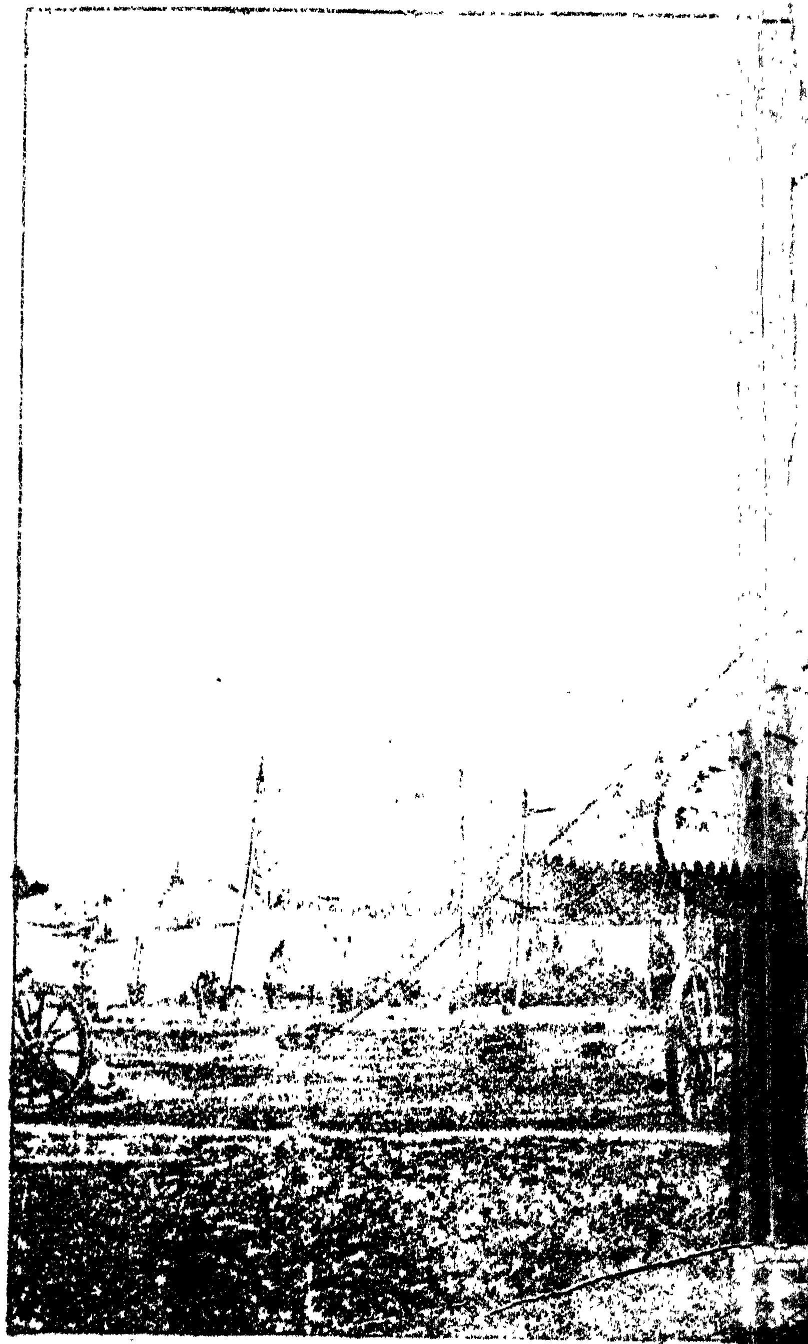
عمارات متعلّقہ دربار کو بلاشُبہ دیکھہ کر حیرت ہوتی تھی - کہ کس طرح صرف چند مہینوں کے قلیل عرصہ میں جنگل کی افتادہ اراضیات اور سخت ناہموار نشیب و فراز کو مسطح اور ہموار کر کے ایک قابل دید قطعہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے - جسکے ہر طرف عمدہ سڑکیں اور آبرسانی کے نل اسطرح جاری نظر آتے تھے کہ گویا ایک عرصہ سے یہاں شہر آباد ہے - اور شہر بھی کیسا؟ سفید سفید ڈیرے خیموں کا ایسا اجلا شہر دیکھہ کر طبیعت خوش ہو جائے۔

سنٹرل کیمپ جسمیں حضور وایسرائے - ڈیوک اوف کیناٹ - گرانڈ ڈیوک ہیسی کمینڈر انچیف گورنران بمبئی و مدراس اور لفٹنٹ گورنران ممالک پنجاب - بنگال - برہما - صوبجات متحدہ آگرہ اور چیف کمشنران ممالک متوسط و آسام و صوبجات سرحدی اور ریزیڈنٹان حیدرآباد و میسور اور ممبران کونسلِ وائسرائے اور دیگر افسرانِ بالادست کے خیمے لگائے گئے تھے اِس عمدگی کے ساتھہ سجایا گیا تھا - اور اِس صفائی کے ساتھہ اُسکی چمن بندی کی گئی تھی - کہ دیکھہ کر بے ساختہ منتظموں کے حق میں کلمۂ آفرین نکل جاتا تھا - اُس کی وسعت و فسحت کا اندازہ ناظرین کتاب کسی قدر اِس اجمالی کیفیت سے کر سکیں گے - کہ

کیمپ حضور وائسرائے میں ممبران گورنمنٹ ہند اور ولایتی مہانوں کے لیئے چودہ سو خیمے ایستادہ کیئے گئے تھے۔ جن کی آرائش وزیبائش دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی تھی۔ اور جن میں وائسرائے صاحب کے ممبران سٹاف۔ میڈیکل افسران۔ آنڈی کانگان سکرٹریان۔ ممبران کونسل۔ ڈیوک اوف ہیسی۔ ڈیوک ڈچس اوف پورٹ لینڈ۔ اس موقع پر آئے ہوئے ممبران پارلیمنٹ۔ ڈیوک اوف کیناٹ بہادر کا سٹاف۔ وائسرائے صاحب کے افسران باڈی گارڈ۔ پریزیڈنٹ سنٹرل دربار کمیٹی۔ لارڈ بشپ اوف کلکتہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس وغیرہ وغیرہ حکّام عالیمقام فروکش تھے جن سب کی ضروریات کے لئے مثل اپنے گھروں کے کھانا کھانے۔ نہانے۔ ملاقات کرنے پڑھنے اور سونے کے علیحدہ علیحدہ کمرے بنائے گئے تھے۔ اور خانہ باغ بھی اس عمدگی اور ندرت سے لگائے گئے تھے کہ جو ہر طرح ان کے لائق تھے۔

وائسرائے صاحب کے لئے خاص طور پر ایک مدور پختہ کوٹھی بنائی گئی تھی۔ جسکو مشرقی ڈھنگ کے سامان آرائش سے سجایا گیا تھا۔ اور جو جاہ وجلال کی ایک نمائش بن گئی تھی۔ اصطبل اس سے علیحدہ تھا۔ جو کمینڈرانچیف صاحب کے کیمپ کے پاس لگایا گیا تھا اور اسمیں تین سو گھوڑے تھے۔

ڈیوک اوف کیناٹ کا کیمپ جو وائسریگل کیمپ کے سامنے لگایا گیا تھا۔ پوری طرح سجا ہوا تھا جسمیں آٹھ خیمے ان کے ہمراہیوں کے لئے استادہ تھے۔ اور خاص ان کے خیمے کے سامنے ایک



مختصر باغیچہ بھی لگا ہوا تھا اور استقبالی شامیانہ بھی ایسا پُر تکلف اور وسیع تھا۔ جو اِن کی شان کے مطابق معلوم ہوتا تھا۔ ہر ایک ضروریات کے لیئے الگ الگ خیمے لگے ہوئے تھے۔ جن کی مجموعی حیثیت بڑی خوبصورت اور شاندار نظر آرہی تھی۔

لارڈ کچنر کا کیمپ عجیب غریب قسم کا بنایا اور سجایا گیا تھا۔ اِس میں چھ تو بڑے بڑے خیمے تھے اور چھوٹوں کی تو تعداد بہت ہی زیادہ تھی۔ اِس کیمپ میں پچاس فیٹ چوڑا ایک نہایت خوبصورت خانہ باغ لگا ہوا تھا۔ اور استقبالی کمرے کو اسنے ریل (وہ روغن جو ٹالمیٹ کے برتنوں پر کیا جاتا ہے) سے مجلّے کیا گیا تھا۔ اور اعلےٰ درجہ کے قالینوں کا فرش اسکی زیبائش کو بڑھا رہا تھا۔ اس کے ہر چہار طرف مغلئی وضع کے محرابی در قایم کیئے گئے تھے۔ جن پر سنہری اور نیلے رنگ ہو چکے تھے اور جن میں سے مختلف کمروں کو راستے نکل جاتے تھے۔ کھانے کی میز ایسی وسیع تھی کہ جسپر بیٹھ کر ایک ساتھ ساٹھ آدمی کھانا کھا سکتے تھے۔ اسی کمرے کے سامنے ایک سبز گھاس کا مخملی میدان رکھا گیا تھا۔ جسمیں کمینڈر انچیف کا فوجی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ دوسرے علاقوں کے بڑے بڑے افسروں کے کیمپ بھی آپ کے گرد و پیش لگے ہوئے تھے اور انمیں بھی سو سو مہمانوں کی جگہ رکھی گئی تھی۔ آپ کے کیمپ میں صرف ملٹری سکرٹریان ایڈیکانگان۔ ڈائرکٹر جنرل صیغہ تعلیم جنگ پرنسپل میڈیکل افیسر ہند اور بعض بڑے بڑے جنگی عہدہ دار مقیم تھے۔

لفٹنٹ گورنر پنجاب کا کیمپ بھی خاص اہتمام سے سجا ہوا

تھا ۔ کیونکہ پنجاب میں ہی یہ دربار منعقد ہونے کو تھا ۔ اور اس طرح گویا آپ ہی اس عظیم الشان مجمع کے میزبان تھے ۔ باغیچہ ۔ فرش ۔ فروش ۔ سامانِ آرائش سب ایک سے ایک بڑھکر تھا ۔ اور خاص ہزآونر کے رہایشی خیمے اور کمرہ ملاقات کو تو اس خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا کہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا ۔ آپکے کیمپ میں سکرٹریان ۔ کمشنران و فنانشل کمشنران ۔ ممبران پنجاب کونسل اور چیدہ حکام کے خیمے لگے ہوئے تھے ۔ افسران ریلوے کا کیمپ (جو انھوں نے اپنے اہتمام سے لگوایا تھا) وہ بھی آپکے کیمپ کے پاس ہی نصب تھا ۔ اور جوڈیشل افسران کے خیمے بھی سب قریب تھے ۔

اسی طرح دوسرے علاقوں کے افسرانِ اعلےٰ کے کیمپ بھی سب نہایت اہتمام اور عالیشانی سے لگائے گئے تھے ۔ جن کی تفصیل سوائے تطویل کے کچھ ضروری نہیں ۔ ہر ایک میں باغیچہ استقبالی شامیانہ اور تمام حوائج ضروریہ کے خیمے بڑی وسعت سے موجود تھے ۔ اور افسرانِ اعلےٰ کے خیمہ پر سرکاری جھنڈا لہرا رہا تھا ۔ البتہ اسقدر بیان لازمی ہے ۔ کہ مدراس کیمپ میں مطبخ کے لئے پختہ عمارتیں تھیں اور اس کا انتظام بڑا لائقِ تعریف تھا ۔ کیونکہ مدراسی باورچی انگریزی دنیا میں خاص شہرت رکھتے ہیں ۔ اور اسکے علاوہ وہاں ہارمنی رو ۔ پیٹی کوٹ لین (پیٹی کوٹ والوں کی گلی) اور بیچلر مین بلاک (مجردوں کا حصہ) کے نام سے الگ الگ حلقے مقرر کر دیئے گئے تھے ۔ اور سوائے [illegible] گاڑیوں اور بائیسکلوں اور موٹر کار گاڑیوں کے ۱۶ گاڑیاں از قسم

رکشا بھی موجود تھیں جو اکثر لیڈیوں کی سواری میں کام آتی تھیں۔

لفٹنٹ گورنر برہما کا کیمپ اس وجہ سے قابلِ ذکر ہے کہ اس کے دروازے پر دو اژدہا بنائے گئے تھے۔ اور اُسکے باغیچہ کے لئے نایاب اور خوشنما پودھوں کے گملے خاص برہما سے منگائے گئے تھے۔

چھڑکاؤ اور صفائی کا انتظام تمام سنٹرل کیمپ میں ویسے ہی اعلےٰ درجہ کا ہو چکا تھا جیسکے شایاں وہ کیمپ تھا۔ جس کی بدولت وہ مقام جو سوائے جنگل بیابان کے کچھ بھی نہ تھا۔ ایک چمنستان نظر آتا تھا۔ اور گردوغبار کا نام تک دکھائی نہ دیتا تھا۔

روشنی کا انتظام اس افراط اور کشادہ دلی سے کیا گیا تھا۔ کہ خاص سنٹرل کیمپ میں آٹھ ہزار اِن کینڈی سینٹ لیمپ اور دو سو آرک لیمپ (دو دو ہزار بتی کی طاقت والے) رات کو بھی دن چڑھائے رکھتے تھے۔ ہر ایک خیمے میں تین تین لیمپ سولہ سولہ بتی کی طاقت والے روشن ہوتے تھے۔ اور مرکزی سڑکوں پر دو دو ہزار بتی کی طاقت والے لیمپ لگائے گئے تھے۔ جن کے سوا معمولی روشوں پر بھی قریب قریب لیمپوں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ جس سے زیادہ روشنی شاید ناقابل برداشت ہو جاتی۔

شدت سرما کی شکایت البتہ سب جگہ تھی۔ کیونکہ موسم پہلے درجہ کا سرد تھا جسکے دفعیہ کے لئے ہر ایک کیمپ میں پختہ انگیٹھیاں لگی ہوئی تھیں جن سے چار حادثات بھی ہو گئے اور تجویزیں ہونے لگیں کہ اِن لیمپوں سے خیمونکو گرم کیا جائے جنمیں مٹی کا تیل شامل کر کے جلائے جاتے ہیں مگر دھوئیں کا خطرہ اس کا بھی مانع ہوا۔ اور اسیطرح انگیٹھیوں سے باحتیاط تمام کام لیا جاتا رہا

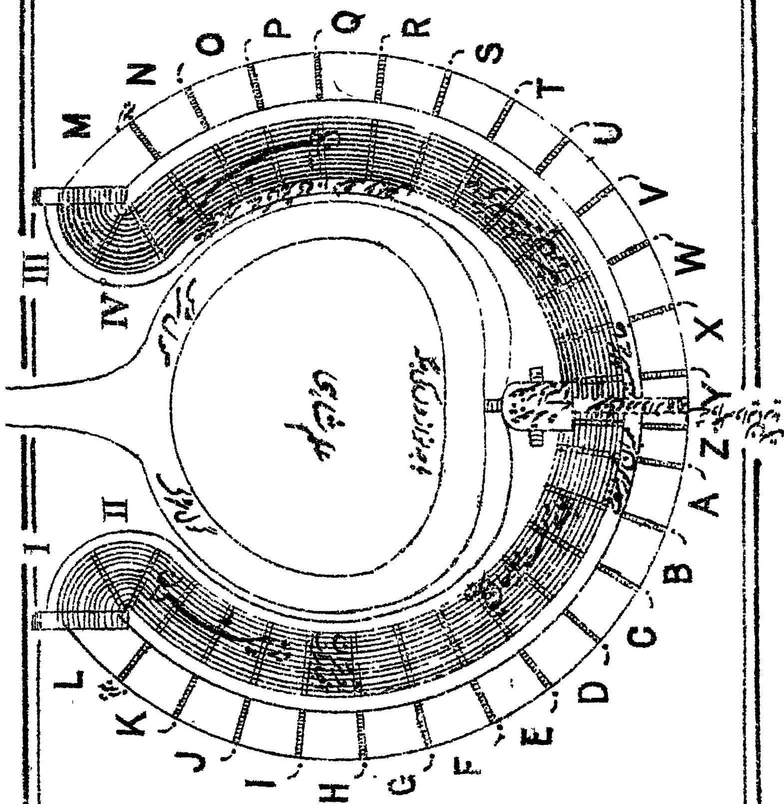
ایک نجومی کی پیشین گوئی کی تکذیب۔ ولایت کے ایک مشہور منجم مسٹر کیری نامی نے ۱۹۰۲ء کی پیشین گوییوں میں چونکہ یہہ منحوس پیشین گوئی بھی کر رکھی تھی۔ کہ "۱۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو انگلستان کے خاندان شاہی میں ایک ایسی عظیم الشان موت واقع ہوگی کہ جسکے باعث دربار دہلی یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو منعقد نہ ہو سکے گا۔ اور ہوا بھی تو ماتم کا دربار ہوگا نہ کہ خوشی کا" اس لئے بعض لوگوں کو یہ وہم ہو گیا تھا۔ کہ دیکھئے اس پیشین گوئی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیونکہ ایک آدہ ہندوستان کے جوتشی نے بھی اس کی تائید کر دی تھی لیکن بہت سے لوگوں نے اس کی تردیدیں بھی اسی علم کے رو سے نہایت شد و مد کے ساتھ چھپوائیں جن میں سے پہلے **پنڈت دامودر ساگر جوتشی کشمیری** ملازم سرکار کشمیر نے اس کی تکذیب کی۔ اور پھر محمد یونس صاحب نے۔ مگر بہر حال ۱۸ دسمبر تک اکثر لوگوں کو اس کا خیال رہا۔ جو **بفضل الٰہی** بالکل موہوم اور فضول ثابت ہوا۔ اور حضور **شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم** ہر طرح صحیح و سالم و تندرست رہے۔ یہ بھی گورنمنٹ کی چشم پوشی ہے۔ کہ ایسے عظیم الشان موقع پر تھلکہ مچا دینے والوں کو پوچھا تک نہیں گیا۔ ورنہ کوئی ایشیائی سلطنت ہوتی۔ تو پیشین گوئی کا لطف آجاتا۔

لیکن پھر بھی ہندوستانی منجموں کو یہ مشورہ دینا ضروری ہے کہ انہیں ایسے علم کے لئے جسے ایک بہت بڑا تعلیم یافتہ حصّہ تو پہلے سی ہی بیکار سمجھ بیٹھا ایسے معاملات میں جسارت کر کے اسباب خفت پیدا کرنے چاہئیں۔

دربار ہال کو دربار سے چونکہ جسم و جان کا سا تعلق ہے - اس لئے
اس کی تشریح و توضیح کے لئے دو نقشے درج کئے جاتے ہیں - کیونکہ
اُس کا ایک ہی ایسا نقشہ کسی فوٹوگرافر نے لیا نہیں جو تمام و کمال
کیفیت کو بخوبی ظاہر کر سکے - اور اُسکی ساخت ہی کچھ اس وضع کی
رکھی گئی تھی کہ کوئی ایک نقشہ اُسکی مجموعی ہیئت کو ظاہر بھی نہیں کر سکتا
پہلا نقشہ زمینی ہے جس سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ دربار ہال
کی صورت بالکل نعل کی سی بنائی گئی تھی - دائرے کے اندر جسقدر
جگہ خالی نظر آرہی ہے - وہ سفید زمیں بلا چھت کے سمجھنی چاہیئے - اور
جسقدر حلقہ کو خطوط نے محدود کر رکھا ہے - صرف اسی پر چھت ڈالی
گئی تھی - اور اُس میں گیلری کے طریق پر اس طرح سے نچیں بچھائی
گئی تھیں کہ پہلی سے دوسری کسی قدر بلند اور دوسری سے تیسری
ذرا اونچی وقس علےٰ ہذا - اگرچہ پھاٹک دار دروازہ کوئی نہ تھا مگر
گولائی کا وہ حصّہ جو کسی قدر خالی رہنے کے باعث دربار ہال کو نعل
کا ہم وضع بنا رہا ہے - وہی اس کا دروازہ سمجھنا چاہیئے - اسی کھلے
ہوئے دروازہ کے عین بالمقابل دائرہ سے ملا ہوا حضور وائسرائے
بہادر کے لئے ایک چبوترہ بنایا گیا تھا - (جس کا نشان نقشہ میں
دے دیا گیا ہے) اس تمام دائرے کے اندر کی طرف زمین سے
دو فیٹ اونچی ایک پٹری چلنے پھرنے کے لئے بنائی گئی تھی - جکو
اگر دربار ہال کی عمارت میں شامل کر لیا جائے - تو وائسرائے بہادر
کا چبوترہ بھی اُسی کے وسط میں آجاتا ہے - اس پٹری کے اوپر اس
طرف (جہاں سے سفید زمین اندرونی شروع ہوتی تھی) ایک جنگلہ

لگا دیا گیا تھا۔ اور نیچے زمین پر برابر برابر خوشنما پودھوں کے گملے سجا دئے گئے تھے۔ تمام دربار ہال کو تیس بلاکوں (حصّوں) پر تقسیم کیا گیا تھا۔ جن میں اے۔ بی۔ سی انگریزی کے حروفِ تہجی کے بلاک تمام دایرے میں قایم کئے گئے تھے۔ اور چار بلاک موڑویں ابتدائی کونوں پر بنائے گئے تھے۔ جن پر علیحدہ نمبر دئے ہوئے تھے شائقین دربار سب کے سب سوائے بلاک نمبر ۱ و ۲ کے (جن کی نظریں باہر کی طرف تھیں) کارروائی دربار بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ کیونکہ "تمام درباریوں کی نظریں اندرونی طرف رکھی گئی تھیں۔ داخلے کے لئے سب بلاکوں کو باہر کی طرف سے رستہ دیا گیا تھا (جہاں نقشے میں انگریزی حروف لکھے ہیں) البتہ راجے مہاراجے نواب رئیسوں کے لئے مغربی طرف سے رستہ رکھا گیا تھا۔ وائسراے صاحب اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر کی گاڑیاں بیرونی رستوں سے بے نیاز تھیں جنھوں نے سیدھا اندر کی طرف سے چبوترہ پر ٹھہرنا تھا۔

دربار ہال کے ابتدائی موڑویں کونوں پر کوئی چھت نہ ڈالی گئی تھی۔ اندرونی میدان، اور باہر کی سڑکیں سب پختہ کٹوا کر بنا دی گئی تھیں۔ ہال کے درمیانی میدان میں علم شاہی کے لئے جگہ تجویز کی گئی تھی۔ اور وائسراے صاحب کے چبوترے پر علم وائسرائی کی جگہ رکھی گئی تھی۔


A
B
C
D
E
F
G
H
I
J
K
L
M
N
O
P
Q
R
S
T
U
V
W
X
Y
Z
I
II
III
IV

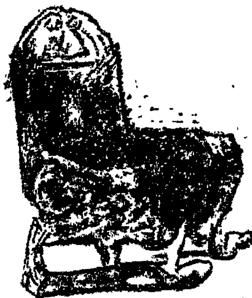
دوسرا نقشہ عمارتی ہے جس کے دیکھنے سے ناظرینِ کتاب دربار کی ہیئت اور وائسراے صاحب کے چبوترے کی شکل و صورت کو بخوبی پہچان لیں گے۔ اسمیں جسقدر محرابی در نظر آرہے ہیں۔ سواے ابتدائی موڑ دیں کونوں کے سارے مغلئی صورت کے دائیرے ہیں اندر کی طرف بنے ہوئے تھے۔ اِنہیں میں سب درباریوں کے لئے گیلری بنائی گئی تھی۔ جسکے واسطے پہلے خشتی سیڑہیاں بناکر اِن میں مٹّی کی بھرتی کی گئی اور چھت کے سہارے کے لئے لوہے کی دو دو ریلیں باہم وصل کر کے اُنپر بانس کے چھلکوں سے گولائی بنائی گئی۔ جن کو پلاسٹر اوف پیرس نے بالکل سنگی ستونوں کے ہم وضع بنا رکھا تھا۔ اِن ستونوں کے اوپر لوہے کی ریلیں ڈال کر لکڑی سے چھت کو پاٹ دیا گیا اور چھت کے بالائی کنگروں پر جابجا موقع مناسب سے خوش وضع برجیاں بنا دی گئیں۔ یہ بُرجیاں بھی بھی ایک عجیب چیز تھیں کہ دیکھنے میں تو نہایت خوشنما اور ٹھوس معلوم ہوتی تھیں۔ مگر تھیں دراصل بانس کے چھلکوں کا خول جن کے اندر باہر پلاسٹر اور روغن کر کے اِنہیں ایسا بنا دیا گیا تھا۔ کہ سنگ مرمر کی معلوم ہوتی تھیں۔ خرچ کی کفایت یہاں تک مدِّنظر تھی۔ کہ اِن برجیوں پر بارہ بارہ آنے سے زیادہ خرچ نہ آیا تھا۔ تمام دربار ہال کی چھت زمین سے چوبیس فیٹ بلند رکھی گئی تھی۔ اور وائسراے صاحب کے چبوترے کا گنبد تو اِس سے بھی کسی قدر بلند تھا۔ وائسراے صاحب بہادر کے چبوترہ کو اسقدر مرتفع بنایا گیا تھا کہ اسپر چڑھنے کے لئے پانچ سیڑہیاں رکھی گئی تھیں

اور جب قاعدہ چبوترہ کے گنبد کو اور بھی خوشنما بنایا گیا تھا جسکے اوپر علم شاہی کی جگہ تھی۔ چھتیں اور ستون وغیرہ سب مختلف رنگوں سے رنگ کر روغن سے مجلا کر دیئے گئے تھے۔ اور ہال کے اندر مٹی کی سیڑھیوں پر بنچوں سے نیچے پٹھے کی پشاوری چٹائی کا فرش میخوں سے جڑ دیا گیا تھا اور بنچوں پر سرخ کپڑے کے روئی دار گدّے نہایت سستے تیار کر کے بچھا دیے گئے تھے۔ البتہ وائسرائے صاحب کے قریب کے بلاکوں میں دیسی والیانِ ریاست اور اعلےٰ حکام یوروپین اور مہمانانِ دول غیر کے لئے گدی دار اور سادہ چوکیاں ازقسم بینٹ وڈ چیئرز رکھدی گئی تھیں۔ جنکے نیچے چٹائی کے اوپر دری کا فرش بھی کر دیا گیا تھا۔ اور دربار ہال کے ساتھ ساتھ چلنے پھرنے کی جو پٹری رکھی گئی۔ اس پر سرخ بانات کا فرش بچھا دیا گیا۔ جس سے خوشنمائی کو بہت بڑی مدد ملگئی۔ محرابی دروازوں کے اوپر جابجا قرینے سے نشان اور کپڑے کی ترشی ہوئی جھنڈیاں باندھ دی گئیں وائسرائے صاحب کے چبوترے میں حضور ممدوح کی نشست کے لئے نوائسی طرح کی ایک تخت نما کرسی رکھی گئی۔ جیسی کہ دربار ولایت کیوقت شہنشاہ کے جلوس کے لئے رکھی گئی تھی جس کا نقشہ درج کتاب کیا جاتا ہے۔ اس کے دونوں طلائی بازوں کے منہ پر بھی شیروں کے چہرے بنے ہوئے ہیں اور پشت کی طرف تکیہ گاہ کے اوپر تاجِ شاہی اور سلطنتی کو تما فارم نمودار تھا۔ اسی تخت نما کرسی کے ساتھ ایک اور نقرئی کرسی ڈیوک آف کناٹ بہادر کے لئے بھی رکھی گئی تھی اور ان دونوں کرسیوں کے ساتھ پچھلی طرف دو اور سادہ مکلّف کرسیاں ہر دو صاحبان کی بیگمات کے لئے بھی بچھائی ہوئی تھیں۔ چاروں کرسیوں

کے نیچے ایک سُرخ مخملی مسند بڑے تکلف کے ساتھ بچھائی گئی تھی جسپر زر دوزی کارچوبی کام نہایت خوشنمائی سے جگمگ کر رہا تھا۔ غرضکہ بہ ہئیت مجموعی چبوترہ ایسا بن گیا تھا، کہ جو اِس شاہی رسم کی ادائگی کے لئے بہت کچھ موزون تھا۔

دربار ہال کے نقشہ عمارتی میں فوٹوگرافر نے جس عمدگی سے گولائی دکھادی ہے۔ غالباً اِس کے ساتھ اِس لفظی نقشہ کے شامل کر لینے پر پھر کسی زیادہ تصریح کی ضرورت نہ رہ جائیگی۔ اور دربار ہال مجموعی طور پر ناظرین کتاب کے سامنے آجائیگا۔

حضور والیسرائے کے تخت کی تصویر یہ ہے



نمائش گاہ کی عمارت کا نقشہ آیندہ باب میں افتتاح نمائش کے موقع پر شامل کتاب کی جاتی ہے۔ جس سے اس کے دروازی کی شانداری عیاں ہو جاتی ہے۔ لیکن یہاں بھی اس قدر لکھ دینا ضروری ہے۔ کہ یہ عارضی عمارت ایسی صنعت گری اور رفت تبیت سے بنائی گئی تھی۔ کہ جو کسی طرح دربار ہال سے کم دلچسپ نہ تھی یہ عمارت اس قسم کی بنائی گئی تھی کہ جو بظاہر بالکل سنگِ سفید کی معلوم ہوتی تھی۔ عمارت کی طرز ساراسینی وضع کی اور داخلہ کا محرابی دروازہ مغلئی قطع کا نہایت شاندار بنایا گیا تھا۔ جس کے پہلوؤں میں دو اور خوبصورت محرابی دروازے رکھے گئے تھے۔ داخلہ کے دروازہ کے ساتھ ساتھ اس طرح سے کہ اگر ایک طرف سے داخل ہوں تو دوسری طرف سے برابر چکر لگا کر نکل آئیں۔ ایک قطار دوکانات کی قائم کی گئی تھی۔ جس میں ہندوستان کے مختلف کاریگر کام کرتے ہوئے دکھائے منظور تھے۔ اس قطار سے آگے اندر کی طرف بھی اسی طرح کی قطاروں میں سامانِ آرائش چُنا ہوا تھا۔ اور عمارت اگرچہ عارضی تھی مگر لاہور۔ ملتان۔ جے پور اور دہلی کے کاریگروں نے اس صفائی سے بنائی تھی کہ قصر شاہی کا دہوکا ہوتا تھا۔ رنگ آمیزی اور نقش و نگار کا کام بالعموم میو آرٹس سکول لاہور کے طلباء نے کیا تھا۔ ستونِ آہنی تھے۔ اور چھت عموماً شیشے کی رکھی گئی تھی اندر ایک ریفرشمنٹ روم بھی بنایا گیا تھا۔ اور اگرچہ تمام حصّے اس مضبوطی سے مستحکم کئے جاچکے تھے کہ بارش وغیرہ سے اشیائے نمائش خراب نہ ہو سکیں۔ لیکن جواہرات کا کمرہ تو خاص طور پر پختہ

بنادیا گیا تھا۔ اور مزید حفاظت کے لیئے اسپر پولیس کا پہرہ بھی متعین ہوچکا تھا۔

والیانِ ریاست کے کیمپ اُن کے اپنے اہتمام سے جس پوری آرائش وزیبائش سے لگائے گئے تھے۔ واقعی لائقِ داد اور قابلِ دید تھے اور کیوں نہ ہوتے جبکہ اُنپر لاکھوں روپے نہایت دریا دلی سے اُن صاحبوں نے خرچ کر دلئے ہوں۔ اور جن کی درستی و آراستگی پر اُنکے اہلکار مدتوں سے لگے ہوئے تھے۔ اور اس کے علاوہ چونکہ گورنمنٹ ہند کا ایما بھی ایسا ہی پایا جاتا تھا کہ ہر ایک صاحب اپنے ملکی لباس اور طریق ماندو بود کا نمونہ ہوکر دکھلائیں اسلئے اِن کیمپوں کی خوبصورتی زمانہ بھر کو اپنا مشتاق کررہی تھی۔ چنانچہ عوام کا شوقِ دید دیکھکر اہلکارانِ متعینہ نے والیانِ ریاست کی تشریف آوری سے قبل تمام کیمپوں کے دیکھنے کی عام و خاص کو اجازت دے رکھی تھی۔ جنہیں دیکھکر لوگوں کو حیرت ہوجاتی تھی کہ صرف چند روزہ رہائیش یا نمائیش کے لیئے مشرقی طرز کے جاہ وجلال اور امیرانہ و شاہانہ لوازمات کی فراہمی میں اِن کے منتظمین نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ عجیب و غریب آرائشی ساز وسامان۔ نایاب قالین اور نقرئی و طلائی چوکیاں طلاکار اور مخملی مسندیں ہاتھیوں کی زرین جھولیں اور زیور کے قسم کی زنجیریں۔ گھوڑوں کے نفیس ساز و یراق اور مناسب زیورات نقرئی اور سنہری گاڑیاں۔ اِن کیمپوں میں گویا دولت و حشمت کا دریائے زرکار بہا رہی تھیں۔ لیکن ساتھ ہی دیکھنے والوں کو صاف طور پر یہ بھی معلوم ہوجاتا تھا کہ جس طرح اِن کے ملکوں پر سرکار

انگریزی سے نئے شہنشاہی اقتدار حاصل کر رکھا ہے۔ ویسے ہی ان کے طریق معاشرت و تمدن پر بھی انگریزی طور و طریق نے پورا قبضہ پا لیا ہے۔ جو باوصف پرانی طرز کے یہ تکلف طرز اختیار کرنے کے بھی خودبخود ظاہر ہو رہا تھا۔

ان کیمپوں کی تفصیل کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے چند ایک ممتاز کیمپوں کی مجمل کیفیت اسلئے دکھائی جاتی ہے کہ اسی سے ناظرین باقی کیمپوں کی حالت کا اندازہ لگا لیں گے۔

حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے کیمپ کی نسبت مجمل طور پر ذکر ہو چکا ہے کہ آپ نے بجائے خیموں کی رہائش کے کوٹھی کی اقامت پسند فرمائی تھی۔ چنانچہ حضور بنفس نفیس لڈلو کیسل کی وسیع کوٹھی میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہمراہیانِ ذی شان گرد و پیش کی کوٹھیات میں۔ لڈلو کیسل دہلی میں نہایت عالیشان کوٹھی ہے۔ جس کو اس موقع پر اعلےٰ درجہ کی آرائش و زیبائش سے حضور کی اقامت کے لائق بنا دیا گیا تھا۔ اقامتگاہ مبارک کے گرد خوبصورت جھنڈیوں اور زریں نشانات کی خوبصورت قطاریں لگا دی گئی تھیں اور خانہ باغ کے لئے خاص جد۔آباد سے ایک پوری سپیشل ٹرین عجیب و غریب پودھوں کے گملوں کی لائی گئی تھی۔ رہائشی کمروں کی آرائش کا کن لفظوں سے بیان ہو سکتا ہے۔ جہاں فرش تک زریں تھا۔ اور جن میں صنعت انسانی کے بیش بہا اور نادر الوجود نمونوں کو بھی بڑے تکلف و انتخاب کے ساتھ جگہ دی گئی تھی۔ احاطۂ کوٹھی سے ملا ہوا اصطبل سلطانی تھا جس میں دو سو قد آور اور لائق

گھوڑے موجود تھے۔ اور اٹھارہ ہاتھی اِسکے علاوہ تھے وسیع میدان میں باڈی گارڈ کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ جس میں پچاس سوار اور دو سو پیدل چھ افسران کی ماتحتی میں موجود تھے۔ اور یہ سب بھی حیدرآباد سے ہی آئے ہوئے تھے۔ باقی خدم وحشم کا تو ٹھکانا ہی کیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ حضور معہ متعلقین و اہلکار صاحبان کے نو سپیشل ٹرینوں میں حیدرآباد سے دہلی تشریف لائے تھے۔ اور جو صاحبان معمولی ڈاک گاڑیوں میں آتے رہے۔ وہ اِن کے سوا تھے۔

مہاراجہ صاحب برودہ کا کیمپ بھی عجیب شان کا تھا۔ جو بوجہ اپنی نرالی وضع کے نہایت مشہور ہوگیا تھا۔ کیونکہ صاحب موصوف نے اپنی اقامت دہلی کے لئے جب ایک کوٹھی کو کرایہ پر لینا چاہا۔ تو مالک نے ساٹھ ہزار روپیہ معاوضہ طلب کیا۔ جسپر آپنے برودہ سے ہی ایک چوبی محل منگوا کر یہاں نصب کرا دیا تھا۔ جو واقعی ایک نئی چیز تھی۔ یہ محل تمام و کمال ساگوں کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ جس کو خوبصورت رنگ و روغن نے مجلے کر رکھا تھا۔ یہ محل اتنا وسیع و پیچ تھا کہ جس میں سب ضروریات مہیا کی گئی تہیں۔ اِس کے گرد و پیش تھوڑی جگہ چھوڑ ایک احاطہ بنایا گیا تھا۔ جس میں چھ ڈیوڑھیاں قایم کی گئی تھیں جن میں صدر دروازہ کی ڈیوڑھی سب سے بڑی یعنے باون فیٹ بلند اور پچاس فیٹ چوڑی تھی محل کی چھت پر چھوٹے چھوٹے گنبد خوشنمائی کے لئے بنے ہوئے تھے جن میں درمیانی گنبد بہت بڑا تھا جو پچاس فیٹ بلند تھا اور اس پر ایک سونے کا کلس نصب کر کے دو ہزار بتی

کی طاقت کا ایک محرابی لیمپ لگا یا گیا تھا اور چھوٹے گنبدوں پر بھی بیشمار لیمپ روشن کیئے گئے تھے اور دروازے پر سنہرے چاندی کی دو توپیں رکھی ہوئی تھیں

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کشمیر کا کیمپ بھی خاص طور پر لائقِ دید تھا جسکی نسبت یہ کہنا کہ اپنی وضع اور انتظام میں تمام کیمپوں سے خاص امتیاز رکھتا تھا کوئی بھی مبالغہ نہیں - ہز ہائینس کا خیمہ اور استقبالی شامیانہ بالکل پشمینہ کا تھا - جسپر اعلےٰ درجہ کا سوزن کاری کام ہو رہا تھا - اس شامیانہ کی رفعت و وسعت اس سے ظاہر ہو جائیگی کہ اسکو ۲۰ فیٹ بلند اور آٹھ انچ قطر کے ٹھوس نقرئی ستونوں نے اٹھایا ہوا تھا - ممتاز خیموں پر سنہری اور نقری لٹو لٹک رہے تھے - اور سامان آرائش اس کثرت سے مہیا ہوا تھا کہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی - کرسیاں علاوہ نقرئی وطلائی ہونے کے کشمیر کے لاجواب نقاشی کام کی اس افراط سے موجود تھیں کہ کسی دوسری جگہ ہرگز نہ ہونگی - اسی کیمپ میں عالیجناب جنرل سر راجہ امر سنگھ صاحب کے سی ایس آئی - سی بی کمینڈر انچیف و وائیس پریزیڈنٹ و فارن منسٹر کشمیر ہز ہائینس کے برادر اصغر کا عالیشان خیمہ نصب تھا - اور کشمیر کیمپ میں ہی عالیجناب راجہ بلدیو سنگھ صاحب بہادر والی ریاست پونچھ کا خیمہ وخرگاہ لگا ہوا تھا - ریزیڈنٹ صاحب کشمیر کا کیمپ بھی کشمیر کیمپ میں ہی لگایا گیا تھا - اور ایسے ہی تمام دیگر افسران و اہلکارانِ ریاست کے کیمپ بھی کشمیر کیمپ میں ہی نصب تھے علاوہ ازیں دس ہاتھی اور سینکڑوں گھوڑے اور گاڑیاں

ساتھ تھیں۔ غرضکہ پندرہ سو ہمراہی تھے اور سب پورے ٹھاٹھ سے آئے ہوئے تھے۔ روشنی کے لئے دوسرے کیمپوں کی طرح کشمیر کیمپ میں ٹھیکہ نہ دیا گیا تھا۔ بلکہ خود ایک انجن ایک لاکھ بیس ہزار بتی کی طاقت کا لگایا گیا تھا جس سے ستر آرک لیمپ اور تین سو ساٹھ ان کینڈی لیمپ روشن ہو کے رات کو بھی دن چڑھائے رکھتے تھے۔ پانی کے لئے خاص طور پر پختہ کنوئیں کھدوا کر بذریعہ کل اُن سے بڑے بڑے حوضوں میں پانی لیا جاتا تھا۔ اور ہندوؤں مسلمانوں عیسائیوں کے لئے الگ الگ ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ صفائی اور چھڑکاؤ وغیرہ کا انتظام نہایت ہی معقولیت سے کیا گیا تھا۔ چنانچہ اِن سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ کشمیر کیمپ نہایت مقبولیت کیساتھ مشہور ہو گیا۔

ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور کا کیمپ بھی کشمیر کے ساتھ ایک ہی لین میں لگا ہوا تھا جس کی صفائی۔ آراستگی اور باوجود سادگی کے پوری آرائش و زیبائش خاص طور پر لائق دید تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ جبکہ بہاولپور کا انتظام عام طور پر ہر جگہ مسلمہ اور مصدقہ قابل تعریف ثابت ہو چکا ہے۔ اس کیمپ کا ٹھیکہ میسرز او سلر کمپنی کلکتہ نے لے رکھا تھا۔

استقبالی شامیانہ اور دربار ہال اعلےٰ درجہ کی نفاست سے سجا ہوا تھا۔ گھوڑوں اور بگھیوں کی افراط۔ وقت کی پابندی، روشنی کا لطف سب ایک سے ایک بڑھا چڑھا تھا۔

ریاست ہائے پھلکیاں یعنے پٹیالہ۔ جیند۔ نابھہ کے کیمپ

بھی پورے اہتمام سے سجائے گئے تھے۔ جن میں پولیٹیکل ایجنٹ صاحب کا کیمپ پٹیالہ کیمپ کے متصل تھا۔ پنجاب میں اِن ریاستوں کا سامانِ آرائش خاص طور پر مشہور رہے۔ اِس لئے اِن کے کیمپوں کا شاندار ہونا تو کوئی بڑی بات نہیں جبکہ فریدکوٹ اور کپورتھلہ کی معمولی ریاستوں کے کیمپ بھی بڑی عمدگی سے سجے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں رؤسائے راجپوتانہ میں اودے پور کا کیمپ ایک خاص وضع کا قلعہ نما بنا ہوا تھا۔ اور جودھپور کیمپ کی صفائی بڑی قابلِ تعریف تھی۔ مہاراؤ صاحب سروہی کا کیمپ بھی خاص آرائش لئے ہوئے تھا۔ اور بیکانیر کیمپ کا دروازہ بھی بڑا شاندار معلوم ہوتا تھا۔ اور باقی رؤساء مثلاً جے پور۔ بوندی۔ کوٹہ۔ الور دھول پور۔ ٹونک۔ کشن گڈھ وغیرہ وغیرہ کے کیمپ بھی آرائش و زیبائش میں کسی سے کم نہ تھے۔ جن سب پر جھنڈیوں اور نشانات انگریزی کی آویزش ایک بہار دکھا رہی تھی۔

رؤسائے سنٹرل انڈیا کا کیمپ اگرچہ بہت فاصلہ پر تھا۔ مگر ان صاحبوں کے تکلفات نے اسکو بھی ایک خوبصورت دُلہن کی طرح سجا رکھا تھا۔ اور جن کو دیکھ کر بے ساختہ حضرت سعدی کا یہ شعر یاد آجاتا تھا۔ کہ ؎

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زدو بارگاہ ساخت

ہر ایک کیمپ میں نفیس سامانِ آرائش و ضروریاتِ مناسب سب مہیا تھے۔ اور والیٔ ریاست سے لے کر معمولی اہلکاروں تک پورے

انتظام کے ساتھ جلوہ گر تھے۔ اگر نقص تھے تو صرف یہ کہ ایک تو بیرونی سڑکوں کا انتظام اچھا نہ تھا۔ گرد کے مارے چہرے کی رنگتیں بدل جاتی تھیں۔ جس پر نہ حکام انگریزی نے توجہ کی اور نہ کسی والیٔ ریاست نے اپنے خرچ سے اسکا اہتمام کیا۔ دوسرا یہ کہ ایک دوسرے احاطہ کے کیمپوں کا فاصلہ بہت دور و دراز تھا۔ اور سنٹرل کیمپ سے تو سبھی دور تھے۔ یعنی کسی رئیس کا کیمپ ایک میل سے کم فاصلہ پر نہ تھا۔ اور زیادہ سے زیادہ نو میل تک کا فاصلہ بھی موجود تھا۔ چنانچہ سنٹرل انڈیا کیمپ۔ سنٹرل کیمپ سے نو میل تھا۔ مگر اس دقت کا علاج محال تھا کہ ایک ہی اتنا بڑا وسیع میدان کہاں سے آسکتا تھا۔ اور اگر آتا بھی تو کیمپوں کی تعداد اسقدر تھی کہ خواہ مخواہ دوری پیدا ہو جاتی۔

زیادہ توضیح کے لئے ایک بڑا نقشہ دیا جاتا ہے جس میں نہر۔ سنٹرل کیمپ اور والیان ریاست کے احاطہ دار کیمپوں اور دوسرے ضروری مقامات کو دکھایا گیا ہے اور جس سے یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ کہاں کہاں تک یہ عارضی ایڈورڈ آباد پھیل گیا ہوا تھا۔ یہ نقشہ چونکہ سرکاری نقشہ سے لیا گیا ہے اسلئے اس کو عام نقشہ جات کی طرح طبعی نہ سمجھنا چاہیئے

بابِ دوم

تقریباتِ دربار

فصلِ اوّل

داخلۂ شاہی اور جلوسِ سواری

عام لوگوں کو جس قدر ذوق و شوق جلوس سواری کے دیکھنے کا ہو رہا تھا۔ اور جس پورے اہتمام کے ساتھ یہ جلوس نکالا گیا اُس کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اس بات کو عموماً سب صاحبان بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اہلِ رعایا اور عوام کے نزدیک شاہی اقتدار اور والیانِ ریاست کے شان و وقار کے دیکھنے کا صرف یہی ایک موقع تھا۔ وجہ یہ کہ دربار یا اُس کے متعلق دوسری تقریبات میں خاص خاص اشخاص کے سوا عوام تو شریک ہی ہو سکتے تھے۔ چنانچہ اسی لئے عام و خاص رعایا نے اس کے دیکھنے میں جو دلچسپی ظاہر کی۔ اور گورنمنٹ نے بھی اس کے شاندار بنانے کے لئے جو اہتمام کیا۔ وہ بہت کچھ بڑھا ہوا تھا۔ اور جس کی کیفیت واقعی دیکھنے کے لائق ہو گئی تھی۔

جلوس دیکھنے کا سرکاری انتظام۔ جلوسِ سواری کے لئے اسٹیشن سے وائسرائگل کیمپ تک جو رستہ تجویز ہو چکا تھا۔ اُس کی تشریح پہلے سے کر دیجا چکی ہے

جسکے لئے صرف اسقدر اشارہ کی ضرورت ہے کہ اسمیں سے بالخصوص چاندنی چوک اور جامع مسجد کے مقامات اپنے محلِ وقوع کے اعتبار سے جلوس دیکھنے کے لئے خاص طور پر موزوں تھے چنانچہ یہیں سرکاری مہمانوں اور سفرائے دولِ غیر اور اُن والیانِ ریاست کے لئے جو شاملِ جلوس نہونے والے تھے بسرکاری طور پر نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ گھنٹہ گھر کے قریب اور جامع مسجد کے سامنے بڑے وسیع شامیانے لگا کر کرسیاں بچھادی گئی تھیں۔ اور اس کے سوائے گیلری کے طور پر عام مہمانوں کے لئے بھی نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ جامع مسجد کے سہ طرفہ دالانوں میں اور انکی چھتوں پر یوروپین مہمانوں اور سفرائے دولِ غیر کے لئے کرسیاں چنی گئی تھیں۔ کیونکہ جامع مسجد کا چکر کاٹنے میں جسقدر عرصہ جلوس کو گزرنا تھا۔ وہ اِس قدر کافی تھا کہ اسمیں پوری کیفیت اِن دالانوں سے ناظرین دیکھ سکتے تھے۔ اور چونکہ جامع مسجد کے مشرقی دروازہ اور قلعہ کے مابین ہی ایک طرف کو آتشبازی کی لین ڈوری لگائی جاچکی تھی۔ اِسلئے اسکے دیکھنے کا بھی صرف یہی موقع تھا چنانچہ اِن دونوں مواقعات کے لئے اپنے مہمانوں میں تقسیم کرنے کیواسطے گورنمنٹ نے ٹکٹ جاری کردیئے تھے۔ جو مہمانوں کو بلا کسی معاوضہ کے پہنچائے جاتے تھے۔

عام تماشائیوں کا انتظامِ نظارہ۔ گورنمنٹ کے تعلق نہ تھا جسکے لئے لطور خود جامع مسجد کے منتظمین نے مسجد کے تینوں طرف سیڑھیوں کے پاس مسلسل گیلری کے طریق پر بنچیں بچھواکر ٹکٹ جاری کردیئے تھے۔ اور ایسا ہی چاندنی چوک کی اُس لمبی پٹری کو (جسپر عام دوکاندار اور سبزی فروش وغیرہ بیٹھتے ہیں انکو بیدخل کراکے) ایک پارسی صاحب نے پہلے ہی سے میونسپل کمیٹی دہلی سے دو ہزار روپیہ میں ٹھیکہ پر لیلیا تھا اور اُسپر اپنے اہتمام و صرف سے گیلری کیطرح بنچیں بچھوادی تھیں۔ جنکی اگلی قطاروں میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور ٹکٹوں کی قیمت مُفصلۂ ذیل مُقرر کیگئی تھی۔

ٹکٹ کرسی نشین برائے جلوس و آتشبازی	عہ	صرف جلوس کے لئے	للعہ
ٹکٹ درجۂ اوّل	ایضاً	صہ	ایضاً	ہے
ٹکٹ درجۂ دوم	ایضاً	سے	ایضاً	عقلہ
ٹکٹ درجۂ سوم	ایضاً	عصہ	ایضاً	عقلہ

یہ جامع مسجد کے ٹکٹوں کا نرخ ہے۔ کیونکہ وہی ٹکٹ دونوں مواقعات پر کام دے سکتے تھے۔ اور چاندنی چوک کے ٹکٹ چونکہ صرف جلوس کے لئے کارآمد ہوسکتے تھے اسلئے انکی قیمت جلوس دیکھنے کے لئے سے اور عقلہ اور عصہ رہی تھی۔ انہیں ٹکٹوں پر کیا منحصر تھا تمام شہر کے جلوسی رستے کے بازاروں کے دونوں طرف دوکانات کے آگے ایک ایک گز زمین چھوڑ کر باقی زمین میونسپل کمیٹی نے ایک روپیہ میں ایک گز مربع کے نرخ سے کرایہ پر دیدی تھی۔ اور قرار دیا گیا تھا۔ کہ اس کی خریداری کے لئے سب سے پہلے تو اُس دوکاندار کا حق ہے جسکی دوکان کے سامنے وہ زمین واقع ہے۔ البتہ اُس کے انکار کر دینے کی حالت میں دوسرے خریداروں کی درخواست لیجاسکے گی۔ مگر انکار کون کرتا؟ قریباً تمام دوکانداروں نے ایسی زمینیں خود ہی لے لی تھیں۔ اور پھر بطورِ خود عام لوگوں سے معاوضہ لیکر انکو وہاں بیٹھنے کے لئے بنچیں یا سٹول یا چوکیاں یا چوبی تخت یا دریاں بچھانے کی اجازت دیدی تھی۔ اس کے سوا ان رستوں کے بالاخانے بھی لوگوں نے معقول کرایوں پر لے رکھے تھے۔ اور پھر انہی پر بس نہ کر کے بعض بعض مکانوں کے آگے عارضی بڑھاؤ بنا دیئے گئے تھے۔ جنپر شوقین بیٹھکر جلوس دیکھ سکیں۔ ایسے بڑھاؤں پر بیٹھنا اگرچہ خطرناک تھا۔ مگر لوگوں نے نہایت بیباکی سے انپر بیٹھنے کا بھی انتظام کر لیا تھا۔ شہر کے باہر بھی جہاں جہاں کیمپ یا کوٹھیاں پڑتی تھیں۔ وہاں بھی شائقینِ دید کے لئے نشستوں کا انتظام ہو چکا تھا۔ آریہ سماج والوں نے بھی اپنے کیمپ میں ٹکٹوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ جس کا روپیہ وہ سماج کے کاروبار پر

صرف کرنیکا فیصلہ کر چکے تھے۔ علیٰ ہذا اور بھی جسقدر کیمپ رستے میں تھے۔ انہوں نے نہایت سجاوٹ اور قرینے کے ساتھ جلوس دیکھنے کے لئے چوکیوں وغیرہ کے بچھانے سے اہتمام کر رکھا تھا۔

۲۹۔ دسمبر ۱۹۰۲ء یوم دوشنبہ کو جس دن بارہ بجے یہ جلوس شاہانہ نکلنے والا تھا۔ ابھی آفتاب نے اپنا رخ پرنور بھی نہ دکھایا تھا۔ کہ مجوزہ رستوں پر لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ جانے اور بیٹھنے شروع ہوگئے۔ بعض بعض اُجڈ رہے اور غریب لوگ تو چار بجے قبل صبح سے ہی اپنے اپنے ٹھکانوں پر قابض ہو رہے تھے۔ مگر جن لوگوں نے جامع مسجد یا چاندنی چوک کے لئے ٹکٹ لے رکھے تھے۔ وہ بھی آٹھ بجے صبح سے جاکر اپنی اپنی نشستیں سنبھالنے لگ گئے۔ کیونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے اطلاع جاری کر دی تھی۔ کہ دس بجے سے بعد پولیس کا پہرہ لگ جائیگا۔ اور آمد و رفت مسدود ہو جائیگی۔ چنانچہ سرکاری مہمانوں کے لئے (سوائے اُن روساء کے جنہوں نے اسٹیشن پر وائیسرائے صاحب کا استقبال کرنا تھا) سب کیواسطے یہی حکم تھا کہ دس بجے سے بعد اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ ہر جگہ اس کی تعمیل ہونے لگ گئی۔ اور علی الصباح ہر ایک کیمپ میں شاملین اور ناظرین جلوس اپنی اپنی حیثیت کے موافق طیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ ہاتھیوں پر طرح طرح کے قابل دید اور لائق تعریف خوشنما ہودج اور جھولیں کسی جانے لگیں۔ اور رئیسوں نے پرانے جواہرات کے زیورات نکال نکال کر پہننے شروع کر دیئے۔ افواج سرکاری و ریاستی اپنے اپنے متعینہ مقامات کو بخوبی جانتی تھیں۔ کیونکہ ابتدائی مشقوں میں ہر ایک اپنے فرائض اور جائے تعیناتی سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔ غرضکہ دس بجنے بجتے وہ تمام راستہ جسپر سے جلوس گذرنے والا تھا۔ تماشائیوں کے ہجوم سے پر ہو گیا۔ مہمانوں اور ٹکٹ دار لوگوں کے علاوہ لکھوکھا مخلوق بازاروں میں کھڑے ہو کر اس منظر شاہانہ کا دلی شوق و ذوق سے انتظار کرنے لگ گئی۔ اور ہر طرف جہانتک نظر کام کرتی تھی۔

آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ جسمیں غریب امیر۔ خوش وضع۔ کم رو۔ کوٹ پتلون والے اور عبا و اچکن پہننے والے۔ طرح طرح کی ٹوپیاں اوڑھنے والے۔ اور رنگ برنگ کی پگڑیاں باندھنے والے۔ متکلف پوشاکوں والے۔ اور سیدھے سادے کپڑوں والے سب شریک تھے۔ اور غالباً جن کا مجموعی نظارہ ہندوستان کی موجودہ طرزِ معاشرت کا ایک نے نظیر و بے عدیل فرحت افزا اور مکمل نظارہ تھا۔ صاحبانِ انگریز بھی اگرچہ سادہ ڈریس میں اپنی اپنی جگہوں آ بیٹھے تھے۔ مگر پھر بھی سادگی کے ساتھ جو جو تکلفات ممکنات میں داخل ہیں۔ سب انکی پوشاکوں میں بھی موجود تھے۔ بالخصوص انکی لیڈیاں تو ایسی بن ٹھن کر آئی ہوئی تھیں۔ کہ غالباً اس سے بہتر بناؤ کسی اور موقع پر نہوا ہوگا۔ دو گھنٹے ابھی جلوس کی روانگی میں باقی تھے۔ جو ایک کافی وقت ہے۔ مگر کسیکو بھی یہ انتظار ناگوار نہ تھا۔ اور ہر ایک مجمع میں اس وقت کو ایک دوسرے کی ملاقات اور مختلف مضامین پر گفتگو کرنے سے نہایت خوشی کے ساتھ بسر کیا جارہا تھا۔ فوٹوگرافر صاحبان اپنے اپنے آلات لئے قابلِ دید اور مناسب مقامات پر مستعد کھڑے تھے۔ کہ یہاں سے فوٹو لیا جائیگا۔ انگریز ہندوستانیوں کے طرزِ معاشرت و تمدن کا مطالعہ کر رہے تھے اور ہندوستانی اس جاہ و جلال اور انتظام و اہتمام کو دیکھ رہے تھے۔ جو پچیس سال کے بعد دہلی میں ہو رہا تھا۔ غرضکہ کوئی دماغ ایسا نہ تھا۔ جو خیالِ بادشاہی کی وقعت اور اس تقریب کی اہمیت کے تصور سے خالی ہو۔ جلوسی رستے کی کیفیت بھی خاص طور پر لائقِ دید تھی۔ جس پر دونوں طرف کے مکانوں کو نہایت خوشنمائی کے ساتھ لوگوں نے اپنے صرف اور اہتمام سے سجایا ہوا تھا۔ اور غالباً کوئی پرانے سے پرانا اور بھدے سے بھدا مکان بھی ایسا نہ رہا تھا۔ جسکو اس تقریب کے لئے قلعی کے اُجلے کپڑے نہ پہنا دیئے گئے ہوں۔ مصنوعی دروازے اور طرح طرح کے خوشنما و نیکم اور دعائیہ فقرات "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" "خدا وائسرائے کو خوش و خرم رکھے"

نہایت موزونیت سے لگے ہوئے تھے۔ اور اِس کے سوا یُوں بھی تمام بازاری مکانات کو جھاڑ و فانوس وغیرہ سے شیشہ آلات کی دوکان کا ہمشکل بنا دیا گیا تھا جس کی مجموعی حالت نظر کے لئے بڑی فرحت بخش ہوگئی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دہلی کو اس بڑھاپے میں پھر ایک دفعہ جوبن آگیا ہے۔ دیوارِ قلعہ کے پاس دیسی روٗساء کے سجے سجائے ہاتھیوں کی ایک لمبی قطار کھڑی ہوئی تھی۔ جنکا انتظام میجر ڈنلاپ سمتھ کے سپرد تھا۔ بازاروں میں گو انتظاماً رستہ بند بھی تھا۔ مگر کثرت ہجوم کے باعث یوں بھی تمام راستے اِس قدر پُر ہو گئے تھے کہ واقعی ناقابلِ گذر ہو چکے تھے۔ اِتنے میں ٹھیک گیارہ بج کے پچیس منٹ پر اکیس اتواپ کی شاہی سلامی نے سبکو خبردار کر دیا۔ کہ وائسرائے صاحب کی سپیشل دہلی میں بخیریت پہنچ گئی۔ لہٰذا جلوس دکھانے سے پہلے ناظرین کو کسی قدر ریلوے سٹیشن پر داخلۂ شاہی کا نظارہ کرایا جاتا ہے۔

حضور وائسرائے کا داخلہ دہلی میں

بتاریخ ۲۹۔ دسمبر ۱۹۰۲ء

ریلوے اسٹیشن جسکی آرائش و زیبائش ۱۵ دسمبر ۱۹۰۲ء سے یوماً فیوماً ترقی کر رہی تھی۔ اِس دن پورا پورا مکمل ہو چکا تھا۔ جسکے حسن کو در و دیوار پر سُرخ و سفید و سبز جھنڈیوں اور پھریروں اور پھول پھلواڑی کی آویزش نے ایک سے سَو کر دکھایا تھا۔ جابجا سلطنتِ انگریزی کے مقررہ نشانات لٹک رہے تھے۔ اور بالخصوص وہ اندرونی دروازہ جو اسٹیشن کی توسیع کے باعث پہلے اور دُوسرے پلیٹ کے مابین آگیا ہے۔ وہ تو اور بھی سجا ہوا تھا۔ تمام پلیٹ فارم پر سرخ بانات کا فرش ہو رہا تھا۔ اور مناسب مقامات پر "گاڈ سیو دی کنگ ایمپرر" اور "گاڈ سیو دی وائسرائے" "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" "خدا وائسرائے کو سلامت رکھے" وغیرہ کے دُعائیہ کلمات مختلف خوبصورت رنگ کے

داخلہ شاهي جس مين پهلے هاتهي پر (جو بائين طرف دکهايا هے) حضور وائيسراے معہ اپني بيگم صاحبہ کے اور ان کے بعد دوسرے هاتهي پر عاليجناب ڈيوک اور ڈچس اوف کينات بهادر کو دکهايا گيا هے - جن کے پيچهے

کپڑوں پر سنہری روپہری حروف میں لکھے ہوئے ایک عجیب سجاوٹ کا بازار گرم کر رہے تھے۔

سٹیشن کے باہر اس کے بڑھے ہوئے بڑے دروازے کے مغربی طرف گارڈ آف آنر کا فوجی دستہ متعین ہو چکا تھا۔ اور مشرقی طرف حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحب کے لئے دو فیلانِ کوہ پیکر کھڑے ہوئے تھے۔ جنکی سجاوٹ اور خوبصورتی خاص طور پر دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ حضور وائسرائے کے لئے جو ہاتھی آراستہ کیا گیا تھا وہ مہاراجہ صاحب بنارس کا تھا۔ اور اس کا نام لچھمن تھا۔ اس پر نہایت مکلف جھول زردوزی کام کی پڑی ہوئی تھی۔ اور اوپر سے وہ نقرئی عجیب و غریب عماری کسی ہوئی تھی۔ جسپر ۱۸۷۷ء کے جلوس میں لارڈ لٹن نے نشست فرمائی تھی۔ ڈیوک اوف کنیا ٹ بہادر کے لئے جو ہاتھی طیار ہوا تھا۔ وہ مہاراجہ صاحب جیپور کی ملکیت سے تھا۔ اور جسکی جھول کی خوشنمائی وائسرائگل ہاتھی کی جھول سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ اس کی بے نظیر نقرئی عماری مہاراجہ صاحب بلرام پور کی بھیجی ہوئی تھی۔ جس کے دونوں بازوؤں پر خوبصورت شیر بنے ہوئے تھے۔ اور پھر انکے آگے چلنے کے لئے چاندی کے عصاؤں والے چوبدار فوق البھڑک وردیاں پہنے کھڑے تھے۔

دس بجے سے دیسی والیانِ ریاست اور حکام و عمائدینِ اعلیٰ کی آمد آمد نہایت تزک و احتشام کے ساتھ شروع ہوئی جنکے ساتھ انہوں نے شاملِ جلوس ہونا تھا۔ جن کی پوشاکوں کی زرق برق اور ہاتھیوں گھوڑوں کی چمک دمک خاص طور پر قابلِ دید تھی۔ اور جس کا ذکر آئندہ آئیگا۔ حکام عالیمقام میں سے ہز اکسلنسی کمینڈر انچیف و ہز اکسلنسی گورنرانِ مدراس و بمبئی۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنرانِ پنجاب بنگال برما ممالکِ متحدہ۔ آنریبل ممبرانِ کونسل وائسرائے۔ آنریبل چیف کمشنرانِ صوبۂ سرحدی و آسام و صوبۂ متوسط۔ آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل صاحبان بلوچستان

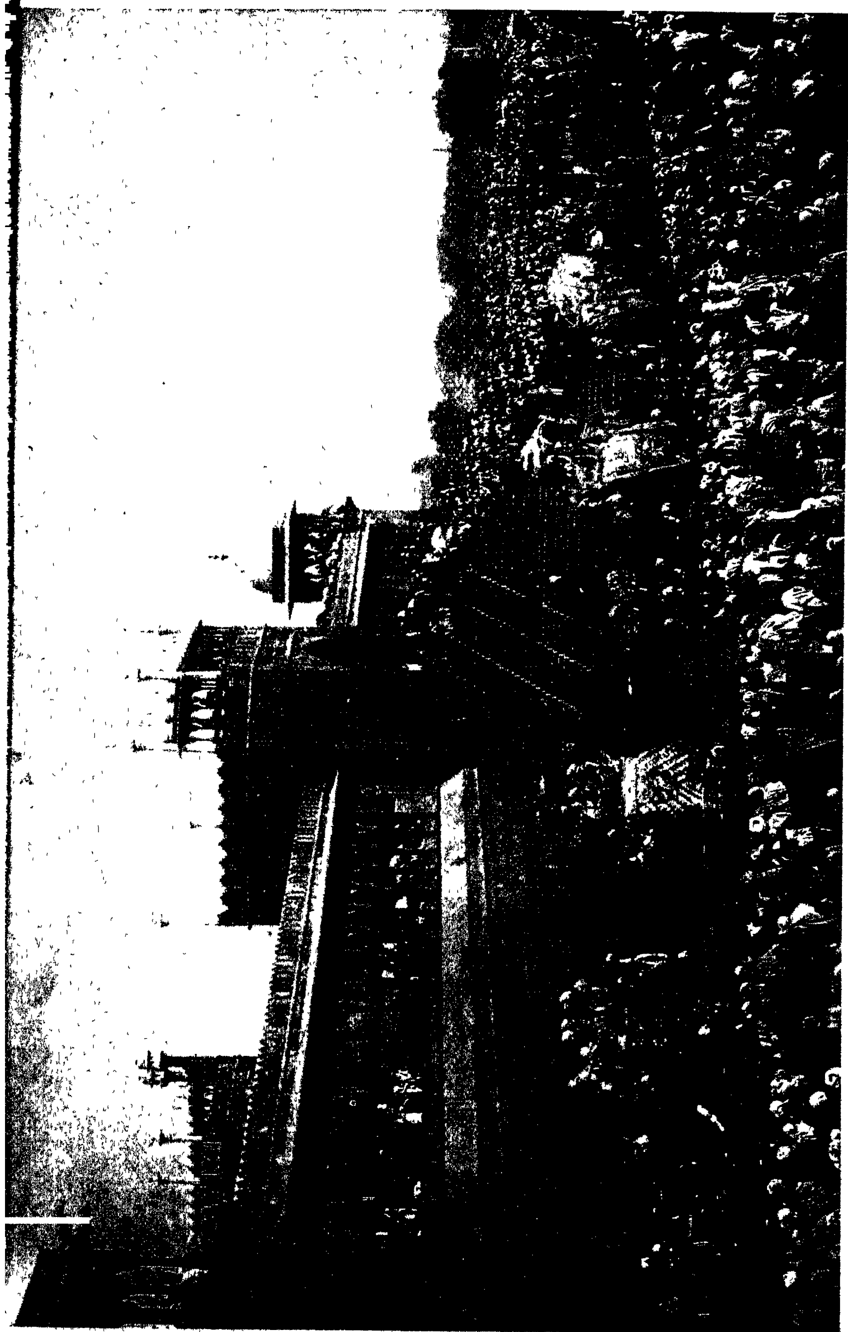
و وسط ہند و راجپوتانہ - اور لفٹنٹ جنرل کمانڈنگ افسران پنجاب - بمبئی بنگال مدراس اور نیز ریزیڈنٹ صاحبان حیدرآباد و میسور صاحب کمشنر دہلی - اور سفرائے دولِ خارجہ سٹیشن پر موجود تھے - جن سب کے بعد گیارہ بجے کے چند منٹ اوپر گرانڈ ڈیوک اوف ہیسی نے آکر اس جماعت منتظرہ کو پورا فرما دیا - اور پھر دیسیوں اور یورپینوں کا عالیشان مجمع اور انتخاب روزگار جماعت نائب سلطنت ہند کے ورود بہجت آمود کا بشوق و ذوق انتظار کرنے لگی - چنانچہ

وائسرائے صاحب کی سپیشل ٹرین ٹھیک گیارہ بجکر پچیس منٹ گذرے داخل سٹیشن ہوئی - جس کے انجن کو بھی حسب دستور جھنڈیوں اور نشانات وغیرہ سے خوب سجایا ہوا تھا - گاڑی کے پہنچتے ہی فی الفور قلعہ معلیٰ سے اکتیس توپ کی سلامی سر ہونے لگی - اور حکام و والیانِ ریاست کی جماعت منتظرہ نے بڑھکر وائسرائے صاحب کو **خوش آمدید** کہا - اور وائسرائے صاحب نے بھی بخندہ پیشانی گاڑی سے برآمد ہوکر سب صاحبوں کا سلام لینے کے بعد بڑے بڑے حکام اور معززین و ممتاز والیانِ ریاست سے مصافحہ و مزاج پرسی کی مراسم نہایت مختصراً ادا فرمائیں - اس وقت آپ نے نفیس نیلگوں وردی پہنی ہوئی تھی - جس پر سٹار اوف انڈیا کا تمغہ لگا ہوا تھا - اور آپکی بیگم صاحبہ نے نہایت نفیس سفید رنگ کی چمکدار پوشاک زیب تن فرما رکھی تھی - مختصر یہ کہ ان ملاقاتوں میں قریباً پندرہ منٹ لگے ہونگے کہ اتنے میں **ڈیوک اوف کیناٹ** بہادر کی سپیشل ٹرین کا ٹھیک پونے بارہ بجے سگنل ہوا - جن کی گاڑی کے داخل سٹیشن ہونے پر بھی حسب دستور قلعہ معلیٰ سے اکتیس توپ کی سلامی سر ہونے لگی - اور حضور وائسرائے نے مع اس تمام چیدہ رؤساء و حکام کی جماعت کے انکا استقبال کیا - اور بڑے بڑے حکام و والیانِ ریاست کو آپ کے روبرو نام بنام پیش فرمایا - جن سے ڈیوک صاحب ممدوح

نہایت اخلاق و محبت سے ہمکلام ہوتے رہے۔ اور جن جن صاحبوں کے ساتھ اُنہیں پہلے سے ذاتی تعارف ہوچکا تھا۔ اُس کو اپنی یادداشت سے تازہ فرماتے رہے۔ اُس وقت ڈیوک صاحب بہادر فیلڈ مارشل کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ جسپر وایسرائے صاحب کیطرح ستارۂ ہند کا فیتہ لگا ہوا تھا۔ اور انکی بیگم صاحبہ بھی نہایت نفیس چمکدار لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو رہی تھیں۔ الغرض تمام حکام و عمائد سے سلام و کلام کے بعد اُن والیانِ ریاست اور جاگیرداروں اور ولائیتی مہمانوں اور سفرائے دولِ خارجہ کو جو جلوسِ سواری میں شریک ہو سکتے تھے چاندنی چوک اور جامع مسجد کی مُقررہ نشستوں پر بیٹھنے کے لئے روانگی کا حکم دیکر۔ اور شاملِ جلوس ہونے والے مہاراجگان و نوابان کو بھی اپنے اپنے ہاتھیوں پر بیٹھنے کے لئے علیحدہ چھوڑ کر دونوں صاحب اپنے اپنے ہاتھیوں پر سوار ہونے کے لئے دروازۂ سٹیشن کیطرف چل پڑے۔ جہاں گارڈ اوف اونر کے فوجی دستے نے نہایت عمدگی کے ساتھ اپنے اپنے اسلاح پیش کرنے سے شاہی سلامی اُتاری۔ اور حضورِ ممدوحین اپنے اپنے کوہِ وقار ہاتھیوں پر سوار ہوئے۔ جن کے بعد رفتہ رفتہ سب حکامِ والامقام اور والیانِ ریاست اور سردارانِ ذی شان اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہونے شروع ہوگئے۔ اور سوا بارہ بجے جلوسِ شاہانہ پوری تکمیل پاکر ترتیب و تجویزِ منظور شدہ سابق کے موافق روانہ ہوا۔ جس کے نظارہ کے لئے جامع مسجد کے چکر سے بڑھکر کوئی دوسرا موقع شاید زیادہ موزون نہو۔ لہذا ناظرینِ کتاب بھی جامع مسجد کا نظارہ پیش نظر رکھ لیں۔ جس کی ایک تصویر بھی دیجاتی ہے لیکن ایسے موافقات کی مکمل تصویر قریباً ناممکن ہوا کرتی ہے۔ اسلئے اس میں بھی الفاظی تصویر کے دیکھنے کی ضرورت باقی رہجاتی ہے۔ جسکو حتی الامکان مکمل کرنے کے لئے یہاں کھینچ دیا جاتا ہے۔

جامع مسجد سے جلوسِ سواری کا نظارہ

بارہ بجے دوپہر کا وقت تمام دہلی کے لئے اور بالخصوص جامع مسجد اور چاندنی چوک کے لئے جو شاندار نظارے بوقلموں منظر بے انتہا ہجوم اور زاید از حد بیان شوق لئے ہوئے تھا۔ غالباً تاریخ میں خاص طور پر یاد رہنے کے قابل ہے۔ تمام شائقینِ جلوس اپنی نشستوں پر بحالتِ منتظرہ میں بیٹھے ہوئے متجسس نگاہوں کے ساتھ قلعہ کی فصیل کیطرف دیکھ رہے تھے۔ جہاں دیسی رئیسوں کے ایک سو ارسٹھ ہاتھی پوری طرح سجے سجائے زیورات پہنے اور اپنے اپنے بدنوں کو طرح طرح کے خوشنما رنگوں سے رنگے اور نایاب جھولوں سے ڈھانپے ہوئے کھڑے تھے۔ عام تماشائی ہزارہا کیا لکھوکھا کی تعداد میں سڑکوں کے کناروں پر صبح سے ہی کھڑے ہو رہے تھے جن کے حصولِ مدعا کا یہی وقت تھا۔ ناظرین، حکام اور مہمانوں کی گھوڑا گاڑیوں کی کھٹا کھٹ موٹر کاروں اور بائسکلوں کی تیز رفتاری اور گھوڑوں کی رہواری جو صبح سے دس گیارہ بجے تک برابر جاری تھی۔ اِس وقت بالکل ختم ہو چکی ہے۔ سب گاڑیاں ایک طرف کھڑی ہیں۔ جنکے مالکوں اور کوچبانوں کو ایک ہی نمبر کے الگ الگ دو ٹکٹ دیدیئے گئے ہیں۔ جنسے واپسی کیوقت انکو تلاش میں کافی مدد ملے گی۔ دو طرفہ پولیس اور جنگی پہرہ داروں کا جماؤ ہو رہا ہے۔ افسرانِ متعینہ انتظام نہایت سرعت کے ساتھ اِدھر اُدھر مصروفِ گشت ہیں۔ کیونکہ وقت قریب تر آپہنچا ہے۔ وائسرائے صاحب اور ڈیوک صاحب کی تشریف آوری کی خوشخبری پہلے سے ہی التواپ سلامی نے منتظرین کو پہنچا رکھی تھی۔ جس کے بعد بھی لوگ اب بار بار انکی آمد کے رستے کو نصب العین بنائے بیٹھے تھے کہ ٹھیک سوا بارہ بجے ایلجن روڈ پر جلوس کی ابتدائی ہراول موجِ دریا کیطرح بڑھتی نظر آنے لگی۔ اور قلعہ کے پاس آتے ہی وائسرائے صاحب کا جھنڈا بلند برجی قلعہ پر



نمودار ہوگیا۔ اور جلوس میں سب سے پہلے مسٹر چارلس براؤن انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب مع دونائبوں گھوڑوں پر سوار نظر آنے لگے جن کا اس طرح جلوس میں پیشرو ہونا گویا زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ ہندوستان میں سول کی طاقت ہی سب سے بڑی طاقت ہے اِنکے پیچھے ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل وائسرائے اور انکے پیچھے چوتھی رائل آئرش ڈریگون گارڈس کا ایک دستہ تھا۔ جنمیں سے پہلی قطار والوں کے ہاتھ میں تو سرخ و سبز رنگ کی جھنڈیاں لہرا رہی تھیں۔ اور دوسری قطار والوں کے ہاتھ میں چمکدار تلواریں اپنی برہنہ صورتیں دکھا رہی تھیں۔ اس کے بعد میجر لیکی صاحب کے زیر حکم توپخانہ شاہی تھا۔ جس کا ساز و سامان بھی خاص طور پر دیکھنے کے لائق تھا۔ اِنکے بعد پھر تین دستے چوتھی ڈریگون گارڈ کے تھے۔ جنکے پیچھے اردلی آفیسر اسکورٹ وائسرائے اور ڈپٹی اسسٹنٹ ایجوٹنٹ اسکورٹ وائسرائے اور جنرل کمانڈنگ اسکورٹ وائسرائے کی سواری تھی۔ اور پھر شاندار باجہ مسرت و بہجت کا ترانہ گاتا جاتا تھا۔ انکے بعد کپتان میکسول صاحب نقیب شاہی عجیب و غریب زرق برق زردوز وردی پہنے (جسپر تاج اور شیر کے شاہی نشانات سنہری بنے ہوئے تھے) سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ جنکے پیچھے دو قطاروں میں بارہ ترہی اور نقارہ نواز ویسے ہی قسم کی شاندار پوشاکیں پہنے چاندی کی ترہیاں لئے اور مشکی گھوڑوں پر نقارے رکھے اِس آن بان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھنے والے ہمہ تن اِنکی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ اِنمیں بحصّہ مساوی نصف انگریز اور نصف دیسی اشخاص شریک تھے۔ جنکے بعد حضور وائسرائے کا رسالہ باڈی گارڈ تھا۔ اور اس کے پیچھے انڈین کیڈٹ کور کا مختصر گروہ پر فخر فوجی دستہ تھا۔ جو وقتاً کسی شہنشاہِ ہند کو اِس جامعیت کے ساتھ اس سے پہلے کبھی میسر نہیں ہوا۔ اور جس کی بنا اندازی موجودہ وائسرائے لارڈ کرزن بہادر کے ہی دستِ حکمت سے ہوئی ہے

اِس میں نوجوان خود مختار روالیانِ ریاستہائے ہند یا انکے ولیعہد صاحبان شامل تھے
اور لا ریب پولٹیکل اعتبار سے بھی اور اپنی مناسب شانداری کے لحاظ سے بھی تمام
جلوس میں یہ ایک قابل دید چیز تھی۔ یہ سب صاحبان ایک ہی قسم کا لباس پہنے اور
ایک ہی طرح کی پگڑیوں پہ جیغہ و طرہ لگائے۔ ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے مُشکی گھوڑوں
پر سوار جا رہے تھے۔ لباس سب کا قیمتی چمکدار ہلکے نیلے اور سفید رنگ کا تھا۔ جسپر جا بجا
زرکار بیلیں بنی ہوئی تھیں (یہی وہ رنگ ہیں جو سٹار اوف انڈیا کی خلعت کے
قرار دیئے جا چکے ہیں) اور کمر میں کشمیری کام کے کمر بند بندھے ہوئے تھے۔ انکے
گھوڑوں کی زینیں چیتے (تیندوے) کی کھال کی بنی ہوئی تھیں۔ اور گھوڑے بھی
مردانہ اور امیرانہ ساز و یراق سے سجے ہوئے تھے۔ غرضکہ ہندوستان کے راجپوتوں کی
قدیمی وضع کا سُلجھا ہوا نمونہ تھا۔ جس نے تمام ناظرین کی توجّہ کو خود بخود اپنی طرف
مُنعطف کر لیا تھا۔ انکے بعد ہاتھیوں کا جلوس شروع ہوا۔ جنمیں سب سے پہلے
پہلو بہ پہلو دو ہاتھیوں پر وائسرائے صاحب کے دو ایڈی کانگ سوار تھے۔
اور پھر دو ہاتھیوں پر ہز رائل ہائینس ڈیوک اوف کیناٹ کا سٹاف تھا۔
جنکے بعد پھر دو ہاتھیوں میں سے ایک پر حضور وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب
اور دوسرے پر سکرٹریان گورنمنٹ ہند صیغۂ خارجہ و صیغۂ جنگی سوار
تھے۔ جنکے بعد درمیان میں اکیلے ہاتھی پر حضور وائسرائے مع اپنی بیگم صاحبہ
کے جلوہ افروز تھے۔ جنکے آگے آگے چاندی کی عصاؤں والے چوبدار دوڑے جا رہے
تھے۔ وائسرائے صاحب کے آتے ہی ہر طرف سے ہپ ہپ ہرّے اور خوش
آمدید کی جس قدر مُبارک آوازیں بلند ہوئیں۔ اور جس طرح پُوری خوشی کے ساتھ
انبوہِ خلائق کو آپ سلام کرتے جاتے تھے۔ اُس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ
صاحب آج کے اِس بے عدیل جلوس و ہجوم کے ہیرو تھے۔ پس انکو دیکھ کر

انبوہِ مخلوق اور رعایا کو دیکھ کر بہ جس قدر خوش ہو سکتے تھے۔ اُسے سب لوگ خود ہی قیاس کر سکتے ہیں۔ انکے بعد کے ہاتھی پر ڈیوک اوف کیناٹ بہادر مع اپنی بیگم صاحبہ کے تشریف فرما تھے جنکے جلو میں بدستور ویسے ہی چوبدار دوڑے جارہے تھے اور جنکو ہجومِ خلائق نہایت اشتیاق سے دیکھکر سلام کر رہا تھا۔ اور یہ بھی نہایت خاموشی اور متانت کے ساتھ اِس پُر اثر نظارے کو دیکھتے جاتے تھے۔ انکے بعد ہاتھیوں کی دو قطاریں پہلو بہ پہلو ہو گئی تھیں۔ جنمیں سے دائیں طرف کی قطار میں سب سے پہلے حضور نظام خلد اللہ ملکہ بسنتی عمامہ باندھے اور سادہ پوشاک پہنے جلوہ افروز تھے۔ آپکے ہاتھی کی جھول اور ہودج بھی بسنتی رنگ کا تھا۔ حتّٰی کہ فیلبان کی وردی بھی بسنتی ہی رنگ کی تھی۔ اور اِس مجموعی ہیئت نے وہ رنگ باندہ رکھا تھا کہ جو باوصف پرلے درجہ کی سادگی کے اکثر ولائتی مصوّروں نے اُس کے فوٹو لینے شروع کر دیئے۔ آپکی خواصی میں مہاراجہ کشن پرشاد صاحب مدار المہام دکن بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ کے روئے مبارک پر شاہانہ جلال نثار ہو رہا تھا۔ سلطنتِ دکن کے دُعا گو بسبب اُس کی فیاضی اور علم پروری کے ہندوستان بھر میں جس قدر موجود ہیں۔ اور یہاں کے عام و خاص باشندوں میں اُس کی جو کچھ قدر و وقعت ہے اُسکی مناسبت سے جہاں کہیں آپکی سواری تخاوق کی نذر پڑتی تھی پُرجوش چیرز بلند ہو جاتے تھے۔ اور ہر ایک آنکھ اپنے دلی جذبات عقیدت و ارادت کی ادائیگی کے لئے ہاتھ یا سر کو حرکت دیدیتی تھی۔ انکے بعد ہز ہائینس مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی والیِ ریاست جموں و کشمیر و گلگت وغیرہ کا ہاتھی تھا۔ جسکے جھول اور ہودج کا اعلیٰ طلائی کام آنکھوں میں چکاچوند کر دیتا تھا۔ ہز ہائینس بڑے بشاش چہرہ کے ساتھ تشریف فرما تھے جنکے ساتھ آپکے برادر نامدار سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ بی کمینڈ۔ انچیف و وائس پریزیڈنٹ

کونسل نہایت عزم وشان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور پیچھے خواصی میں صاحب دیوان دیاکشن صاحب بی۔ اے پرائیویٹ سکریٹری ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کی نشست تھی۔ جاوزیبل راجہ سورج کول صاحب کے بی۔ ایس۔ آئی ممبر کونسل وایسرائے کے فرزند ارجمند ہیں۔ جنکے بعد علی قدر مراتب دوسرے والیانِ ریاست اپنے اپنے سجے ہوئے ہاتھیوں پر نہایت شاندار پوشاکیں پہنے سوار تھے۔ بائیں طرف کی قطار میں سب سے پہلے نوجوان مہاراجہ صاحب میسور کا ہاتھی تھا۔ اور انکے بعد مہاراجہ صاحب ٹراونکور کا۔ اور پھر درجہ بدرجہ دوسرے والیانِ ریاست کا۔ چنانچہ تشریح کے لئے دونوں قطاروں کی ترتیب دکھانے کو ایک فہرست دیجاتی ہے۔

دائیں طرف	بائیں طرف
ہز ہائینس حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر میسور
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر ٹراونکور
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر جیپور
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر اندور	ہز ہائینس مہاراؤ صاحب بہادر بوندی
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر ریواں	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر بیکانیر
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر اورچھہ	ہز ہائینس مہاراؤ صاحب بہادر کوٹہ
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر دتیہ	ہز ہائینس مہاراول صاحب بہادر قرولی
ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر دھار	ہز ہائینس مہاراول صاحب بہادر جسلمیر
ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر دیواس کلاں	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر الور
ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر دیواس خورد	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ٹونک
ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر سیتھر	ہز ہائینس مہاراؤ صاحب بہادر سروہی

رؤسائے وسط ہند

راجپوتانہ

دائیں طرف		بائیں طرف	
رؤسائے سنٹرل انڈیا	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر چرکھاری	ہز ہائینس راج رانا صاحب بہادر جہالاوا	رؤسائے راجپوتانہ
		ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کولاپور	رؤسائے بمبئی
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر راج گڑھ	ہز ہائینس راؤ صاحب بہادر کچھ	
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر نرسنگ گڑھ	ہز ہائینس میر صاحب بہادر خیرپور سندھ	
رؤسائے پنجاب	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ	ہز ہائینس سلطان صاحب بہادر شہر مکلا	
	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر بہاولپور	ہز ہائینس ولیعہد صاحب بہادر سکم	رؤسائے بنگال
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر نابہ	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کوچ بہار	
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر جیند	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر ہل ٹپڑہ	
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر کپورتھلہ	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر رامپور	رؤسائے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر ناہن سرمور	ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر بنارس	
	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر مالیر کوٹلہ	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر ٹیہری گڑھوال	
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر فرید کوٹ	ہز ہائینس ٹھاکر صاحب بہادر موروی	رؤسائے بمبئی
	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر منی پور	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر بانسدا	
	ہز ہائینس ٹھاکر صاحب بہادر لیمڑی	ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر بڑیا	
		نواب صاحب بہادر والی ریاست جنجیرہ (بمبئی)	

سابوا و گنائی برہما   سابوا کنگ ٹنگ برہما

ان سب رؤساء کے ہاتھیوں کی سجاوٹ اور خود رئیسوں کی قیمتی پوشاکوں اور زیورات کی جگمگاہٹ کی نسبت کچھ کہنا غالباً فضول ہوگا کیونکہ ہر ایک صاحب پوری شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ شریک ہوئے تھے جنکے ہاتھیوں کی لمبی لمبی زردوزی جھولیں بعض اوقات زمین کے ساتھ لگ جاتی تھیں

اور جنگ ہودوں کی بوقلمونی اور ہاتھیوں کے زیوروں کی گوناگونی اور جواہرات کی چمک دمک اور پوشاکوں کی بھڑک انسانی نظروں کو چُندھیا دیتی تھی۔ چنانچہ اسی نظارے سے متاثر ہو کر بعض انگریز وقائع نگاروں نے لکھا ہے۔ کہ اِس موقع پر وہ تمام دولت جلوہ گر تھی۔ جس کو وحشیانہ زمانہ میں غیر مُلکوں کے لوگ آ کے ہندوستانی حکمرانوں کے پاس دیکھ دیکھ کر متعجب ہو جایا کرتے تھے حالانکہ یہ جو کچھ بھی تھا اُس دولت کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ کیونکہ اب ایسے قیمتی زرو جواہر اور نایاب زیورات ہندوستان میں رہے ہی نہیں۔ کیونکہ زمانہ کی کایا پلٹ کے باعث اب اُنکا استعمال جائز نہیں رہا۔ یہ بھی جو کچھ تھا۔ صرف شاہی حکم کی تعمیل میں تھا۔ اور غالباً بڑے تکلف کے ساتھ فراہم کیا گیا تھا۔ درحمل انگریز وقائع نگاروں نے اُس دولت وحشمت کا معائنہ نہیں کیا جو کسی وقت ہندوستان کو حاصل تھی۔ اور جس کے عوض میں اب انگریزی تراش خراش کی اشیاء مُلک میں بکثرت پھیلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ اگر اِس وقت اِن زر وجواہر یا جواہرات کی لگائی کی ہوئی جھولوں یا اعلیٰ سے اعلیٰ شاندار ہودوں کا جائزہ لیا جائے تو غالباً یہ بھی سبکو ورثۂ پدری میں آیا ہوا ہی ثابت ہوگا۔ کیونکہ اب ایسی چیزوں کی خریداری فیشن کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔ بہرحال اِن ہاتھیوں پر طرح طرح کے ہودے لمبے۔ گول۔ سایہ دار۔ بلا سایہ کسے ہوئے تھے۔ اور فیل نشین رؤساء بھی ہر عمر اور ہر رنگ کے اپنے اپنے مُلکی لباس میں خوب بنے ٹھنے ہوئے تھے۔ رؤساء میں ایک راجپوتانہ کے رئیس زرہ پہنے ہوئے بھی سوار تھے۔ جنکے ہودج پر دو بڑے بڑے لمبے شبہ بنے ہوئے تھے۔ اور جو گویا ہندوستان کے زمانہ بہادری کی یاد دلا رہے تھے۔

ہاتھیوں کے جلوس کے بعد پھر گاڑیوں کا جلوس شروع ہوا۔ جس میں سب سے

پہلے گرانڈ ڈیوک اوف ہیسی کی گاڑی تھی جس میں آپ مع سٹاف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور پندرہویں ہسارز کا دستہ آپکی اردل میں تھا۔ جنکے بعد گورنران بمبئی و مدراس مع سٹاف اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار تھے۔ اور انکی گاڑیوں کے ساتھ بھی اعزازی سوار جا رہے تھے۔ انکے بعد سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی گاڑی تھی۔ جنکی اردل میں لائٹ ہارس کا فوجی دستہ تھا۔ آپ کی سواری گذرنے کیوقت بھی ہر طرف سے چیئرز بلند ہو رہے تھے۔ اور رومال ہلا ہلا کے اظہار مسرت کیا جاتا تھا۔ کیونکہ آپ کے علاقہ میں ہی اس دربار کا انعقاد ہوا تھا۔ انکے بعد ہز اکسیلنسی کمینڈر انچیف لارڈ کچنر بہادر مع سٹاف گھوڑوں پر سوار تھے۔ جنمیں لارڈ ممدوح کی عجیب وضع کی لمبی سیاہ ٹوپی انکو ممتاز کر رہی تھی جنکو دیکھ کر اکثر یوروپین صاحبوں نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ آپ ایک مشہور گھوڑے ڈی نکرٹ نامی پر سوار تھے۔ اور پوری شان شجاعت دکھلاتے جا رہے تھے۔ اور والنٹریوں کا ایک دستہ آپکی اردل میں تھا۔ آپ کے بعد لفٹنٹ گورنران برہما۔ بنگال۔ اور صوبہ جات متحدہ مع اپنے اپنے سٹافوں اور اعزازی سواروں کے جا رہے تھے۔ جنکے پیچھے جنرل میکلاڈ کمانڈنگ افواج بنگال مع اپنے سٹاف کے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور پھر انکے بعد ونرسیل ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان دائیں طرف۔ اور ہز ہائینس خاں صاحب قلات بائیں طرف بسواری اسپ شریک جلوس تھے۔ جنکے پیچھے بلوچی سردار اپنے ملکی لباس میں ڈھال تلوار لگائے۔ اور سر کے لمبے لمبے بال مونڈھوں تک لٹکائے گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے۔ جن کی پوشاکیں اگرچہ والیان ریاست یا دوسرے ہندی مہمانوں کیطرح فوق البھڑک تو نہیں مگر ان کی صورتیں اور انکے نشست کی ترکیب یہ صاف صاف کہہ رہی تھی کہ گھوڑے کی زین پر زندگی بسر کرنے کے اصول و مقاصد سے

وہ بخوبی ماہر ہیں۔ انکے بعد آنریبل کرنل ڈین صاحب چیف کمشنر صوبہ سرحدی کی سواری تھی۔ جنکے پیچھے سرحدی ٹوسانہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور یہہ وہ لوگ تھے کہ جنمیں سے ہر ایک شخص تاریخ میں اپنا حصہ ضرور رکھتا ہے۔ انکے بعد آنریبل چیف کمشنر وسط ہند مع اپنے اپنے سٹافوں اور اعزازی سواروں کے گذرے اور پھر گیارہویں لانسرز موسومہ پرنس اوف ویلز کے فوجی دستہ نے اصل جلوس کا خاتمہ کیا۔ جن کے پیچھے اور بھی فوجی دستے آرہے تھے۔ اور پھر وہ ایک سو اٹھ ہاتھی تھے۔ جو والیان ریاستہائے ہندوستان کے اہلکاروں سے لدے ہوئے اور پہلے ہاتھیوں سے بھی کسی قدر زیادہ سجے ہوئے تھے۔ اور جن کی آرایش و زیبایش نہایت شانداری سے کی گئی تھی۔ انمیں ایک مکنے (چھوٹے) ہاتھی پر ایک چھوٹی عمر کا مسلمان رئیس زادہ مثل گھوڑے کے زین کسے ہوئے اور اس کے دونوں کانوں میں ڈور ڈالکر اسکو لگام بنائے ہوئے سوار تھا۔ جسکو لوگ نہایت شوق سے دیکھ رہے تھے۔ ان تمام ہاتھیوں کے ساتھ ریاستوں کے سپاہی بھی پیدل دوڑے جاتے تھے۔ جو دلیسی رؤساء کی شان سواری آنکھوں کے سامنے پھیر دیتے تھے۔

یہ لمبا جلوس جس کی طوالت غالباً ڈیڑھ میل سے کم نہ ہوگی۔ ریلوے اسٹیشن سے بارہ بجے کا چلا ہوا دو بجے کے بعد موری دروازہ کے باہر سے نکلکر یا جیور روڈ پر پہنچا۔ جہاں حضور وائسرائے صاحب اور ڈیوک صاحب بہادر نے توقف فرماکے ہاتھیوں سے اُترکر گاڑیوں میں سواری کرنے کے بعد تمام جلوس و والیان ریاست کو سوائے ہمراہیان کیمپ اور امپیریل انڈین کور اور وائسرائے بہادر کے باڈی گارڈ کے رخصت فرما دیا۔ اور وہیں سے جلوس کی واپسی کا نظارہ فرماکر وائسریگل کیمپ کا رستہ لیا۔ جہاں پہنچتے ہی گارڈ اوف آنر کی شاہی سلامی دینے کے بعد وائسرائے صاحب کی مختہ مذکور کوٹھی پر وائسریگل جھنڈا لہرانے لگا اور اکتیس توپ کی

سلامی نے مشتہر کر دیا۔ کہ آج کی کارروائی ختم ہو گئی ہے۔ جس کے بعد حضور دائسرائے
ڈیوک اوف کنیاٹ۔ گرانڈ ڈیوک اوف ہیسی۔ ہز اکسیلنسی کمینڈر انچیف وغیرہ وغیرہ
تمام ہمراہیان اپنی اپنی قیامگاہوں میں تشریف لے گئے۔ اور جلوس ایکٹ تمام ہوا۔
یہ دن جس عمدگی کے ساتھ گذرا۔ اور قدرت نے جس قدر جلوس کے شاندار
ہونے میں امداد دی۔ وہ بھی خاص طور پر لکھنے کے لائق ہے۔ کہ باوصفیکہ ہندوستان
میں پوس کا مہینا بارشوں کے لئے مخصوص ہے۔ مگر اس دن مطلع بالکل
صاف تھا۔ جس سے شاملین و ناظرین جلوس کو بہت بڑی آسانی ہو گئی
تھی۔ اور جلوس بھی ٹھیک پروگرام مقررہ کے مطابق گذر گیا۔ سوائے اس کے
کہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بڑودہ بباعث انتقال اپنی دواگر مہارانی کے
اور ہز ہائینس مہارانا صاحب اودے پور بباعث اپنے ولیعہد کی بیماری کے
شریک نہ ہوسکے۔ جامع مسجد کے روبرو سے اس جلوس کو پورا سوا گھنٹہ
گذرنے میں صرف ہوا۔ اور ایسا ہی ریلوے سٹیشن سے سنٹرل کیمپ تک بھی پورے
تین گھنٹے خرچ ہوئے۔ جس سے ناظرین اس کی لمبائی اور چال کا اندازہ
خود کر سکتے ہیں۔ اور اگرچہ ناظرین جلوس کے لئے یہ ایک بے نظیر نظارہ تھا
مگر وہ بڈھے اشخاص جو ۱۸۷۷ء میں بالغ نظری کے ساتھ جلوس
قیصری کو دیکھ چکے ہیں انکا خیال ہے کہ اس جلوس میں
بہ نسبت ۱۸۷۷ء کے بہت کچھ سادگی تھی۔ اور بالخصوص
جواہرات اور سونا چاندی کی وہ بہتات
نہ پائی جاتی تھی۔ جو اُس وقت
تک ہندوستان میں
موجود تھی

فصلِ دوم

اِفتتاحِ نمائشِ صنعت و حرفت

بتاریخ ۳۰- دسمبر ۱۹۰۲ء

دربارہال اور دیگر عمارات کیطرح ایامِ طیاری میں تو عام لوگوں کو نمائش گاہ کی عمارت میں بھی آنے جانے کی کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ مگر ۲۵ دسمبر کے بعد چونکہ تمام قابلِ نمائش اشیاء اپنے اپنے درجہ پر رکھی جانی شروع ہوگئی تھیں۔ اِس لئے اُس کے بعد کسی شخص کو داخلہ کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ ۲۹ کی شام تک سب چیزیں قرینے کے ساتھ اپنی اپنی جگہ رکھدی گئیں۔ اور صناعانِ ہند بھی اپنی گیلری میں اپنی اپنی دوکانیں سجا کر وقفِ نمائش کر دیئے گئے۔ جس کے بعد جلسۂ افتتاحی کیواسطے حضور وائسرائے اور دوسرے جلیل القدر اعیان و افسران و والیانِ ریاست کے لئے دروازۂ نمائش گاہ کے ساتھ ملا ہُوا ایک ڈائس (مقامِ نشست) بنایا گیا۔ اور اُس کے سامنے بھی نصف دائرے کی صورت میں ولائیتی مہمانانِ حضور وائسرائے کے لئے کرسیاں بچھادی گئیں۔ جنکے پیچھے اُن وزیٹروں کی جگہ تھی جنہوں نے پانچ پانچ روپیہ پر ٹکٹ خریدا تھا۔ غرضکہ کل تین ہزار آدمیوں کی جگہ کا انتظام تھا۔ مہمانوں اور والیانِ ریاست کیخدمت میں پہلے سے گورنمنٹ کیطرف سے مفت ٹکٹ بھیجے جاچکے تھے۔ اور چونکہ وائسرائے صاحب کی تشریف آوری کا وقت ساڑھے گیارہ بجے کا مقرر ہوچکا تھا۔ اِسلئے سب صاحبوں کو گیارہ بجے تک پہنچنا خودبخود لازمی ہوگیا تھا۔ چنانچہ دس بجے سے ہی عام وزیٹروں اور مہمانان و والیانِ ریاست کی آمد آمد شروع ہوگئی۔ لیکن چونکہ یہ کوئی سرکاری دربار نہ تھا۔ اِسلئے اِسمیں

نمبر کی کوئی تمیز نہ رکھی گئی تھی۔ جو صاحبان پہلے آئے تھے اچھی جگہ بیٹھ جاتے تھے۔
اور جو دیر سے آئے تھے۔ جہاں کہیں بھی جگہ پاتے وہیں تشریف فرما ہو جاتے تھے۔
جس سے یوروپین صاحبوں نے پُورا پُورا فایدہ اُٹھایا۔ یعنے بعض اُس چبوترے پر بھی
جا بیٹھے جو صرف حضور وائسرائے اور اعیانِ گورنمنٹ و والیانِ ریاست کے لئے مخصوص
تھا۔ دیسی البتہ گھاٹے میں رہے۔ جنمیں سے کئی ایک لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہ ملی۔
بہرکیف گو یہ افتتاحی جلسہ کوئی سرکاری دربار نہ تھا۔ مگر پھر بھی سوائے اتواپ
سلامی کے وائسرائے صاحب بہادر لوک صاحب کی عزت و تعظیم کے لئے سب
مراتب ملحوظ رکھے گئے تھے۔ دروازۂ باغ یعنے علی پور روڈ پر باڈی گارڈ کا دستہ
سلامی کے لئے متعین ہو چکا تھا۔ اور یہ بھی انتظام کر دیا تھا کہ عام مہمانوں کی
گاڑیاں نمائش گاہ کے مشرقی طرف کھڑی کیجائیں۔ اور وائسرائے صاحب و افسرانِ
گورنمنٹ اور والیانِ ریاست مغربی طرف سے براہ راست ڈائیس تک پہنچ جائیں۔
دیسی رؤساء کی نسبت یہ کہنا کہ یہ سب صاحبان جلوس کے سے ٹھاٹھ اور ویسے
ہی قیمتی لباسوں میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ کچھ ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ
دیسی رؤساء عموماً ہر ایک موقع پر افسرانِ گورنمنٹ کے ساتھ ملنے کے لئے اِس قسم کے
داب و آداب کے لئے طبعی طور پر پابند ہو چکے ہیں۔ اور آج تو تھا ہی جلسۂ
نمائش۔ جس کے لئے کسی قدر ضروری بھی تھا۔ کہ وہ اپنے ملکی اور قدیمی ملبوسات
میں ہی شریک ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اور سب صاحبان موافقات مناسب
پر تشریف فرما ہو گئے۔ البتہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ آج بھی کل کی طرح سادہ پوشاک
زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ صندلی عمامہ آپ کے سر پر بندھا تھا۔ اور حضور وائسرائے
کی کرسی کے بالکل ساتھ کر کے پچھلی طرف آپ رونق افروز تھے۔ آپ کے ساتھ ہی
شہزادہ ولیعہد بہادر کی کرسی تھی۔ اور نواب میجر افسر الدولہ بہادر بحیثیت ایڈیکانگ

مودبانہ آپکی کرسی کے پیچھے استادہ تھے۔ جنکے بعد آپ کے افسران باڈی گارڈ بھی اپنی پوری وردی پہنے کھڑے تھے۔ ایسا ہی ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر بھی نہایت شان وشکوہ سے جلوہ فرما تھے جنکے ساتھ ہی پچھلی طرف کرنل سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی وائس پریزیڈنٹ۔ فارن منسٹر وکمینڈر انچیف ریاست کشمیر اور عالیجناب راجہ بلدیو سنگھ صاحب والی پونچھ رونق افروز تھے۔ اور پرائیویٹ سکرٹری و ممبر صاحبان ستون کے پاس کھڑے تھے۔ علی ہذا دوسرے راجے مہاراجے اور نواب صاحبان بھی پورے شان وتجمل سے تشریف فرما تھے۔ جنمیں سے بر ہمی راجے تو عجیب انچھی وضع بنائے بیٹھے تھے۔ اور خواہ مخواہ ہر شخص کو انکی طرف توجہ ہو جاتی تھی۔

وائسرائے صاحب کے چبوترے پر حضور نظام۔ خان صاحب قلات۔ مہاراجہ ایڈر اور دیگر معزز والیان ریاست کے علاوہ یوروپین حکام میں سے ہز ایکسلنسی کمینڈر انچیف۔ گورنر صاحبان بمبئی ومدراس۔ لفٹنٹ گورنر صاحبان پنجاب۔ بنگال۔ برہما۔ وصوبجات متحدہ۔ چیف کمشنران صوبہ سرحدی۔ آسام وممالک متوسط۔ اونریبل ریزیڈنٹان حیدرآباد ومیسور وکشمیر۔ اونریبل ایجنٹ گورنر جنرل صاحبان راجپوتانہ سنٹرل انڈیا وبلوچستان۔ اونریبل ممبران کونسل وائسرائے اور سفرائے دول خارجہ کی کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ جنپر سب صاحبان گیارہ بجے تک آکر متمکن ہو چکے تھے۔ صرف حضور نظام سب سے پیچھے تشریف لائے۔ جنکے بعد بہت جلدی وائسرائے صاحب کی سواری بھی آپہنچی۔

حضور وائسرائے مع ڈیوک اوف کنیاٹ اور لیڈی کرزن صاحبہ مع ڈچس اوف کنیاٹ اور گرینڈ ڈیوک ہیسی ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے رونق افروز جلسہ ہوئے۔ جنکو پہلے تو گارڈ اوف آنر کی سلامی دی گئی۔ اور پھر اسیدم ڈاکٹر جارج واٹ صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور مسٹر پرسی براؤن صاحب پرنسپل میو اسکول اوف آرٹس لاہور نے

مع کمیٹی منتظرین کے ارکان کے آگے تک جا کر آپکا استقبال کیا۔ چونکہ گاڑی سے اُترتے ہی باجے نے نیشنل انتھم کا راگ شروع کیا۔ اور اس کے بجتے رہنے تک سب صاحبوں نے تعظیماً اپنی اپنی ٹوپیاں اُتار لیں۔ لیکن جن صاحبوں کے سر پر عمامہ بندھا تھا۔ اُنہوں نے فوجی وضع سے صرف سر تک ہاتھ اٹھائے رکھنے سے ہی اظہار تعظیم کیا۔ البتہ لیڈیاں اس سے بھی آزاد تھیں۔ جنہوں نے صرف کھڑے ہونے سے ہی اِس تعظیمی رسم کو پورا کیا۔ اور باجے کے ختم ہونے پر حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحبان اور دیگر تمام حاضرین اپنی اپنی نشستوں پر جلوہ فرما ہو گئے۔ تو نہایت مودبانہ طریق پر ڈاکٹر جارج واٹ صاحب مہتمم نمائش نے حضور وائسرائے کی خدمت میں اِفتتاحِ نمائش کی درخواست کی۔ جس پر آپ نے فی الفور استادہ ہو کر قریباً ایک گھنٹہ تک مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ جس میں نمائش کے متعلق ہر قسم کی معلومات کے علاوہ اور اس کے اہتمام و نتائج کی پوری پوری تشریح و تفصیل کے سوا دیسی رؤسا کو بھی مُلکی صنعتوں کی زندگی کیطرف موثر اور بڑے پُرزور الفاظ میں توجہ دلائی گئی ہے۔ اِس کے ساتھ ایک یہ بات بھی قابلِ تحریر ہے کہ آپکی تقریر پہلے سے لکھی یا چھپی ہوئی نہ تھی جیسا کہ اکثر ہؤا کرتا ہے۔ بلکہ صرف چند نوٹ آپنے لکھ رکھے تھے۔ جس پر وقتاً فوقتاً نگاہ ڈال لیا کرتے تھے۔ اور پھر زبانی ہی سب کچھ بیان کرتے جاتے تھے۔ جو غالباً بحیثیت وائسرائے ایکاعلیٰ درجہ کا وصف ہے۔ اِس تقریر کے مطابق اگر دیسی رؤساء ہند اور اہلِ دول صاحبان۔ وائسرائے صاحب کی نصائح پر کاربند ہوں گے۔ تو اِس نمائش سے ہندوستان کی صنعت و حرفت کو بہت بڑی ترقی نصیب ہونا یقینی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جب باہر باشندۂ ملک غیر کے خیالات دیسی صنعت وغیرہ کی نسبت ایسے محبانہ ہیں تو خود یہاں کے رؤساء تو جس قدر بھی ہمت کریں بجا ہے۔

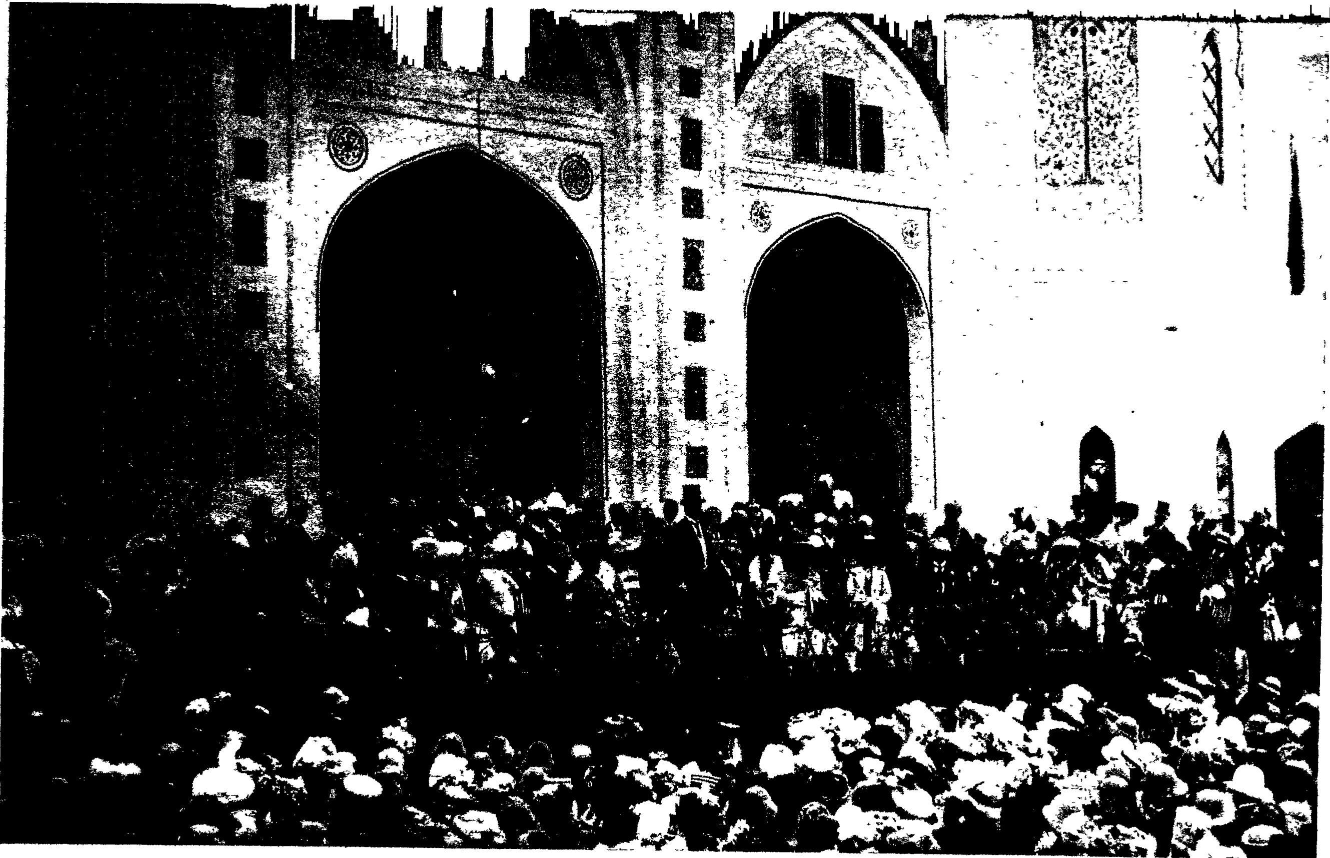
بہرحال وہ تقریر یہ ہے:-

حضور وائسرائے کی افتتاحی تقریر

شہزادہ صاحبان! راجگان! لیڈیز و جنٹلمین!

اب میرا نہایت پسندیدہ فرض یہ ہے کہ اس پندرہ یوم کے اندر جو پہلی رسم ادا کرنے والی ہے اُس کا آغاز کر کے دہلی کی اِس صنعتی نمائش گاہ کا افتتاح کروں۔ ہمارے بہت سے شریکِ جلسہ صاحبان شاید مشکل سے اِس بات پر یقین کریں گے کہ آج باستثنائے درختوں کے قریب قریب ہر ایک چیز جو اِس وقت ہمارے سامنے نظر آرہی ہے۔ صرف گذشتہ آٹھ ماہ کے اندر ہی یہاں پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب میں گذشتہ ماہِ اپریل میں اراضی پسند کرنیکی غرض سے یہاں آیا تھا تو اس عظیم الشان عمارت اور تمام چیزوں کا جو ہمارے چاروں طرف نظر آرہی ہیں کہیں نام و نشان تک بھی نہ معلوم ہوتا تھا۔ جو نمائشگاہ کے لئے یہاں بہمہ وجوہ موجود ہو گئی ہیں۔ گو میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ نمائش گاہ کے گہرے اثر تو اس قدر جلد مِٹ نہ جائینگے۔ لیکن مجھ کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اِس شاندار سین کا بہت جلد غائب ہو جانا لازمی ہے۔

شاید آپ مجھ سے یہ اُمید کرینگے کہ میں چند الفاظ ان واقعات کے متعلق بیان کروں گا جنکی ذات سے آج اس نمائش کی ہستی نظر آتی ہے۔ اصلیت یوں ہے کہ جس وقت سے میں ہندوستان میں آیا ہوں۔ میں نے اِس مُلک کی صنعت و حرفت و دستکاریوں پر نہایت ہوشیاری کے ساتھ غور کیا ہے جو بلاشبہ کسی وقت میں بڑی مشہور اور خوشنما تھیں۔ اور جس طرح دیگر اصحاب نے اُنکے گر جانے پر افسوس کیا ہے۔ میں نے بھی انکی ترقی میں فرق اور زوال آنے پر افسوس کھایا ہے۔



نظارہ اختتام نمایش صنعت وحرفت جسمیں حضور وائیسرائے [illegible]

چنانچہ جس وقت یہ امر طے پایا تھا کہ ہم اس عظیم الشان جلسہ کو دہلی میں منعقد کریں گے جس میں ہر ایک صوبہ اور ہندوستان کی ہر ایک ریاست کے قائم مقام۔ راجگانِ ہند۔ والیانِ ملک۔ اُمرا۔ اعلیٰ حکام۔ ہندوستانی شرفا۔ اور تمام حصصِ دُنیا کے تماشائی آکر جمع ہوں گے۔ تو مجھکو یہ خیال پیدا ہوا کہ صنعت و حرفت کی نمائش کے لئے یہاں ہمکو ایسا موقع حاصل ہو سکے گا۔ جس کی عرصہ سے جستجو تھی۔ یعنی اس موقع پر ان مضمحل دستکاریوں کو از سرِ نو زندہ کر کے دُنیا کو یہ دکھلانے کے لیے کہ ہندوستان اسوقت تک بھی کیس قابل ہے۔ اور یہ کہ اگر ممکن ہو تو زوال روکنے کے لئے کچھ عملی کارروائی کیجائے۔ پس اس غرض سے میں نے ڈاکٹر واٹ صاحب کو طلب کر کے اس کام کے لیئے اپنا دستِ راست مقرر کیا۔ جس کے بعد تمامی ہند میں دُور و دراز مقام تک ڈاکٹر صاحب۔ اور آپ کے اسسٹنٹ مسٹر پرسی براؤن ہزارہا میل کا سفر کرتے رہے۔ اور جنہوں نے ہر ایک مقام پر دستکاروں سے ملکر نمونے پسند کئے۔ فرمائشیں پیش کیں۔ اور جہاں ضرورت معلوم ہوئی خود بھی نمونے دیئے۔ بلکہ جنکو روپیہ درکار تھا اُن کو پیشگی رقوم بھی دی گئیں۔

اس نمائش کے اصول میں تین شرائط میں نے قائم کی تھیں۔ جن کی پابندی مانند قوانین مدیہ وایرانیوں کے قوانین کے لابدی تھی۔ اوّلاً میں نے یہ شرط قائم کی کہ اس نمائش گاہ میں بجز صنعتی نمائش کے اَور کچھ زیادہ نہ فراہم کیا جائے۔ کیونکہ ہم نہائت آسانی کے ساتھ آپکو ہندوستان کے تمدنی و حرفتی ترقی کی نمائش دکھا سکتے ہیں۔ چنانچہ خود ڈاکٹر واٹ کی ایسی ایک نمائش گاہ موجود ہے۔ اور کلکتہ میں بھی ایسی ہی ایک عمدہ نمائش گاہ موجود ہے۔ ہم آپکو لٹھے معدنیات۔ چمڑا بنی ہوئی چیزیں۔ جس حد تک آپ چاہتے ہیں دکھا سکتے تھے۔ گو یہ سب نہائت قابلِ اطمینان ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی بہت بُرا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے دلیسی صنعت و حرفت کو

کچھ فائدہ نہیں تھا۔ لہٰذا میں نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی۔ میرا اس نمائش گاہ سے یہ منشا نہیں ہے کہ یہ تمدنی و حرفتی نمائش گاہ ہو۔ بلکہ میرا منشا یہ تھا کہ یہ صرف صنعتی تماشگاہ ہو۔ میری دوسری شرط یہ بھی کہ میں اس میں کسی انگریزی یا انگریزی سے ملتی جلتی چیز کو نہ رکھوں گا۔ چنانچہ میں نے اس نمائش گاہ کے لئے اس قسم کی خوفناک اشیاء مثلاً شاندار بیٹھکوں کے لیمپ جنہیں رنگین شیشے کی قلمیں آویزاں ہیں۔ یا عجیب و غریب شیشے کی مورتیں۔ جو اس ملک کے بعض فرقوں میں حیرتناک کثرت کے ساتھ نظر آتی ہیں لینے سے قطعی انکار کر دیا۔ کیونکہ یہ چیزیں دنیا بھر میں خواہ کہیں بھی ہوں۔ خراب ہیں۔ اور ہندوستان میں تو (جس کے پاس خود اپنا ہنر موجود ہے) یہ نہائیت ہی بدتر اشیا ہیں۔ میں نے یہ شرط کی تھی کہ میں صرف وہ اشیا چاہتا ہوں جو یہاں کی رعایا کے خیالات۔ روایات۔ وفہم و فراست اور عقائد کا اظہار کرتی ہوں۔ گو ممکن ہے کہ بعض اشیاء جو میری اس تشریح کے اندر نہ آتی ہوں وہ بھی اس نمائش گاہ میں آگئی ہوں۔ کیونکہ انگریزیت کا عمل نہائیت تیزی کے ساتھ اس ملک میں جاری ہے۔ اور جس قدر چار کی پیالیاں۔ بالائی رکھنے کے برتن۔ نمکدان اور سگریٹ کیس ہندوستانی دستکاروں سے بنوائے جاتے ہیں انکا شمار خوف دلانیوالا ہے۔ لیکن پھر بھی عام طور پر میری اس شرط کی پابندی کی گئی ہے اس کے بعد میری تیسری شرط یہ تھی کہ میں صرف عمدہ چیزیں لوں گا۔ ارزاں سوتی کپڑے و موم جامے۔ برنجی مورتیں اور پیالے جو برمنگھام کی فرمائش پر یا شائد خود برمنگھام میں ہی بنائے جاتے ہیں۔ لینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ کیونکہ میری خواہش یہ تھی کہ صرف وہ چیزیں نمائش میں لائی جائیں جو کمیاب ہوں۔ اور جو ہندوستانی دستکاری میں نہائیت خوش نما اور خاص صفت رکھتی ہوں۔ ہمارے سونے اور چاندی کے برتن دھات کی چیزیں۔ جواہرات۔ لکڑی۔ اور ہاتھی دانت اور پتھر پر نقش و نگار کی چیزیں۔ تانبے کے نفیس برتن اور کپڑے قدیم ایشیائی وضع و قطع کے قالین۔ ریشم کا کارچوبی اور لاثانی

ہندوستانی اُبھرا ہُوا زردوزی کام وغیرہ یہ تمامی اشیاء اِس عمارت میں آپکو نظر آئینگے لیکن مہربانی فرماکر یہ یاد رکھیئے کہ یہ بازار نہیں ہے بلکہ نمائش گاہ ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ نفیس کاریگری از سرِ نَو زندہ کیجائے۔ اور اِس کے لئے جُرأت دلائی جائے۔ نہ یہ کہ اُن لوگوں کی حاجات پُوری کیجائیں جنکی تھیلیوں میں روپیہ بہت زیادہ نہیں ہے۔ اِس نمائش گاہ کی عام حالت تو یہی ہے جو مَیں نے بیان کردی ہے۔ لیکن ہم نے اس میں کچھ اَور بھی زیادہ عمدہ چیزیں ایزاد کی ہیں۔ یہ تمیز کرکے کہ اس کا مذاق آجکل مِٹتا جاتا ہے۔ اور ہمارے موجودہ نمونوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو خراب اور بدقطع ہیں۔ ہم نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ موجودہ زمانہ کی صنّاعی کے ساتھ ہی ساتھ سابق کے نمونوں کو بھی رکھیں۔ چنانچہ "عاریتی ذخیرہ" کی یہی تشریح ہے۔ جس کے لئے ایک علیحدہ ہال ہے۔ جس میں آپ بہت خوشنما نمونے قدیم ہندوستانی صنّاعی کے پائینگے۔ جو ہمکو والیانِ ملک اور ہندوستانی صنّاعوں کی فیاضی سے عاریتاً ملے ہیں۔ منجملہ انکے بعض اشیاء ہمارے ہندوستان کے عجائب خانوں سے آئی ہیں۔ اور بعض لنڈن کے سوتھ کنسنگٹن عجائب خانہ کے لاثانی دفتر سے موصول ہوئی ہیں۔ اور انھیں سے بہت سی اشیاء خود ہی خوشنما ہیں۔ لیکن ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہندوستانی کاریگر جو یہاں موجود ہیں اور اُنکے وہ مربی جو ان سے کام لیتے ہیں۔ اِن چیزوں پر نہ صرف ایک قدیم زمانہ کی چیز یا صنّاعی کی خوبیوں کے لحاظ سے ہی خوض و غور کرینگے۔ بلکہ اِس حیثیت سے بھی کہ اُن میں تازہ روح پھونکنے یا انکو از سرِ نَو زندہ کرنے کے خیالات پیدا کئے جائیں۔ جو آئندہ انکو اپنی دستکاریوں میں جان ڈالنے کے لئے نہایت مفید ثابت ہوں۔ جس کے لئے یقینی طور پہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستانی صنعت غیر ملکی آئیڈیل سے کام لینے سے از سرِ نَو زندہ نہیں ہوسکتی بلکہ یہ صرف اپنی صنعت پر بھروسہ رکھنے سے زندہ ہوسکتی ہے۔

اَب اگر مجھ سے دریافت کیا جائے کہ اِس نمائش گاہ کا مقصد کیا ہے اور اِس سے
کیا فوائد ظہور میں آئینگے۔ تو مَیں امید کرتا ہوں کہ مَیں اِس کا جواب چند الفاظ میں دونگا
جس حد تک ہندوستانی صنعت کا زوال تجارتی فضیلت اور مقابلہ ہاتھ سے کام کرنیکے
اسٹیم کی قوت کے عمدگی ظاہر کرتا ہے۔ اسیقدر مذاق پاس امتحان کل فتح پانا بھی ہے کہ
فلاں چیز کارآمد ہے یا نہیں۔ جس حد تک اِن باتوں کو دخل ہے مجھکو کچھ زیادہ امید
نہیں۔ ہم ہندوستان میں ایک طرزِ عمل کا جو تمام دُنیا میں جاری ہے۔ ایک ایسا پہلو
دیکھ رہے ہیں جس نے عرصہ دراز سے انگلستان کے ہاتھ سے بنانے کی دستکاریوں کو
بالکل مٹا دیا ہے۔ اور وہی نہایت تیزی کے ساتھ چین اور جاپان کی دستکاریوں کو
بھی مٹا رہا ہے۔ اِس طرزِ عمل کو کوئی چیز نہیں روک سکتی ہے۔ اسٹیم کی قوت سے
کرگھے معمولی کرگھوں کو نکال باہر کرینگے۔ اور کارخانوں پر فیکٹریاں سبقت لیجائیں گی۔
اور ایسے یقینی طور پر جس طرح گھوڑا گاڑی کے مقابلہ میں اسٹیم کی قوت کی گاڑیاں سبقت
حاصل کر رہی ہیں۔ اور جس طرح ہاتھ سے کھینچے والے پنکھوں کی جگہ برقی قوت سے
چلنے والے پنکھے سُرعت سے لگائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ایسا ہونا لازمی ہے۔ موجودہ
زمانہ جو ارزاں چیزیں چاہتا ہے اُسکو انکی بدصورتی کا مطلق خیال نہیں ہے۔ بلکہ اپنے
آرام و آسائش کا بہت کچھ خیال ہے۔ اور جس کو اُس وقت تک خوشی نہیں ہوتی جبتک
کہ وہ اپنے یہاں کے نمونوں اور روایات کو ترک کرکے غیر ملکی چیزوں کے پھیر میں
سرگردان نہو۔ پس ایسی حالتمیں ہمکو اس امر کا یقین کرلینا چاہیئے کہ بہت سی قدیم صنعتیں
اور دستکاریاں مفقود ہونا لابدی ہیں۔ ایک اَور علامت ہے جو میرے خیال میں زیادہ تر
معنی خیز ہے جیسا کہ مَیں بیان کرچکا ہوں۔ میرا شمار اُن میں ہے جو یہ یقین رکھتے ہیں
کہ کوئی قومی صنعت اُسوقت تک متواتر زندہ نہیں رہ سکتی جبتک کہ وہ اس قوم
کی جس نے اُسکو نکالا ہے۔ آئیڈیل پُورے طور پر پیش نظر نہ رکھے اور اُس کی حاجات کو

ظاہر نہ کرے۔ کوئی صنعت صرف عجائبات کے متلاشیوں اور جہاں نوردوں کی ذات سے زندہ نہیں رہ سکتی ہے۔ کیونکہ اگر اس حالت پر پہنچ گئی تو اس میں فیشن دار بعض نمونے پیدا ہو جاتے ہیں اور جب فیشن تبدیل ہو جاتا ہے تو انکی شہرت بھی جاتی رہتی ہے۔ اور وہ مفقود ہو جاتی ہیں۔ پس اگر ہندوستانی صنعت کا ہمیشہ سرسبز رکھنا مقصود ہے۔ یا یہ منشاء ہے کہ وہ از سر نو زندہ کیجائے۔ تو وہ صرف اس طرح ممکن ہے کہ ہندوستان کے والیانِ ملک و رؤساء اور تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقہ کے اشخاص انکی سرپرستی اختیار کریں۔ جس وقت وہ بروسل کے چمکتے ہوئے قالین۔ ٹاٹنہام کورٹ روڈ کے سامانِ آرائش ارزاں اٹالین قطع کے رنگ برنگی پختہ فرش۔ فرانسیسی آلیوگراف۔ آسٹریا کے جھاڑ۔ اور جرمنی کے ارزاں اُبھرے ہوئے زردوزی کام کی چیزیں اپنے محلوں میں بھریں گے۔ اُسوقت تک مجھکو اس بات کا خوف ہے کہ مطلق بہتری کی اُمید نہیں ہو سکتی ہے۔ میں ملامت کے لحاظ سے یہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ میرا خیال یہ ہے کہ انگلستان میں بھی ہم لوگوں کیحالت اِن چیزوں کے متعلق جنکو ہم نے غیر ملک میں دیکھا ہے ایسی ہی واقع ہوئی ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر ہندوستانی صناعی اور دستکاریوں کو زندہ رکھنا مقصود ہے تو صرف بیرونی سرپرستی سے ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس طرح ممکن ہے کہ اِس ملک کے اندر انکے لئے بازار کھلا ہوا ہو اور وہ یہاں کی رعایا کے خیالات اور روشنضمیری کا اظہار کریں۔ میں یہ دیکھنا پسند کروں گا۔ کہ ہندوستان کے والیانِ ملک اور اُمرا میں موجودہ مذاق کی پاکیزگی اور قدیم فیشن دونوں کو اپنے ملک کے نایاب نمونوں اور وضع کیطرف پلٹنے کی تحریک پیدا ہو۔ مجھکو اس میں شک نہیں ہے کہ ایک نہ ایک روز

ایسا ہوگا۔ لیکن اُس وقت کے آنے تک بہت دیر ہوجائیگی۔ اگر یہ آثار نہیک ہیں تو پھر اِس نمائش گاہ سے میرا کیا مقصد ہے۔ اور میرے خیال میں اِس سے کیا بات پیدا ہوگی میں اس کا جواب دو حرفہ دے سکتا ہوں۔ کہ اِس نمائش گاہ سے مجھے ایک آبجکٹ (سبقِ موجودات) دینا مدِنظر تھا۔ اور اِس سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ اِس وقت ہندوستان کے خیالات کیا ہیں۔ اور وہ کہانتک طباعی دکھا سکتا ہے۔ اور کیا کر سکتا ہے۔ اِس سے یہ دکھانا مرکوزِ خاطر ہے کہ یہاں کاریگروں میں صناعی کی حِس اِسوقت تک زائل نہیں ہوئی۔ اور اگر انہیں کسی بات کی ضرورت ہے تو وہ صرف یہ کہ اُنکی کسیقدر حوصلہ افزائی کیجائے۔ اور اِنکو جرأت دلائی جائے اِس سے یہ دکھانا مطلوب ہے کہ ہندوستانی مکان کی آرائش یا ہندوستانی مکان اور سازوسامان کے لئے کوئی ضرورت اِس بات کی نہیں کہ کلکتہ اور بمبئی کی انگریزی دوکانوں کیجانب دَوڑیئے۔ بلکہ قریب قریب ہر ایک ہندوستانی ریاست اور صوبہ میں اور بعض ہندوستانی قصبات اور بہت سے مواضع میں اِس وقت تک ایسی صناعی پائی جاتی ہے۔ اور ایسے کاریگر موجود ہیں۔ جو صناعی اور اپنے ملک والوں کے اُس مذاق کے لئے کہ جنکا رہ آماہ ہو بخوبی اطمینان دہ ہیں۔ اور جو اس قابل ہیں کہ یہ بیش قیمت ورثہ جو انہوں نے سلف سے پایا ہے ہمیشہ تک برقرار رکھیں۔ اِس مقصد کے لئے ڈاکٹر واٹ نے اور نیز .... اِس نمائش گاہ کے قائم کرنے میں جانفشانی کی ہے۔ اور اب اِس کا افتتاح کرتے ہوئے مجھکو یہ اُمید وثوق کے ساتھ ظاہر کرنی باقی رہ جاتی ہے۔ کہ خدا کرے یہ نمائش گاہ بعض باتوں میں حب الوطنی کے اُن روشن اغراض کو بر لائے جن کے لئے وہ قائم کی گئی ہے۔

ساڑھے بارہ بجے حضور وائسرائے کی تقریر دلپذیر ختم ہوئی۔ تو آپ نے نمائش گاہ کا ایک چکر بھی لگایا جبمیں تمام بڑے بڑے اکابرین آپکے ساتھ شامل تھے

اور اس کے بعد قریب ایک بجے کے آپ مع الخیر واپس تشریف لے گئے۔ جس کے بعد دوسرے صاحبان بھی اپنی اپنی گاڑیوں پر سوار ہو کر مقررہ فرودگاہوں کو روانہ ہوئے پھر نمائش گاہ کیوقت حضور وائسرائے نے سفیر صاحب کابل کو ڈیوک صاحب کے ساتھ بھی ملاقی کرایا۔ جسمیں ڈیوک صاحب بہادر نے کمال اخلاق سے اُردو زبان میں سفیر صاحب کی خیر و عافیت دریافت فرمائی۔ لیکن سفیر صاحب نے عرض کیا کہ وہ اُردو زبان سے ناواقف ہیں۔ جسپر ڈیوک صاحب نے بھی فرمایا۔ کہ وہ فارسی نہیں جانتے۔ مگر تاہم اتنا فقرہ فارسی میں بھی کہہ ہی دیا کہ "آج کل تو کابل میں خوب سردی پڑتی ہوگی"۔ علی ہٰذا راؤ صاحب کچھ سے بھی ڈیوک صاحب نے بڑے اخلاق سے گفتگو فرمائی۔ جس سے اُنکی اعلیٰ یادداشت کا پتہ چلتا تھا۔ کیونکہ صرف ایک دفعہ آپ نے اپنے زمانہ کمینڈر انچیفی بمبئی میں کچھ کے جنگلوں میں شکار کھیلا تھا۔

اشیائے نمائش کی تفصیل اگر اس کتاب میں کیجائے گی۔ تو غالباً اس کا حجم اسقدر بڑھ جائیگا۔ کہ اصل مضمون بھی اس کے سامنے کچھ زیادہ حجیم نہ رہیگا۔ اسلئے اسکے واسطے ناظرین اس رپورٹ کو ملاحظہ فرمائیں جو ڈاکٹر جارج واٹ صاحب بہادر بالقابہ مہتمم نمائش گاہ کیطرف سے لکھی گئی ہے۔ اور جسمیں مشہور مشہور اور چیدہ و برگزیدہ اشیائے نمائش کے فوٹو بھی شامل کئے گئے ہیں۔ مگر مختصر طور پر یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ نمائش گاہ کے چار درجے رکھے گئے تھے۔ جس کی ابتدائی گیلری میں تو مختلف قسم کے صناعانِ ہندوستان اپنا اپنا کام کرتے دکھائے گئے تھے۔ جنمیں کمخواب بُننے والے۔ ریشم رنگنے والے۔ کپڑوں پر ٹھپہ چھاپنے والے سنہری و رُپہری کارچوبی اور چکن دوزی کرنے والے۔ ریشمی رومال رنگنے اور چھاپنے والے۔ لیس بنانے والے۔ پشمینہ بُننے والے اور اسپر سوئی سے گل و برگ کاڑھنے والے موم جامہ پر بیل بوٹہ کرنے والے۔ لکڑی۔ ہاتھی دانت اور دوسری ہڈی پر کھدائی

سا کام اور نقش و نگار کرنیوالے۔ سونے چاندی کی اشیاء بنانے والے۔ تانبے اور پیتل کے کھودنے اور منقش کرنے والے۔ شیشے کی اشیاء ڈھالنے اور انپر پھول پتر کرنے والے۔ اور نگینے بنانے والے وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ ایسے کاریگر جو صیغہ صنعت و حرفت میں کچھ امتیاز پا سکتے ہیں سب موجود تھے۔

دوسرے درجہ اندرونی میں زیورات رکھے ہوئے تھے۔ جس میں مختلف جوہریوں اور انگریزی کمپنیوں اور ذی رتبہ اشخاص کی دولت و حشمت کھلے طور پر دیکھنے میں آتی تھی۔ اور ایسے عجیب و غریب اور نایاب زیورات و جواہرات یکجا موجود تھے۔ کہ اس سے پہلے کبھی کسی ایک مکان میں جمع نہوئے ہوں گے۔ اور اس اعتبار سے اگر اُس حصّہ کو ہندوستان کی دولت کا خلاصہ کہا جائے تو عین بجا ہوگا۔ انکی نمائش بھی ایک نہایت مناسب طریق سے کی گئی تھی۔ کہ عورتوں وغیرہ کے گلے تک کے مجسمے بنا کر انکے گلے میں اور سر پر جہاں جہاں رواج ہے جواہرات پہنائے گئے تھے۔

تیسرے حصّے میں مستعار چیزیں تھیں۔ جو اکثر والیانِ ریاست نے بھیجی تھیں یا لنڈن سے طلب ہوئی تھیں۔ مگر تھیں دراصل ہندوستانیوں کی ہی ملکیت و صنعت کا کرشمہ۔ اس حصّے کے عجیب و غریب ہونے اور اس کی اشیاء کے انتخاب روزگار ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ جس کو دیکھ کر بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آسکتا۔ کہ یہ اشیاء کبھی بھی کسی ایک والیِ ریاست کے پاس جمع ہو سکتی ہیں۔

چوتھے درجہ میں فروختنی اشیاءِ صنعت رکھی ہوئی تھیں۔ جو گویا دراصل اِسوقت ہندوستان میں رائج و موجود ہیں۔ اور یہی ایک حصّہ ایسا تھا جسپر اس وقت توجہ ہو سکتی ہے۔ اور جس کی سرپرستی کی اس وقت ہندوستان کو ضرورت ہے۔ اور جس کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ کہ اگر ملک کی متموّل و صاحبِ ثروت جماعت ادھر توجہ کرے تو ہندوستان اپنی ضروریات کے لئے

یُوروپ کا زیادہ مُحتاج نہیں ہوسکتا۔

ہندوستانی والیانِ ریاست نے اِس نمائش کے کامیاب بنانے میں جو توجہ کی تھی۔ اِس کو دیکھکر معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر ڈاکٹر جارج واٹ صاحب کی کوشش کے ساتھ اِن صاحبوں کی دلچسپی اور دِل بستگی شریک نہوتی۔ تو شاید نمائش کو یہہ کامیابی حاصل نہ ہوسکتی۔ مہاراجہ میسور کیطرف سے چندن کی لکڑی پر کھدائی کے کام کے بیش بہا نمونے۔ کشمیر کے نایاب سوزنکار دوشالوں کی موجودگی۔ اور کشمیری نقاشی کام کی ندرت وصفائی دُنیا کو حیرت میں ڈالنے والی تھی۔ بڑودہ کا موتیوں کا مرصّع ومنقش قالین جو مہاراجہ متوفی نے مدینہ طیبہ میں بھیجنے کے لئے بنوایا تھا۔ اپنی نظیر آپ ہی تھا۔ نیز گینڈے کے کھال کی منقش ڈھالیں بھی کچھ کم عجیب نہ تھیں۔ ایسا ہی جودھپور کے قدیم اسلحہ جات اور سنگ مرمر کی کٹی ہوئی جالیاں اور دوسرے کام۔ اور جیپور و کچھ کے سُنہری ملمع شدہ ہتھیار۔ اور بیکانیر کیطرف سے نرم رتیلے پتھر کی کھدائی کا کام اور لاکھی اشیاء۔ اور راودیپور کے شیشے کی پچی کاری کا کام۔ اور مُرشدآباد و ٹراونکور کے ہاتھی دانت کی نقشی صنعت۔ اور حیدرآباد کے ریشمی پھولدار کپڑے۔ اور بدری اشیاء کی نمائش۔ اور بیجاپور کے زمانہ قدیم کے قالین۔ اور وزیانگرم کے زیورات۔ اور بنارس کے بھیجے ہوئے کمخواب وزربفت کے چکاچوند کر دینے والے تھان۔ اور بڑنابگڑہ کا شیشے کے گلٹ اور نقش ونگار کا کام۔ اور الور کی ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی قلمی لکھی ہوئی مطلّا ومذہب گلستانِ سعدی۔ یہ تمام چیزیں ایسی تھیں۔ جو نمائش کے کامیاب بنانے میں بڑی بھاری امداد دے رہی تھیں۔ کشمیر کی شال نوّے ہزار روپیہ قیمت کی تھی جو غالباً کسی شہنشاہ کے پاس بھی نہوگی ٹراونکور کا ایک نقشی کمبل جو بارہ فیٹ طویل تھا۔ کچھ کم عجیب نہ تھا۔ نیپال کا چینی وضع کا سامان بھی بڑا ہی قابلِ دید معلوم ہورہا تھا۔ مہاراجہ ٹراونکور نے اپنے مُلکی وضع کا ایک طیار محل بھیجا ہوا تھا۔ علی ہذا اسکی عجیب

عجیب صنعتی اشیاء جو اکثر سوامی کے نام سے موسوم ہوتی ہیں۔ اور کاٹھیاواڑ گجرات کے جینی وضع کے بنے ہوئے مندر اور پنجاب کا لکڑی کا سامان جسکے لئے ایک کمرہ ہی الگ کر دیا گیا تھا۔ یہ ایسی چیزیں تھیں کہ جو نمائش کے اصلی مقصود کو بہت عمدگی سے پورا کرتی ہیں۔ کپڑوں میں ڈھاکے کی ململ ستر روپے گز تک کی موجود تھی۔ اور ایک ہاتھی دانت کی تیلیونکی سیتل پاٹی تھی۔ جو نہایت ہی خوشنما اور واقعی عجیب و غریب چیز تھی۔ ایسا ہی ایک ہاتھی دانت کی تیلیونکی جھاڑو بھی تھی اور شاہان سلف کے مرقعے اور زمانۂ جدید کے دیسی کاریگروں کی کھینچی ہوئی تصاویر عبرت اور حیرت کے دونوں کا سبق دیتی تھیں۔ غرضکہ اشیائے نمائش پچاس ڈویژنوں (اضلاع) اور دس کلاسوں میں تقسیم کی گئی تھیں۔ جنمیں سے ہر ایک دوسرے سے بڑھکر دلچسپ تھا۔ پہلی کلاس دھات کی اشیاء کی تھی۔ جس میں ٹین۔ لوہے اور جست کی روغن شدہ اشیاء اور سونے چاندی کی چیزیں۔ اور میناکاری اور جڑت کا کام۔ تانبے اور پیتل کی اشیاء منقش اور غیر منقش وغیرہ وغیرہ بھی رکھی گئی تھیں۔ اور دوسری کلاس پتھر کی اشیاء کی تھی جسمیں پتھر سے جو جو کام اہل ہند اس وقت لیتے ہیں اور پہلے لیتے رہے ہیں۔ سب دکھایا گیا تھا۔ تیسری کلاس مٹی اور شیشے کے کام کی تھی۔ جس میں طرح طرح کے برتن اور مورتیں اور آرائشی سامان جمع کئے گئے تھے۔ چوتھی کلاس لکڑی کے کام کی تھی۔ اسمیں لکڑی کی کھدائی اور اس کی رنگسازی وغیرہ دکھائی گئی تھی۔ پانچویں کلاس میں ہاتھی دانت۔ سیپ اور چمڑے کی سب قسم کی عمدہ اشیاء جمع کی گئی تھیں چھٹی کلاس میں لاکھ کی چیزیں طرح طرح کی رکھی گئی تھیں۔ ساتویں میں بنی ہوئی اشیاء تھیں۔ آٹھویں کلاس کپڑے پر بننے کے بعد اس کے نقش و نگار وغیرہ کے لئے جو عمل کیا جاتا ہے۔ اس کی نمائش کے لئے مخصوص تھی۔ مثلاً رنگنا۔ ٹھپکنا۔ یا لیس اور حاشیہ بنانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ نویں میں دریاں قالین۔ اور دسویں میں تصاویر

نمائشی اشیاء کمروں اور دالانوں میں نہایت قرینے سے چنی ہوئی تھیں جو بڑے دروازے میں داخل ہونے پر دائیں بائیں جانب ملتے تھے۔ چنانچہ دائیں ہاتھ گجرات دکاٹھیاواڑ کا کمرہ تھا۔ جو بمبئی کے سکول اوف آرٹس کے اہتمام میں طیار ہوا تھا۔ اور جسمیں سنگتراشی کے نمونے اور جین مندروں کی نمائشی اشیاء کا اژدحام تھا۔ جنکو بوجہ انکی خوبصورتی کے احمد آباد۔ آباد کرتے وقت۔ احمد شاہ ابدالی نے بھی پسند کرکے اپنی عمارات وغیرہ کو اُنسے زیب و زینت دی تھی۔ پھر بائیں طرف مدراس کا کمرہ تھا جو مدراس کے سکول اوف آرٹس کی نگرانی میں مرتب ہوا تھا۔ اور جس میں جنوبی ہندوستان کی صنعت گری کے تمام اعلیٰ نمونے دکھائے گئے تھے۔ اسی طرح پھر پنجاب روم تھا جسکی دیواریں لکڑی کے کام سے سجائی گئی تھیں۔ یہ کمرہ لاہور کے میو سکول اوف آرٹس کے زیر اہتمام تھا۔ اور اس میں لاہور۔ بھیرہ۔ شاہ پور۔ چنیوٹ۔ امرتسر وغیرہ کے ہر قسم کی لکڑی کے کام کی نمائش مہیا کی گئی تھی جنمیں باستثناء چنیوٹ کی اشیاء کے جو اسلامی وضع کی تھیں۔ باقی اس مذاق کی پائی جاتی تھیں جنکو سکھوں نے اپنے وقت میں عروج پر پہنچایا تھا۔ اس کے بعد بہار روم تھا۔ پھر جودھپور کا بڑا ہوس۔ پھر برادنکور ہوس پھر بہاؤنگر ہوس۔ پھر آگرہ ہوس۔ پھر ہے پور ہوس۔ وغیرہ وغیرہ۔

نمائش کا ٹکٹ سوائے یوم افتتاح کے ایک روپیہ کا۔ اور سیزن ٹکٹ جو برابر یوم افتتاح سے اختتام تک کارآمد ہوسکے پانچ روپیہ کا تجویز کیا گیا تھا مگر کثرت ناظرین کے باعث ایک روپیہ کا ٹکٹ ایام دربار تک قریباً جاری ہی نہیں ہوسکا۔ اور ایک ایک روپیہ کا ٹکٹ پانچ پانچ روپیہ کو بکتا رہا۔ جس سے صیغہ نمائش میں معقول آمدنی ہوئی۔ نمائش کا وقت عموماً ۷ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک اور پھر سات بجے سے بارہ بجے شب تک رکھا گیا تھا۔ اور عورتوں کے لئے اتوار کا دن مخصوص کردیا گیا تھا۔ کہ وہ بھی بلا خوف بے پردگی سیر کرسکیں۔

بہت سے والیانِ ریاست اور دیگر معززین نے سامانِ فروختنی بھی دِل کھول کر خرید فرمایا۔ جس کی کمیشن سے معقول منافع ہُوا۔ چنانچہ صرف حضور نظام نے قریب تین لاکھ روپیہ کے سامان خریدا۔ اور علیٰ ہذا القدر حاجت و مناسبت دوسروں نے بھی خریداری کے لئے یہ قاعدہ تھا کہ جو اشیاء ایک سے زیادہ ہوتی تھیں وہ تو اُسی وقت خریدار لے سکتے تھے۔ لیکن جو چیزیں صرف ایک ایک ہی تھیں۔ وہ اختتامِ نمائش کے بعد خریدار کو مل سکتی تھیں۔

اُنیس طلائی تمغے اعلیٰ اشیاء نمائش کے پیش کرنیوالوں کے لئے تجویز ہوئے تھے۔ جو مندرجہ ذیل مناسبت سے کیٹی مبصرین نے تقسیم فرمائے۔

۱۔ کشمیری دوشالوں کے لئے۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کو۔
۲۔ حاشیہ کے کام کے لئے جو ایک امرتسری دوشالہ پر لگا ہُوا تھا۔ ہز ہائینس نواب صاحب مرشد آباد کو۔
۳۔ ہاتھی دانت کے منبت کار صندوقچہ کے لئے۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ٹراونکور کو۔
۴۔ طلائی کمخواب کے لئے۔ بھگوانداس گوپی ناتھ بنارسی کو۔
۵۔ ہاتھی دانت کی اشیاء کے لئے۔ فقیر چند رگناتھ داس دہلوی کو۔
۶۔ چکن کے کام کے لئے۔ کدار ناتھ رام ناتھ کمپنی لکھنؤ کو۔
۷۔ صندل کی لکڑی کی صنعتوں کے لئے۔ مہاراجہ صاحب میسور کو۔
۸و۹۔ دھات کی چیزوں کے لئے۔ جیپور کے سکول اوف آرٹس اور برہما کے مقام ٹونگو کے سیاپو کو۔
۱۰۔ چاندی کی سادہ کار اشیاء کے لئے۔ مونگ شمونگ برہما کو۔
۱۱۔ پتھر کی چیزوں کے لئے۔ بھرتپور ہوس کو۔
۱۲۔ لکڑی کے کام کے لئے۔ بھاؤ نگر ہوس کو۔
۱۳۔ منبت کاری کے لئے۔ میو سکول اوف آرٹس لاہور کو۔
۱۴۔ چوبی تصویروں کے لئے۔ مونگ نیانگ برہمی کو۔

۱۵- آرائشی اشیاء کے لئے۔ سکول آف آرٹس بمبئی کو۔

۱۶- تصویروں کے لئے۔ پی۔ این۔ میز کمپنی بمبئی کو۔

۱۷- نگلی تصویروں کے لئے۔ بھگونت سنگھ لکھنوی کو۔

۱۸ و ۱۹- عمدہ دریوں کے لئے۔ مسٹر ہیڈو متعلق کشمیر سٹیٹ اور جیلخانہ آگرہ کو۔

اِس کے علاوہ پچاس نُقرئی اور نوّے برنجی تمغے اور کثیر التعداد سرٹیفکیٹ اور نقدی انعام بھی مختلف کاریگروں کو دیا گیا۔ جنکی تفصیل سوائے زر نقد کے یہ ہے:-

دھات کی اشیاء کے سلسلہ میں (اوّل انعام) نُقرئی تمغہ۔ سکول فنون بمبئی کو ایک آہنی کباب ساز آلہ کے لئے۔ (دوم انعام) برنجی تمغہ۔ برودہ کے کباب ساز آلہ کے لئے جو چیف انجنیر کے ذریعہ سے آیا تھا۔ (سرٹیفکیٹ) کڑیوں کے زرہ بکتر مسٹرس پناہ محمد اور الہ بخش کمپنی اجمیری بازار جیپور۔ فولاد زرہ بکتر مسٹرس نور بخش خدا بخش کمپنی جیپور۔ منقش سپر ساخت مسٹرس امیر بخش اینڈ سنس جیپور۔

قلعی دار و رنگین لاکھی اشیاء کے سلسلہ میں کوئی انعام نہیں دیا گیا۔

مجموعہ بدری اشیاء کے لئے۔ (اوّل انعام) تمغہ نُقرئی۔ شیخ عزیز الدین مُرادآباد کو (دوسرا انعام) تمغہ برنجی۔ محمد یار خاں مُرادآباد کو۔ (سرٹیفکیٹ) مُرَوڑی کی چیزوں کے لئے محمد یار خاں مُرادآباد کو۔

میناکار وغیرہ کے سلسلہ میں۔ طلائی میناکار اشیاء کے لئے (دوسرے درجہ کا انعام) نُقرئی تمغہ۔ بابو موتی چند مقام مدراس۔ (تیسرے درجہ کا انعام) برنجی تمغہ۔ اسکول فنون بمبئی اور ریاست پرتابگڑھ۔

نُقرئی میناکاری کے لئے (تیسرے درجہ کا انعام) برنجی تمغہ سبحان زرگر سری نگر واقع کشمیر کو۔ اور (سارٹیفکیٹ) حبیب جیو زرگر سری نگر و سٹارام ملتان کو۔

مسّی و برنجی مینا کے لئے (اوّل درجہ کا انعام) نُقرئی تمغہ حبیب جیو سری نگر کو۔

اور (دوسرا انعام) برنجی تمغہ۔ سبحان۔ سری نگر کو۔ اور (سرٹیفکیٹ) لسّو سنار۔ اور سبحان سری نگر کو۔

ظروفِ طلائی و نقرئی کے سلسلہ میں (اوّل انعام) نقرئی تمغہ۔ شیشپا بالم اپا مقام شولہ پور کو۔ نقرئی کشتی قیمتی دو سو تر سٹھ روپیہ کے لئے (اوّل انعام) نقرئی تمغہ۔ منڈا جیٹھی کچھی مونگ فوگن رنگون کو۔ اور (دوسرا انعام) چاندی کا تمغہ۔ سونی امرا دجی بھوج اور مونگ کئی مونگ ہولیمن کو۔ اور (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ وشنو گنیش پرم دھاری مقام پونہ کو۔ و فرامجی پستون جی بھمگیر امدراس۔ داد یخاں مدراس۔ و حبیب جیو سری نگر و سبحان سری نگر و بوسے مادجی و گیوام مقام بھوج۔ اور (سرٹیفکیٹ) سبیا۔ اور چینے اور نینا بنگلور۔ دُرگا پرشاد و منوہر داس لکھنوی۔ و گوری شنکر ہر نرائن لکھنوی۔ اور اجودھیا پرشاد و جگناتھ لکھنوی۔ و اینکال کرشنا جاری بنگلورہ و پربدیال ملکاوالی ہوشیارپور و پنا لال ابور۔ د بابو شیوا نندن پرشاد سنگھ مُنگیر۔ و کرشنا چرن کمنا کر ڈھاکہ۔

کوفت گری و پچکاری کی چیزوں کے سلسلہ میں۔ (اوّل انعام) نقرئی تمغہ سکول فنون جیپور۔ غلام محمد سیالکوٹ۔ پیرا جی حیدرآباد۔ حاجی حُسین عرب تاجر حیدرآباد ساجی محمد یار سیالکوٹ کو۔ اور (دوسرا انعام) چاندی کے ہی تمغہ کا۔ ملک امام الدین سیالکوٹ۔ قاضی گُلاب دین سیالکوٹ کو۔ (تیسرا انعام) برنجی تمغہ کا ریاست سروہی محمد عظیم کو۔ اور (سرٹیفکیٹ) عبدالعزیز گجراتی۔ عبدالرحمن گجراتی۔ محمد بخش سیالکوٹ۔ محمد بدھا سیالکوٹی۔ فضل کریم سیالکوٹی۔ سکول فنون ٹرا دنکور۔ صبغتہ اللہ الوری کو۔

اشیائے بدر کے سلسلہ میں (اوّل انعام) چاندی کا تمغہ حاجی حُسین حیدرآبادی (دوسرا انعام) چاندی کا تمغہ۔ ترلوکی ناتھ مرشدآبادی۔ قادر بیگ و چاند بیگ لکھنوی۔ (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ حاجی حسین حیدرآبادی۔ (سرٹیفکیٹ) رمنا حیدرآبادی۔

پیچی کاری کی اشیاء کے سلسلہ میں (اوّل انعام) تمغہ نقرئی۔ راما چر ویتی شمالی ارکاٹ (دوسرا انعام) برنجی تمغہ۔ اسکول فنون مدراس اور دی کرشنا پا سرکمپنی تنجور۔

دوسرٹیفکٹ) کاشی رام پنڈیا کمپنی تنجور۔ کرپ پاما پاسر تنجور۔ میلاپالی جاراساری ترچناپلی۔ اور پہر (اوّل انعام) چاندی کے ہی تمغہ کا۔ میو سکول فنون لاہور و سکول فنون مدراس و سکول فنون بمبئی کو۔ اور (دوسرا انعام) برنجی تمغہ۔ پوناسوامی اریہ مقام مدورا۔ اور مکھن لال نرائن داس لکہنوئی کو (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ مونگ پکیو مقام پیروم۔ اور رسارٹیفکٹ) لسوسری نگری ہرگوبند ہیر بروده کو۔

برنجی اشیاء کے سلسلہ میں۔ (اوّل انعام) چاندی کا تمغہ۔ پناہ محمد والہ بخش جیپوری۔ ولوامر تسری کو۔ (دوسرا انعام) برنجی تمغہ صیغۂ فنون میسور کو۔ (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ نور بخش و خدا بخش جیپوری کو۔ اور (رسارٹیفکٹ) غلام جیلانی امرتسری۔ مسٹر ایم سے گڈبول پونا۔ اریامنی سوامی اچاری سیدپٹ مقام ولور۔ مستری رگھناتھ تربھون اینڈ سنس بروده۔

نیپالی وکشمیری برنجی اشیاء کے لئے۔ (اوّل انعام) چاندی کا تمغہ ہزاکسیلنسی وزیر اعظم نیپال کو (دوسرا انعام) برنجی تمغہ۔ لسوسری نگر کو۔

عمارتی کام کے لئے (اوّل انعام) طلائی تمغہ۔ بھرتپور کو۔ سفید پتھر کے مکان ایوان ڈیگ کے نمونے کے مطابق پیش کرانے کے لئے (دوسرا انعام) نقرئی تمغہ۔ جودھپور کے جھروکوں کے لئے جو تین رنگ کے ریتلے پتھر پہ کھدے ہوئے تھے۔ اور آرہ کے سفید رنگ کے پتھر کے دروازہ کیلئے (تیسرا انعام) تمغہ برنجی۔ مرزاپور کے آتشنجم کو اور (سارٹیفکٹ) سیا اور بھیکا گوالیاری۔

حکاکی کے کام میں (دوسرے درجہ کا انعام) چاندی کا تمغہ۔ محمد امین مقام سیرا کو (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ لال خاں مقام باندہ کو۔

ظروف گلی کے لئے (اوّل انعام) چاندی کا تمغہ۔ اسکول فنون بمبئی۔ غلام حسین ملتان۔ اسکول فنون جیپور۔ (دوسرا انعام) برنجی تمغہ۔ محمد حسین ملتانی و عبدالحفیظ بلندشہر

اور (سارٹیفکیٹ) احمد بخش بلند شہر۔ نبی بخش رام پوری۔ ارنا چیلا دایان مقام دور۔

ظروف شیشہ وگلی پرنچی کاری کے لئے (سارٹیفکیٹ) سکول فنون لاہور کو اور دربار اودیپور کو۔

پلاسٹر ہاف پیرس اور سیمنٹ کے کام کے لئے (دوسرے درجہ کا انعام) برنجی تمغہ کا۔ سکول فنون لاہور کو۔ اور (سارٹیفکیٹ) لہورا استاد سیتا رام بیکانیری و سکول فنون مدراس و دربار اودیپور کو۔

چوبی منبت کاری کے کام کے لئے۔ (اول انعام) چاندی کا تمغہ سکول فنون مدراس و مونگ تہان پیکنگ رنگون۔ (دوسرا انعام) چاندی کا تمغہ سکول فنون مدراس۔ سکول فنون بمبئی۔ اسکول فنون لاہور۔ مونگ فونین رنگون ساکن منڈالی۔ بنا چند بھگوان احمد آباد۔ (تیسرا انعام) برنجی تمغہ مسٹرس ڈیا ٹو کمپنی رنگون و منڈالی ہیڈ اسٹیٹ انجنیر ریاست بڑودہ۔ اگز کٹو انجنیر میسور۔ سرجن سنگھ سہارنپوری۔ حسن پیرا صاحب پیران صاحب بریلی و سکول پٹنہ۔ مدراس و عبید اللہ مستری بجنور۔ سومنا تھ۔ بہادر داس احمد آباد و مسٹر لی کیمرن سپر نٹنڈنٹ عجائب خانہ بنگلور و برکت علی جالندھر کو۔

چوبی منبت کاری و پچی کاری کے لئے (اول انعام) تمغہ نقرئی کا گنشیا منسوری و کنہیا لال و مدن موہن مین پوری کو (دوسرا انعام) نقرئی تمغہ۔ احمد علی و محمد مخدوم میسوری و آتما رام و گنگا رام ہوشیار پوری۔ اور (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ مولا بخش و دوست محمد چنیوٹ واقع ٹراونکور صنعتی اسکول اورنگ آباد۔ کا لیجرن منگیری اور (سارٹیفکیٹ) یوسف علی اینڈ سنس۔ بھگوان سنگھ جالندھر۔ محمد حسین چنیوٹ۔ مسٹر جی بی مینر جی لاہوری۔ جے رام داس و کرم سنگھ ہوشیار پوری۔

چوب صندل پر منبت کاری کے لئے (اول انعام) نقرئی تمغہ۔ اگزیکٹو انجنیر میسور کو۔ (دوسرا انعام) چاندی کا تمغہ۔ بنارسی و سبحان و تراب و لب داس و حلب عیسائی

بہئی کو۔ (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ ہرکشن پرشوتم سورت مدگو وہر پنا سورت۔ جمشید جی نوشیروانجی پٹیکار سورت کو۔ اور (سارٹیفکیٹ) پرشوتم نربھا رام سورتی۔ پربھوداس رگھناتھ احمدآبادی کو

منبت کاری باریک لکڑی کے تختے دوسری لکڑی پر چڑھے ہوئے وغیرہ کام کے لئے (اوّل انعام) چاندی کے تمغہ کا۔ گنوگلا چینلی۔ ورنگا وزیگاپٹن۔ لاونکٹا داس وزیگاپٹن۔ گنوگلا واما لنگم وزیگاپٹن کو (دوسرا انعام) چاندی کا تمغہ گلئی لکشمیا وزیگاپٹن۔ ہزاکسلنسی وزیراعظم نیپال۔ مولچن اینڈ سنس پشاور کو۔ (تیسرا انعام) برنجی تمغہ۔ اوکار مقام اٹاوہ ریاست کوٹہ۔ ہنچرام گو ہند رام بہئی۔ ٹھاکر سنگھ امرتسری ودیبی سہائے چمبامل امرتسری کو۔ اور (سارٹیفکیٹ) فرامجی بی۔ بہمگرا۔ پیا سنگھ امرتسری۔ دستخط پشاوری سنت رام لاہوری۔

چوبی رنگین اشیاء اور پیپر ماشی کام کے لئے (اوّل انعام) چاندی کا تمغہ دربار کشمیر کو (دوسرا انعام) چاندی کا تمغہ۔ جبار خاں سری نگرکو۔ (دوسرا انعام) برنجی تمغہ کلکٹر بریلی کی فرستادہ چیزوں کو۔ اور (سارٹیفکیٹ) حشمت اللہ مظفر نگری۔ نرائن رام چند کلکار ادنت وادی۔ شاہ محمد بیکانیری کو۔

چوبی کام کے نمونے کھلونے وغیرہ کے لئے (تیسرے درجہ کا انعام) برنجی تمغہ۔ نرائن رام چندر کلکار سادنت وادی سنٹرل جیلخانہ کنانور کے سپرنٹنڈنٹ اور سوامی ترچنا پلی کی فرستادہ چیزوں کو۔

سارٹیفکیٹ مختلف نمونوں کے میو سکول اوف آرٹس لاہور نے طیار کئے تھے۔ جو نہایت مناسبت کے ساتھ بنائے گئے تھے۔

فصل سوم

دربارِ تاجپوشی شہنشاہِ معظم

(منعقدہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء)

سنِ عیسوی کا نوروز سلطنت انگریزی میں عام طور پر جو مسرت ناک مقبولیت پا چکا ہے اُس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ عموماً یہی وہ دن ہے جسپر ہر سال گورنمنٹ کیطرف سے اظہارِ فرحت و شادمانی اور ظہورِ فیاضی و قدردانی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن ۱۹۰۳ء کی یکم جنوری کو جو تاریخی وقعت حاصل ہوئی۔ وہ معمولی نوروزوں سے بدرجہا بڑھکر تھی۔ کیونکہ شہنشاہِ ذیجاہ کے دربارِ تاجپوشی کے انعقاد اور اہلِ اسلام کی عید الفطر کے اجتماع نے اس روزِ بہجت افروز کو ایک ایسی تاریخی عظمت بخشدی تھی جو بلاشرکتِ غیرے اِسی کا حصّہ تھا۔ اور جسکو شہنشاہِ ذیجاہ کی مبارکی و فرخی کی دلیل سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ قطع نظر اِس بات کے کہ اِس اجتماع کے باعث ہندوستان کی سات کروڑ مسلمان آبادی اُس دن مذہبی طور پر بھی خوشی منانے کے لئے قدرتی طور پر آمادہ ہوگئی تھی۔ جب اِس اصلی واقعہ کو دیکھا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ہی سلطنتِ ہند کی کنجیاں گورنمنٹ انگریزی کو حاصل ہوئی تھیں۔ اور مسلمانوں کے ہی تخت و تاج اس کے قبضۂ اختیار میں آئے تھے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس امانت کی باحسن وجوہ نگہداشت کے لئے عید الفطر نے گویا دربارِ تاجپوشی پر اظہارِ مبارکباد کے لئے یکم جنوری سے ملاپ کرلیا تھا۔

بہرحال یہ روزِ عالم افروز جس فرحت و بشاشت کو لئے ہوئے ہندوستان میں آیا۔ اور بالخصوص جس شاہانہ کروفر اور دلی انبساط و مسرت کے ساتھ اِسنے دہلی میں

اپنا جمالِ جہان آرا دکھایا۔ وہ مدتوں تک یاد رہے گا۔

درباریوں اور دیگر وزیٹر شرفا و اُمرا کو دربار کے ٹکٹ پہلے سے پہنچ چکے تھے۔ جن پر یہ نوٹ لکھا ہوا تھا۔ کہ "سب صاحبوں کو اپنی نشستوں پر ساڑھے دس بجے تک بیٹھ جانا چاہیئے"۔ جس کے واسطے ہر ایک کیمپ میں دن نکلنے سے بھی پہلے ہی طیاریاں شروع ہوگئیں۔ کیونکہ ہر کیمپ میں مسلمان بھی ضرور ہی موجود تھے۔ جنکو مذہبی طور پر اس دن نہانا۔ کپڑے بدلنا۔ خوشبوئیں لگانا۔ اور نماز پڑھنا ضروری تھا۔ جس کا وقت بڑی جلدی بھی کیجائے۔ تو نو بجے کا ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اسی خیال سے امامِ مسجد جامع نے (جو خود بھی درباری تھے) یہ اعلان کردیا تھا کہ جامع مسجد میں ۹ بجے نمازِ عید ادا ہوگی۔ جس کے لئے نمازیوں کو بہت پہلے سے اہتمام کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ جامع مسجد میں لکھوکھا آدمیوں کو ادائے نماز کی خواہش تھی۔ جس کیواسطے لوگ نمازِ صبح سے ہی وہاں جا جاکر بیٹھ رہے تھے۔ گو شمولیتِ دربار کے باعث لوگوں نے اکثر اپنے اپنے کیمپوں میں ہی عید کی نمازیں پڑھکر گذارہ کرلیا۔ اور جامع مسجد میں صرف شہر کے باشندوں یا مقیمِ شہر سیاحوں نے ہی نماز ادا کی۔ مگر پھر بھی اس قدر ہجوم تھا۔ کہ مسجد تمام و کمال پُر ہوگئی تھی۔ والیانِ ریاست اور انکے فوجی سپاہی آتے۔ تو جگہ کا ملنا ناممکن تھا۔ بہرحال ۹ بجے تک اہلِ اسلام نمازِ عید سے اور اہلِ ہنود اپنی پوجا پاٹھ سے فارغ ہو کر دربار ہال کیطرف مختلف قسم کی سواریوں میں اس طرح جارہے تھے۔ کہ شہر کے باہر ایک میلا لگا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ گاڑیوں کی قطار۔ ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ بلکہ ایک سے دوسری بڑھ جانیکی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ پولیس کا پہرہ جابجا متعین تھا۔ اور موری دروازے سے باہر تھوڑے فاصلہ پر جہاں سے سنٹرل کیمپ کی سڑک جدا ہوتی تھی۔ وہاں سے عام گاڑیوں کو ایک دوسری سڑک پر ڈال دیا جاتا تھا۔ کیونکہ سیدھی سڑک سوائے حضور وائسرائے اور حکام اعلیٰ اور والیانِ

ریاست کے عام درباریوں کے لئے بند کردی گئی تھی۔ اور اس دوسری کچی سڑک سے بھی وہی گاڑیاں جاسکتی تھیں جنکے سوار صاحبان ٹکٹ یافتہ ہوں۔ کیونکہ عام تماشائیوں کی گاڑی اِسپر بھی نہ جاسکتی تھی۔ پولیس کا انتظام نہایت معقول تھا۔ جس سے کوئی شکایت کسیکو پیدا نہیں ہوئی۔ گاڑیوں کا کرایہ عام طور پر اس دن بہت بڑھ گیا تھا۔ اور اُس کا بڑھنا کچھ داخلِ تعجب بھی نہ تھا۔ کیونکہ اوّل تو یہی وہ دن تھا جسکے لئے مدتوں سے سب انتظام ہورہے تھے۔ اور نیز اُس دن دربار لائیٹ ریلوے نے بھی عام سواریوں کے لیجانے سے انکار کرکے صرف اُنہیں صاحبوں کے پہنچانیکا اہتمام کیا تھا۔ جنہوں نے پچیس پچیس روپیہ کے سیزن ٹکٹ خرید رکھے تھے۔ جس سے عام لوگوں کو سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ پہلے سے اِس کی نسبت عوام کو کوئی اطلاع نہ تھی اور اس خیال میں کہ دربار لائیٹ ریلوے پر ایک روپیہ دیکر بخوشی پہنچ جائیں گے۔ وہ ریلوے مذکور کے سٹیشن پر پہنچتے اور یہ سوکھا جواب لیکر واپس ہوتے تھے۔ جس کے بعد غالباً سوائے پیدل چلنے کے اُنکو چارہ نہوتا تھا۔ ہاں ہاں بعض بعض صاحبان نے مجبوراً پچیس پچیس روپے کے ٹکٹ بھی خرید لئے ہوں۔ تو کچھ عجب نہیں۔ کیونکہ اُس وقت پیدل چلنے یا پچیس روپے کے ٹکٹ خریدنے کا سوال فی الفور حل کرنا ہوتا تھا۔ بہرکیف دربار ہال جو شہر سے پانچ میل اور دیسی رؤساء کے کیمپوں سے بھی بہت بڑے فاصلہ پر تھا۔ دس بجے درباریوں سے پُر ہونا شروع ہوا جس کا درمیانی وسیع میدان دو ہزار باجہ نوازوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہال کے باہر بائیں طرف توپخانہ جمایا گیا تھا۔ ہر ایک گاڑی کے پہنچتے ہی ایک نمبر کے دو ٹکٹ گورہ سپاہی کوچبان اور گاڑی نشین صاحب کو نہایت اخلاق کے ساتھ پیش کردیتے تھے۔ تاکہ واپسی کیوقت گاڑی کی تلاش میں دقت نہو۔ دربار ہال کے پہرہ پر بھی گھاگرہ پلٹن کے یوروپین سپاہی متعین تھے۔ جن کی نسبت قیاس چاہتا ہے کہ

کمال فراست سے اُنکو پہلے سے ہدائت کردی گئی تھی۔ کہ ہر شخص کے ساتھ نہائت اخلاق و مروت سے پیش آئیں۔ کیونکہ جس کشادہ پیشانی اور شیریں کلامی کے ساتھ یہ گورہ سولجر درباریونکا ٹکٹ دیکھتے اور ہر سوال کا جواب دیتے تھے۔ وہ اِنکے معمول سے ضرور اجنبی تھا۔ الغرض دس بجے سے گیارہ اور حد ساڑھے گیارہ بجے تک تمام وزیٹر۔ درباری۔ والیانِ ریاست۔ گورنران وچیف کمشنرانِ صوبہ جات۔ ممبرانِ کونسل۔ کمینڈرانچیف بہادر اور دوسرے بڑے بڑے عہدہ دارانِ انگریزی سب اپنے اپنے ممبروں پر متمکن ہو گئے۔

نشست کی ترکیب یہ تھی۔ کہ وائیسرائے صاحب کے چبوترے کے پیچھے بلاک اے اور بی میں سفرائے دولِ خارجہ۔ اور گورنمنٹ ہند کے تمام بڑے بڑے ممبران ج و ہزایکسلنسی کمینڈرانچیف۔ لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ فورس۔ اور حضور وائیسرائے یوروپین مہمانان و گورنران ولفٹنٹ گورنرانِ صوبجاتِ ہندوستان تشریف فرما تھے۔ اور والیانِ ریاست کو وائیسرائے صاحب کے دائیں بائیں کے بلاکوں کی پہلی قطاروں میں بدیں تفصیل جگہ دی گئی تھی۔ کہ۔

وائیسرائے صاحب کے **دائیں** جانب سب سے پہلے حضور نظام خلد اللہ ملکہ مع شہزادہ ولیعہد بہادر و مہاراجہ کشن پرشاد صاحب مدار المہام کے رونق افروز تھے۔ جنکے بعد ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بڑودہ۔ اور ہز ہائینس مہاراجہ صاحب میسور کی کرسیاں تھیں۔ اور پھر درجہ بدرجہ والیانِ ریاستہائے صوبجات راجپوتانہ۔ مدراس پنجاب۔ اور ممالک متحدہ آگرہ کے رئیس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور **بائیں** جانب سب سے پہلے ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والیٔ کشمیر مع اپنے برادرِ اصغر کرنل سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر بالقابہ کمینڈر انچیف و فارن منسٹر اور ولیعہد صاحب کے رونق افروز تھے۔ جن کے بعد درجہ بدرجہ بلوچستان۔ آسام بمبئی۔ ممالکِ وسطی بنگال

اور برآمدے کے والیانِ ریاست کی نشستیں تھیں۔ اور ہر دو طرف پہلی قطار کے پیچھے پیچھے سردارانِ صوبۂ سرحدی بلوچی سردار اور سنٹرل انڈیا کے رئیس بٹھلائے گئے تھے۔ دیسی اخبارات کے اڈیٹر بلاک ای ایچ میں تھے۔ جنکے بعد کے بلاکوں میں وزیٹروں کی نشستیں شروع ہو گئی تھیں۔

والیانِ ریاست نہایت شاندار لباسوں میں عموماً جواہرات کے کنٹھے اور ہار پہنے ہوئے طرّہ لگائے شامل ہوئے تھے۔ جنکی پوشاکوں کی تعریف میں سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ دولت و حشمت دُنیوی کا بہترین نظارہ تھیں۔ حضور نظام حسب معمول سادہ ڈریس میں رونق افروز ہوئے تھے۔ البتہ چند نایاب جواہرات کو آپنے بھی زیبِ تن فرمایا ہوا تھا۔ اور باقی مسلمان بھی کسیقدر پُر تکلّف سادگی کا اظہار فرماتے تھے۔ سواریاں سب صاحبوں کی قابلِ دید تھیں۔ لیکن بالعموم والیانِ ریاست کی اپنی سواری میں جو گھوڑا گاڑیاں استعمال ہوئی تھیں وہ پرلے درجہ کے تکلّفات سے آراستہ و پیراستہ ہو رہی تھیں۔ سازو یراق تو سب کے گھوڑوں کے نقرئی یا طلئی تھے مگر بعض بعض صاحبوں کی گاڑیاں بھی چاندی اور سونے کی پوشش سے جگمگ کر رہی تھیں جنکی خوشنمائی خاص طور پر دیکھنے کے لائق تھی۔ اور جنپر کوچمین تک نہایت زرق البرق پوشاکوں میں ملبس بیٹھے ہوئے تھے۔ بہرحال دربار ہال میں ہر ملک اور ہر وضع کی پوشاکیں دیکھنے میں آتی تھیں۔ مختلف علاقہ ہائے ہندوستان کے اٹھانوے خود مختار والیانِ ریاست شریکِ دربار تھے۔ جنہیں ہر عمر اور ہر درجہ کے صاحبان برابر جلوہ گر تھے۔ چنانچہ بوڑہوں میں نابہہ کے راجہ صاحب اور بچّوں میں مہاراجہ صاحب بہرتپور جنکی عمر صرف تین سال کی تھی۔ اور جو اپنی والدہ کے پاس بٹھائے گئے تھے) موجود تھے۔ مجملہ شاملین دربار کی تعداد بارہ ہزار بیان کی گئی ہے۔ جس میں پرانی وضع اور نئی قطع کے وہ تمام لوگ جو کسی نہ کسی حیثیت سے منتخب ہوئے تھے شامل تھے۔

اِس لحاظ سے اگر اِس مجمع کو خلاصۂ ہندوستان کہا جائے۔ تو کچھ بھی بیجا ہوگا۔ کیونکہ اسمیں وُہی لوگ شریک تھے۔ جنکو یا تو سرکار نے اپنے انتخاب سے طلب فرمایا تھا۔ اور یا جنکی درخواست پر انکو کسی نہ کسی حیثیت سے گورنمنٹ نے لائقِ انتخاب تصور کر لیا تھا۔ غرضکہ جتنے صاحبان شامل تھے کوئی نہ کوئی قومی یا سلطنتی یا علمی یا تجارتی امتیاز ضرور رکھتے تھے۔ جو ہر ملک اور ہر مذہب اور ہر قوم سے لئے گئے تھے۔ یہ نظارہ جس قدر پُر اثر ہوسکتا ہے ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ حاضرینِ دربار گو اپنے مذہبی عقائد وغیرہ میں ایک دوسرے سے خواہ کتنے ہی مختلف ہوں مگر اس وقت شہنشاہی وفاداری اور سلطنت کے جاہ و جلال کے اعتراف میں قریباً سارے کے سارے متحد اور متفق ہو کر یکجا ہوئے تھے۔ اور جنکو اِس طرح یکجا دیکھکر ہر شخص کو ماننا پڑتا تھا کہ مذہب کی روحانی چاٹ کے بعد اگر کسی دُنیوی چیز میں مخلوق کے دلوں کے کشش کی طاقت موجود ہے۔ تو وہ صِرف حکومت کی ہر دلعزیزی اور سلطنت کی عزت و تعظیم کی ہی زبردست قوت ہے۔

بیگمات کے پردہ کا بھی خاص طور پر انتظام کیا گیا تھا جس کی تحریک ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کیطرف سے ہوئی تھی۔

سب کا داخلہ بیرونی طرف کی مقررہ سیڑھیوں کیطرف سے ہوتا تھا۔ اور چونکہ اس قدر مجمع عظام کی سلامی اتواپ کا وقت طلب ہونے کے علاوہ کانوں کو بھی ناگوار رہنا لازمی تھا۔ کیونکہ شرکائے دربار گورنران و چیف کمشنران و ریزیڈنٹان و والیانِ ریاست کی اتواپ اِسلامی مجموعی طور پر دو ڈھائی ہزار فایر سے ہرگز کم نہ ہوتیں۔ جن کے لئے تین سیکنڈ فی فایر بھی رکھے جائیں تو کم و بیش دو گھنٹے بکار تھے۔ اِسلئے حسب قرارداد ایسے سلامی والے صاحبان کی صرف گارڈ اوف آنر کا فوجی دستہ جنگی وضع پر اسلحہ کے پیش کرنے سے سلامی ادا کر دیا کرتا تھا۔

اوقاتِ مشتہرہ کے مطابق تو وائسرائے صاحب کی تشریف آوری کے لئے بارہ بجے کا وقت مقرر تھا۔ مگر بعد میں عید کے خیال سے اس میں آدھ گھنٹہ کی دیر کردی گئی۔ تاکہ سب شاملین بخوبی تمام پہنچ لیں۔ مگر اس دیر سے شاملینِ دربار کو کچھ فایدہ نہ ہوسکا۔ کیونکہ اس رعایت کی کسی کو اطلاع نہ ہوئی تھی۔ اور جس طرح ہوسکا سب نے اپنے آپکو وقتِ مقررہ پر وہاں پہنچادیا تھا۔ البتہ بہادرانِ غدر نے اس دیر سے ضرور فایدہ اُٹھایا کیونکہ یہ گروہ ٹھیک بارہ بجے داخلِ دربار ہوا تھا۔ انکی آمد کا نظارہ بھی بڑا ہی قابلِ دید تھا۔ کہ پہلے تو انکے استقبال کو متعینہ گورہ فوج آگے بڑھی۔ جو نہایت تپاک و محبت کے ساتھ باجا بجاتے ہوئے انکو دربار میں لے آئی۔ بلکہ دو ایک بڈھے پنشنر جو بباعث ضعفِ پیری کے دوسرے فوجیوں کے قدم بقدم نہ چل سکتے تھے۔ انہیں گورہ سپاہیوں نے نہایت خوشی سے خود اُٹھا کر پورے اعزاز کے ساتھ انکے بلاک میں بٹھلادیا۔ اور پھر ان لوگوں کے داخلِ دربار ہونے پر جس قدر پُرخاص و لولہ تمام درباریوں میں پھیل گیا تھا۔ اور جس کو انہوں نے بے اختیار چیرز پر چیرز دینے سے۔ اور رومال ہلا ہلا کر مرحبا کہنے سے ظاہر کیا تھا۔ وہ بھی یقیناً کچھ کم خوش آیند نہ تھا۔ اور جسکو انکی بہادری کی بہترین تلافی کہا جاسکتا ہے۔

اِس کے بعد تمام فوجِ انگریزی جو تعداد میں ۳۵ ہزار تھی۔ پُرجلال پرا باندھے ہوئے دربارِ ہال کے دروازہ کے سامنے اور وائسریگل سڑک میں کھڑی ہوگئی۔ جن کی وردیوں کی بوقلمونی قدون کی موزونی جنگی اسلاح کی چمک دمک اور افسران کی پُرجوش کڑک ایک عجیب باہیبت اور پُرشوکت نظارہ ناظرین کے روبروپیش کردیتی تھی ساڑھے بارہ بجے **عالیجناب ڈیوک اوف کیناٹ بہادر مع ڈچس صاحبہ** کے بسواری گاڑی پورے کروفر سے رونق افروزِ دربار ہوئے۔ ایک دستہ گورہ فوج کا اور ایک دستہ دیسی فوج کا آپکی اردل میں تھا۔ اور آپکا چہرہ نہایت

بشاش معلوم ہورہا تھا۔ فوجِ متعینۂ محاذِ دربار کے پاس جب آپکی سواری پہنچی۔ تو حسب قاعدہ فوجی سلامی دی گئی۔ اور پھر دربار ہال میں گاڑی کے قدم رکھتے ہی اکتیس ضرب کی سلامی توپخانہ سے سر ہوئی۔ اور فوجِ متعینۂ دربار ہال نے بھی فوجی قاعدہ سے اپنے سلاح پیش کرکے سلامی ادا کی۔ اور ہر طرف سے پُرجوش چیرز بلند ہونے اور رومال ہلنے اور سلام کے لئے ہاتھ اُٹھنے شروع ہو گئے جنکے جواب میں ڈیوک صاحب بھی بجنسہ پیشانی ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر سلام کرتے ہوئے چبوترہ پر پہنچے اور باجے نے خوش آمدید کیا۔ جس کے بعد آپ گاڑی سے اُتر کر تخت کے پاس کی نُقرئی کرسی پر جلوہ افروز ہو گئے۔ اور ڈچس صاحبہ بھی پچھلی طرف اپنی کرسی پر متمکن ہو گئیں۔ انکے پندرہ منٹ بعد ہز اکسیلنسی وائسرائے و گورنر جنرل کی سواری نہایت شان و شکوہ کے ساتھ داخلِ دربار ہوئی۔ ایک پوری پلٹن سوارانِ گورہ کی اور ایک پوری پلٹن ہندوستانیوں کی اور باڈی گارڈ۔ اور امپیریل کیڈٹ کور کے دستے آپکے جلو میں موجود تھے۔ آپ زرین وردی زیب تن فرمائے ہوئے۔ اور اسی قسم کی ایک مختصر سی ٹوپی سر پر دیئے ہوئے تھے۔ لیڈی کرزن صاحبہ اس سے بھی شاندار لباس سے ملبوس تھیں۔ گاڑی کے دربار ہال کی سڑک پر پہنچتے ہی تمام سپاہ نے پورے طور پر حسبِ ضابطہ آپکی شاہی سلامی ادا کی۔ جس کے بعد دربار ہال کے دروازہ پر جلوسی فوج اور باڈی گارڈ سب کو باہر چھوڑ کر صرف امپیریل کیڈٹ کور کے ساتھ آپکی گاڑی چبوترے کیطرف بڑھی آپ کے داخل ہوتے ہی سب لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ اور ہر طرف سے چیرز اور سلاموں کی بوچھاڑ ہونے لگ گئی۔ جن سب کا جواب آپ نہایت فرحت و شادمانی سے دیتے ہوئے چبوترے پر پہنچکر تختِ شاہی پر متمکن ہوئے۔ جسپر فی الفور گارڈ آف آنر نے سلامی دی اور باجے نے قومی راگ چھیڑا۔ جس کے ساتھ آپ کے بیٹھتے ہی امپیریل کیڈٹ کور کے

رؤسا و امیرزادے اپنی اپنی نشستوں کیطرف چلے گئے۔ اور انکے گھوڑے دربار ہال کے باہر کھڑے ہوگئے۔ وائسرائے صاحب کے تخت پر بیٹھتے ہی اکتیس ۳۱ الواپ کی شاہی سلامی توپخانہ سے سر ہونے لگی۔ اور علم وائسرائے فی الفور بلند ہوگیا۔ اتنے عرصہ میں تمام حاضرین بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ چنانچہ اس کے بعد مسٹر بارنس صاحب نارن سکرٹری نے پورے مودبانہ طریق سے آگے بڑھکر حضور وائسرائے سے افتتاحِ دربار کی درخواست کی۔ جسپر آپکی طرف سے اشارہ ہوتے ہی باجا بجنے لگا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی کپتان میکسول صاحب نقیبِ شاہی مع اپنے بارہ ساتھیوں کے اسی جاوسی وردی اور اسی ساز وسامان کے ساتھ سیاہ گھوڑوں پر چڑھے ہوئے نقارہ اور بگل بجاتے بجاتے دربار ہال کے دروازہ پر نمودار ہوگئے۔ اور پھر اسی طرح تخت کے روبرو حاضر ہوکر بگل بجانے لگے۔ جس کے بعد حضور وائسرائے کا حکم پاتے ہی اُنہوں نے مندرجہ ذیل اعلانِ شاہی پورے زور وشور کے ساتھ زبانِ انگریزی میں آواز پڑھکر حاضرینِ دربار کو سُنا دیا۔ کپتان میکسول بڑے جہر الصوت اور قوی الجثہ شخص ہیں۔ انکی آواز بالکل بے تکلف نکلتی تھی۔ اور اس قدر بلند تھی کہ غالباً تمام دربار یوں میں سے کسی کو بھی آواز نہ پہنچنے کی شکایت نہ ہوسکی۔ اعلان سُناتے وقت کپتان صاحب کا مُنہ دربار ہال کے دروازہ کیطرف تھا۔

اعلانِ شاہی

چونکہ ہماری سابق مُبارک ملکہ وقیصرہ وکٹوریہ مرحومہ کی وفات ۲۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد ہم بفضلِ خدا تختِ شاہی ایڈورڈ ہفتم شاہ برطانیہ و آئرلینڈ محافظِ مذہب اور شہنشاہِ ہندوستان کے خطاب سے

رونق افروز ہوئے۔

اور چونکہ ہمارے اعلانِ شاہی سے جو ۲۶ جون اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو صادر کئے گئے ہم نے خداوندِ کریم کی برکتوں اور توکل پر اپنا شاہی ارادہ ظاہر کیا کہ ہماری رسوم تاجپوشی ۲۶-جون کو ادا کیجائیں۔ اور چونکہ قادرِ مطلق کی عنایات سے ہماری مذکورہ رسوم ۹-اگست ۱۹۰۲ء کو بروزِ ہفتہ ادا ہوئیں۔ اور چونکہ یہ ہماری مرضی اور خواہش ہے کہ کارونیشن کے انعقاد کا واقعہ ہماری رعایا کو جو ہندوستان میں آباد ہے عام طور پر معلوم ہو جائے۔ اور ہمارے گورنروں۔ لفٹننٹ گورنروں منتظموں۔ حکمرانوں۔ والیانِ ریاستہائے دیسی۔ رؤسا اور عمائد کو (جو ہماری حفاظت میں ہیں) موقعہ دیا جائے۔ کہ وہ مذکورہ بالا رسم میں شریک ہو سکیں۔ لہذا ہم اس اعلانِ شاہی کے ذریعہ سے اپنے معزز۔ معتمد اور پیارے مشیر جارج نتھنیل لارڈ کرزن آف کڈلسٹن وائسرائے گورنر جنرل کشورِ ہند کو حکم اور اجازت دیتے ہیں کہ وہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی میں امپیریل دربار منعقد فرما کر ظاہر کر دیں کہ رسمِ تاجپوشی مکمل ہو گئی۔ اور ہم ہدایت کرتے ہیں کہ دربار مذکورہ میں یہ اعلان اُن لوگوں کی اطلاع کے لئے جن کا اس سے تعلق ہے پڑھا جائے۔

ہمارے دربارِ لنڈن میں یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء کو لکھا گیا۔

خدا تعالیٰ شہنشاہِ معظم کو سلامت باکرامت رکھے

اعلان ختم ہونے کے بعد ہیرلڈ نے پھر بگل بجایا۔ جس کے ساتھ ہی علمِ شاہی جس کیلئے دربارِ ہال کے وسط میں جگہ مقرر کی گئی تھی۔ فوراً بلند کر دیا گیا۔ اور باجہ نے نیشنل انیتھم کا

گیت نہایت سُریلی آواز میں گانا شروع کیا۔ اور ایک سو ایک توپ کی شہنشاہی سلامی توپخانہ سے سر ہونے لگی۔ اور انگریزی سپاہ کیطرف سے نعرۂ مسرت بلند کیا گیا۔ اور ساتھ ہی پے در پے ہزار ہا بندوقوں کے چھٹنے کی آواز آنے لگی۔ سلامیٔ التواپ اور باجہ نوازوں کے نیشنل اینتھم گانے کے بعد نقیب صاحب نے مع اپنی جماعت کے پھر تازہ دم ہوکر بگل اور نقارہ بجانا شروع کیا۔ جس کے بعد حضور وائسرائے نے تخت سے اُٹھکر دروازۂ دربار ہال کیطرف رُخ کئے ہوئے مندرجۂ ذیل **تقریر** پڑھکر سنائی۔ اور یہ بھی اُسی بلند آواز سے سنائی گئی۔ جس سے سیر لڈ نے اعلانِ شاہی سنایا تھا چنانچہ یہ تقریر جو اُردو میں چھپی ہوئی اس کے پڑھے جانے سے کیقدر عرصہ پہلے حاضرینِ دربار میں تقسیم بھی ہو چکی تھی۔ بعض کو بعض بعض لوگ حضور وائسرائے کی انگریزی تقریر سے ملاتے جاتے تھے۔ اور اس کی آواز کا ہر ایک نا کپ پہنچنا صاف طور پر ظاہر ہو جاتا تھا۔ اسی ضمن میں یہ ذکر بھی بیجا نہ ہوگا۔ کہ زبانِ اُردو جو ہمیشہ سے انگریزی درباروں میں شاہی تقریروں کے ترجمہ میں کام آتی رہی ہے باوصف ہندی کے واویلا کے اس موقع پر بھی کامیاب رہی۔ اور واقعی اس کی کامیابی حق بجانب بھی تھی۔ کیونکہ یہی ایک زبان اس وقت ہندوستان میں ایسی موجود ہے۔ جس کو ہندوستان کی زبان کہا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس دربار کا مقام انعقاد ہی یہی کہہ رہا تھا۔ کہ جس طرح دہلی کو دربار کے لئے تمام ہندوستان پر ترجیح دی گئی ہے۔ ویسے ہی اُس کی زبان کو بھی تمام ہندوستان کی زبانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ چنانچہ اس تقریر کے اُردو ترجمہ سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ اُردو کو بھی گورنمنٹ نے اپنے کارکنوں میں شامل فرمالیا ہے۔ گو یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ اگرچہ مطالب تو سبھی آگئے تھے۔ مگر باعتبارِ زبان ترجمۂ مذکور کسی دہلوی یا کم سے کم پنجابی کا کیا ہوا نہ معلوم ہوتا تھا۔ بہرحال ترجمۂ تقریر یہ ہے:۔

تقریر حضور وائسرائے بہادر

اَب سے پانچ مہینے پیشتر اعلیٰ حضرت ملک ایڈ ورڈ ہفتم ملکِ معظّم انگلستان و قیصرِ ہند کو شاہانِ انگلشیہ کا تاج و عصا عطا کیا گیا تھا۔ سلطنتِ ہند کے صرف معدودے چند رئیسوں کو اُس تقریب میں شریک ہونے کا فخر حاصل ہُوا۔ آج کے دن حضور ملکِ معظّم نے اپنی عنایاتِ خسروانہ سے اپنی تمام رعایائے ہند کو اُسی قسم کی خوشیوں میں شریک ہونے کا موقع دیا ہے۔ اور یہاں اور تمام مقاماتِ ہندوستان میں۔ اِس مبارک جشن کے موقع پر خواہ راجگان و نوابان و رئیسان و سردارانِ ہند۔ جو حضور ممدوح کے تخت کے ستون ہیں۔ خواہ یوروپین اور ہندوستانی حُکام۔ جو حضورِ عالی کی سلطنت کا اِنتظام بحسن و خوبیِ تمام و جانفشانی مالاکلام بجالاتے ہیں۔ خواہ انگریزی و ہندوستانی افواج۔ جو اِس قدر نمایاں بہادری کے ساتھ حضورِ عالی کی حدود ممالک کی حفاظت و نگہبانی کرتی اور حضور ممدوح کیطرف سے میدانِ جنگ میں جان فدا کرتی ہیں۔ خواہ ہندوستان کی تمام اقوام کے وفادار باشندوں کی ایک جماعت بے شمار۔ جو۔ باوجود ہزار و قسم کے اختلافاتِ حالات و خیالات و عادات کے۔ بطیبِ خاطر سلطنتِ عظمیٰ کی اطاعت میں متحد و متفق ہیں۔ سب کے سب بیک جا مجتمع ہیں۔ اپنی تاجپوشی کی تقریب کو اِس طور پر ہندوستان میں انجام دینے کی غرضِ خاص سے حضور ملکِ معظّم نے مجھے

بحیثیت نائب السلطنت ہونے کے۔ اِس دربارِ عالیشان کے
انعقاد کا حکم دیا ہے۔ اور خاصکر کے اِس جشن کی عظمت و وقعت
کے اظہار کی غرض سے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے برادرِ حقیقی شاہزادۂ
والاتبار عالیجناب ڈیوک آف کاناٹ کو اِس تقریب میں
شریک ہونے کا ارشاد فرماکر ہم لوگوں کی عزّت افزائی فرمائی ہے ٭
اَب سے پچیس برس پیشتر اِسی مہینے کے اِسی دِن میں اِسی
قدیم شہر میں۔ جو یادگارِ شاہانِ نام آور و کارہائے قابل الذکر ہے
اور عین اِسی مقام پر حضور ملکہ معظّمہ وکٹوریا اول قیصرۂ ہند
کے خطاب کے ساتھ مُشتہر کی گئی تھیں ٭ یہ کام حضور ممدوحہ
کی اُنکی ہندوستانی رعایا کے ساتھ نے انتہا ہمدردی کی دلیل
میں۔ اور اُنکے ممالکِ مُتصرّفہ ہند کے دولتِ برطانیہ کے زیر
اطاعت و انقیاد متفق ہونے کے ثبوت میں کیا گیا تھا ٭ اُس سے
رُبع صدی (یعنی پچیس برس) بعد۔ آج کے روز۔ اُس سلطنت
وسیع کے اتحاد میں کچھ کمی نہیں بلکہ زیادتی ہوگئی ہے ٭ وہ بادشاہ
جس کی اطاعت کے اظہار کیواسطے ہم لوگ مجتمع ہوئے ہیں۔
اپنی رعایائے ہند کے درمیان کچھ کم ہردلعزیز نہیں ہے۔ کیونکہ
انہوں نے اُس کی شکل اپنی آنکھوں دیکھی اور اُس کی آواز اپنے
کانوں سُنی ہے ٭ وہ اپنی نوبت پر ایک ایسے تخت کا مالک
ہے۔ جو دُنیا میں نہ صرف سب سے زیادہ نامی و گرامی ہے۔
بلکہ سب سے زیادہ مُحکم و پایدار بھی ہے۔ اور وہ نکتہ چین جنہیں
بات کی تصدیق سے انکار ہو۔ کہ سلطنتِ ہند کا قبضہ اور

حضورِ ملکِ معظّم کی رعایائے ہند کا وفادارانہ تعلّق اور خدمت اُس تخت کے استحکام کے لئے ادنیٰ بُنیادوں میں سے نہیں ہے غلط خبریں سُنے ہوئے ہونگے۔ بلکہ میری دانست میں یہ باتیں اُس کے استحکام کی شروطِ لازمی میں سے ہیں۔ جس طرح ہندوستان اپنے ذاتی اور موروثی فخر سے معمور ہے۔ اُسی طرح اُس وفاداری و نمکحلالی کی روشنی سے منوّر ہے۔ جس کی از سرِ نو جانبِ غرب سے افزائش کی گئی ہے۔ اپنے اولوالعزم طالبوں کی بڑی جماعت میں سے جو قرناً بعد قرنٍ اِس کی طلب و تلاش میں آتے گئے۔ اِس نے صِرف اُسی سے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ جس نے اُس کے نزدیک اپنا اعتبار بھی پیدا کیا۔

دُنیا کے کسی دوسرے حِصّے میں مُمکن نہیں ہے کہ ایک ایسا منظر جس کا ہم آج یہاں مشاہدہ کر رہے ہیں۔ دیکھنے میں آئے۔ میں اِس بڑے اور باوقعت مجمع کا ذکر نہیں کرتا۔ ہر چند کہ اُس کے لاثانی ہونے کا مُجھے یقین ہے۔ میں اُس حقیقت کی طرف۔ جس کا یہ مجمع گویا مجاز ہے۔ اور لوگوں کی طرف۔ جن کی کیفیاتِ قلبی کا یہ مجمع اظہار کرتا ہے۔ اشارہ کرتا ہوں۔ مُختلف ریاستوں کے سَو سے زیادہ والی۔ جن کی مجموعہ آبادی چھ کروڑ آدمیونکی ہے اور جنکے مُمالک ۵۵ درجۂ طول تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اپنے مُشترک حُکمران کی اطاعت کا اظہار کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ ہم اُنکے اِس جوشِ وفاداری کی نہایت قدر کرتے ہیں۔ جو اُنہیں اِس اِس قدر فاصلوں سے دہلی تک کھینچ لایا ہے۔

اور جن کے لئے اکثر کو بہت کچھ تکلیف اور اخراجات بھی برداشت
کرنا پڑا ہے۔ اور ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اُنکی خاص نخ بانوں سے
حضور ملکِ معظّم تک اُن کی طرف سے مُبارکباد پہنچانے
کا پیغام سُننے کی عزّت حاصل ہو گی۔ وہ عُہدہ دار اور سپاہی
جو یہاں موجود ہیں۔ ہندوستان کے قریب قریب ۲۳۰۰۰۰ جوانوں
میں سے مُنتخب کر کے بُلائے گئے ہیں۔ اور اُنہیں خاصکر اس
بات پر فخر ہے کہ وہ حضور ملکِ معظّم کی سپاہ ہیں۔ سربرآوردگانِ
جماعتہائے ہند۔ عُہدہ دار اور غیر عُہدہ دار۔ جو یہاں موجود ہیں۔
۳۲ کروڑ سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کی وکالت کرنے والے
ہیں۔ اس لئے حقیقت میں اِس بات کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔
کہ اِس تماشا گاہ میں روحانی طور پر۔ بلکہ حُکمرانوں اور نائبوں کے
اعتبار سے جسمانی طور پر بھی۔ تمام اِنسانی آبادی کا قریب قریب
ایک خمس یہاں موجود ہے۔ سب کے سب میں ایک ہی جوشِ
دل کی روح پھونکی گئی ہے۔ اور سب کے سب ایک ہی تخت
کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اگر کوئی سوال کرے کہ یہ کیونکر
ممکن ہے کہ ایک ہی دلی جوش نے اِن کثیر التعداد و مُنتشر جماعتوں
کو ایک جگہ کھینچ بُلایا اور اُنہیں مُتحد کر دیا ہے۔ تو جواب اُس کا
یہ ہے کہ۔ بادشاہ کے ساتھ وفاداری۔ اور اُس کے عدل اور
کریمانہ حکومت پر اعتماد۔ دونوں مترادف الفاظ ہیں۔ یہ نہ صرف
دلی جوش کا اظہار ہے۔ بلکہ ایک تجربہ کی گویا لوحِ منقّش اور
اعتقاد کا اقرار ہے۔ اِس لئے کہ اِن کروڑوں آدمیوں میں سے

اکثر کو حضور ملکِ معظم کی گورنمنٹ نے باہر کے حملہ اور اندر کی بدعملی سے آزادی بخشی ہے۔ بعضوں کو اُنکے حقوق و اختیارات کی حفاظت کی کفالت عطا کی ہے۔ بعضوں کے لئے باعزت مشغولیوں کی راہیں فراخ و کشادہ کردی ہیں۔ عامۂ خلائق کے حال پر مصیبت کے وقت نظرِ ترحم مبذول کرتی ہے۔ اور سب کے ساتھ عادلانہ انصاف برتنے۔ اُنہیں ظلم و ستم سے نجات دینے۔ اور تربیت و تعلیم اور امن و امان کے فیوضات عطا کرنے کے لئے کوشش کرتی ہے*

ایک ایسے ملک پر فتح حاصل کرنا ایک بڑی کامیابی ہے۔ عادلانہ اور منصفانہ برتاؤ سے اُس ملک پر قبضہ قائم رکھنا اُس سے بھی بڑھکر کامیابی ہے۔ عاقلانہ تدابیرِ ملکی سے اُس کے اجزائے منتشرہ کو ایک مجموعۂ مستحکم بناکر برقرار رکھنا سب سے بڑی دلیلِ فیروزی ہوگی۔ بلکہ ہے*

اِس تاجپوشی کے دربار کے انعقاد کے یہی اغراض و مقاصد ہیں*

اَب میرا یہ فرض ہے کہ حضور ملکِ معظم کے اُس شفقت آمیز فرمان کو جو حضور ممدوح نے اپنی رعایائے ہند کو پہنچانے کی فرمایش کی ہے آپ لوگوں کے سامنے پڑھکر سناؤں*

حضور ملکِ معظم و قیصرِ ہند کا پیغام

مبارک فرجام

مجھے نہایت خوشی ہے کہ اِس پُرشوکت موقع پر جبکہ میری ہندوستانی رعایا میری تاجپوشی کی خوشیاں

کر رہی ہے۔ میں انہیں خوشنودی و مبارکبادی کا پیغام بھیجتا ہوں ✤ اس تقریب میں۔ جو لنڈن میں انجام پائی۔ صرف معدودے چند والیانِ ریاست و وکلائے ہند شریک ہو سکے۔ اس لئے میں نے اپنے نائب السلطنت و گورنر جنرل بہادر کو ہدایت کی کہ وہ دہلی میں ایک بڑا دربار منعقد کریں۔ تاکہ تمام والیان ریاست و باشندگانِ ہند اور سرکاری حکام اس مبارک موقع پر خوشیاں منا سکیں ✤ جب میں ۱۸۷۵ء میں ہندوستان کی سیر کو گیا تھا۔ تب سے اُس ملک اور اُس کے باشندوں کی محبت میرے دلنشین ہو گئی ہے۔ اور میرے خاندان اور تخت کی اُن میں جو دلی اور وفادارانہ ہوا خواہی ہے اُس سے میں پوری طرح باخبر ہوں ✤ گزشتہ چند برسوں میں اُنکی محبت و وفاداری کی بہت سی دلیلیں ظہور میں آ چکی ہیں۔ اور میری سلطنت وسیع کے محاربات و فتوحات میں میری ہندوستانی افواج نے نمایاں خدمتیں کی ہیں ✤

مجھے اُمید قوی ہے کہ میرے فرزندِ دلبند پرنس آف ویلز بہمراہی پرنسیس آف ویلز صاحبہ عنقریب اِس مُلکِ ہندوستان سے شخصی طور پر واقفیت حاصل کر سکیں گے۔ جس کی نسبت ہمیشہ سے میری خواہش رہی ہے کہ وہ اسے دیکھتے۔ اور وہ خود بھی

اِس کی سیر کے اِسی درجہ مُشتاق ہیں + اگر ممکن ہوتا تو ہیں اس مُہتم بالشان موقع پر بجوشی خود بہ نفسِ نفیس ہندوستان آتا + بہرکیف۔ مَیں نے اپنے برادرِ عزیز ڈیوک آف کانٹ بہادر کو۔ جو ہندوستان میں بہت کچھ شُہرت حاصل کر چکے ہیں بھیجا ہے۔ تاکہ اُس جشن میں۔ جو میری تاجپوشی کی خوشیاں منانے کے لئے انجام دیا جائے۔ میرے خاندان کی طرف سے کوئی شخص موجود رہے +

جب سے مَیں اپنی والدۂ مکرمہ عالیجناب ملکۂ معظمہ وکٹوریا مرحومہ اوّل قیصرۂ ہند کے تخت کا مالک ہوا ہوں۔ میری یہی خواہش رہی ہے کہ رحیمانہ اور منصفانہ اِنتظامِ سلطنت کے وہ اصول۔ جنہوں نے ایک تعجب خیز طور پر رعایائے ہند کے دلوں میں جناب ممدوحہ کی عظمت و محبت پیدا کر دی تھی۔ بے کم و کاست برقرار رہیں +۔ تمام باشندگانِ ہند کو۔ خواہ وہ رئیس معاون یا رعیتِ مطیع ہیں۔ مَیں پھر از سرِ نو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں اُنکی آزادیوں کا خیال رکھوں گا۔ اُن کے مدارج اور حقوق کا لحاظ کروں گا۔ اُن کی ترقی مدّنظر رکھوں گا۔ اور اُنکے فلاح و بہبودی میں کوشاں رہوں گا۔ اور میری حکومت کے یہی اعلےٰ اغراض و مقاصد ہیں۔ اور یہی مقاصد انشاءاللہ تعالیٰ۔ میری ہندوستان کی سلطنت وسیع کی روز افزوں مُرفہ الحالی اور اُس کے باشندوں کی مزید شادمانی و کامرانی کا باعث ہونگے +

حضرات والیانِ ریاست و باشندگانِ ہند! یہ اُس شاہنشاہِ عالیجاہ کے الفاظ ہیں جس کی تاجپوشی کی خوشیاں منانے کے لئے ہم لوگ جمع ہوئے ہیں ÷ یہ اُن افسروں کے دلوں میں۔ جو اُسکی خدمت بجالاتے ہیں۔ تحریک پیدا کرتے اور اُنکے لئے آوازِ غیب کا کام دیتے ہیں۔ اور عامۂ رعایا کے روبرو اولوالعزمی اور شفقتِ خسروانہ کی مثال پیش کرتے ہیں ÷ ہم میں سے اُن لوگوں کے دلوں میں۔ جو میری اور میرے ہم منصبوں کی طرح حضور ملکِ معظم کی سلطنت کے مدارِ سیاست ہیں۔ ایسی نیت پیدا کرتے ہیں۔ جس کو ہماری حرکات و سکنات کا راہنما اور ہماری سیاستِ ملکی کا دستور العمل ہونا چاہیئے ایسا زمانہ کبھی نہیں گذرا کہ ہمیں اس بات کی زیادہ خواہش ہوئی ہو کہ فیاضی اور نرم دلی کو اُس سیاستِ ملکی کے اوصافِ ضروریہ میں سے ہونا چاہیئے ÷ جنہوں نے زیادہ تکلیفیں سہی ہیں وہی عنایت و کرم کے بھی زیادہ مستحق ہیں۔ جنہوں نے پوری طرح سے خدمت گذاری کی ہے وہی انعام و صلہ کے بھی پوری طرح سے سزاوار ہیں ÷ اِس سلطنتِ وسیع کی پچھلی لڑائیوں میں والیانِ ریاستہائے ہند نے اپنی سپاہ اور اپنی تلواریں ہماری تائید و تقویت کے لئے پیش کی ہیں اور دوسری مشکلوں میں بھی مثلاً جو خشک سالی و قحط کے مقابلہ میں اُٹھانی پڑی۔ اُنہوں نے اپنی کارروائیوں میں اُسی قسم کی شجاعت و عالی ہمتی کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے ÷ جو آرام اور سہولتیں اُنہیں اِس وقت حاصل ہیں اُن میں اضافہ کرنا مشکل ہے۔ اور اُس سلامتی میں۔ جس کے استحکام میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔

زیادتی کرنی ایک غیر ممکن امر ہے * با اینہمہ ہم اس بات کے
بیان کرنے سے خوش ہیں کہ گذشتہ قحط کے متعلق گورنمنٹ ہند نے
جو جو قرضے دیسی ریاستوں کو دئیے ہیں یا اُنکی ذمہ داری کی ہے۔
سرکارِ دولتمدار تین برس کی میعاد تک اُنکا سود لینے سے باز رہیگی
اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ ریاستیں۔ جن پر یہ عنایت کیجاتی ہے
اُس سے بخوشیِ تمام استفادہ کرینگے * اِس بڑے ملک میں اَور
بھی زیادہ کثیر التعداد جماعتیں ہیں۔ جن کے حق میں امداد کو
وسعت دینے سے ہمیں خوشی حاصل ہوگی۔ اور ہمیں اُمید ہے
کہ عنقریب ہم اُنکی عافیت اور بہبودی میں کچھ اضافہ کا اعلان
کرسکیں گے * سالِ حسابی کے درمیان ارادوں کا اظہار قرینِ
مصلحت۔ اور حسابوں کے نقشوں کا تیار کرنا آسان نہیں ہوتا *
بہرکیف۔ اگر موجودہ صورتِ حال قائم رہی۔ اور اگر ہمیں ہندوستان
کی مالی حالت کی ترقی کا زمانہ ہاتھ آیا۔ جس کے ہاتھ آنے کی ہمیں
بہمہ وجوہ اُمید ہے۔ تو مَیں اُمید قوی رکھتا ہوں کہ حضورِ ملکِ
معظّم کے عہدِ حکومت کے سالہائے اوّلین گذرنے نہ پائیں گے
کہ گورنمنٹ ہند کچھ مالی امداد کے ذریعہ سے اُنکے ساتھ اپنی ہمدردی
اور توجّہ کا اظہار کرسکیگی * اُنکا وفادارانہ صبر سالہائے تکلیف
و عُسرت میں اِس قدر نمایاں ہوا ہے۔ کہ مَیں نہایت ہی خوشی
کے ساتھ اُس امداد کو پیشِ نظر رکھتا ہوں * اب مَیں عنایت
اور مہربانی کی اُن دوسری کارروائیوں کا ذکر کرنا۔ جنہیں ہم نے
موجودہ تقریب کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ ضروری نہیں سمجھتا۔

اِس لئے کہ وہ باتیں اَور جگہ مندرج ہیں ٭ لیکن مجھے عہدہ دارانِ فوج کے حق میں اِس امر کے اعلان کا اختیار مفوض ہوا ہے۔ کہ آئندہ سے "انڈین اسٹاف کور" کا لقب منسوخ ہوجائیگا اور کہ وہ حضور ملکِ معظم کی افواجِ متحدۂ ہند کے ایک ہی طبقہ میں شمار کئے جائینگے ٭

حضرات والیانِ ریاست و باشندگان ہند! اگر ہم ایک لحظہ کے لئے زمانۂ مستقبل کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھیں۔ تو بلاشبہ اِس مُلک کے واسطے ایک بہت بڑی ترقی کے آثار ظاہر ہوں گے ٭ ہندوستان کے متعلق کوئی مسئلہ ایسا نہیں۔ خواہ وہ آبادی۔ تعلیم۔ اسباب روزگار۔ یا معیشت کے خصوص میں ہو۔ جس کا حل تدبیرِ مُلکی کی طاقت سے باہر ہو ٭ اُن میں سے بہتیروں کا حل اِن دِنوں ہماری نگاہوں کے سامنے کیا جارہا ہے اگر برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان۔ دونوں کی مجموعی قوّت سے ہماری سرحدوں پر امن و امان برقرار رہے۔ اگر اُنکے درمیان۔ رئیسوں اور رعایا کے درمیان۔ فرنگیوں اور ہندوستانیوں کے درمیان۔ اور حاکم و محکوم کے درمیان رشتۂ یگانگی و اتحاد مضبوط و محکم رہے۔ اور اگر فصل و موسم بھی اپنی فیاضیوں میں کوتاہی نہ کریں۔ تو ترقی کی تیز رفتار کو کوئی چیز نہیں روک سکتی ٭ اگر خُداوند تعالیٰ نے چاہا ہے تو ہندوستان آئندہ زمانہ میں وہ ہندوستان نہوگا۔ جس کی زرخیزی روبہ تنزّل ہو۔ جس کی آئندہ اُمیدیں مفقود ہوں۔ یا جس میں بجا شکایت یا ناراضی کی

بو پائی جائے۔ بلکہ یہ وہ ہندوستان ہوگا جس میں جد و جہد کو وسعت ہوگی۔ قابلیتیں عالمِ خواب سے بیداری کی حالت میں ہوں گی۔ بہبودی و مُرفہ الحالی روبہ ترقی ہوگی۔ اور آسائش و دولت زیادہ تر پھیل جائے گی + مجھے اپنے مُلک کی ایمانداری اور خلوصِ نیّت پر اعتمادِ کُلّی ہے۔ اور اِس مُلکِ ہند کی نامحدود قابلیتوں پر بھروسا رکھتا ہوں + لیکن اُن آئندہ صورتوں کے ظہور میں آنے کے واسطے ایک شرط لازم ہے۔ یعنی کہ دولتِ عُظمیٰ کے اختیار و تسلّط میں کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ اور یہ صورتِ حال سوائے دولتِ فخیمۂ برطانیہ کے اَور کسی کی سرداری میں پائدار و برقرار نہیں رہ سکتی +

اَب مَیں اِن بیانات کو ختم کرنا چاہتا ہوں + میری دلی خواہش ہے کہ باشندگانِ ہند اِس بڑے اِجتماع کو مُدتوں یاد رکھیں گے کہ اِس کے ذریعہ ایک نہایت پُرشوکت موقع پر اُنہیں اپنے شاہنشاہِ عالی جاہ کے خصائلِ ذاتی کو دریافت کرنے اور اُنکے نیک خیالات کے سُننے کی عزّت حاصل ہوئی + مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اِس کی یاد خوشی اور مسرّت کا باعث ہوگی۔ اور ملکِ معظم ایڈورڈ ہفتم کا عہدِ حکومت۔ جو ایسے سعید و مُبارک طور پر شروع ہوا ہے۔ ہندوستان کے صفحاتِ تاریخ اور اُس کے باشندوں کے صفحاتِ دِل پر تا ابد باقی اور منقش رہیگا +

ہم دُعا کرتے ہیں کہ اُس قادرِ مُطلق مالکِ ارض و سما کے فضل و کرم سے شاہنشاہِ ممدوح کی سلطنت اور حکومت سالہا سال

قائم رہے۔ آپ کی رعایا کو روز افزوں بہبودی اور ترقّی خیالات ہو۔ آپ کے عہدہ داروں کے نظم ونسقِ ملکی پر عقلمندی اور نیکی کی مُہر ثبت رہے۔ اور آپ کی سلطنت کی سلامتی اور برکتیں تا ابد قائم رہیں ۔۔ حضورِ ملکِ معظم قیصرِ ہند کی عمر دراز ہو

خاتمۂ تقریر پر کپتان میکسول صاحب نقیب شاہی نے چبوترے کے سامنے آکر پھر بگل بجائے۔ اور سر سے ٹوپی اُتار کر تین دفعہ نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ جسمیں تمام اہلِ دربار بھی انکے ساتھ شریک تھے۔ اور جن کے جواب میں بیرونی سپاہ نے بھی ویسے ہی پُرجوش اور پُرخلوص نعروں کا تین دفعہ اعادہ کیا۔ جسپر باجے نے پھر فوجی راگ چھیڑا۔ اور نقیب صاحب اپنا ایکٹ تمام کرکے مع اپنی جماعت کے رُخصت ہوگئے۔ جنکے بعد گورنمنٹ ہند کے فارن سکرٹری صاحب نے تمام والیانِ ریاست کو وائیسرائے صاحب کے حضور میں پیش کرنیکی اجازت چاہی۔ جسپر حضور ین ممدوحین چبوترے کے کنارہ پر کھڑے ہوگئے۔ اور پھر درجہ بدرجہ سب والیانِ ملک پیش ہو ہو کر اپنی طرف سے شہنشاہِ معظم کیخدمتمیں عرض کرنے کے لئے اس تقریبِ سعید پر اظہارِ مبارکباد کے الفاظ کہنے شروع کئے جنمیں سب سے پہلے حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ نے مع شہزادہ ولیعہد صاحب اور مہاراجہ کشن پرشاد صاحب مدار المہام دکن کے اپنی جگہ سے اُٹھکر اور چبوترے میں جاکر حضور وائیسرائے اور ڈیوک صاحب سے مصافحہ کرنے کے بعد ان فقرات سے اظہارِ مبارکباد کیا۔

اس قابلِ وقعت تقریبِ سعید کی شمولیت سے جس قدر بیحد وغائیت خوشی مجھے حاصل ہوئی ہے۔ غالباً خود بدولت اس سے ناواقف نہوں گے۔ کیونکہ گورنمنٹِ انگلشیہ کے ساتھ میں نے جس عملی طور پر آج تک اپنی وفاداری اور جان نثاری کا ثبوت دیا ہے اور جس طرح سرکاری خدمات کی بجا آوری کو ہمارے خاندان نے اپنا

باعثِ اعزاز سمجھا ہے۔ وہ آپ سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ اور اب بھی اُسی خلوص و ارادت کے اقتضا سے میری خواہش ہے۔ کہ براہِ مہربانی آپ شہنشاہِ عالیجاہ کی خدمتِ عالی میں میری طرف سے عرضِ مبارکباد کے ساتھ یہ بھی یقین دلائینگے کہ مَیں اور میری اولاد ہمیشہ بدستور شہنشاہِ عالیجاہ کی وفاداری میں ثابت قدم رہیگی۔

ایسا ہی ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بڑودہ اور ہز ہائینس مہاراجہ صاحب میسور نے بھی آکر مختصر فقرات میں شہنشاہ کے حضور میں مبارکباد پہنچانے کی خواہش کی۔ جن کے بعد بائیں جانب سے سب سے پہلے ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والیِٔ کشمیر نے مع اپنے برادر اصغر جنرل سر راجہ امرسنگھ صاحب کے۔ سی۔ ایس آئی۔ سی بی۔ اور میاں ہری سنگھ صاحب ولیعہد کے اُٹھکر حسب معمول وائسرائے صاحب اور ڈیوک صاحب سے ہاتھ ملانے کے بعد ایسے ہی کلماتِ مبارکبادیاں فرمائے۔ اور پھر درجہ وار سب صاحبان پیش ہو ہو کر اسی طرح سے مبارکباد کہتے رہے البتہ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے ایک ایڈریس طلائی کاسکٹ میں رکھ کر نہایت ادب و عزت کے ساتھ وائسرائے کے حضور میں پیش فرمایا۔ چونکہ بیگم صاحبہ عورت ذات تھیں۔ اِس لئے ہر دو صاحبان نے بجائے مصافحہ کے فوجی طریق پر انکے سلام کا جواب دیا۔ اور دونوں صاحبوں کی بیگمات نے انکے ساتھ نہایت خوشی سے مصافحہ کرکے مزاج پرسی فرمائی۔ بعدازاں اَور اَور صاحبان پیش ہوتے رہے اور سب سے پیچھے بڑے بڑے سرحدی رئیس سلام کو آئے۔ جنمیں خان دیر اور مہتر چترال گویا سب کے پیشرو تھے۔ یہ پارٹ جسقدر حاضرین کو مرغوب و مطبوع تھا۔ یقیناً اُس سے زیادہ حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحب کو خوش آیند معلوم ہوا ہوگا۔ کیونکہ یہی وہ رسم تھی۔ جس سے عملی طور پر ملکِ معظم کے شہنشاہِ ہند اور وائسرائے صاحب کے انکے نائب مناب ہونے کا نہ صرف اعلان ہی ہوجاتا تھا۔ بلکہ بدیہی طور پر

ثبوت ملجاتا تھا۔ بہرحال اس مبارک رسم کی ادائیگی میں کامل ایک گھنٹہ صرف ہُوا۔ تو اس سے فراغت پانے کے بعد فارن سکرٹری صاحب نے برخاستگیٔ دربار کی بابت التماس کیا۔ جو فی الفور مقرون باجابت ہوا۔ اور سب سے پہلے حضور وائسرائے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر بدستور دلیسی اور گورہ فوج اور باڈی گارڈ اور انڈین کیڈٹ کور کو اپنے جلوس میں لئے ہوئے فرودگاہ کو تشریف لے گئے۔ جن کے بعد فوراً ہی ڈیوک آف کیناٹ بہادر مع بیگم صاحبہ کے اُسی تزک واحتشام اور مقررہ اردل کے ساتھ اپنے کیمپ کو روانہ ہوئے۔ علیٰ ہذا گرینڈ ڈیوک آف ہیسی۔ ہزاکسیلنی کمینڈر انچیف۔ گورنر صاحبان بمبئی ومدراس۔ ولفٹننٹ گورنران پنجاب۔ بنگال۔ سرہماد صوبجات اور تمام والیانِ ریاست اپنی اپنی گاڑیوں میں دربار ہال میں ہی سے سوار ہو کر اپنی اپنی اقامتگاہوں کو تشریف لے گئے۔ چلتے وقت تقدیم وتاخیر کی کسی کو پرواہ نہ تھی جس کسی صاحب کی گاڑی پہنچ جاتی تھی وُہی سوار ہو جاتے تھے۔ اور جو جو افسران انہیں گاڑی تک پہنچانے کے لئے مقرر ہو چکے تھے۔ وہ انکو بعزت تمام سوار کرا دیتے تھے۔ غرضکہ اس طرح چار بجے تک سب صاحبانِ ریاست اور حکامِ بالادست دربار ہال سے رخصت ہو گئے۔ حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحبان کی تشریف بری کے بعد عوام کو بھی دربار ہال میں جانے کی افسرانِ متعینہ نے اجازت دیدی تھی جو گو اُنکی فراخ دلی کی دلیل تھی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ والیانِ ریاست کی موجودگی میں عوام کا جا گھسنا کسی قدر اُن لوگوں کی شان اور مرتبے کے موافق نہ تھا۔ بہرحال نہایت کامیابی اور نہایت شانداری کے ساتھ بغیر کسی قسم کی شکایت پیدا ہونے کے یہ عالیشان ایکٹ تمام ہوا۔ اور تمام شاملین وحاضرین ایک عجیب اثر اپنے دلوں میں لیکر واپس ہوئے۔

فصل چہارم

سرکاری دعوت

(بتاریخ یکم جنوری ۱۹۰۳ء)

دربار تاجپوشی کے عظیم الشان کام کے سر انجام کے بعد اُسی تاریخ بوقت شب ہز ایکسلنسی وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند کی فرودگاہ میں ڈیوک و ڈچس آف کیناٹ و گرینڈ ڈیوک ہیسی اور تمام معزز یوروپین مہمانوں اور جلیل القدر افسران گورنمنٹ کو ایک دعوت دی گئی۔ جس میں سفرائے دول خارجہ ہز ایکسیلنسی کمینڈر انچیف گورنران و لفٹنٹ گورنران و چیف کمشنران ہند وغیرہ وغیرہ سب موجود تھے۔ جنکی دعوت کا جملہ اہتمام نہایت فراخ دلی سے مہیا کیا گیا تھا۔ یہ کہنا کہ جتنے صاحبان شریک تھے سبھی اپنے قومی شہنشاہ کی اس لاثانی رسم کے بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے پر تہ دل سے خوش و خرّم ہو رہے تھے۔ ایک معمولی بات ہے۔ کیونکہ جس تقریب سعید کی غیر مذہب رعایا کو صرف بحیثیت رعایا ہونے کے خوشی تھی۔ تو اسپر تشکر کلئے گورنمنٹ کی مسرّت محتاج تشریح نہیں ہوجاتی۔ بہرحال اس دعوت میں حضور وائسرائے نے شہنشاہ معظم کا جام تندرستی تجویز کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی تھی وہ یہ ہے۔ جس کے فقرہ فقرہ سے اُس مسرّت و شادکامی کا خود بخود اظہار ہو رہا ہے۔ جو گورنمنٹ کو اس کامیابی پر ہوئی تھی۔

لارڈ کرزن بہادر کی طلیق اللسانی کسی معرفی کی حاجت نہیں رکھتی۔ کیونکہ وہ ایک معمولی معاملہ پر بھی بولنے پر آجائیں تو نہ صرف بہت کچھ کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ بہت اچھا کہدیتے ہیں۔ اور یہ تقریر تو تھی ہی ایک معرکہ کی جسپر انہیں زور لگانا ہی مناسب تھا۔ بہرحال وہ تقریر یہ ہے:۔

تقریر حضور وایسرائے بہادر

یوئر رائل ہائینسز یوئر ایکسیلنسز مائی لارڈ اور جنٹلمین! ہز میجسٹی شاہ و شہنشاہ ہند کا جام تندرستی تجویز کرنے کے لئے میں اُٹھتا ہوں۔ جن کی تاجپوشی کی ایک عظیم الشان رسم آج سہ پہر کو ہم نے پوری کامیابی (نعرۂ خوشی) کے ساتھ ادا کی ہے۔ اور جس کی کیفیت ایسی تھی کہ ہر ایک شخص کو اُسے دیکھکر ضرور پُرجوش ولولہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ (نعرۂ خوشی) اور اُس سے ہر یوروپین یا ہندوستانی باشندۂ ملکِ ہذا کو بخوبی تمام معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ وہ کس کے عہدِ حکومت میں ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ بہت ہی مستعدی و قوت کے ساتھ دور دراز فاصلہ سے اس بہت بڑی پولیٹیکل کل کی خاص نگرانی کیجاتی ہے۔ جو یہاں قائم ہے نیز میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے نامور مہمانوں کے بھی یہ امر نقشِ دل ہو گیا ہوگا کہ ہندوستان کوئی بے حس مقام نہیں ہے جس کا بار اُس کی وابستگی کے سبب سے برٹش سلطنت پر پڑتا ہوگا۔ بلکہ قدیم یادگاروں کے سبب سے نہایت قابلِ اطمینان ہے اور اُس کو اپنی قوت و طاقت پر اعتماد کلی ہے۔ اور آئندہ کے کاموں کے لئے بھی اُس کی بہت بڑی قوت ظاہر ہے۔ (زور سے نعرۂ خوشی) سلطنت متحدہ و آنروئے سمندر کے برٹش مقبوضات کی بادشاہی گو بہت بڑی زبردست ہے اور اسکی حکمرانی اعلیٰ درجہ کا خطاب ہے۔ مگر شہنشاہئی ہند بھی اُس سے کچھ کم نہیں ہے بلکہ بعض بعض حالات میں اُس سے بھی زیادہ ہے (نعرۂ خوشی) کیونکہ یہاں کی زبردست سلطنتیں اُس زمانہ میں بھی نہائت سرسبز تھیں جبکہ انگلشمین صحرا بصحرا پھر کر اور اپنے جسم کو طرح طرح کے رنگوں سے رنگ کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اور برٹش کالونیاں محض ویران مقامات اور جنگل سے زیادہ نہ تھیں۔ ہندوستان نے

تاریخ حال و مذہب میں ایسا گہرانشان چھوڑا ہے جیسا کہ کسی سلطنت میں نہیں ہوا (نعرۂ خوشی) اور یہ امر کہ اسمیں برٹش شہنشاہ نے وہ کارروائیاں کی ہیں جو اُسکے کسی پیش رو نے انجام نہیں دیں۔ سکندر ذوالقرنین کو کبھی یہ خیال بھی نہ ہوا اور نہ اکبر نے کبھی اس کو انجام دیا ہے یعنی امن وامان کو قایم رکھنا۔ اور اِس قدر عظیم الشان گروہ و فرقہ ہائے عوام کو یکدل کرنا یہ ایسا امر ہے کہ میری رائے میں تاریخ میں ممتاز طور پر منقش ہونیوالی عجیب و غریب اس دُنیا میں اس سے حیرت انگیز شے کیا ہوگی ؟ (نعرۂ خوشی)۔

یور رائل ہائینس اور یور اکسیلنسیز و جنٹلمین! مَیں اس امر کے بیان کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آج ہم لوگوں کی طبیعت میں اس امر کا بڑا افسوس ہے کہ ہز مجسٹی اِس موقع پر رونق افروز نہ تھے تاکہ رؤساء اور اہلِ ہندوستان کا فرمانبرداری کا آداب بہ نفسِ نفیس قبول فرماتے۔ (نعرۂ خوشی) مگر فی الحقیقت اس امر کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے کہ شہنشاہِ ہند یہیں آکر تاجپوش ہو۔ ظاہر ہے کہ دو برس ہوئے جب تخت خالی ہوا تھا اور اُسی زمانہ میں ہز مجسٹی ہمارے مُسلّمہ شاہ و شہنشاہ ہوگئے تھے۔ مگر ہندوستان نہایت اُنس و محبت کے ساتھ اُنکے روئے مُبارک کی زیارت اور اُنکی آواز کی سماعت کرنا چاہتا تھا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ جسقدر زمانہ گزرتا جائیگا اور سائنس کے سحر سے فاصلہ میں کمی ہوجائیگی تو کسی نہ کسی زمانہ میں آئندہ وائسرائے ایسے موقع پر آسیب اور مدِ فضول کیطرح خارج کردیا جائے۔ اور اصلی شخص یہاں موجود ہوجائے (نعرۂ خوشی) خیر یہ تو جب ہوگا تب ہوگا۔ اس وقت ہم سب ایک فرمانروا کے اظہارِ اعزاز کے لئے یہاں موجود ہیں جو گو بظاہر نظروں سے غائب ہے مگر ہمارے دِل میں متمکن ہے اور جس کے شاہانہ پیام پڑھنے کا

آج سہ پہر کو مجھے افتخار حاصل ہوا ہے۔ کہ وہ اس فرمانبرداری پر کس قدر نازاں اور اہلِ ہندوستان کے مفید امور میں کس درجہ مصروف و منہمک ہیں (نعرۂ خوشی) دربار میں میرا فرض تھا کہ ہز مجسٹی کے خراج گزاروں اور رعایا کو خطاب کروں جو وہاں اپنی جانب سے اظہارِ فرمانبرداری کرنے اور شہنشاہی الفاظ سننے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اور آج ہی کی شب کو بہت سے غیر ملک کی سلطنتوں کے قائم مقام اور اعلیٰ درجہ کے اشخاص اس میز پر موجود ہیں جو روئے زمین کے تمام حصص سے اس تقریب کی شرکت کے لئے آئے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں کہ گورنمنٹ کے لئے قبضۂ ہندوستان سے بیرونجات کی بھی بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ اور میں بجوشی کہتا ہوں کہ صوبہ جات مشرق اور تمام سلطنتوں سے ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں جنہیں سے ہمکو اپنی بہت بڑی دوست سلطنتِ جاپان کے قائم مقام کی صحبت کا افتخار بھی حاصل ہوا۔ آج ہمارے دربار میں ہمارے دوست اور ساتھی امیر افغانستان کے سفیر و قائم مقام اور ہمارے دوست سلطنت نیپال اور سلطانِ مسقط کے قائم مقام بھی موجود تھے اور دو زبردست سلطنتوں یعنی فرانس و پرتگال کے ہندوستانی مقبوضات کے گورنر جنرل بھی ہمارے مہمانوں میں ہیں۔ اور اُن سے صلح کن دوستی کا سلسلہ برابر چلا آتا ہے (نعرۂ خوشی)۔

اس کے علاوہ آنروئے سمندر کی بڑی بڑی برٹش کالونیوں یعنی آسٹریلیا۔ اور جنوبی افریقہ کے قائم مقام بھی موجود ہیں جن کا ستارۂ بخت اس وقت عروج پر ہے۔ اور جس قدر ان گورنمنٹوں کو ہم سے قربت کے ساتھ تعلق ہوتا جائے گا اُنکا ستارہ اَور بھی چمکتا جائے گا۔ پھر امپیریل لیجس لیچر کے اعلیٰ درجہ کے ممبر اور ہوس آف لارڈز اور ہوس آف کامنس کے لوگ بھی موجود ہیں جو اس بہت بڑی رسم میں

ہمارے شریک ہونے کے لئے سفرِ بحری طے کرکے آئے ہیں۔ (نعرۂ تعریف)
لہٰذا میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ محض لوکل جشن نہیں ہے۔ بلکہ شہنشاہانہ سنجیدگی
کا ایک ایسا جشن ہے جس کا اثر دُور دُور تک ہوگا۔ اور اِس کا عملدرآمد بھی
خاطر خواہ ہوگا۔ اور ہم نے ایسے لوگوں کی موجودگی میں جو برٹش سلطنت اور
ہماری قایم شدہ عملداری ایشیا کا نمونہ ہیں۔ جو کارروائی کی ہے اِس میں
ہمارے ہمسایوں کے دوستانہ خیالات اور آنروے سمندر کے ہمارے تمام عزیز
واقارب سب متفق ہیں۔

اَب میں نہایت ہی ادب و فرمانبرداری و جوش کے ساتھ ہزمجسٹی شاہنشاہ
کا جامِ تندرستی تجویز کرتا ہوں۔ (نعرۂ خوشی)۔

یہ جامِ تندرستی نہایت اعزاز کے ساتھ نوش کیا گیا تو اِس کے بعد ہزرائل ہائینس
ڈیوک آف کناٹ کا جامِ تندرستی تجویز کرنے کے لئے حضور وایسرائے نے پھر مندرجۂ ذیل تقریر کی۔

وایسرائے صاحب کی تقریر ڈیوک صاحب کے جامِ صحت کی تحریک میں

یوئر رائل ہائینسز ڈیئر اکسیلنسز و مائی لارڈز و جنٹلمین! اِسی شب میں آپ کے
سامنے ایک اَور جامِ تندرستی تجویز کرنے کو اُٹھا ہوں۔ میں یہ تو بیان کرچکا ہوں کہ
ہزمجسٹی شاہ و شہنشاہ کو اِس امر سے کس قدر افسوس ہوا کہ وہ اپنی تاجپوشی کے
جشن میں شریک نہ ہوسکے جو ایک امرِ غیر ممکن تھا مگر ہزمجسٹی نے اُس کے متعلق ایسی
کارروائی فرمائی ہے کہ اگر تمام اہلِ ہندوستان سے رائے لیجاتی تو وہ بھی اسی کارروائی
پر ووٹ دیتے (زور سے نعرۂ تعریف) یعنے اُنہوں نے اپنی طرف سے یہاں شریک
ہونے کے لئے خاندانِ شاہی کے ایک برگزیدہ ممبر بلکہ اپنے عزیز قریب کو منتخب
اور مقرر فرمایا۔ اور چونکہ شہزادہ ولیعہد ولیعہد بالو بھی اُنکے موسم سرما میں یہاں
تشریف نہیں لاسکتے تھے (اگو ہمیں اُمید ہے کہ چند روز بعد یہ موقع خوشی کا ہمکو

حاصل ہوگا) لہذا ہز مجسٹی شاہ وشہنشاہ نے اپنے بھائی ڈیوک اوف کیناٹ کو یہاں آنے کے لئے منتخب کیا۔ (زور سے نعرۂ خوشی) چنانچہ آج کی رسوم میں اور اس وقت کی ہز رائل ہائینسز کی موجودگی سے ہم سب لاانتہا مسرور اور بیحد خوش ہیں۔ (نعرۂ خوشی) ہمارے یہ خیالات اس وجہ سے ہیں کہ ہم ہز رائل ہائینسز کی تشریف آوری سے یہ تصور کرتے ہیں۔ کہ واقعی شاہ وشہنشاہ کو ہندوستان کا کیسا خیال ہے۔ اس کے ساتھ ہی جب یہ دیکھا جائے کہ خاندانِ شاہی میں کوئی ایسا شہزادہ نہیں ہے۔ بلکہ مجھکو یہ کہنا چاہیئے کہ کوئی افسر نہیں ہے جس نے ہز رائل ہائینس کیطرح ہم لوگوں کی مانند ہندوستان میں تاج کی خدمات کی ہوں اور جس نے اپنے تئیں ہر فرقہ وطبقہ کے لوگوں میں ایسا ہر دلعزیز ثابت کیا ہو۔ کیونکہ ہز رائل ہائینس نے سپاہیوں اور سولینوں۔ یوروپینوں اور ہندوستانیوں میں اپنے تئیں یکساں عزیز دل بنایا ہے۔ تو پھر یہ خوشی اَور بھی بڑھ جاتی ہے۔ (زور سے نعرۂ خوشی) پس انکا ہم لوگوں میں آنا صرف شہنشاہ کے ڈیلیگیٹ کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ایک دوستِ قدیم کی صورت سے بھی ہے جن کی تمام ہندوستان تہ دل سے بزرگی مانتا اور اُن سے محبّت کرتا ہے (نعرۂ خوشی) اگر میں جامِ تندرستی کے بیان سے ایک لحہ کے لئے تجاوز کرنے پاؤں تو یہ بھی کہوں گا کہ اِن خیالات کو اس امر سے اَور بھی ترقی ہوگئی ہے۔ کہ ہز رائل ہائینس اپنے ساتھ اُس شہزادے کو لائے ہیں جن کی شہرت تمام ہندوستان میں انہیں کے برابر ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ انکی تشریف آوری سے ہم نے خاندانِ شاہی کے ایک اَور شخص کو بھی بڑی خوشی کے ساتھ دیکھا ہے۔ یعنی ہز رائل ہائینس گرینڈ ڈیوک ہیسی جو خود حکمراں فرمانروا اور ہماری ملکۂ آنجہانی کے پوتے ہیں۔ اور جنہوں نے یہاں تشریف لاکر ہمکو افتخار بخشا۔ اور ہم سبکو خوش کیا ہے (زور سے نعرۂ خوشی)

اَب مَیں پھر اپنے مطلب پر عود کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ ہز رائل ہائینس ڈیوک آف کیناٹ ہز مجسٹی شاہ وشہنشاہ پر اُنکی سلطنت ہندوستان کی سرسبزی و خیرخواہی کا حال ظاہر کر دینگے اور مَیں اُنکو یقین دلاتا ہوں کہ اُنکے تشریف لانے اور اِس بہت بڑے موقع پر ہم لوگوں میں اُنکی موجودگی کو ہم لوگ بہت ہی بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ (نعرۂ خوشی) ہمکو دہلی میں جو کام لاحق ہیں جب وہ انجام پا جائیں گے تو ہمکو اُمید ہے کہ انکے لئے نہایت عمدہ اور خوش گوار دورہ کا انتظام کرینگے۔ تاکہ ہز رائل ہائینس اُن لوگوں میں جنسے یہ زیادہ مانوس ہیں بخوبی سیاحت کر سکیں۔ جس کے بعد جب وہ ہمارے ساحل سے اپنے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہونگے تو مَیں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان اُنکو اور ڈچز صاحب کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔ کیونکہ اِس ملک کے یورپین اور ہندوستانیوں کو اُنسے نہایت ہی محبت و الفت ہے (زور سے نعرۂ خوشی)۔

اَب مَیں چاہتا ہوں کہ ہز رائل ہائینس ڈیوک و ڈچز صاحبہ کیناٹ کے مع الخیر سفر کا جام تندرستی سب صاحبان بخوشی نوش فرمائیں (زور سے نعرۂ خوشی)۔

اِس تقریر کے بعد جب سب صاحبان ڈیوک صاحب کا جام صحت نوش فرما چکے تو ڈیوک صاحب بہادر نے کھڑے ہو کر مندرجۂ ذیل تقریر فرمائی جن کے اُٹھنے پر تمام حاضرین نے پُر جوش چیرز دیئے۔

تقریر ڈیوک اوف کیناٹ بہادر

یور اکسلنسیز یور رائل ہائینس۔ مائی لارڈ و جنٹلمین! یہ امر میرے نہایت دلنشین ہوا ہے کہ آپنے اِس بہت ہی مُبارک موقع پر میرا جام تندرستی کس طرح تجویز کیا اور وہ بہت ہی قابل شُکریہ ہے۔ مَیں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہز مجسٹی شاہ وشہنشاہ نے مجھکو اطلاع دی کہ اُنکی یہ خواہش ہے کہ وہ مجھکو اپنے خاندان کیطرف سے دربار تاجپوشی

دہلی میں پہنچیں تو مجھے نہایت ہی مسرت و شادمانی حاصل ہوئی تھی (نعرۂ خوشی)
کیونکہ مجھکو یہ اُمید کبھی نہ تھی کہ یہ خوش نصیبی مجھکو حاصل ہوگی۔ اِسلئے کہ اَب
میری سپاہانہ خدمات اَور ہی مُلک میں ہیں۔ اور وہ یہاں کی نسبت اَور ہی طرح
کی ہیں جیساکہ ڈبلن دہلی کی نسبت اَور ہی قسم کا مقام ہے (قہقہہ) پس جب
مجھسے یہ کہا گیا کہ پھر مجھے ہندوستان آنا پڑیگا تو مجھکو نہایت حیرت ہوئی۔ بہرکیف
یہاں آنے سے مجھکو نہایت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ جس شخص کو اِس مُلک
سے کچھ بھی دلآویزی ہو یا جو اِس مُلک میں رہ چکا ہو اُس کو اِس سے بہت ہی
محبت ہو جاتی ہے۔ میرے خیالات کچھ اَور بھی ہیں اور وہ یہ کہ جب مَیں پہلے یہاں
تھا تو مجھکو یہ خوش نصیبی حاصل تھی کہ مَیں نے تین وائسرایوں اور کمانڈرانچیفوں
کی ماتحتی میں کام کیا تھا مگر افسوس ہے کہ اَب ہندوستان سے میرا کوئی تعلق نہیں
لیکن اُس سے میرے دِل کو ایک قسم کا تعلق ضرور ہے (زور سے نعرۂ خوشی)
اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ اِس بات کا اطمینان دلانے کی مجھکو بہت کم حاجت
ہے کہ مجھکو ہر ایسے معاملہ میں ہمیشہ دلچسپی رہی ہے۔ جس کا ہز مجسٹی کی ہندوستانی
سلطنت کی خوشی و خرمی و سرسبزی و عظمت و شان سے تعلق ہوتا ہے (نعرۂ خوشی)
یہاں میرے بہت سے برٹش و ہندوستانی دوست و احباب ہیں (نعرۂ خوشی)
جنکی تندرستی و ترقی کا مشاہدہ میری رضامندی کا باعث ہے۔ چنانچہ مجھکو اِس امر سے
نہایت مسرت ہوئی کہ مَیں نے ہندوستانی فوج کو پھر معاینہ کیا (نعرۂ خوشی)
آپ حضرات واقف ہوں گے کہ میرا پہلا تعلق فوج بنگال سے تھا۔ کیونکہ اُس زمانہ
میں وہ اِس ڈویژن کی کمان میں تھی۔ اِس کے بعد چار سال کے قریب تک مَیں
کمان ہی پر رہا۔ لھٰذا مجھکو کسی ایک پریسیڈنسی سے نہیں بلکہ تمام ہندوستان سے
دلچسپی ہے۔ بارہ برس اُدھر جب میں ہندوستان میں تھا تو تمام سرحدی فوج

ہمارے آنرڈسے سمندر کے تعلقات کی حفاظت میں باری باری شریک ہوئی۔ اور مَیں خوشی کے ساتھ خیال کرتا ہوں کہ جنوبی افریقہ یا چین یا سرحدات ہند پر جہاں کہیں فوج ہند کی حاجت ہوئی اُس نے وہاں جاکر اپنی ناموری بخوبی قائم رکھی۔ اور مَیں باطمینانِ تمام کہتا ہوں کہ اور سلطنتوں کی تمام فوجیں بھی ہندوستانی فوج کی عزّت و توقیر کرتی ہیں (زور سے نعرۂ خوشی) یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ اگر کسی فوج کو میدانِ جنگ میں جانے کا موقع نہیں ملتا تو اُس میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ خصوصاً ہندوستانی فوج سالہا سال ہندوستان ہی میں رہے تو اُس کے لئے بڑا ہے۔

اَب مَیں ڈچز کیطرف سے بیان کرتا ہوں کہ وہ ہندوستان میں اپنے دوبارہ آنے سے نہایت محظوظ و مسرور ہوئیں اور نیز اِس امر پر بھی بہت نازاں ہیں کہ وہ آج کی مُبارک رسم میں موجود تھیں۔

اَب مَیں اُس بیان کے مُتعلق جو یور اکسیلنسی نے میرے بھیجنے کی نسبت کہا ہے یہ کہتا ہوں کہ وہ اُس خوشی کی نہایت قدر و منزلت کرتے ہیں جو اُنکو ہندوستان میں آنے اور آپکا مہمان ہونے سے ہوئی۔ اور مَیں اِس نئے سال کے روز آپ یعنے لارڈ کرزن سے یہ کہتا ہوں کہ ہم سَب آپ کی مہمان نوازی اور استقبال کے تہ دل سے ممنون اور شکر گذار رہیں۔ اور آپ سَب جنٹلمینوں کا شکریہ اِس امر کے لئے ادا کرتا ہوں کہ آپ سَب نے کِس طرح میرا جامِ تندرستی نوش فرمایا (نعرۂ خوشی)۔"

اِس کے بعد بخیر و خوبی جلسہ برخاست ہوا۔ اور سَب صاحبان اپنے اپنے کیمپوں کو تشریف لے گئے۔

فصل پنجم

اعزازِ جشنِ تاجپوشی

عین دربار کے دن یعنے یکم جنوری ۱۹۰۳ء کے اعزازی گزٹ میں مندرجہ ذیل اصحاب کے لئے خطابات مشتہر کئے گئے جو دہلی اور کلکتہ میں ٹھیک ایک ہی وقت میں شایع کردیئے گئے تھے۔

مشتہر کیا جاتا ہے کہ بمنظوری گورنمنٹ ہز مجسٹی مندرجہ ذیل ہندوستانی شہزادوں اور رئیسوں کی سلامی میں مندرجہ ذیل اضافہ ہوا ہے۔

(مستقل) نواب صاحب جنجیرہ — گیارہ توپ۔

(مستقل) سوبوا مقامات کنگ ٹنگ اور سونگٹی اور سیپا۔ نو توپ

(ذاتی) شنکر راو چمناجی پنت ساچیو مقام بہور۔ نو توپ

(ذاتی) مہارانا جسونت سنگھ جی ہری سنگھ جی مقام دیتا۔ نو توپ

(ذاتی) نواب امیرالدین احمد خاں صاحب کے سی۔ایس۔آئی مقام لوہارو۔ نو توپ

آرڈر آف دی باتھ

نائٹ گرینڈ کراس سول ڈویژن یعنی جی سی بی ہز ہائینس نظامِ دکن۔

کمانڈرانِ فوجی ڈویژن یعنی کے سی بی۔ میجر جنرل ایجرٹن کمانڈر افواج سرحد پنجاب اور کرنل آرتھر جارج ہمنڈ وی۔سی سی۔بی۔

اسٹار آف انڈیا

نائٹ گرینڈ کمانڈر یعنی جی سی ایس آئی۔ رائیٹ آنریبل لارڈ جارج ہملٹن وزیر ہند۔ اور ہز ہائینس راجہ سر راما درما صاحب بہادر والیِ ریاست کوچین

نائیٹ کمانڈر یعنی کے۔سی۔ایس۔آئی۔ آنریبل مسٹر ڈنزل ابٹسن ممبر کونسل۔
ریئر ایڈمرل ڈرمنڈی کمانڈر انچیف بحری۔ فوج ہز مجسٹی متعینہ مشرقی ہند۔
آنریبل مسٹر ہنری ونٹر بوتھم ممبر کونسل گورنر مدراس۔
آنریبل مسٹر جیمس منٹیتھ ممبر کونسل بمبی۔
آنریبل لفٹننٹ کرنل ڈانلڈ رابرٹسن ریزیڈنٹ میسور۔
آنریبل اینڈرو ایچ ایل۔ فریزر چیف کمشنر ممالک متوسط پریسیڈنٹ پولیس کمیشن۔
مسٹر ہوسکپییر بارنس سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ۔
سرجن جنرل ولیم ہوپہ پریسیڈنٹ مڈیکل بورڈ انڈیا آفس۔
کرنل سر کالن اسکاٹ مانکرف پریسیڈنٹ کمیشن آبپاشی۔
ہز ہائینس راجہ کرتی شاہ صاحب والی ریاست ٹیہری گڑھوال۔
کنور رنبیر سنگھ صاحب عم مہاراجہ پٹیالہ۔
کمپینین یعنی سی۔ایس۔آئی۔ آنریبل سر ایڈورڈ لا ممبر کونسل حضور گورنر جنرل
آنریبل مسٹر چارلس اسٹورٹ بیلی ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند۔
آنریبل مسٹر ایڈورڈ کینڈی جج ہائی کورٹ بمبی و ممبر کمیشن پولیس۔
آنریبل مسٹر گیبریل اسٹوکس چیف سکرٹری گورنمنٹ مدراس۔
میجر جنرل ٹریور ٹیلیمان سپکٹر جنرل توپخانہ جات ہند۔
مسٹر ہاروی ایڈمسن سی ایس جوڈیشل کمشنر بلندی برہما۔
آنریبل مسٹر ڈبلیو ایچ ایل امپی قائم مقام چیف سکرٹری ممالک متحدہ۔
آنریبل مسٹر ولیم چارلس میکفرسن قائم مقام سکرٹری گورنمنٹ بنگال۔
کرنل سنٹ جارج کاربٹ گورے رائل انجنیر سرویر
لفٹننٹ کرنل منٹگمری کمشنر ڈویژن راولپنڈی واقع پنجاب و ممبر پولیس کمیشن۔

کرنل ہچینسن اسسٹنٹ فوجی سکریٹری معاملاتِ ہند محکمۂ جنگ۔

مسٹر رجنالڈ کریڈک سی ایس کمشنر ڈویژن جبلپور۔

میجر ہیوڈیلی صاحب ڈپٹی سکریٹری صیغۂ فارن۔

راجہ بن بہاری صاحب کپور مقام بردوان۔

نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علیخان صاحب ممبر کونسل صوبہ رئیس پہاسو ضلع بلند شہر۔

سردار بدن سنگھ صاحب مقام مالودہ ضلع لدھیانہ۔

شاہ وشہنشاہ کا ارادہ تھا کہ ہزہائینس راجہ بجے سین صاحب بہادر راجہ منڈی کو بھی نائیٹ کمانڈر بنایا جائے مگر راجہ صاحب ممدوح صوف نے ۱ دسمبر کو قضا کی۔

انڈین امپائر

نائٹ گرینڈ کمانڈر یعنی جی سی آئی ای۔ ہزہائینس مہاراجہ صاحب

ٹراونکور جی سی ایس آئی۔

نائٹ کمانڈر یعنی کے سی آئی ای۔ آنریبل سر سنبر لارنس جنکنس نائٹ

چیف جسٹس بمبئی۔

آنریبل مسٹر تھرکل وائٹ چیف جج چیف کورٹ لشیبی برہما رنگون۔

آنریبل مسٹر چارلس ٹیپر فنانشل کمشنر پنجاب۔

سرجن جنرل فرینکلن ڈائرکٹر جنرل مڈیکل سروس ہندوستان۔

آنریبل مسٹر فریڈرک نکلسن اوّل ممبر بورڈ ریونیو مدراس۔

مسٹر آرتھر ایڈن فینشا ڈائرکٹر جنرل پوسٹ آفس ہند۔

مسٹر والٹر روپیر لارنس پرائیوٹ سکریٹری حضور وائسرائے۔

مسٹر جان ایلٹ میٹرپولاجیکل رپورٹر گورنمنٹ ہند۔

آنریبل دھیراج نہار سنگھ صاحب والیٔ شاہپورہ ضلع راجپوتانہ۔

گنگا دھر راؤ گنیش صاحب عُرف بالا صاحب پٹوردھن رئیس میراج اعلیٰ شاخ واقع مُلکِ جنوبی مرہٹہ۔
مہاراجہ ہربلبھہ نرائن سنگہ صاحب مقام سون پرسا واقع بنگال۔
مہاراجہ پیشکار کشن پرشاد صاحب مدار المہام دکن۔
پورنایا نرائن سنگہ راؤ کرشنا مورتی صاحب دیوان میسور۔
مہاراجہ گودے نرائن صاحب گجاپتی مقام وزگا پٹم۔
کمپانین یعنی سی آئی ای۔ کرنل ڈی برتھ صاحب جنٹ سکریٹری صیغہ فوجی
آنریبل مسٹر پرتول چندر چٹرجی صاحب جج چیف کورٹ پنجاب۔
مسٹر فریڈرک میکلین ڈائرکٹر جنرل تاربرقی۔
مسٹر والٹر ڈی ونٹن چیف انجنیر وسکرٹری گورنمنٹ مدراس۔
کرنل وائن صاحب ایجنٹ چیف انجنیر بنگال ناگپور ریلوے۔
مسٹر ایل جرٹن ایسٹ قائم مقام کمشنر اضلاعِ مفوضہ حیدرآباد۔
لفٹنٹ کرنل کیمبل صاحب قائم مقام پولیٹکل ایجنٹ خلیج فارس۔
مسٹر ہربرٹ گارنڈف ڈپٹی سکرٹری صیغۂ لیجسلیٹو قائم مقام سکرٹری وائسرائے۔
لفٹنٹ کرنل ولیم لاک صاحب پرنسپل میو کالج اجمیر
لفٹنٹ کرنل بامفرڈ صاحب پرنسپل مڈیکل کالج کلکتہ۔
لفٹنٹ کرنل جان ہڈ ٹنگ صاحب کمانیر بہادر لائٹ ہارس۔
مسٹر ایڈورڈ گلس ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم بمبئی۔
مسٹر ہنری بوچیپ ایڈیٹر اخبار مدراس میل وشریف مدراس۔
ہرجی بہائی مانک جی رستم جی صاحب شریف کلکتہ۔
مسٹر بی مشیر زسابق مجسٹریٹ وکلکٹر وچیرمین میونسپلیٹی پٹنہ۔

مسٹر رابرٹ نیتھن سابق انڈر سکرٹری ہوم ڈپارٹمنٹ وسکرٹری کمیشن انڈین یونیورسٹی

میجر السکاک صاحب انڈین میڈیکل سروس سپرنٹنڈنٹ وعجائب خانہ ہند۔

مسٹر آرتھر ہل اگزیکٹیو انجنیر پریسیڈنسی بمبئی۔

ڈگلس ڈانلڈ صاحب کمانیر ساما نہ ریفل پلٹن کوہاٹ۔

جگدیش چندر بوس صاحب پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ۔

نواب محمد شریف خاں صاحب خان دیر۔

مہتر شجاع الملک صاحب مہتر چترال۔

میر محمد ناظم خاں صاحب میر ہنزہ۔

راجہ سکندر خاں صاحب راجہ ناگر۔

مسٹر ولیم ڈکسن کروک شینک سکرٹری وخزانچی بنک بنگال۔

مسٹر ٹی جے بینٹ ایڈیٹر اخبار ٹیمس آف انڈیا بمبئی۔

مسٹر جان اوبرائن رانڈرسن پروپرائیٹر اخبار انگلشمین کلکتہ۔

مسٹر ہنری ونڈن ایجنٹ گریٹ انڈین پنینشولا ریلوے۔

مسٹر سی ایچ ولسن مینیجر ہانگ کانگ شنگھائی۔

نبکنگ کارپوریشن ووائس پریسیڈنٹ کمیٹی رنگون۔

خان بہادر مولوی خدا بخش صاحب رئیس پٹنہ۔

راؤ بہادر شام سندر لال صاحب دیوان کشن گڑھ راجپوتانہ۔

رائے بہادر منشی بالمکنداس صاحب دیوان بہادر ممبر کونسل ریاست الور۔

مسٹر رابرٹ ہیربٹ ہنڈرسن سپرنٹنڈنٹ باغات چائے تارہ پور مقام کچھار۔

نواب حافظ محمد عبد اللہ خاں صاحب علی زئی مقام ڈیرہ اسمعیل خاں آنریری کمانیر

[illegible] بنگال۔

ہوکن کئی سا ہو اصاحب مقام مونگنئی جنوبی ریاستہائے شان۔

میر مہراللہ خاں صاحب ریسائی ناظم مکران واقع بلوچستان۔

آنریبل نواب فتح علیخاں صاحب قزلباش رئیس لاہور۔

پنڈت گنگادہر صاحب شاستری پروفیسر سنسکرت کالج بنارس۔

فریدون جی جمشید جی صاحب پرایوٹ سکرٹری مدارالمہام دکن۔

مسٹر چارلس ہنری ویسٹ پرسنل اسسٹنٹ ایجوٹنٹ جنرل ہند۔

شہنشاہ کا ارادہ تھا کہ سرجان وڈبرن متوفی لفٹنٹ گورنر بنگال کو بجلدوئے خدمات ہندوستان فائٹ گرینڈ کمانڈر یعنی جی سی آئی ای بنائے مگر سرجان موصوف نے ۱۲ نومبر کو کلکتہ میں بعہدۂ لفٹنٹ گورنری بنگال انتقال فرمایا۔

نیز شہنشاہ کا ارادہ تھا کہ مسٹر چارلس ہل کو بھی بجلدوئے خدمات محکمۂ جنگلات ہند کمپانین انڈین امپائر (سی آئی ای) کا اعزاز عطا کریں مگر انہوں نے ، نومبر کو بزمانۂ رخصت انگلستان میں قضا کی۔

ملک معظم نے مہربانی فرماکر مندرجۂ ذیل اشخاص کو نائٹ کا درجہ عطا فرمایا۔

نائٹ ھڈ۔ آنریبل جیمس ایکورتھ ڈیوس صاحب سی ایس جج ہائیکورٹ مدراس۔

آنریبل مسٹر ولیم اوبنس کلارک سی۔ ایس جج چیف کورٹ پنجاب۔

آنریبل مسٹر مانیگو ٹرنر پریسیڈنٹ چیمبر آف کامرس بنگال۔

لفٹنٹ کرنل کوپہ کمانیر کانپور والنٹیر رفل پلٹن۔

لفٹنٹ کرنل جیمس واکر صاحب دوم پنجاب والنٹیر پلٹن۔

ڈاکٹر جارج واٹ صاحب رپورٹر پیداوار ہند مہتمم نمائش۔

ہرکشن داس نروتم داس صاحب سابق شریف بمبی۔

مسٹر ولیم گاڈسل آڈیٹر حسابات انڈیا آفس۔

تمغۂ قیصر ہند

درجۂ اوّل۔ ہر اکسلنسی لیڈی کرزن رئیسہ گڈلسٹن بیگم حضور و الیسٹر ابہار۔
پادری سموئیل آنسٹ کیمبرج مشن دہلی۔
مسٹر البرٹ آشٹن ڈپٹی کمشنر بیرسٹ شمالی ہند۔
لفٹنٹ کرنل ڈاسن صاحب پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ پہاڑی مقامات میواڑ۔
کپتان جیولی ڈی لاٹ بنر ڈپٹی چیف انجنیر میسور۔
مسٹر جیمس ڈگلس مقام بمبئی۔
پادری جے پی گریہم کلمپونگ بنگال۔
پنڈت جوالا پرشاد صاحب مجسٹریٹ وکلکٹر جالون ممالکِ متحدہ۔
مسٹر کلیرنس کرک پیٹرک بیرسٹرایٹ لا ممبر میونسپل کمیٹی دہلی۔
لفٹنٹ کرنل اسٹیل لاین سول سرجن سپرنٹنڈنٹ پاگلخانہ دہاروار۔
مہربان جی کاؤس جی صاحب میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ رنگون۔
مسٹر جان لنبٹ سابق کنسرویٹر جنگلات برہما۔
میجر سیمپل آر۔ اے۔ ایم۔ سی۔ ڈایرکٹر پاسیٹور انسٹیٹیوٹ کسولی۔
پادری جے سیول مینجر سنٹ جوزف کالج ترچناپلی۔
پادری ڈیو ڈوٹن پرنسپل اسلاف کالج ناگپور۔

درجۂ دوم۔ مسز ایڈمز وائلی۔ بیوہ لفٹنٹ انڈین میڈیکل سروس بمبئی۔
پادری ایڈم اینڈریو مشنری یونائیٹڈ فری چرچ اسکاٹلینڈ چنگلپت۔
میر عزیز حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و ممبر میونسپل ڈسٹرکٹ بورڈ اٹاوہ۔
بابو بیجنا تھ صاحب گونکا ساہوکار و زمیندار مونگیر۔

مسٹر ایڈورڈ ہلنگن انسپ آئی سی ایس افسر بندوبست رائے پور ممالکِ متوسط۔
راؤ بہادر چنداسنگھ کانسگھہ آنریری مجسٹریٹ حیدر آباد سندھ۔
ٹھاکر درجن سنگھ صاحب ممبر کونسل ریاست الور۔
مسٹر جارج ای گلسم ہیڈ ماسٹر لارنس اسکول آبو۔
ریورینڈ فادر امیٹن فرینٹ سپرنٹنڈنٹ رومن کیتھلک جذامی خانہ رنگون۔
پادری رابرٹ جونس ولش مشن شیلانگ۔
مس ایف جانس مشن چرچ اسکاٹلینڈ گجرات۔
مس ایلن مچل امریکن بپٹسٹ مشن مولمین۔
مس ہیچین زنانہ مڈیکل مشن پشاور۔
مس مارگرٹ او ہارا کینڈسن پرسبٹیرین مقام دہار واقع وسط ہند۔
ڈاکٹر پینل مڈیکل مشنری چرچ مشنری سوسائٹی بنوں۔
بھائی رام سنگھ صاحب وائس پرنسپل میو اسکول صنعت لاہور۔
سنتوک سنگھ صاحب کرمی مالگذار ضلع رائے پور ملک متوسط۔
صغرا بی بی صاحبہ مقام بہار واقع پٹنہ۔
محمد ظہور الحسن صاحب ممبر مینوسپل بورڈ الہ آباد۔

مہاراج دھیراج۔ زمیندار بردوان کو موروثی خطاب۔

مہاراجہ۔ راجہ سر رام چندر بھنجدیو رئیس محال ضلع اڈیسہ (بطور ذاتی اعزاز)

مہارانی۔ رانی دہنکوریا صاحبہ ریاست بردوانی (بطور ذاتی اعزاز)۔

نواب بہادر۔ نواب خواجہ سلیم اللہ صاحب رئیس ڈھاکہ

راجہ۔ راؤ بہادر چیتر پتی سی ایس آئی۔ جاگیردار علی پورہ۔
راؤ بہادر ٹھاکر منگل سنگھ صاحب لاوہ۔

رائے جگندر و نرائن صاحب زمیندار لال گولہ مرشد آباد۔

لال رکھوج سنگھ صاحب منکاپور ضلع گونڈہ۔

نواب۔ خان بہادر سردار خیر بخش صاحب رئیس جرگہ مری بلوچستان۔

سردار قیصر خاں صاحب رئیس جرگہ مگاسی بلوچستان۔

نواب بیگم۔ بسم اللہ بیگم صاحبہ زوجہ نواب غلام محمد غوث خاں بہادر برادر پرنس کاٹ

شمس العلما۔ خاں صاحب مولوی سعادت حسین خاں صاحب پروفیسر مدرسہ کلکتہ

مفتی مولوی عبد اللہ صاحب اورینٹل کالج لاہور۔

مولوی عبد الحکیم صاحب اورینٹل کالج لاہور۔

مہامہو پادھیا۔ پنڈت سیوا چندر اسرب بھوما بھٹ پارہ چوبیس پرگنہ۔

دیوان بہادر۔ آین سرابنیم صاحب ایڈمنسٹریٹر جنرل افیشل ٹرسٹی مدراس اور کمشنر مدراس میونسپلٹی

ایم۔ آر۔ آر۔ رائے بہادر ایم بلاونکٹ راماناپوئی اورگل قائم مقام ڈسٹرکٹ سیشن جج کرنول۔

رائے بہادر سیٹھ کسنور چند صاحب ساہوکار بیکانیر۔

سردار بہادر۔ رائے بہادر گوپال سنگھ صاحب نائٹ کمانڈر بہاموٹا لین برہما ملیٹری پولیس۔

رسالدار پرتاب سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب۔

دیوان۔ رائے بہادر مہتہ جگ جیون صاحب دیوان جیسلمیر

خان بہادر۔ خاں صاحب دین محمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر قصور لاہور۔

خاں صاحب حاجی قلندر خاں صاحب گنڈاپور شمالی مغربی سرحدی صوبہ۔

حاجی محمد عبد الہادی بادشاہ صاحب میونسپل کمشنر مدراس۔

مولوی شمس الضحیٰ صاحب آنریری مجسٹریٹ صدر پنچ دوائس چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ بیربھوم۔
خان محمد نواز ولد غلام محمد طاہر تعلقہ دار البور سکھر۔
اردشیر دراب جی درباروالا لینڈ ہولڈر انبارہ گالون ضلع تھانہ۔
چودہری امیرحسن خاں صاحب سہسپور ضلع بجنور۔
مولوی مجید بخت صاحب مجموعہ دار آنریری مجسٹریٹ سلہٹ۔
ہرمزجی مانک جی صاحب بھونڈیوالہ ٹھیکہ دار آبکاری تاجر نمک بمبئی۔
نوروزجی کاؤسجی صاحب کلیان والہ اسسٹنٹ سرجن۔
راؤبہادر۔ چوبے جگت راؤ صاحب جاگیردار پالدیو۔
بلونت راؤ بھسکاٹے صاحب چیرمین میونسپلٹی برہان پور۔
راؤ صاحب نربھے سنگہ منڈلوئی سوہاگ پور۔
بابو سمنسار چند سین صاحب ممبر جیپور اسٹیٹ کونسل۔
تبلاگیی گوتھن درایندو دیوان ریاست سندور۔
دیا بھائی ہرجیوندا اس صاحب ناناوتی اکونٹنٹ جنرل ریاست بڑودہ۔
لالہ جنارد ہن سنگہ صاحب سکریٹری ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ریواں نیپالی۔
صوبہ چاری کرشنا راؤ ڈسٹرکٹ جج بنگلور۔
لبسوپلیٹ کرشنا یندو گارو۔ وائس پریسیڈنٹ گنتور۔
گھنوڑو بھائی گلاب بھائی وسائی سابق اگزیکٹو انجنیر محکمہ تعمیرات بمبئی۔
ددہومل چندی رام سابق ڈپٹی کلکٹر ضلع تارکانا۔
ہتورام سچانند صاحب سابق اسسٹنٹ جج شکارپور۔
ستی ہنومنتا گود صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ بلاری۔

آنا جی انیکار کرشنا سوامی انیکار اسسٹنٹ کمشنر محکمہ آبکاری مدراس۔

ورویٹی شیسہ گیری راؤ پنتو یوگا رد ہائی کورٹ وکیل کوکوناوا۔

ایم آر۔آر۔ ایم رنگا چار پروفیسر سنسکرت پریسیڈنسی کالج مدراس۔

مریشیر رگھو بانالیدے پوسٹل سپرنٹنڈنٹ بمبئی۔

پنڈت وشنو سداشیو باپت سبت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ٹیلیگراف۔

نرائن کینو اسٹیشن ماسٹر گریٹ انڈین پنینسولا ریلوے۔

رائے بہادر ما۔ ترائے صاحب جکر بہی سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ گورنمنٹ انڈیا۔

رائے صاحب بھیک چند آنریری مجسٹریٹ وممبر میونسپل کمیٹی کونسل کرنٹہ۔

صوبہ دار میجر ہر سنگہ تھاپا شمالی ریاستہائے شان بٹالین برہما ملٹری پولیس۔

صوبہ دار میجر کہر سنگہ رانا کانھلے یاقوت بٹالین برہما ملٹری پولیس۔

انسپکٹر ہری سنگہ انڈمان ونکوبار ملٹری پولیس۔

بابو جوگیش چندر متر سابق ڈسٹرکٹ وسشن جج ڈھاکہ۔

لالہ نند کشور صاحب انسپکٹر مدارس جالندہر۔

لالہ موتی رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملک متوسط۔

بابو سیتا ناتھ رائے صاحب کلکتہ۔

بابو راجندر چندرا صاحب شاستری بنگال لائبریری۔

منشی تخت سنگہ صاحب ہاٹ۔ ملک متوسط۔

بابو سورج کمار چودہری سینیئر سپرنٹنڈنٹ محکمۂ مال تجارت۔

بابو کدار ناتھ مکرجی ہوس ہولڈر وایڈیکانگ آفس گورنمنٹ ہوس۔

خان صاحب۔ مولوی محمد مجیب اللہ صاحب ایس چیرمین میونسپل بورڈ گورکھپور

محمد نعیم خان صاحب کیلاس پور ضلع سہارنپور۔

میر رحیم خاں صاحب جرگہ گرو بلوچستان۔

حاجی مُلّا مشتاق صاحب جوگی زئی ژوب۔ بلوچستان۔

منشی محبوب عالم صاحب سپروائزر الہ آباد فیض آباد ریلوے۔

میر عالم قاضی صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہری پور ضلع ہزارہ۔

شیخ امام الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ جموں۔

میر اکبر شاہ صاحب سابق تحصیلدار پشاور۔

پنشو تن جی دراب جی انجن ڈریور گریٹ انڈین پنینشولا ریلوے۔

رائے صاحب۔ بابو ہرن چندر ارکھت صاحب کلکتہ۔

درشن سنگھ صاحب زمیندار ضلع پیلی بھیت۔

دینا یال صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ لکھنؤ۔

لالہ رلیارام صاحب آنریری اسسٹنٹ اگزامینر پبلک ورکس اکونٹس پنجاب۔

لالہ شیو پرشاد صاحب اسسٹنٹ ناردرن انڈیا سالٹ ریونیو ڈیپارٹمنٹ۔

لالہ رادھا کشن صاحب ممبر میونسپل کمیٹی پشاور۔

لالہ کنج بہاری صاحب تھاپر سکرٹری ٹیکسٹ بک کمیٹی لاہور۔

بابو سریندرو ناتھ صاحب گپتا۔ آنریری اسسٹنٹ انجنیر آسام۔

بابو چارہ چندر صاحب اسٹر خزانچی و محاسب فارن ڈیپارٹمنٹ۔

بابو فندرا موہن صاحب باسو ہیڈ کلرک میٹرولاجیکل آفس کلکتہ۔

لالہ جانکی پرشاد صاحب سپروائیزر محکمہ تعمیرات شملہ۔

تدھی رام صاحب نائب مالگذار بلیسری ممالک متوسط۔

تارک ناتھ صاحب گھوس اسسٹنٹ سرجن پرنس آف ویلز ہاسپٹل بنارس۔

کمود بہاری منتو صاحب سول ہاسپٹل اسسٹنٹ بنگال پریسیڈنسی۔

بابو دربھہ چند صاحب مجموعہ دار سابق سب اسسٹنٹ آڈیٹر ایسٹ انڈیا ریلوے۔

بابو ہریچندر صاحب سب انجنیر کالکا شملہ ریلوے۔

منشی گوبند جیون صاحب خزانچی و میر منشی اوّل بنگال لانسر

جاگیراتِ حین حیات

سر آینگر جج مدراس ہائی کورٹ پانچہزار روپیہ سالانہ۔ بابو سرینواس پنشنر انسپکٹر مدراس بارہ سو روپیہ سالانہ۔ مادھو راؤ سردارِ دکن تین ہزار روپیہ سالانہ۔ خان بہادر قاضی جلال الدین خاں سی آئی ای۔ پولیٹکل ایڈوائزر خاں صاحب قلات کو بارسو پچاس روپیہ سالانہ کی جاگیرات اور مسٹر وار برٹن صاحب انسپکٹر جنرل پولیس پٹیالہ کو بیس مربع زمین۔ رائے بہادر لالہ دولت رام صاحب پنشنر افسر ڈاکخانجات کو پندرہ مربع زمین۔ خان بہادر احمد یار خاں صاحب وزیر اعظم بس ہیلہ کپندرہ مربع زمین بلا اخذ نذرانہ۔

فوجی اعزاز و انعام

۱۔ ہز مجسٹی نے انڈین سٹاک کورز کا لقب منسوخ فرمایا۔ آئندہ سے انڈین سٹاکورز کے آفیسر آفیسرز آف دی انڈین آرمی کھلائینگے۔

۲۔ ہز مجسٹی نے ازراہِ الطافِ خسروانہ حکم صادر کیا ہے کہ انڈین آرمی کے دیسی آفیسروں کی ہر سال ایک محدود تعداد ہز مجسٹی کے آرڈرلی آفیسر ہز مجسٹی مقرر ہو کر حاضر خدمت عالی رہا کریں اور یہ انتظام سالِ رواں سے کیا جائے۔ جو آفیسر ہز مجسٹی کے آرڈرلی آفیسر ہونیکی عزت حاصل کرینگے۔ اُنکے لئے حسبِ ذیل قواعد ہیں۔ (۱) ہر سال ۶ دیسی آفیسر آرڈرلی آفیسر مقرر ہوا کرینگے وہ ماہِ اپریل سے اگست تک لنڈن میں رہا کرینگے اور ہر سال نیا انتخاب ہوا کریگا۔ نصف آرڈرلی آفیسر رسالوں سے اور نصف پیدل پلٹنوں۔ توپخانہ اور سفر مینا سے لئے جایا کرینگے۔ (۲) انکو شاہی قصر بکنگہم کے قریب رہائش کی جگہ دیجائیگی (۳) یہ آرڈرلی افسر لنڈن میں اسسٹنٹ ملٹری سکرٹری معاملاتِ ہند کی

عام نگرانی نہیں رہینگے - اور ایکوا لری شاہی کے ماتحت ہوں گے (۲) یہ لوگ عساکر رجمنٹ کی وردی پہنا کرینگے مگر خاص خاص تقریبوں پر خاص وردی -

۳ - تمام رسالدار میجروں اور صوبہ دار میجروں کو پنشن یاب ہونے پر اگر اُنکے پاس فرسٹ کلاس آرڈر آف برٹش انڈیا ہے تو اُن کو آنریری طور پر کپتان کا رینک ملا کریگا - اور باقی تمام نیٹو آفیسروں کو اگر اُنہیں آرڈر آف برٹش انڈیا درجہ اوّل حاصل ہے تو ریٹائر ہونے پر اعزازی طور پر لفٹنٹ کا رینک دیا جائیگا -

۴ - چونکہ ہز مجسٹی کو دیسی فوج کی خدمات کی بہت قدر ہے اسلئے بہ تلطفِ شاہانہ آرڈر آف برٹش انڈیا کی پچاس اسامیاں عارضی طور سے اور بڑھائی گئی ہیں - دس درجہ اوّل کی اور چالیس درجہ دوم کی - اس آرڈر کا اعزاز جس کو دیا جائیگا اُس کے ترقی پانے پر یا فوت ہونے پر یہ اعزاز جاتا رہیگا -

۵ - امپیریل سروس افواج کی خدمات کی قدر دانی میں ہز مجسٹی نے آرڈر آف برٹش انڈیا کی تیس اسامیاں منظور کی ہیں - دس اوّل درجہ کی اور بیس درجہ دوم کی - اس آرڈر کے حاصل کرنیوالوں میں ایکٹو سروس اور پنشنر دونوں شامل ہوں گے - یہ اسامیاں آنریری ہونگی اور اُنکے متعلق سرکارِ انگریزی سے کوئی الاؤنس نہیں ملیگا - لیکن جو الاؤنس بالفعل ملتے ہیں وہ موجودہ ممبران کو تاحین حیات ملتے رہیں گے یہ آرڈر وہی ہے جو ریگلر آرمی کے آفیسروں کو ملتا ہے -

۶ - ایک غیر معمولی نمایاں خدمت کا تمغہ مع ۲۵ روپیہ انعام کے دفعداروں اور حوالداروں کے لئے مقرر کیا گیا ہے جو حسبِ ذیل تقسیم کے موافق دیا جائیگا - ہر ایک رجمنٹ کیولری سفرمینا اور انفنٹری بٹالین (مع نو کل کوز) کو ایک تینوں باڈی گارڈ رسالوں اور عدن ٹروپس کو ا - پنجاب سرحدی فورس کی چار باٹریوں اور سرحدی گیریزن آرٹلری کو ا - دیسی پہاڑی باٹریوں کو ایک - حیدرآباد کنٹنجنٹ کی ۴ باٹریوں کو ا - برٹش پہاڑی

باڑی کے دیسی ڈرائیور اسٹبلشمینٹ کو۔ ا

۷۔ دیسی فوج کے افسروں اور عہدہ داروں اور سپاہیوں کو ملبی نوکری اور نیک چلنی کا ایک زائد تمغہ مع ۲۵ روپیہ انعام اس تقسیم کے ساتھ دیا جائیگا۔ ہر ایک رسالہ اور سفرمینا اور انفنٹری بٹالین (مع لوکل کورز) کو ۲۔ تینوں باڈی گارڈ رسالوں اور عدن ٹروپس کو ا۔ پنجاب سرحدی فورس چار باٹریوں اور گیریزن آرٹیلری کو ۲۔ ۶ دیسی پہاڑی باٹریوں کو ۲۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی چار باٹریوں کو ا۔ برٹش پہاڑی باٹریوں کے دیسی ڈرائیور اسٹبلشمینٹ کو ا۔ رائل ہارس آرٹلری اور رائل فیلڈ آرٹیلری اور امیونشن کالم یونٹوں کے دیسی لڑائی کرنیوالے آدمیوں کو ۴۔ بحری فوج کے لشکروں کو جس میں سرنگ اور ٹلنٹڈل بھی شامل ہیں ا۔

۸۔ فقرہ ۶ و ۷ میں جن تمغوں کے دینے کا ذکر ہے وہ صرف ۱۹۰۳ء کے لئے ہوں گے۔

۹۔ ایک نقد رقم بطور انعام کے تمام برٹش اور دیسی فوجوں کو حسب تفصیل ذیل عطا کی گئی ہے۔ یہ روپیہ ایسے طور پر صرف کیا جائیگا جس طرح صاحبان کمانڈنگ آفیسر مناسب خیال کریں رائل ہارس آرٹیلری کی باٹری کو ۵۰ روپیہ۔ رائل فیلڈ آرٹیلری کی باٹری کو ۴۰ روپیہ۔ رائل گیریزن آرٹیلری کی ہر ایک کمپنی کو ۷۰ روپیہ۔ پہاڑی توپخانہ کی باٹری کو ۴۰ روپیہ۔ برٹش رسالہ کو ۱۳۰ روپیہ۔ برٹش انفنٹری بٹالین کو ۱۵۰ روپیہ۔ یورپین سفرمینا کو ایک روپیہ فی کس۔ دیسی پہاڑی باٹری کو ۲۰ روپیہ سرحدی گیریزن آرٹیلری ۳۵ روپیہ۔ فیلڈ باٹری حیدرآباد کنٹنجنٹ ۳۵ روپیہ۔ باڈی گارڈ کو ۲۰ روپیہ۔ دیسی رسالہ کو ۱۵۰ روپیہ۔ گائڈ فوج کو ۲۰۰ روپیہ۔ دیسی انفنٹری بٹالین کو ۲۰۰ روپیہ۔ دیولی ایرنپورہ فورس کو ۴۰ روپیہ۔ مالوہ بھیل کورز کو ۱۵۰ روپیہ۔ عدن ٹروپس کو ۴۰ روپیہ۔ نیپال اسکورٹ کو ۲۰ روپیہ۔ لوکل کورز علاوہ مذکورہ بالا کو ۲۰۰ روپیہ۔ پینشن سفرمینا کو ۴۰ روپیہ۔ پہاڑی توپخانہ کے دیسی اڈرکو ۳۵ روپیہ

کورز آف سب مراین کو ۲۵ روپیہ۔ کوسٹ ڈیفنس لشکروں کو ۱۰ روپیہ۔ امیونشن کالم کے ہیڈ کوارٹر یونٹس کے دراہیوں کو ۷ روپیہ فی یونٹ۔ ساحلِ سمندر کی حفاظت کرنے والے لشکروں کو ۵ روپیہ فی یونٹ انڈین سب مائن ماننگ کمپنی کے برٹش عہدہ داروں کو ایک روپیہ فی کس۔

۱۰۔ دیسی پہاڑی باٹریوں کی قابلِ قدر خدمات کے صلہ میں کوئٹہ پہاڑی باٹری جالندھر۔ لاہور۔ گجرات۔ مری۔ ایبٹ آباد پہاڑی باٹریوں کو ایک زمرہ میں میں شامل کیا گیا ہے۔ اور انکو حسب ذیل رعائتیں دی گئی ہیں۔ (۱) ۲ باٹریوں کے سینیر صوبیداروں کو صوبیدار میجری کا رینک اور تنخواہ ملا کرے (۲) برٹش آفیسرز جبکہ وہ ڈیرہ اسمعیلخاں۔ بنوں یا وادی توچی میں مقیم ہوں تو سال بھر میں بجائے دو ماہ کے تین ماہ کی رعایتی رخصت کے حقدار سمجھے جائیں۔

۱۱۔ اس مبارک تقریب پر بطور نشان ترحم شاہی کے برٹش اور نیٹو ملٹری مجرموں کی خاص جماعت یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو علی الصباح رہا کی گئی ہے اور بعض کی سزائیں کم کی گئی ہیں جس کی بابت حضور کمانڈر انچیف بہادر نے احکامات نافذ فرمائے۔

۱۲۔ حضور کمانڈر انچیف بہادر مندرجہ بالا حکم کے عملدرآمد کے متعلق مزید احکام نافذ کرینگے۔ دیسی فوج میں حسب ذیل ترقیاں اور آرڈر آف برٹش انڈیا عطا کیا گیا ہے۔ (۱) لاہور پہاڑی باٹری کے صوبیدار شیر سنگھ سردار بہادر منصب صوبیدار میجری پر بطور سپر نیومرری تعینات ہوئے۔ (۲) اول بمبئی لانسرز کے رسالدار رام چندر راؤ مہاڈک سردار بہادر بطور سوپر نیومرری رسالدار میجری پر مامور ہوئے (۳) ۴ بنگال لانسرز کے جمعدار دھنگری بطور سوپر نیومرری رسالداری پر تعینات ہوئے (۴) حسب ذیل آفیسرز بطور سوپر نیومرری صوبیداری یا رسائیداری پر

ترقی یاب ہوئے - ۱۸ بنگال لانسرز کے جمعدار گل نواز خان اوّل لانسرز حیدرآباد کنٹنجنٹ کے جمعدار کیہر سنگھ - سوم بمبئی انفنٹری کے جمعدار بہادر ساونت میر واڑہ بٹالین کے جمعدار بنّا - اوّل برہمن انفنٹری کے جمعدار گنگا دین پانڈے (۵) آرڈر آف برٹش انڈیا درجہ اوّل مع خطاب سردار بہادر حسبِ ذیل دیسی افسروں کو عطا ہوا - اوّل مدراس لانسرز کے رسالدار میجر محمد بیگ بہادر - ۱۵ بنگال لانسرز کے رسالدار میجر معزالدین خان بہادر - ڈیرہ جات پہاڑی باڑی کے صوبیدار غلام محمد بہادر اوّل مدراس لانسرز کے رسالدار میجر شیخ فرید بہادر - ۱۴ بنگال لانسرز کے رسالدار میجر لہنا سنگھ بہادر - اوّل برہمن انفنٹری کے صوبیدار بہولا تیواری بہادر - ۲۰ پنجاب انفنٹری کے صوبیدار طرہ باز خاں بہادر - بنگال سفرمینا کے صوبیدار جگ سنگھ بہادر - مدراس سفرمینا کے صوبیدار میجر ہیرا سنگھ بہادر -

دربار کے دن قیدیوں کی رہائی

اسی ضمن میں یہ بھی لکھدینا ضروری ہے کہ حضور وائسرائے و گورنر جنرل کشورِ ہند نے از راہِ ترحم و الطاف ہندوستان کے تمام جیلخانوں سے بہت سے دیوانی اور فوجداری کے قیدی اور جزیرۂ انڈمان کے دائم الحبس قیدیوں کو رہا فرمایا - ہندوستان کے جیلخانوں میں سے ۱۰ فیصدی فوجداری کے نیک چلن قیدی رہا ہوئے - انکی تعداد ۹ ہزار ایک سو ۳۴ ہے - برہما کے ۱۲۷ قیدی جو ڈکیتی وغیرہ کے جرائم میں قید تھے رہا ہوئے -

(۱) علاوہ ازیں از راہِ ترحم خسروانہ حضور وائسرائے نے تمام ہندوستان کے جیلخانوں میں سے ۱۲۳۵ مجرم قیدی عورتوں کو جنکے جرائم سنگین تھے رہا فرمایا - اور (۲) ۴ ہزار ۹ سو ۹ - ایسے قیدیوں کو رہا فرمایا کہ جنکی میعادِ قید ایک ماہ یا اس سے کم تھی - اور جنکی یکم جنوری سنہ حال کو نصف میعاد گذر چکی تھی - اور

(۳) ۲۷۰۳۔ ایسے قیدیوں کو رہا فرمایا کہ جن کی میعادِ قید چھ ماہ سے زاید نہ تھی اور جنھوں نے قحط میں بھوکوں مرنے کی وجہ سے جرائم کئے تھے۔

(۴) جزیرۂ انڈمن (کالے پانی) کے ۲۳۵ دائم الحبس قیدیوں کو جن میں عورت و مرد دونوں قسم کے قیدی تھے۔ حضور وائسرائے نے پوری آزادی کے ساتھ رہا فرمایا اور ۱۳ دائم الحبس قیدیوں کو جو ڈکیتی کے جرائم میں دائم الحبس ہوئے تھے مشروطیہ رہائی عطا فرمائی۔ کالے پانی سے ۵۰۰ کے قریب دائم الحبس رہا ہوئے۔

(۵) علاوہ ازیں حضور وائسرائے نے ازرہِ مرحمتِ خسروانہ و نوازشِ شاہانہ ہندوستان کے تمام جیلخانوں کے ان زائد المیعاد قیدیوں کے بارہ میں کہ جنکو حفظ امنِ عامہ کے لحاظ سے بالفعل رہا کرنا مناسب نہیں ہے یہ حکم نافذ فرما دیا ہے کہ ان کی میعادِ قید میں بحساب ہر سال ایک ماہ کی معافی دیدیجایا کرے۔

(۶) جزیرۂ انڈمان کے باقیماندہ دائم الحبس قیدیوں کی بابت حضور وائسرائے نے یہ رعائتیں فرمادی ہیں کہ جو قیدی نیک چلن رہے ہیں اُنپر قید کی سختی کم کردیجائے۔ اور اگر اُنکا چال چلن اسیطرح عمدہ رہا تو اُنکے ساتھ اَور رعائتیں کیجائینگی۔ حضور وائسرائے نے عدالت دیوانی کے اُن قیدیوں کے لئے کہ جو قرض ادا نہ کرنیکی وجہ سے قید میں یہ احکام نافذ فرمائے کہ ایسے کُل قیدی کہ جنکے قرضہ کا کُل روپیہ ایک سو روپیہ سے زیادہ نہو بشرطیکہ وہ غریب اور نادار ہوں۔ مکر سے غریب نہ بنے ہوں اُنکو بھی ہندوستان کے جیلخانوں سے رہا کردیا جائے۔ اور سرکاری خزانہ سے اُنکے قرضہ کا روپیہ ڈگریداروں کو دیدیا جائے۔ چنانچہ ایسے ۱۳۲ دیوانی کے قیدی رہا کئے گئے۔ اُنکے قرضہ کی کُل تعداد ۵۹۰۰ روپیہ تھی۔ یہ روپیہ گورنمنٹ نے ڈگریداروں کو ادا کردیا۔

(۷) مذکورۂ بالا قیدی کہ جو تخت نشینی کے دربار کی خوشی میں یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو ہندوستان کے تمام جیلخانوں اور جزیرۂ انڈمان سے رہا ہوئے انکی تعداد ۱۶۰۰۰ افراد ہے۔

فصلِ ششم

دیسی رؤساء و اُمراء کی گارڈن پارٹی

بتاریخ ۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

جس طرح یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو فراغتِ دربار کے بعد بوقتِ شب یوروپین مہمانوں سفرائے دولِ خارجہ اور معزز عائدین و حکّام سرکاری کو دعوت دی گئی تھی۔ اُسی دستور کے مطابق دوسری جنوری کی سہ پہر کو قدسیہ باغ میں حضور وائسرائے کیطرف سے سرکاری طور پر دیسی رؤساء و اُمراء کو بھی ایک گارڈن پارٹی دیگئی جس میں گو کوئی دعوت کا انتظام تو نہ تھا۔ مگر فواکہات اور شیرینی وغیرہ کی اقسام سے ایسی چیزیں جو ایسی پارٹیوں کا جزو لاینفک ہو چکی ہیں یہ سب موجود تھیں۔ ہندو اور مسلمانوں کے لئے الگ الگ اہتمام کیا گیا تھا جس کو منتظمین نے نہائت سلیقہ سے فراہم کر رکھا تھا۔ گو دیسی رؤساء میں ابھی تک وہ بے تکلفی پیدا نہیں ہوئی۔ کہ وہ یوروپین صاحبوں کیطرح بلا حجاب خورد و نوش کا سلسلہ جاری کر دیں۔ اور ایسے ریفرشمنٹ روموں سے فایدہ اُٹھا سکیں کیونکہ ایشیائی داب کے مطابق جبتک میزبان خود اصرار اً کسی چیز کیلیے نہ کہے خود بخود ہاتھ بڑھانا رائج نہیں ہے۔

قدسیہ باغ میں جہاں اِس پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ مہمانوں کی آمد آمد حسبِ دستور وقتِ مقررہ سے پہلے ہی شروع ہو گئی تھی۔ کیونکہ اُنکے نزدیک یہ بھی ایک سرکاری تقریب تھی۔ اور واقعی بھی چونکہ اِس میں مختلف صوبوں کے قایم مقاموں کو حضور وائسرائے اور عالیجناب ڈیوک آف کنیاٹ بہادر

کے حضور میں اپنے اپنے صوبہ کے حکّامِ اعلیٰ نے پیش کرنا تھا۔ اس لئے اسکی وقعت بجائے گارڈن پارٹی کے درباری صورت میں ترقی ہو گئی تھی۔

بہرحال جب تمام دیسی رؤساء اور سرحدی و بلوچی سردار وغیرہ سب آ گئے تو انگریزی افسروں کی آمد آمد شروع ہوئی جنمیں نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب۔ لفٹنٹ گورنران بنگال و صوبجات متحدہ و برہما۔ چیف کمشنران سرحدی و آسام وغیرہ اور آنریبل ایجنٹانِ گورنر جنرل بہادر راجپوتانہ۔ بلوچستان و متوسط۔ ممبرانِ کونسل حضور وائسرائے۔ گورنرانِ مدراس و بمبئی وغیرہ وغیرہ سبھی عالی قدر حکّامِ ذی شان کو سمجھنا چاہیئے۔ جنکے بعد عالیجناب ڈیوک اوف کنیاٹ بہادر اور حضور وائسرائے بہادر تشریف لائے۔ جنکو حسبِ معمول پہلے تو فوجی دستے نے سلامی دی۔ جس کے ساتھ ہی باجے نے بھی سُریلی آواز میں خوش آمدید کہا۔ اور ڈاکٹر جارج واٹ صاحب مُہتمم نمائش مع معزز حکّام کے آپکو شایانِ استقبال کے ساتھ باغ میں لے گئے۔ جہاں حاضرین کا ایک جمِ غفیر آپکے سلام کو موجود تھا۔ اور جن سب کو علاقہ وار ہر ایک صوبہ کے لفٹنٹ گورنر صاحب نے آپ کے روبرو پیش کیا چنانچہ سرحدی سرداروں کو چیف کمشنر صاحب صوبۂ سرحدی نے۔ اور بلوچی سرداروں کو ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان نے آپکے حضور میں پیش فرمایا۔

جن سب کا سلام حضورِ ممدوح نہایت شوق و اخلاق سے قبول فرماتے بلکہ دو دو لفظوں میں مزاج پرسی بھی کرتے جاتے تھے۔ علیٰ ہذا ڈیوک اوف کنیاٹ بہادر بھی ہر ایک دیسی سردار سے نہایت ہی تپاک کے ساتھ اظہارِ لطف و عنایت کرتے جاتے تھے۔ اور دونوں صاحب ہر ایک ایسے پیش ہونیوالے کو جسے اس سے پہلے کبھی ایک دفعہ بھی اُنسے شناسائی کا موقع مل چکا ہو

بیک نگاہ بے تکلف پہچان لینے سے اپنی قوت حافظہ کا ثبوت دیدیتے تھے جسے دیسی رؤساء و اُمرائے ہند بہت کچھ غنیمت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اکثر یوروپین حکّام اپنے ملاقاتیوں کو "ویل تمہارا کیا نام" کہہ کے ملنے کے عادی ہیں لیکن برخلاف اس عادت کے جب حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحب اس طرح اپنے سابقہ ملاقاتیوں سے پیش آئے تو ہندوستانی رئیسوں اور سرداروں کے دِل بلیوں بڑھ گئے۔

یہ ملاقاتی کارروائی قریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ جس کے بعد حضورین ممدوحین اِدہر اُدہر گلگشت فرماتے مع الخیر کیمپ کو واپس تشریف لے گئے۔ اور استقبال کیطرح مسٹر جارج واٹ صاحب نے مشایعت بھی ویسے ہی طریق پر کرکے آپکو گاڑی پر سوار کرایا۔ باجہ اور فوجی گارڈ نے بھی معمولی طور پر سلامی اُتاری تعجب ہے کہ لارڈ کرزن بہادر ایسے مشہور بولنے والے نے کوئی تقریر اس موقع پر نہ فرمائی جس کی ضرورت تھی۔ لیکن اصلیت یوں ہے کہ دربار اور دعوت کی زوردار تقریروں سے آپ تھکے ہوئے تھے۔ ورنہ کچھ نہ کچھ ضرور گل افشانی فرماتے اس کے بعد کی تاریخوں میں قریباً ہر روز کسی نہ کسی پریسیڈنسی کے گورنر یا لفٹننٹ گورنر اور کمینڈر انچیف صاحب کے ہاں حکّام و عمائدین سلطنت انگریزی کی دعوتیں ہوتی رہیں جنمیں حضور وائسرائے اور ڈیوک اوف کنیاٹ بہادر بھی شریک ہوتے رہے۔ مگر ان دعوتوں میں چونکہ کوئی درباری کارروائی نہوتی تھی اور دیسی رؤسا و اُمرا بھی شریک نہ ہوتے تھے اسلئے اِنکی جداگانہ کیفیت لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی

فصل ششم

بتاریخ ۲۔ جنوری ۱۹۰۳ء وقت شب

روشنی اور آتشبازی دہلی میں

جس کامل اہتمام اور پوری آن بان کے ساتھ ۲ جنوری کو بوقت شب یہ عجیب خوش آیند اور خوشنما نظارہ دیکھنے میں آیا وہ نہ صرف دہلی کے لئے بلکہ تمام ہندوستان کے لئے ایک دل افروز تاریخی واقع کہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہندوستان میں اس سے پہلے بھی اگرچہ آتشبازی اور روشنی کی بہاریں بڑے اہتماموں سے دیکھی اور دکھائی گئی ہیں۔ مگر یہ روشنی اور آتشبازی دونوں ولایتی ایجاد کے باعث ہندوستانیوں کے لئے نئی چیزیں تھیں۔ اور عام لوگوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھیں۔ آتشبازی اور برقی روشنی کی طیاری کا ٹھیکہ انگریزی کمپنیوں کو دیا گیا تھا۔ جس پر بیش قرار صرف بھی آیا۔ یعنے صرف آتشبازی کا بل تیس ہزار روپیہ کا تھا۔ جس کا نظارہ ڈیڑھ دو گھنٹے سے زیادہ کا نہ تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے اکثر اخبارات معترض بھی ہوئے۔ کہ اس سے ہندوستانی آتشبازوں کو جو عرصہ سے اس تقریب پر فایدہ اٹھانے کے خیال میں تھے۔ کوئی نفع نہیں ہوا لیکن جب اس پہلو کو دیکھا جائے کہ لارڈ کرزن بہادر اس دربار کو اور اس کے سازوسامان کو نہایت ہی اعلیٰ اور قابلِ دید بنانا چاہتے تھے۔ اور اس کے ساتھ اس کا بھی لحاظ کیا جائے کہ معمولی تیل اور دیسی آتشباز یہ ندرت پیدا ہی نہ کر سکتے تھے۔ جو اس برقی روشنی اور ولایتی آتشبازی سے پیدا ہو گئی تھی۔ تو پھر یہ اعتراض خود بخود ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس کے سوا یہ بات بھی قابلِ غور ہے۔ کہ حضور وائسرائے اس تقریب کو بالکل اسی ڈھنگ پر ادا کرنا چاہتے تھے۔

جیسا کہ ولائت میں ہوا ہے۔ چنانچہ وہاں بھی آتشبازی کا ٹھیکہ اسی کمپنی کا تھا اور روشنی بھی برقی ہی ہوئی تھی۔ بہرحال ۲ جنوری کی شام کو دہلی کے بازار و قلعہ معلّےٰ۔ ریلوے سٹیشن اور دوسری مشہور عمارات اور سنٹرل کیمپ پر اس عالم افروز روشنی سے ایک نورانی سماں دکھائی دیتا تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک عجیب قسم کا چمکیلا۔ سفید۔ نظر فریب اور خوشنما مہتاب ہے۔ جو در و دیوار کو یکساں منوّر کر رہا ہے۔ جسمیں نہ تو کوئی حدّت ہے نہ بدبو۔ اور نہ کمی بیشی۔ جامع مسجد کے چکّر اور چاندنی چوک میں ان مہتابی لیمپوں کی بہار خاص طور پر لائقِ دید تھی۔ اور چونکہ آتشبازی کی لین ڈوری بھی جامع مسجد کے مشرقی دروازہ کے سامنے قلعہ کے اس طرف ہی لگی ہوئی تھی۔ اسلئے یہی ایک ایسا موقع تھا جہاں سے لوگ اس کا نظارہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ حضور وائسرائے۔ ڈیوک صاحبان اور دوسرے جلیل القدر اعیان و افسران گورنمنٹ اور ولائیتی مہمانوں اور سفرائے دول خارجہ کے لئے تو جامع مسجد کے دالانوں اور چھتوں پر کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ اور دیسی مہمانوں کے لئے مسجد کے سامنے ایک وسیع شامیانہ کے نیچے نشستوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اور اسکے سوا بلا سایہ بھی کچھ بنچیں بچھا دی گئی تھیں۔ عام وزیٹر اور تماشائی جامع مسجد کی سیڑھیوں اور اُس عارضی گیلری کے لئے ٹکٹ لے چکے تھے۔ جو جلوس کے موقع پر بنائی گئی تھی اس کے علاوہ آس پاس کے مکانات لوگوں نے کرایہ پر لے رکھے تھے۔ اور آتشبازی کے گرد و پیش کا میدان اور بازار عوام کے لئے وقف تھا جس پر شام سے بھی پہلے لوگوں نے آ کر قبضہ جمانا شروع کر دیا تھا۔ جامع مسجد کی گیلری کے ٹکٹ یافتہ بھی شام سے پہلے ہی پہنچ پہنچ کر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھنے شروع ہو گئے تھے اور مہمانوں کی آمد آمد بھی شام کے بعد مگر آتشبازی کے وقت مقررہ سے

بہت پہلے ہو رہی تھی۔ البتہ والیانِ ریاست میں سے بہت کم صاحبان تشریف فرما ہوئے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ممتاز گروہ عوام کی شرکت سے بسبب اپنے پرانے داب و آداب کے ابتک ویسا ہی محترز رہے۔ بہرکیف چار پانچ بجے قبل شام سے ۹ بجے شب تک درباری اور دیگر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اور تمام ایسے مقام جہاں سے یہ نظارہ نظر آسکتا تھا۔ آدمیوں سے بالکل اٹ گئے تھے۔ جس کے بعد گاڑیوں کے جانے کی بھی ممانعت ہوگئی۔ کیونکہ ایسی حالت میں گاڑیوں کی نسبت بہت بڑے خطرات کا احتمال تھا۔ جبکہ آدمیوں کو بھی چلنے تک کا رستہ نہ ملتا تھا۔ لیکن بڑے بڑے حکام اور سفرائے دول خارجہ اس کے بعد بھی آتے رہے۔ جن سب کی گاڑیاں دریا کیطرف کھڑی کردیجاتی تھیں۔ اور بدستور ایک ایک نمبر کے دو دو ٹکٹ کوچمینوں اور گاڑی نشین صاحبان کو دیدیئے جاتے تھے۔ سب کے بعد وائسرائے اور ڈیوک صاحبان کی سواری ٹھیک سوا دس بجے جامع مسجد پہنچی۔ اور جب یہ سب صاحبان مع اپنی بیگمات کے اپنی اپنی ممتاز نشستوں پر جلوہ افروز ہوگئے۔ تو آتشبازی چھوٹنے لگی۔ جسکو اعلیٰ سے ادنیٰ اور فاضل سے عامی تک نے نہایت ذوق و شوق سے دیکھکر ولائتی کاریگری کی تہ دل سے داد دی۔ چنانچہ اس عجیب و غریب آتشبازی کی تفصیل کے لئے اس کی ایک فہرست بھی ذیل میں درج کیجاتی ہے

فہرست آتشبازی دہلی

(۱) شہنشاہی سلامی۔ ا

(۲) کرسٹل پیلس کی پچہتر ستلوں روشنیوں کا مجموعہ جس کا رنگ بار بار بدلتا تھا۔

(۳) روشنی کے وقت پچیس پچیس بانوں کی مختلف باڑھیں۔

(۴) ہوائی اشارے جو بڑی بلندی پر جاکر پھٹتے تھے اور وہاں سے ایک اشارہ ہوتا تھا

(۵) دس رنگ کی آگ سے جادو کی روشنی جس سے گرد و نواح کے پھول اور پتوں کا رنگ دم بدم بدلتا تھا۔

(۶) دو غباروں کا اُڑنا جس پر میگنیشیم۔ روشنی اور آتشبازی آویزاں تھی۔ اور غبارے جوں جوں اُڑتے جاتے تھے دوروں اُنمیں عمدہ قسم کی آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی۔

(۷) سیٹی بجانے اور آواز کرنے والے کبوتر جس سے بہت بڑی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

(۸) پچیس بڑے بڑے بانوں کا ایک لخت چھوٹنا جنمیں سے طرح طرح کے ستارے گرتے تھے۔

(۹) رائین بی آرکٹ کا ابر جو اٹھارہ اٹھارہ انچہ مدور دس شل گولوں سے بنا تھا جنسے ہزارہا پیلے ستارے گر رہے تھے۔

(۱۰) نہایت پُر آب و تاب آفتاب جس کا قطر تیس فیٹ تھا اور جس میں رنگ رنگ کی آتشبازی کے چکر گھوم رہے تھے اور سنہری روشنی اور رنگ برنگ کے ستارے اور اسی کے گرد سے آگ کی سنہری رنگ کی لپک نکلتی تھی۔

(۱۱) مکھیوں کا بہت بڑا دل جو بیس بانوں کے چھوٹنے سے آناً فاناً پیدا ہو گیا تھا۔

(۱۲) اٹھارہ اٹھارہ انچہ مدور دس شل گولوں کے چھوڑنے سے ایک لکہ ابر میں سے یاقوت کی بارش۔

(۱۳) چرخ زن آفتاب جنکے گرد دُہرے دُہرے ستارے تھے۔ یہ کیفیت ایک بہت بڑے چوکھٹے میں معلوم ہوتی تھی جس کے گرد آگ کی ایک جھالر نظر آتی تھی

(۱۴) زیور تاج کے ہوائی گچھے جو بیس جدید خاص پارالٹ کے بانوں سے گرتے تھے اور بانوں کے بلندی پر پہنچنے کیوقت بصورت زنجیر مسلسل ستارے گرتے تھے اور زمین پر پہنچنے تک طرح طرح کی رنگتیں بدلتے تھے۔

(۱۵) شل گولوں کی ایک باڑھ جسمیں پانچ پچیس انچہ مدور اور چالیس انچہ مدور تھے

جنمیں سے سنہرے بردم وپر اور خوب چمکتے پٹ بجنے اور آتشی سانپ اور لیلی مجنوں کے درخت وغیرہ پیدا ہوتے تھے۔

(۱۶) بڑے بڑے شل کے گولوں کی باڑھ جسمیں ایک گولہ اڑتیس انچہ مدور تہا جسمیں کئی گولے تھے اور ایک پچاس انچہ مدور جس سے رنگین گنبد میں بازیگر کیطرح کارروائی ہوتی تھی

(۱۷) تمغہ اسٹار آف انڈیا یعنے ستارۂ ہند جس میں پانچ دُمبالوں کا ستارہ تھا اور اس کے گرد سنہری جھالر تھی۔ اور پھر اُس کی دونوں جانب سے ایک پہیے کے ذریعہ سے بندوقونکی باڑھ چلتی تھی۔ یہ آتشبازی نہایت کیفیت کی تھی۔

(۱۸) یاقوت وزمرد کا ابر جو اٹھارہ اٹھارہ انچہ مدور دس شل گولوں کے یکدم سے اُڑنے سے پیدا ہوا تھا۔

(۱۹) جب پچیس بڑے بڑے بان چھوڑے گئے تو اُنمیں سے ہر رنگ کے نہایت عمدہ عمدہ ستارے گرے۔

(۲۰) دوسو رومی شمعونکی ایک باٹری جس سے مختلف رنگ کی روشنی پیدا ہوتی تھی اور وہ سب طرف حالتِ رقص میں تھی۔

(۲۱) آگ کی پانچ بڑی بڑی کانیں جسمیں طرح طرح کے آتشی سانپ اور بچھو اِدہر اُدہر رینگتے نظر آرہے تھے۔

(۲۲) بیجنی اور اور رنگوں کا ابر جو آٹھ آٹھ انچہ مدور دس شل گولوں کے چلنے سے پیدا ہوا تہا۔

(۲۳) مرصع تاڑ کے درختوں کا ایک نخلستان جنکے پتے سنہری رنگ کے مرصع تھے اور انہیں سے ہر قسم کے پہل گرتے تھے۔

(۲۴) پکھراج اور زمرد کا ابر آٹھ آٹھ انچہ مدور دس شل گولوں کے چلنے سے پیدا ہوتا تھا۔

(۲۵) پچیس بڑے بڑے بان جنمیں سے ہر قسم ورنگ کے ستارے جھڑتے تھے۔

(۲۶) بیس بیس فیٹ قطر کی دو چادریں جنہیں آتشبازی کے چکر گھوم رہے تھے اور ہر دور پر انکا رنگ بدلتا رہتا تھا اور اُنکے گرد سُنہری آتشی جھالر تھی۔

(۲۷) پانچ خاص سرنگون کے اُڑانے سے مقناطیسی روشنی ہونا۔

(۲۸) پچیس بڑے بڑے بان جس میں سے مختلف رنگ کے ستارے گرتے تھے۔

(۲۹) بڑے بڑے شل گولوں کی باڑھ جسمیں پانچ گولے پچیس پچیس انچہ اور چار گولے ۲۰ انچہ مدوّر تھے جس سے نقرئی بارش ہوئی اور دُنبالہ دار ستارے گرے۔

(۳۰) اڑتیس انچہ مدوّر بڑے بڑے شل گولے جنمیں سے عمدہ عمدہ ستارے سُنہری اور سُرخ رنگ کے گرے۔ جن کا رنگ ہر وقت بدلتا رہتا تھا۔ اِنمیں ایک گولہ پچاس انچہ مدوّر تھا جسمیں سے بجلی گری۔

(۳۱) ہزاکسلنسی رائیٹ آنریبل لارڈ کرزن رئیس کڈلسٹن وائسرائے و گورنر جنرل ہند اور رائیٹ آنریبل لیڈی کرزن کی بہت بڑی بڑی آتشی تصاویر جو ایک نہائیت تیز آگ سے پیدا ہوئیں۔

(۳۲) دو سو رومی شمعونکی باڑھ جسمیں سے ہزارہا چمکدار ستارے گر رہے تھے۔

(۳۳) پچیس بڑے بڑے بان جسمیں سے ہر رنگ کے ستارے گر رہے تھے۔

(۳۴) پٹاقوں کی پانچ سرنگوں کا اڑنا جسمیں پٹاقوں کے چلنے اور آتشبازی چھوٹنے کی بڑی کیفیت پیدا ہوئی تھی۔

(۳۵) یاقوت اور تامڑوں اور زمرّدونکا ڈھیر دفعتاً واحدۃً اٹھارہ اٹھارہ انچہ مدوّر شل گولوں کے چلنے سے پیدا ہوتا تھا۔

(۳۶) تاجپوشی کی مقناطیسی قوّت کا فوارہ جو چالیس فیٹ بلند چھوٹتا تھا۔ اور نہائیت عمدہ روشنی اُس سے مترشح ہوتی تھی۔

(۳۷) بیس بڑے خاص بانوں کے چلنے سے زمرّد باری۔

(۳۸) کاورنلیس اور فرگٹ مینات کے پھولوں کا گلدستہ اٹھارہ انچہ مدوّر دس شل گولوں کے جلنے سے۔

(۳۹) سرنگوں میں آگ دینے سے پھولوں کے گملے پیدا ہونا۔

(۴۰) بڑے بڑے شل گولوں کی باڑھ جسمیں پانچ گولے پچیس پچیس انچہ مدوّر چار تیس تیس انچہ کے تھے جس سے گیہوں کے کھلیاں اور طاؤسی پروں کے مٹھے اور عجائب ابابیلی کی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

(۴۱) بڑے شل گولوں کی باڑھ جسمیں ایک گولہ اڑتیس انچہ مدوّر اور ایک پچاس انچ مدوّر تھا۔ انہیں سے کبھی سنہری رنگ کے اور کبھی یاقوتی رنگ کے اور کبھی زمرّدی رنگ کے ستارے گرے۔

(۴۲) ہیر رائل ہائینس ڈیوک و ڈچز اوف کیناٹ کی آتشی تصویریں۔

(۴۳) دس دس انچہ مدوّر دس شل کے گولوں سے تاجپوشی میں ترشح ہونا۔

(۴۴) الگزینڈرا استار یعنے ستارہ الگزینڈرا کا بڑے بڑے خاص بانوں کے اڑنے سے پیدا ہونا جس سے نہایت خوبصورت رنگا رنگ کے ستارے گر رہے تھے۔

(۴۵) سرخ و سفید اور نیلے رنگ کا ابر جو اٹھارہ اٹھارہ انچہ مدوّر دس شل کے گولونکے اڑنے سے پیدا ہوا تھا۔

(۴۶) تیس تیس فیٹ قطر کے بڑے بڑے گنبد جن میں آتشبازی کے چکر تھے۔ اور انکے گرد آگ کی سنہری پتیاں تھیں۔

(۴۷) مقناطیسی بارش کا ترشح جو بیس بڑے بڑے بانوں کے چھوٹنے سے پیدا ہوئی تھی۔ اور ہزاروں سونہلی ستارے گر رہے تھے۔

(۴۸) پانچ خاص سرنگوں کے اڑانے سے پھولوں کے گملے نمایاں ہونا۔

(۴۹) تیس تیس انچہ مدوّر پانچ شل گولوں سے ابر کا پیدا ہونا۔

(۵۰) رائٹ آنریبل لارڈ کچنر کی بہت بڑی آتشی تصویر

(۵۱) آتشبازی کا اشارہ جو بلندی پر جا کر شق ہوا۔ اور وہاں سے اشارہ ہوا۔

(۵۲) کرسٹل پیلیس کی بڑی بڑی پچہتر شمعوں کی روشنی جس کا رنگ بار بار بدلتا تھا۔

(۵۳) روشنی میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد پچیس بانوں کا چلنا جنمیں سے ہزارہا خوبصورت ستارے گرتے تھے۔

(۵۴) ایک ہوائی اشارہ اُڑایا گیا جو بلندی پر جا کر پھٹا اور وہاں سے اطلاع ملی۔

(۵۵) دس رنگین گولوں کے ذریعہ سے جادو کی دوسری روشنی جس سے گرد و نواح کے پھولوں پتوں پر اثر پڑتا۔ اور اُنکی صورت برابر بدلتی رہتی تھی۔

(۵۶) دو غباروں کا اُڑنا جسپر میگنیزیم روشنی اور آتشبازی تھی جو بلندی پر پہنچکر چھوٹی۔

(۵۷) بڑے بڑے شل گولوں کی باڑھ جنمیں سے پانچ پچیس پچیس انچہ مدور اور چار بتیس بتیس انچہ مدور تھی جسمیں آتشی سانپ اور روپیلے رنگ کی تتلیاں وغیرہ نکلتی تھیں۔

(۵۸) بڑے بڑے شل گولوں کی باڑھ جسمیں سے ایک اڑتیس انچہ کا جسمیں سے سُنہرے ستارے گرتے تھے جو پھر زمردین ہو جاتے اور ایک پچاس انچہ دور کا جس میں سے سُفید رنگ کے سانپ نکلتے تھے۔

(۵۹) مقناطیسی ترشح جو ایک سو خاص رومی شمعوں سے پیدا ہوئی تھی اور اسمیں سے نہایت پُر آب و تاب اور خوبصورت ستاروں کا پیدا ہونا۔

(۶۰) زمرد اور پکھراج کا ابر پچیس پچیس انچہ کے دس شل گولوں کے چلنے سے۔

(۶۱) ایک عجیب و غریب فوّارہ پچاس فیٹ بلند اور دو فیٹ قطر کا ایک حلقہ میں گھومتا ہوا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر رنگ رنگ کے زمرد برس رہے ہیں

(۶۲) ہوائی گیہوں کے پولے جو تین سو بانوں کے چلانے سے پیدا ہوئے تھے

جنھیں اُلٹے درخت معلوم ہوتے تھے۔

(۶۳) پانچ پچیس پچیس انچ اور چار بتیس بتیس انچ کے مدوّر شل کے گولوں سے الہ دین کے پہاڑی خزانہ کے سنہری جواہر کا گرنا۔

(۶۴) ایک اڑتیس انچ اور ایک پچاس انچ کے دَور کے شل گولوں کے چلانے سے ایک بگولا پیدا ہونا جسمیں تارے چمک رہے تھے۔

(۶۵) دریائے نیاگرا پر آتشزدگی اور سو فیٹ لمبی سونے کی دھار کا پانی کیطرح زمرّدیں گرنا اور زمین پر گر کر اُس سے پھولوں کا پیدا ہونا۔

(۶۶) پچیس ناڑیوں کے چلنے سے مختلف قسم کے ستاروں کا گرنا۔

(۶۷) پچیس پچیس انچ کے دس شل کے گولوں کے چلنے سے سنہری اور تامڑے کے رنگ کا ابر پیدا ہونا۔

(۶۸) پانچ سرنگوں کے چلنے سے پھولوں کے بڑے بڑے گملے نکلنا۔

(۶۹) پانچ پچیس پچیس انچ مدوّر اور تین تیس تیس انچ کے شل گولوں سے گیہوں کے پودے اور طلائی زیور وغیرہ پیدا ہونا۔

(۷۰) ایک اڑتیس انچ دَور کے گولے سے بہت سی آتشی مینڈکیوں کا نکلنا اور ایک پچاس انچ مدوّر گولے سے ہیوُل نکلنا۔

(۷۱) بیس سنسناتے ہوئے بانوں کے چلنے سے عجیب کیفیت پیدا ہونا۔

(۷۲) ہزمجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم شاہ و شہنشاہ اور ہزمجسٹی ملکہ الگزینڈرا کی تا بآن آتشی تصویر کا نمایاں ہونا جس کے نیچے لکھا ہوا تھا کہ یہ مدّت تک حکمرانی کریں۔

(۷۳) تاجپوشی کی تین سو ہوائیوں کا چلنا جنمیں نہایت ہی خوشنما ستارے شعلہ افگن تھے۔

(۷۴) تاجپوشی کے ستارے جو ایک سو خاص رومی شمعوں سے پیدا ہوئے تھے۔

(۷۵) یادگار بانوں کا اُڑنا جنہیں سے ستارے گر رہے تھے۔
(۷۶) رائل آئرش ابر ایک دم سے تیس تیس انچہ مدوّر پانچ شل گولوں سے پیدا ہونا۔
(۷۷) سو فیٹ لمبا اور بڑی بلندی سے گرنے والا آبشار۔
(۷۸) بتیس بتیس انچہ دُور دس شل گولوں سے یاقوت و زمرد کا ترشح۔
(۷۹) ایکہزار سُرخ و سُفید اور نیلے بانوں کا چلنا جس سے آسمان پر کروڑوں خوشنما ستارے پیدا ہوگئے تھے۔
(۸۰) تیس تیس انچہ مدوّر پانچ شل گولوں کے چلنے سے پرستان کی جھلک اور روشنی پیدا ہونا۔

اِس آتشبازی کے چھوٹنے کیوقت ناظرین جس بیساختگی کے ساتھ تحسین کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اور بالخصوص تصاویر کی نموداری کیوقت جو پُرجوش چیئرز ہوتے تھے۔ وہ اِس انگریزی آتشباز کمپنی کی صنعت کی ایک بہترین شہادت کہی جاسکتی ہے۔ چنانچہ باوصف اِس بات کے موسم نہائیت سرد تھا۔ اور عام تماشائیوں بلکہ عام مہمانوں تک کے لئے بھی کوئی انتظام مکان اور رہنے کا نہو سکتا تہا۔ مگر تمام لوگ بارہ بجے شب تک برابر ڈٹے رہے۔ جسکے بعد اختتام آتشبازی کیوقت حضور و اُمرائے اور ڈیوک صاحب بہادر معہ دیگر ہمراہیان اپنے کیمپ کو تشریف لے گئے

فصلِ ہشتم

بہادرانِ غدر ۱۸۵۷ء کی دعوت و ملاقات

یہ تو ناظرین پڑھ ہی چکے ہیں کہ بہادرانِ غدر کے تمام اخراجات آمد و رفت گورنمنٹ نے خود برداشت کئے تھے۔ اور انکی عزت و آسائش بہت کچھ ملحوظ رکھی تھی۔ ماسوا اس کے دربار میں انکی جسقدر آؤبھگت ہوئی وہ بھی لکھی جاچکی ہے جسکے بعد بقیہ کارروائی درج کرکے انسے رخصت ہونا چاہیئے۔

دعوت:۔ جس طرح دوسرے معزز مہمانوں کو دعوت دی گئی تھی ویسے ہی ۲ جنوری کی شب کو انگریز بہادرانِ غدر کو بھی انکے خیمہ میں ایک شاہی دعوت دی گئی جسمیں کھانوں کے ساتھ ان افسانوں کا سننا بڑا ہی پرلطف تھا۔ جو انہر زمانۂ غدر میں گذرے تھے۔ انمیں سے ایک شخص آرتھر اوڈن پہلی مدراس فیوزی سیرس کا بہادر سپاہی تھا۔ جو گو اس وقت نابینا تھا۔ مگر لکھنؤ کی سرکاری فوج امدادی میں اسنے نمایاں خدمات کی ہوئی تھیں۔ اس شخص نے کھانے کے بعد ایسی عمدگی کے ساتھ ایک ہولاک مارچ کا گیت گا کر سنایا کہ جس سے زمانۂ غدر کیحالات کا ایک عمدہ خاکہ کھنچ گیا تھا۔ اس کے سوا ڈاکٹر ڈنٹ ایک وہ شخص تھا۔ جو دہلی کی دوبارہ فتح کے بعد داخلِ دہلی ہوا تھا۔ اس نے اپنی تقریر میں بہادرانِ غدر کی اس عزت و تعظیم پر جو دربار کے دن حاضرینِ دربار کیطرف سے ہوئی تھی تہ دل سے شکریہ ادا کرکے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ نعرہ ہائے خوشی جو ہمارے استقبال میں بلند ہوتے ہیں صرف ہمارا ہی حق نہیں بلکہ ہم سے زیادہ اسکے وہ لوگ مستحق ہیں۔ جنہوں نے ہمارے دوش بدوش ان معرکوں میں اپنی

جانیں خدماتِ سرکاری کی نذر کر دی تھیں۔ چنانچہ اُس نے اپنی تقریر کا خاتمہ بھی اِسی پر کیا۔ کہ مَیں اپنے اُن ساتھیوں کی یاد میں ایک جامِ عزت پینے کی تجویز کرتا ہوں جو اُس زمانہ میں ہمارے ہم جلیس تھے۔ چنانچہ یہ جامِ عزت نہایت خاموشی سے نوش کیا گیا۔ جس سے مقتولین کا تقدّس منظور تھا۔

اِس کھانے پر بتیس بہادرانِ غدر موجود تھے۔ اور یہ نامور بہادر اپنے قیام و استقبال کے لئے بہت ہی شکرگذار پائے جاتے تھے۔ بالخصوص اِس باہمی مکالمہ میں اِن کی چشمدید حکایتوں نے جو گو تاریخ میں تو موجود نہیں ہیں۔ مگر اپنی صداقت میں کوئی شبہ بھی نہیں رکھتیں۔ ایک عجیب سماں اُس وقت باندھ دیا تھا۔ جس کا خاتمہ گانے کے ساتھ کیا گیا۔

مُلاقات:۔ ۳ جنوری کی صبح کو تمام جنگ آزمایانِ غدر کو ہزایکسیلنسی وائسرائے کے خیمہ میں طلب کیا گیا تھا۔ جس کے لئے یہ سب صاحبان پہلے تو اپنے کیمپ میں جمع ہوئے۔ اور ہرچند کہ اُنہیں سے بعض اپنی وردی میں اور بعض بلا وردی بھی تھے۔ مگر ہر ایک کے سینے پر اُس کی بہادری کے تمغے ضرور موجود تھے۔ جو جنگ کرتیمیا۔ اور معرکۂ لکھنؤ و دہلی کی خدمات میں اُنکو دیئے گئے تھے۔ چنانچہ اِسی ہیئت سے یہاں اِنکا ایک فوٹو لیا گیا۔ اور پھر یہ سب لوگ گاڑیوں میں سوار وائسرائے صاحب کے کیمپ میں لیجائے گئے۔ جہاں وہ وائسرائے صاحب کے کیمپ کے باہر قطار باندھکر کھڑے ہو گئے۔ اِس گروہ میں تین سو دیسی اور ستائیس انگریز شریک تھے۔ چنانچہ لیڈی کرزن اور اُنکے مہمان اِس نظارہ کو بڑی ہی دلچسپی سے دیکھتے رہے۔ جس کے بعد وائسرائے صاحب معہ ڈیوک اوف کیناٹ برآمد ہو کر دلی تپاک کے ساتھ کرنل میکنزی سے مصافحہ فرمایا۔ جسپر کرنل موصوف نے مندرجہ ذیل ایڈریس پڑھکر حضور وائسرائے کو سُنایا۔

ایڈریس

حضورِ والا!

ہم جنگ آزمایانِ غدر جنمیں یورپین۔ یوریشن اور دیسی سب شامل ہیں۔ نہایت دِلی خلوص و ارادت کے ساتھ خود بدولت کی معزز یادآوری کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو دہلی دربار کی شرکت کے لئے ہم لوگوں کو عطا کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد حضورِ والا سے نہائیت ادب کے ساتھ ملتجی ہیں کہ آنجناب براہ مہربانی ہماری طرف سے شہنشاہِ معظم اور ملکہ معظمہ کے حضور میں اِس تقریب سعید کے لئے ہماری پُر خلوص مبارکباد پہنچانے کی تکلیف گوارا فرمائیں جسکے لئے ہماری دُعا ہے کہ خدا شہنشاہِ معظم کی سلطنت کو زمانۂ دراز تک پُر امن اور مترقی رکھے۔

حضورِ وائسرائے نے اِس کے جواب میں یہ کلمات فرمائے۔ کہ۔

مَیں اور ہز رائل ہائینس ڈیوک اوف کیناٹ بہادر تم لوگوں کو یہاں ملکر بالخصوص نہائت مسرور ہوئے ہیں۔ کیونکہ دربار ہال میں تمہیں آتے جاتے دیکھنے کا پُر مسرت موقع ہمیں میسّر ہوا تھا۔ واقعی یہ ایک نہائیت موزون بات تھی۔ کہ جن لوگوں نے ۴۵ سال ہوئے مُلک کی خاطر لڑائی کی تھی۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اِس عظیم الشان دربار کی رسومات میں اُنکو بھی شامل کیا جاتا۔ مجھے کہا گیا ہے کہ دربار میں تم لوگوں کو نہائیت ہی عزت و تپاک سے ریسیو کیا گیا تھا۔ اور وہ موقع ایسا موثر اور پُر جوش ہو گیا تھا کہ شاید بہت کم ہندوستان میں دیکھا گیا ہے۔ جس کی بابت اُمید ہے کہ اس سے آپ نے بھی اپنے آپ کو بڑا اسرا بلند تصور کیا ہو گا۔

آپ نے جو یہ درخواست کی ہے کہ مَیں آپکے ایڈریس کو شہنشاہِ معظم کے حضور میں پہنچا دوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مَیں خوشی کے ساتھ آپکی اِس خواہش کو پورا

کردونگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ شہنشاہ معظم کو بھی بہ نسبت دیگر ایڈریسوں کے تمہارے ایڈریس کے مطالعہ سے ازحد مسرت حاصل ہوگی!!

اس کے جواب میں کرنل میکنزی نے گذارش کیا۔ کہ میں اپنے تمام جنگ آزمایان غدر کیطرف سے جنمیں یوروپین۔ یوروشین اور دیسی سب شامل ہیں حضور والا کا ان مہربان الفاظ کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں جو حضور نے ہمارے اس وفادارانہ اور عاجزانہ اظہار اطاعت کو شہنشاہ معظم کے حضور میں پیش کرنیکا وعدہ کرکے بیان ارشاد فرمائے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی میں سچ عرض کرتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو پوری خوشی سے اپنی بقیہ زندگی کو اپنے شہنشاہ اور اُسکے ملک کی عظمت کے لئے دینے کو آمادہ نہو۔

اس کے بعد لارڈ کرزن اور ڈیوک صاحب انکے گرد پھر پھر کے نہایت اخلاق و محبت سے مزاج پرسی کرتے رہے چنانچہ حضور والیسرائے نے اندھے آرتھراون نامی سے کہا۔ کہ افسوس! تم دربار کو دیکھ نہیں سکے۔ جس پر اُس نے جواب دیا کہ جناب اس کا مجھے واقعی رنج ہے۔

ڈیوک صاحب نے چند ان دیسی جنگ آزماؤں کے ساتھ نہایت خوشی سے بیچانکر گفتگو فرمائی۔ جو اُنکے زمانہ سابق میں انکی ماتحتی میں کام کرتے رہے تھے۔ اور اُنکے ساتھ مصافحہ بھی کیا۔ اخیر میں کرنل میکنزی نے لارڈ کرزن اور ڈیوک اوف کنیاٹ کے لئے تین چیرز تجویز کئے۔ جو نہایت دلی گرمجوشی کے ساتھ دیئے گئے۔ اور بعدازاں تین چیرز بادشاہ سلامت کے لئے بھی پرلے درجہ کے خلوص کے ساتھ دیئے گئے۔

اور پھر مجمع رخصت

ہوا

فصلِ نہم

اخبارات اور گورمنٹ

دربارِ دہلی کے موقع پر چند ایک انگریزی و اُردو اخبارات کے ایڈیٹرونکو بھی گورنمنٹ نے طلب فرمایا تھا۔ جنمیں سے ہر ایک کے ساتھ دو دو نایب یا اسسٹنٹ جاسکتے تھے۔ اِن صاحبوں کے لئے کیمپ۔ کھانے۔ سواری وغیرہ کا جملہ اہتمام گورمنٹ نے اپنے خرچ سے کیا تھا۔ جسپر اُس کی بیش قرار رقم خرچ بھی آگئی۔ مگر یہ خرچ جس قدر ضروری تھا۔ اِس کے مقابلہ میں اگر اِس سے دوچند بھی ہوجاتا۔ توکوئی بڑی بات نہ تھی۔ کیونکہ ایک یہی ذریعہ دربار کی اہمیت و پُرجلال اشاعت کا تھا۔ کہ جس کا کوئی اَور صیغہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور جو اس ترکیب سے بہت سستے داموں گورنمنٹ کو ہاتھ آسکتا تھا۔

دیسی اخبارات کے کیمپ میں بیالیس اخبارات کے قائم مقام موجود تھے۔ اور علیٰ ہذا انگریزی کیمپ میں بھی بہت صاحبان تشریف فرما تھے۔ یہ تعداد اگرچہ بظاہر ایک معقول تعداد ہے۔ اور ہندوستان کے سات آٹھ سو اُردو اخبارات میں سے بحصّہ رسدی اِنکی طلبگاری کچھ کم نہیں کہی جاسکتی۔ مگر دیسی اخبارات کو اِس اِنتخاب پر بہت کچھ اعتراضات رہے۔ لیکن اِن اعتراضوں کی گورنمنٹ کے روبرو کیا وقعت ہوسکتی تھی۔ جبکہ طلب شُدہ اخبارات نے خود ہی اِنکے بڑے لمبے چوڑے جوابات دیدیئے ہوں۔ اصل یوں ہے کہ ہندوستان میں یوروپ کی اخبار نویسی کی تقلید ابھی تک ابتدائی حالت میں ہے۔ اور اخبارات والے اِس قسم کی عزتوں کو ایک ایسا معراج سمجھتے ہیں کہ کسی دوسرے کا

شریک وسہیم کر لینا انکو خود گوارا نہیں ہوتا۔ حالانکہ اگر زیادہ اشخاص کو بھی بھی عزت دیجاتی تو اس سے پریس کی وقعت بڑھ جاتی۔ اور اُن لوگوں کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچتا۔ مگر ابھی ہندوستان میں یہ خیالات بہت دیر میں جا کر پیدا ہونگے۔ بہرحال ۳۔ جنوری ۱۹۰۳ء کو ہزایکسلنسی وائسرائے بہادر نے اخبارات کے قائم مقاموں کے کیمپ میں تشریف لیجا کر انکی مزید عزت افزائی فرمائی۔ جس کی خبر ایک دن پہلے سے دیدی گئی تھی۔ اور اسپر قرار دیا گیا تھا کہ مسٹر سریندر ناتھ سین صاحب مالک اخبار انڈین مرر کلکتہ کی صدارت سے حضور ممدوح کی تشریف آوری پر دیسی پریس کیطرف سے ایک ایڈریس بھی دینا چاہیئے۔ چنانچہ حسب ضابطہ اُس کا ایک مسودہ حضور ممدوح کیخدمت میں پہلے سے بھیجدیا گیا۔ لیکن ان ملکی ریفارمروں میں اس کے بعد پھر ایک اُبال پیدا ہوا۔ کہ ایڈریس میں مسٹر گپتا۔ ایم۔ اے۔ انچارج آفسر کیمپ کی مہمانداری کی بابت ذکر کرنا مناسب نہیں۔ جسپر اگلے دن پھر تحریک کی گئی کہ ایک نیا مسودہ طیار کیا جائے۔ لیکن اسی حیث وبیص میں وقت مقررہ آپہنچا۔ اور حضور وائسرائے ساڑھے گیارہ بجے مع فارن سکرٹری و پرائیویٹ سکرٹری صاحبان کیمپ میں تشریف فرما ہوگئے۔ جنکا استقبال مسٹر گپتا نے دروازہ کیمپ تک جاکر کیا۔ اور تشریف آوری پر مسٹر سریندر ناتھ سین نے خیر مقدم کے بعد بحیثیت پریزیڈنٹ نیٹو پریس ہونے کے آپکے حضور میں مندرجہ ذیل مختصر ایڈریس پیش کیا جو پہلے سے منظور ہوچکا تھا۔

بخدمت ہزایکسلنسی دی رائٹ آنریبل جارج نتھانیل برن کرزن آف کیڈلسٹن پی۔ سی۔ جی۔ ایم۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ ایم۔ آئی۔ ای۔ وائسرائے وگورنر جنرل آف انڈیا

حضور انور! ہم قائم مقامان انڈین پریس جو یہاں جمع ہیں یور ایکسیلنسی کے

الطاف آمیز خیال کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے حضور انور کو آمادہ کیا ہے کہ اِس کیمپ میں تشریف لا کر ہماری عزت بڑھائیں۔ اور ہم لوگوں کو موقع دیں کہ ذاتی طور پر یور ایکسیلنسی کی وساطت سے اُن خیالاتِ خیر اندیشی و وفاداری کا اظہار کریں۔ جو شاہِ قیصر کی ذاتِ والاصفات کی نسبت رکھتے ہیں۔ نیز اِس موقع سے فائدہ اُٹھا کر ہم نہایت ادب سے یور ایکسیلنسی کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے دَورانِ قیام میں ایک ہمارے ہی ہموطن مسٹر جے۔ این۔ گپتا۔ ایم۔ اے۔ کے زیرِ اہتمام ہو رہی ہے جس نے ہمارے آرام دینے میں بہت سرگرمی دکھلائی ہے۔

وائسرائے کا جواب:۔ خاتمۂ ایڈریس پر ہز ایکسیلنسی نے ایک مختصر جوابی تقریر فرمائی۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ "میرا خیال تھا کہ غالباً دربار کے متعلق تقریریں کرنیکا کام اب ختم ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوا کہ ابھی ایک دو تقریریں اور بھی کرنی ہوں گی۔ اگرچہ میری آواز دربار کی طویل تقریر سے تھک گئی ہے۔ لیکن آپ لوگوں سے مُلاقات کرنا بھی نہایت ہی ضروری تھا۔

مَیں مسٹر سین سے مِلکر بہت خوش ہوا جو نیٹو پریس کا چمپئن ہے۔ اور آپ صاحبان کا اِن لُطف آمیز الفاظ کے لئے جو آپ نے ایڈریس میں رقم فرمائے ہیں نہایت مشکور ہوں۔ ہز میجسٹی قیصرِ ہند کی خواہش تھی کہ نیٹو پریس کو پوری عزت دیجائے جس کا وہ مستحق ہے اور اِسی وجہ سے مَیں نے خود نیٹو پریس کا کیمپ آراستہ کرنے کی تکلیف گوارا کی اور مناسب سمجھا کہ آپ کے ہی ایک ہموطن کو اِس کیمپ کا چارج سپرد کیا جائے۔ مجھے ایک دفعہ باثنائے دَورۂ مالدہ جانے کا اتفاق ہوا۔ تو وہاں اِس ہوشیار کلکٹر کو دیکھا جس کی نسبت مجھے بہت خوشی ہے۔ کہ اِس کا تقرر افسر انچارج کیمپ کی حیثیت سے جو کیا گیا تھا اِس کو آپ بھی پسند کرتے ہیں

اور مطمئن ہیں۔ مَیں نے اس امر کا پورا انتظام کیا ہے۔ کہ تمام سرکاری تقریبوں میں جو دروازہ کے اندر خواہ باہر ہوں نیٹو پریس کو شریک کیا جائے۔ اور مَیں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان تمام رسوم میں شامل ہیں۔ جن میں کہ مَیں شامل ہوں مَیں بھروسہ کرتا ہوں کہ اس عالیشان دربار کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ اُس کی عظمت وشان کو جسکے وہ لائق ہے ملحوظ رکھیں گے۔ آخر میں ہزایکسیلنسی نے فرمایا کہ آپ لوگوں کی ملاقات سے ہمکو نہائیت مسرت حاصل ہوئی ہے"

خاتمۂ تقریر پر مسٹر نریندر ناتھ سین نے جتنے صاحبان اخبار وہاں موجود تھے سبکو نام بنام حضور وائسرائے کی خدمت میں پیش۔ جن کا آپ نہائیت اخلاق و محبت سے سلام لیتے اور مزاج پرسی فرماتے جاتے تھے۔ بلکہ قریباً ہر ایک اخبار کی نسبت اپنی واقفیت کا بھی اظہار کرتے جاتے تھے۔ مسٹر ایلفرڈ نندی کی بابت آپ نے فرمایا کہ مَیں نے آپ کے اکثر مضامین دیکھے ہیں۔ امرتا بازار پتر کا کے قائم مقام کا سلام لیتے ہوئے فرمایا کہ ایڈیٹر خود کیوں نہیں آیا۔ غرضکہ لارڈ کرزن کی اس عام معلومات پر تمام دیسی پریس عش عش کر اُٹھا۔ کہ خاص اسی ایک مضمون کے متعلق آپکی نگاہ کس قدر بلند ہے۔ اور اس پر آپکے حُسنِ اخلاق نے تو اور بھی سبکو اپنا گرویدہ کر رکھا تھا۔ اور واقعی ایسی حالتمیں جبکہ والیانِ ملک تک سے ملاقات بازدید نہ کی گئی ہو۔ دیسی اخبارات کے ایڈیٹروں سے ملنے کا وقت نکالکر آپنے اپنی اُس دلچسپی اور محبت کا پورا پورا ثبوت دیدیا ہے۔ جو آپ کو ہمیشہ سے پریس کے ساتھ رہی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ پہلے خود بھی بڑے بڑے مضامین لکھتے رہے ہیں۔

بہر کیف اس مختصر کارروائی کے ختم ہونے پر آپ کھانے کے کمرے کا اہتمام ملاحظہ فرماکر رخصت ہوئے۔ جسپر پُرخلوص چیرز دیئے گئے۔ اور آپ یہاں سے

منٹ کرانگریزی کیمپ میں تشریف لے گئے۔ جہاں اسی طرح ہر ایک ایڈیٹر سے آپ نے ملاقات فرمائی۔ اور اس کے بعد اپنے فرودگاہ کو روانہ ہو گئے۔

دیسی اخبارات نے اس بات پر بہت کچھ ریمارک کئے ہیں۔ کہ اس دربار کے موقع پر تین یوروپین اخبار والوں کو گورنمنٹ نے اپنے اعزازی خطابات سے مفتخر فرمایا۔ لیکن دیسی پریس میں سے کوئی اس کا مستحق قرار نہ دیا گیا لیکن اصلیت یہ ہے کہ خود دیسی اخبارات پر بھی لوگ فقرے کستے ہیں کہ انہوں نے میسرز کلنر کمپنی کی دعوتوں کے مزے میں ایک ایسے عجیب موقع کو کھو دیا جو حضور وائسرائے سے بالمشافہ ملاقات کا انہیں حاصل ہو گیا تھا۔ اور کوئی ایسی درخواست تک بھی پیش نہ کی جو تمام ملک تو درکنار خود انہیں کے پیشے کے لئے مفید ثابت ہوتی۔ جس پر اب کہا جاتا ہے کہ عنقریب دیسی اخبارات کچھ اصولی رعایات مانگنا چاہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ لائبل کا مقدمہ وہیں ہو سکے جہاں سے اخبار نکلتا ہو۔ یا محصول میں قدرے رعایت دیجائے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اب وقت نکل گیا۔

ع۔ تا سالِ دگر مے کہ خورد زندہ کہ ماند

دربار کے متعلق ریمارک کرنے میں بھی دیسی پریس نے گورنمنٹ کے نزدیک کوئی وقعت پیدا نہیں کی۔ اختلافِ رائے کا ہر شخص مالک و مختار ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جس طرح بعض اخبارات نے سخت و درشت الفاظ میں درباری نوٹ لکھے ہیں انکی کم سے کم وائسرائے صاحب کو ہرگز توقع نہ ہوگی۔ اگر یہی باتیں یا اس سے زیادہ بھی نرمی کے ساتھ کہدیجاتیں تو مضائقہ کیا تھا۔

فصلِ دہم

دربار عطائے تمغہ جات

بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۰۳ء

یہ دربار بھی چونکہ باعتبار اپنی اہمیت کے دربار یکم جنوری سے کچھ کم نہ تھا۔ اسلئے اِس کے واسطے بھی خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا۔ صرف طبقہ اعلائے ستارۂ ہند اور انڈین امپائر کے ممبران اور وہ صاحبان جو اس دربار میں ان مدارجِ خطابی میں داخل ہونے کو تھے۔ وُہی اس کی باضابطہ شمولیت پاسکتے تھے۔ جن کی بابت ظاہر ہے کہ سوائے والیانِ ریاست اور اخص الخواص اشخاص کے اَور کون ہوں گے۔ مگر اِس خیال سے کہ دربارِ تاجپوشی کے دوسرے مہمان اور سفرائے دولِ خارجہ بھی یہ پُرشوکت نظارہ دیکھ سکیں۔ اِنکو بھی ٹکٹ دیئے گئے تھے۔ ہر ایک نائٹ گرینڈ کمانڈر آف دی انڈین امپائر اور نائٹ گرینڈ کمانڈر آف دی سٹار آف انڈیا کے ساتھ انکے دو دو مصاحبین کو بھی داخلہ کی اجازت تھی۔ اور یوروپین مہمانانِ حضور وائسرائے بھی مدعو کئے گئے تھے۔ مگر باایں ہمہ چار ہزار سے زیادہ مجمع نہ تھا۔ ممبرانِ مدارجِ اعزازی کو اپنی اپنی مقررہ پوشاکوں اور جنگی حکام کو رویلی وردی میں آنے کی ہدایت تھی۔ البتہ جو صاحبان کسی خاص لباس پہننے کے مجاز نہ تھے۔ انہیں رات کی پوشاک میں آنیکا حکم تھا۔ جس کی پابندی سب صاحبوں نے کر رکھی تھی۔

دیوانِ عام میں یہ دربار، دربار منعقد ہونا تجویز ہوا تھا۔ جس کو ضروری مرمت اور آرائش سے پہلے سے ایسا درست کر دیا گیا تھا کہ جسپر خود بخود شوکت برس رہی تھی۔ تختِ طاؤس کے نچلے حصّہ میں حضور وائسرائے کے لئے جوان کی جگہ

خطابی کے گرینڈ ماسٹر ہیں۔ ایک مرتفع چبوترہ بنایا گیا تھا۔ جس میں گرانی کی مکلف چوکی کے دائیں طرف عالیجناب ڈیوک اوف کینا ٹ کی کرسی تھی۔ اور اور انکے پیچھے دونوں صاحبوں کی خاتونوں کی کرسیاں بچھائی گئی تھیں جنکے پیچھے ڈائیں سے نیچے اُن چاروں رئیس زادوں کے لئے کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ جو حضور وائسرائے اور ڈیوک اوف کینا ٹ بہادر کے پیجز[1] بنائے گئے تھے۔ اور چبوترے کے یمین و یسار والیانِ ریاست اور ممبران درجہ ہائے خطابی کی نشستیں باعتبار انکے مدارج کے ترتیب دی گئی تھیں جنکی کرسیوں کے پیچھے انکی لیڈیوں کی کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔

دروازۂ قلعہ پر ایک فوجی باجہ اور ایک فوجی دستہ صاحبانِ سلامی کو خوش آمدید کہنے اور انکی سلامی اُتارنے کو متعین ہو چکا تھا۔ اور والیانِ ریاست کو انکی گاڑیوں پر سے لاکر انکی نشست گاہوں پر بٹھلانے کے لئے بھی گورنمنٹ افسران مامور ہو چکے تھے۔ ایسا ہی جو صاحبان اس دربار میں تمغہ جات پانے والے تھے۔ انکی نشستوں تک رہنمائی کرنے کے لئے بھی افسرانِ گورنمنٹ مقرر تھے۔ اور دوسرے بے خطاب اشخاص کے لئے بھی ایسا ہی انتظام تھا۔

دیوان عام کے روبرو ایک عارضی دیوان اور بنایا گیا تھا جس میں تماشائیوں اور غیر خطاب یافتوں کی جگہ تھی۔ اور جبمیں انفراغ دربار کے بعد وائسرائے صاحب

---

[1] نوٹ:۔ پیجز کے لغوی معنے گو خدمتگار یا خواص کے ہیں۔ مگر یورپ میں یہ درجہ سوائے بڑے بڑے گھرانوں کے کسی کو نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ لارڈ کرزن بہادر نے اپنی ۱۱ ستمبر ۱۹۰۲ء کی شملہ والی اسپیچ میں اسکی تصریح کر دی تھی۔ کہ یہ منصب معمولی نہیں ہے۔ اور جسطرح لارڈ لٹن نے ۱۸۷۷ء کے قیصری دربار میں راجہ رام سنگھ و امر سنگھ صاحبان کو اس منصب سے سرفرازی بخشی تھی ویسے ہی ہم بھی کرینگے"

لئے بھی مع تمغہ یاب اور دوسرے معزّز اصحاب کے تشریف فرما ہونا تھا۔ اُسی کے پاس دیوانِ خاص کو ایک سنگھاری ہوئی دُلہن کی صورت میں سجا دیا گیا تھا۔ جس کی ابتدائی عمارت گو خود بھی قلعہ میں ایک بے نظیر عمارت ہے۔ مگر اب جبکہ اس کی آرائش و زیبائش میں پورا پورا اہتمام بلیغ کیا گیا تھا۔ اس کی حالت کچھ اَور سے اَور ہو گئی تھی۔

دیوانِ عام کے قریب ایک کمرہ تمغہ ہائے اعزازی کی مجوزہ خلعت پوشی کے لئے تجویز ہو چکا تھا۔ جہیں حضور وائسرائے۔ ڈیوک اوف کیناٹ صاحب اور دوسرے تمغہ پانے والوں کو اس درجہ خطابی کی خلعتیں پہنائی جانی تھیں۔ جس سے وہ اس دربار میں معزّز ہونیکو تھے۔

عام شاملین کے لئے حکم تھا کہ سوا آٹھ بجے تک اپنی نشستوں پر موجود ہوں اور اُن صاحبوں کے لئے جو اس دربار میں خطاب مع تمغہ و خلعت پانے والے تھے۔ اُنہیں ہدایت کی گئی تھی۔ کہ ساڑھے آٹھ بجے تک کمرۂ اجتماعی میں پہنچ جائیں۔

قلعۂ معلّٰی کی آرائش و زیبائش اور بالخصوص روشنی کی نسبت یہ کہنا کہ اُسوقت نہائت ہی جوبن پر تھی ایک معمولی بات ہے۔ کیونکہ ایک تو اس کی عمارت ہی ایسی عالیشان ہے۔ اور اُس پر بجلی کی خوش منظر اور منوّر روشنی کے اٹھارہ محرابدار مہتابی لیمپوں اور بائیس سوان کنڈی لیمپوں نے بہت سی شب ہائے مہتاب کو وہاں یکجا کر رکھا تھا۔ بہر حال اِسمیں کوئی شک نہیں کہ غالباً قلعۂ دہلی کو ایک مدّت دراز کے بعد یہ موقع ملا ہوگا۔ کہ اُس میں شہنشاہِ ہند کے نایئب السلطنت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے اور اُس کے اعزاز و مراحم سے بہرہ مند ہونے کے لئے ایسے ایسے جلیل القدر والیانِ ریاست آکر حاضر ہوں۔ اور دور دست سلطنتوں کے سفیر اور نایئب بھی اس کارروائی کے دیکھنے کو پوری خوشدلی سے اِسمیں موجود پائے جائیں۔

المختصر مہمان اور تمغہ وخلعت پانے والے صاحبان اور والیانِ ریاست بعد شام قلعۂ معلّے میں پہنچ چکے تھے۔ اور جب ٹھیک سب صاحبان وقتِ مقررہ سے پہلے پہلے کمرۂ اجتماعی میں اور تمغہ پانے والے کمرۂ پوشاک میں داخل ہو گئے تو سب کے بعد ہز ایکسیلنسی حضور وائسرائے اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر تشریف لائے۔ جنکی پیشوائی کو سکرٹری صاحب مدارج ہائے خطابی۔ اور انڈر سکرٹری صاحب فارن ڈیپارٹمنٹ آپکی گاڑیوں تک حاضر ہوئے۔ اور فوجی دستے نے گارڈ اوف اونر اور متعینہ باجہ نے حسب معمول سلامی اُتاری۔ جس کے بعد حضورینِ ممدوحین مع اپنے سٹافوں کے کمرۂ پوشاک میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور دونوں صاحبوں نے سٹار آف انڈیا کی پوشاک وتمغہ زیب تن فرمایا۔ جہاں پہلے سے ہی باقی ممبرانِ مدارجِ خطابی بھی اپنے اپنے تمغوں اور خلعتوں سے ملبّس و مزیّن ہو چکے تھے۔ اور پھر یہیں سے حضور وائسرائے اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر ملبوس ہائے خطابی پہننے کے بعد ایک جلوسی صورت بنا کے دیوانِ عام کے دربار کی طرف مفصلہ ذیل ترتیب سے روانہ ہوئے۔

ترتیب جلوس - ۱- انڈر سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ اور سکرٹری صاحب مدارج ہا خطابی۔

۲- کمپےنی ان اوف دی انڈین امپائر یعنے صاحبان سی- آئی- ای-

۳- کمپےنی ان اوف دی سٹار اوف انڈیا یعنے صاحبان سی- ایس- آئی-

۴- نائیٹ کمینڈران سٹار اوف انڈیا یعنے صاحبان کے- سی- ایس- آئی-

۵- نائیٹ گرینڈ کمانڈران اوف انڈین امپائر یعنے صاحبان جی- سی- آئی- ای

۶- نائیٹ گرینڈ کمانڈران اوف دی سٹار اوف انڈیا یعنے صاحبان جی- سی- ایس- آئی

خطاب داران نمبر ۵ و ۶ کے ساتھ انکے دو دو خواص بھی شاملِ جلوس تھے۔

۷- ایک افسر شاہی سٹاف کا۔

۸- ہز رائل ہائینس ڈیوک اوف کینات بہادر۔ جن کا دامن مندرجۂ ذیل دو رئیس زادے اُٹھائے ہوئے تھے۔

الف- سری رائے راجہ اودے بہان سنگہ صاحب صفدر جنگ والیِ دھولپور۔

ب- راج رانا مان سنگہ صاحب فرزند ٹھاکر صاحب دلوارہ۔

۹- ڈیوک صاحب کا سٹاف۔

۱۰- ہز ایکسیلنسی دی گرینڈ ماسٹر (مالکِ خطابات) یعنے حضور وائسرائے جنکا دامن مفصلۂ ذیل دو رئیس زادوں سنے اُٹھایا ہوا تھا۔

الف- میاں ہری سنگہ صاحب خلف سر راجہ امر سنگہ صاحب کے۔سی۔ ایس آئی سی۔ بی ریاستِ کشمیر

ب- صاحبزادہ حمید اللہ خاں صاحب فرزندِ اصغر ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال۔

اِنکے بعد حضور وائسرائے کا سٹاف جسمیں آپکے انگریز اور دیسی ایڈیکانگ صاحبان اور سرجن صاحب شامل تھے۔

یہ تمام جلوس دو دو آدمیوں کی قطار بنا کر چلتا تھا۔ اور جونیر (نئے) صاحبان سینیر صاحبان (پُرانے خطابدار) سے آگے آگے تھے۔

جلوس کے چلنے سے ایوانِ دربارِ عام تک پہنچنے اور وائسرائے صاحب کے چبوترہ پر چڑھنے تک باجہ گرینڈ مارچ کی گت برابر بجاتا رہا۔ داخلِ دربار ہونے پر سب صاحبوں نے سرو قد تعظیم دی۔ اور اپنی اپنی چوکیوں سے اُٹھکر ایک قطار باندھے ہوئے تمام صاحبان نے وائسرائے صاحب کو آداب عرض کیا۔ جس کے بعد وائسرائے صاحب بحیثیت گرینڈ ماسٹر جب چبوترہ پر رونق افروز ہوئے تو باجے نے گرینڈ مارچ کی گت چھوڑ کر نیشنل اینتھم بجانا شروع کیا۔ چنانچہ جب حضور ممدوح اور ڈیوک صاحب اپنی جگہ پر متمکن ہو گئے۔ اور باقی صاحبان بھی اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ تو سکرٹری صاحب

خطابی یعنے سر ہیوک بارنس صاحب بہادر نے رسوماتِ سٹار آف انڈیا کی ادائیگی کے لئے آپ کے حضور میں مؤدبانہ طور پر عرض کیا۔ جسے فوراً شرف قبول بخشا جاکر عطائے تمغہ جاتِ درجۂ اعلائے سٹار اوف انڈیا کی رسوم عمل میں آنے لگیں۔ سب سے پہلے سر ہیوک برن بارنس صاحب نائیٹ بنائے گئے۔ پھر راجہ صاحب کوچین کو جی۔سی۔ایس۔آئی بنایا گیا۔ اور پھر درجہ بدرجہ دوسرے صاحبان کو خلعت پہنانے کی اِبتدائی رسوم تو سکرٹری صاحب مدارجِ خطابی مع دو نائیٹ کمینڈروں کے ادا کرتے جاتے تھے اور تمغہ حضور و یسرائے بحیثیت گرینڈ ماسٹر اپنے ہاتھ سے بایں الفاظ عطا فرماتے تھے۔

"بنام نامی شہنشاہ ہندوستان وغیرہ اُنکے حُکم سے مَیں آپکو معزز تمغہ طبقہ اعلائے ستارہ ہند کا اعزازی نشان دیکر اعلان کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت ملک معظم بنظرِ عنایت آپکو اِس درجہ کا گرینڈ کمینڈر مقرر فرماتے ہیں"

اِس کے بعد تمغہ پانے والے صاحب ادب کے ساتھ وایسرائے صاحب کو آداب بجا لاتے اور پھر سکرٹری صاحب تمغہ کو انکی پوشاک پر آویزاں فرما دیتے تھے الغرض جب اِن صاحبوں کو تمغے پہنائے جاچکے - جو باعتبار اپنے مدارج کے اِس لائق تھے۔ کہ وایسرائے ہی بدستِ خاص انکو یہ عزت عطا فرمائیں - تو گرینڈ ماسٹر صاحب تبدیلی لباس کے لئے کھڑے ہوئے۔ جنکے اُٹھتے ہی تمام حاضرین سرو قد ایستادہ ہوگئے۔ اور حضورِ ممدوح ایک مختصر جلوس کے ساتھ بہ ترتیب ذیل کمرۂ پوشاک میں تشریف لے گئے۔ اور باجہ گرینڈ مارچ کی گت بجاتا رہا۔

(الف) انڈر سکرٹری صاحب فارن ڈیپارٹمنٹ۔

ؔ۔ فہرستِ خطابات میں سب ایسے خطاب یافتہ صاحبان کے نام مفصّل درج ہوچکے ہیں ۱۲

(ب) سکریٹری صاحب طبقہ ہائے اعزازی۔

(ج) یکے بعد دیگرے ایڈیکانگ ملٹری سکریٹری و ایڈیکانگ و پرائیویٹ سکریٹری حضور وائیسرائے۔

(د) ہزایکسیلنسی گرینڈ ماسٹر (حضور وائیسرائے) مع دو پیجز۔

(ہ) ایڈیکانگان وائیسرائے و سرجن وائیسرائے۔

(و) ایک شاہی سٹاف کا افسر۔

(ز) ہزرائل ہائینس ڈیوک اوف کیناٹ مع دو پیجز۔

(ح) ہزرائل ہائینس کا سٹاف۔

(ط) ہز ہائینس مہاراجہ صاحب جیپور مع دو مصاحبان۔

(ی) مہاراجہ صاحب ٹراونکور مع دو مصاحبان۔

(ک) راجہ صاحب نابہ۔

کمرۂ پوشاک میں پہنچنے پر گرینڈ ماسٹر اور ڈیوک صاحب نے بجائے سٹار اوف انڈیا کے آرڈر اوف انڈیا کی خلعت و نشانات زیب تن کر کے پھر دربار کی طرف مراجعت فرمائی۔ واپسی کیوقت جلوس کی ترتیب بالکل اُلٹی کر دی گئی تھی۔ اور حسب دستور باجہ گرینڈ مارچ کی گت بجا رہا تھا۔ چنانچہ اس نئے طبقہ کے لباس میں جب آپ چبوترہ پر رونق افروز ہو کر اپنی کرسی پر متمکن ہو گئے اور باجہ بند ہوا۔ تو حسب قاعدہ سکریٹری صاحب مدارج اعزازی نے اعطائے تمغہ جات کی درخواست کی جسکے منظور ہونے پر تمام صاحبوں کو (جنکے نام پہلے سے تجویز ہو چکے تھے) تمغہ جات عطا ہوئے۔ اور سکریٹری صاحب ہی انکو لگاتے بھی رہے۔ زاں بعد فہرست خطابات پڑھکر سنائی گئی۔ جسکے خاتمہ پر سکریٹری نے عرض کیا کہ اب کام ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا یہ جلسہ برخاست فرمایا جائے۔ جسپر وائیسرائے

صاحب نے حکم دیا کہ سکرٹری صاحب اختتامِ کارروائی کا اعلان کر دیں۔ اور خود مع ڈلوک صاحب کے کمرۂ پوشاک کیطرف روانہ ہوئے۔ جس میں جلوسِ اول کیطرح سب ممبر صاحبان طبقہ ہائے اعزازی آپ کے ہمرکاب تھے اور جو جس قدر معزز تھے۔ وہی آپکے پیچھے باقیوں سے آگے تھے۔ کمرۂ پوشاک میں صرف چند منٹ میں آپنے اور باقی اعلیٰ ممبران طبقہ نے تبدیلِ لباس فرمالیا تو پھر پاس ہی کے کمرۂ اجتماعی میں تشریف لے گئے۔ اور پھر شاہی پارٹی رخصت ہو گئی۔ اور درجہ بدرجہ تمام والیانِ ریاست و معزز مہمان بھی تشریف لے گئے۔ جنکی مشایعت حسبِ دستور افسرانِ ماموره اور سلامی جنگی دستۂ متعینہ ادا کرتا تھا۔

ممبران درجہ ہائے خطابی کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

صاحبانِ سی۔ آئی۔ ای

۱۔ میجر ٹی۔ ایچ۔ ہل۔
۲۔ رائے بہادر نانک چند پریزیڈنٹ کونسل اندور
۳۔ میجر اے۔ ایف۔ پن ہے۔
۴۔ اے۔ جے۔ ڈنلوپ اسکواٹر
۵۔ لفٹنٹ کرنل جی۔ ایچ۔ ڈی گملٹ۔
۶۔ کے۔ کرشنا سوامی راؤ۔
۷۔ اے۔ ایل۔ پی ٹگر صاحب۔
۸۔ اے۔ پڈلر صاحب۔
۹۔ ایس۔ پرسٹن صاحب۔
۱۰۔ آنریبل میجر ٹی کاٹلن۔
۱۱۔ صوبیدار میجر سردار خاں۔
۱۲۔ سردار میر آصف علیخاں۔
۱۳۔ میجر ٹی۔ ای سکاٹ۔
۱۴۔ لفٹنٹ کرنل جی۔ کے سکاٹ مانکریف
۱۵۔ ایف۔ ڈبلیو لٹمیر صاحب۔
۱۶۔ فریدونجی کوارجی تاراپوروالہ۔
۱۷۔ میجر جے۔ آر ڈنلوپ سمتھ۔
۱۸۔ آنریبل مسٹر ایچ۔ اے۔ سسم۔
۱۹۔ کرنیل ایس۔ سی۔ ایف پیلی۔
۲۰۔ کپتان ڈبلیو۔ ایس گڈرج۔

۲۱- رائے بہادر کیلاس چندر بوس۔
۲۲- مسٹر ایچ ہاریش صاحب۔
۲۳- لفٹنٹ کرنل اے۔ ایم کرافٹس۔
۲۴- اونریبل مسٹر ڈبلیو۔ سی ہیوز۔
۲۵- بہادر پنڈت راج نرسا مڈالیار۔
۲۶- خان بہادر محمد یعقوب سی آئی ای۔
۲۷- لفٹنٹ کرنل۔ ایم۔ جے۔ میڈ۔
۲۸- خان بہادر حاجی جلال الدین۔
۲۹- خان بہادر خورشید جی رستم جی۔
۳۰- کیپٹن والہ وی۔ پی۔ مدھوارا۔
۳۱- خان بہادر دہنجی بہائی۔
۳۲- فقیر جی کاموڈور۔
۳۳- راؤ بہادر دہنپت رائے۔
۳۴- لفٹنٹ کرنل ایچ۔ کے۔ میکے
۳۵- کیپٹن اے۔ بی۔ ہنچن۔
۳۶- میجر کنور بیر بکرم سنگھ۔
۳۷- ای۔ ایف جیکب۔
۳۸- اے پینی کیوک۔
۳۹- درجن دیپ چند۔
۴۰- کرنل۔ ڈی۔ پی میسن۔
۴۱- میجر جے ریمزے۔
۴۲- آر۔ بی۔ کارلائل۔
۴۳- پی رابرٹسن۔
۴۴- راجہ بلونت سنگھ۔
۴۵- مرزا بختیار شاہ۔
۴۶- رائے بہادر دولت رام۔
۴۷- سی۔ جی۔ ڈبلیو ہیسٹنگز۔
۴۸- رستم جی دہنجی بہائی مہتہ
۴۹- پی۔ این کرشنا مورتی۔
۵۰- نواب میجر محمد علی بیگ۔
۵۱- بریگیڈیر جنرل بی ڈف سی۔ بی
۵۲- اونریبل رائے بہادر پی انندا چارلو
۵۳- خان بہادر نارو جی پسنجی وکیل۔
۵۴- سر جے ایلیٹ۔
۵۵- اونریبل اے اینڈرسن۔
۵۶- اونریبل رائے بہادر چونی لال
۵۷- راجہ بھوپ اندر بکرم سنگھ۔
۵۸- ڈی۔ ہیگم۔
۵۹- سرجن جنرل بی فرینکلن۔
۶۰- آر۔ ایم۔ ڈین
۶۱- سر پی ہلپے فیر۔
۶۲- حافظ عبدالکریم۔

۶۳- میجر ڈبلیو- آر- پیلڈنگ۔

۶۴- ٹی- آر- اے- ہتھبوچٹی۔

۶۵- اونریبل ایس- ڈبلیو ایڈگرلے۔

۶۶- اونریبل سی- ای بکلنڈ۔

۶۷- گنگادھر راؤ مدہیوچٹ نویس۔

۶۸- خان بہادر حق نواز خاں۔

۶۹- اے- سی ہنکن۔

۷۰- فضل بھائی وسرام جی۔

۷۱- اونریبل ایف جے ای سپرنگ۔

۷۲- لفٹنٹ کرنل ای- ایچ فن۔

۷۳- اونریبل لفٹنٹ کرنل سر جی- ایم مجر

۷۴- پی- جی- نیلی ٹس۔

۷۵- اونریبل فیروزشاہ مروانجی مہتہ۔

۷۶- اونریبل دیوان بہادر ایس سری نواس آئینگر۔

۷۷- بی- ایس- کیمری۔

۷۸- شیخ بہاء الدین نواب انب۔

۷۹- راؤ صاحب ٹھاکر بہادر سنگھ۔

۸۰- مہاراجہ ہربلب نارائن سنگھ۔

۸۱- دیوان گنپت رائے۔

۸۲- خان بہادر قادر داد خاں۔

۸۳- جے- جی سکاٹ۔

۸۴- میجر ایچ ڈالے۔

۸۵- اونریبل ایچ- ٹی واشٹ۔

۸۶- اونریبل جے- بی فلر۔

۸۷- ایچ- ایچ رسلے۔

۸۸- میجر ایف- ای ینگ ہسبنڈ۔

۸۹- کرنل ٹی- ایچ ہنڈلے۔

۹۰- اونریبل جے بکنگھم

۹۱- خان بہادر شیخ حافظ عبدالکریم۔

۹۲- کرنل ایس ایس جیکب۔

۹۳- ایچ پی ٹاڈ نیلر۔

۹۴- اے- ڈبلیو پاول۔

۹۵- رام کرشنا گوپال بھنڈارکر۔

۹۶- لفٹنٹ کرنل جے- ایل واکر۔

۹۷- کرنل بی سکاٹ۔

۹۸- نواب بہادر سید امیر حسن۔

۹۹- کرنل سی ڈبلیو میور سی بی۔

۱۰۰- کمار سری کلوبا۔

۱۰۱- کرنل نواب محمد اسلم خاں۔

۱۰۲- جی واٹ۔

۱۰۳- محمد حسن خاں۔

۱۰۴- پنڈت بیت رام۔

۱۰۵- رائے بہادر ہیتو رام۔
۱۰۶- سردار سلطان جان۔
۱۰۷- مرزا غلام احمد۔
۱۰۸- ریورنڈ اے ای لافونڈ۔
۱۰۹- کمانڈر جی۔ اے ہالنڈ۔

صاحبانِ سی۔ ایس۔ آئی

۱- اونریبل جی ولسن
۲- اونریبل ڈی جی رابرٹس۔
۳- ایس۔ اے اسکوائر۔
۴- برگیڈیر جنرل جی۔ ایل آر۔ رچرڈسن
۵- جے۔ او۔ اسکوائر۔
۶- اونریبل ایف ایس۔ پی سلے۔
۷- ای۔ این بیکر اسکوائر۔
۸- اونریبل اے۔ ایچ۔ ٹی مارٹنڈل
۹- اونریبل ایچ۔ ایم ونٹر باتھم۔
۱۰- سرجن جنرل۔ ڈی سنکلئیر۔
۱۱- اونریبل جے۔ پی ہیوٹ۔
۱۲- راجہ صاحب ٹیہری۔
۱۳- اونریبل لفٹنٹ کرنل ڈی رابرٹسن
۱۴- اونریبل۔ اے۔ ٹی۔ ارنڈل۔
۱۵- خان بہادر یار محمد خاں۔
۱۶- ایل۔ ڈبلیو کنگ۔ اسکوائر۔
۱۷- اونریبل مسٹر اے۔ ڈبلیو کردیک شنک
۱۸- اونریبل مسٹر جے۔ اے بورڈلن۔
۱۹- اونریبل راجہ تصدق رسول خاں۔
۲۰- ایم۔ ایم فینوکین اسکوائر۔
۲۱- سردار بہادر کاشی راؤ سرد۔
۲۲- میجر اے۔ ایچ۔ میکماہن۔
۲۳- ایچ۔ اے۔ اینڈرسن اسکوائر
۲۴- کرنل جے۔ اے۔ پنلے۔
۲۵- ایچ۔ ایف۔ ڈی مونٹ اسکوائر
۲۶- اونریبل مسٹر سی۔ ڈبلیو بولٹن۔
۲۷- اونریبل مسٹر جے موشیتھ۔
۲۸- جے۔ ایم میکفرسن۔ اسکوائر۔
۲۹- اونریبل مسٹر اے۔ ایچ۔ ایل فریزر۔
۳۰- اونریبل مسٹر سی۔ ایل ٹپر۔
۳۱- اونریبل لفٹنٹ کرنل ایم۔ اے۔ ڈین۔
۳۲- اونریبل مسٹر ڈی سی جے۔ ابٹسن۔
۳۳- اونریبل لفٹنٹ کرنل ڈی ڈبلیو کے بار
۳۴- سردار جیون سنگھ۔
۳۵- راؤ چھتر پتی بہادر جاگیردار علی پورہ۔
۳۶- اونریبل کرنل سی ای ییٹ۔

۳۷۔ راجہ پیارے موہن مکرجی۔
۳۸۔ کرنل سر سی سی سکاٹ مونکریف
۳۹۔ کرنل ایل جے ایچ گرے۔
۴۰۔ میجر جنرل پی لوٹ سی۔ بی۔
۴۱۔ راجہ جے کرشن داس بہادر

صاحبانِ کے سی آئی ای

۱۔ ہزہائینس مہاراجہ بہادر بیکانیر
۲۔ سر ای۔ اے۔ آر گلہارڈو۔
۳۔ سر ہرنام سنگھ۔
۴۔ بابا سر کھیم سنگھ بیدی۔
۵۔ پرنس آف ارکاٹ۔
۶۔ سر ایم۔ ایم بھاؤنگری۔
۷۔ نواب صاحب لوہارو۔
۸۔ مہاراجہ صاحب گدھوڑ۔
۹۔ مہاراجہ صاحب اجودھیا۔
۱۰۔ مہاراجہ صاحب بوبیلی۔
۱۱۔ نواب صاحب جنجیرہ۔
۱۲۔ سر راجہ گوپال کرشن آف ونکٹ گیری
۱۳۔ نواب سر امام بخش خاں مزاری
۱۴۔ خان مزاری سردار خاران۔
۱۵۔ ٹھاکر صاحب لیمڑی۔
۱۶۔ سر ایف ڈبلیو ملکین۔

صاحبان۔ کے سی۔ ایس آئی

۱۔ سلطان سر احمد لاہج۔
۲۔ سر جے لا لوٹش۔
۳۔ سر سی۔ ایم ریواز۔
۴۔ مہاراؤ بہادر والیٔ کوٹہ۔
۵۔ نواب صاحب جوناگڑھ۔
۶۔ سر جے۔ ایف پیرائس۔
۷۔ مہاراجہ صاحب آف دتیا۔
۸۔ راجہ صاحب کپورتھلہ کے سی۔ ایس آئی۔
۹۔ راجہ صاحب کوچین۔
۱۰۔ سر ای سی۔ بک۔
۱۱۔ ٹھاکر صاحب پالیتانہ۔
۱۲۔ مہاراجہ کیسری سنگھ بہادر والئے سروہی
۱۳۔ سر ایف ڈبلیو۔ آر۔ فرائیر۔
۱۴۔ راجہ امر سنگھ صاحب کشمیر

صاحبانِ۔جی۔سی۔آئی۔ای

۱۔آغا سر سلطان محمد شاہ۔
۲۔میجر جنرل اے۔گیسلی۔
۳۔مہاراؤ صاحب بوندی۔
۴۔لارڈ ایمپتھل۔
۵۔مہاراجہ صاحب اورچھا۔
۶۔لارڈ نارتھکوٹ۔
۷۔مہاراجہ صاحب بنارس۔
۸۔ٹھاکر صاحب سوروی۔
۹۔ٹھاکر صاحب گونڈل۔
۱۰۔میر صاحب خیر پور۔
۱۱۔مہاراجہ صاحب فردلی۔
۱۲۔خان صاحب قلات۔
۱۳۔نواب صاحب ٹونک۔
۱۴۔مہاراجہ صاحب کوچ بہار۔
۱۵۔مہاراؤ صاحب کچھ۔

صاحبان۔جی۔سی۔ایس۔آئی۔

۱۔مہاراجہ سر پرتاب سنگھ بہادر والی ایڈر۔
۲۔مہاراجہ صاحب ریواں۔
۳۔مہاراجہ صاحب گوالیار۔
۴۔مہاراجہ صاحب کولہاپور۔
۵۔مہاراجہ صاحب کشمیر
۶۔سر شاہ الامام درما بہادر رئیس اوٹکرہ
۷۔مہاراجہ صاحب جے پور۔
۸۔مہاراجہ صاحب اندور۔
۹۔مہاراجہ صاحب والیٔ بڑودہ
۱۰۔نظام حیدر آباد دکن۔
۱۱۔راجہ سر ہیرا سنگھ صاحب والیٔ نابھہ

فصل یازدہم

نماز و دُعا

دربار کے لمبے پروگرام میں جہاں - دربار - دعوت - اِفتتاحِ نمائیش عطائے خطابات اور حتّیٰ کہ فوجی ورزشوں اور کھیلوں تک کے لئے بڑی فراخدلی سے وقت نکالا گیا تہا۔ شہنشاہِ حقیقی کی حمد و ثنا کے لئے بھی کسی نہ کسی وقت کا نکالنا ازبس ضروری تہا۔ کیونکہ فی الحقیقت تمام سلطنتوں کا اصلی مالک اور لازوال شہنشاہ وہی ہے۔ اور بادشاہوں کو تاج و تخت صرف اُسی کی جناب سے عطا ہوتے ہیں۔ اِسلئے اکثر بادشاہانِ سلف میں تخت و تاج پاتے ہی اپنے خالق کے روبرو سجدۂ شکر و سپاس میں گر پڑنا ہی لازمی طور پر داخلِ رسم رہا ہے۔ چنانچہ تاجپوشیِ لنڈن کے حالات میں موجودہ شاہ و شہنشاہِ ہند کے الفاظ اور وہ مراسم جو تاجپوشی کیوقت وہاں عمل میں آئی تہیں۔ ناظرین کو فراموش نہوئی ہونگی۔ جس کے مطابق کوئی شک نہیں۔ کہ اگر شہنشاہِ معظم خود یہاں موجود ہوتے تو اس دربار میں صرف اعلان ہی نہ پڑھا جاتا۔ بلکہ کچھ نہ کچھ مذہبی رسوم بھی ادا ہوتیں۔ جنکی عین بروقت ادائیگی سوائے شہنشاہ کے کوئی صاحب کرسکتے تھے لہٰذا اِس کے لئے اتوار کا دِن مقرر رہا۔ جو مذہب عیسوی میں ایک مقدس دِن مانا جاتا ہے۔ اور کیمپ کے مشرقی پولو گراؤنڈ کا میدان اِس عظیم الشان متفقہ دُعا و مناجات کے لئے تجویز کیا گیا۔ جس میں کثیر التعداد شائقین جمع ہوگئے

۱۱ بجے قبل دوپہر کا وقت اِس عبادت کے لئے مقرر ہوچکا تہا۔ جس کے لئے بہت پہلے سے پولو گراونڈ کے سامنے کیطرف افواجِ انگریزی اپنی پوری

وردیوں میں صف بستہ کھڑی کردی گئی۔ اور دوسری طرف نہائیت شاندار باجے مشتعبن کئے گئے۔ جسمیں چھ سو باجہ نواز۔ اور پانسو باجہ کی آواز پر سُر ملانے والے اشخاص موجود تھے۔ اور پھر انکے پیچھے درختوں کی سرسبز قطار تھی جو ایک پاؤں سے کھڑی اپنے خالق کی تقدیس کا خاموش گیت گارہی تھی۔

وقتِ مقررہ سے پیشتر تمام ملکی و جنگی حکام اپنی اپنی وردیوں میں اور لیڈیاں نہائیت نفیس ڈریسوں میں پہنچنی شروع ہو گئیں۔ جنمیں ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ اور ہر مقام کے بڑے بڑے پادری صاحبان مثلاً بشپ اوف کلکتہ مع اپنے چیپلن پادری ایم۔ اے مور صاحب کے۔ اور بشپ اوف لاہور مع پادری فرگوسن ڈیوی صاحب کے۔ اور بشپ اوف مدراس مع پادری بنٹلی فاسٹر صاحب کے۔ اور بشپ آف لکھنؤ مع پادری ایم کرون کے۔ اور پادری ڈبلیو ای سکاٹ صاحب پیر پادری بمبئی۔ اور ایچ۔ ڈبلیو گرفتھ صاحب پیر پادری لاہور اور پادری ٹی۔ ایف کول صاحب چیپلن دارجلنگ۔ پادری۔ سی۔ ای۔ ڈی گرانڈکن صاحب چیپلن پونا۔ اور پادری پی۔ ایس گردو صاحب چیپلن نیچ۔ اور پادری سی۔ اے گلمو صاحب چیپلن کوئٹہ وغیرہ سب مقدس پرا باندھے موجود تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے۔ کہ آج تو انہیں کا جلسہ تھا۔

غرضکہ جب وزیٹر صاحبان۔ مہمانانِ حضور وائسرائے اور اعلیٰ حکام انگریزی وغیرہ سب جمع ہو چکے۔ تو ہز وائسرائے صاحب بہادر مع بیگم صاحبہ۔ ڈیوک آف کینٹ بہادر مع بیگم صاحبہ۔ گرینڈ ڈیوک میسی۔ اور کمینڈر انچیف صاحبان تشریف لاکر شریک ہوئے۔ اور ٹھیک وقت پر پادری **ڈاکٹر کاپلسٹن صاحب بشپ اوف کلکتہ** میٹروپولیٹن (آپ ہندوستان و سیلون کے اسقفِ اعظم ہیں) نے شاندار نمازِ شاہی ان الفاظ سے شروع کی۔ کہ

" خدا اپنے مقدس گھر میں جلوہ گر ہے جسکے روبرو تمام دُنیا کو دم بخود رہنا چاہئے"
پھر حسب دستور ایسے ہی اور بھی الفاظ ادا ہوتے رہے۔ اور رسم مروجہ کے
مطابق تریاں وغیرہ بھی بجتی رہیں۔ اور اختتام نماز تک ایک ایسی پُر اثر خاموشی
اِس عظیم الشان مجمع پر طاری رہی۔ جس سے خود بخود مذہبی اثر ظاہر ہو رہا تھا
نماز کے بعد اسقف اعظم صاحب نے حسب معمول ایک خاص تعداد دُعاؤں
کی پڑھی۔ جنمیں بادشاہ۔ ملکہ۔ خاندانِ شاہی۔ حضور وائسرائے اور عمائدین دینی
و دُنیوی کے لئے الگ الگ الفاظ و مصطلحات مقرر ہیں۔ اِن کے بعد
ہندوستانی حکمرانوں اور شہزادوں کے لئے ایک دُعا مانگی گئی۔ جس کا لکھنا
ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ دُعا ان الفاظ میں تھی۔ کہ۔

اے خدائے رحیم۔ ہم بعجز و ادب تمام تجھسے تمام ہندی شہزادوں اور
حکمرانوں کے لئے دُعا و التجا کرتے ہیں۔ کہ تو اِنہیں سید حارستہ دکھا اور
اِنپر اپنی رحمت نازل فرما۔ تاکہ تیرے بے شمار بندے جو انکے ماتحت ہیں۔
نیکی اور دیانتداری سے پُرامن زندگی بسر کرسکیں بطفیل مسیح علیہ السلام آمین
اِس کے بعد پھر آخری دُعا پڑہی گئی۔ جو معمولاً تمام باشندوں کے حق میں کیجاتی
ہے۔ اور پھر اسقف اعظم نے ایک وعظ کیا۔ جس کے خاتمہ پر بشپ اوف مدرس
نے شکرانۂ الٰہی ادا کیا۔ اور پھر بشپ اوف کلکتہ نے اپنا پادریانہ عصا لیکر
تمام حاضرین کے لئے دُعائے خیر و برکت مانگی۔ اور جلسہ برخاست ہُوا جس کے
خاتمہ پر نیشنل اینتھم (قومی راگ) سب حاضرین نے ملکر گایا۔ اور پھر سب سے
پہلے حضور وائسرائے مع لیڈی صاحبہ اور ڈیوک اوف کناٹ بہادر مع لیڈی
صاحبہ اور گرینڈ ڈیوک ہیسی۔ کمینڈر انچیف وغیرہ معززین کا مع رخصت ہوگئے
چلے جانیکے بعد رفتہ رفتہ تمام مجمع منتشر ہوگیا۔ اور یہ کارروائی باحسن وجوہ

اختتام پذیر ہوئی۔

جس کے بعد پھر اُسی دِن جبکہ بباعث اتوار کے سرکاری تقریبات سے حکام اور مہمانوں کو بالکل فراغت تھی۔

ہز ہائینس حضور نظام خلد اللہ ملکہ کیطرف سے گارڈن پارٹی

کا اِنتظام عمل میں آیا جس میں حکامِ گورنمنٹ و عمائد اور بعض بعض چیدہ چیدہ والیانِ ریاست کو اِس موقع پر بلطف ملاقات کے لئے ایوان لیڈ لو کیسل میں یکجا ہونیکی بیتپاک دعوت دی گئی تھی۔

حضور ممدوح کے فرودگاہ کی آرائش و زیبائش کے متعلق ناظرین کتاب پہلے دیکھ چکے ہیں کہ وہ نہائیت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ایک تو کوٹھی ہی ایسی تھی کہ دہلی بھر میں فرد کہی جائے۔ جسپر جھنڈیوں۔ پھر یرونکی آویزش اور پھول پھلواڑی کی نزہت اور اِسپر جلال و ہیبتِ شاہی کی صولت نے اِس کو وہ رتبہ دے رکھا تھا۔ کہ کوئی دوسرا کیمپ اُس کے مقابل نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن گارڈن پارٹی کیوقت حضور کی اردلی سپاہ کا جماؤ اور نیزہ بردار رعب سوار ونکا زرد رنگ کی وردی اور سُرخ پٹکوں سے سجاؤ کچھ اَور ہی جلوہ دکھا رہا تھا۔ اِس کے علاوہ فوجی باجہ بھی طرح طرح کے دلکش راگوں سے تفریح دے رہا تھا۔

مہمانوں میں سے ایسا کون تھا جسے حضور یاد فرمائیں اور وہ عزت و فخر سے حاضر نہ ہو۔ والیانِ ریاست میں سے ہز ہائینس گائکواڑ بڑودہ۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بیکانیر۔ ولیعہد صاحب مسقط۔ راجہ صاحب کپورتھلہ وغیرہ۔ اور یورپین حکام میں متعدد افسران گورنمنٹ اور چیدہ چیدہ دیسی شرفا سب موجود تھے۔

ایک وسیع زرد رنگ کے شامیانہ میں جو نہائیت شان و شوکت سے لگا ہوا تھا۔ چیدہ پارٹی دی گئی تھی۔ حضور نظام بالکل سادہ ڈریس میں تھے۔ لیکن

آپ کے خُدّام اور متوسل ایسی مُکلّف پوشاکوں سے ملبّس ہو رہے تھے۔
کہ کسی بڑے سے بڑے سجے ہوئے والیٔ ریاست کو بھی جلوسی پوشش کا
فخر نہ ہوسکتا تھا۔ اِنہیں تمام افسران میں سے چند صاحبان نہایت اخلاق کے
ساتھ ہر ایک صاحب کو اِستقبال مناسب کے ساتھ حضور کے روبرو پیش فرماتے
جاتے تھے۔ اور حضورِ ممدوح بھی نہایت فرحت و بشاشت اور اخلاق و مروّت
کے ساتھ ہر ایک صاحب سے علیٰ قدر مراتب مصافحہ و مزاج پُرسی فرماکر
عزّت افزائی فرماتے جاتے تھے۔ جس سے سب صاحبان حضور ممدوح کے
اخلاق اور افسرانِ مُتعینہ کے آداب کے نہایت شُکرگذار واپس ہوئے۔

والیانِ ریاست کی باہمی مُلاقاتیں بھی

اکثر اِسی دن ہوتی رہیں۔ لیکن جیسا کہ ہز ایکسیلنسی لارڈ کرزن بہادر نے خیال فرمایا
تھا۔ کہ یہ موقع اِن صاحبوں کی مُلاقات باہمی کے لئے بڑا مُفید اور کارآمد ہوگا۔ اور
سب صاحبان آپسمیں مل ملاکر ملکی اور قومی محبّتوں کو تازہ فرماسکیں گے۔ یہ بات
پُوری نہوئی۔ سوائے ہز ہائینس نظام۔ ہز ہائینس گیکواڑ بڑودہ کے اکثر والیان
ریاست اُنہیں صاحبوں سے رسمیہ طور پر مُلاقات فرماتے رہے۔ جو پہلے
سے تعلق رسل و رسائل اور مُلاقات کا رکھتے تھے۔ وجہ یہ کہ گورنمنٹ کی پالیسی
اِس سے پہلے ایسی رکھی گئی تھی۔ کہ دو والیانِ ریاست آپسمیں مُلاقات
کرنے میں سخت مُحتاط رہیں۔ چنانچہ اَب وہ عادتیں ایسی راسخ
ہوگئی ہیں۔ کہ باوصف اجازت عام کے بھی یہ
صاحبان اِس موقع سے ازدیادِ تعلقات
محبّت میں پیش قدمی
نہ فرماسکے

فصل دوازدہم

سٹیٹ بال (شاہی جلسۂ رقص) اور دعوت

منعقدہ ۶۔ جنوری ۱۹۰۳ء بوقت شب

دہلی کے قلعہ میں اگرچہ اس سے پہلے شاہانِ سلف کیوقت میں سینکڑوں ہزاروں توکیا لاکھوں جلسے بھی رقص وسرود کے ہوچکے ہوں توکوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ایشیائی حکمرانوں کے ساتھ ایسی باتیں خصوصیت کے ساتھ منسوب ہوچکی ہیں۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ قلعہ کی اس پرانی عمارت کو ایسے جلسے سوائے عہدِ انگریزی کے پہلے کبھی دیکھنے نصیب نہوئے ہونگے کہ جنمیں معزز عہدہ داروں اور حکام کی خاتونیں رقص وسرود کا ایکٹ بنفسِ نفیس خود ادا کرتی ہوں۔

اس جلسۂ عیش ونشاط کے لئے دس بجے شب کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ سوائے حکام یوروپین اور مہمانانِ ولائت کے دیسی مہمانوں کو باریابی کا موقع نہ ہوسکتا تھا۔ مگر حضور وائسرائے نے خاص طور پر چند عالیقدر اور ممتاز والیانِ ریاست کو بھی دعوت دے رکھی تھی۔ کہ انگریزی بے تکلفی اور طریقِ رقص وسرود کا وہ بھی آکر مطالعہ فرمالیں۔ چنانچہ آٹھ بجے کے بعد شاملین کا پہنچنا شروع ہوگیا۔ دروازۂ قلعہ پر ایک فوجی دستہ سلامی کے لئے۔ اور انگریزی باجہ خوش آمدید کے لئے متعین ہوچکا تھا۔ دیوانِ عام میں جلسۂ رقص کا انتظام تجویز ہوا تھا۔ اور دیوانِ خاص میں حضور وائسرائے ڈیوک آف کیناٹ۔ کمینڈر انچیف اور دیگر بڑے بڑے معزز حکامِ گورنمنٹ کے لئے کھانے کی میز بچھائی گئی تھی۔ اور

ایک دوسرے کمرے میں دوسرے یورپین مہمانوں کے لئے بڑے وسیع پیمانہ پر کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ ایسے کمروں کی صفائی اور آرائش خاص طور پر اس دن قابلِ دید ہو گئی تھی۔ سنگ مرمر کی چمک اور شاملین کی پوشاکوں کی بھڑک کو برقی روشنی نے گویا پر لگا دیئے تھے۔ جس سے نگاہ کو ایک جگہ ٹکنا محال ہو گیا تھا۔ کیونکہ جتنے بھی صاحبان شریک تھے۔ سب نے چمکیلے اور نفیس لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ بالخصوص لیڈیوں کی پوشاکیں تو اور بھی قابلِ دید تھیں جنکے ساتھ جواہرات کا شمول گویا سونے پر سہاگے کا کام دے رہا تھا۔ اور جو خاص خاص والیانِ ریاست بلائے گئے تھے وہ بھی اپنی زرین پوشاکوں اور جواہرات کے زیورات سے سجے ہوئے تھے۔ اور یہ تمام کیفیتیں کچھ ایسا عجیب نظر فریب عالم اس وقت ناظرین کے روبرو پیشِ نظر کر رہی تھیں کہ لائق دید تھا نہ قابلِ شنید۔

وقتِ مقررہ تک جب سب صاحبان موجود ہو گئے۔ تو سب کے بعد ہزایکسیلنسی وائسرائے بہادر مع ڈچس اوف کیناٹ صاحبہ۔ اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر مع لیڈی کرزن صاحبہ بیگم وائسرائے بہادر تشریف لائے۔ جنکو حسب معمول فوجی دستے اور باجے نے سلامی دی۔ اور حاضرین نے جلوسی صورتیں بڑھکر استقبال کرنے کے بعد دیوانِ عام میں داخل کیا۔

لیڈی کرزن بہادر نے آج وہ نایاب جوڑہ زیب بر کیا ہوا تھا۔ جس پر ہندوستانی صنعت گری کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور جو بالخصوص اس موقع کے مناسب آپ نے تیار کرایا تھا۔ ڈچس اوف کیناٹ بھی سفید زر کار پوشاک سے سجی ہوئی تھیں ڈچس اوف البرو بھی نیلے اور سفید رنگ کا جوڑہ پہنے ہوئے ایک ایسی طرح کی تماشائی لگائے ہوئے تھیں۔ جو بے اختیار رنگ کی نظر کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔

دوسری لیڈیاں اور صاحبان بھی اکثر سفید رنگ کی پوشاکوں سے سجے ہوئے تھے۔
دیوانِ عام کے ہر کمرہ پر چیدہ باجے متعین ہو چکے تھے۔ جنکے باجہ نواز بھی ایسے ہی مشاق منتخب ہوئے تھے۔ کہ جنسے بہتر ملنے غالباً دشوار سمجھنے چاہئیں۔ اور انکی سُریلی گتیں خود بخود ایک دلولہ طبیعتوں میں پیدا کر رہی تھیں۔ چنانچہ داخل ہوتے ہی باجے کی مستانہ آواز پر شاہی رقصی جوڑی لینے ڈیوک اوف کیناٹ مع لیڈی کرزن اور لارڈ کرزن مع ڈچس اوف کیناٹ سرگرم رقص ہوگئے جنکے بعد بائیس اور عالیقدر حکام نے اپنے اپنے جوڑوں کے ساتھ رقص فرمایا۔
رقصی جوڑوں کی ابتدائی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ کرزن بہادر وائسرائے ہند۔ ڈچس اوف کیناٹ کے ساتھ۔
۲۔ ڈیوک اوف کیناٹ بہادر۔ لیڈی کرزن کے ساتھ۔
۳۔ لارڈ نارتھ کوٹ صاحب گورنر بمبئی۔ لیڈی ایمپتھل بیگم گورنر مدراس کے ساتھ۔
۴۔ گرینڈ ڈیوک اوف ہیسی۔ لیڈی نارتھ کوٹ بیگم گورنر بمبئی کے ساتھ۔
۵۔ لارڈ کچنر صاحب کمینڈر انچیف۔ مسز بورڈلن صاحبہ کے ساتھ۔
۶۔ سر چالس ریواز صاحب لفٹننٹ گورنر پنجاب۔ لیڈی لاٹوش بیگم لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ کے ساتھ۔
۷۔ لارڈ ایمپتھل صاحب گورنر مدراس۔ ڈچس اوف پورٹ لینڈ کے ساتھ۔
۸۔ سر فریڈرک فریر لفٹننٹ گورنر بہار۔ ڈچس اوف مالبرد کے ساتھ۔
وقس علیٰ ہذا۔

غرضکہ اس رقص و سرود میں ایک گھنٹہ بسر فرما کر حضور والیسرائے مع اپنے ممتاز جلیسوں کے کھانے کے کمرے کیطرف تشریف لے گئے۔ اور مہمانان یورپین دوسرے کمرے میں کھانے پر جا بیٹھے جس سے انفراغ کے بعد

پھر بھی جلسہ رقص و سرود بدستور گرم رہا۔ لیکن ڈیوک آف کیناٹ بہادر مع ڈچس صاحبہ کے ساڑھے بارہ بجے کیمپ کو واپس تشریف لے گئے۔ جنکی مشایعت حسب معمول ادا ہوئی۔ اور بعدازاں لارڈ کرزن بہادر وائسرائے ہند بھی مع لیڈی صاحبہ ایک بجے پر پندرہ منٹ جلسہ کو رقصاں چھوڑکر نہضت فرمائے کیمپ ہوئے۔ جنکی مشایعت بدستور جلوسی طریق پر عمل میں آئی۔ اور اپنی طبیعت کے موافق معزز والیانِ ریاست بھی تشریف لیجاتے رہے۔ لیکن کرنل بیرنگ صاحب ملٹری سکرٹری مع سٹاف اور مہمانان حضور وائسرائے بہادر کے تین بجے قبل صبح تک جلسہ قائم کئے رہے۔ اور جب اختتامِ جلسہ پر باقی صاحبان کو بھی تشریف لیجانا پڑا تو وہ اِس جلسہ کے گوناگوں نظاروں کی پُرمسرت یاد اپنے دلوں میں لے گئے۔

یہ جلسہ اِس موقع پر گویا قومی مسرت اور پُرجوش ولولہ کا ثبوت تھا۔ جو یورپین اقوام میں رائج ہے۔ اور بعض ایسی باتیں جو ایشیائی ملکوں میں مُستحسن نہیں سمجھی جاتیں۔ یوروپین ممالک میں بڑی دلچسپی سے دیکھی جاتی ہیں۔ چنانچہ تاریخ قیصری کا انگریز مُصنف کہتا ہے کہ ایشیائی باشندوں میں خواہ کوئی کتنا بڑا جلسہ ہو۔ اپنے آپکو ضبط رکھنے اور غُل غپاڑا نہ ڈالنے کی عادت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوروپ میں یہی باتیں جلسوںکے پُرجوش بنانیکے لئے کیجاتی ہیں۔

فصل سیزدہم

والیانِ ریاستہائے ہند کا جلوسِ علیحدہ

بتاریخ ۷- جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

جلوسِ سواری میں چونکہ والیانِ ریاستہائے ہند و آئیسرائے صاحب کے بعد صرف ایک ایک ہاتھی پر ہی سوار گذرے تھے۔ اور اُنکے اہلکار اختتامِ جلوس کے بعد ہاتھیوں پر سوار شریکِ جلوس ہوئے تھے۔ جس سے اِنکی اصلی شان وشوکت کا بخوبی اظہار نہ ہو سکتا تھا۔ لہٰذا ۷- جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کا دِن اِس بات کے لئے مقرر کیا گیا کہ اِس میں اُن معزز والیانِ ریاست کو مع جلوس دیکھا جائے۔ جو ۲۹ دسمبر کے جلوس میں شریک تھے چنانچہ اس کے واسطے قرار دیا گیا کہ ہر ایک والی ریاست اپنے اُس شاہانہ جلوس کے ساتھ اِس تقریب میں شامل ہو۔ جس کے ساتھ وہ اپنی دار الریاست میں تہواروں یا ایسی دوسری تقریبات میں نکلنے کے عادی ہیں۔ تاکہ اِنکے اِس طرح شریک ہونے سے سفرائے دولِ غیر وغیرہ پوری طرح اس بات کا اندازہ کرلیں ہندوستان کی شہنشاہی کیسے کیسے جلیل القدر والیانِ ریاست اپنے ماتحت رکھتی ہے اِس کارروائی کے لئے دربار ہال کا مقام تجویز کیا گیا تھا۔ اور چونکہ دربار ہال سے بعض والیانِ ریاست کے کیمپ بہت بڑے فاصلہ پر تھے۔ اِسلئے ساتھ ہی یہ بھی طے کر دیا گیا۔ کہ والیانِ ریاست کی آمد میں کسی درجہ وغیرہ کا لحاظ نہ کیا جائے۔ جو جو صاحبان بھی پہنچتے جائیں بلا خیالِ مراتب شریک ہوتے جائیں۔ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت اِس نظارہ کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔

جس کیواسطے صُبح سے ہی افواج اور افسرانِ مُتعینہ اپنی اپنی خدمتوں پر مُستعد ہو گئے۔ تین ہزار امپیریل سروس افواج زیر انتظام بریگیڈیر جنرل سٹوارٹ بیٹسن صاحب دربارِ ہال کے سامنے اپنی عجیب و غریب شاندار وردیوں میں صف بستہ کھڑی کر دی گئیں۔ اور چیدہ فوجی باجے صحنِ دربار میں مُتعین کر دیئے گئے تھے۔ تاکہ اِس عظیم الشان جلوس کے دلچسپ نظارے کو وہ اپنی خوش آئیند گتوں سے اَور بھی زیادہ دلکش بنا دیں۔ میجر ڈنلاپ سمتھ صاحب کو ایسے جلوس کے باترتیب معائنہ کرانے کی خدمت تھی۔ اور پہرہ چوکی پر گھاگرہ پلٹن کے گورہ سولجر مُتعین ہو چکے تھے۔

عام لوگوں کو تو بوجہ اِس بات کے کہ اُردو میں کوئی مُفصل پروگرام شائع نہیں ہوا تھا۔ ایسی کارروائیوں کی کچھ زیادہ خبر نہ تھی۔ لیکن انگریزی خوان اور بعض ایسے اشخاص جو پہلے سے اِس عالیشان نظارہ کی خبر پا چکے تھے۔ دس بجے دربارہال کے گرد و پیش جمع ہونے شروع ہو گئے۔ درباریوں کے لئے کوئی خاص ٹکٹ نہ تھا۔ بلکہ درباری ٹکٹ ہی دکھا کر وہ دربار ہال میں جا سکتے تھے۔ بہر حال دس بجے سے گیارہ بجے تک قریباً دس ہزار صاحبان وہاں پہنچ گئے تھے۔ جنکی تفریح کے لئے باجہ اپنی مستانہ سُروں کو چھیڑ رہا تھا۔ جنکے بعد والیانِ ریاست کی آمد شروع ہوئی۔ اور سب سے اخیر ساڑھے گیارہ بجے ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب بہادر مع لیڈی صاحبہ اور ہز رائل ہائینس ڈیوک اوف کینناٹ بہادر مع بیگم صاحبہ اپنے اپنے سٹافوں کے ساتھ رونق افروزِ دربار ہال ہوئے۔ جنکے آنے پر حسبِ قاعدہ باجے نے نیشنل انتھم بجایا۔ اور جب حضورین ممدوحین اپنی اپنی نشستوں پر متمکن ہو گئے تو والیانِ ریاست کا جلوس گذرنا شروع ہُوا۔ یہ جلوس

لہرئے کی صورت میں دربار ہال کے بائیں ہاتھ سے داخل ہوکر حضور
والیسرائے اور ڈیوک صاحب کو سلام کرتا ہوا دوسری طرف سے نکل جاتا
تھا۔ بلکہ اکثر بسدہائے ہوئے ہاتھی بھی بغیر سلام کے نہ جانے تھے۔ نام کو تو
صرف چالیس والیانِ ریاست کا جلوس ہی آیا تھا۔ مگر یہ کیسا پُرشوکت
اور کتنا طویل تھا اس کا اندازہ اسی امر سے ہوسکتا ہے کہ اس کے گذرنے
میں تین گھنٹے سے کم وقت صرف نہوا۔

پہلے ریاستہائے بمبئی کی باری آئی۔ جنکے بعد میسور۔ بڑودہ۔ ریاستہائے
وسط ہند۔ روسائے راجپوتانہ۔ ممالکِ متحدہ۔ اور پھر ریاستِ کشمیر اور برما
کے جلوس گذرے۔

سب ریاستوں کے جلوس اس اہتمام اور ٹھاٹھ سے سجے ہوئے تھے
کہ غالباً کسیکو کسی پر ترجیح دینا مناسب نہوگا۔ جنمیں سے ہر ایک بجائے خود
بہت کچھ قابلِ داد اور لائقِ دید تھا۔ اور غالباً جس کے دیکھ لینے کے بعد
علی العموم صاحبانِ یوروپین اور بالخصوص سفرائے دولِ خارجہ کے دل پر
ایسا اثر ہوا ہوگا۔ کہ جسکو وہ کبھی بھول نہیں سکتے۔ خاصتاً فرنچ اور پرتگیز
کے سفیر جنکی سلطنتیں کسی وقت گورنمنٹ ہند کی رقابت کے لئے تاریخی شہرت
رکھتی ہیں۔ ان نظاروں کو دیکھکر بہت ہی متاثر ہوئے ہوں گے۔ سب کے
ہاتھیوں کی مستکیں عموماً نہایت خوشنمائی سے رنگی ہوئی تھیں۔ زیورات بھی
ایسے پہنائے گئے تھے کہ ۲۹ دسمبر کے جلوس میں بھی نہ ہوں گے۔

اگرچہ درباری باجے ان جلوسوں کے گذرتے وقت گرینڈ مارچ کی گت بجاتا جاتا
تھا۔ مگر خود انکے ڈھولوں۔ دماموں۔ تریوں۔ قرناؤں کی آواز اس قدر بلند
اور بعض اوقات خوش آیند بھی تھی۔ کہ کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔

جلوسوں میں طرح طرح کے ہاتھی سنہری روپہری ہودوں ۔ جھولوں اور زیورات سے سجے ہوئے اور قابلِ دید کوتل گھوڑے سونے اور چاندی کے سازو یراق سے لدے ہوئے ۔ اور خوبصورت اونٹ مناسب سازوسامان سجے کسے ہوئے پیشِ نگاہ ہوتے تھے ۔ جنکے ساتھ سواروں کے رسالے اور پیدل پلٹنیں عجیب بہار دکھاتی تھیں ۔ اور پھر ساتھ ہی طرح طرح کی گاڑیاں ۔ پالکیاں اور عجیب و غریب سواریاں گذرتی تہیں ۔ جن کے ساتھ عصا برداروں اور برچھی برداروں کے زرق برق مجمعے نہایت خوبصورتی کے ساتھ سامنے آتے تھے ۔ چند روساء کے جلوس ہیں ہاتھیوں کی گاڑیاں بھی نظر سے گذریں ۔ جو غالباً بڑا عجیب نظارہ تھیں ۔ مثلاً ریواں کی ایک بڑی طول طویل دو پہیّی گاڑی تھی ۔ جسمیں دو ہاتھی جُڑے ہوئے تھے ۔ جسکو لوگوں نے بڑے شوق سے مُلاحظہ فرمایا ۔ لیکن جب ایک ایسی گاڑی آئی ۔ جسمیں چار ہاتھی جُتے ہوئے تھے ۔ تو پہلی کی وقعت اس کے روبرو ہیچ ہو گئی ۔ مہاراجہ صاحب بنارس کے پندرہ ہاتھی بھی جو ایک سے ایک زیادہ سجا ہوا تھا بڑے ہی لائق دید تھے ۔ علی ہذا اندور کے دو ہاتھی بھی بڑے ہی سجے ہوئے تھے ۔ اور نابہہ کے ایک ہاتھی کو دیکھکر بھی یوروپین صاحبوں کو بڑی مسرت ہوئی ہوگی کیونکہ اس کے دونوں بڑھے ہوئے دانتوں پر کئی ایک فانوس آویزاں کر کے سجائے ہوئے تھے ۔ جو اگر رات کا وقت ہوتا تو روشن ہو کر اور بھی لطف دیجاتے ۔ اس ریاست کے جلوس میں کچھ بازدار بھی گذرے جو ہاتھوں پر باز بٹھلائے ہوئے تھے ۔ جنسے راجہ صاحب نابہہ کا شوقِ بازداری ثابت ہوتا تھا ۔ لیکن معلوم اس جلوس میں انکو کس مناسبت سے شریک کیا گیا تھا ۔ جو اگر شامل جلوس نہوتے ۔ تو کچھ کمی بھی نہو جاتی ۔

زرہ بکتر پہنے ہوئے سوار بھی اس جلوس میں بڑے شوق سے دیکھے گئے۔
کیونکہ اب اِن چیزوں کے استعمال کی وہ حالت نہیں رہی جو آج سے سو برس
پہلے تھی۔ انمیں سے ریواں اور دتیاں کے دو شخص سرتاپا آہنی زرہ بکتر میں غرق
ہاتھیوں پر سوار ایسے خوفناک معلوم ہوتے تھے کہ ہر ایک نظر انکے ایک دفعہ
دیکھنے کے بعد پھر نہ دیکھنے کی خواہشمند ہو جاتی تھی۔

مہاراجہ صاحب بڑودہ کے جلوس کی شان نرالی ہی تھی یعنے جس طرح نمائشگاہ
میں انکا جواہراتی قالین ایک بے عدیل چیز ثابت ہوا تھا ویسے ہی جلوس میں
بھی انکی سونے چاندی کی توپیں بے نظیر چیزیں تھیں۔ یہ خوبصورت طویل القامت
توپیں ویسے ہی پہیوں کی گاڑیوں پر رکھی ہوئی تھیں۔ اور نہایت خوبصورت
بیل انکے کھینچنے پر لگائے گئے تھے۔ چاندی کی توپ کے بیلوں کی سنگوٹیاں اور
پہیے سونے کے تھے۔ اور سونے کی توپ کے بیلوں کی سنگوٹیاں اور پہیے
چاندی کے۔ اِنسے ہندوستان کی گذشتہ ثروت کا خیال اور ایک دفعہ تاریخ
گذشتہ کا تصوّر ضرور ہو جاتا تھا۔

ہر ایک ریاست کے پرانے نشاناتِ امارت و حکومت مثلاً ماہی مراتب اور علم
و نقارہ وغیرہ بھی بڑے لطف سے جلوہ گر ہوتے تھے۔ اگر ریواں کا سنہری علم
اپنی بہار دکھا رہا تھا۔ تو بھوپال کا سبز جھنڈا اپنی دلاویزی جتا رہا تھا۔ وغیرہ وغیرہ
اِن جلوسوں کے ساتھ بعض دفعہ سپاہیان جلوس اپنے فنون پٹہ سازی اور
جمناسٹک کی بھی نہایت صفائی کے ساتھ سیر کھاتے جاتے تھے۔ جسپر ہر طرف سے
چیرز اور نعرہ ہائے تحسین بلند ہو کر انکی داد دے رہے تھے۔ جیسے کہ راجپوتانے
کے لوگوں نے عجیب قسم کی لمبی لمبی لکڑیوں پر چلنے سے یا کشنگڑھ کے سوار و
نے گھوڑوں پر بجائے بیٹھنے کے کھڑے رہنے سے۔ یا اندور کے دو سوار و نے

اپنے گھوڑوں کو یہاں تک الف کرنے سے کہ ان سے عمودی شکل پیدا ہو گئی ایسے حیرت انگیز فنون شہسواری دکھائے۔ کہ ناظرین دیکھکر عش عش کر اٹھے۔

برہما کی ریاستہائے شان کی ٹوپیاں اور چھتریاں بھی کچھ ایسی غیر مانوس اور نئی چیزیں تھیں کہ ہر شخص انکو بڑی دلچسپی سے دیکھنا چاہتا تھا۔

ایسا ہی کشمیر کیطرف سے لداخ کے لوگ اپنے دہشتناک چہروں کے ساتھ اور کوتے کے نانگے بھبوت ملے ہوئے ڈھال تلوار کے ساتھ پٹہ بازی کرتے ہوئے گذرے۔

کشمیر کے جلوس میں دو دیوزاد بھی تھے۔ جنکا قد آٹھ فیٹ بلند ہے۔ اسپر ہز ہائینس نے جو پوشاک انکو عطا فرمائی تھی وہ انکو اَور بھی رعب دار بنا رہی تھی۔ یہ ریاست کشمیر کے ہی باشندے اور ہز ہائینس کے نمکخوار ہیں۔ پہلا شخص رزّاق نام ایک کاشتکار کا بیٹا ہے۔ اور قدرتِ الٰہی ہے کہ اس کے والدین بجائے طویل القامت ہونیکے پست قد ہیں۔ اس کے بعد دوسرا بڑی تلاش سے بہم پہنچایا گیا تھا۔ مگر اسمیں کوئی شک نہیں کہ کشمیر کے اس نظارے کو تمام لوگ کبھی نہ بھولیں گے۔

سب کے آخر علاقۂ کشمیر میں سے گلگت و یاسین کے لوگ لغیرزین وغیرہ کے گھوڑوں پر سوار گذرے جنکی صورت سے بہادری جلوہ گر ہو رہی تھی۔

یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ نابھہ کے جلوس کے ساتھ ایک باؤنا (پستہ قد) آدمی بھی تھا۔ لیکن ایسے باؤنے کئی دفعہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور جبکہ وہ علاقہ ریاست کا باشندہ بھی نہ تھا تو پھر معلوم نہیں انکو جلوس میں دکھلانے کی کیا خصوصیت تھی۔

الغرض یہ شاندار قابلِ یادگار اور لائقِ دید جلوس تین گھنٹے تک گذرتا رہا جسکے بعد قریباً ۱ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ اور حسب قاعدہ سب سے پہلے حضور وائسرائے مع لیڈی صاحبہ۔ اور ڈیوک صاحب بہادر مع بیگم صاحبہ تشریف لے گئے۔

جنکی واپسی کیوقت حسبِ قاعدہ فوج اور باجے نے سلامی اُتاری - اور پھر دوسرے اعیانِ گورنمنٹ اور والیانِ ریاست مراجعت فرما ہوئے۔

اِس نظارے میں ہز ہائینس حضور نظام دکن خلداللہ ملکہ کیطرف سے کوئی جلوس نہ آیا تھا - اور نہ آسکتا تھا - کیونکہ معمولی طور پر ہر سال محرم میں وہاں حضور کا جو جلوس نکلتا ہے اسمیں صرف تین سو ہاتھی شامل ہوتے ہیں - جو اگر ان تمام جلوسوں کے ہاتھی جمع کرکے المضاعف کر دیئے جاتے تو پھر انکا جلوس بن سکتا

بہر کیف اِس کارروائی سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ اگر دیسی رئیسوں کو اپنے اِسی طرح کے شاہانہ جلوس کے ساتھ حضور وائسرائے کی سواری میں شمولیت کی اجازت دیجاتی تو وہ جلوس ایک بڑا ہی قابلِ دید اور بڑے درجہ کا تاریخی ہو جاتا حضور وائسرائے ہند اگرچہ ایسی باتوں کو خود سمجھتے ہیں - لیکن اگر ابتک توجہ نہوئی ہو - تو آیندہ کیلئے وہ اِس ترکیب کو ضرور نوٹ کر جائیں - کیونکہ اِس طرح رؤساء ہند کو مع اُنکے جلوسوں کے شامل کرنے سے نہ صرف اُنکی ہی عزت بڑھتی ہے - بلکہ گورنمنٹ کی شوکت بھی بدرجہا بڑھ جاتی ہے۔

بہرحال اِس تمام کارروائی میں کوئی حادثہ وقوع پذیر نہیں ہوا - سوائے اِس کے کہ یا تو ایک گاڑی کے گھوڑے کسیقدر بھڑک گئے تھے - یا ایک ہاتھی کے زیورات گر گئے تھے - مگر اِس سے ناظرین کے لُطف اور امن میں کوئی خلل نہیں آیا۔

اور تمام ریاستوں کے جلوس جس طرح حضور وائسرائے کے روبرو گذرے تھے اِسی طرح بنے بنائے اپنے کیمپوں کو بعد سلام واپس ہو گئے۔

یہ جلوس اگرچہ پُرانے ڈھنگ کے تھے - لیکن انہیں بھی انگریزی قطع کا بہت کچھ دخل پایا جاتا تھا - اور اگر انگریزی تقلید کی یہی رفتار جاری رہی تو غالباً آیندہ زمانہ میں پُرانے سلاح اور وردیاں بالکل محو ہو جائینگی۔

فصل چہاردہم

فوجی ورزشیں اور ریویو

تقریب دربار پر چونکہ انگریزی و دیسی افواج اور امپیریل سروس کے دستے اس معقول تعداد میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا تھا کہ غالباً ہندوستان میں بحالتِ امن کسی جگہ قبل ازیں اتنی فوجی جمعیت یکجا نہ ہوئی ہوگی۔ اور بالخصوص اس لحاظ سے کہ ان افواج شاہی میں ہر فرقہ اور ہر مذہب علاقہ کی افواج کی رجمنٹیں شامل ہوئی تھیں۔ یہ نظارہ بہت ہی کچھ غیر معمولی ہوگیا تھا جو بیک نگاہ گورنمنٹ کی فوجی قوت کے ساتھ تمام فرقہ ہائے مختلفہ میں اس کی ہر دلعزیزی کو بھی عین الیقین سے ثابت کر دیتا تھا لہذا اس بے نظیر فوجی طاقت کی نمائش کے واسطے درباری ایام میں فوجی ورزشوں اور بہادرانہ کھیلوں کے لئے بھی بہت سا وقت رکھ دیا گیا تھا تاکہ شاملین دربار کو وقتاً فوقتاً ان فنونِ ضرب و حرب کی مشاق افواج کے کرتب دیکھنے کا موقع ہوتا رہے۔ چنانچہ ایام دربار میں کسی نہ کسی پولو یا دیگر کرتبوں کیلئے قریباً روزانہ وقت دیا جاتا تھا جو معمولی پیمانوں پر باعثِ تفریح ناظرین و موجب مشق افواج ہوجایا کرتا تھا لیکن جو بڑے بڑے کھیل ہوئے۔ انمیں پہلے تو ۳ جنوری کو دربار ہال کی عمارت میں یہ بہادرانہ سین دکھایا گیا تھا جسکے لئے ڈھائی بجے بعدِ دوپہر کا وقت معین ہوچکا تھا۔ اور جبپر اکثر افسران گورنمنٹ اور مہانان یوروپین و روسا و امرائے ہند اور ڈیوک و ڈچس آف کناٹ بھی تشریف فرما تھے۔ اس دن فن نیزہ بازی میں سب سے

سبقت لے جانے والی رجمنٹ کو وائسرائے صاحب کیطرف سے ایک کپ انعام میں دینا تجویز ہوا تھا۔ جو پندرھویں بنگال لینسرز نے حاصل کیا۔

اسکے سوا اور بھی کئی قسم کی ورزشیں دیکھنے میں آئیں۔ مثلاً سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے کی پشت پر سے جُھک کر زمین پر سے رومال اٹھانا وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد ۵ جنوری کو پھر پہلے سے زیادہ اہتمام کے ساتھ ڈھائی بجے اسی مقام پر فوجی کرتب دیکھے گئے۔ جس میں حضور وائسرائے معہ لیڈی صاحبہ اور ہر دو دختران خود۔ گرینڈ ڈیوک میسی۔ لارڈ اور لیڈی نارتھکوٹ اور کثیر التعداد یوروپین حکام و مہمانان اور والیان ریاست ہائے ہند موجود تھے۔ اس میں سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی پیٹھ سے جُھک کر زمین پر سے چیزیں اُٹھانے کے سوا گھوڑے کو تیز دوڑاتے ہوئے سواروں کا تلوار کی ورزشیں کرنا اور چھلانگیں مارنا نہایت ہی خوش آیند نظارہ تھا۔ جو دیکھنے والوں پر فوج کی چستی و چالاکی کا سکہ بٹھا دیتا تھا۔ اور اسکے ساتھ نیزہ بازی کے کرتب بھی نہایت صفائی سے دکھائے گئے۔ جن کے دیکھنے سے بھی ناظرین بہت محظوظ ہوتے رہے اور جلسہ برخاست ہوا۔

اسکے بعد سب سے بڑا موقع فوجی جمعیت کے دیکھنے کا تھا اسکے لئے ۸ جنوری کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ کیونکہ

گریٹ ریویو یا علیمہ فوجی شاہی

پوری پوری طاقت کے ساتھ اسی دن نظر افروز ہونے والا تھا جسکی

شرکت کے لئے تمام یورپین اور دیسی مہانوں کو دعوت دی گئی تھی۔ اور عام و خاص بھی اسکے بہت مشتاق تھے۔

چنانچہ ۸ جنوری ۱۹۰۳ء کی صبح سے ہی تمام فوجوں میں طیاریاں شروع ہوگئیں۔ اور پولو گراونڈ کا میدان خوش وضع وردی پوش گورے اور ہندی سواروں اور پیادوں سے پرہونا شروع ہوگیا بارش ایک دن پہلے ہوچکی تھی۔ جس سے گو اسوقت تو لوگوں کو سردی سے تکلیف ہوئی ہوگی۔ مگر اس روپوکے لئے وہ بارش بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔ کہ جس نے گرد و غبار بالکل فرو کرکے ہوا کو سرد و صاف کردیا تھا۔ سطح بالکل شفاف تھا اور آفتاب کی کرنیں سپاہیوں کے اسلحہ جات کو نہایت آب و تاب سے چمکا رہی تھیں۔

۹ بجے صبح سے مہانوں کی آمد آمد شروع ہوگئی تھی۔ جس میں عام درباری و والیانِ ریاست اور حکام و عمائدینِ گورنمنٹ سب شامل تھے۔ اور عام تماشائی تو اِس سے بھی پہلے سے جمع ہونے لگ گئے تھے۔ میدانِ علیمہ میں صدہا گز تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی۔ جن کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک سوائے دوربین کے دیکھنا سخت مشکل تھا۔ افواج کی مختلف رجمنٹیں اور پلٹنیں خاکی سرخ اور کئی دوسرے رنگوں کی وردیوں سے سجی ہوئی تھیں۔ جن کے سروں پر لنگیاں یا پگڑیاں یا سفید ٹوپیاں ایک عجیب نظارہ پیدا کرادیتی تھیں توپخانہ بھی اپنی کئی قسم کی چھوٹی بڑی توپیں جن میں پہاڑی اور مشینری سے چلنے والیں اور ہلکی بھاری سب قسم کی موجود تھیں طیار کئے سامنے کھڑا تھا۔ غرضکہ جملہ کام لیس ہوچکا تھا۔ کہ دس بجے

ہز ایکسیلنسی کمینڈر انچیف بہادر معہ اپنے پرسنل سٹاف کے تشریف لاکر معائنہ فرمانے لگے۔ اور اِس عظیم الشان ریویو کی کمانڈ اپنے دستِ خاص میں لیکر مستعد کار ہوگئے۔ جن کے بعد ڈچس اوف کیناٹ صاحبہ اور لیڈی کرزن صاحبہ تشریف لائیں جن کی گاڑی فلیگ سٹاف کے بائیں جانب کھڑی کردی گئی اور ٹھیک ساڑھے دس بجے ہز ایکسیلنسی وائیسرائے بہادر معہ ڈیوک اوف کیناٹ بہادر اور گرینڈ ڈیوک ہیسی اور میجر جنرل سر ایڈمنڈ ایلس اور برگیڈیر جنرل کالنس اور کرنل بیرنگ صاحب ملٹری سکرٹری گھوڑوں پہ سوار نمودار ہوئے جن کی جلو میں وائیسرائے صاحب کا باڈی گارڈ اور انڈین کیڈٹ کور کا پر فخر دستہ آرہا تھا۔ اس شاہانہ سواری کے آتے ہی توپخانہ سے اکتیس اتواپ کی شاہی سلامی سر ہونے لگی۔ اور باجے نے نیشنل اینتھم کا گیت گانا شروع کیا۔ جس سے دور و نزدیک سب کو خبر ہوگئی۔ کہ حضور نائب السلطنت اور عالیجناب شاہزادہ صاحب بہادر تشریف شریف لے آئے ہیں۔ الغرض سلامی کے بعد حضورین ممدوحین اُس شاہی جھنڈے کے پاس جو سلامی کے لئے مقرر ہوچکا تھا۔ جاکر کھڑے ہوگئے۔ جن کے ساتھ جنرل اوکو صاحب سفیر جاپان بھی جا شریک ہوئے۔ اور کارروائی کا آغاز ہونے لگا چنانچہ ایک طرف سے فوج نے پیہم حرکت جو شروع کی تو باوصف بارش کے باعث گرد ابیٹھ جانے اور باوجود کثیر التعداد سقّوں کے چھڑکاؤ پر متعین ہونے کے بھی ایک دفعہ ہی اتنا غبار بلند ہوا کہ فوج معہ گھوڑوں کے اُسی میں نظر سے چھپ گئی۔ لیکن چونکہ قدرت بھی اِن شاندار تقریبوں کے پرعظمت

کرنے کے لئے امداد دے رکھی تھی۔ اسلئے فوراً ہی ایک سرد ہوا نے اس گرد و غبار کا خاتمہ کر دیا۔ اور ایک پُر ہیبت فوج کا نظارہ پیش نگاہ ہو گیا۔ اتنے میں بہادرانِ غدر بھی تشریف لے آئے جن کے آنے نے ایک فوری گرم جوشی تمام حاضرین میں پھیلا دی اور خوشی کے نعرے ان کے استقبال کو ہر چہار طرف سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ جب وہ بھی اپنی جگہ پر جم گئے تو بائیں طرف سے سرگروگانِ فوج ہز ایکسیلینی کمینڈر انچیف بہادر کی اردل میں بدیں تفصیل آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے سب سے آگے میجر کوپر صاحب۔ ڈی۔ اے۔ کیو ایم۔ جی جن کے پیچھے رسالدار ایوب خاں اور میجر شیر سنگھ دو ایڈیکانگ تھے۔ اور ان کے بعد ہر چہار کمانڈ کے لفٹنٹ جنرل صاحبان اور پھر کمینڈر انچیف کے ایڈیکانگ صاحبان۔ جن کے پیچھے میجر جی بانڈ اور میجر ٹینر اور پھر لفٹنٹ کرنل صاحبان برڈ ووڈ اور سی ڈی۔ سی ہملٹن و گلمور۔ پھر کرنل صاحبان ایچ سی۔ ڈبلیو بل۔ کرسٹوفر۔ الییٹ۔ سکاٹ اور شون نامی پھر سر جن جنرل ٹامس ای گیلوے۔ اور میجر جنرل صاحبان ہنری میکلاڈ اور سمتھ ڈارین۔ پھر لفٹنٹ جنرل ولز لے۔ بنڈن بلڈ اور لو اور پھر

ہز ایکسیلینسی دی کمینڈر انچیف بہادر

یہ جلوس جوں جوں شاہی جھنڈے کے قریب پہنچتا جاتا تھا۔ توں توں چیرز پر چیرز بلند ہوتے جاتے تھے۔ آخر کار کمینڈر انچیف صاحب بہادر حسب دستور وائیسرائے صاحب کو فوجی سلام کرنے کے بعد ان کے دائیں جانب آ کر خود بھی ڈیوک آف کناٹ بہادر کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اور اور گو باقی سٹاف تو بائیں جانب ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر میجر ایف۔ اے

میکسول ڈی سی جو اُسوقت بطور ایڈی کانگ ان کے ساتھ تھے۔ اور بدستور آپ کے پاس کھڑے رہے۔ پھر فوجی ریویو حسب ذیل شروع ہُوا۔

۱۔ اسپی توپخانے کی بٹریاں ڈی۔ ایچ اور جے۔

۲۔ پہلا کیولری برگڈ زیر کمان کرنل لٹل۔ جس میں چوتھی ڈریگون گارڈ پندرہویں ہسارز۔ چوتھی بمبئی کیولری اور نویں بنگال لینسرز شامل تھیں

۳۔ دوسری برگڈ زیر کمان کرنل جے۔ سی۔ ایف گارڈن صاحب جسمیں نویں۔ آٹھویں۔ گیارہویں اور انیسویں بنگال لانسرز شامل تھیں۔

اسمیں میجر جنرل بشمین صاحب ایک پنشنر عہدہ دار جو اسوقت صرف ہندوستان کی سیر اور اس تقریب عظیم کی شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اپنی پرانی رجمنٹ نویں لینسرز کے آگے آگے چلتے تھے۔ جن کے آنے پر بڑے چیرز بلند ہوتے رہے۔

۴۔ تیسری برگڈ زیر کمان برگڈیر جنرل رچرڈسن صاحب جس میں گائڈس اور پانچویں پنجاب کیولری اور سنٹرل انڈیا ہارس اور اٹھارہویں بنگال لانسرز اور دیگر ملی جلی رجمنٹ ہائے یعنے پہلی اور دوسری پنجاب کیولری دسویں اور چودھویں بنگال کیولری شامل تھیں۔ اور انہیں سے گویا فوج سواران باقاعدہ کا خاتمہ ہُوا۔

۵۔ چوتھی برگڈ زیر کمان برگڈیر جنرل سٹوارٹ بیٹسن صاحب جسمیں امپیریل سروس کیولری کے دستے مندرجہ ذیل ریاستوں کیطرف سے شریک تھے۔ الور۔ بھوپال۔ گوالیار۔ حیدر آباد۔ جودھپور رسالہ پٹیالہ اور رامپور لینسرز۔

اِن دستوں کا گذرنا نہایت ہی دلکش نظارہ تھا۔ کیونکہ اوّل تو انکی

رنگ برنگ وردیاں بھی بڑی خوشنما تھیں۔ اور انکی چستی وچالاکی اُن تمام روایات کو بداہتاً غلط ثابت کر رہی تھی۔ جو دیسی ریاستوں کی افواج سے ساتھ منسوب کیجاتی ہیں۔ اور دوسرا زیادہ تر دلچسپی اِن میں اسلئے پیدا ہوگئی تھی۔ کہ کئی ایک والیانِ ریاست نے اپنے اپنے دستوں کی کمان خود لے رکھی تھی۔ چنانچہ جودہپور کے سفید وردی والے دستے کے آگے خود نوجوان مہاراجہ صاحب جودہپور سوار تھے۔ اور الور کی سبز وسنہری وردی والی فوج کے آگے الور کے نوخیز مہاراجہ چل رہے تھے۔ اور گوالیار کی نیلی اور سُرخ وردی والی فوج کے آگے آگے خود سندھیا کے جواں ہمت مہاراجہ کمان کرتے جاتے۔ اور پٹیالہ کی فوج کے آگے ایک سفید چھوٹے گھوڑے پر نابالغ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نظر آتے تھے۔ جن کے باقاعدہ سلام نے اسقدر پُر مسرت گرمجوشی ناظرین میں پیدا کردی تھی کہ وائسرائے صاحب کو بھی غالباً اِن کا سلام بہت ہی بھلا معلوم ہوا ہوگا۔

۶۔ توپخانہ شاہی زیر کمان برگیڈیر جنرل ڈبلیو لیچ صاحب تین برگیڈ ڈویژن کئے ہوئے

الف۔ زیر کمان لفٹنٹ نیس فورڈ جمیں ستر ہویں اور سترھویں اور اٹھترویں بیٹریاں شامل تھیں

ب۔ زیر کمان لفٹنٹ کرنل کارٹر صاحب۔ جس میں آٹھویں چوبیسویں اور چونتیسویں اور بہترویں بیٹریاں شامل تھیں۔

ج۔ زیر کمان لفٹنٹ کرنل ڈاکن صاحب جمیں چھیالیسویں۔ اکانویں اور چورانویں بیٹریاں شامل تھیں۔

۷۔ توپخانہ محاصر۔

الف۔ زیر کمان میجر ٹھیکرے جمیں اکہترویں اور بہتردیں توپخانہ کوہی کی بیٹریاں

تھیں اور جنگی توپوں کو گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ اِن گھوڑوں پر دیسی سپاہی سوار تھے جو غالباً پہلا نظارہ تھا

ب۔ زیر کمان لفٹنٹ کرنل ایگیز چھیویں اور ساتویں انگریزی بیٹریوں میں انگریزی سپاہی اور پشاور و کوئیٹہ و کشمیر کی بیٹریوں میں دیسی سپاہی تھے۔ جنکی آمد پر بھی بڑے زور و شور سے چیرز ہوئے۔ کیونکہ اِن پہاڑی توپچیوں کی ہمت محنت زبانزد خاص و عام ہو چکی ہے

۸۔ دو برگیڈ ڈویژن چھ انچی اور سات انچی مُنہ کی توپوں کے جو فیلڈ آرمی میں سب سے بھاری توپخانہ تھا: زیر کمان لفٹنٹ کرنل ہیریسن صاحب بدیں تفصیل۔

الف۔ اکاڈیں اور ایک سو چھٹی بیٹریاں زیر حکم میجر گریم صاحب۔

ب۔ بیالیسویں اور اکا ونویں سفر مینا بیٹریاں زیر حکم میجر مُلکن صاحب

اِن توپوں میں سے ہر ایک توپ گاڑی پر رکھی ہوئی تھی۔ اور سولہ سولہ مضبوط اور طاقتور بیل اُنہیں کھینچے لئے جاتے تھے۔ اِن کے ہانکنے والے بھی دیسی تھے۔ اور غالباً یہی پہلا موقع تھا کہ بیلوں کے سیکشن کو بھی علیمہ شاہی میں حاضری کا موقع دیا گیا ہو۔ سفر مینا تمام فوج میں جو دلچسپی رکھتی ہے کسی بیان کی محتاج نہیں۔ اور وُہی اِس موقع پر بھی اس کو داد دیتی رہی۔ اِن کے ساتھ زیر کمان لفٹنٹ کرنل برٹن صاحب مندرجہ ذیل فوجی دستے شریک تھے۔

الف۔ مدراس کی پہلی اور دوسری اور تیسری بنگال کمپنی۔

ب۔ سرمور۔ مالیر کوٹلہ کی امپیریل سروس کمپنیاں۔

۹۔ والنٹریوں کا دستہ جس میں ایک سو چہتر چیدہ والنٹیر لفٹنٹ کرنل گرے کمانڈنٹ اور کیپٹن ینگھم ایجوٹنٹ کے ماتحت تھے۔

۱۰۔ لائٹ ہارس جنہیں بہار۔ کان پور۔ سرہ دہلی۔ کلکتہ بمبئی اور آسام

کے فوجی دستے شریک تھے۔

۱۱- سوئنٹڈ رائفلز۔ جسمیں شمالی بنگال۔ ڈیرہ دون اور چھوٹے ناگپور کی افواج شامل تھیں۔ اور جو ہاتھوں میں رائفلیں پکڑے گھوڑوں پر سوار نہایت شاندار معلوم ہوتی تھی۔ اور یورپین اور دیسی دونوں رجمنٹوں کے قائم مقام موجود تھے۔

۱۲- بیکانیر کا رسالہ شتر سواران۔ جسکے آگے آگے خود مہاراجہ صاحب بہادر بیکانیر یورپی سپاہیانہ وضع سے گھوڑے پر سوار آرہے تھے اور جن کی فوج شتر سوار کی خوبصورتی اور چالاکی پر بے اختیار داد دیجا رہی تھی۔

اسکے بعد فوجِ پیادگان شروع ہوئی۔ جسکی ترتیب یہہ تھی۔

۱- پہلا ڈویژن۔ زیر کمان برگیڈیر جنرل سر۔ جے ولف مرے صاحب بدیں تفصیل

الف - پہلا برگیڈ بماتحتی برگیڈیر جنرل بلوڈن صاحب جسمیں جنوبی ویلیس بورڈرس اور ویلس رجمنٹ اور چوتھی راجپوت اور بتیسویں پاپونیر شامل تھیں

ب - دوسرا برگیڈ زیر کمان کرنل ڈیس وکن صاحب جس میں گارڈن ہائیلینڈرس۔ ۲۷ ویں بلوچی اور ۲۳ ویں پاپونیر شریک تھیں۔

ج - تیسرا برگیڈ۔ زیر کمان برگیڈیر جنرل سر۔ جے ولکس صاحب جسمیں رائیل آئرس رائفلز فسٹ بٹالین تیسری گورکھا چھبیس جاٹ اور ۱۳ ویں راجپوت شامل تھی

د۔ ساتواں برگیڈ بماتحتی میک رائے صاحب جس میں نارتھمپٹن شائر رجمنٹ پندرہویں سکھ۔ چونتیسویں پاپونیر اور ۳۸ ویں ڈوگرہ شریک تھی۔

۲- دوسرا انفنٹری ڈویژن زیر کمان میجر جنرل سر الیفرڈ گیسلی صاحب۔

الف - چوتھا برگیڈ زیر کمان برگیڈیر جنرل نارفوک۔ جسمیں ہیڈفورشائر رجمنٹ بیسویں پنجاب انفنٹری اور ۳ ویں گورکھا شامل تھیں

ب - پانچواں برگیڈ زیر کمان برگیڈیر جنرل پیچ صاحب جسمیں دوسری کنگسٹر رائل رائفلز اور پہر پہلی دوسری گورکھا - پہلی انتیسویں گڑھوال رائفلز شامل تھیں -

ج - چھٹا برگیڈ زیر کمان کرنل سپریں صاحب جس میں یارک شائر رجمنٹ نارتھ سٹیفرڈ شائر رجمنٹ - ۲۸ ویں مدراس انفنٹری - چوتھی حیدرآباد کنٹنجنٹ انفنٹری اور فرانسٹر بٹالین شامل تھیں -

د - آٹھواں برگیڈ زیر کمان برگیڈیر جنرل مورمولے نول صاحب جس میں والنیٹر کنٹنجنٹ - ۲۸ ویں پنجاب انفنٹری اور مفصلہ ذیل امپیریل سروس دستے شامل تھے -

الور - بھرت پور - جیند - کپورتھلہ - کشمیر - نابھہ - پٹیالہ - ان افواج کا نظارہ بھی بڑا ہی خوش آیند تھا - کیونکہ ان میں نابھہ بٹالین کے آگے خود عمر خوردہ راجہ صاحب نابہہ سوار چلے آتے تھے - جن کی ریش سفید کا تقدس اس نظارہ کو اور بھی شاندار کر دیتا تھا - اور جو گورنمنٹ کی خیر خواہی اور وفاداری کے خیالات کی ایک اچھی تصویر ناظرین کے روبرو پیش کر دیتا تھا - راجہ صاحب حسب قاعدہ حضور وائسرائے کو سلامی دے کر ایک طرف کھڑے ہو گئے - اور یقین ہے کہ جس محبت اور قدر کے ساتھ ان کا سلام دیکھا گیا تھا - وہ ان کو کبھی فراموش نہ ہوگا کیونکہ وائسرائے اور ڈیوک صاحب نے انہیں نہایت تپاک سے ریسیو فرمایا تھا

۳ - توپ خانہ معہ سواران پانچ لائنوں میں - جس میں بڑے بہاری کرتب دیکھنے میں آتے تھے - کہ سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے جب اپنی پوری انتہا پر پہونچتے تھے - تو بگل بجایا جاتا تھا - جس کے سنتے ہی

وُہ اُلٹے پاؤں مُڑ جاتے تھے۔ اِسکے علاوہ سواروں کی چستی وچالاکی۔

۴۔ ہارس اورفیلڈ بیٹریاں جو سرپٹ دوڑتی ہوئی سلامی دیتی تھیں۔

یہ تمام فوج جسکی کیفیت ناظرین نے چند منٹوں میں پڑھ لی ہے پورے تین گھنٹے میں وائسرائے اور ڈیوک صاحب کے روبرو سے گذری تھی۔ کیونکہ اس میں بیس ہزار پیدل اور دس ہزار سواران رسالہ اور بے شمار توپخانہ موجود تھا۔ اور پھر اِن میں سے ہر ایک کی سلامی کے وقت نعرہ ہائے تحسین کا بلند ہونا اِن کے خوش وضع رویہ کو اور بھی مؤثر اور مصوّر کرتا جاتا تھا۔ اور یہ نظارہ اسقدر پسندیدہ تھا کہ کوئی آنکھ ایسے خاتمہ کو پسند نہ کرتی تھی۔

افواج پریڈ کی صحیح تعداد انیتس ہزار چھ سو سولہ جوان بیان کی گئی ہے۔ جن کے ساتھ ایک سو چوبیس توپیں علاوہ ازاں تھیں اور تفصیل یہ تھی

نو ہزار چھیانوے .. .. گھوڑے
دو سو چہتّر .. .. خچریں
چار سو چوہتر .. .. بیل
سات سو چوہتر .. .. انگریزی افسران
نو ہزار نو سو چالیس .. .. انگریزی وارنٹ افسران و نان کمشنڈ افسران و سپاہیان
اٹھارہ ہزار نو سو دو .. .. دیسی افسران و سپاہیان

اِنہیں کی زیادہ توضیح اس طرح ہو سکتی ہے۔

افسرانِ سٹاف ۱۰۲
رائل ہارس آرٹلری ۴۳۴
برٹش کیولری ۱۰۹۴

دیسی کیولری	۳۲۷۲
امپیریل سروس کیولری	۱۴۵۰
فیلڈ آرٹیلری	۹۵۸
گیریژن آرٹیلری	۶۲۷
مونٹنڈ آرٹیلری یعنے توپخانہ کوہی	۶۰۳
سفر مینا	۹۷۷
مونٹنڈ والنٹیر سواران	۱۷۶
مونٹنڈ انفنٹری	۴۸۰
برٹش انفنٹری	۶۴۹۵
نیٹو انفنٹری	۹۴۹۵
امپیریل سروس انفنٹری	۲۹۷۰
والنٹیران	۶۸۴
میزان اعظم	۲۹۶۱۶

الغرض اس عظیم الشان ریویو کے بعد حضور وائسرائے اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر اپنے کیمپ کو تشریف لیگئے اور اکتیس توپ کی سلامی نے اس سین کا خاتمہ کیا۔ یہ پہلے سے انتظام ہو چکا تھا کہ جو افواج سلامی دیتی جاتی تھیں۔ وُہ وائسریگل کیمپ کے رستے میں دو رویہ صف بستہ ہوتی جائیں۔ چنانچہ یہ تمام فوجیں میدان پریڈ سے وائسریگل کیمپ تک صف بستہ تھیں کہ وائسرائے صاحب اسیطرح بسواری اسپ معہ ڈیوک صاحبان اور کمینڈر انچیف بہادر کیمپ کو تشریف لے گئے۔ اور چلنے سے پہلے کمینڈر انچیف صاحب کو اس عالیشان ریویو کے کامیاب خاتمہ پر مبارکباد دے کر افسران سپاہیان فوج سے اپنے اظہار خوشنودی کے پیام کے اعلان کی تحریک فرمائی جیمیں ڈیوک اوف کیناٹ بہادر نے بھی بخوشی اپنا نام نامی شامل کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور اسیطرح یہ نادر الوجود فوجی ریویو ختم ہوا۔

فصل پانزدہم

رخصتانہ پارٹیان

بتاریخ ۹-جنوری ۱۹۰۳ء

۱۰-جنوری ۱۹۰۳ء چونکہ حضور وائسرائے اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر کے رخصت کی تاریخ تھی۔ لہذا ۹ جنوری ۱۹۰۳ء کو "رخصتانہ پارٹیاں" رؤسا وامرائے ہندکو دی گئیں۔ جن میں ایک کا نام راجپوت "ایٹ ہوم" اور دوسری کا "ایوننگ پارٹی" تھا۔ جن کی مختصر کیفیت درج ذیل ہے۔

راجپوت "ایٹ ہوم"

کا انتظام بوقت سہ پہر پولو گراونڈ میں کیا گیا تھا۔ جہاں پولو اور فٹ بال کا بھی ساتھ ہی اہتمام تھا۔ والیان ریاست کی جلوسی سپاہ وائسرایگل کیمپ سے پولو گراونڈ تک صف بستہ کھڑی تھی۔ جس سے اس مختصر سی تقریب کی شان بہت کچھ بڑھ گئی تھی۔ درباری صاحبان کھلے میدان میں اُس مکان کی نشستوں پر بٹھلائے گئے تھے۔ جو پولو وغیرہ دیکھنے کو معززین کے لئے علے العموم ہوا کرتا ہے۔ اور عام تماشائی اُس خیموی احاطہ کے باہر جمع کھڑے تھے۔ جو پولو وغیرہ کے لئے مخصوص تھا۔ حضور وائسرائے اور راجپوتانے کے رؤسا وامراء کے لئے مکان کے اندر میز لگائی گئی تھی۔ جس میں سب صاحب نہایت خوشی اور عزت کے ساتھ شریک ومشغول پائے جاتے تھے۔ یہ معمولی باتیں سب جانتے ہیں کہ پہلے دیسی رؤساء وامراء آیا کرتے ہیں اور بعد میں

حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحب بہادر نیز ایسے مواقعات پر مختصر طور پر سب کا سلام ہونا اور کسی کسی سے مزاج پرسی کا بھی ہو جانا ایسی باتیں ہیں کہ اُس سے سب صاحب واقف ہیں۔ چنانچہ ویسا ہی یہاں بھی ہوتا رہا اور باہر میدانِ پولو میں پہلے گلگت ٹیم پولو کھیلتی رہی اور پھر منی پور ٹیم اپنے کرتب دکھاتی رہی۔ آدہ گھنٹہ تک یہ دونوں اپنے اپنے جوہر دکھا چکیں تو ساڑھے تین بجے گارڈونز اور رائل آئرش رائفلز کے گورہ سپاہیوں میں فٹ بال ہوا جس میں گارڈونز والے فتحمند رہے۔ پھر الور اور جودہپور کے درمیان پولو ہوئی جسمیں الور والے کامیاب ہوئے اس نظارہ کو وائسرائے صاحب مکان پولو کی چھت پر سے دیکھ رہے تھے جسکے خاتمہ پر حضورِ ممدوح نیچے تشریف لاکر میدانی چبوترے پر متمکن ہوئے اور ڈچس اوف کیناٹ صاحبہ نے وہاں عطائے انعامات شروع فرمایا جہاں چاندی کے پیالے اور دوسرے فتحمندی کے نشانات کامیاب ٹیموں کو تقسیم کرنے کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ اس وقت لفٹننٹ کرنل کلیری ہل صاحب فتحمند ٹیموں کو بُلاکر آپکے حضور پیش کرتے اور حضورِ ممدوحہ نشانات عطا فرماتیں۔ جسکے بعد حضور وائسرائے نے فرمایا کہ میں یہ چاندی کے پیالے اور نشانِ فتحمند ٹیموں کو دینے میں اپنی طرف سے اظہارِ مسرت کرتا ہوں اور ٹیموں کو اِن کے شائستہ طور وطریق اور عمدہ کھیلوں کے لئے مُبارکباد کہتا ہوں۔

انعام یافتگان کے نام یہ ہیں

پولو کپ	الور ٹیم کو
نیشو آرمی کپ	پونا ہارس کو

نیزہ بازی کا نشان	پندرہویں بنگال لینسرز کو
جمنگ بائی سکلنز کا نشان	برٹش کیولری کی پانچویں ڈریگون گارڈس کو
فٹ بال کے لئے	گارڈن ہائی لینڈرس کو
لکڑی کے ساتھ گیند کا کھیل کھیلنے کے لئے	۳۴ پنجاب انفنٹری کو
فوجی کرتبوں کے لئے	سرجن کا لنس اور کانپور لائٹ ہارس کو

اس کارروائی کے بعد جلسہ برخاست ہوا - اور لفٹننٹ کرنل کلیری ہل صاحب نے تین چیرز حضور وائسرائے کے لئے اس استحقاق سے نہایت زور و شور کے ساتھ ادا کئے کہ صاحب موصوف بھی ان غنون کے پورے پورے معاون و مددگار رہیں -

اسکے بعد حضور وائسرائے معہ لیڈی صاحبہ اور ڈیوک صاحب معہ ڈچیس صاحبہ اور دوسرے تمام معزز مہمان صاحبان بھی اپنی اپنی فرودگاہوں کو خوشی و خورمی کے ساتھ واپس ہوئے -

"ایوننگ پارٹی"

پروگرام دربار کے اختتام پر اگرچہ یوں بھی ایک ایسی پارٹی کا انعقاد سخت ضروری تھا جس میں گورنمنٹ کی طرف سے معزز مہمانوں کو الوداع کہی جائے - لیکن اس پارٹی میں ایک اور بات بھی تھی - جو اسکی ضرورت کو اور بھی لابدی بنا دیتی تھی - اور وہ یہ کہ دربار عطائے تمغہ جات میں توجسقدر ہندوستانی آرڈر وغیرہ تھے سب دیکر دیئے گئے - لیکن شاہی برطانیوی اعزاز اس میں عطا نہ ہوئے تھے اور نہ انکی ادائگی کے لئے وہ موقع زیادہ تر موزون بھی تھا اور بعض ہندی مدارج کے اعزاز یافتہ صاحبان بھی باقی رہ گئے تھے - اس لئے

ایک دربار یا ایوننگ پارٹی کا اس غرض سے منعقد ہونا لازمی ہوگیا تھا کہ جسمیں وُہ اعزاز عطا کئے جائیں۔ چنانچہ اسی ایوننگ پارٹی میں اس تقریب کا ادا ہونا تجویز کرکے سب صاحبوں کو اطلاعیں دیدی گئی تھیں۔ اور مقام انعقاد وائسراے صاحب کا کیمپ قرار پایا تھا جس کے استقبالی شامیانہ میں یہ عالیشان رسوم ادا ہونی قرار پائی تھیں۔ اور بنظر مناسب یہ بھی ساتھ ہی طے ہوگیا تھا کہ شاہی تمغہ جات ہز رائیل ہائینس ڈیوک اوف کیناٹ بہادر برادر حضور ملک معظم اپنے دست خاص سے عطا فرمائیں۔ چنانچہ ۹ جنوری کو بعد شام سب معززین و والیان ریاست وائسریگل کیمپ میں پہنچنے شروع ہو گئے۔ جن کے استقبال و تفریح کو حسب دستور فوجی دستہ اور باجہ پہلے سے متعین ہوچکا تھا۔ روشنی بھی اپنی پوری بہار دکھارہی تھی اور اس آخری ایوننگ پارٹی کے جملہ لوازم نہایت خوبی کے ساتھ مہیا ہو چکے تھے۔ کہ حضور وائسراے اور ڈیوک و ڈچس اوف کیناٹ بہادر کمینڈر انچیف صاحب کے ہاں کھانا کھانے کے بعد آکر شامل پارٹی ہوئے۔ کمینڈر انچیف صاحب بہادر اور گورنران بمبئی و مدراس اور لفٹنٹ گورنران پنجاب و بنگال وبرہما چیف کمشنران و ایجنٹ گورنر جنرل صاحبان بھی سب کے سب شریک تھے اور دیسی روسا بھی حسب معمول بڑے ٹھاٹھ سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جس سے اس مجمع کی حالت مجموعی بہت ہی باوقعت ہوگئی تھی بہرحال حضور وائسراے اور ڈیوک صاحب کی تشریف آوری پر تعظیم اور سلام وغیرہ کی مراسم ادا ہونے کے بعد سب سے پہلے ڈیوک صاحب بہادر نے شہنشاہ معظم کی طرف سے جی سی بی کا شاہی برطانوی

اعزاز کا خطاب و تمغہ ہز ہائینس حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو پہنایا جنکے بعد کے سی بی کا خطاب و تمغہ میجر جنرل سی رسی ایجرٹن صاحب اور میجر جنرل ای۔ ایل ایلیٹ صاحب کو عطا کیا گیا۔ اور بعدازاں حضور وائسرائے نے مندرجہ ذیل صاحبان کو سی آئی ای کا خطاب و تمغہ عنایت فرمایا۔

۱۔ سر ولیم کلارک صاحب جج چیفکورٹ پنجاب۔

۲۔ مسٹر ایم سی ٹرنر صاحب۔

۳۔ لفٹنٹ کرنل جے ایل واکر صاحب۔

پھر مندرجہ ذیل صاحبان کو نائیٹ ہڈ کا خطاب و تمغہ عطا ہوا۔

۱۔ ڈاکٹر جارج واٹ صاحب۔

۲۔ ہرکشن داس نروتم داس صاحب۔

بعدازاں ہز رائیل ہائینس ڈیوک اوف کیناٹ بہادر نے ہز ہائینس مہاراجہ سر شاہو چھترپتی والی کولاپور جی سی ایس آئی کو جی سی وی او کا خطاب و تمغہ مرحمت فرمایا۔ اور پھر ہز ہائینس سر آغا خان بہادر رئیس اعظم بمبئی۔ مہاراجہ صاحب ایڈر۔ مہاراجہ صاحب کوچ بہار وغیرہ کو طلائی تمغے عنایت کئے۔ کیونکہ یہ صاحبان حضور ملک معظم کے دربار تاجپوشی لنڈن پر بھی شریک تھے۔ اور یہ ولایتی تمغے ان صاحبوں کو پہونچانے کے لئے ہز رائیل ہائینس ڈیوک اوف کیناٹ بہادر کے سپرد کئے گئے تھے۔

ان رسومات کے بعد معمولی گفت و کلام ہوتی رہی اور پھر جلسہ برخاست ہوا۔

فصل شانزدہم

اختتامِ دربار اور شاہی روانگی

۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

ناظرین! درباری پروگرام ختم ہوچکا ہے۔ جلوس۔ افتاحِ نمائش۔ دربار۔ دعوت۔ دربارِ اعطائے تمغہ جات۔ سٹیٹ بال۔ والیانِ ریاست کی جلوسی اردوں کا معائنہ۔ فوجی ورزشیں اور ریویو۔ مختلف دعوتیں اور ملاقاتیں سبھی اپنے وقت پر خیر و خوبی سے ہو چکی ہیں اور بلا مبالغہ اس دو ہفتہ کی مدت میں غالباً حضور وائسرائے اور مہمانانِ دربار کو سوائے درباری پروگرام کی تکمیل کے کسی دوسرے کام کی طرف توجہ تک نہیں ہوسکی۔ لہذا مقررشدہ تاریخ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو اس عدیم المثال شان و شکوہ کی نمایش کا خاتمہ کر کے حضور وائسرائے اور ڈیوک اوف کیناٹ بہادر اپنے اپنے دوروں پر تشریف لے جاتے ہیں۔ جن کے بعد تمام والیانِ ریاست اور معائدین و حکام بھی اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہو جائینگے۔ لیکن چونکہ روانگی سے پہلے افواجِ شاہی اور افسرانِ انتظام کی درباری خدمات کا شکریہ بھی حسبِ قاعدہ ضروری تھا اس لئے جمعہ کی شام مندرجہ ذیل نوٹیفکیشن گورنمنٹ کی طرف سے شایع کیا گیا کہ

"ہز ایکسلینسی وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند ان تمام افسران جنگی و ملکی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو دربار تاجپوشی کے متعلق نہایت تن دہی۔ مستعدی قابلیت اور سرگرمی سے خدمات کرتے رہے ہیں۔ اور

اِن کی محنتوں کی کامیابی پر اُنہیں مُبارک باد بھی دیتے ہیں۔ نیز اِس کا بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہز رائیل ہائنیس ڈیوک اوف کیناٹ بہادر نے بھی براہِ عنایت اِس اداے شکریہ و مبارک باد میں اپنا نام شریک کرنے کی درخواست کی ہے "

اسکے ساتھ ہی ایک فوجی حکم ہز اکسیلنسی کمینڈر انچیف بہادر کی طرف سے بدیں مضمون نافذ کیا گیا۔ کہ

" ہز اکسیلنسی کمینڈر انچیف بہادر افواجِ ہند بڑی خوشی سے افواج موجودہ دربار کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہز اکسیلنسی وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے ان کی پریڈ کے معائینہ سے اظہار پسندیدگی فرماکر اپنے اظہار خوشنودی کو اِن تک پہنچانے کی خواہش فرمائی ہے۔ اور حضور ممدوح کے ساتھ عالیجناب فیلڈ مارشل ہز رائل ہائنیس ڈیوک اوف کیناٹ بہادر نے بھی درخواست کی ہے۔ کہ ان کی طرف سے فوج پر اُسکی سپاہیانہ مُستعدی کے لئے اظہار خوشنودی کر دیا جائے لہذا ہز اکسیلنسی کمینڈر انچیف بہادر نہایت خوشی کے ساتھ پریڈ گراؤنڈ کی قابل تعریف مُستعدی کے لئے یہ کلمات فوج تک پہنچاتے ہیں "

اِسکے علاوہ یہ خبر بھی تمام حلقوں میں مشہور ہوگئی۔ کہ عنقریب جشن تاجپوشی کے طلائی اور نقرئی تمغہ جات مسکوک ہوکر والیانِ ریاست معزز مہمانوں اور افسران گورنمنٹ میں تقسیم کئے جائینگے۔ جن کی تعداد دو ہزار ہوگی۔ اور ان کو اسی طرح لگایا جائے گا۔ جس طرح تاجپوشی لنڈن کے تمغہ جات پہنے جاتے ہیں۔

شاہی روانگی کے لئے ۱۰ جنوری کا دن گیارہ بجے قبل دوپہر کا وقت

مقرر ہو چکا تھا۔ جسکے لئے حسب قاعدہ وائسرِ لگل کیمپ سے ریلوے سٹیشن تک فوجِ شاہی صف بستہ کردی گئی۔ اور والیان ریاست و حکام و عمائدینِ سلطنت اور دوسرے درباری صاحبان شاہی مشایعت کے لئے ریلوے سٹیشن پر پہنچنے شروع ہو گئے۔

ممبرانِ مشایعت کا معزز گروہ دس بجے سے ہی ریلوے سٹیشن پر جمع ہونے لگ گیا تھا۔ جن میں جاگیردار صاحبان۔ والیانِ ریاست۔ سفرائے دولِ خارجہ۔ لفٹنٹ گورنران و گورنران وچیف کمشنران و ایجنٹ گورنر جنرل صاحبان یوروپین صاحبان وغیرہ سب شامل تھے جنکے بعد اپنے وقت پر ہز ایکسیلنسی حضور وائسرائے معہ لیڈی صاحبہ اور ہزرائل ہائینس ڈیوک اوف کیناٹ بہادر معہ بیگم صاحبہ تشریف شریف لائے جن کی اردل میں حضور وائسرائے کا مقررہ باڈی گارڈ اور انڈین کیڈٹ کور کا عالیشان دستہ بڑی شان وشوکت سے اظہارِ تفاخر کرتا چلا آرہا تھا۔ چنانچہ اسی اعزاز و تمکنت کے ساتھ جب شاہی سواری پلیٹ سٹیشن پر پہنچی۔ تو فوج کے متعینہ دستہ نے مقررہ سلامی ادا کی۔ اور حضورینِ ممدوحین داخل سٹیشن ہو کر معزز حاضرین کے سلام لینے میں مشغول ہو گئے۔ ڈیوک اوف کیناٹ بہادر کی سپیشل بجانب پشاور چونکہ پہلے جانیوالی تھی۔ اسلئے پہلے آپ ہی ہر ایک صاحب سے رخصت ہو کر اپنی سپیشل میں سوار ہو گئے جن کی گاڑی کے متحرک ہونے کیساتھ ہی نیشنل انتھم نے خیرمقدم گیتیں بجا کر بعد حاضرین نے چیرز دیکر آپ کو الوداع کیا۔ ڈیوک صاحب کی سپیشل کی روانگی کے پانچ گھنٹے بعد تک پھر حضور وائسرائے بہادر ہر ایک صاحب سے مصافحہ فرماتے اور رخصت ہوتے رہے۔ بالخصوص انڈین کیڈٹ کور کے

نوجوان بہادر جن پر آپکی نظر عنایت بہت زیادہ تھی اور والیان ریاست میں سے
ہزہائینس نظام دکن خلد اللہ ملکہ کیساتھ زیادہ تر مصروف مکالمہ تھے۔ مگر اسکے ساتھ
ہی کسی بھی معزز والی ریاست کو آپنے مصافحہ وغیرہ سے فراموش نہیں فرمایا چنانچہ
سب سے رخصت ہو کر جب آپ اپنی سپیشل میں سوار ہوئے تو پہلی طرح اسکے متحرک ہونے
پر بھی نیشنل انتھم کی خوش آیند آواز اور حاضرین کے دلی چیرز بلند ہوتے رہے
اور آپ کی روانگی کے پانچ منٹ بعد ایک تیسری سپیشل ٹرین میں لیڈی کرزن
صاحبہ سوار ہو کر بجانب ڈیرہ دون تشریف لے گئیں۔ اور حاضرین کا جم غفیر اپنی
فرودگاہوں کو رخصت ہونے لگا۔ اور ہر ایک صاحب اپنی اپنی روانگی کی فکر کرنے لگے

والیان ریاست روسا و عمایدین کی روانگی کے لئے اسیقدر لکھدینا

کافی ہے۔ کہ ان صاحبوں کی رخصت ۱۱ سے لے کر ۱۵ تک انکی اپنی رضی کے موافق
ہوتی رہی۔ اور افسران متعینہ ان کی مشایعت کی رسوم ادا کرتے رہے۔ جاگیردار اور
دوسرے معزز مہمان بھی قریباً انہیں تاریخوں میں زیادہ تر روانہ ہوئے۔ البتہ یوروپین
صاحبان ان کے بعد تشریف لیگئے۔ یا ہزہائینس حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ
نے ۲۰ جنوری تک اقامت فرمائی۔ ریلوے کو آمد سے زیادہ روانگی کا اہتمام
کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ آمد تو تواریخ مختلف ہوئی تھی۔ لیکن روانگی کے لئے
وقت تھوڑا اور کام بہت تھا۔ محکمہ تار بھی ان دنوں بہ نسبت سابق زیادہ
مصروف نظر آتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک صاحب کیطرف سے تار پر تار جا رہی تھی۔

روانگی کا سین جیسا کہ علی العموم وحشت افزا ہوا کرتا ہے۔ ویسا
ہی یہاں بھی دیکھنے میں آتا تھا۔ کہ بڑے بڑے لوگ سامان بند ہو لئے
اور مزدوروں کے انتظام میں ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ اور ریلوے سٹیشن
پر بھیڑ بھڑکا اور دھکا پیل ہوتی تھی کہ سٹیشن خاصہ نمونہ محشر نظر آتا تھا۔

فصل ہفتدہم

قلمرو ہند کا عالمگیر جشن مسرت

اسوقت تک جسقدر کارروائی لکھی گئی ہے وُہ صرف دہلی کے دربار تاجپوشی کی ہی تھی جسمیں دیسی اور انگریزی حکمرانوں اور سفرائے دول خارجہ بڑے بڑے جاگیرداروں اور مشہور لوگوں کو یکجا ہو کر اس جشن مسرت کی شمولیت و شرکت کا سب سے بڑا موقع دیا گیا تھا - لیکن چونکہ تاجپوشی کا اعلان عام ضابطہ کے طور پر بھی اور اس تقریب کی اہمیت کے مقاصد کے لئے عام طور پر ہر چھوٹے سے چھوٹے قصبۂ قریہ اور ہر ایک ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی کے کان تک پہنچانا بھی لازمی اور ضروری تھا - اسلئے ہندوستان بھر کے تمام صوبوں کے ہر ایک ضلع میں اور ہر ایک تحصیل میں سرکاری طور پر میونسپلٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ یا صاحب ضلع یا مہتمم سب ڈویژن یا تحصیلدار کے ذریعہ یکم جنوری کو ایسے ہی جلسے اظہار مسرت و شادمانی کے منعقد کئے گئے - اور ان میں وہاں کے حاکم نے اعلان شاہی کو مناسب ایزادی کے ساتھ پڑھکر شائقین کو سُنا دیا -

لیکن چونکہ ان جلسوں کی بنا لارڈ کرزن بہادر نے اس قسم کی رکھی تھی - کہ یہ بجائے محض سرکاری جلسوں کے قومی جلسے ہو جائیں - اور اہالیان ہند اس میں جسقدر ہو سکے اظہار مسرت وغیرہ کی کارروائیاں اپنا روپیہ لگا کر کھلے دل کر سکیں - اسلئے باستثنائے چند مقامات دور دست کے تمام ہندوستان کے اضلاع اور تحصیلات وغیرہ میں ان جلسوں کا

اہتمام بالعموم باشندوں کے اپنے دیئے ہوئے روپیہ سے کیا گیا یعنے پہلے تو ہر ایک ضلع وتحصیل کے حاکم نے بجائے گورنمنٹ اخراجاتِ جلسہ کے لئے عام چندے کھول کر بلا جبر و اکراہ جن لوگوں نے اس میں کچھ دینا چاہا اسکو قبول فرمایا۔ اور پھر حسب ضرورت میونسپل کمیٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے کوئی معقول رقم اس میں شامل کرکے مندرجہ مدات میں خرچ کی۔

(الف) روشنی کے لئے۔

(ب) آتشبازی کے لئے۔

(ج) لڑکوں کو مٹھائی دینے کے لئے۔

(د) غربا کو کھانا کھلانے میں۔

(ہ) غربا کو پارچات تقسیم کرنے میں۔

اِن مقامات کی اگر تفصیل لکھی جائے تو سوائے تطویل کے کچھ حاصل نہوگا۔ کیونکہ ہندوستان کا کوئی ضلع اور تحصیل اس سے خالی نہیں رہی۔ بلکہ تحصیلات کے علاوہ مشہور قصبوں میں وہاں کے روساء نے خود اپنے صرف سے بڑے بڑے عظیم الشان جلسے کئے۔ اور شہروں میں بھی مشہور مشہور حکام رس لوگوں نے جو متمول بھی تھے دل کھولکر فیاضی دکھائی ارادہ تو یہ تھا کہ ہر ایک شہر کی میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ نے جسقدر روپیہ اپنی گرہ سے اور پبلک چندے سے اسمیں صرف کیا ہے۔ اُسکی تصریح کردی جائے۔ تاکہ انکی وفاداری تاریخی طور پر بھی قلمبند ہوجائے چنانچہ ہندوستان بھر کے ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں کو مصنف کی طرف سے اِن معلومات کی بہمرسی کی درخواست بھی بھیجی گئی تھی لیکن

افسوس ہے کہ بہت کم جوابات موصول ہوئے جس سے تعجب ہوتا ہے کہ اگر یہی جماعتیں جو اپنے اہل ملک کی طرف سے اِن کی وکالت کی حیثیت کے ساتھ قائم ہیں۔ تعلیمی معاملات اور علمی یادگاروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہیں۔ تو پھر عوام سے تو شکایت ہی کیا ہے۔ جن میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے جوابات موصول ہوئے ہیں۔ اگر انکی رقوم کو درج کردیا جائے۔ تو چونکہ اس سے باقی ایک بہت بڑی تعداد کی کارروائی پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اسلئے بامر مجبوری اِن موصول شدہ جوابات کو بھی ممنونیت کے ساتھ ترک کیا جاتا ہے۔

اصلیت یوں ہے کہ مصنف کا دیسی ہونا بھی بہت کچھ رکاوٹ کا باعث ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی صاحب بہادر ایسا خیال فرماتے تو شاید سبھی کو بلا استثنٰے انہیں مطلوبہ شمار و اعداد کے بھیجنے میں تامل نہ ہوتا مگر خیر

ہماری سینہ نگاری کوئی تو دیکھے گا
نہ دیکھے آج نہ دیکھے۔ کبھی تو دیکھے گا

بہرحال ہندوستان کے تمام مقامات میں سرکاری حکام نے یکم جنوری کو (باستثنائے کلکتہ کے) اپنے اپنے مناسب پیمانوں پر تقریب تاجپوشی کے جلسے منعقد فرمائے۔ روشنی و آتشبازی۔ بچوں کو مٹھائی بانٹنے اور غریبوں کو کھانا کھلانے اور بعض بعض جگہ کپڑا بھی دینے سے اِس دربار کی جسقدر مقبول شہرت اور یادِ تمام ہندوستان کے باشندوں میں ہوگئی ہے۔ وہ کسی دوسرے جلسے کی نہیں ہوئی۔ جسکی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ اسکے مصارف اور محاصل دونوں ہی پبلک پر منحصر تھے۔ جس میں حکام سرکاری نے اپنی شرکت نہایت بہتر طریق سے دکھائی تھی۔

دیسی ریاستوں کے جلسے

والیانِ ریاست اور جاگیردار و تعلقہ دار صاحبان نے اس موقع پر جو کچھ کیا وُہ بھی خاص طور پر قابل یاد ہے۔ کیونکہ گو اِن صاحبوں کا ایک کثیر گروہ دربار دہلی میں شریک تھا اور ضابطہ کے طور پر ان کی شرکت کے بعد کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔ مگر نہایت خوشدلی کے ساتھ اِن کی ریاستوں اور جاگیروں میں بھی ایسے جشن ہائے مسرت پُورے پُورے اہتمام و انصرام سے منعقد ہوتے رہے۔ اور چونکہ آتشبازی۔ روشنی۔ غریبوں کے طعام و پارچات اور بچوں کی مٹھائی کے طریق۔ لنڈن سے ہی تصنیف ہوکر آئے ہیں۔ جن کے مصنف خود اعلیحضرت ملک معظم ہیں۔ اس لئے علے العموم ہندوستان کے انگریزی مقامات کے سوا دیسی ریاستوں میں بھی یہی طریق اظہارِ مسرت کے لئے پسند ہوئے۔ فرق یہ تھا کہ ہندوستان میں بالعموم پبلک چندہ سے اسکے لئے روپیہ جمع کیا گیا تھا۔ اور والیان ریاست نے اکثر خزانہ ریاست سے اسکو ادا کیا تھا۔

اسوا اسکے والیانِ ریاست نے اس موقع کی یادگار میں اپنی رعایا کے ساتھ اسقدر احسان ہائے عظیم کئے ہیں۔ کہ جس سے صاف طور پر یہ بات ذہن نشین ہوجانی چاہیئے کہ اس سے بڑھکر خوشی وُہ خاص اپنی تاجپوشی پر بھی نہ کرتے۔ اور غالباً کوئی نظیر ایسی دکھائی بھی نہیں جاسکتی کہ اُنھوں نے اس سے بڑھکر فیاضی خاص اپنی تقریباتِ مسند نشینی میں بھی کی ہو۔ اور لاکھوں روپیہ زر مالگذاری کو صرف اسی یادگار میں معاف فرمادیا ہو جیساکہ نواب صاحب رامپور۔ مہاراجہ صاحب کوٹا وغیرہ وغیرہ حتےٰ کہ سردار پرتاب سنگھ صاحب اہلوالیہ جالندھر تک نے کیا ہے۔ اور غالباً کوئی

ریاست ایسی باقی نہیں رہ گئی۔ جس نے اس موقع پر کوئی نہ کوئی رعایت اپنی رعایا سے نہ کی ہو۔ جس سے کھُلے طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ اُنہوں نے گورنمنٹ کی خوشی کو خاص اپنی ذاتی خوشی تصوّر کرلیا تھا۔ جو ایک بہُت بڑی کامیابی گورنمنٹ کی کہی جاسکتی ہے۔ رہائی قیدیاں بھی حسبِ دستور والیانِ ریاست ہائے ہند نے اس موقع پر اُسی فراخ دلی اور فیاضی سے دکھائی۔ جیسے کہ وہ اپنے مواقعات تہنیت پر کیا کرتے ہیں۔ اور یہ ایسی باتیں ہیں کہ جن پر گورنمنٹ کو خاص توجہ ہونی چاہیئے۔

ایسے تمام جلسوں میں جو ہندوستان کی انگریزی عملداری میں یا والیانِ ریاست ہائے ہند کی قلمروؤں میں اُس تاریخ منعقد ہوئے تھے۔ انگریزی افسران اضلاع و تحصیل یا ریاستوں کے اہلکاران اعلےٰ صدر جلسہ قرار پاتے رہے۔ لیکن

کلکتہ کا جشن تاجپوشی

۲۶۔ جنوری ۱۹۰۳ء کو خود ہز ایکسیلنسی وائسرائے بہادر کی صدارت سے کلکتہ میں پُورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہُوا۔ جس میں اہالیانِ کلکتہ نے بڑی فراخ حوصلگی سے چندہ جمع کرکے بطا ہر اسکو دربار دہلی کا ایک چھوٹا سا جواب بنادیا تھا۔ کیونکہ اُسمیں بھی حضور وائسرائے کی شاہانہ سواری بڑے تزک و احتشام سے نکالی گئی۔ اور سٹیٹ بال بھی ویسے ہی اعلےٰ پیمانہ پر کیا گیا۔ جیسا کہ اس دارالسلطنت کے شایانِ شان تھا اس موقع پر ایک لاکھ روپیہ چندہ سے جمع کیا گیا تھا۔ جس کے خرچ کا اہتمام بھی وہیں کے عمائدین کے ہاتھ میں تھا۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ تمام اخراجات نکال کر دس ہزار روپیہ بچ رہا۔ جو غریبوں کو چار چار آنے فی کس تقسیم کیا گیا

اِسی ضمن میں یہ بھی لکھدینا ضروری ہے۔ کہ بابو بھجن لال صاحب لوہیا
ایک مارواڑی مہاجن اور کارخانہ دار نے اپنے صرف سے میدانِ کلکتہ
میں اِس عالیشان تقریب پر ایک ایسے وسیع پیمانہ پر غربا کو دعوت دی کہ
جو غالباً ہندوستان بھر میں ایک خاص امتیاز رکھتی ہے۔ اِس دعوت میں تیس
ہزار ہندو مسلمان مرد اور عورتیں شریک تھیں اور اہتمام اسقدر تھا۔ کہ
پچاس ہزار آجاتے تو بھی کوئی کمی نہ ہوتی۔ اِس عالی ہمت شخص کی اِس سچی
فیاضی کے دیکھنے کو ہز ایکسیلنسی حضور وائسرائے اور ہزآونر نواب لفٹنٹ
گورنر بنگالہ خود بھی بنفسِ نفیس موقع پر تشریف لے گئے تھے۔

قصائدِ تہنیت

بھی اِس تقریب سعید پر جسقدر لکھے گئے ہیں۔ یقیناً کسی بھی والی ملک کی
مسند نشینی پر کبھی نہ لکھے گئے ہوں گے۔ سب سے بڑی قابل داد بات یہ ہے
کہ یہ قصائد وغیرہ بلا کسی امیدِ صلہ کے لوگوں نے اپنی خوشی خاطر سے لکھ کر
شائع کرائے ہیں۔ ایسی بے قدری کی حالت میں جبکہ انعام و جاگیر تو درکنار
سوکھی واہ واہ اور گورنمنٹ کی طرف سے پروانۂ خوشنودی تک کی توقع نہو
اسقدر نظموں اور تاریخوں کا سوائے دلی تحریک کے نکلنا بالکل محال اور
ناممکن ہے اور جب اس بات کو دیکھا جائے کہ شاعروں کا فرقہ ہمیشہ سے
اپنی علمی سلطنت کے مقابل کسی بڑی سے بڑی سلطنت کی بھی پرواہ نہیں
کرتا جیسا کہ حضرت حافظ شیرازی ہندو بخارا کو اپنے معشوق کے خال
پر بخشد ینے کے لئے خاص طور پر شہرت پا چکے ہیں۔ تو ایسی صورت میں
اِن بادشاہانِ سخن کا بغیر کسی امید کے خود بخود سلطنت کی مدحت کی طرف رجوع
ہوجانا بڑا ہی مغتنمات سے سمجھنا چاہیئے۔ نظمیں۔ قصائد۔ تاریخیں اِس کثرت

سے لکھی گئی ہیں - کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو غالباً اس کتاب سے دوگنی ایک اور کتاب بن سکتی ہے - لیکن تاریخ سے اسکو کچھ تعلق نہیں ہو سکتا اسلئے یہاں ایک ایسا ترکیب بند درج کیا جاتا ہے جو باعتبار اپنی سلاست وفصاحت اور نیچرل شاعری کے اس انگریزی شاعری کا ایک بہترین نمونہ ہے - جو اردو میں آجکل ایک نئی روح پھونک رہی ہے - یہ ترکیب بند

چودھری خوشی محمد صاحب بی - اے پرسنل اسسٹنٹ سٹلمنٹ

کمشنر صاحب ریاست کشمیر کی تصنیف لطیف سے ہے - اور واقعی اس قابل ہے کہ اس شاعری کے مخالف زمانہ میں بھی حضور وائسرائے اور اعلیحضرت ملک معظم کے حضور میں پیش ہوکر داد پا سکے - فہو ہذا -

ترکیب بند در تہنیت جلوس ہمایوں شہنشاہِ معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

سچ بتا اے شہر دہلی اے عروسِ روزگار
تو نے دیکھے ہیں بہت جاہ و حشم کے سال و ماہ
تیری کھنڈروں میں پڑے ہیں سینکڑوں تخت و کلاہ
تجھ میں ہندوراج کے آثار دولت ہیں عیاں
دیدۂ دوراں نے لیکن پیشتر دیکھی نہ تھی
تیرے گلشن میں بہار آئی نہ تھی ایسی کبھی
تجھ پہ امن و عافیت کی یوں گھٹا چھائی نہ تھی
کہہ رہی ہے ہر زبانِ حال سے مینارِ قطب
آ رہی ہے مقبروں سے بھی صدا تحسین کی
بہ رہا ہے سیل دولت کا جہاں آباد میں

آئی تھی تیرے گلستاں میں کبھی ایسی بہار
تجھ پہ گذرے ہیں بہت اقبال کے لیل و نہار -
خاک میں سوتے ہیں تیرے تاج بخش و تاجدار
تجھ میں اسلامی حکومت کے نشاں ہیں یادگار
آج جو بن پہ ہے تیرے جو تجلے آشکار
گلبن عشرت کو تیرے تھی سدا تشویش خار
ساتھ برق و باد کے آتا تھا ابر بہار
میری آنکھوں نے نہ دیکھی تھی یہ بزم زرنگار
شہر خاموشاں میں ہیں رطب اللساں سب شہریار
کر رہا ہے اس زمیں پر آسماں گوہر نثار

عرصۂ عالم میں دیکھے گا نہ چرخِ چنبری
یہ شکوہ و فرّہ جشنِ جلوسِ قیصری

ہو رہا ہے آج شاہنشاہ کے زیرِ علم — سو بسو جشنِ فریدوں کو بکو نوروزِ جم
بارگاہِ قیصری اک قلزمِ مواج ہے — اسکی موجیں ہیں یہ فوجیں اور حباب اسکے خیم
کوہ پیکر ہاتھیوں کی ہے کہیں چھائی گھٹا — ہیں کہیں توپیں گرجتی رعد آسا دمبدم
جگمگا اٹھی چراغوں سے سوادِ شہر و دشت — رات کو دن کا سماں ہے نور سے وقتِ ظلم
جھونپڑی ہے یا محل ہے شہر و دشت و جبل — سب میں شادی کا عمل ہے مٹ گیا ہے نامِ غم
مشرقی شان و تجمل مغربی آئین و نظم — مل گئے آرائشِ دربارِ عالی میں بہم
بزمِ دولت صنعتِ ہندی سے ہے آراستہ — جسکی ہے تصویر سے قاصر مصوّر کا قلم
لہلہاتے سو بسو ہیں تاجداروں کے نشاں — یونین جیک اک طرف ہے۔ فالِ اجماعِ امم
ہے وہ ملبوسِ شہاں پر تابِ الماس و گہر — کھل گیا جن کی چمک سے بزمِ انجم کا بھرم
پی رہے ہیں اہلِ محفل جامِ صحتِ شاہ کا — کہہ رہے ہیں میٹھی سروں میں ہیں مزامیر و نغم

خالقِ کون و مکاں کی ہو تجھے حفظ و اماں
اے شہِ ایڈورڈ ہفتم قیصرِ ہندوستاں

اے شہِ فرخ لقب عالی نسب والا مکاں — ہے تیری ذاتِ معلّی زینتِ بزمِ جہاں
ہے عیاں صورت سے تیری فرۂ شاہنشہی — ہے نہاں سیرت میں تیری لطف و جودِ بیکراں
شاہ کی جانب علیا کے کھچے جاتے ہیں دل — ماہ کی جانب ہوں جیسے بحر کی موجیں رواں
آفتابِ سلطنت ہے تیرا رخشاں رات دن — جس نے بخشا بزمِ عالم کو فروغِ جاوداں
عتبۂ شاہنشہی ہے سجدہ گاہِ روزگار — آستانِ قیصری ہے بوسہ گاہِ خسرواں
شرق میں اور غرب میں امصار میں کہسار میں — بحر و بر میں خشک و تر میں حکم ہے تیرا رواں
چرخ پر انجم ہیں گویا بحر میں تیرے جہاز — جابجا تیرے جزائر ہیں مثالِ کہکشاں

کوہ و صحرا پست و بالا سے نہیں رکتا یہ سیل
بدھ۔ عیسائی۔ مسلماں سکھ۔ ہندو۔ پارسی
ہے ترے مردانِ جنگی میں مروت اسقدر

فوج دریا موج تیری جسطرف پھیری عناں
اس سمندر میں ملی ہیں آ کے صدہا ندیاں
بخشتے ہیں رزمگہ میں دشمنوں کو آب و ناں

ہے خلائق پروری کا آج سہرا سر ترے
ایک عالم میہماں ہے خوانِ یغما پر ترے

اے شہنشاہِ معظم منبع جود و عطا
مندروں میں گا رہے ہیں تہنیت کے تیری راگ
ہو گئے شیر و شکر زنار و تسبیح و صلیب
ظلِ عالی بن گیا ہمکو حصارِ عافیت
امن و آزادی تجارت کے بنے ہیں خضرِ راہ
علم کا چمکا ستارا ایسی آب و تاب سے
اہلِ دانش پر ہوئے اسرارِ فطرت منکشف
جن بیابانوں سے تھا ابرِ بہاری بے خبر
جن پہاڑوں نے نہ دیکھے تھے بشر کے نقشِ پا
اخترِ دولت ہے تیرا شہا گیتی فروز

شکر تیری نعمتوں کا ہم سے ہو کیونکر ادا
مسجدیں مانگتے ہیں تیری دولت کی دعا
رنگ وحدت نے دیا زنگِ تعصب کو مٹا
آٹھے دن کے زلزلوں کا دغدغہ جاتا رہا
علم و دانش سے بڑھی ہے بزمِ صنعت کی ضیا
سب بلند و پست میں جس سے اُجالا ہو گیا
تابع انساں ہوئے برق و دخاں آب و ہوا
آج نہروں نے وہاں جنگل میں منگل کر دیا
آج ہیں واں کاخ و ایواں باغ و بستاں دلکشا
تیرہ خاکِ ہند کو جس نے منور کر دیا

تو ہے محبوبِ جہاں اے خسروِ عالم پناہ
تو دماغوں کا ہے مالک اور دلوں کا بادشاہ

برکتیں اللہ کی نازل ہوں تیری قوم پر
ہر سفر میں ہمعناں ہر راہ میں ہیں رہنما
قحط میں رنج و عنا میں فتنہ و آشوب میں
اس مبارک قوم کی الفت پہ ہمکو ناز ہے

جن کے احسانات کا بارِ گراں ہے ہند پر
بزم میں ہیں زیبِ محفل رزم میں ہیں اپنی سپر
اہلِ انگلستان نے لی وقت پر آکر خبر
جسکا ہر میداں میں ہمت کا قدم ہے پیشتر

کارپردازانِ دولت انتظامِ ملک میں
ہیں فلاحِ خلق کی تدبیر میں شام و سحر

شمعِ بزمِ سلطنت ہے شاہ کا نایب جناب
جس کا ہر لب پر ہو چرچا جسکا ہر دل میں ہے گھر

باغ ہی ہندوستاں اور لارڈ کرزن باغباں
ہر گل و شاخ و شجر پر باغباں کی ہے نظر

اُسکی ہر تقریر سے تحریر سے تدبیر سے
ہمت عالی ہے اور روشن دماغی جلوہ گر

معبدوں کو اسکی فیاضی نے روشن کر دیا
اُس کی ہمدردی نے آثارِ سلف کی لی خبر

ہے نسیمِ لطف سے اُسکے بہارِ علم و فن
آبیاری سے اُسی کی تازہ ہی کشتِ ہنر

یہ شکوہِ بارگاہ - یہ انجمن پیرائیاں
سب دماغِ لارڈ کرزن کی ہیں رنگ آرائیاں

اے شہِ والا مکاں ای زینتِ تختِ شہی
ہو مبارک تجھکو یہ تاج و سریرِ قیصری

آئے ہیں حضرت میں تیری ہم مسلمانانِ ہند
لائے ہیں نقدِ ارادت ہدیۂ شاہنشہی

دیکھتے ہیں ہم جبینِ شاہ میں ظلِّ الٰہ
شانِ شوکت میں تیری پاتے ہیں شانِ ایزدی

بعد طاعت کے اطاعت فرض ہی اسلام میں
دین و ایماں ہی ہمارا شاہ کی فرمانبری

دم سے درہم سے قدم سے جان سے اور مال سے
تیری خدمت میں نہ ہوگی ہم سے ہرگز کوتہی

سایۂ دولت میں تیری ہیں کروڑوں کلمہ گو
تیری اسلامی حکومت ہی شہا سب سے بڑی

عرضِ حاجت کی نہیں اس آستاں پر احتیاج
جانتا ہے شاہ خود رسمِ رعیت پروری

قوم کی تعلیم کی اک فکر دامنگیر ہے
دیکھتے ہیں ہم اسی میں جلوۂ لطفِ شہی

شکرِ احساں ہے دلوں میں اور لبوں پر یہ دعا
تا ابد قائم رہے یہ تخت و تاج قیصری

ملکۂ روشن گہر سے ہو فروغِ بزمِ دہر
تاج میں اسکے ہو کوہِ نورِ مہرِ خاوری

خیر و خوبی سے ولیعہد بلند اختر رہے
سر پہ اسکے سایۂ شاہِ جہاں پرور رہے



فصل ہژدہم

نتائج دربار

دربار کے مفاد و مضار پر جس شد و مد اور دلچسپی کے ساتھ اخبارات اردو انگریزی میں بحث ہوتی رہی ہے۔ غالباً کسی بڑے سے بڑے مضمون پر بھی اس سے زیادہ نہ ہوئی ہوگی۔ قریباً دو سال تک جس تقریب کے متعلق خبروں اور نوٹوں کے شائع کرنے کا موقع اخبارات کو ملتا رہا ہے۔ وہ یہی تقریب تھی **تخمینہ اخراجات** کی نسبت قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے اور چونکہ وہی ایک ایسی بات تھی۔ جس نے بعض صاحبوں کے منہ سے اس تقریب کو بے ضرورت کہوا دیا تھا۔ اسلئے اب کہ دربار ختم ہو چکا ہے۔ اور اُسکے اخراجات کی تقریباً صحیح صحیح جانچ پڑتال بھی ہو چکی ہے۔ اُس کا ذکر سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ہند کو اخراجات دربار کی نسبت جو رقم جیب خاص سے خرچ کرنی پڑی ہے۔ وہ بارہ لاکھ روپیہ ہے۔ اگرچہ اخراجات کا ابتدائی تخمینہ چھبیس لاکھ ہوا تھا۔ اور وقت پر اس سے بھی متجاوز ہو گیا تھا۔ مگر سامان فروختنی کو بیچنے کے بعد جو رقم گورنمنٹ کو دینی پڑی ہے وہ صرف بارہ لاکھ روپیہ کی ہے۔ اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹوں نے جو کچھ اس تقریب پر خرچ کیا ہے۔ اس کی تعداد چودہ لاکھ روپیہ ہے۔ جن دونوں کی مجموعی تعداد چھبیس لاکھ روپیہ بنتی ہے۔ نمائش اور شغلی جنگ کے اخراجات اسکے علاوہ ہیں۔ جو گو اس موقع پر دربار کے شامل تو ضرور تھے مگر فی نفسہٖ وہ علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ چھبیس لاکھ روپیہ اگرچہ ایک معقول رقم ہے لیکن پھر بھی اس عظیم الشان

کام کے روبرو اسکی چنداں وقعت نہیں رہجاتی - اور بلا تامل ماننا پڑتا
ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سستے داموں اس عدیم المثال میلہ کا انعقاد
کرلیا جسکے شاملین سوائے اخص الخواص صاحبان کے اور کوئی نہ تھے
پس اس رقم میں اتنے بڑے معزز گروہ کا یکجا کرنا اور اس بے نظیر سرکاری
تقریب تہنیت کا ادا کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی - چھبیس لاکھ روپیہ کی رقم میں
رعایا برایا کے دلونمیں ایک جوش مسرت کا پیدا کر کے شاہی جاہ و جلال
کی نمائش کرا دینا - اور سفرائے دول خارجہ کے دلوں پر گورنمنٹ کی طاقت
وسطوت کا سکہ بٹھا دینا بالکل ارزاں سمجھنا چاہیئے - کیونکہ اگر ایسے سوا کسی
اور ترکیب سے خواہ اسقدر روپیہ کا چار چند بھی خرچ کردیا جاتا - تو جس طرح
اس دربار کے لئے ہندوستان بھر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک
جوش مسرت و اظہار وفاداری کا سمندر بہنا شروع ہوگیا تھا - وہ کسی دوسری
طرح ممکن نہ تھا - اور سفرائے دول خارجہ کے روبرو تو غالباً کوئی اور
ذریعہ امنیت کے ساتھ گورنمنٹ کی ہردلعزیزی اور اعزاز و وقار کے
اظہار کا سوائے اس دربار کے سخت مشکل تھا - اس لحاظ سے اس دربار
کا نتیجہ گورنمنٹ کے لئے بہت ہی اچھا ہوا کہ اُس نے ہندوستان
میں اس مختصر رقم کے ساتھ مشرقی اور مغربی طرز کا ملا جلا ایک عالیشان
نمود کا کام اپنے حسب دلخواہ انجام دے لیا -

شاملین دربار کے اخراجات کا - جن میں راجے مہاراجے نواب
جاگیردار اور بڑے بڑے رئیس اور دوسرے درباری صاحبان سب شامل
تھے ا کوئی صحیح اندازہ سوائے سخت جدوجہد سرکاری کے معلوم ہونا
محال ہے - صرف قیاسات سے ہی ان کے اخراجات کا اندازہ کرتی

تین اور کوئی پانچ کروڑ لگاتا ہے - جو واقعی ایک بڑی ہی عظیم المقدار رقم ہے - اور خصوصاً جبکہ گذشتہ قحط سالی نے دیسی رئیسوں کے خزانے کی رطوبت کو بہت کچھ جذب کر لیا ہو تو ایسی حالت میں اتنی بڑی گرانڈیل رقم کا بار اِن پر پڑجانا کوہِ گراں سے کم معلوم نہیں ہوتا - لیکن جب اس امر کو دیکھا جائے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خاص بندشیں ایسی نافذ نہ ہوئی تھیں کہ جن سے اِن کے اخراجات بڑھ جاتے - بلکہ یہ اِن کے اپنے اختیار میں تھا - کہ اگر وہ چاہتے تو اس سے کم میں بھی اپنا گذارہ کر لیتے - جسکو اُنہوں نے اپنے آبائی اور قدیم دستور کے موافق بلا کسی خیالِ کفایت کے نہایت فراخدلی سے انجام دیا - تو پھر اسکا اعتراض تمامہ گورنمنٹ پر ہی نہیں رہ جاتا - بلکہ گورنمنٹ اور شاملین دربار دونوں میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ جب اس امر کو دیکھا جائے کہ اس روپے کا کم سے کم نصف حصّہ ملک کے ہی مزدوروں کاریگروں اور تاجروں کے حصّہ میں آیا ہے - اور اسکے ساتھ جب بھی دیکھا جائے کہ یہ دربار جسکی شمولیت کے لئے انہوں نے اسقدر صرفِ کثیر برداشت کئے ضروری بھی تھا اور موزون بھی - تو پھر یہ اعتراض بالکل ہلکا رہ جاتا ہے -

رعایا کے اخراجات کا بھی صحیح موازنہ سوائے ایک عرصہ دراز کے بعد سرکاری رپورٹوں کے مرتب ہونے کے عام طور پر قیاسی ہی ہو سکتا ہے -

یہ اُس روپیہ سے مقصود ہے جو ہندوستان کے ہر ایک قصبہ و شہر میں اس موقع پر اظہارِ مسرت کے جلسوں کے لئے رعایا کی طرف سے خرچ کیا گیا تھا - اور جس میں پرائیویٹ لوگوں کے جلسے بھی شامل سمجھنے چاہئیں - اس روپیہ کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ یا پندرہ لاکھ روپیہ سے زیادہ

نہیں ہوسکتا۔ یہ رقم اپنے ساتھ کچھ سرکاری روپیہ بھی لے کر بچوں میں
تقسیم شیرینی۔ غریبوں میں تقسیم طعام و پارچات اور روشنی و آتشبازی یا
ازیں قبیل دوسری کھیلوں پر صرف ہوئی ہے۔ رقم تو نامعقول نہیں۔ مگر
اسکا مصرف اور نتیجہ اتنا معقول ہے کہ اِسکے روبرو اس رقم کی کچھ حیثیت
معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ باشندوں نے اپنے پاس سے جسقدر رقم دی ہے
وُہ تو غالباً غریبوں کے تقسیم طعام و پارچات اور بچوں میں تقسیم شیرینی
پر ہی خرچ ہوئی ہے۔ جسکے یہ معنے ہیں کہ اس تقریب پر متمول باشندوں
نے غریبوں کی دستگیری اور بچوں کی خاطرداری کردی۔ اور یہ ایسا مفید
اور مُبارک کام ہے کہ جو ہر مذہب و ملت میں یکساں سراہا جاچکا ہے
دوسرا اس سے جو چہل پہل اور خوشی کی ریل پیل تمام ہندوستان
میں پھیل گئی تھی۔ اُس نے گورنمنٹ کے دل پر رعایا کی صداقت اور محبت
کی نسبت جو گہرا نقش جمادیا ہوگا۔ وُہ رقم کی حیثیت سے بہت ہی بڑا
قیمتی ہے اور جب یہ دیکھا جائے کہ اہل ہند عموماً میلوں تماشوں میں
شامل ہونا اور سامانِ تفریح کے لئے روپیہ خرچنا بہت عرصہ سے جانتے
ہیں تو پھر اس رقم کا مجموعی طور پر باشندگان ہند کی طرف سے ایسے بڑے
عظیم الشان میلے اور ایسے چیدہ چیدہ جامع تفریح پر خرچ ہوجانا کچھ
بڑی بات نہیں۔

نمائش اگرچہ ایک علیحدہ چیز تھی۔ مگر چونکہ ایّام و مقام دربار میں منعقد
کی گئی تھی۔ اسلئے اسکے مفاد و مضار کو دیکھنا ضروری ہے۔ جس کا
نتیجہ اُمید سے زیادہ مفید اور کارآمد نکلا۔ اوّل تو بڑی بات یہ ہے کہ
کہ قریب قریب خرچ کے آمدنی بھی ہوگئی۔ اور پھر یہ کہ اس سے دیسی

رئیسوں میں اپنے ہاں کے فنون صنعت و حرفت کی ترقی و قدردانی کا نیا شوق پیدا کرنے سے ایک دفعہ پھر ولولہ پیدا ہوگیا۔ جس میں بالخصوص ہز ایکسیلنسی لارڈ کرزن بہادر کی تقریر نے جادو کا کام کر دکھایا تھا اور اسی پُرزور تحریک کا نتیجہ تھا کہ رئیسوں کو خریداری سامان کی رغبت پیدا ہوکر نمایشگاہ کو بھی فائدہ ہوگیا۔ اور سب سے پہلے نواب صاحب بہادر مرشد آباد نے اپنے ہاں ایک ایسی ہی صنعتی نمائش کے افتتاح کا قصد مصمم فرمالیا۔

اسی ضمن میں یہ بھی لکھدینا ضروری ہے کہ لارڈ کرزن بہادر نے جو اپنی نمائشی تقریر میں ہندوستان کے روسا و اہل دول کو یورپ کی ساختہ اشیاء سے نفرت دلا کر دیسی ساخت کی اشیاء کی قدردانی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس پر یورپ کے اخبارات میں بڑے بڑے مضامین چھپے اور ایک یوروپین کارخانہ کی طرف سے یہ کہا گیا۔ کہ لارڈ کرزن دوسروں کو نصیحت تو کرتے ہیں مگر خود اُن کا گھر یوروپین فرنیچر سے ہی سجا ہوا ہے۔ اور اب اس دربار کی تقریب پر بھی بہت سا سامان یورپ سے ہی مہیا کیا ہے۔ لارڈ ممدوح نے تو اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن یورپ کے ایک مشہور شاعر نے اسکا ایک نہایت لطیف جواب نظم میں حضور وائسرائے کی طرف سے یوں ادا کیا۔ کہ

"میں یوروپین ہوں)۔ اسلئے تم میرے گھر کو ہمیشہ یورپ کی چیزوں سے سجا ہوا پاؤ گے جبکی مجھے قدرتی طور پر محبت ہونی چاہیئے۔ لیکن تم (روساے و امراے ہند سے خطاب ہے) اپنے گھروں کو اپنے ملک کی چیزوں سے سجاؤ کیونکہ یہی حب الوطنی کی دلیل ہے۔"

فوجی اخراجات اگرچہ فوج کے متعلق ہر سال ہوا کرتے ہیں۔ اور اب بھی وہ معمولاً ہو لئے تھے۔ لیکن چونکہ اِن میں قدرے اضافہ بھی تھا۔ اور دربار سے بھی تعلق تھا۔ اسلئے ان کی نسبت یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ اس تقریب کی شرکت سے انکی ضرورت پر غالباً بہت سے اہل الرائے متفق ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ تمام حاضرین دہلی فوج سرکاری کی چستی و چالاکی اور انتظام سے پرلے درجے کے متاثر ہو گئے تھے۔ اور اس رقم نے جو معمولاً سال بسال خرچ ہوا کرتی تھی۔ گویا پبلک کی طرف سے اسی موقع پر اپنی ضرورت اور نمائش دکھا کر منظوری حاصل کر لی تھی۔ کیونکہ معمولی مشقوں میں پبلک اور بالخصوص ایسے ایسے جلیل القدر مہمانوں کو تو شرکت کا اتفاق ہی نہیں ہوا کرتا۔

پس ہیئت مجموعی اس دربار کا نتیجہ

گورنمنٹ کے لئے نہایت اطمینان بخش ثابت ہوا کہ اس نے پوری دانشمندی کے ساتھ سفرائے دول خارجہ والیان ریاست اور رعایا کے دلوں پر مسرت انگیز و فرحت آثار طریق سے اپنی سطوت و قوت کا سکہ بٹھا دیا۔ اور اس پرانی رسم کو ان آئین و ضوابط سے انجام دیا کہ جس سے اہل رعایا کی خلوص و عقیدت اور والیان ملک کے خیالات وفاداری کو بھی بہت عمدگی کے ساتھ اظہار کا موقع مل گیا۔ چنانچہ انہیں وجوہات سے اس کو سب لوگ

کامیاب دربار

سمجھتے ہیں اور انہیں نتائج کے بھروسے پر لارڈ جارج ہملٹن صاحب وزیر ہند نے ولایت میں اپنی پُرزور تقریر میں اس کو ایک عالیشان کامیابی

تعبیر فرما کر بیان کیا کہ یہ صرف ایک معمولی کھیل یا تماشہ ہی نہ تھا بلکہ اس سے بہت بڑے پولیٹیکل نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ ہندوستان کی وفادار زندگی کی ایک بہترین دلیل ہے وغیرہ وغیرہ علےٰ ہذا خود شہنشاہِ معظم نے بھی اسکی کامیابی اور شانداری کو تسلیم کر کے لارڈ کرزن بہادر کو درجہ وکٹوریا کی زنجیر مرحمت فرمائی اور اسیطرح عالی جناب ڈیوک آف کناٹ بہادر نے بھی گو اس سے پہلے کئی سال ہندوستان میں بسر فرمائے تھے۔ مگر اب جبکہ اس اہم تقریب کے بعد اپریل میں وہ ہندوستان سے مع الخیر ولایت میں تشریف لے گئے ہیں۔ اپنی اس دفعہ کی سیاحت اور دربار کی اس عظیم الشان کامیابی کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ علےٰ ہذا تمام لوکل گورنمنٹوں اور حکّام نے بھی اسکو پوری کامیابی سمجھا ہے۔ غرضکہ گورنمنٹ کے لئے یہ دربار ہر طرح کامیاب ہوا ہے۔

اب نتائج دربار کا دوسرا پہلو دکھایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ شاملینِ دربار اور رعایا کے لئے اسکے نتائج کیا نکلے۔ پس

شاملین دربار کی نسبت یہ کہنا کہ تمام صاحبان عام اس سے کہ والیٔ ملک ہوں یا عام درباری سب کے سب دلی خوشی اور چاؤ کے ساتھ اس میں شامل ہوئے تھے اور ہر ایک نے اس شمولیت کو باعثِ اعزاز سمجھا تھا بالکل ایک امرِ واقعہ سمجھنا چاہیئے۔ گو موسم سرما کی شدت اور ڈیرے خیموں کے قیام کے باعث کوئی شخص زکام اور کھانسی سے بمشکل ہی بچا ہوگا۔ مگر ہندوستانیوں کی فطرت میں تقریب سلطانی کی جو خواہش پڑ چکی ہے وہ ان تکالیف پر بھی اس اعزازِ شمولیت کو بالا تر ہی سمجھتے رہے۔ علاوہ

ازیں ہز ایکسیلینسی وائسرائے صاحب نے ڈہائی ہزار تمغے منظور فرمائے ہیں۔ جو سوائے خلفو وائسرے کے پرائیویٹ مہمانوں کے تمام مہمانان و منتظمان دربار و بہادران مذکور کو بلا استثناء عطا ہونگے اور نیز جو افواج اس تقریب پر موجود تھیں ان کے افسران کو بھی بدیں تفصیل دئے جائینگے کہ فی پیدل پلٹن ۸ تمغے اور فی پلٹن سواران ۴ تمغے۔ ایسی کم خرچ بالا نشین تجویز غالباً کسی نے سوجھی ہوگی جو نہایت سستی واموں خرکائی دربار کو خوش کردیگی والیان ریاست کو عام طور پر طلائی تمغہ دئیے جائیں کے اور ان کے سوا ان ریاستوں کو جنہوں نے قحط سالی میں گورنمنٹ سے قرضہ لیا تھا تین سال تک ان کا سود معاف کیا گا۔ جس کی مقدار قریباً ساٹھ لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ چند خاص ریاستوں کو یہ رعایت ملنا بعوض ایک جماعت کثیر کے اخراجات و تکالیف کے کچھ بڑی نہیں کہی جاتی۔ اور نہ یہ انعام اس دربار کی عظیم الشانی کے بھی موافق تسلیم کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہی جماعت ہے جسکے اخراجات سب سے زیادہ ہوئے ہیں۔ اور یہی صاحبان ہیں جنکی شرکت دربار ضروری اور لازمی بھی تھی پس اگر ان کے ایسے قرضے اس موقع پر بالکل معاف کر دئے جاتے۔ تو واقعی یہ امر دربار کے شایان شان بھی ہوتا۔ اور کسی کو اس عطیہ پر اعتراض کا موقع بھی نہ ملتا مگر چونکہ گورنمنٹ روپیہ کے معاملہ میں خود بھی نہایت پھونک پھونک کر قدم رکھتی ہے۔ اسلئے یہ کہنا کہ یہی ایک ایسا موقع ہوا ہے جسپر اسقدر بھی تخفیف کی اپنے مالی معاملہ میں گورنمنٹ نے جرأت کی ہے بالکل تاریخی شہادت ہے۔ لہذا امید ہے کہ والیان ریاست اس یادگار کو بھی بیقدری کی نگاہ سے نہ دیکھتے ہوں گے اور چونکہ اس دربار کی شرکت ایک طرح پر انکی وفاداری اور صداقت شعاری اذ بھی رجسٹرڈ ہو گئی ہے

کیونکہ ایشیائی طریق پر شاہی مسرت میں حصہ لینا خاص تقرب و داد کی علامت سمجھا جاتا ہے - اور غالباً گورنمنٹ بھی اس سے غیر متاثر نہیں رہی چنانچہ اس موقع پر بھی اکثر صاحبوں کو خطابات وغیرہ دیئے گئے ہیں - اور باقیوں کو بھی ایسی ہی امید رکھنی چاہیئے - اسلئے بہیئت مجموعی ان صاحبوں کیلئے بھی اسکا نتیجہ بہتر ہی کہا سکتا ہے -

رعایا کے حق میں اس دربار کا نتیجہ نہایت ہی اعلےٰ سمجھنا چاہیئے - کیونکہ جنوری کی درباری تقریر میں وائسرائے صاحب نے عام باشندگان ہند کے ساتھ رعایت کرنے کا جو وعدہ کیا تھا - اسکو بڑی خوبی سے ایفا فرمایا ہے - اور ایک بہت بڑی شکایت جو مدت سے انکم ٹکس کے متعلق چلی آتی تھی - اُسکی اصلاح اس تقریب کی یادگار میں نہایت عمدگی کے ساتھ کر دی گئی ہے - گو حسابی اعداد و شمار کے موافق بجٹ بھی ابھی کا مقتضی تھا - لیکن بہر حال گورنمنٹ بہت جلد اُسکے اجراء کے لئے طیار نہ تھی اسکے علاوہ نمک کے محصول میں بھی آٹھ آنہ فی من تخفیف کر دی گئی ہے تاکہ غرباء بھی اس دربار کی یادگار سے محروم نہ رہیں - گو اس کا اثر بھی چنداں محسوس نہ ہو مگر گورنمنٹ کی فراخدلی میں کوئی کلام نہیں کیا جا سکتا ان دونوں تخفیفوں سے دو کروڑ دس لاکھ روپیہ سالانہ سفید پوش باشندگان ہند اور غربا کو معاف کیا گیا ہے جو ایک عمدہ اور بہترین یادگار کہی جا سکتی ہے یہ رعایت یکم اپریل سے نافذ کی گئی ہے - جسکے مطابق پانچسو کی آمدنی والے ٹیکس سے مستثنےٰ ہو گئے ہیں - جن کی تعداد تمام ٹیکس دہندوں میں بقدر تین حصہ کے تھی - اور اب گویا ٹیکس کا بار صرف دو حصوں پر رہ گیا ہے جسکی بابت یہ کہنا کہ اسکی معافی کی بھی توقع رکھنی چاہیئے - یہ تو محض

خیال ہی خیال ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ بجٹ کی عمدگی کی حالت میں
شاید اسکو بجائے ایک ہزار کے ڈیڑھ ہزار پر کر دیا جائے اور اس طرح
سو روپیہ مہینے تک کی آمدنی والے اس تکلیف سے بچ جائیں۔ کیونکہ واقعی
طور پر موجودہ زمانہ میں سو روپیہ مہینا میں سے پانچ روپیہ مہینا سرکار کی
نذر کر دینا کوئی شخص خوشی سے گوارا نہیں کر سکتا۔

فوجی اعزاز و انعام بھی جسقدر ہوئے ہیں۔ وہ کچھ کم شکریہ کے
لائق نہیں اور بالخصوص ہندوستانی افسرانِ فوج کا شہنشاہ معظّم کی
اردل کے لئے بھیجا جانا فوج کی بہت بڑی سربلندی کی دلیل ہے
جسکو وہ اس دربار کا بہت اچھا نتیجہ سمجھے گی۔

فوج سے اب جو صاحبان شہنشاہ کے حضور میں بھیجے گئے ہیں انکے نامی یہ ہیں
رسالدار میجر عمدہ سنگھ دوم پنجاب کیولری ۲۔ رسالدار میجر علی محمد خاں دوم بنگال کیولری
۳۔ رسالدار احمد خاں دوم رجمنٹ سنٹرل انڈیا ہارس ۴۔ صوبیدار میجر جوند سنگھ
۴۵ بنگال انفنٹری۔ ۵۔ صوبیدار رام چند داؤ مولے سوم بمبئی انفنٹری۔ ۶
صوبیدار میجر میر عباس۔ چہارم مدراس انفنٹری۔

**پس مجموعی طور پر یہ دربار گورنمنٹ انگریزی۔ والیان
ریاست۔ امرائے ہند۔ عام رعایا۔ اور صنعت و
حرفت کے لئے بہت بڑا با نتیجہ دربار ثابت ہوا ہے۔**

لیکن

ایک بات کی باشندگانِ ہند کو اور بھی خواہش ہے۔ جب [illegible] گورنمنٹ کا کچھ
بھی خرچ نہیں آتا اور ہندوستان کے باشندے اسکو ایک خاص انعام اس دربار کا سمجھیں گے یعنے
لارڈ کرزن بہادر وائسرائے ہند کی میعاد حکومت میں اضافہ

جنمیں وہ اُن اصلاحات کو تمامہ جاری کر سکیں جو انہوں نے انتظامِ ہند میں ضروری سمجھہ کر شروع کر رکھی ہیں اور جن کو اہالیانِ ہند بڑی دلچسپی کی نظر سے دیکھتے ہیں ؎

یارب این آرزوئے من چہ خوش است
تو باین مدعا مرا برسان

اب حضور وائسرائے کی وہ تقریر درج کی جاتی ہے۔ جو آپنے مارچ ۱۹۰۳ء میں بجٹ ہند پر بحث کرتے وقت دربار دہلی اور تخفیف ٹیکس کے متعلق فرمائی ہے

تقریر حضور وائسرائے

(انکم ٹیکس میں تخفیف) "ہندوستان میں آکر میں نے جن امور کی تکمیل کا ارادہ اپنے دل میں ٹھان رکھا ہے جن خاص کاموں کا ذکر میں وقتاً فوقتاً کرتا رہا ہوں ان میں ایک کام یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے باشندوں کا مالی بوجھ کم کیا جائے۔ ۱۸۹۹ء کے بجٹ پر مَیں نے جو تقریر کی تھی اُس میں مَیں نے دکھایا تھا کہ تخفیفِ انکم ٹیکس کا وقت ابھی تک نہیں آیا۔ اِسکے بعد ہم قحط وغیرہ مشکلات میں پھنس گئے جن سے تخفیف وغیرہ کے تمام خیالات بالائے طاق رکھنے پڑے۔ مَیں نے اپنی بجٹ سوم کی تقریر میں پھر اس معاملے کی طرف خفیف اشارہ کیا تھا مگر چونکہ اُسوقت تک ہم منزلِ مقصود پر نہیں پہنچے تھے اس لئے خالی امیدیں باندھنا یا پیشینگوئی کرنا قبل از وقت تھا۔ گذشتہ سال آمدنی خرچ کی نسبت بہت زیادہ تھی اور میں نے بجٹ کی تقریر میں وہ مختلف ذرائع بیان کئے تھے۔ جن سے یہ رقم صرف کیجا سکتی تھی انجام کار ہمارا فیصلہ یہ تھا۔ کہ زیادہ مصیبت زدہ آبادی کی مالی امداد کیجائے چنانچہ ہم نے محاصل اراضی کی ایک معقول

رقم جو دو کروڑ روپے کے برابر تھی۔ یعنی ۱۳ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ معاف کر دی۔ اب میرے پانچویں سال میں ہم اس تجویز کو عملی صورت دینے کے قابل ہوئے ہیں کہ جس کا خیال ہمارے دلوں میں ایک مدت سے تھا۔ اور میری موجودہ تقریر بجٹ سب تقریروں میں زیادہ خوشگوار ہوگی کیونکہ یہ تخفیف ٹیکس کے متعلق ہے کہ جسکے برابر کوئی تخفیف گذشتہ بیس سال سے ہندوستان میں نہیں کی گئی۔

ہندوستان میں مسئلہ ٹیکس کے متعلق میری رائے یہ رہی ہے اور تمام امور کو مدنظر رکھکر مجھے یہ باور کرنے کا کبھی موقع نہیں ہوا کہ ہندوستان کا ٹیکس سخت یا زیادہ ہے۔ بہیئت مجموعی میرا خیال یہ ہے کہ ایام قحط وغیرہ میں کاشتکاروں کو معافی یا رعایت دیتے ہوئے ہندوستان کا ٹیکس بالکل ہلکا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ سال ہا سال سے جن میں قحط کے سال بھی شامل ہیں سالانہ اخراجات نکال کر بھی ایک معقول رقم بچ جاتی ہے۔ تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ وقت آپہنچا ہے۔ جب لوگوں سے کچھ کم لینا چاہیئے اور یہ خیالات ہیں جنہوں نے مجھے اور میرے ہمعصروں کو اس رعایت کے اعلان کرنے کی تحریک کی ہے نفس الامر یہ ہے کہ اس رعایت کا اقرار ایک مدت سے کیا گیا تھا۔ جسے رعایا کے انتظار صبر نے اب قابل ایفا بنا دیا ہے۔

نمک اور انکم ٹیکس سر ایڈورڈ لا (جنہیں میں عمدہ نتائج کے حصول پر اور اس اعتدال پر جسکے ساتھ انہوں نے ان نتائج کا اعلان کیا ہے۔ مبارکباد دیتا ہوں) نے اپنے سٹیٹمنٹ میں دکھلایا ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو مالی امداد دینے کی کوشش کی ہے جو بڑے محتاج ہیں انکم ٹیکس کی تخفیف سے

اوسط درجے کی جماعتوں اور محصول نمک کی تخفیف سے کروڑوں آدمیوں کو فائدہ پہنچے گا اس طرح دو کروڑ دس لاکھ روپلے یا ۱۴ لاکھ پونڈ کی قربانی کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کا مستحق نہ ہوگا۔ کہ ہم نے اہل ملک کی مالی بہتری میں دیدہ و دانستہ توقف کیا یا یہ کہ گورنمنٹ اہل ملک کا محنت سے کمایا ہوا روپیہ خودغرضی یا کوتہ اندیشی سے خرچ کرتی ہے۔

بعض اصحاب نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ کوئی شخص نمک کی کمی محصول کی پرواہ بھی نہ کرے گا۔ لیکن جب ہم ان نتائج پر غور کرتے ہیں جو ۱۹۰۳ء میں کمی محصول سے حاصل ہوئے تو اسوقت صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کمی کا فرق آخر کار لوگوں تک دو طریق سے پہنچ جاتا ہے ایک تو بذریعہ قیمت نمک کے اور دوسرے نمک کے کم و بیش خرچ سے۔ میں یہ دیکھ کر خوش ہوا ہوں کہ یہی رائے آنریبل مسٹر گوکھلے کی ہے جنکی آج کی تقریر حسب معمول مدلل اور پُر اثر ہے مگر محصولِ نمک کی تخفیف کے ساتھ اس بات کا عہد ہرگز نہیں کیا گیا کہ پھر اس میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔ انگلستان کا انکم ٹکس جو ایک قسم کا ریزرو فنڈ ہے ملک کی مالی حالت کے مطابق کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور ہر ایک مہذب ملک کا فرض ہے کہ وہ ان غیر معمولی ضروریات کے لئے۔ جو جنگ یا کسی اور وجہ سے پیدا ہوتی ہیں تیار و آمادہ رہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ محصول جس نے اپنی کمی کی سفارش خود کی ہے معمولی وجوہ سے دوبارہ نہ بڑھایا جائے یعنی محصول کے اضافہ کے لئے بھی ویسے ہی زبردست حالات ذمہ دار ہونے چاہئیں جیسے موجودہ سرسبز مالی حالات۔ کہ جنہوں نے کمی محصول کی تحریک کی ہے۔

میں خود امید کرتا ہوں کہ نمک کی کمی محصول کے باعث اب لوگ اسے

زیادہ مقدار میں استعمال کرنے لگیں گے اور کہ اس کثرتِ استعمال اور رعایا کے دلی شکریہ سے گورنمنٹ کو رعایت کرنے کا کافی انعام ملجائیگا میں معزز ممبروں کی خدمت میں اِس امر کا ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ گذشتہ صدی کے وسط سے آج تک شمالی ہند اور بنگال میں محصول نمک کی شرح (سوائے ۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۸ء تک کے چھ سالوں کے) اڑھائی روپے من سے کبھی کم نہیں ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار موجودہ رعایت کو غیر معمولی انعام ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں اور ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قومی حالت کے سرسبز ہونے پر گورنمنٹ سب سے پہلے فیض یاب ہونے کا موقعہ غریبوں کو دیتی ہے اور یہ ایک ایسا غور طلب امر ہے کہ جس پر نظر ڈالنے سے مدبرانِ ملک کو اِن کی فلاح و بہبودی کا پورا پتہ ملجاتا ہے گورنمنٹ اِن حالات کے قطع نظر اِن کی بہتری کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی ہے تاکہ ملک کی سرسبزی و خوشحالی کے ترقی یاب ہونے سے یہ فرقہ بھی اِن فوائد سے محروم نہ رہے جس سے اہل ثروت گروہ مستفید ہوتا رہتا ہے۔

ہندوستان کی زندگی اس مالی رعایت سے ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندوستان سے اور ہندوستان سے باہر بھی لوگوں کو اس ملک کی حالت کے مستحکم ہونے کا یقین ہوگیا ہے۔ ہم ہر سال اس میز پر ایسے نقشہ جات پیش کرتے رہے ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی غرض تھی کہ ہندوستان میں اِس قسم کی قدرتی زندگی موجود پائی جاتی ہے جسے طاعونِ ملعون۔ قحط یا اور کسی قسم کا فالتو خرچ مغلوب نہیں کرسکتا۔ ہم نے ہمیشہ بڑھنے والے محاصل پیش کئے ہیں۔ نیز زاید رقم جو خرچ نکال کر بچ رہی تھی اور اِس

قسم کے دیگر امور بھی جو ملک کی مالی ترقی کی دلیل ہیں ہم وقتاً فوقتاً دگذشتہ سال کی طرح) مالی رعایت کرنے کے قابل ہوئے ہیں لیکن ان سب حالات کے باوجود بھی ایسے عقلمند شخص ملک میں موجود ہیں جو اسکی مالی ترقی ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ ہندوستانی کسان کی غریبی ملک کا تنزل اور میں یہ بھی کہہ دوں کہ ملک کی تباہی سے یہ امور ہیں جو ان لوگوں کے پولیٹیکل خیالات کا خلاصہ ہیں مگر ان کے خیالات محض فرضی اور باطل ہیں یہ لوگ عموماً حسب ذیل دلیل کیا کرتے ہیں " ہم تمہارے اعداد وشمار کو باور نہیں کرتے۔ نہ ہم اس بحث کو شمار میں لاتے ہیں کہ جو خرچ نکال کر دکھاتے ہو۔ ہم تمہاری وقتاً فوقتاً مالی رعایتوں کو بھی محسوس نہیں کرتے۔ جب تک کہ تم ٹیکس میں کمی نہ کرو۔ ہم گورنمنٹ کی ہمدردی یا ملک کی سرسبزی کے قایل نہ ہوں گے " تو بہت خوب۔ میں ان نکتہ چینوں کو انہی کے الفاظ میں جواب دیتا ہوں اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے غصّہ کو کم کر کے آیندہ مقابلتاً زیادہ فیاضی سے کام لیں۔

مگر میرے الفاظ کا ہرگز یہ مطلب نہ سمجھنا چاہیئے کہ چونکہ ہم انکم ٹیکس میں چودہ لاکھ پونڈ سالانہ کم کرنیکے قابل ہوگئے ہیں۔ اسلئے ہندوستان میں بالکل افلاس نہیں رہے۔ نہیں۔ نہیں ہندوستان میں ابھی بہت کچھ غریبی کا سامنا کرنا باقی ہے آبادی کی ترقی اور وسعت اور ان کی معاش کا طریق وغیرہ یہ سب مل ملاکر اس بات کو لازم قرار دیتے ہیں کہ ملک میں افلاس قایم رہے مگر میں یہ نہیں مانتا کہ اہل ہندوستان دن بدن غریب ہو رہے ہیں بلکہ بخلاف اسکے مجھے یقین ہے کہ انکی حالت روبترقی ہے اور اگر حالات معمولی رہے تو وہ ضرور ترقی کرتے جائینگے لیکن یہ ترقی صرف

ایسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں انتظامی کل ہے اور وہ لوگ جو نکتہ چینی کرتے ہیں حالات کا تاریک پہلو دیکھنے کی بجائے اسپر خوشی سے غور کریں۔

ایک اَور معاملہ کی طرف میں کونسل اور عام پبلک کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس مالی تخفیف کو مدنظر رکھیں گذشتہ تین ماہ میں ہم نے بارہا سُنا ہے کہ دربار دہلی ایک احمقانہ اور شرانگیز فضول خرچی تھی۔ کیونکہ ہم نے لوگوں کا روپیہ تو خرچ کر ڈالا ہے اَور اسکے صلہ میں کسی مالی تخفیف کا اعلان نہیں کیا۔ شاید میرا معزز دوست مسٹر چارلو اس معاملہ میں کسی قدر غلطی پر ہو کیونکہ اُس نے بڑی فیاضی سے کہا ہے۔ کہ "گذشتہ باتوں کو بھول جانا چاہیئے" گویا واقعی دربار دہلی میں کوئی بات ایسی تھی جو بھول جانے کے قابل ہے ہمارا خیال ہرگز یہ نہیں ہے میں یہ کہتا ہوں کہ میں بڑی خوشی سے دربار کے موقعہ پر اس تخفیف کا اعلان کرتا۔ مگر گورنمنٹ کا دستور العمل ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ٹیکس کی تخفیف بجٹ سے منسوب کیجائے اور سال کے خاتمہ یا شروع پر اس کا اعلان کیا جائے میں نے اپنی دربار کی سپیچ میں اشارتاً اس کا ذکر کر دیا تھا مگر ہمارے سرگرم دوست تین ماہ تک بھی انتظار نہ کرسکے ان کے خیال کے مطابق سنہری موقعہ ہاتھ سے چلا گیا تھا مگر کیا دربار پر سے ناکامیابی کا الزام اب بھی رفع نہ ہوگا۔ جبکہ مارچ میں اس کا اعلان کیا گیا ہے۔ جسے یہ لوگ جنوری میں سننے کے لئے بے صبر تھے۔ آیندہ تاریخ میں جب کبھی دربار دہلی کا ذکر صرف اس محدود مالی حیثیت سے ہی کیا جائیگا تو یہ لوگ (جن کا میں نے ابھی

ذکر کیا ہے) دربار کو کامیاب کہیں گے۔ کیونکہ یہ رعایت تین ماہ بعد سنائی گئی؟ میں خیال نہیں کرتا کہ اس سوال کے جواب میں اب بھی کچھ شک و شبہ کی گنجائش ہے۔

دربار دہلی

ان الفاظ سے مجھے قدرتاً تحریک ہوتی ہے کہ میں دربار کے متعلق بھی کچھ کہوں جس میں پہلے تو مجھے دربار کے اخراجات کا ذکر کرنا چاہیئے اگر ہم دربار کی پولیٹیکل عظمت کو نظر انداز کر دیں اور اسکا مطلب صرف روپیہ آنہ اور پائی میں لیں تو پھر بھی میں کہوں گا کہ میں نے جو کچھ گذشتہ ستمبر کی تقریر میں کہا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک نکلا ہے۔ میرا ریمارک یہ تھا کہ ساڑھے چھبیس لاکھ روپیہ کا ایک جزو اعظم متفرق مدّوں سے حاصل ہو جائے گا اور یہ کہ ایسا عظیم الشان پولیٹیکل کام ہندوستان میں اس سے زیادہ کفایت شعاری کے ساتھ سرانجام نہیں دیا گیا۔ اس وقت ان پیشین گوئیوں کی صداقت عالمگیر طور پر تسلیم نہیں کی گئی تھی مگر اب حالات نے انہیں راستی مجسم ثابت کر دیا ہے خزانۂ عامرہ سے دربار کے لئے ساڑھے بارہ لاکھ یعنی ۸۰۰۰۰ پونڈ لئے گئے ہیں۔ اگر ہم انہیں لوکل گورنمنٹوں کے اخراجات جو پونے چودہ لاکھ یعنی ۹۰۰۰۰ پونڈ ہوتے ہیں شامل کریں تو کل دربار کے اخراجات ۱۸۰۰۰۰ پونڈ ہوتے ہیں۔ کیا کوئی شخص میرے سامنے یہ لفظ کہنے کی جرأت کرے گا کہ برٹش ہندوستان (جس میں دیسی ریاستیں شامل نہیں ہیں) کے تئیس کروڑ باشندوں پر یہ رقم بارِ گراں ہے۔ جبکہ اس سے قیصرِ ہندوستان کی تاجپوشی کی رسم منائی گئی ہے۔ برطانیہ کلاں کی آبادی چار کروڑ دس لاکھ ہے اور وہاں اسی مطلب کے لئے ایک لاکھ پونڈ منظور ہوا تھا۔ یعنی فی کس چھ پائی۔ برطانیہ نے ستر ہزار پونڈ ہندوستانی

مہمانوں کی خاطرداری پر صرف کئے ہیں ہندوستان میں تیئیس کروڑ
آبادی کے مقابلہ میں ہمارا تاجپوشی کا خرچ صرف ایک لاکھ اسّی ہزار
پونڈ ہوا ہے یا دو پائی فی کس۔ کیا ہندوستانیوں کو یہ رقم اپنے شہنشاہ
کی تاجپوشی کے لئے دینا ناگوار گذرتی ہے کیا اسقدر رقم ہندوستان
میں کبھی صرف ایک شادی یا بادشاہ کی تخت نشینی کے موقعہ پر ہی خرچ
نہیں کی گئی؛ کیوں؟ یہ رقم تو اِس رعایت کا ساتواں حصہ ہے
جو ہم تخفیف ٹیکس سے رعایائے ہند کو نہ صرف ایک سال کے لئے
بلکہ سال بسال دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ جنوری میں ہر ایک ہندوستانی
کو دو پائی زیادہ خرچ کرنی پڑی تھی اب وہ ہر سال اس سے آٹھ گنا
رقم اپنی جیب میں ڈال لیا کرے گا۔ یہ رعایت جب کروڑ ہا باشندوں
پر پھیلائی جاتی ہے تو فرداً فرداً بالکل بے حقیقت معلوم ہونے لگتی
ہے لیکن حاصل کنندگان اس کا اثر اچھی طرح محسوس کرینگے اور میں
اُمید کرتا ہوں کہ اگر ان سے مشورہ لیا جائے تو وہ جواب میں فوراً درخواست
کرینگے کہ اس قسم کا ایک دربار ہر سال ہونا چاہیئے بشرطیکہ اس کے
نتائج ایسے خوشگوار ہوا کریں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خیر دربار اس حیثیت سے تو اچھا ہے مگر
دیکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر والیان ریاست ورؤساء ملک پر کیسا پڑا؟ خیر
میں نہیں کہہ سکتا کہ ان ذی عزت لوگوں نے دربار پر کیا خرچ کیا اور نہ
کوئی اور شخص اس سوال کا قطعی جواب دے سکتا ہے گو بہت سے مبالغہ
آمیز تخمینے میری نظر سے گذرے ہیں۔ مگر یہ جانتا ہوں کہ والیان ریاست
نے جو کچھ خرچ کیا اُن کا روپیہ ملک کے اندر خرچ ہوا۔ اس روپیہ سے

غریب لوگوں کو محنت مزدوری کرنے کا موقعہ ملا۔ اور یہ کہ ایک والیِ ریاست بھی ایسا نہ نکلے گا جو اپنے اخراجات کی شکایت کرتا ہو۔

مگر مَیں کہتا ہوں کہ اِن خشک سوالات کو چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے اِس سوال پر غور کریں کہ خود دربار کا کیا اثر ہوا ہے۔ یکم جنوری سے لے کر آج تک اخباروں میں دربار کی نمائش اور شان و شوکت کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ دربار کی غرض صرف برٹش راج کی شان و شوکت دکھانا تھا۔ افسوس ہم بعض اوقات ایک دوسرے کا مافی الضمیر سمجھنے میں کیسی غلطی کھا جاتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کاغذوں کے کئی ریم اور سیاہی کے کئی گیلن درباری نمائش پر بحث کرنے میں صرف کئے گئے ہیں۔ مگر مَیں صاف کہدوں گا کہ ان مضامین کے پڑھنے سے مجھے ہمیشہ دلی رنج ہوا ہے کیونکہ میرا خیال اِس بارہ میں مختلف رہا ہے میں فرضی باتیں نہیں کرتا مگر مَیں امید کرتا ہوں کہ دربار محض ایک تصویر گاہ یا جلوس نہ تھا قوم کی تاریخ میں یہ ایک نشان تھا اور گورنمنٹ کی رسوم میں بمنزلہ ایک باب کے تھا اسکی غرض کیا تھی؟ اِس کی غرض برٹش راج کے تمام ایشیائی والیانِ ملک کے دلپر یہ امر نقش کرنا تھا کہ اب وُہ ایک سنئے اور واحد شہنشاہ کے زیر سایۂ زندگی بسر کرتے ہیں اور کہ وُہ اس عظیم الشان موقعہ پر شاہانہ تیقین حاصل کرلیں۔ دربار کا اثر کیا تھا۔ مذکورہ بالا والیانِ ملک کو اچھی معلوم ہوگیا۔ کہ وُہ اس مہربان سایۂ میں آکر ایک بن گئے ہیں اور کہ وُہ اِس عظیم الشان کل کے چھوٹے چھوٹے غیر متعلق اجزاء نہیں ہیں بلکہ اُن کے مجموعہ سے ایک

مسلسل عالیشان کل پیدا ہوتی ہے بے اتفاقی اور بے اعتباری کے خیالات
ان کے دلوں سے مٹ گئے اور مغرب میں عرب کے شیخوں سے لیکر مشرق کے
شان سرداروں تک ہر ایک اپنے دل میں مشترکہ وفاداری اور خوشدلی
لے گیا کیا یہ تھوڑی سی بات ہے ؟ کیا یہ معمولی بات ہے کہ رعایا شہنشاہ کی تاجپوشی
کے موقعہ پر تبادلہ خیالات کریں - ایک طرف سلامتی اور عزت کا وعدہ اور
دوسری طرف سے فوری اطاعت کا اقرار ؟ کیا یہ تھوڑی سی بات ہے کہ کسی
سلطنت کے باشندوں کو یہ معلوم کرنے کا موقعہ دیا جائے کہ ان کی سلطنت کیا
ہے ؟ مجھے یقین ہے کہ دربار نے تمام واقعات سے بڑھ کر ہندوستانیوں کو
وہ راستہ دکھا دیا جس پر وہ خدا کے فضل سے چل رہے ہیں دربار نے
ہندوستانیوں کو نہ صرف ایک ہو جانے کا سبق سکھلایا بلکہ تمام اہل جہاں کے
دلوں پر ہندوستان کی مادی اور اخلاقی ترقی نقش کردی - دربار کبھی بھول
نہیں سکتا - ڈھولک کی آواز اب سنائی نہیں دیتی سپاہ اور بادشاہ اس
جہان فانی سے چلدیئے مگر اس یکتائی اور حب الوطنی کا زبردست اثر ابھی تک
زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا - اب یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ مشرق
کے تخت پر ایک ایسا شخص رونق افروز ہے جس نے ۳۰ کروڑ اہل ایشیا کے خیالات
اور فوائد کو ایک زندہ چیز بنا رکھا ہے اور ان تیس کروڑ باشندوں کو فرداً فرداً
اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ ان کے اجتماع میں انکی طاقت مخفی ہے - دربار کے
ایک بے غرضانہ تماشائی نے کیا خوب کہا تھا "آج سے پہلے مجھے یہ راز معلوم نہ
تھا - کہ مشرق کی قسمت اب بھی ہندوستان کی ہتھیلی میں ہے جیسا کہ پہلے تھا "
میرے خیال میں دربار نے صرف طاقت ہی کا سبق نہیں سکھلایا بلکہ فرض کا
بھی - دربار میں ایک بھی سرکاری افسر یا حکمران راجہ یا دوراندیش تماشبین ایسا

نہ ہوگا۔ جس نے کبھی نہ کبھی یہ خیال نہ کیا ہو کہ ایسے مہتم بالشان جلسہ کی شرکت
ذمہ داری اور فخر دونوں سے ملی ہوئی تھی اور یہ کہ اس حفاظت یا سلامتی
یا موقعہ کے عوض میں جو مجھے سلطنت سے حاصل ہے کچھ میرا بھی فرض سلطنت کی طرف ہے

صنعتی نمائش دربار کے بعد واجب التعظیم ممبر کچھ ریمارک صنعتی نمائش کے متعلق بھی سننا پسند فرمائینگے کہ جو ملک کی دستکاری اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی غرض سے قائم کی گئی تھی۔ یہ نمائش ہندوستان کی آیندہ دستکاری پر کیا اثر ڈالے گی اس کا جواب فی الحال نہیں دیا جاسکتا مگر یہ یقینی امر ہے کہ نمائش کو دیسیوں اور اجنبیوں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے میں عجیب و غریب کامیابی ہوئی۔ نمائش گو بہت تھوڑی مدت تک کھلی رہی اور اس عرصہ میں ۴۸ ہزار اشخاص نے فیس دے کر اسکی سیر کی۔ ٹکٹوں کی فروخت سے ۳ لاکھ روپیہ آمدنی ہوئی اور کل خرچ ۴ لاکھ روپیہ تھا اسکی عمارت پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اور اسکے علاوہ نمائش پر نصف لاکھ روپیہ متفرق خرچ اٹھ گیا۔ پس ہم بڑی آسانی سے اس بات کا دعوےٰ کرسکتے ہیں کہ بالکل معمولی خرچ سے ہندوستانی صنعت کو رونق حاصل ہوگئی نمائش سے بہت سی خوبصورت چیزیں خرید کر پرائیویٹ مکانوں اور عجائب گاہوں میں رکھی جائینگی یہ چیزیں ہندوستانی صنعت کے لئے ہر ایک قسم کے اشتہار کا کام دینگی کہ جو فائدہ اس کے علاوہ ہے۔

شرکاء نمائش میں سب سے زیادہ خوش والیان ریاست تھے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ حضور نظام نمائش کو دیکھ کر اور کسی راجہ مہاراجہ کی نسبت کم خوش نہیں ہوئے تھے"

فصل نوزدہم

دربار تاجپوشی ۱۹۰۳ء اور دربار قیصری ۱۸۷۷ء پر ایک سرسری نظر

اس دربار کی عظمت و شان اور جاہ و جلال کی نسبت یہ کہنا شاید مبالغہ نہ سمجھا جائے گا کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا دربار بھی اس سے زیادہ شاندار عجیب اور معنی خیز نہیں ہو سکتا۔ جسکے شاملین میں ہزاروں رئیسوں ۔ سینکڑوں والیانِ ریاست اور بیسیوں اعلیٰ سے اعلیٰ حکامِ سلطنت اور سفیران دول خارجہ کے ہجوم کم ایک ایسا نظارہ کہنا چاہئیے کہ انسانی آنکھوں کو تو کیا چشمِ فلک کو بھی اپنی اتنی لمبی عمر میں صرف چند ہی بار دیکھنا نصیب ہوا ہوگا۔ ۱۸۷۷ء میں ملکہ معظمہ متوفیہ کے خطاب "قیصرہ ہند" کی قبولیت کے اظہارِ مسرت میں جو دربار ہوا تھا اگرچہ اعلیٰ پیمانے اور شاہی ٹھاٹھ کیساتھ پہلے درجہ کی شانِ دربار یانہ سے لئے ہوئے تھا اور دُور دُور ملکوں میں لوگ اُسکی کیفیت سنکر دنگ رہ گئے تھے لیکن اس دربار کو اُس سے بدرجہا زیادہ شہرت و وقعت کا حق حاصل ہے کیونکہ اوّل تو یہ تقریب ہی ایسی بڑی تھی کہ جسکو اُسکے ساتھ کوئی نسبت نہ ہو سکتی تھی اور دوسرے یہ کہ اُس دربار میں صرف حکومتِ قیصری کے رعب و داب کا پتہ چلتا تھا لیکن اس دربار میں سلطنتِ انگریزی کے استحکام و اثر کا مشاہدہ سب کو برا العین نظر آجاتا تھا۔ اس کے سوا ہز ایکسلینسی لارڈ کرزن بہادر وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند کی جدت پسند طبیعت اور

مستعد ہمت نے بالخصوص اس دربار کو اور بھی عظیم الشان بنا رکھا تھا کیونکہ ایک تو انکی ذاتی محبت و برتاؤ کے موافق جتنے والیانِ ریاست اور رؤسائے ملک اس میں شامل ہوئے وہ نہ صرف ضابطہ کے طور پر ہی آئے تھے بلکہ جس طرح اپنے قومی جشنوں کی تیاریاں دلی چاؤ سے ہونے کا دستور ہے۔ بالکل اسی محبت و خلوص سے انہوں نے اس جشن کی بھی شرکت کی تھی اور ہر چند کہ لارڈ کرزن بہادر کی قدامت پسندی اور ایشیائی طریق کی برقراری کے لحاظ سے شرکائے دربار عموماً اپنے ہندوستانی قومی لباسوں میں ملبوس نظر آتے تھے اور ان کے ڈیرے خیمے اور ساز و سامان بھی قدیم طرزوں کو یاد دلاتے تھے لیکن پھر بھی ہر چیز سے خود بخود انگریزی اثر ظاہر ہو رہا تھا اور غالباً اگر گورنمنٹ اس موقع پر شاملینِ دربار کے لئے انگریزی پوشاک کو لازمی قرار دیدیتی تو بہت کم حلقوں میں اس پر کچھ سوچنے کی تکلیف کیجاتی۔ حالانکہ ۱۸۷۷ء میں اگر کوئی ایسا حکم دیا جاتا تو اس کی منسوخی کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی جاتی۔ یہ سب کچھ اس انگریزی انگریزی اثر کا نتیجہ ہے جو اُسنے بالعموم ہندوستانی رؤساء و عوام کے طریقوں پر اپنا سکہ بٹھانے سے حاصل کر لیا ہے کہ وہی ہندوستانی جو پہلے گورنمنٹ کے حکام و احکام کی اجنبیت کے باعث ہر بات پر جھجکتے اور دبکتے تھے یا ریل و تار کے کارخانوں کو عجوبہ سمجھکر حیران ہوتے تھے۔ اب برقی روشنی اور خود بخود چلنے والے پنکھوں اور موٹر کار گاڑیوں تک کو بھی سمجھی سمجھائی اور دیکھی دکھائی چیزیں سمجھکر کچھ تعجب نہیں کرتے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے خیالات اور انگریزی قوم کے ایجادات لوگوں کی طبیعتوں سے بالکل مانوس ہو گئے ہیں۔ ریل اور تار کی ترقی نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہندوستان

کے نرخوں وغیرہ کو یکساں کر دیا ہے اور رسل و رسائل کی آسانی نے تجارتی اور تمدنی آسانیاں اس قدر پیدا کر دی ہیں جو پہلے کبھی ہندوستانیوں کے ذہن میں بھی نہ گذرتی تھیں۔ ۱۸۷۷ء میں صرف دس ہزار میل ریلوے ہندوستان میں جاری تھی۔ لیکن اب تیس ہزار میل میں موجود ہے اور سال بسال اس قدر ترقی کرتی جاتی ہے کہ عنقریب کوئی مشہور قصبہ و قریہ اس سے خالی نہ رہ جائے گا۔ ۱۸۷۷ء میں تعلیم کی حالت نہایت ابتدائی مدارج تک تھی۔ لیکن اب ہندوستان کے پانچ صوبے (پنجاب۔ بنگال مدراس۔ بمبئی۔ الہ آباد) اپنی اپنی الگ یونیورسٹیاں رکھتے ہیں۔ جن سے سال بسال سینکڑوں گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ پاس ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ۱۸۷۷ء تک والیان ریاست کی تعلیم کے لئے کوئی جداگانہ انتظام نہ تھا۔ مگر اب اُن کے واسطے بھی پانچ علیحدہ علیحدہ کالج موجود ہیں۔ جن میں شاہی بچے تعلیم پاتے اور سن بلوغ کو پہنچنے پر اپنے کاروبار کو انگریزی طریق پر جا چلاتے ہیں۔ ۱۸۷۷ء تک کوئی ایسا پرائیویٹ کالج ہندوستان میں موجود نہ تھا۔ جو گورنمنٹ کی مجوزہ سکیم کے موافق خود بخود دیسی طلباء کو تیار کرے۔ مگر اب ہندوستان میں بیسوں ایسے کالج موجود ہیں اور اسی پر مدارس ابتدائی کی حالت کو سمجھ لینا چاہیئے غرضکہ گورنمنٹ کے دستور اور طور و طریق کو ہندوستانیوں نے اس قدر سمجھ لیا ہے اور اس قدر اُس سے تعلق کر لیا ہے کہ اس کی شادی غمی کے مواقعات کو اب وہ اپنی ذاتی شادی غمی کی تقاریب سے کم نہیں سمجھتے۔ اور یہ وہ بات ہے کہ جو بہت ہی کم بادشاہوں کو میسّر ہوتی ہے۔ روس اور فرانس کی سلطنتیں اس وقت شخصی اور جمہوری

حکومتوں کی غالباً سب سے بڑھی ہوئی مثالیں ہیں۔ مگر دونوں کے
حاکم برابر ہر وقت معرضِ خطر میں رہا کرتے ہیں۔ اور ان کی تاجپوشی
سے لے کر یومِ وفات تک کی کوئی تقریب سازشیوں کے احتمال
سے خالی نہیں جاتی۔ مگر بفضلِ الٰہی ہندوستان میں وہ بات
نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تمام مقبوضاتِ انگلشیہ میں برٹش
گورنمنٹ کی حکومت کو لوگ ایسا سمجھتے ہیں جیسے خود ان کی اپنی
گورنمنٹ ہے اور یہ ایک ایسی بڑی بھاری کامیابی
ہے۔ جو بہت ہی کم خوش نصیب فرمانرواؤں کے
حصہ میں آئی ہوگی۔ پس اس لحاظ سے کہ
اس دربار کی خوشی منانے والے نہ صرف گورنمنٹ
انگریزی کے ہمقوم اور متعلقین ہی تھے بلکہ
اسکی خوشی میں پوری ہندوستان کی
تیس کروڑ رعایا شامل تھی۔ جس نے
جابجا اپنے اضلاع میں اظہار
مسرت میں کوئی دقیقہ اُٹھا
نہیں رکھا۔ اس دربار
کو دُنیا کا ایک نہایت
مبارک اور قابل یادگار
واقعہ کہنا
چاہیئے

فصل ہفتم

دربار ہائے تاجپوشی انگلستان و ہندوستان پر سرسری نظر

جسقدر حالات دونوں درباروں کے اپنے اپنے موقع پر درج ہو چکے ہیں اور جو نوٹ وقتاً فوقتاً انکی نسبت دلئے جاتے رہے ہیں۔ اگرچہ ان کے بعد اب کسی جداگانہ مضمون کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن پھر بھی چونکہ دونوں دربار الگ الگ منعقد ہوئے اور دونوں کا انتظام جداگانہ ہوا اسلئے مناسب ہے کہ ایک اجمالی نظر دونوں کی حالت پر ڈالی جائے۔

دربار انگلستان کے حالات جسقدر دیکھے جاتے ہیں اُن سے پتہ ملتا ہے کہ وہ ایک مذہبی رسم کی ادائگی تھی جس کا ادا کرنا شہنشاہ کو ضروریات تھا چنانچہ اس تقریب کا ویسٹ منسٹر ایبی میں ادا ہونا خود اس امر کا شاہد ناطق ہے جلوس اور مہانداری و روشنی وغیرہ بھی اگرچہ نہایت اعلےٰ سے اعلےٰ اہتمام کے ساتھ ہوتی رہی ہیں۔ لیکن با ایں ہمہ اسکی رنگت ایک قومی جشن کی معلوم ہوتی تھی۔ سلطنتی دربار کی کوئی خاص شان اسمیں سوائے اسکے نہ تھی۔ کہ اسکے شاملین میں سفرائے دول غیر ہندی مہانان اور نوآبادیوں کے قائمقام بھی شریک تھے۔ یا یہ کہ ایک لاکھ پونڈ یا پندرہ لاکھ روپیہ اسکا خرچ خزانہ گورنمنٹ سے ادا ہوا تھا اور ایک لاکھ پونڈ تاج کی قیمت کے لئے دیا گیا تھا۔ یہی باتیں ہیں کہ جنہوں نے جشن قومی کے ساتھ سلطنتی جشن بھی کر دیا تھا۔ اسکے سوا دربار انگلستان کی

نشان و شوکت کی اصلی وجہ یہ تھی کہ اسمیں خود شہنشاہ معظم نے بنفس نفیس تمام رسوم کو ادا فرمایا تھا۔ اور چونکہ انگلستان کی رعایا کو اپنے ایک ہم مذہب اور ہمقوم بادشاہ کی تخت نشینی پر فطرتی محبت بھی ہونی لازمی تھی۔ اسلئے انہوں نے جو کچھ بھی اس موقع پر کیا۔ وہ ضروری بلکہ لابدی تھا۔ لیکن اسکی رونق و شانداری کی زیادتی کو ہندی مہمانوں اور قائمقامانِ نوآبادی کا کیساتھ جسقدر تعلق ہے غالباً کبھی فراموش نہیں ہوسکتا کیونکہ انہیں لوگوں کے لئے مختلف جلسوں اور پارٹیوں کا انعقاد ہوتا تھا اور انہیں کی نمائش یا دلدہی کیلئے سرکاری اور غیر سرکاری دعوتیں مع تقریروں کے ہوا کرتی تھیں قوم کیطرف سے جو گرانقدر رقم شہنشاہِ معظم کی نذر کی گئی تھی۔ وہ سترہ لاکھ کا چک تھا جسکو شہنشاہِ معظم نے ہسپتالوں کی بہتری میں صرف فرمادیا۔ اور قوم کو بطور یادگار قصر آسبورن عطا فرمایا۔ جو مالیت میں اس پیشکش سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اسکے علاوہ اس جشن کی دلچسپی اور دلاویزی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی کہ شہنشاہِ معظم ایک سخت امتحانِ بیماری سے بچ کے اس رسم کی ادائگی کے قابل ہوئے تھے جنکی بیماری کا بوجہ انکی ہردلعزیزی کے ہر شخص کو جس طرح دلی رنج تھا اسی طرح شفایابی پر خوشی بھی از حد ہوئی تھی اور یہ ایسی باتیں تھیں جنہوں نے اس تقریب کے شاندار بنانے میں بڑی مدد دے رکھی تھی اظہارِ اطاعت کی رسوم میں انگلستان کے بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔ لیکن انگلستانی امرا و روسا میں قریباً سبھی کی کیفیت یہ ہے کہ وہ صرف جاگیرات کے مالک ہیں اور انتظامِ دیوانی و فوجداری میں بالکل کالاشے ہوچکے ہیں جو لوگ شریکِ دربار تھے وہ بھی لنڈن کے ہی آس پاس کے رہنے والے تھے اور منصرائے وعمل غیرہیں سے بھی جو بعض لوگ موجود تھے انکی موجودگی باعتبار تعلقات سلاطین کے رسمی بات تھی۔ دور دراز ملکوں سے جسقدر مہمان بلائے گئے تھے ان کا خرچہ

خود گورنمنٹ نے دیا تھا۔ اسکے سوا ایک بڑی بات یہ تھی کہ غربا کی دعوت کا انتظام
اس پیمانہ پر کیا گیا تھا کہ غالباً انگلستان میں تو اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ ان
حالات سے دربار انگلستان کا رعایا کے لئے خوش آیند ہو جانا من قبیل ضروریات سمجھنا چاہئے
ہندوستان کے دربار کو دیکھا جائے۔ تو اول اسکے شاملین کی تعداد تقریباً شاملین دربار
انگلستان سے دوگنی نظر آئیگی اور علیٰ ہذا خرچ بھی دوگنا ہی دکھائی دے گا۔
لیکن اسکے شرکا کون لوگ تھے؟ یہ وہ لوگ تھے۔ جو سمندر پار رہنے والے شہنشاہ کی رعایا
کہلاتے ہیں۔ اور جنکو کوئی مذہبی یا قومی تعلق شہنشاہ سے نہیں ہے بلکہ صرف ایک سلطنتی
تعلق ہے۔ علاوہ اسکے اظہار اطاعت کرنیوالے صاحبان اُن مذاہب کے تھے جو بالکل ضد ہیں
ہیں۔ ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ پارسی۔ پنجابی۔ بنگالی۔ مرہٹے۔ دکھنی۔ میواڑی۔ مارواڑی
سرحدی۔ بلوچی۔ سب موجود تھے اور اسکے سوا ایک ایسے والیان ملک شریک دربار تھے
جو فی الجملہ گورنمنٹ کے اپنے علاقہ میں اختیارات سلطنت رکھتے ہیں نیز بعض ایسے رئیس بھی
تھے۔ جنکے ساتھ کسی زمانہ میں گورنمنٹ مساوی برتاؤ کرتی رہی ہے۔ جیسے کہ ہز ہائینس
حضور نظام یا ہز ہائینس مہاراجہ گائیکواڑ وغیرہ۔ اسکے علاوہ ان صاحبوں نے جس خلوص
کے ساتھ بیشمار روپیہ اس دربار کے لحاظ صرف کر دیا تھا۔ شائد اسکا مقابلہ انگلستانی
امراء میں سے کسی نے بھی نہیں کیا بعض بعض سفرائے دول غیر جس طرح خاص انگلستان
میں گئے تھے ویسے ہی دربار ہندوستان میں بھی موجود تھے۔ اور معمولی جاگیردار تو اس کثرت سے
شامل تھے کہ مہمانوں میں سے سوائے ایڈیٹران اخبارات اور بہادران غدر کے کوئی شخص
ایسا نہ ہوگا۔ جو جاگیردار نہ ہو۔ آتشبازی۔ جلوس۔ فوجی جلسہ۔ وغیرہ وغیرہ جتنی بھی
تقریبات تھیں۔ غالباً انگلستان کے دربار سے زیادہ نہیں تو کم پیمانہ پر بھی نہ ہوئی
تھیں اور اسپر نمائش صنعت و حرفت کا افتتاح اور بھی پرلطف تھا۔ یہ سب باتیں ایسی
تھیں جن سے یہ جشن سلطنتی جشن کہلاتا ہے۔ لیکن قیاس غالب ہے کہ جو لوگ دربار انگلستان

یس شریک تھے یا جو سفرائے دوَل غیر اس موقع پر موجود تھے اُنہوں نے باعتبار باشندوں کی پُر مسرت شمولیت کے اور باعتبار مختلف مذاہب کے خود مختار حکمرانوں کے دلی اظہار اطاعت کے اسکو قومی جشن سے کسیطرح کم محسوس نہ کیا ہوگا جو گورنمنٹ کی ہر دلعزیزی کا ایک بہترین ثبوت ہے جو لوگ اس دربار کے انعقاد پر اعتراض کرتے تھے انہیں ضرور دیکھنا چاہئے کہ باوجود اسقدر متواتر قحط سالی کے جسکا ہندوستان کو مقابلہ کرنا پڑتا رہا ہے۔ کروڑوں روپے کا خرچ جو والیانِ ریاست اور عام رعایا نے بطیب خاطر اس موقع پر کیا ہے۔ کیا وُہ بھی اس دربار کی ہر دلعزیزی کا ثبوت نہ مانا جائیگا۔ اور جب دلی تیاک سے یہاں کے رئیسوں امیروں نے اسکی شرکت کی کوششیں کی تھیں۔ کیا وُہ بھی اس دربار کو مدِ فضول ثابت کراتی ہیں۔

ناظرین دونوں درباروں کی کیفیت پر غور کرینگے تو اُن کو صاف طور پر معلوم ہو جائیگا کہ ہندوستان کا دربار۔ انگلستان کے دربار سے بہت بڑھا ہُوا تھا۔ اور باعتبار پولیٹیکل شانداری کے تو انگلستان سے بدرجہا اس کا رتبہ بالاتر نظر آتا ہے۔ کیونکہ یہ دربار مشرقی و مغربی مراسم کا ایک مجموعہ ہو گیا تھا۔ اور باعتبار ہندوستان کی وسعت و شہرت کے بھی اسکو وُہی رُتبہ حاصل تھا۔ جو ایک دربارِ شہنشاہی کو حاصل ہونا چاہئے۔ اس سے گورنمنٹ کی ہر دلعزیزی اور رعایا کی اطاعت و فرمانبرداری اور سلطنت کے امور میں دلچسپی اور والیان ریاست کی صداقت شعاری کا نظارہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ انگریزی طرزِ معاشرت کا ہندوستان کی طرزِ معاشرت و تمدن پر گہرا سایہ ڈال لینے کا بھی بخوبی موازنہ ہو جاتا تھا



باب سوم

مشاہیر دربار

قبل اسکے کہ اس باب میں چند ممتاز اور نامور والیان ریاست اور مشہور امراء کی تصاویر معہ ان کے مختصر مناصب و مناقب کے بیان کر ناظرین کتاب کی خدمت میں پیش کیجائیں - اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے - کہ ہندوستان میں تقلید اور چوری کا مواد اسقدر موجود ہے کہ غالباً کوئی جگہ اس سے خالی نہیں - باکم ازکم یہ کہ یہہ ملک ایجاد و اختراع اور دیانت داری کا بہت ہی کم قدردان ہے جسمیں امیر سے غریب تک چیز کا سستا ہونا زیادہ پسند کرتے ہیں - حالانکہ انگریز باوصف کفایت شعاری کے بھی سستی اشیائ کو بہت کم چاہتے ہیں - اور ایک ہندوستانی مثل بھی مشہور ہے کہ "مہنگا روئے ایک بار اور سستا روئے بار بار" انگریزوں پر اکثر شکایت کی جاتی ہے کہ یہ ولایتی اشیاء زیادہ منگاتے ہیں اور دیسی ساخت کی چیزیں بہت کم استعمال کرتے ہیں - لیکن حق الامر یہ ہے کہ دیسیوں میں چیز کے سستا کرنے کے لئے اس کی اسقدر مٹی پلید کردیجاتی ہے جسے اسکی حیثیت ہی بگڑ جاتی ہے - ہنکس کی کچھ روپے والی لالٹین کے مقابل دلی والوں نے ڈیڑھ روپے کی لالٹین بناکے بظاہر ڈھانچ تو ویسے کا ویسا کھڑا کردیا - مگر ویسی صفائی ویسی بیل اور ویسی روشنی کس طرح دے سکتے تھے - اس لئے یوروپین مذاق

میں فیل ہو گئے - یہی حال ہندوستان کے ہر اہل پیشہ کا نظر آتا ہے - جو ہرگز چیز کی عمدگی کا خیال نہیں کرتے - بلکہ اُسکے سستا کرنے پر اور اُسکی ترکیب چُرانے پر اسقدر مرمٹتے ہیں کہ خریدا کے پلّے کچھ نہیں پڑتا - پنجاب میں پہلے روئی صاف کرنے کی ایک مشین تھی جو واقعی اسکی ضرورت سے کم تھی - مگر لوگوں نے اسمیں فایدہ جو دیکھا تو اسقدر مشینیں بن گئیں کہ اب ان کا خرچ چلانے کے لئے مالکوں کو بے نفع بھی چلانے کی ضرورت پڑتی ہے کتب فروشوں اور چھاپے خانے والوں کی یہ حالت ہے - کہ وہ اشتہارات میں بڑے بڑے لمبے چوڑے تعریفی الفاظ اپنی کتابوں کے لئے لکھ دیتے ہیں - حالانکہ نہ تو باعتبار اصل معنوں کے اور نہ باعتبار کسی اہتمام ظاہری کے وہ کسی قابل ہوتی ہیں اور بجائے اسکے کہ ملک میں ایک جماعت تحقیق کے ساتھ لکھنے والوں کی پیدا ہو جائے - مضمون چوروں اور نقالوں کی ترقی ہو رہی ہے - جو نہایت بُری طرح اچھے مصنفوں کی کتابوں کا ستیاناس کر کے صرف اشتہاری برکت سے ٹکے سیدھے کر لیتے ہیں کیونکہ بالعموم آجکل کے اہل مطابع اس ٹوہ میں لگے رہتے ہیں کہ جس کسی نئی کتاب کی شہرت و مقبولیت ہوئی انہوں نے جھٹ اسکے مضامین کو بتغیّر الفاظ نہایت معمولی لکھوا کر گندہ کاغذ پر چھپوا دیا اور چاہے صدہا غلطیاں ہی نہیں عبارتیں بھی بے جوڑ ہوں - تصاویر ہوں بھی تو بازاری ٹکے سیر والی مگر انھوں نے اشتہار دیدیا کہ ہماری کتاب میں اتنی تصاویر اور یہ حالات درج ہیں - لوگوں کو کیا

معلوم اُنہوں نے جس چیز کو سستا پایا طلب کرنا شروع کیا۔ غرضیکہ صرف اپنی فائدہ رسانی کے لئے ملک میں بُری کتابوں اور ناقص تصاویر کے پھیلانے میں کوئی عار نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ جب اس کتاب کی اشاعت کی تجویز کی گئی۔ تو چند لوگوں کو مرض نقالی نے بھی بدستور ستانا شروع کیا۔ اور اُنہوں نے بھی تصاویر چھاپنے کا اعلان کر دیا۔ مگر کیسی تصاویر کہ گو صاحب تصویر سے ملیں یا نہ ملیں مگر کتاب باتصویر کا نام تو ہو جائے۔ ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کو نہایت جامع بنا دیا جاتا۔ مگر انہیں وجوہات سے اس کے نکالنے میں جلدی کرنی پڑی۔ کیونکہ دیر میں نقصان کا احتمال تھا۔ علاوہ ازیں والیان ریاست و امرائے ہند کی معزز جماعت ایسے معاملات کی طرف سے کچھ ایسی بے پرواہ واقع ہوئی ہے کہ وُہ ایسی کتابوں کی تکمیل میں امداد دینا کچھ ضروری نہیں سمجھتی۔ ہرچند مصنف کی طرف سے اِن صاحبوں کی خدمت میں عریضے لکھے گئے تھے مگر کسی ایک نے تو جواب تک نہ دیا۔ کئی صاحبوں نے حالات بھیج دیئے اور تصاویر نہ بھیجیں کئی صاحبان نے تصاویر عنایت فرمائیں مگر حالات ندارد۔ لہٰذا مصنف کو سوائے اسکے چارہ نہ تھا۔ کہ وُہ جن صاحبان کی تصاویر اسکے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اُن کو درج کرکے تکمیل کتاب کے لئے والیانِ ریاست کے ضروری حالات اپنے ذاتی جدوجہد اور سرکاری رپورٹوں سے تلاش کرا کے اس حصہ کو مکمل کر دیتا۔ چنانچہ بفضل الٰہی اس میں اسقدر کامیابی ہوگئی ہے کہ باستثنائے چند کے تمام والیانِ ریاست کے

ضروری حالات لکھ دئے گئے ہیں۔ جن کے بعد شائد دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ غالباً ہندوستان بھر میں اس قسم کی کتاب اِن واموں اس اہتمام کے ساتھ طیار نہ ہوگی۔ اس میں جتنی تصاویر لی گئیں ہیں ان سب کو عکسی طریق پر میسرز بسنت رام اینڈ سنز فوٹوگرافر اور انگریور لاہور نے طیار کیا ہے۔ جنہیں پنجاب گورنمنٹ نے اپنا انگریور مقرر کرنے کے علاوہ انعامی امداد سے بھی اعزاز دیا ہے۔ ایسا ہی چھپائی چونکہ تمام لاہور کے پریسوں میں اچھی نہ ہو سکتی تھی اسلئے الہ آباد و مدراس و کلکتہ کے کارخانوں میں اسکی تصاویر چھپوائی گئی ہیں اور وُہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کہ جس کاغذ پر تصاویر چھپی ہیں وُہ بھی ولایت سے منگایا گیا ہے۔ عمارات وغیرہ کی ایسی تصاویر جو بہ نسبت فوٹو کے دستی اچھی بن سکتی تھیں۔ وُہ بھی لاہور کے مشہور آرٹسٹ ماسٹر میراں بخش صاحب ڈرائینگ ماسٹر ریلوے ٹیکنیکل سکول لاہور نے طیار کی ہیں۔ جو اپنے فن میں اسوقت لاہور کا مایۂ ناز ہیں۔ اور غالباً اتنے بڑے اہتمام کی عام نقالوں سے کوئی امید نہیں ہو سکتی۔

یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ بالکل امرواقعہ ہے۔ اس سے مصنف کا یہ مقصد نہیں کہ ایک کتاب کو اگر ایک شخص لکھے تو دوسرے ہرگز اسپر قلم ہی نہ اُٹھائیں۔ نہیں بدوسروں کو اگر کچھ زیادہ معلومات بہم پہنچی ہوں یا اس سے بہتر لکھ سکتے ہوں تو ضرور لکھیں مگر اپنے فائدے کے لیئے اُن مصنفوں کو جو کسی خیال کے پیدا کرنے اور اسکو قلمبند کر کے شائع کرنے میں پہلے پہل دقت اور روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔

نقصان پہنچانا ہرگز اُن لوگوں کو شایاں نہیں جو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں آج
انگریزوں نے جو ہر ایک بات میں آج اعلےٰ ترقیات حاصل کرلی ہیں
اور کرتے جاتے ہیں۔ اُن کا اصُول یہ ہے کہ وُہ کسی ہم پیشہ کو نقصان
نہیں پہنچاتے اور جس کام کو شروع کرتے ہیں پہلے اسکی ضرورت
کو دیکھہ لیتے ہیں۔ اندھا دھند سبقت لے جانے کے پیچھے نہیں
پڑتے۔ پس ہندوستان کے کم سے کم وُہ افراد جو انگریزی تقلید
میں اپنے کارخانوں کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ بلکہ انگریزوں کی تقلید
میں مذہب کو بھی انگریزی سانچے میں ہی ڈھالنا چاہتے ہیں کہ پردہ
مستورات تک اُٹھہ جائے۔ اُنہیں ایسے ضروری معاملات میں
بھی انگریزوں کی تقلید کرنی چاہیئے۔ نہ یہ کہ ہاتھی کے دانتوں کی
طرح دکھانے کے اَور اور کھانے کے اَور۔ اِن صاحبوں کو
سینکڑوں میدان ایجاد و اختراع کے موجود ہیں۔ نقالی پر ہی
تو ملکی ترقی کا انحصار نہیں آرہا۔ بات سے بات یاد آجاتی ہے
کہ سب سے پہلے صدائے ہند پریس لاہور نے کرسمس کارڈوں
کی طرح عید الفطر اور عید الضحےٰ کی تقاریب پر اسلامی طرز کے نو ایجاد
عید کارڈوں کا رواج دیا۔ چونکہ بات بالکل نئی تھی۔ سینکڑوں
روپے اشتہارات پر خرچ ہوگئے جو کارڈوں کی اصلی لاگت سے
بھی بہت زیادہ تھے۔ لیکن جب رواج ہونے لگا تو چند اور صاحبوں
نے بھی چھاپنے شروع کردیئے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو کارخانوں
کی سدِّراہ ہوجاتی ہیں۔ ناولوں کی طرف دیکھئے کہ کسی نام کا کوئی
ناول مقبول ہوا۔ تو جھٹ اُسی نام کا ایک بے حقیقت سا ناول دوسرے

کی طرف سے شائع ہوگیا۔ غرضکہ ایسی حالت میں ملک سے اچھی کتابوں اور اعلےٰ اہتمام کی توقع اُٹھ جاتی ہے۔ مگر بااین ہمہ کتاب ہٰذا کو اس قسم کا جامہ پہنانے میں دریغ نہیں کیا گیا۔ کہ جس سے وہ علمدوست رؤساء و امرا کی الماریوں میں جگہ پا سکے اور بادشاہی حضور میں حاضر ہو سکے۔ چونکہ ایسی تصاویر اس سے پہلے اردو کتابوں میں بہت ہی کم لگائی گئی ہیں اسلئے ان کے بنوانے اور چھپوانے کے اہتمام سے ناظرین بالکل ناآشنا ہیں۔ البتہ تمدن عرب یا خیابانِ فارس کے مترجم صاحبان ان دقتوں کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات کے تصفیہ کے لئے کسقدر وقفہ اس کام میں پڑ جاتا ہے اور خط و کتابت میں کتنا وقت ڈاک کی نظر ہو جاتا ہے۔ اسکے سوا بڑی بات یہ ہے کہ اس عکسی طریقہ میں بھی وہی تصاویر اچھی اسکتی ہیں جنکے فوٹو اعلےٰ درجہ کے لئے گئے ہوں۔ معمولی فوٹو گرافروں کی بنائی ہوئی یا پرانی تصاویر کے عکس اچھے نہیں آتے اور رؤساء کو چونکہ ابھی تک اس تصریح کیساتھ اس فن سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ اسلئے وہ اس بات کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ کہ اعلےٰ تصاویر مؤلف کو بہم پہنچائی جائیں پس جیسی تصویر ملی ویسا ہی اسکا بلاک بنگیا۔ ماسوائے اسکے فوٹو کیطرح اس کام میں بھی ابر اور ہوا سخت مارج ہوتے ہیں اور اتفاق کی بات ہے کہ فروری کے اخیر سے اخیر اپریل تک عموماً موسم ایسا ہی رہا ہے۔ کہ کبھی تو ابر ہے کبھی تیز ہوا۔ اور کبھی تڑاقے کی دھوپ۔ مگر بہرکیف امید کیجاتی ہے کہ علمدوست اہل ملک موجودہ صورت میں بھی کتاب ہٰذا کی قدر افزائی سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ اگر اس کے سکنیڈ اڈیشن کی نوبت پہونچی تو امید ہے کہ تصاویر اس سے زیادہ بھی ہوں گی اور اعلےٰ بھی۔



هزایکسیلنسی لارڈ جارج نیتهانیل ببرن کرزن صاحب
بهادر بجمیع القابهم ویسرای گورنر جنرل
کشور هند

فصل اوّل

حکّام و عمائدین انگریزی

(جو سنٹرل کیمپ میں تشریف فرما تھے)

عالیجناب معلّے القاب ہز اکسیلینسی دی رائٹ اونریبل لارڈ جارج نتھینیل بیرن کرزن اوف کیڈلسٹن صاحب بہادر جی۔ ایم۔ ایس۔ آئی جی ایم۔ آئی۔ ای وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند

ہز اکسیلینسی لارڈ کرزن بہادر بالقابہ جو بحیثیت نائب شہنشاہ ہندوستان ہونے کے اس عدیم المثال دربار کی صدارت کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ اِن کا وجود قدرت کی مہربانیوں اور انسانی کوششوں کی کامیابی کا ایک ایسا دلچسپ نمونہ ہے کہ غالباً بہت کم لوگ تاریخ میں اس قابلیت کے ملینگے۔ چنانچہ روایت ہے کہ اپنے ایام طالبعلمی میں آپ فخریہ فرمایا کرتے تھے۔ آئی۔ ایم کرزن۔ سپیریر پرسن یعنے میرا نام کرزن ہے اور میں ایک اعلےٰ درجہ کا انسان ہوں جسکو قدرت نے ثابت بھی کرکے دکھادیا۔

لارڈ ممدوح کی نسبت اکثر لوگ یہ جانتے ہوں گے کہ وائسرائے ہند ہونے سے پہلے آپ صرف مسٹر کرزن تھے۔ اور آپ کا خاندان گو بہت قدیم اور باثروت خاندان رہا ہے۔ مگر پولیٹیکل لائف میں آپ ہی نے ایسا نمایاں حصّہ لیا ہے کہ فخرِ خاندان ہوگئے ہیں۔ خاندان کرزن کی حکومت ایک ہزار سال سے ڈربی شائر چلی آتی ہے

جو ہمیشہ اپنے کاروبار میں عزت کے ساتھ مصروف رہتا تھا اور آخر الامر گذشتہ سے پیوستہ صدی کے ابتداء میں گورنمنٹ سے اسکو بیرن سکارسڈیل کا اعزاز بھی دیا گیا تھا۔ جس کے بعد بیرن سکارسڈیل نے ایک خوشنما قصر کیڈلسٹن ہال کے نام سے تعمیر کرایا جو اپنی وضع کے اعتبار سے بہت ہی قابل تعریف ثابت ہوا۔ چنانچہ اس مکان کی نسبت یہ ایک عجیب مزیدار روایت ہے۔ کہ اسمیں ایکدفعہ لارڈ ولسلی صاحب بھی مہمان ہوئے تھے۔ جنہوں نے اسکی طرز عمارت کو نہایت ہی پسند کیا۔ حتیٰ کہ جب وُہ کچھ زمانہ بعد ہندوستان کی گورنر جنرلی پر ممتاز ہوئے تو انہوں نے کلکتہ میں ایک ویسا ہی قصرِ عالیشان گورنر جنرل کی رہائش کے لئے بنانے کا حکم دیا۔ جسمیں ایک عرصہ کے بعد اب لارڈ کرزن بہادر ہی بحیثیت وائسرائے و گورنر جنرل ہند اقامت فرما ہیں۔

لارڈ کرزن بہادر ۱۸۵۹ء کی پیدائش ہیں۔ ابتداء میں تو آپ نے عام سکولوں میں تعلیم پائی تھی۔ مگر پھر ایٹن کالج اور آکسفورڈ میں بھی اعلےٰ تعلیم پاتے رہے۔ لیکن جہاں کہیں رہے بسبب اپنی محنت اور لیاقت اور بالخصوص نیک چالچلن کے ہونہار طالب علم کا خطاب حاصل کرتے رہے۔ آخرش ۱۸۸۲ء میں آپ نے بی۔ اے اور ۱۸۸۴ء میں ایم اے کی ڈگری پائی۔ تقریر و تحریر دونوں میں آپ کو ابتداء سے ایک خاص لگاؤ رہا ہے۔ چنانچہ آکسفورڈ میں وُہ اپنی فصیح و بلیغ تقریروں کے لئے اسقدر مشہور

تھے - کہ آخر کو اسکی پریزیڈنٹی پر بٹھائے گئے - اور پھر فیلو شپ آف آل سولس پر بھی مقرر فرمائے گئے - جو خاص اعلیٰ درجہ کے مضمون نگاروں اور سپیکروں کے لئے ہی مختص ہے ۱۸۸۹ء میں آپ ڈ.بی شائر کے ڈپٹی مجسٹریٹ اور ڈپٹی لفٹنٹ کئے گئے - اور کچھ عرصہ آپ ہیڈ فیلڈ کے کارخانہ آہن سازی کے مہتمم اعلیٰ بھی رہے ہیں -

اخبارات و رسالجات کی مضمون نگاری سے آپ کو ہمیشہ دلی تعلق رہا ہے - اور اس اعتبار سے آپ ایک پیشہ ورنامہ نگار تسلیم کئے گئے ہیں - تالیف و تصنیف کا بھی آپ کو بخوبی شوق ہے مگر آپ کی تصنیفات عموماً پولیٹیکل ہوتی رہی ہیں - جنمیں سے آپ کی ایک نادر تصنیف کا منشی ظفر علی خاں صاحب بی - اے مترجم ہوم ڈیپارٹمنٹ سلطنت آصفیہ نے خیابانِ فارس کے نام سے اس لیاقت سے اردو ترجمہ بھی چھپوا دیا ہے - کہ لارڈ ممدوح نے خود بھی نہایت ہی پسند فرمایا ہے علاوہ بریں آپکی تقریریں بھی ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں چھپ گئی ہیں - جن میں عوام و خاص کے لئے بہت بڑا قابل دید مواد موجود ہے - سیر و سیاحت بھی آپنے اس قدر فرمائی ہے - جو ایک باخبر حاکم کے لئے ضروری سے بھی زیادہ ہے - روس - یونان کنیڈا - صوبجات متحدہ امریکہ - چین - کوریا - جاپان - ایران وسط الشیا - بخارا - سمرقند - کابل وغیرہ کی سیر آپ نے اس تحقیق کی نظر سے کی ہے - کہ بہت کم لوگوں نے کی ہوگی - یعنے وہاں

کی اقوام اور حکمرانوں کے طریق ماند وبود اور ان کے پولیٹیکل حالات کا آپ نے نہایت ہی گہری نظروں سے مطالعہ فرمایا ہے ہندوستان کا سفر وائیسرائی سے پہلے آپ نے چار دفعہ فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک سے آپ کو ابتداء سے ہی خاص دلچسپی رہی ہے۔

پارلیمنٹ انگلستان میں آپ صرف چھبیس برس کی عمر میں داخل ہو گئے تھے۔ اور آپ کا پہلا داخلہ بطور ایک کنسرویٹو ممبر کے سوتھ پورٹ ڈویژن کی طرف سے ہوا تھا۔ لیکن آپ نے بہت جلد پارلیمنٹ اور وزارت میں اپنی فصیح وبلیغ تقریروں کی دھاک باندھ دی۔ اور سنہ ۱۸۹۱ء میں آپ انڈیا اوفس میں انڈر سکرٹری اوف سٹیٹ فار انڈیا مقرر کئے گئے جسکے بعد بہت جلد یعنے سنہ ۱۸۹۵ء کی وزارت کے جنرل الیکشن میں آپ نظارت عظمےٰ خارجہ کے انڈر سکرٹری منتخب ہوئے۔ اور پھر قضا وقدر نے آپ کو ہندوستان کی نائب السلطنتی اور گورنر جنرلی پر ممتاز فرمایا۔ جس کا ۶۔ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو لارڈ الیگن بہادر سے آپ نے چارج لیا۔

آپ کے عہد وائیسریلٹی کے کارناموں کی تفصیل کو ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہاں تشریف لاتے ہی آپ نے تمام انتظامی کلوں میں جو جو نقص پائے۔ اور جنہیں پہلے سے اپنی کئی ایک سیاحتوں میں آپ نے ملاحظہ فرما رکھا تھا انکو پورے تحقیق ہی سے درست فرمانے کا عزم مصمّم کر لیا غرضکہ جس صیغہ اور

شعبہ میں آپ نے اصلاح کی ضرورت سمجھی۔ بڑی فراخ دلی سے اس کے لیے آمادگی ظاہر فرمائی۔ اور ہر شخص کی (ادنےٰ ہو یا اعلےٰ) بات سُنکر جواب شافی دیا۔ مختصر یہ ہے کہ تحریر و تقریر میں ایسا مُستعد کوئی وائسرائے اس سے پہلے ہندوستان کو نصیب نہیں ہُوا۔ چنانچہ انہیں وجوہات سے آپ حاکم اور محکوم میں یکساں ہر دلعزیز ہو چکے ہیں اور انہیں بواعث سے آپ کی نسبت میعاد عہدہ کی زیادتی کی بھی تجویزیں ہوتی رہتی ہیں۔ جن کو بشرط کامیابی باشندگانِ ہند اپنی خوش قسمتی سمجھیں گے۔ اور اسکے ساتھ جن جن اصلاحات کا لارڈ ممدوح نے آغاز کردیا ہے۔ ان کو اپنے وقت میں سرسبز دیکھ کر آپ کو بھی اطمینان ہوجائیگا کیونکہ تعلیم۔ پولیس۔ ریلوے۔ آثار قدیمہ۔ زراعت وغیرہ میں جو کچھ آپ نے کیا ہے۔ ابھی اس کا ابتداء ہے۔

لاہور میں آپ کی وائسرلٹی بھی خاص طور پر یادگار رہیگی کیونکہ ایک تو آپ نے مسجد وزیر خاں مرحوم میں اپنی طرف سے ایک عمدہ ممبر (ٹرکش وضع کا) اور مسجد شاہی میں ایک بڑی لالٹین محرابی قسم کی عنایت فرمائی اور دوسرا ان مساجد کی مرمت ضروری کے لیئے بھی اپنے نئے مجوزہ محکمہ محافظ آثار قدیمہ سے قریباً دو دو ہزار روپے منظور فرمائے اور نیز جس مسجد میں ٹریفک منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے کا دفتر موجود ہے۔ اس کو بھی خالی کر کے مسلمانوں کے حوالے کرنے کا حکم صادر کیا۔

(ب) عالیجناب لیڈی کرزن صاحبہ بیگم جناب وائسرائے صاحب

بیگم صاحبہ موصوفہ امریکہ کے ایک مشہور دولت مند مسٹر ایل - زیڈ لیٹر کی صاحبزادی ہیں - جو شہر واشنگٹن میں اپنی قیمتی جائداد اور وسیع کاروبار کے مالک ہیں - لارڈ کرزن بہادر کی وائسرلیٹی ہندوستان سے بہت تھوڑا عرصہ پہلے اس خوش نصیب جوڑے کا عقد مناکحت باندھا گیا تھا - جسکے بعد بہت جلد لیڈی صاحبہ ہندوستان کی ملکہ کی حیثیت سے اپنے شوہر نامدار کیساتھ رونق افروز ہندوستان ہوئیں -

بیگم صاحبہ حسن وجمال خداداد کیساتھ آرائش و زیبائش اور فیشن کی بھی بہت بڑی دلدادہ بیان کیجاتی ہیں - چنانچہ روایت ہے - کہ ایک دفعہ صرف اپنی تصویر اتروانے کے لئے آپ وائنا تشریف لے گئی تھیں ہندوستان میں آپنے جشن تاجپوشی پر پہننے کے لیے ایک قیمتی جوڑا طیار کرایا تھا - جو ویسی صنعت گری کا نمونہ کہنا چاہیئے - مگر صرف یہی خیال آپکے پیش نہاد خاطر نہیں رہتا - بلکہ رفاہ عام امور میں بھی آپ خاطرخواہ حصّہ لیتی رہتی ہیں - چنانچہ لیڈی ڈفرن صاحبہ نے جس فنڈ اور زنانہ ڈاکٹری کی بنیاد رکھی تھی - اسکی صدارت آپ ہی فرماتی ہیں - اور بڑی دلچسپی فائدہ عام کے لئے ظاہر کرتی رہتی ہیں - امریکہ کے لوگ آپ کو نہایت فخریہ الفاظ سے یاد کرتے رہتے ہیں - اور امید ہے کہ صاحبہ موصوفہ بہت جلد انگلستان کو بھی اپنی خوش اخلاقی اور لیاقت سے اپنا ویسا ہی ثناخوان بنالیں گی -

آپکے بطن سے اسوقت تک دو اولادیں ہوئی ہیں - اور دونوں لڑکیاں ہیں -



هر ایکسلنسي ليدّي كرزن



هز رائل هاینس ڈیوك اوف کیناٹ بهادر

با لقابه برادر شاهنشاه معظم

(ج) عالیجناب ڈیوک اوف کیناٹ بھائی برادرِ اصغر شہنشاہ معظم

صاحب موصوف جو اس دربار تاجپوشی میں شہنشاہ معظم کی طرف سے اس تقریب سعید کی خاندانی طور پر شرکت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اس سے پہلے بھی ہندوستان میں نہایت ناموری کے ساتھ شہرت رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ بنگال بمبئی کی فوجی کمانڈوں پر ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۰ء تک بڑی خوبی کے ساتھ کام کر گئے ہیں اور انہیں ایام میں ہندوستان کی سیر و سیاحت بھی بہت اچھی طرح کر چکے ہیں۔ چنانچہ پنجاب کے مقامات دہلی۔ لاہور۔ پشاور وغیرہ آپ کے لئے اس سفر میں نئے مقامات نہ تھے۔ ہندوستان سے جانے کے بعد آپ ۱۸۹۱ء میں انگلستان کی ڈسٹرکٹ کمانڈ پر مقرر ہوئے۔ اور پھر ۱۸۹۳ء میں سرایولین وڈ کے قائمقام مقرر فرمائے گئے۔ تاجپوشی شہنشاہ کی انگلستانی تقریب پر ہندوستان اور نوآبادیوں کی جو فوج ولایت گئی تھی۔ اسکے سپہ سالار بھی آپ ہی بنائے گئے تھے۔ غرضکہ خاندان شاہی میں آپ پورے معنوں میں بہادر سپاہی ہیں۔ آپکی پیدائش یکم مئی ۱۸۵۰ء کو ہوئی تھی۔ اور آپ کا پورا نام یہ ہے :۔

ہز رائل ہائینس آرتھر ولیم پیٹرک البرٹ ڈیوک اوف کیناٹ وسٹراتھ ارن۔ کے جی۔ کے ٹی۔ کے پی۔ جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی۔ ای۔ جی سی وی او جی سی بی۔ جی سی ایم جی۔ اے ڈی سی جنرل۔ پرنس آف دی یونائیٹڈ کنگڈم (شہزادہ برطانیہ کلاں)

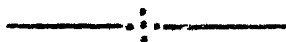
شرکت دربار کے بعد آپ مختلف مشہور مقامات اور دیسی ریاستوں کا دورہ فرما کر مارچ ۱۹۰۳ء میں مع الخیر مراجعت فرمائے انگلستان ہو گئے ہیں۔

(۵)

ڈچس اوف کیناٹ صاحبہ

ہر رائل ہائینس پرنسس لوئیسا مارگرٹ الگزینڈرا وکٹوریا آگسٹس اوف پرشیا کا نام نامی ہی آپ کی زوجیت میں آجانے پر آپ کے لقب کے اعتبار سے ڈچس اوف کیناٹ ہوگیا ہے۔ آپ پرشیا کی شہزادی ہیں۔ مگر ابتدا میں ہی چونکہ آپ کی کھلائی (نرس)، ایک انگریزی نسل کی عورت تھی۔ اسلئے آپ کو زبان انگریزی میں بخوبی مذاولت ہوگئی تھی۔ حسن وجمال کے ساتھ حُسنِ اخلاق اور حُسنِ انتظام بھی قضاء وقدر نے بڑی فراخ دلی سے عطا فرمایا ہے جسکے لئے آپ انگلستان میں خاص طور پر مشہور ہیں اور انگلستان کے سوا بھی جہاں کہیں ڈیوک صاحب کے ساتھ آپ کو جانے کا اتفاق ہوا ہے سب لوگ آپکے اخلاق وآداب کے تہ دل سے قائل ہوتے رہے ہیں۔

رفاہ عام امور میں بھی آپ ہمیشہ دلچسپی لیتی رہتی ہیں۔ اور ہندوستان میں چونکہ پہلے بھی اپنے نامور شوہر کے ساتھ ایک معقول عرصہ گذار چکی ہیں۔ اسلئے موقع دربار کی شرکت سے آپ بہت ہی محظوظ ہوئی ہیں۔





هر رائل ہاینس ڈچز اوف کیناٹ بہادر



ہزایکسلنسی لارڈ کچنر بہادر بالقابہ کمنڈرانچیف ہند

ہز ایکسیلنسی جنرل ایچ ایچ۔ وسکونٹ کچنر اوف خرطوم وغیرہ جی۔سی۔بی۔او۔ایم۔جی۔ کمینڈر انچیف کشور ہند

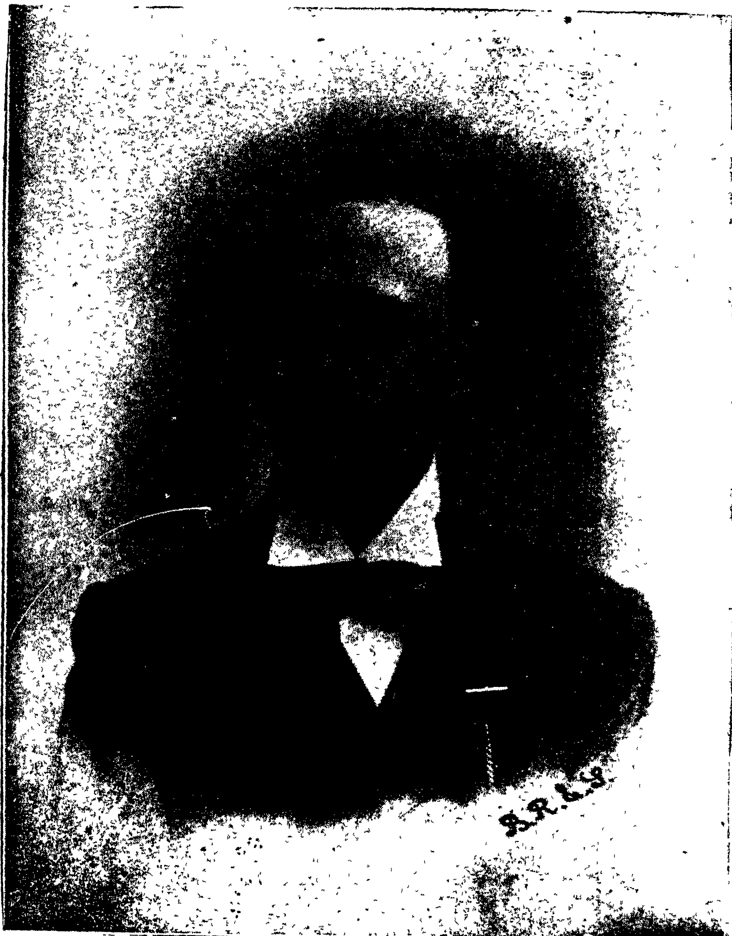
حضور ممدوح لفٹنٹ کرنل ایچ ایچ کچنر باشندہ کانگٹن کے خلف الرشید ہیں آپ ۱۸۵۰ء میں بمقام بیلی لانگ فورڈ متولد ہوئے تھے۔ آپ کے نام نامی سے ایک زمانہ واقف ہے۔ افواج مصر میں رہنے کا آپکو اکثر اتفاق رہا ہے۔ جہاں ۱۸۸۸ء میں آپ ایڈجوٹنٹ جنرل مقرر ہوئے تھے وہیں ۱۸۹۰ء میں اِن کی حسنِ خدمات پر گورنمنٹ نے سردار کا خطاب دیا۔ اور بعدازاں ساڑھے چار لاکھ نقد کا انعام اور لارڈ صاحب کا معزز خطاب بمنظوریٔ پارلیمنٹ آپ کو دیا گیا۔ بعدازاں جنگ سوڈان وخرطوم میں آپنے وہ کارہائے نمایاں دکھائے کہ آپ کا لقب فاتح خرطوم مشہور ہو گیا۔ اسکے بعد جنگ ٹرانسوال کی آپنے کمان لی۔ اور ایک عرصہ کی چھڑی ہوئی لڑائی کو اپنی حسن تدبیر اور قوتِ بازو سے چند ہی مہینوں میں باحسن وجوہ طے فرماکر اُس ملک کو گورنمنٹ انگریزی کے زیر حکومت کر دیا چنانچہ جب آپ فتح ٹرانسوال کے بعد لنڈن میں پہنچے ہیں تو پارلیمنٹ سے پچاس ہزار پونڈ (ساڑھے سات لاکھ روپیہ) کا انعام آپ کو نذر کیا گیا اور اسکے سوا جسقدر عزت و توقیر آپ کی ملک معظم و اراکینِ خاندان حکامِ سلطنت اور بالخصوص عوام کیطرف سے کی گئی وہ آپ ہی کا حصّہ تھا۔ اواخر ۱۹۰۲ء سے آپ ہندوستان کی کمینڈر انچیفی پر آئے ہیں اور گو ابھی تک کوئی جنگ تو ہندوستانی سپاہ کو پیش نہیں آیا مگر آپ کی دیکھ بھال نے ایک غیر معمولی مستعدی اور طیاری فوج میں ضرور پیدا کر دی ہے۔ یہ بات غالباً تعجبات میں داخل ہے۔ کہ ابتک باوصف چوّن سالہ ہونے کے آپنے شادی نہیں کی۔

(۱) ہز آنر آنریبل سر چارلس منٹگمری ریواز صاحب بہادر کے سی ایس آئی لفٹنٹ گورنر پنجاب

جناب موصوف مارچ ۱۹۰۲ء سے پنجاب کی لفٹنٹ گورنری پر جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ جس سے پہلے آپ کونسل حضور وائسرائے بہادر کے ممبر اعلےٰ تھے اور اسی زمانہ میں آپ نے ایکٹ انتقال اراضیات پنجاب کا مسودہ تجویز فرما کر کونسل میں پیش فرمایا تھا۔ جو قانون کی حیثیت پا چکا ہے سر چارلس پرلے درجہ کے بیدار مغز اور معاملہ فہم حکمران ہیں اور گو بحیثیت عہدہ پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہیں۔ لیکن ذاتی طور پر بھی آپ کو صیغہ تعلیم سے بڑی دلچسپی ہے اور حسن اتفاق سے چونکہ مسٹر ڈبلیو۔ بیل صاحب ایسے حامی تعلیم و تعلم اسوقت سررشتہ تعلیم پنجاب کے ڈائرکٹر ہیں اسلئے یہ زمانہ علم و عمل کے لئے بہت مبارک زمانہ کہنا چاہئے۔ چنانچہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ لاہور کے دو نامی مولوی صاحبان اس دربار پر شمس العلماء کے خطاب سے بھی مخاطب کئے گئے ہیں۔

دربار دہلی چونکہ صوبہ پنجاب میں منعقد کیا گیا تھا۔ جو اس وقت آپ ہی کے اہتمام میں ہے۔ اسلئے آپ کی عزت و تعظیم کا لحاظ بھی اس موقع پر زیادہ کیا جاتا تھا جیسے یوں بھی آپ ہر طرح سے مستحق ہیں اور گو اس موقع پر ایک کارونیشن کمیٹی علیحدہ ہی مقرر کر دی گئی تھی۔ مگر پھر بھی پنجاب نے انتظامی ہاتھ بٹانے میں جو امداد دی ہو وہ اُسی کا حصہ ہو اور اس سب کے مستحق نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ہیں۔

اس فصل میں اگر دوسرے صوبجات ہندوستان کے حکام والاتقام کی تصاویر و حالات بھی درج ہو جاتے تو غالباً زیادہ موزوں ہوتا۔ مگر بوجہ عدم دستیابی انہیں مشاہیر دربار پر اکتفا کیا گیا۔ باقیوں کے نام درج ہیں



جناب مسٹر ڈبلیو بیل صاحب بہادر ڈائرکٹر
اوف پبلک انسٹرکشن پنجاب

جناب مسٹر ولیم بیل صاحب بہادر ایم - اے - ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن سکرٹری صیغہ تعلیم گورنمنٹ پنجاب و انسپکٹنگ آفیسر کالج ملئے رئیس زادگان ہند

صاحب موصوف ۱۶- اکتوبر ۱۸۸۵ء کو ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے اور ۱۵- نومبر ۱۹۰۱ء کو عہدۂ ڈائرکٹری پر ترقی فرمائے گئے۔ ڈائرکٹری پر آنے سے پہلے ایک عرصہ تک آپ گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل رہ چکے تھے۔ اور اس تمام عرصہ میں بوجہ اپنی علمی قابلیت اور فاضلانہ تبحر اور اس کے ساتھ قدردانانہ ہردلعزیزی کے آپ نے تعلیم یافتہ جماعت میں اس قدر ناموری حاصل کی کہ آپ کا نام پنجاب میں پوری محبت اور ادب کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ ڈائرکٹری پر مقرر ہو کر آپ نے اس صیغہ میں جو نمایاں اصلاحیں کیں اور جسقدر تعلیم و تعلّم میں بیش بہا کوششیں فرمائیں۔ وہ کبھی یہاں کے طلباء۔ اُستادوں اور مصنفوں کو نہ بھولینگی دربارِ دہلی کی نمائش کے بعد آپ نے اواخر اپریل و اوائل مئی میں اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانہ پر ایک تعلیمی نمائش مقام لاہور منعقد فرمائی۔ جسے آپکی اوّلیات سے سمجھنا چاہیئے۔ اس نمائش میں تمام وہ سامان جو اس وقت صیغہ نوشت و خواند اور آرٹ وغیرہ میں مستعمل ہوتے ہیں پوری توجہ سے جمع کئے گئے تھے۔ نمائش کیا تھی۔ گویا ایک بیش بہا ذریعہ عینی مشاہدات علمی کی ترقی کا تھا۔ جو یہانتک مقبول ہوا۔ کہ جبتک نمائش کھلی رہی۔ جوق در جوق تعلیم یافتہ صاحبان بلا استثنائے امیر و غریب شوق دلی سے اسکے ملاحظہ کے لئے جاتے رہے۔ اور بآخرالامر دیگر صوبجات میں بھی اس کی

تقلید کا خیال پیدا ہوا۔ جس سے اُمید ہے کہ بیش بہا فوایدحاصل ہوں گے۔
علاوہ ازیں آپ کی دیگر حُسن خدمات اور علم دوستی کے کارنامے بھی اِس قدر ہیں
کہ جنکا احصار اِس مختصر میں سخت مشکل ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کی تعلیمی دلچسپی اور
علم دوستی پر گورنمنٹ اور پبلک دونوں یکساں مطمئن اور مسرور ہیں۔ چنانچہ
رئیس زادگانِ ہند کی تعلیم و تربیت کے لئے جو تین کالج ہندوستان بھر
میں قائم رکھنے منظور ہو چکے ہیں۔ اِنتظامِ جدید میں اُسکے لئے ایک انسپکٹنگ
آفیسر کا عہدہ بھی تجویز کیا گیا ہے۔ اور اِسپر آپ کا تقرر ہوا ہے۔
جس پر ہر چہار طرف سے اُردو و انگریزی اخبارات نے اِظہارِ مسرت کرکے
گورنمنٹ کے اس اِنتخاب کی بڑے پُرزور لفظوں میں تائید کی ہے۔
پنجاب بھر کی جس قدر مجالس یا جماعتوں کو تعلیمی معاملات سے دلچسپی
ہے۔ وہ سب آپ کے حُسنِ سلوک کی معترف ہیں۔ اور جس قدر مصنفین کو
آپ کے درِ دولت تک رسائی ہو سکی ہے۔ سب آپکی قدردانی
اور فیض رسانی کے قائل و ثناخوان ہیں۔ اِس کے
علاوہ رئیس پارٹی سے بھی آپ کا برتاؤ نہائت
معززانہ ہے۔ اور سب لوگ آپ کے
حُسنِ سلوک کے مدّاح ہیں۔ اُمید کہ آپکی
اعلیٰ لیاقتیں اور بے نظیر مشہوری
آپکو مزید ترقیات دلوائیگی۔
اور بہت جلد آپ اعلیٰ
سے اعلیٰ عہدوں پر
جلوہ فرما نظر آئینگے

جناب مسٹر ایلگزنڈر اینڈرسن صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای
کمشنر قسمت لاہور

صاحب موصوف ۱۳- جولائی ۱۸۷۲ء کو سرکاری مُلازمت میں شامل ہو کر ۴- نومبر ۱۸۷۲ء کو داخلِ ہندوستان ہوئے تھے- جس کے مُطابق ہندوستان میں کام کرتے ہوئے آپکو اَب تیئس سال سے بھی زائد عرصہ ہوتا ہے- اور ظاہر ہے- کہ اِس مُدّت میں جو وسیع تجربہ آپ کو حاصل ہو گا- اُس کا بہُت کم آفیسر دعویٰ کر سکتے ہیں- تحقیق حالات اور اِنصاف پروری آپ کا اصل اصُول ہے- چنانچہ گرم موسم میں بھی عند الضرورت دَورہ سے آپ کو عار نہیں ہوتا- پنجاب کے رؤساء کے کیرکٹر سے بھی اعلیٰ درجہ کے واقف ہیں- اور خاندانی و مستحقِ رعایت اشخاص سے اَخلاق و مروّت ملحوظ رکھتے ہیں- جس سے سب لوگ انکے مدّاح و ثناخوان پائے جاتے ہیں- دربارِ دہلی کے موقع پر بھی آپ شریک تھے

مسٹر چارلس ہربرٹ اٹکنسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور

صاحب ممدوح اُن لائق افسروں میں سے ہیں جو لاہور جیسے صدر مقام کا اہتمام رکھنے کی پوری پوری لیاقت رکھتے ہیں۔ قریباً پانچ سال سے آپ ضلع لاہور کے ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اور اس تمام عرصہ میں گورنمنٹ اور عوام و خواص جسقدر آپکے طریق عمل سے خوش رہے ہیں۔ غالباً بہت کم افسروں کو ایسا موقع ملا ہوگا۔ انتظام سرکاری اور رفاہ عام کی ترویج کے لئے آپکی خدمات خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔ اور علی ہذا شہر کی تمام اعلی پبلک باڈیز بھی انکی امداد و معاونت کی شکرگذار ہیں۔ غرضکہ آپ ایک صاف دل اور روشن خیال حاکم ضلع ہیں شریفوں اور رئیسوں کی عزت کرتے اور غریبوں پر رحم فرماتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی انصاف و عدالت کو ہر وقت اپنا نصب العین بنائے رہتے ہیں۔ اور جو بات انکے عہد دولت کی پبلک کو ہمیشہ خوشی کے ساتھ یاد رہیگی وہ یہ ہے۔ کہ کارونیشن کے موقع پر اُنہوں نے جس اعلی اہتمام کے ساتھ جلسہ تاجپوشی کا انتظام کیا۔ وہ واقعی پنجاب کے اس صدر مقام کے عین لائق اور مناسب تھا۔ اور اس پر لطف یہ ہے کہ روپیہ کا کثیر حصہ چندہ سے فراہم ہوا۔ اور چندہ میں ہرگز ہرگز کوئی حکومتی اثر نہیں ڈالا گیا بلکہ جسقدر بھی لوگ شریک ہوئے سب اپنی خوشی خاطر سے ہوئے۔ چندہ سے جو روپیہ جمع ہوا اسکی تعداد چار ہزار تھی۔ اور اس کے علاوہ ڈھائی ہزار روپیہ میونسپل کمیٹی سے دیا گیا تھا۔ اسکو اس عمدگی کے ساتھ خرچ کیا گیا کہ جس سے بہتر مصرف یقیناً نہ مل سکتے تھے یعنی ایک تو میونسپل کمیٹی کیطرف سے ایک مبارکبادی کا ایڈریس چاندی کے نفیس کاسکیٹ میں روانہ ہوا۔ دوسرا ٹون ہال میں ایک عظیم الشان پبلک دربار منعقد کیا گیا جسمیں صاحب ممدوح صدر نشین جلسہ تھے۔ جنہوں نے نہایت متانت و وقار اور شاہی رعب و داب کے ساتھ اعلان شاہی پڑھکر سنایا۔ اور بہر چند دلچسپ کھیل دکھائے گئے یتیموں بیواؤں کو زر نقد۔ محتاجوں کو کپڑا کمبل اور طلباء کو شیرینی تقسیم کی گئی۔ رات کو دیپ مالا اور آتشبازی کی بہار دکھائی گئی۔ غرضکہ دربار دہلی کا خاصہ نمونہ اہل لاہور کے لئے بڑی خوبصورتی کے ساتھ مہیا کر دیا گیا تھا۔ جھنڈیوں۔ نشانوں اور رسیوں پھلواڑی کی زیب و زینت نے جو دل آویزی پیدا کر دی تھی اس سے ہر چہار طرف عالم مسرت جلوہ گر تھا۔

صاحب موصوف ۲۳ ستمبر ۱۸۹۱ء کو سرکاری ملازمت میں اور ۲۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ہندوستان میں داخل ہوئے۔ جسکو اب قریباً بارہ برس ہوتے ہیں۔



جناب مسٹر سی ایچ ایکنس صاحب بہادر
ڈپٹی کمشنر ضلع لاہور

اعلیٰ حُکّامِ گورنمنٹ

مندرجۂ ذیل گورنر۔ لفٹننٹ گورنر۔ چیف کمشنر۔ ایجنٹ گورنر جنرل۔ اور لفٹننٹ جنرل کمانڈ صاحبان کے لئے سنٹرل کیمپ میں الگ الگ کیمپ لگائے گئے تھے۔ جنمیں سے ہر ایک کے ہمراہی بتعدادِ کثیر ہمرکاب تھے۔ جن کے ناموں سے ناظرینِ کتاب کو کوئی زیادہ دلچسپی نہیں ہوسکتی۔ اِسلئے صرف صاحبانِ کیمپ کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

جنگی حُکّامِ اعلیٰ

۱۔ میجر جنرل ڈی۔ جے۔ ایس میکلاڈ صاحب سی۔ بی۔ ڈی۔ ایس۔ او لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ بنگال مع لیڈی و مس صاحبات۔

۲۔ جنرل سر رابرٹ کنلائیف لا صاحب جی۔ سی۔ بی لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ بمبئی مع مس صاحبہ۔

۳۔ لفٹننٹ جنرل سر جی۔ بی ولسلی صاحب کے۔ سی۔ بی لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ مدراس۔

۴۔ لفٹننٹ جنرل سر بنڈن بلڈ صاحب کے۔ سی۔ بی لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ پنجاب مع لیڈی و مس صاحبات۔

مُلکی حُکّامِ اعلیٰ

۱۔ آنریبل مسٹر جے۔ بی۔ فلر صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ چیف کمشنر آسام مع لیڈی صاحبہ۔

۲۔ آنریبل کرنل سی۔ ای بیٹ صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ یم۔ جی ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مع لیڈی صاحبہ۔

۳- لفٹنٹ کرنل- ایم- جے- میڈ صاحب سی- آئی- ای ریزیڈنٹ بڑودہ مع لیڈی صاحبہ۔

۴- اونریبل مسٹر جے- اے بورڈلن صاحب سی- ایس- آئی- قایم مقام لفٹنٹ گورنر بنگال- مع لیڈی صاحبہ۔

۵- ہز ایکسیلنسی رائیٹ اونریبل ہنری سٹافورڈ بیرن نارتھ کوٹ صاحب جی- سی- آئی ای- سی- بی- گورنر بمبئی مع لیڈی صاحبہ۔

۶- اونریبل سر فریڈرک فرایر صاحب کے- سی- ایس- آئی لفٹنٹ گورنر برہما- مع لیڈی صاحبہ۔

۷- اونریبل مسٹر سی- ایس بیلی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا مع لیڈی صاحبہ۔

۸- اونریبل مسٹر جے- پی- ہیوٹ صاحب سی- ایس- آئی- سی آئی ای- قائیم مقام چیف کمشنر سنٹرل پراونس مع مس صاحبہ۔

۹- اونریبل لفٹنٹ کرنل سر ڈیوڈ بار صاحب کے- سی- ایس- آئی- ریزیڈنٹ حیدرآباد مع لیڈی صاحبہ۔

۱۰- ہز ایکسیلنسی رائیٹ اونریبل آرتھر اولیور ویلیز بیرن ایمپتھل صاحب جی- سی- آئی- ای- گورنر مدراس مع لیڈی صاحبہ۔

۱۱- اونریبل لفٹنٹ کرنل ڈی- رابرٹسن صاحب سی- آئی- ای ریزیڈنٹ میسور

۱۲- اونریبل لفٹنٹ کرنل ایچ- اے ڈین صاحب سی- ایس- آئی چیف کمشنر و ایجنٹ گورنر جنرل صوبہ سرحدی مع لیڈی و مس صاحبات۔

۱۳- اونریبل سر چارلس منٹگمری ریواز صاحب کے- سی- ایس- آئی لفٹنٹ گورنر پنجاب مع لیڈی صاحبہ۔

۱۴- اونریبل مسٹر اے- ایچ- پی- مارٹنڈل صاحب سی- ایس- آئی ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ مع لیڈی صاحبہ۔

۱۵- اونریبل سر جیمس ڈگنز لاٹوش صاحب کے- سی- ایس- آئی لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و لکھنؤ مع لیڈی صاحبہ۔

۱۶- امپیریل کیڈٹ کور- یہ دستہ چونکہ ہندوستانیوں اور انگریزوں میں خاص دلچسپی رکھتا ہے اسلیئے اِس کا حال کسیقدر مفصل با تصویر درج کیا جاتا ہے۔

(ح)

انڈین کیڈٹ کور

یعنی

ہندوستانی والیانِ ریاست اور شہزادوں کا

فوجی دستہ

یہ معزز فوجی دستہ جس کے قایم کرنے کی عزت لارڈ کرزن بہادر موجودہ وائسرائے و گورنر جنرل ہند کو حاصل ہوئی ہے۔ دربارِ اکبری میں اجپوت راجوں مہاراجوں کی کمربستگی کا جو حال اکثر تاریخی کتابوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اُس کا مکمل اور مہذب نمونہ سمجھنا چاہیئے۔ جس کی تجویز قیام کیوقت اکثر والیانِ ریاست نے اور بالخصوص مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے پُرزور تائیدیں کی تھیں۔

یہ دستہ اِس غرض سے قایم کیا گیا ہے۔ کہ ایک تو والیانِ ریاست میں انکا آبائی فن سپہ گری جو دن بدن مُتنزل ہو رہا تھا۔ ہمیشہ کے لیئے زندہ رہ سکے۔ جس کی گو اُن لوگوں کو اپنے معاملات میں تو کوئی ضرورت نہیں رہی۔ مگر گورنمنٹ کی خدمات میں وہ اِس سے کام لیکر بخوبی ناموری پیدا کر سکتے ہیں۔ اور گورنمنٹ انگریزی کے مُلکی و جنگی افسروں کی تربیت میں اچھی طرح صاحب السیف و القلم ہو سکتے ہیں۔ دوسرا اِس دستہ کا وجود باشندگانِ ہندوستان اور خصوصاً دولِ خارجہ کے روبرو سرکارِ انگلینڈ کی شہنشاہی۔ ہردلعزیزی اور جاہ و جلال کا ایک ایسا بدیہی اور بیّن ثبوت پیش کر دیتا ہے جو اِسی مضمون کے کئی ایک دفاتر کے دیکھنے سے بھی نہیں ہو سکتا۔

اِس دستہ کے قیام کے لئے موسمی لحاظ سے ڈیرہ دون اور میرٹھ مقامات مُقرر ہیں۔ جو شاید کسیوقت شملہ اور کلکتہ سے تبدیل ہو جائیں کیونکہ گورنمنٹ ہند کے ہیڈ کوارٹر ہونے کے باعث وُہی شہر انکے قیام کے لئے زیادہ تر موزون ہو سکتے ہیں۔ دربارِ دہلی میں انکا کیمپ حضور وائسرائے کے کیمپ کے قریب لگایا گیا تھا۔

وردی بھی اِنکی ہندوستان کی مُروّجہ فوجی وردی سے بالاتر رکھی گئی ہے۔ جو بالکل راجپوت بہادروں کی قدیمی پوشاک ہے۔ چنانچہ اِس میں ناظرین سب صاحبوں کی صورتیں مُلاحظہ فرمائیں گے۔ گھوڑے سب کے مُتفق یک رنگ اور انکی زینیں چیتے کے کھال کی تجویز ہوئی ہیں۔



امپریئل کیڈٹ کور یعنی فوج شہزادگان ہند.

اِس پُر فخر دستہ کے افسران صاحبانِ ذیل مُقرر ہو چکے ہیں۔

۱۔ کرنل مہاراجہ سر پرتاب[۱] سنگھ صاحب بہادر جی سی۔ ایس۔ آئی۔ والیِ ایڈر و نیز یہی کمانڈنگ آفیسر

۲۔ میجر ڈبلیو۔ اے واٹسن صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کمانڈنگ آفیسر

۳۔ کیپٹن ڈی۔ ایچ کیمرن صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ ایجوٹنٹ۔

۴۔ لفٹنٹ راؤ بہادر ٹھاکر دیپ سنگھ صاحب۔ اسسٹنٹ ایجوٹنٹ۔

---

[۱] کرنل مہاراجہ سر پرتاب سنگھ صاحب موجودہ مہاراجہ جودھپور کے حقیقی چچا ہیں۔ راٹھور راجپوت خاندان سے ہیں جنکا سلسلہ پُشت مہاراجہ رامچندر سے ملتا ہے۔ اور باعتبار اپنی تجربہ کاری اور بہادری کے راجپوتانہ بھر میں یکتا گنے جاتے ہیں۔ ایک عرصہ دراز تک سابق مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب بہادر والیِ جودھپور کیوقت آپ ریاست جودھپور کے مُجز و کُل مختار و کارفرما رہے ہیں جس کا اس عمدگی سے آپنے انتظام فرمایا کہ ریاست آباد ہوگئی۔ جودھپور کی سڑکیں اور ریلیں مہاراجہ پرتاب سنگھ کا نام کبھی بھول نہیں سکتیں۔ کیونکہ مارواڑ میں یہی انکے بانی ہوئے ہیں۔ مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب کے انتقال کے بعد بھی برابر آپ ہی جودھپور کے مدار المہام اعلیٰ رہے۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۹۰۲ء میں سابق مہاراجہ ایڈر کے لاولد فوت ہوجانے پر ریاستِ ایڈر کے مہاراجہ تسلیم کئے گئے جسکے تئیں آپکو آب ابھی راج دہانی میں رہنا ضروریات سے ہوگیا۔ ریاستِ ایڈر کی آمدنی چھ لاکھ روپیہ سالانہ اور آبادی قریب تین لاکھ کے ہے۔

مہاراجہ صاحب گورنمنٹ کے ہمیشہ سے خیر اندیش رہے ہیں جنگِ تیراہ و چین میں آپ بذاتِ خاص شریک تھے جہاں آپسے بڑے بڑے کارنامے نمایاں ظاہر ہوئے۔ ملکہ وکٹوریہ متوفیہ کی سنہری اور الماسی جُبلی کی تقریبات پر آپ ولائیت میں شریک ہوئے۔ اور اب ملکِ معظم کی تاجپوشی کیوقت بھی لنڈن میں طلب ہوئے تھے۔ جہاں آپکو شہنشاہ کا ایڈیکانگ بھی بنایا گیا۔ اور ملک بھر میں آپکی بہادری کی دھاک بندھ گئی۔ جس کی تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہوسکتی۔ مختصر یہ کہ لارڈ رابرٹس تک آپ کی بے جگری و دلاوری کے بڑے زور سے معترف ہیں۔

آپکا کیمپ علیحدہ دربار میں بھی لگا ہوا تھا۔ جسمیں مندرجہ ذیل صاحبان درباری تھے کنور سری دولت سنگھ صاحب ولیعہد۔ پروہت رام ناتھ صاحب سکرٹری۔ بابو رگھبنس نرائن صاحب پرائیویٹ سکرٹری۔ دیا بہائی صاحب وکیل ریاست و ۱۲ یوروپین مہمان۔ متفرقات میں سے۔ سور مہاراج مع دو صاحبزادوں کے۔ ٹھاکر ہری سنگھ۔ ٹھاکر تکت سنگھ مندرو۔ ٹھاکر دیپ سنگھ تھوسی۔ ٹھاکر دیپ سنگھ کو کاریا۔ ٹھاکر دلپت سنگھ مندری۔ ہمت سنگھ مامسی۔ ٹھاکر رگھناتھ سنگھ پرکھی۔ ٹھاکر اپے پال۔ ٹھاکر پرتاب سنگھ۔ میڈیکل افسر۔ ٹھاکر سنگھ رسیلا۔ ٹھاکر کشن سنگھ۔ مہاراج رتن سنگھ۔ ٹھاکر کشور سنگھ صاحبان۔

جنگی جوانوں (طلبائے صیغۂ جنگ) میں مفصلۂ ذیل پانچ والیانِ ریاست شریک ہیں

۱۔ ہز ہائینس مہاراجہ سردار سنگھ[۱] صاحب بہادر والیٔ ریاست جودھپور۔

۲۔ ہز ہائینس مہاراجہ ادھیراج[۲] والیٔ ریاست کشن گڑھ۔

---

[۱] ۔ ریاست جودھپور کا رقبہ سینتیس ہزار مربع میل۔ آبادی تقریباً پچیس لاکھ اور آمدنی اندازاً پینسٹھ لاکھ سالانہ ہے۔ فوج میں ۳۱۹۲ سوار ۵۲۶۳ پیادہ ہیں۔ سلامی ۲۱ توپ کی مقرر ہے۔ مہاراجہ ۱۸۸۰ء کی پیدائش ہیں۔ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو پندرہ برس کی عمر میں بجائے اپنے متوفی والد کے مسند نشین ہوئے۔ اور سن بلوغ پہنچنے پر اختیارات پائے۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ (جنکا ذکر ہو چکا ہے) تمام انتظام ریاست کے کفیل تھے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں اُنکے ایڈر کی گدی پر جانے اور آپکے انڈین کیڈٹ کور میں داخل ہونے کے باعث کاروبارِ ریاست کی سربراہی راؤ بہادر پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب جوڈیشل سکرٹری و افسر محکمہ خاص کرتے ہیں۔ ریاست میں ایک کونسل بھی مقرر ہے۔ جس کے ممبر ریاست کے متعدد اہلکار و جاگیردار ہیں۔ مہاراجہ صاحب انگریزی بخوبی جانتے ہیں۔ اور راٹھور راجپوتوں کے اُس خاندان سے ہیں جو پہلے قنوج میں حکمران تھا۔ اور جسمیں سے سیواجی نے مارواڑ کو اپنا مستقر بنایا تھا۔ اسی خاندان کی شاخیں بیکانیر کشن گڑھ۔ ایڈر اور احمد نگر میں حکمران ہیں۔

مہاراجہ جودھپور کا کیمپ مع ساتھ راجپوتانہ کے کیمپ میں علیحدہ بھی لگا ہوا تھا۔ اور مندرجۂ ذیل درباری آپ کے ساتھ تھے۔

مہاراج ارجن سنگھ صاحب برادر رشتہ۔ مہاراجہ رتن سنگھ صاحب برادر رشتہ کمانڈنگ مارواڑ انفنٹری۔ مہاراج ظالم سنگھ صاحب۔ مہاراج فتح سنگھ صاحب۔ مہاراج شیر سنگھ صاحب ٹھاکر منگل سنگھ صاحب جاگیردار پوکرن۔ ٹھاکر چین سنگھ صاحب آسوپ۔ راؤ بہادر ٹھاکر سنگھ صاحب جاگیردار کچاوان ممبر کونسل۔ ٹھاکر شیوناتھ صاحب جاگیر بخشی و معتمد ریزیڈنسی۔ راؤ بہادر پنڈت سکھدیو پرشاد صاحب سی۔ آئی۔ ای سینیئر ممبر محکمہ خاص۔ کرنل جے کرافٹس صاحب ایم۔ ڈی ریزیڈنسی سرجن۔ لفٹنٹ ایس ایچ جیکب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ۔ مسٹر ڈبلیو ہوم صاحب مینیجر اسٹیٹ ریلوے مع لیڈی صاحبہ۔ مسٹر آر ہانڈ صاحب ٹریفک مینیجر مع لیڈی صاحبہ۔ مسٹر جی۔ بی گائیڈ صاحب آڈیٹر۔

[۲] ۔ کشن گڑھ کا رقبہ ۸۵۸ میل مربع۔ آمدنی ساڑھے چار لاکھ۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ۔ اور سلامی ۱۵ توپ کی ہے۔ راؤ بہادر بابو شیام سندر لال صاحب سی۔ آئی۔ ای مدار المہام ہیں۔ آپکا کیمپ بھی روساے راجپوتانہ میں علیحدہ نصب تھا۔ اور مندرجۂ ذیل صاحبان اسمیں شریک تھے۔

مہاراج مان سنگھ صاحب رئیس فتح گڑھ۔ مہاراج دلی جی جگت سنگھ صاحب رئیس [illegible]۔ مہاراج [illegible] سنگھ صاحب رئیس [illegible]۔ راجہ گوبند سنگھ صاحب رئیس [illegible]۔ ٹھاکر گوپال سنگھ صاحب بخشی [illegible]۔ ٹھاکر [illegible] سنگھ صاحب [illegible]۔ ٹھاکر بھارت سنگھ صاحب رئیس [illegible] کرنل آنند سنگھ صاحب۔ راؤ بہادر بابو شیام سندر لال صاحب سی۔ آئی۔ ای دیوان [illegible]

۳۔ ہز ہائینس مہاراج رانا صاحب۔ دہولپور۔[۱]

۴۔ ہز ہائینس راجہ صاحب رتلام۔[۲]

۵۔ ہز ہائینس نواب صاحب جاورہ۔[۳]

---

[۱]۔ دہولپور کا رقبہ ۱۲۰۰ میل مربع۔ آبادی قریباً ڈہائی لاکھ۔ آمدنی ۱۵ لاکھ۔ اور سلامی ۱۵ توپ کی ہے۔ اِنتظامِ ریاست کونسل کے سپرد ہے۔ رئیس نوعمر ہیں۔ اور ابھی کامل الاختیار نہیں ہوئے۔ ڈیوک صاحب کی جبہ برداری پر یہی مقرر ہوئے تھے۔ آپ کا موروثی خطاب۔ رئیس الدولہ سپہدار الملک مہاراج ادہراج سوائی لوکیندر بہادر دلیر جنگ جے دیو ہے۔ رؤسائے سنٹرل انڈیا میں آپکا کیمپ علیحدہ بھی نصب تھا۔ اور مندرجۂ ذیل اہلکار اِس میں آپکے ہمرکاب تھے۔

مسٹر جے لیمبرڈ صاحب۔ مسٹر فورٹ صاحب انجنیر ریاست مع لیڈی صاحبہ۔ کنور روپ سنگہ صاحب سردار۔ کنور چمن سنگہ صاحب سردار۔ سردار امراؤ سنگہ صاحب ریوینو افسر نواب خواجہ محمد خاں صاحب سردار۔ سردار فتح سنگہ صاحب سردار۔ سردار انند ربیر سنگہ صاحب سردار۔ طالب حسین صاحب کمانڈنٹ افواج۔ سردار بہادر بہگت صاحب افسر عدالت وحساب۔ کنور بہیم سنگہ صاحب سرمور۔

[۲]۔ رتلام کا رقبہ بارہ سو میل مربع۔ آبادی تقریباً دو لاکھ۔ اور آمدنی اندازاً پندرہ لاکھ ہے۔ اور توپ سلامی ۱۳ ہیں۔ راجہ صاحب میو کالج اجمیر کے تعلیم یافتہ ہیں انتظامِ ریاست اہلکاران کی مدد سے چلتا ہے۔ آپ کا کیمپ بھی زمرۂ رؤسا میں علیحدہ تھا۔ اور مندرجۂ ذیل اہلکارِ ریاست اِسمیں شریک تھے۔

خان بہادر کرسپ جی رستم جی صاحب تہانہ والہ کامدار۔ ٹہاکر بہیم سنگہ جی صاحب راؤ بہادر رگہناتھ جی صاحب۔ مولوی عبد الحق صاحب۔ پردہان سالگ رام جی صاحب۔

[۳]۔ نواب صاحب جاورہ کی ریاست کا تذکرہ مع اُن کی جُداگانہ تصویر کے دوسری جگہ درج ہے۔ آپ کی ریاست کا رقبہ ۶۰۶ میل مربع۔ آبادی ۸۴۴۱۲۔ آمدنی قریباً دس لاکھ۔ اور سلامی ۱۳ ضرب توپ کی ہے۔

ولیعہدان و رئیس زادگان ہندوستان میں سے مندرجہ ذیل صاحبان داخل ہو چکے ہیں۔

۱۔ نواب محمد ولی الدین خاں صاحب[1] فرزند ہز ایکسیلنسی نواب سر وقار الامرا بہادر مرحوم مدار المہام دکن۔

[1] نواب محمد ولی الدین خاں صاحب ہز ایکسیلنسی سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامراء نواب سر محمد فضل الدین خاں صاحب مرحوم کے سی۔ ایس۔ آئی مدار المہام دکن کے فرزند دوم ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی جناب نواب محمد مختار الدین صاحب سلطان الملک بہادر تو اپنی ریاست میں مقیم ہیں۔ لیکن چونکہ آپکو فوجی فنون سے دلچسپی ہے اسلئے انڈین کیڈٹ کور میں داخل ہوئے ہیں۔ آپکا خاندان دکن میں ایک اعلیٰ درجہ کا نیک نام اور معزز و مقدس خاندان ہے جس کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رح اور حضرت ابراہیم ادہم رح اور حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق سے جا ملتا ہے۔ بانی سلطنت دکن حضرت آصف جاہ اوّل کے ساتھ آپکے اجداد میں سے نواب ابو الخیر خاں بہادر امام جنگ حیدرآباد آئے تھے۔ اور امرائے درجۂ اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن انکے خلف الرشید نواب محمد ابو الفتح خاں شمس الدولہ شمس الملک شمس الامرا بہادر تیغ جنگ نے اپنے حسن لیاقت سے اور بھی ترقی کی اور سلطنت آصفیہ سے باون لاکھ کی جاگیر بھی پائی۔ اور اس کے علاوہ انکے صاحبزادے ابو الفخر فخر الدین شمس الدولہ شمس الملک شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو آصف جاہ ثانی نے اپنی عزتِ دامادی بھی عطا فرمائی۔ جس کے بعد اس خاندان کی شادیاں شاہی گھرانے میں شروع ہو گئیں۔ جو اب تک برابر ہوتی ہیں۔ انکے دو صاحبزادے ہوئے۔ ایک محمد سلطان الدین خاں سبقت جنگ معتمد الدولہ بشیر الملک بہادر جنکے خلف الصدق نواب محمد مظہر الدین خاں رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر سر آسمان جاہ مرحوم کے سی ایس آئی سابق مدار المہام دکن تھے۔ اور دوسرے محمد رشید الدین خاں جنگ اقتدار الدولہ اقتدار الملک بہادر ہوئے۔ جنکو خدا نے دو صاحبزادے عطا کئے۔ ایک محمد محی الدین خاں خورشید الامرا سر خورشید جاہ تیغ جنگ بہادر دوسرے ہز ایکسیلنسی سر وقار الامرا جن کا انتقال ۱۹۰۲ء میں ناگہانی طور پر وقوع میں آیا۔ اس خاندان کا تعزز و تقدس حضرت سلطنت آصفیہ میں ہی نہیں کیا جاتا بلکہ علاقہ انگریزی میں بھی اسی عزت سے دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس خاندان کی دونوں شاخوں کے ارکان اعلیٰ کو سترہ سترہ توپ کی سلامی گورنمنٹ سے مقرر ہے۔ اور حضور وائسرائے ملاقات باز دید بھی فرماتے ہیں۔

نواب محمد ولی الدین خاں بہادر بڑے وجیہ اور لائق رئیس زادے ہیں۔ مذاق نہایت اعلیٰ اور جرأت سپاہیانہ رکھتے ہیں۔ امید کہ مثل اپنے اجداد کے حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے ظلِ عاطفت میں بڑی بڑی ترقیات حاصل کرینگے۔ منشی عبد الغفار بیگ خاں صاحب (خلف بخشی فیض محمد خاں صاحب مرحوم) آپکے صدر تعلقدار پائیگاہ ہیں۔ جو ایک پہلے درجہ کے نیت بخیر امین۔ مستدین خیر خواہ اور لائق اہلکار ہیں۔ اور جو نسلاً بعد نسلاً اس خاندان کی اعلیٰ خدمات کے لئے نامور رہے ہیں۔ اور جن کی حضوری سے غالباً نواب صاحب کو بہت بڑی مدد ملے گی۔

۲۔ سردار بسنت سنگھ صاحب اٹاریوالہ۔
۳۔ کنور پرتاب سنگھ صاحب کامان۔
۴۔ کنور زور آور سنگھ صاحب بھاؤنگر۔
۵۔ مہاراج اکھے سنگھ صاحب جودھپور
۶۔ ٹھاکر گوپال سنگھ صاحب گونڈل
۷۔ بہورام سنگھ صاحب جے پور
۸۔ کنور رام سنگھ صاحب دیرپور
۹۔ کنور کہمان سنگھ صاحب کوٹہ
۱۰۔ ٹھاکر دیو سنگھ صاحب کوٹہ
۱۱۔ راجہ بھیمند سنگھ صاحب مدد۔
۱۲۔ کنور بہارت سنگھ صاحب الام۔
۱۳۔ صاحبزادہ امانت اللہ خاں صاحب ولیعہد ٹونک۔
۱۴۔ کنور رے سنگھ صاحب چھوٹا اودیپور
۱۵۔ خان محمد اکبر خان صاحب بھوپتی مردان
۱۶۔ سردار محمد خاں صاحب سردار گڑھ۔
۱۷۔ آغا قاسم شاہ صاحب۔
۱۸۔ صاحبزادہ طالع محمد خاں صاحب پالن پور

(ط)

فہرست قایم مقامان نوآبادیہا و ڈیپوٹیشن ہاے دول غیر

(جن کو گورنمنٹ اوف انڈیا نے مدعو فرمایا تھا)

قایم مقامان نوآبادیہا

آسٹریلیا۔ سر رچرڈ بیکر صاحب مع مس صاحبہ۔
کیپ سے۔ سر رچرڈ صاحب و لیڈی سالیمن صاحبہ۔

ڈیپوٹیشن ہاے دول غیر

پرتگالی مقبوضات ہند

ہز ایکسلینسی سر ایڈوارڈو۔ اے آر گلہارڈو صاحب گورنر جنرل علاقۂ پرتگیز متعلق ہند۔
ہمراہیان ذیل:۔ کپتان ایڈری اینو۔ اے ڈی سی۔ ملٹری سکرٹری۔

کپتان ایچی دیوا سے - ڈی - سوزا سکرٹری۔

کپتان مینودل اے - ڈی - میتھوس کارڈ بیر وایڈ یکانگ۔

کپتان جاے کم - جے فیریرا ڈی ایکوا ٹر ایڈ یکانگ۔

ایڈوارڈو ڈی - بی - گلہارڈو - پرائیویٹ سکرٹری۔

فرانسیسی مقبوضاتِ ہند

ہز ایکسیلنسی - مانسیر وکٹر لیئرے زاک - گورنر فرانسیسی مقبوضاتِ ہند مع میڈم صاحبہ

ہمراہیان - کپتان میجرل صاحب و عبدالمجید خاں صاحب۔

جاپان

لفٹنٹ جنرل بیرن یاسو کاٹا اوکو صاحب۔

ہمراہیانِ ذیل:- میجر مت سوی یوہی - کپتان سوکے تا کا ایٹو - لفٹنٹ تدا تاکا او تاکا - میجر ٹی - اِی سکاٹ سی - آئی - اِی - ڈی ایس او - تیسری سکھ انفنٹری - گورنمنٹ کیطرف سے جنرل مذکور انکی خدمت میں متعین تھے۔

سیام

جنرل چو فیا سراو نگس صاحب۔

مسقط

سید تیمور بن فیصل صاحبزادہ سلطان مسقط۔

ہمراہیان - سید یوسف بن الشید زواوی - سید محمد بن نصیر غشوم - میجر پی زیڈ - کاکس سی - آئی - اِی - پولیٹیکل ایجنٹ مسقط - مع لیڈی صاحبہ۔

نیپال

ہز ایکسیلنسی مہاراج چندر شمشیر جنگ رانا بہادر پرائم منسٹر و مارشل نیپال۔

ہمراہی مفصلہ ذیل رؤسا و عمائدین ریاست۔
رانا بہادر فتح شمشیر جنگ سینئر کمانڈنگ جنرل۔
رانا بہادر گھنڈرا شمشیر جنگ کمانڈنگ جنرل
رانا بہادر موہن شمشیر جنگ لفٹننٹ جنرل۔
راجہ گرو قبالیہ۔ راج پنڈت جی۔
چنتا رایا کرنل بشنو پرشاد شاہ۔
راجہ جیا پرتھی بہادر سنہ۔ گرو پروہت پریگراج پنڈت جی۔
کرنل بہادر گھمبیر سنگھ رایا مجھی۔
کرنل بہادر تھاپہ ہرکھا جنگ۔
کرنل بہادر گڑھ ٹورہ مہابیر سنگھ۔
لفٹننٹ کرنل کلانند۔
لفٹننٹ کرنل جیت بہادر
لفٹننٹ کرنل بشنو کمار پانڈے۔
سردار رودر امن
میجر کپتان دل بہادر بسنیت۔
میجر کپتان گڑھ لترا دھیراب بہادر۔
کپتان گبرلی امبر دھوج۔
کپتان ادھکاری بشنومن سنگھ۔
سوبہا مریچی من سنگھ۔
ڈاکٹر ادہرناتھ چٹر جی۔
راج بید دیوانند صاحب۔
لفٹننٹ کرنل سی ڈبلیو راونشا آئی سی ایس ریزیڈنٹ نیپال مع میم صاحبہ و مس صاحبہ
کپتان ہوگو۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ ریزیڈنسی سرجن مع مس صاحبہ۔

فہرست افواجِ سرکاری جو دربار پر حاضر تھیں (ک)

حضور وائسرائے کا باڈی گارڈ۔
رائل ہارس آرٹیلری ایچ بیٹری۔
چوتھی ڈریگون گارڈس۔
گیارہویں بنگال لینسرز۔
پہلی پلٹن نارتھمپٹن شائر رجمنٹ کی۔
پندرہویں سکھ۔
(افسرانِ افواج)
دربار کے خاص فوجی سٹاف افسران۔
(کیولری ڈویژن کے افسران)
(کیولری برگیڈ کے افسران)
رائل ہارس آرٹیلری ڈی بیٹری۔
پندرہویں ہسارز
نویں بنگال لینسرز۔
چوتھی بمبئی کیولری۔
کیولری برگیڈ کے افسران۔
رائل ہارس آرٹیلری آئی بیٹری۔
نویں لینسرز۔
آٹھویں بنگال لینسرز۔
انیسویں بنگال لینسرز۔

(سونٹنیڈا انفنٹری)
(ڈیرہ بٹالین)
(پہلی انفنٹری ڈویژن کے افسران)
(پہلی انفنٹری برگیڈ کے افسران)
پلٹن ساؤتھ ویلز بورڈرس۔
دوسری پلٹن ویلش رجمنٹ۔
چوتھی راجپوت۔
بتیسویں پنجاب پاینیرز۔
(افسران دوم انفنٹری برگیڈ)
دوسری پلٹن گارڈن ہائیلنڈرس۔
دوسری پلٹن آرگل وسدرلینڈ ہائیلنڈرس۔
ستائیسویں بلوچ لائٹ انفنٹری۔
بتیسویں پنجاب پایونیرز
(تیسری انفنٹری برگیڈ کے افسران)
پہلی پلٹن رائل آئرش رائفلز۔
چھٹی جٹ لائٹ انفنٹری۔
تیرہویں راجپوت انفنٹری۔
پہلی پلٹن اور تیسری گورکھا

سٹاف ڈویژنل ٹروپس۔
(پہلی انفنٹری ڈویژن کے افسران)
اٹھائیسویں برگیڈ ڈویژن رائل فیلڈ آرٹیلری۔
چھیالیسویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری۔
۹۱ ویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری
۴۵ ویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری۔
چھٹی مونٹن بیٹری آر۔جی۔اے۔
ساتویں مونٹن بیٹری آر۔جی۔اے۔
(کمپوزٹ رجمنٹ پی پی ایف کیولری)
دوسری سکوارڈرن گائیڈز کیولری۔
دوسری سکوارڈرن پانچویں پنجاب کیولری
چوتھی پنجاب پایونیر
پہلی بنگال سفرمینا۔
تیسری بنگال کیولری۔
(افسرانِ دوم انفنٹری ڈویژن)۔
افسرانِ چہارم انفنٹری برگیڈ۔
پہلی پلٹن نارفوک رجمنٹ۔
پہلی پلٹن بیڈفورڈشائر رجمنٹ
بیسویں پنجاب انفنٹری۔

۳۸ ویں ڈوگرہ انفنٹری۔
(افسرانِ پنجم انفنٹری برگیڈ)
دوسری پلٹن کنگز رائل رائیفل کور۔
تیسری پلٹن رائفل برگیڈ۔
پہلی پلٹن دوسری گورکھا رائیفلز۔
پہلی پلٹن اُنتالیسویں گڑھوال رائفلز۔
(چھٹی انفنٹری برگیڈ کے افسران)
دوسری پلٹن پارک شائر رجمنٹ۔
پہلی پلٹن نارتھ سٹافورڈشائر رجمنٹ۔
اٹھائیسویں مدراس انفنٹری۔
چوتھی انفنٹری حیدرآباد کنٹنجنٹ۔
(افسرانِ ڈویژنل افواج دوم
برگیڈ انفنٹری)۔
پہلی برگیڈ ڈویژن رائل فیلڈ
آرٹیلری۔
۶۷ ویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری۔
۶۹ ویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری۔
پشاور مونٹن بیٹری۔
کوئٹہ مونٹن بیٹری۔
سنٹرل انڈیا ہارس کی پہلی
(کمپوزٹ) رجمنٹ۔

سنٹرل انڈیا ہارس کی دوسری (کمپوزٹ) رجمنٹ۔
(کمپوزٹ رجمنٹ پی۔ ایف۔ ایف انفنٹری)
ایک ڈبل کمپنی پہلی پی۔ آئی۔
ایک کمپنی دوسری پی۔ آئی۔
ایک ڈبل کمپنی چوتھی پی۔ آئی۔
ایک کمپنی چوتھی سکھ۔
ایک ڈبل کمپنی گائیڈز انفنٹری۔
دوسری کمپنی مدراس سفر مینا۔
(افسران کور ٹروپس)
۱۰ ویں بنگال لینسرز۔
کمپوزٹ دیسی رسالہ کی رجمنٹ۔
۳۸ ویں برگیڈ ڈویژن رائل فیلڈ آرٹیلری۔
۲۴ ویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری
۳۴ ویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری۔
۷۲ ویں بیٹری رائل فیلڈ آرٹیلری۔
(رڑکی گیریزن کمپنیاں)
۱۷ ویں کمپنی رائل گیریزن آرٹیلری۔
۲۷ ویں کمپنی رائل گیریزن آرٹیلری۔
۱۰۴ ویں کمپنی رائل گیریزن آرٹیلری۔
تیسری بنگال سفر مینا۔
چوتھی بنگال سفر مینا۔
چوتھی بمبئی سفر مینا۔
بنگال سفر مینا کا غبارہ ساز اور پل طیار کرنیوالا سیکشن۔
والنٹیر کنٹنجنٹ
دو سکوارڈرن سواران والنٹیر کے۔
آٹھ کمپنیاں پیدل والنٹیر کی۔
(امپیریل سروس ٹروپس)
جنکی تصریح نہیں ہوئی۔
مندرجہ ذیل محکمہ جات بھی فوج کے ہی زیر اہتمام تھے۔
سنٹرل سپلائی ڈیپارٹمنٹ۔
بیس ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ۔
انگریزی جنرل ہسپتال۔
دیسی جنرل ہسپتال۔
آرڈیننس ڈسپنسری۔
جنگی کمپنی مکھن سازی۔
متعدد فیلڈ ہسپتال۔

(ل)

بہادرانِ ۱۸۵۷ء

یوروپین و یوروشین بہادرانِ غدر
(جو دہلی اور لکھنؤ کی مُہمات میں شریک تھے)

علاقۂ کورگ و میسور

جے سالمین بینٹر آپا تھیکری مُتعلقہ ۲۷ مدراس انفنٹری حال مقیم بنگلورہ

علاقۂ بمبئی

مسٹر جیمس کرمی ایکٹنگ ڈپٹی کمشنر پولیس مقیم بمبئی۔

سارجنٹ پیٹرول کرانوی مُتعلقہ ۹۳ ویں سدرلینڈ ہائلنڈرز مقیم ضلع دہاروار۔

پنجاب

پادری ڈبلیو فرگوسن چیپلین ۷۹ ویں ہائلنڈرز مقیم چمبہ۔

کپتان جے۔جی ڈوپر پائن مُتعلقہ ۶۱ ویں رجمنٹ ملکہ معظمہ مقیم جالندھر۔

لفٹننٹ جے۔ایچ کولیٹر مُتعلقہ ۶۱ ویں رجمنٹ ملکہ معظمہ حال مقیم شملہ۔

کپتان۔ڈی گل۔ مُتعلقہ ۶۱ ویں رجمنٹ ملکہ معظمہ حال مقیم سیالکوٹ۔

بی گیٹلے سب کنڈکٹر مُتعلقہ بنگال رائل ہارس آرٹیلری مقیم ضلع دہلی۔

لفٹننٹ سی۔ایچ ہیرس مُتعلقہ ۲۳ ویں رائل ویلش فیوزیلیرز مقیم انبالہ۔

مسٹر این ڈبلیو بنکرافٹ مُتعلقہ بنگال ہارس آرٹیلری مقیم ضلع شملہ۔

کرنل اے۔آر۔ڈی میکنزی مُتعلقہ گائیڈس کور کیولری و ویلنز اس مقیم شملہ۔

کپتان جے۔ایم کورٹنے۔ آئی۔ایس۔ایم۔ڈی مُتعلقہ سابق ۳ یوروپین و حال ۱۰۷ رجمنٹ مقیم انبالہ۔

سارجنٹ آتھراوون متعلقہ ۲۵ ویں پیدل مقیم لاہور۔

علاقۂ بنگال

مسٹر ایچ۔ ڈبلیو دیترال متعلقہ کمسریٹ ڈیپارٹمنٹ مقیم کملہ ضلع ٹپرا۔
میجر آر۔ پی ڈن۔ وی۔ ڈی متعلقہ توپ اوّل برگیڈ بنگال ہارس آرٹلری مقیم کلکتہ

ممالکِ متحدہ آگرہ واودہ

میجر سی اوگارمن مقیم ڈیرہ دون۔
کپتان بی پرائس مقیم ڈیرہ دون۔
کپتان جے۔ راجرس مقیم علیگڑھ۔
جے بیلی علمبردار فوج پیادہ مقیم علیگڑہ
کپتان سی برسکو مقیم جہانسی۔
کپتان لی مقیم نینی تال۔
کپتان ڈبلیو جے رائلیف مقیم لکھنؤ۔
سرجن کپتان ٹینی مقیم لکھنؤ۔
ڈی جے ٹرشم سینر اپاتھیکری درجۂ اوّل متعلقہ انڈین سبارڈینیٹ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ مقیم الہ آباد۔
جے برچ۔ اپاتھیکری درجۂ اوّل متعلقہ انڈین سبارڈینیٹ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ مقیم الہ آباد
کارپورل پی چارلس متعلقہ سابق لاہور لائٹ ہارس مقیم بنارس۔
ای ڈس بردسنر اپاتھیکری درجۂ اوّل متعلقہ انڈین سبارڈینیٹ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ مقیم آگرہ۔
ڈرم میجر۔ ای۔ ڈی کردز متعلقہ ۹۳ ویں پنجاب انفنٹری مقیم میرٹھ۔
سارجنٹ آربائیلو متعلقہ ایف ۱۹ ویں ہسارز مقیم میرٹھ۔

ٹرپ سارجنٹ میجر لی۔ ہل متعلقہ ۱۹۲ ویں ہسارز مقیم نینی تال۔
اے گلا گہر کنڈکٹر متعلقہ آرڈیننس ڈیپارٹمنٹ مقیم کانپور۔
سینئیر اسسٹنٹ سرجن وآنریری اسسٹنٹ سرجن کیپٹن ایم ملر متعلقہ انڈین گارڈینیٹ ملٹری ڈیپارٹمنٹ مقیم لکھنؤ۔
سارجنٹ اپاتھکری ای ڈیل متعلقہ انڈین س۔م۔ڈ مقیم کانپور۔
سارجنٹ جے پیٹرز متعلقہ سابق لاہور لائٹ ہارس لکھنؤ۔
ایس ولسن اپاتھکری درجہ اول متعلقہ۔ ا۔س۔م۔ڈ مقیم میرٹھ

راجپوتانہ

اے۔ ایس کلبری۔ آئی۔ ایس۔ ایم ڈپٹی اسسٹنٹ اپراتھکری مقیم پہلیرا۔

ممالک متوسط

ڈبلیو وی بیورز سب کنڈکٹر متعلقہ ملٹری ورکس مقیم کمپٹی۔
اے۔ فری گریڈ۔ ڈرم میجر ۲۷ ویں رجمنٹ مدراس انفنٹری مقیم ناگپور۔
سی آدمس بیٹری سارجنٹ متعلقہ ۲۰ ویں برگیڈ رائل آرٹیلری مقیم جبلپور۔
اونریری لفٹنٹ یارڈ کر متعلقہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ مقیم جبلپور۔

دیسی بہادران غدر

میسور و کورگ

حوالدار پیرول متعلقہ۔ کیو۔ او سفر مینا۔
حوالدار محمد قاسم متعلقہ ۸ ویں مدراس انفنٹری
صوبیدار جونداراؤ متعلقہ ۲ پرنس آف ویلز اون لائیٹ کیولری۔

صوبیدار امیر حسین بہادر پہلی مدراس انفنٹری
حوالدار مصطفےٰ خان متعلقہ ۳۳ نیٹو انفنٹری
صوبیدار اسمٰعیل جی آسمعیل ۲۹ ویں بمبئی رجمنٹ
جمعدار سید حسین متعلقہ ۲۶ مدراس انفنٹری

صوبیدار سید محی الدین بہادر متعلقہ ۲۶ مدراس رائیفلز۔
حوالدار سید ابراہیم متعلقہ ۶۱ مدراس انفنٹری
کلر حوالدار دیر اسامی متعلقہ کیو۔ اوسفر مینا
حوالدار شیخ فرید۔
حوالدار یعقوب خاں متعلقہ ۳۲ رجمنٹ مینیٹو انفنٹری۔

صوبہ سرحدی شمال مغرب

دفعدار محمد ایوب متعلقہ ۱۳ بنگال کیولری
رسالدار محمد اکبر خاں متعلقہ پنجاب کیولری
جمعدار غلام خاں متعلقہ ۴ پنجاب کیولری
کوٹ دفعدار لطیف علیخاں متعلقہ گائیڈز کیولری
جمعدار شاہ پسند خاں متعلقہ گائیڈ کیولری۔
کوٹ دفعدار یونس خاں متعلقہ گائیڈ کیولری۔
دفعدار مہر علی متعلقہ گائیڈ کیولری۔
کوٹ دفعدار شمس الدین متعلقہ دوسری پنجاب کیولری
صوبیدار میجر عبداللہ خاں متعلقہ ۲۶ بنگال انفنٹری۔
سردار بہادر رسالدار میجر میر عالم خاں متعلقہ ۶ بنگال کیولری۔
حوالدار منور متعلقہ گائیڈ انفنٹری۔
دفعدار سلطان خاں متعلقہ گائیڈ کیولری۔
حوالدار مست متعلقہ پہلی پنجاب انفنٹری۔
صوبیدار امیر خاں متعلقہ ۱۹ بنگال انفنٹری۔
حوالدار منیر متعلقہ گائیڈز انفنٹری۔
خان بہادر جمعدار محمد متعلقہ ۱۹ بنگال انفنٹری
جمعدار ابراہیم خاں متعلقہ ۱۹ بنگال انفنٹری
یہ صاحب بطور مہمان گورنمنٹ آف انڈیا کے بھی بلائے گئے تھے۔
صوبیدار شاہ پسند متعلقہ ۱ بنگال انفنٹری۔
جمعدار میاں گل متعلقہ ۱۹ بنگال انفنٹری۔
دفعدار محمد اسلام متعلقہ گائیڈ کیولری۔
حوالدار گوجر متعلقہ پہلی پنجاب انفنٹری۔
حوالدار سرور شاہ متعلقہ ۱۷ بنگال انفنٹری
جمعدار میر افضل متعلقہ ۲ پنجاب انفنٹری۔
صوبیدار رحیم خاں متعلقہ پہلی پنجاب انفنٹری
رسالدار رب نواز خاں بدّوزئی۔
حوالدار بہرام خاں متعلقہ پہلی پنجاب انفنٹری
حوالدار سعید خاں متعلقہ پہلی پنجاب انفنٹری۔
نائیک شیر زمان متعلقہ پہلی پنجاب انفنٹری۔

حوالدار کرپالا سنگھ متعلقہ ۱۲ پنجاب انفنٹری۔
رسالدار عبداللہ خاں متعلقہ ۵ پنجاب کیولری
صوبیدار مظفر خاں متعلقہ ۱۱ پنجاب انفنٹری۔
صوبیدار قادر خاں متعلقہ ۱۱ پنجاب انفنٹری۔
صوبیدار الہ یار خاں متعلقہ ۵ ویں پنجاب کیولری۔
رسالدار در محمد خاں بہادر کہکوانی متعلقہ پٹھان فوج بیقاعدہ ماتحتی میجر لینڈ

ممالکِ متحدہ آگرہ و اودہ

جمعدار محمد اسمعیل متعلقہ ۳ بنگال کیولری۔
جمعدار نواب خاں متعلقہ ۳ کیولری لکھنؤ۔
رسالدار پردان بھگونت سہائے مقیم میرٹھ۔
دفعدار گنگا رام متعلقہ ۱۴ بنگال لینسرز بلندشہر
رسالدار میجر حسین علی خاں سردار بہادر متعلقہ ۷ ویں بنگال کیولری علیگڑھ۔
حوالدار نوندسنگھ فیض آباد۔
نایک شیخ بخش مقیم فیض آباد۔
دفعدار گوردت سنگھ مقیم فیض آباد۔
دفعدار بہادر خاں مقیم فیض آباد۔
صوبیدار شیخ ہدایت مقیم فیض آباد۔
حوالدار بہادر گورنگ متعلقہ ۴ گورکھا رائفلز۔
جمعدار موتی رام ۵ گورکھا رائفلز۔
حوالدار جوہر سنگھ کہتری مقیم ضلع الموڑہ۔
حوالدار گمان سنگھ مروال ضلع الموڑہ۔
حوالدار موہن سنگھ ضلع الموڑہ۔
حوالدار گمان سنگھ سیل ضلع الموڑہ۔
حوالدار گلاب سنگھ بوہرہ ضلع الموڑہ۔
نایک مان سنگھ بہرہ ضلع الموڑہ۔
حوالدار کشن بیر ضلع الموڑہ۔
حوالدار کلو ضلع الموڑہ۔
حوالدار کہاناری ضلع الموڑہ۔
حوالدار بدہی بالا پتہ ضلع الموڑہ۔
حوالدار جیسا رام ابادریا ضلع الموڑہ
حوالدار آسا سنگھ چناہی ضلع الموڑہ
نایک ناہر ہری سنگھ جیوشی ضلع الموڑہ۔
حوالدار کشن سنگھ ضلع الموڑہ۔
صوبیدار پرتاب سنگھ ۳ گورکھا رائفلز۔
حوالدار ونزیر سنگھ تہاپا ۳ گورکھا رائفلز
نایک کلیان سنگھ متعلقہ سیکی برگیڈ رائل آرٹیلری
رسالدار محمد نور خاں متعلقہ بنگال کیولری
جمعدار امین اللہ خاں متعلقہ بنگال کیولری

صوبیدار رام نند تواری متعلقہ ۱۶ نیٹو انفنٹری۔
صوبیدار میجر شیو داس سنگھ متعلقہ ۷ نیٹو انفنٹری
صوبیدار میجر موتی سنگھ سردار بہادر آنریری کپتان متعلقہ ۳۹۔ گڑھوال رائفلز۔
حوالدار جانکی پرشاد متعلقہ بارہ بنکی پولیس
دفعدار امیر خاں کور آف گائیڈز۔
دفعدار شیر محمد متعلقہ ۱۷ بنگال کیولری
حوالدار میسو تھاپہ ۲۔ گورکھا رائفلز۔
حوالدار جوہر سنگھ متعلقہ ۳۔ گورکھا رائفلز
نایک سرجیت رانا متعلقہ ۲۔ گورکھا رائفلز
حوالدار رک بیر ناگرکوٹی متعلقہ ۲۔ گورکھا رائفلز
حوالدار سنگھ رام رانا متعلقہ ۲۔ گورکھا رائفلز
حوالدار ہنتو بشت متعلقہ ۲۔ گورکھا رائفلز
حوالدار سنگھبیر کہتری متعلقہ ۵۔ گورکھا رائفلز
حوالدار دھنبیر لوہار متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز
حوالدار رگھوبیر رانا متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز
حوالدار دھنبیر گرونگ متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز
بگل میجر نندو ڈامی متعلقہ ۲۔ گورکھا رائفلز
صوبیدار سورن سنگھ مہر متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز
حوالدار امر سنگھ راوت متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز
صوبیدار مانی رام گہلائے متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز

حوالدار سپر بہادر تھاپا متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز
حوالدار سنگھ بہر اگی متعلقہ ۴۔ گورکھا رائفلز
صوبیدار دھن بہیر متعلقہ کور آف گائیڈز
حوالدار مکتی رام متعلقہ ۲ گورکھا رائفلز
صوبیدار دھابیر جبانکسی متعلقہ ۱/۱ گورکھا رائفلز
صوبیدار رام غلام متعلقہ بنگال سفر مینا۔
جمعدار بدری دین متعلقہ کور آف گائیڈ
دفعدار جوالا سنگھ متعلقہ ۱۸ بنگال کیولری
نایک چندر سنگھ متعلقہ ۳۔ گورکھا۔
نایک سوبہا متعلقہ ۴۴۔ نیٹو انفنٹری
حوالدار پورن دوبے متعلقہ ۱۶ بنگال انفنٹری
صوبیدار رام سرن سنگھ متعلقہ ۱۶ نیٹو انفنٹری
حوالدار جگن ناتھ پانڈے متعلقہ پہلی و دوہ فوج [illegible]
حوالدار تیجا تیواری متعلقہ ۱۶ نیٹو انفنٹری
نایک گوردھن سنگھ متعلقہ ۴۴ نیٹو انفنٹری
جمعدار بھوانی سنگھ متعلقہ ۱۶ نیٹو انفنٹری
صوبیدار میجر بلدیو پاٹھک متعلقہ ۱۶ نیٹو انفنٹری
نایک گیان سنگھ متعلقہ ۳۔ گورکھا رجمنٹ
جمعدار جگت رام متعلقہ ۳۔ گورکھا رجمنٹ
حوالدار جیون سنگھ متعلقہ ۴۴۔ گورکھا رجمنٹ
سردار بہادر صوبیدار میجر جوتشیا کہتری متعلقہ ۱۳ بنگال انفنٹری

حوالدار لچھمن متعلقہ ۳- گورکھا رائفلز۔
نائیک وصلی خاں متعلقہ ۲۲- برگیڈ رائل آرٹیلری کانپور۔
نائیک امراؤ سنگھ متعلقہ سفر مینا کانپور۔
دفعدار بدیو سنگھ متعلقہ ا بنگال لینسر کانپور۔
صوبیدار کاشی رام متعلقہ ارڈیننس ڈیپارٹمنٹ کانپور۔
دفعدار ستور اسنگھ متعلقہ ۵ بنگال کیولری
دفعدار آصف الدولہ خاں متعلقہ ۱۶ بنگال کیولری۔ فرخ آباد۔

حوالدار موتی متعلقہ ۱۴ نیٹو انفنٹری
صوبیدار میجر نندو ۳ بنگال انفنٹری۔
رسالدار نواب خاں متعلقہ ۶ بنگال کیولری
سردار بہادر رسالدار میجر منور اسنگھ متعلقہ ۲- بنگال کیولری۔ فرخ آباد۔
دفعدار سیر پرشاد سنگھ لیس متعلقہ ۲- بنگال کیولری ضلع فرخ آباد۔
صوبیدار اجودھیا پاٹھک متعلقہ بنگال سفر مینا ساکن ضلع رائے بریلی۔
نائیک بیچم متعلقہ بنگال سفر مینا۔ ناگپور۔

مدراس

سردار یعقوب خاں۔ چوتھی پرنس اوف ویلز اون کویلری بلاری۔
نائیک قادر شریف۔ چوتھی پرنس اوف ویلز اون کویلری بلاری۔
حوالدار گوبند رائے۔ چوتھی پرنس اوف ویلز اون کویلری بلاری۔
حوالدار میجر محمد وزیر چوتھی مدراس کویلری بلاری۔
حوالدار سید عبداللہ چوبیسویں نیٹو انفنٹری چینگلپٹ۔

آیین منشی فسٹ گریڈ ہاسپٹل اسسٹنٹ پندرہویں مدراس انفنٹری چینگلپٹ۔
صوبیدار سید الٰہی انیسویں مدراس انفنٹری۔ الور۔
جوالدار جمیل خاں ۳۴ ویں مدراس انفنٹری الور۔
حوالدار لچھمی ۲۲ ویں مدراس انفنٹری الور۔
حوالدار سید قادر ۲۴ ویں مدراس انفنٹری الور۔
حوالدار عظیم الدین ۶ ویں مدراس انفنٹری الور۔

صوبیدار مراد خاں ساکن مدراس۔
صوبیدار شیخ حسین ۲۷ ویں مدراس انفنٹری مدراس۔
نائیک کشنا سوامی ۲۷ ویں مدراس انفنٹری مدورا۔
حوالدار عثمان خاں ۲۷ ویں مدراس انفنٹری نلور۔
صوبیدار سید عباس بہادر ۵ ویں لائیٹ کیولری شمالی ارکاٹ۔
حوالدار جلال شریف ۱۶ ویں مدراس انفنٹری سالم۔

صوبیدار الٰہی بیگ ۱۲ ویں مدراس انفنٹری سالم۔
حوالدار فضل بیگ ۶ ویں مدراس انفنٹری سالم۔
حوالدار شیخ عبداللہ ۱۷ ویں مدراس انفنٹری تنجور۔
صوبیدار محمد صاحب ۱۷ ویں مدراس انفنٹری تنجور۔
حوالدار ونیکا سوامی ٹینی ویلی۔
جمعدار شیخ قادر ۲۷ ویں مدراس انفنٹری ضلع دلور۔

بنگال

رسالدار لال ورسنگھ شاہ آباد۔

بمبئی

جمعدار ارجن دیوی ۱۲۴ ویں بلوچ انفنٹری ساکن ریاست ساونت واڑی۔
حوالدار گوبند ہری کشوار کر ۱۲۴ ویں بلوچ انفنٹری رتناگری۔
حوالدار سری پتراس رگیوجی راؤ کوڈالی رتناگری۔

حوالدار گوبند دیباجی سنجر یکر ۱۰ ویں رجمنٹ رتناگری۔
صوبیدار میجر بابو خاں کیچی خاں ۲۷ ویں بمبئی انفنٹری حیدرآباد سندھ
صوبیدار میجر اسنام شاہ ۲۷ ویں بمبئی انفنٹری کراچی۔

راجپوتانہ

خان بہادر الٰہی بخش ہاسپٹل اسسٹنٹ اجمیر

نائیک جودہ سنگھ ۱۲ ویں بنگال انفنٹری الور

نائیک ہیت رام پہلی بنگال انفنٹری الور

دفعدار پنچ سنگھ دوسری پنجاب کیولری الور

سنٹرل انڈیا

وردی میجر شیخ شبراتی بہادر گونا۔

پنجاب

رسالدار میجر خان بہادر محمد عبد القادر ۷ ویں بیقاعدہ کیولری گورگانوں۔

رسالدار رحمت خاں ۷ ویں بنگال کیولری کنجپورہ کرنال۔

دفعدار محمد علیشاہ متعلقہ رجمنٹ نواب جانفشانخاں مرحوم کابل مقیم کرنال

دفعدار محمد بادر شاہ ۱۰ ویں بنگال کیولری کرنال

رسالدار محمد امیر دوسری بنگال کیولری جھجر ضلع رہتک۔

حوالدار پنجاب سنگھ دوسری رجمنٹ ضلع انبالہ۔

حوالدار گنگا سنگھ رجمنٹ ۵ ضلع ہوشیار پور۔

حوالدار بکرماں سنگھ رجمنٹ نمبر ۳ ضلع ہوشیار پور۔

صوبیدار روز یر سنگھ پہلی گورکھا رائفل نمبر ۱ دہرم سالہ کانگڑہ۔

صوبیدار بہیم سنگھ پہلی گورکھا رائفل نمبر ۲ دہرم سالہ کانگڑہ۔

جمعدار پنچ بیر پہلی گورکھا رائفل نمبر ۱ دہرم سالہ کانگڑہ۔

صوبیدار بہادر پہلی گورکھا رائفل نمبر ۱ دہرم سالہ کانگڑہ۔

جمعدار سوبہا سنگھ ۳۲ ویں پنجاب انفنٹری ضلع لدھیانہ۔

محمد عثمان غنی ہاسپٹل اسسٹنٹ گورکھا رائفل فیروزپور چھاونی۔

جمعدار مہدی خاں سابق دوسری رجمنٹ ہرس حال ۹ ویں بنگال لینسرز جہلم۔

صوبیدار بہادر ویچند گائیڈز کیولری ضلع جہلم

دفعدار بخش خاں شاہ پور۔
دفعدار الٰہ بخش خاں پندرہویں ملتانی بنگال کیولری مظفر گڑھ۔
سردار بہادر صوبیدار جیون سنگھ چوتھی پنجاب سکھ انفنٹری سیالکوٹ
سردار بہادر صوبیدار جیون سنگھ چوتھی پنجاب سکھ انفنٹری سیالکوٹ۔
کلر حوالدار روڑ سنگھاں ۱۷ ویں بنگال انفنٹری کوٹلہ سیداں امرتسر۔
حوالدار جیٹھا سنگھ دوسری سکھ انفنٹری امرتسر
دفعدار دتا خاں ۹ بنگال کیولری گورداسپور۔
حوالدار لبساوا سنگھ چوتھی رجمنٹ پٹیالہ۔
حوالدار پریم سنگھ دوسری رجمنٹ پٹیالہ۔
دفعدار رمضان خاں پہلی پنجاب کیولری جیند
دفعدار پہیدار بیگ ۸ ویں

بنگال کیولری جیند۔
جمعدار کشن سہائے ریاستی رجمنٹ نابھہ۔
دفعدار بیگ راج رجمنٹ نمبر ۹ ہرلیسن ہارس نابھہ۔
حوالدار جیوا سنگھ ۱۴ بنگال انفنٹری نابھہ۔
دفعدار ہرنام سنگھ ۱۰ کیولری کپورتھلہ۔
جمعدار ہیر سنگھ ۵۔ انفنٹری کمپنی نمبر ۳۔ کپورتھلہ
صوبیدار چنتا سنگھ پہلی پنجاب انفنٹری کپورتھلہ۔
حوالدار دسوندا سنگھ کپورتھلہ۔
سردار بہادر رسالدار میجر میر واحد علی رجمنٹ نمبر ۴ رسالہ باقاعدہ پاٹودی۔
دفعدار امید حسین رجمنٹ نمبر ۴ رسالہ باقاعدہ پاٹودی۔

فصل دوم

فرمانروا و امرائے سلطنت آصفیہ

(الف)

اعلیحضرت آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ رستم دوران افلاطون زمان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ جی سی ایس آئی جی سی بی فرمانروائے سادس سلطنت آصفیہ خلد اللہ ملکہ وحکمہ

ہز ہائینس کی ولادت باسعادت ۱۸۶۶ء کی ہے اور آپ اس عظیم الشان سلطنت کے جیتے جاگتے تاجدار ہیں جسکا مجموعی رقبہ قریب ایک لاکھ مربع میل کے اور آمدنی خالصہ علاوہ از جاگیرات اندازاً ۴ کروڑ سالانہ کہی جاتی ہے۔ ہز ہائینس کی عمر صرف تین سال کی تھی جبکہ آپکے نامور والد کا انتقال ہو گیا۔ اور آپ سلطنت آصفیہ کے واحد مالک تسلیم کئے گئے۔[1]

آپکی تعلیم و تربیت حسب شائستہ اہتمام کیساتھ جیسے چاہیے تھی اسمیں کبھی کوتاہی نہیں ہوئی[2] جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اسوقت بفضل خدا اعلیحضرت علوم متعارفہ عربی و فارسی و انگریزی میں کافی مہارت رکھنے کی علاوہ اصناف نظم کے بھی پورے پورے ماہر ہیں جو ایک مشکل فن ہے۔ اسکے علاوہ سواری شکار کرکٹ وغیرہ مردانہ کھیلوں میں بھی آپکو بخوبی مشاق کیا جا چکا ہے پہلے پہل بارہ برس کی عمر میں آپ دربار قیصری کی شرکت کیلئے ۱۸۷۷ء میں دہلی تشریف لیگئے تھے جب آپنے سولہویں سال میں قدم رکھا تو سالار جنگ مرحوم نے آپکو سلطنتی کاروبار سے واقف کرنا

---

[1] اس وقت سر سالار جنگ اول ہی مدار المہامی کا زمانہ تھا جو بوجہ ہز ہائینس کی نابالغی کے بشراکت نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر ریجنٹ بھی مقرر کئے گئے تھے۔ اور بعد میں بوجہ انتقال نواب امیر کبیر شمس الامرا کے وہی مستقل طور پر ریجنٹ ہو گئے تھے۔ ۱۲

[2] نواب سر سالار جنگ بہادر نے آپ کی تعلیم کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت اور اوصاف کے اتالیق منتخب کئے تھے۔ جن میں مولوی محمد مسیح الزمان خاں صاحب نامور شخص اہل عربی و فارسی کے ادیب تھے اور کپتان جان کلارک صاحب کے اتالیق۔ ۱۲

شروع کردیا پہلے پہل صرفخاص کے معاملات اور پھر بالعموم سلطنتی مسائل آپ کے حضور میں پیش ہونے لگے اور پھر آپکو تمام ریاست کا دورہ بھی نہایت تحقیق و محنت کے ساتھ کرایا گیا چنانچہ اس دورہ میں میر سالار جنگ خود بھی ہمرکاب سعادت انتساب شریک تھے کیونکہ اس فرزانہ وزیر کی دلی خواہش یہ تھی کہ اُسکا آقا نہ صرف سلطنت دکن کا ہی فرمانروا ہونیوالا ہے بلکہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کا مایۂ ناز و امیدگاہ ہی ہر طرح کے علم و عمل اور تمام اعلےٰ قابلیتوں سے آراستہ و پیراستہ ہوکر حکمرانی کرے۔ چنانچہ انکی یہہ خواہش تو بخوبی پوری ہوگئی مگر اُن کو اپنے ہونہار آقا کے ایام حکمرانی تک زندہ رہنا نصیب نہوا۔ اور ۸ فروری ۱۸۸۳ء کو دورۂ ریاست سے واپس ہوتے ہی اس ہندوستان کے مشہور مدبّر نے بتہیۂ سفر آخرت کردیا جنکے انتقال پر گورنمنٹ کے منشاء سے مرحوم کے فرزند ارجمند میر لائق علیخان سالار جنگ ثانی اور راجہ نرانذر پرشاد بہادر متفقہ منتظم مقرر کئے گئے۔ اور انتظام سلطنت ایک ایسی کونسل کو ہاتھ میں دیا گیا جسکے صدر خود اعلیحضرت۔ سکرٹری میر لائق علیخاں بہادر اور ممبران۔ راجہ نرانذر پرشاد و نواب شمس الامراء بہادر تھے۔

دسمبر ۱۸۸۳ء میں اعلیحضرت نے کلکتہ تشریف لیجاکر نواب وائسرائے سے ملاقات فرمائی اور نیز اُس نمائش کا ملاحظہ کیا جو اُن دنوں وہاں نہایت اہتمام سے منعقد کی گئی تھی۔ اور اس میں سے تین لاکھ کا سامان بھی حضور نے پسند کرکے خرید فرمایا۔ انہیں ایام میں گورنمنٹ کیطرف سے آپکو اطلاع دی گئی کہ ۵ فروری ۱۸۸۴ء کو گورنمنٹ آپکو باضابطہ خود مختار کرنے کی رسم ادا کریگی۔ چنانچہ اس مبارک رسم کی ادائیگی کے لئے ہز ہائینس کی خواہش کے مطابق خود لارڈ رپن بہادر وائسرائے ہند نے حیدرآباد پہونچنا منظور کیا اور جب قرار پایا فروری ۱۸۸۴ء کو ہز ایکسلنسی لارڈ رپن بہادر رونق افروز حیدرآباد ہونے تو چونکہ آپ پہلے وائسرائے تھے جو سرزمین حیدرآباد میں تشریف لے گئے تھے اسلئے حضور نظام مع اپنے معزز خدمتگاروں کے بنفس نفیس آپکے استقبال کو اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور چونکہ صاحب بہادر

ہندوستان کی تاریخ میں ایک مشہور مسلمہ ہر دلعزیز اور نامور وائسرائے ہونے کے علاوہ حضور کی تخت نشینی کی مبارک رسم کی ادائگی کو تشریف لیے گئے تھے اسلیئے ریاست اور رعایا نے بھی انکی رونق افروزی بصد خلوص مسرت کا اظہار کیا۔ حیدرآباد جو ہندوستان کے مشہور قابل دید مقامات میں سے ایک نہایت ہی دلکش مقام ہے اُن دنوں خاصکر ایسا قابل دید ہو گیا تھا کہ جسکی تعریف سے اخبارات اور تاریخیں پُر ہیں تمام بڑے بڑے اعیان و اکابرین گورنمنٹ مثلاً کمانڈر انچیف ہند کمانڈر انچیف مدراس اور گورنر مدراس وغیرہ وغیرہ سب یہاں موجود تھے اور مسرت و شادمانی کا دریا بہہ رہا تھا مسند نشینی کے روز سعید کی شان و شوکت کا کیا کہنا ہے کہ جسمیں شہر اور بازاروں کی آرائیش و زیبائش کے سوا اہل رعایا کے فرحان و شاداں چہرے خود بخود خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ القصہ ۵ فروری ۱۸۸۴ء کو ہز اکسیلنسی لارڈ رپن بہادر بالقابہ نے موصوف ایوان شاہی میں تشریف لیجا کر اعلیحضرت کو نہایت خلوص و محبت اور الفاظ مسرت و شادمانی کیساتھ[1] تخت نشین فرمایا اور حضور نے بھی تخت شاہی پر جلوہ افروز ہو کر ایک نہایت عمدہ تقریر سے حاضرین کو مسرور کیا اور پھر تمام اعلےٰ افسران انگریزی اور معززین ریاست نے مبارکبادیں عرض کیں جسپر پُر لطف

[1] لارڈ رپن بہادر نے جو تقریر اس موقع پر کی تھی اُسکا پورا ترجمہ تو طوالت کی باعث درج نہیں ہو سکتا مگر خلاصہ یہ کہ آپ نے فرمایا "مجھے اس تقریب جلیل کی شرکت سے جو خوشی ہوئی ہے وہ میری حد بیان سے باہر ہے آپکے ایام طفولیت میں جو مشہور مدبر (سر سالار جنگ اول) کاروبار ریاست کا کفیل رہا ہے اسکی بابت و شائستہ خدمات غالباً ابھی تک نہیں ہو سکتیں اگر وہ اسوقت زندہ و موجود ہوتا تو آپکے اُسکی بیش بہا امدادیں ملتیں مگر افسوس کہ قدرت کو یہ منظور نہ تھا اب میں آپ کو دوستانہ اور مخلصانہ چند نصائح کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جو امیدیں آپ کی عمدہ قابلیتوں کو دیکھتے ہوئے آپکی رعایا اور گورنمنٹ انگلشیہ کر رہے ہیں انہیں نہایت عمدگی کیساتھ پورا کرنے پر توجہ فرمائیے۔ ہر چند کہ آپ نوجوان ہیں اور حکومت و دولت بھی مد ملے سب کچھ ہی ہے مگر آپ ایک تجربہ کار حکمران کیطرح جانفشانی کی کرنے اور امور ریاست کیطرف متوجہ ہو کر نام پیدا کیجیے۔ مالگذاری کا بہترین انتظام مناسب اور منصفانہ محصول کی اجرا اور آپکی بیجا اخراجات کا مسئلہ کفایت شعاری سے حل کرنا۔ آئین و عدالت کی ہر حصہ پر نگرانی رکھنا اور ارکان ریاست میں ایسے اشخاص کا انتخاب کرنا جو واقعی ایسی ذمہ داری کے عہدوں کے لائق ہوں مگر ان کو ہر دلعزیز اور رعایا کو خوشحال بنانا ہو مجھکو امید ہے کہ ان جواہر بہا بائنہ درخشاں کو حصول میں آپ ہمیشہ کامیاب ہونگے اور یہ آپ کے لئے نام و آب الدولہ کی برابر اقبال لندن اور نامور کر دیگی۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ ایسے امور میں گورنمنٹ انگلشیہ آپ چاہیں گے تو ہر طرح خوشی سے مدد دیگی۔ اور اب میں خلوص دل سے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ آپکو یہ لمحہ گھڑی مبارک کرے اور آپ خود آپکی حکومت کو خوشگوار اور مبارک کرے اور آپکی رعایا اور ملک کی خوشحالی کے لئے ذریعہ ہو۔ اعلیحضرت نے جواب میں فرمایا کہ میں آپکا اس تقریر سے بہت شکرگزار ہوں جو آپ نے خود تکلیف اٹھا کر اس تقریب کو دوبالا کر دیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو نصیحتیں آپ نے مجھے کی ہیں ان پر عمل کرونگا۔ اور حسب ضرورت صلاح و مشورہ سے کام کرتا رہونگا۔

اور مسرت انگیز دربار برخاست ہوا۔ شام کو تمام شہر میں نہایت ہی اعلےٰ اہتمام کیساتھ روشنی کیگئی اور حضور وائسرائے کو حضور کیطرف سے ایک ایسی شاندار دعوت دی گئی کہ غالباً تاریخ میں خاص امتیاز رکھتی ہے جسکا خود لارڈ ممدوح نے بھی کھلے لفظوں میں اعتراف فرمایا ہے۔

بہرحال زمام حکومت کو اپنی دست مبارک میں لینے کے بعد اعلیحضرت نے اپنی مسند نشینی اور خیالات کا اظہار تمام کارکنوں اور اہل رعایا پر ایک اعلان کی ذریعہ نہایت فصاحت سے فرمادیا۔ اور کاروبار ریاست نہایت توجہ اور قابلیت سے انجام دینے لگ گئے۔ ۵ فروری ۱۸۸۴ء کو ملکہ معظمہ کیطرف سے بتوسط وائسرائے بوساطت ریذیڈنٹ بہادر آپکو گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا خطاب دیا گیا۔ آپکا عہد دولت ملک کے لئے واقعی طور پر ابر رحمت ثابت ہوا ہے۔ روئی اور پارچہ کی کلیں۔ ریشم سوت اور شال کی کارخانے نیل اور آٹے کی چکیاں اکثر آپ ہی کی عہد دولت میں جاری ہوئیں۔ حیدرآباد ورنگل ریلوے اور کئی ایک دوسری عالی قدر اور قیمتی چیزیں آپ ہی کی وقت میں جاری ہوئیں آبپاشی کی ذریعہ کو بھی آپکے مبارک زمانہ میں بخوبی وسعت دی گئی۔ تعلیم کی اشاعت میں جس عالی ہمتی کیساتھ آپکے عہد میں ہوئی ہے۔ اُسکا نظیر ملنا مشکل ہے۔ وجہ یہ کہ ہر ایک نفع عام کام میں اعلیحضرت بذات خاص فیاضی سے حصہ لینے کے عادی ہیں۔ سنہ ۹۳ء میں آپنے ایک قانونچہ جاری فرمایا جسکے رو سے دو اعلےٰ کونسلیں مقرر کی گئیں ایک کیبنٹ کونسل اور دوسری لیجسلیٹو کونسل جسکے پریزیڈنٹ مدار المہام اور ممبران میں وہ اوّل درجہ کے جاگیردار وہ اوّل درجہ کے وکلا اور وہ اعلےٰ پوزیشن کے تاجر ہوتے ہیں۔ اسی قانونچہ مبارک کی ذریعہ ہر ایک صیغہ کو علیحدہ علیحدہ سکرٹری کی تفویض کیگئی۔ غرضکہ کاروبار سلطنت ایک نہایت شائستہ ضابطہ میں منضبط کر دئے گئے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی دوستی اور وفاداری میں بھی جو نمایاں کام آپنے کئے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہیں پہلے پہل ۱۸۸۲ء میں جنگ مصر میں سرکاری خدمت کیلئے جانے کی آپنے درخواست فرمائی اور اسی طرح افغانستان برہما وغیرہ کیلئے بھی وہ دلی رغبت سے درخواست امداد کرتے رہے بلکہ برہما میں آپکی رجمنٹیں اچھا کام بھی دیتی رہیں۔ شمال مغربی سرحد کی استحکام کے لئے جن دنوں روسی حملہ کا اندیشہ

لگ رہا تھا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے ساٹھ لاکھ روپیہ نقد گورنمنٹ کو پیش کرنے اور بوقت ضرورت بذات خود جنگ میں شریک ہونیکی درخواست کی جس سے آپکی وفاداری کی نہ صرف ہندوستان بلکہ یوروپ میں بھی دھوم مچگئی۔ اور انہیں سے متاثر ہوکے دوسرے والیان ریاست ہند نے بھی گورنمنٹ کو بقدر طاقت خود معقول امدادیں دیں۔ جن سب کے لئے حضور ہی کی ذات گورنمنٹ کی خاص شکریہ کی مستحق ہو سکتی ہے۔ ملکہ متوفیہ کی الماسی جوبلی کی تقریب میں جس خلوص کیساتھ آپنے اپنی سلطنت میں اظہار مسرت کے احکام نافذ فرمائے۔ اور ملکہ کے حضور میں بھی اپنی طرف سے نواب سر آسمان جاہ بہادر و نواب ظفر جنگ شمس الملک بہادر کو بطور نائب بھیجکر اظہار وفاداری کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

اعلیحضرت کی تخت نشینی کے زمانہ سے قریباً تمام وائسرائے جیسے لارڈ رپن۔ لارڈ ڈفرن۔ لارڈ لینسڈاون۔ لارڈ ایلگن۔ اور حتی کہ ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن سب حیدرآباد جاتے رہے ہیں ان کے علاوہ ڈیوک اور ڈچس اوف کیناٹ پرنس البرٹ وکٹر آنجہانی۔ موجودہ زار روس آسٹریا کے پرنس۔ ڈنمارک کے ولیعہد۔ ولیعہد یونان۔ شہزادہ سیام وغیرہ سب آپکی مہمانداری کے لطف اٹھا گئے ہیں دربار دہلی میں جس شخص کی موجودگی تمام مہمانوں کی عزت افزائی اور فخر کا باعث تھی وہ بھی آپ ہی کی ذات تھی۔

آپکے عہد دولت میں پہلے میر لائق علیخان مدار المہام ریاست تھے۔ پھر آپنے نواب آسمانجاہ بہادر کو مدار المہام مقرر فرمایا۔ اور ان کے بعد نواب وقار الامراء مدار المہام ہوئے جو غرض رخصت پر بھیجے گئے تو انکی جگہ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار وزیر افواج بطور قائمقام کام کرتے رہے اور پھر سر وقار الامرا بہادر کے انتقال پر سال گذشتہ میں یہی صاحب مستقل مدار المہام فرمائے گئے ہز ایکسلنسی اعلیٰ درجہ کے مدبر۔ عالیدماغ۔ مستقل مزاج۔ نرم دل۔ فیاض۔ خلیق اور خوش مزاج فرمانروا ہیں اور نہایت لیاقت سے مہمات ریاست کو انجام دیتے ہیں۔

سرکار عالی کی آمدنی جسکی تعداد اندازاً ایک کروڑ روپیہ سالانہ ہے وہ آپکے پرائیوٹ

اخراجات ٹھاٹ پر خرچ ہوتی ہی جسکی شان و شوکت یورپ کے بڑے بڑے تاجداروں سے بھی کسیطرح کم نہیں۔ آپکے اصطبل میں اعلے سے اعلے قیمتی گھوڑے موجود ہیں اور چونکہ شکاری کتوں سے بھی کام لینے کا شوق ہی اسلئے نہایت قیمتی اور منتخب کتے بھی آپکے ہاں پائے جاتے ہیں۔

بقول گلزار آصف نظام فوج اٹھائیس ہزار اور اُسکا سالانہ خرچ ستر لاکھ روپیہ ہے پولیس میں ایک کوتوال دو معاون ۲۴ - آفیسر ۵۰۳ کنسٹبل ۴۹ ۹ سوار ۸ ۱۲ عرب کام کرتے ہیں۔

کل مردم شماری اگرچہ ایک کروڑ پندرہ لاکھ سینتیس ہزار چالیس نفر کی ہے مگر جاگیرات اور اراضی خاص کو خارج کر کے ۵۸۰۸۳ مربع میل کی وسعت میں ۴۰۸۶ اشہر و قصبات ہیں جنکی آبادی ۸۲۱۷۱۲۷ ہی جن میں سی مرد و عورت قریباً نصف ہیں۔ ہر سال انکی تعلیم کے لئے نظام گورنمنٹ چھ لاکھ روپیہ صرف کرتی ہی۔ مدارس کی تعداد ۱۷۵۳ اور طلبا کی تعداد ۵۲۹۰۱ ہے۔ علاوہ ازیں تربیت یافتہ خاندانوں کی طلبا سرکاری خرچ پر ولایت بھی بھیجے جاتے ہیں۔

خاص شہر حیدرآباد کا دَور چھ میل ہی جو سطح سمندر سی ۱۷۰۰ فیٹ بلند ہی۔ یہ شہر مدراس سے ۳۸۹ میل بمبئی سے ۴۴۹ اور کلکتہ سی ۹۶۲ کے فاصلہ پر ہے ہندوستان کی گذشتہ شان و شوکت کی یادگار اگر کوئی شہر کہا جا سکتا ہی تو غالباً اسوقت حیدرآباد ہی ہی۔ آپکے علاوہ دوسرے میڈیکل پریکٹیشنروں کے ۱۹۰۳ء میں سرکاری دس شفاخانے تھے جن میں ۵۱۱۵۶۵ خارجی ۲۲۰۰۷۷ داخلی مریض تھے اور جراحی کے ۳۴۵ بڑے کام اور ۳۰۲۱ چھوٹے کام عمل میں آئے تھے باقی اضلاع میں ۶۸ بڑے شفاخانے ہیں جنمیں بیمار مریضوں کو امداد ملتی ہے عورتوں کی طبی تعلیم اور دائیوں کی تربیت میں بھی آپکے عہد میں بڑی توجہ ہوئی اور ریاست کے اکثر مشہور مقامات میں ایسے دواخانے اور زنانخانے نظام گورنمنٹ کی فیاضانہ عطیات سے اچھی کامیابی کیساتھ جاری ہو چکے ہیں۔

اعلےحضرت کو سیر و شکار کا بھی شوق ہی جسکے لئے پایۂ تخت کے قریب بہت سے مقامات محفوظ ہیں جہاں ہرن اور دوسرے شکاری پرندے کثرت سے موجود رہتے ہیں۔

ہز ہائنس اکثر شیر کا شکار فرماتے ہیں اور موسم گرما کا کچھ حصہ پچھال جنگل میں بسر کرتے ہیں۔

دربار دہلی پر حضور کو جی سی بی کا معزز شاہی برطانوی اعزاز دیا گیا ہی جو سوا آپکے برٹش انڈیا میں کسی دیسی رئیس کو حاصل نہیں اور اسی دربار میں مدار المہام سلطنت کو کے سی آئی ای اور مسٹر فرید ونجی پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام سرکار عالی کو سی آئی ای کے خطابات عطا ہوئے ہیں۔

اعلیحضرت کا درجہ سب رؤسائے ہند میں اول نمبر پر ہی۔ گورنمنٹ کا گو ایک رزیڈنٹ حیدرآباد میں متعین ہی مگر سلطنت خود مختار تسلیم کیگئی ہی۔ اکیس توپ کی سلامی مقرر ہی اور گو تمام ہندوستان میں آپکا نام نہایت عزت و تعظیم سے لیا جاتا ہی مگر رعایائے دکن میں آپ بوجہ اپنی عدل و انصاف کے اسقدر ہر دلعزیز ہیں کہ اسکی محبت عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہی جسکا اظہار وہ آپ کی سالگرہ مبارک کی تقریبات اور مراجعت و معاودت کی موافقات پر بغیر کسی تحریک کے خود بخود کرتی رہتی ہی چنانچہ ابھی جب آپ بخیر و عافیت دربار دہلی سے مراجعت فرمائے دکن ہوئے تو وفادار رعایا نے نہایت ہی خلوص و تپاک سے آپکا استقبال کیا تھی کہ حضور کی گاڑی کے گھوڑے کھولکر اپنے کندھوں سے کھینچتے ہوئے لے گئے۔ اور اسی وجہ سے آپنے مثل بعض دوسرے رؤسا کے سفر یورپ اختیار نہیں فرمایا کہ وفادار رعایا آپ کی مفارقت کو گوارا نہیں کرتی۔

ہز ہائنس کا دربار اگرچہ ہر کس و ناکس کے لئے کشادہ نہیں ہی مگر پھر بھی افراد رعایا اور دیگر ایسے لوگوں سے جنکی حضوری ضروری ہو آپ نہایت کشادہ دلی سے ملتے ہیں۔

بہرحال اعلیحضرت نے عدل و انصاف اور رحم و بخشش کیساتھ حکومت کرنے کا جو وعدہ مسند نشینی کیوقت فرمایا تھا۔ اسکو نہایت فیاضی سے پورا فرمایا ہے جسکے لئے ہر وقت لوگ ان کو حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ اللھم متع المسلمین بطول بقائہ۔

(ب)

عالیجناب صاحبزادہ میر عثمان علی خان بہادر
ولیعہد دولت آصفیہ دام اقبالہم

عالیجناب صاحبزادہ بہادر حضور نظام کے بڑے فرزند دلبند اور ولیعہد سلطنت ہیں اور اس سفر میں بھی آپ کے رکاب سعادت انتساب کے ساتھ شریک تھے۔ آپ کا سن مبارک گو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچا۔ مگر علوم مروجہ میں آپ کو بہت اچھی دستگاہ حاصل ہے اور ابھی تک سلسلۂ تعلیم بھی پوری احتیاط کے ساتھ جاری ہے۔ دربار تاجپوشی اور افتتاح نمائش وغیرہ کی تقریبات میں آپ بھی برابر حضور کے ساتھ رہتے تھے! اور ان کے دیدار فرحت آثار سے لوگوں کو کمال مسرت حاصل ہوتی تھی۔ سعدی رحمۃ اللہ کا یہ شعر کہ

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

آپ کے بالکل حسب حال ہے کیونکہ آثار اقبال آپ کے چہرۂ مبارک سے صاف صاف روشن ہیں۔ اس سفر میں چونکہ آپ حضور کے ساتھ ہی رہے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ مختلف اقطاع کی سیر اور اقوام کے طریق تمدن و معاشرت کے مطالعہ سے آپ ایک ایسا اچھا ذخیرہ معلومات اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے جس کی ایک ہونے والے حکمران کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔ بہر حال دعا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ شانہ صاحبزادہ بہادر کو اپنے والد محترم کے سایۂ ہما پایہ میں مدت دراز تک علمی و عملی روحانی و جسمانی ترقیات نصیب فرمائے۔ع

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

لیفٹننٹ کرنل بریگیڈیر نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ سی آئی ای

آپ حضور نظام کی تمام افواج باقاعدہ جنہیں باڈیگارڈ اور حیدرآباد امپیریل سروس بھی
شامل ہے کے کمانڈر اور اعلیحضرت کے ایڈی ڈی کیمپ ہیں۔ ۱۸۵۲ء میں آپ بمقام اورنگ آباد پیدا ہوئے
اور پندرہ برس کی عمر میں اپنے نیکنام والد مرزا ولایت علی بیگ رسالدار قیصری کیولری حیدرآباد کنٹنجنٹ
کی رجمنٹ میں داخل ہوکر بہت جلد اپنی مستعدی اور قابلیت کیوجہ سے تھوڑے عرصہ میں خود بھی رسالدار ہو گئے
اور ۱۸۷۷ء کو دربار قیصری دہلی میں حیدرآباد کنٹنجنٹ کی افسری پر بھیجے گئے جسکے بعد سر سالار جنگ مرحوم
نے آپکو اپنی ہمراہی سو سواروں کا افسر بنایا اور پھر آپکی کارگذاری پر خیال کر کے آپکو اعلیحضرت کے سٹاف میں
داخل فرما دیا۔ اسی اثنا میں آپ جنگ افغانستان میں بھیجے گئے۔ اور پھر اعلیحضرت نے تخت نشین ہوکر
بلحاظ آپکی مستعدی اور اولوالعزمی کے آپکو نواب افسر جنگ بہادر کا خطاب اور خاص اپنا ایڈی ڈی کیمپ کا عہدہ عطا
فرمایا گولکنڈہ لانسرز آپکے زیر حکم کئے گئے اور انہیں ایام میں ایک فوجی جنرل مارشل متعینہ حضور پرنور [illegible]
گئے تو آپکو ان کا قائمقام مقرر کیا گیا۔ ۱۸۸۸ء میں سر مارٹیمر ڈیورنڈ کی سفارت کے ساتھ آپ افغانستان
روانہ ہوئے۔ مگر بوجہ التوائے کمیشن پشاور سے شملہ پہنچکر گورنمنٹ کی منظوری سے کالے پہاڑ کی مہم میں شریک
ہوئے۔ جہاں انہیں جنرل میکفرسن صاحب کا آرڈرلی افسر مقرر کیا گیا تھا اور جہاں ان کی حسن خدمات نے تمغہ
بھی دلوایا۔ بلکہ گورنمنٹ کو ان کا بہت کچھ شکرگذار بھی کیا۔ ۱۸۸۹ء میں ڈیوک آف کناٹ بہادر
کو حیدرآباد تشریف لانے پر آپکو ان کے پرسنل سٹاف میں داخل ہونے کا اعزاز دیا گیا۔ اور ۱۸۹۳ء میں
آپ حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے افسر مقرر کئے گئے جسکے بعد ۱۸۹۷ء میں آپکو افسر الدولہ کا خطاب اور
خصوصیت سے بہادر کو رسالہ جیش کی افسری عطا ہوئی۔ ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ ہند نے ولایت بھیجنے کیلئے بطور امپیریل سروس
ٹروپس کی وکالت انہیں منتخب کیا جسپر وہ اپنے فرائض کے باعث جا نہ سکے مگر انہوں نے الماسی جوبلی کی تقریب پر حیدرآباد
کی نظام افواج کی ایسی نظیر پیش کی جو اس سے قبل نہیں بھی ہوئی تھی جسپر انہیں سی آئی ای کا خطاب برٹش گورنمنٹ سے مرحمت ہوا
اسکے بعد اعلیحضرت نے کرنل نیول کی جگہ انہیں باقاعدہ افواج کا کمانڈر مقرر فرمایا۔ فی الحال آپنے افواج نظام میں
شتر فوج کی تعلیم کی بنیاد کر کے نئی مشق شروع کر رکھی ہے جس میں امید ہے کہ آپ بخوبی کامیاب ہونگے۔

جناب مسٹر فریدون جی جمشید جی سی آئی ای پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام سرکار عالی دولت آصفیہ

صاحب معروف سلطنت آصفیہ کے ایک ایسے لائق اہلکار اعلےٰ ہیں۔ کہ جن کو بڑے بڑے معاملات کا حل وعقد سپرد ہے اور جن سے اہل رعایا اور حکام انگریزی دونوں کو تعلق پڑتا رہتا ہے۔ آپ کے حسن تدبر کی اس سے بہتر شہادت کیا ہوگی۔ کہ ان کے زمانہ پرائیویٹ سکرٹری شپ میں کئی وزارتیں ہوئیں مگر بسبب آپ کی دیانت داری۔ معاملہ فہمی اور کارکنی کے ہر زمانہ میں آپ کی قدر ومنزلت برابر مترقی رہی۔ صاحب موصوف گو پارسی ہیں۔ لیکن اخلاق ومروت اور بے تعصبی میں ہر مذہب وملت کے ساتھ یکساں پیش آتے ہیں۔ پولیٹکل معاملات اور انتظامی مسائل میں آپ کی رائے بڑے درجہ کی باوقعت اور صائب ثابت ہوتی رہی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ سر سالار جنگ اول کا زمانہ دیکھے ہوئے ہیں۔ دربار دہلی پر آپ کو سی آئی ای کا خطاب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے عطا ہوا ہے اور نیز ایکٹ اسلحہ سے بھی آپ آزاد کئے گئے ہیں آپ کی ذات جن اعلےٰ اعزازوں کی مستحق ہے۔ اس اعزاز کو ان کا آغاز سمجھنا چاہئے۔ علمی مذاق بھی آپ کو اعلےٰ درجہ کا حاصل ہے اور مشرقی ومغربی خیالات کا آپ کی ذات ایک بہترین مجموعہ ہے۔

آپ کے کارناموں کی تفصیل طوالت طلب ہے۔ جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ هزهائنس حضور نظام خلد اللہ ملکہ سے لیکر اہل رعایا تک آپکے کاموں سے ہمیشہ خوشنود رہے ہیں اور گورنمنٹ انگریزی بھی اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی رہی ہے۔



مسٹر فریدون جی جمشید جی ۔ سی ۔ آی
اِی ۔ پرائویٹ سکرٹری مدارالمہام
سرکار عالی دولت آصفیہ
حیدر آباد دکن



مہاراج آصف نواز دنت راجہ مرلی منوہر بہادر
جاگیردار و کمپٹرولر جنرل سلطنت آصفیہ۔
حیدآباد دکن

راجۂ راجیان راجہ مُرلی منوہر بہادر آصف جاہی مہاراج آصف نواز ونت بہادر کمپٹرولر جنرل سلطنت آصفیہ حیدرآباد دکن

راجہ بہادر سری باستم کایستھ ہیں آپکے خاندان کے مورث اعلےٰ راجہ رگھوناتھ بہادر جو عہد
حضرت شاہجہاں منصرم صوبہ آگرہ وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں جن کے خلف الرشید راجہ
ساگرمل آصفجاہ اول بہادر بانیٔ سلطنت آصفیہ کے دفتر خاص کے صدر معظم تھے اور جو انکے
ساتھ ہی دکن میں تشریف لائے اور بیش قرار جاگیر اور دفتر مال کی صدارت سے ممتاز فرمائے گئے جنکو
لائق جانشینوں نے اس خوش اسلوبی سے نباہا کہ برابر اعزاز و مراحم شاہانہ سے سربلند ہوتے گئے۔ راجہ
مرلی منوہر بہادر ۱۸۶۰ء کی پیدایش ہیں اور علوم انگریزی و فارسی و سنسکرت میں اعلےٰ لیاقت رکھتے
ہیں اور کیوں نہو جبکہ نواب سرسالار جنگ اول جیسے انتخاب روزگار آپکے تعلیمی نگران اور
نواب ممدوح کے فرزند آپکے ہمدرس رہے ہوں۔ آپکی تعلیمی دلچسپی اسی سے ظاہر ہے کہ آپنے کئی سکول اپنے
صرف سے جاری کر رکھے ہیں جنمیں سے ایک موسومہ دھرم ونت اینگلو ورنیکلر سکول ہے جسمیں مڈل تک کی
تعلیم ہوتی ہے اور ایک دھرم پرچارک منوہر پاٹ شالا ہے جسمیں وید پران اور جوتش کی تعلیم
ہے نیز ایک مدرسۂ خاص آپکے تعلقہ میں بھی موجود ہے اور آپ کئی کتابوں کے مؤلف و مصنف بھی ہیں
مفید عام اور قومی امور سے اسقدر آپکو تعلق ہے کہ دکن میں کایستھ سبھا کے آپ ہی بانی ہیں علاوہ
اسکے آپنے قوم کھتری کی بھی ایک سبھا قایم فرما رکھی ہے جسکا مقصود اصلاح قومی ہے۔
بارہ برس کی عمر میں آپکی شادی ہوئی جس سے اسوقت تک تین اولاد نرینہ ہو چکی ہیں پہلے راجہ اندر کرن
بہادر جو ایف اے پاس کر چکے ہیں اور تمام بڑے بڑے عہدوں کا کام بھی بخوبی سیکھ چکے ہیں دوسرے راجہ دھرم کرن
بہادر جو دس سال کے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں تیسرے راجہ محبوب کرن بہادر جو ابھی شیر خوار ہیں۔
راجہ بہادر کی جاگیر ۵ لاکھ روپیہ کی ہے آپ بایں کمپٹرولر جنرل ہونیکے مجلس لیجسلیٹو کونسل سلطنت آصفیہ کے بھی ممتاز
ممبر ہیں لیکن اسکے علاوہ کئی خاص کام اور اہم خدمات بھی آپ ہی کے تفویض ہوتے رہتے ہیں لیکن اصلاح معابد
آپکے حسن سعی سے ایک [illegible] کی بحث [illegible] کا دربار مسند نشینی دیکھ چکے ہیں [illegible] انکی خدمات کی قابل فخر یادگار ہیں

راجہ لچھمن راؤ رائے رایان بہادر امانت ونت آصفجاہی

آپ جس خاندان کے چشم و چراغ ہیں اسکے بانی کرشناجی پنڈت سنہ ۱۰۶۶ ہجری میں
بعہد حضرت شاہجہان منصب وغیرہ لوازم امارت سے سرفراز ہوئے تھے جن کے جانشین
یکے بعد دیگرے برابر آصف جاہ اول سے لیکر تا ایندم بڑی بڑی عالی خدمت پہ مقرر
اور بڑے بڑے مدارج اعلےٰ پر سرفراز ہوتے رہے اور خطابات شاہی علم و نقارہ و
جواہرات وغیرہ پاتے رہے۔

راجہ لچھمن راؤ رائے رایان بہادر ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری کو پیدا ہوئے یکم
نومبر سنہ ۱۸۸۶ء کو آپکے والد راجہ شنکر راؤ رائے رایان امانت ونت نے انتقال فرمایا۔ تو
حسب الحکم بندگانعالی آپکے ایام نابالغی تک انتظام علاقہ وجاگیداد کیلئے کمیٹی انتظامی
مقرر فرمائی گئی۔ ۲۶ - اپریل کو آپ مدرسہ عالیہ سرکار نظام میں داخل کئے گئے اور ۲۲
فروری سنہ ۱۸۸۹ء کو زیر نگرانی مسٹر ایچ پی ہاڈسن صاحب ایم۔ اے پرنسپل نظام کالج بورڈنگ
میں داخل ہوئے اور اعلیحضرت کے دست خاص سے انعامات تعلیمی پاتے رہے۔ ۱۲ جنوری
سنہ ۱۸۹۳ء کو آپکے امتحان مڈل میں تعریف کے ساتھ پاس ہونیکا اعلان ہوا جسمیں
ریاضی میں آپ اول نمبر رہے تھے۔ ازاں بعد آپ میاٹرک میں شریک ہوئے۔ ۲ مئی سنہ ۱۸۹۲ء
کو آپ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب سعید تھی۔ جس میں اعلیحضرت نے بدست خاص آپکو
سہرہ بندھوایا تھا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں بورڈنگ سے آپ بحکم سرکار عالی اپنی ڈیوڑھی میں تشریف لائے اور
۲۸ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو خلعت جواہرات سے معزز فرمائے گئے جسکے بعد بوجہ حسن لیاقت علاقہ زیر نگرانی
سرکار بھی واگذار ہوا۔ جشن جوبلی پر اہل ہنود کی دعوتی کمیٹی میں بحکم سرکار عالی آپکو ہی منتظم
مقرر کیا گیا اور سنہ ۱۳۱۵ھ میں جو کمیٹی انتظام قرضہ کیلئے ہوتی تہی اسمیں منجانب اعلیحضرت بغرض سوال و [illegible]
اسوقت آپکے تین صاحبزادے ہیں جنمیں شامراج بہادر خلف اکبر ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۶ھ ترمبک راج خلف دوم سنہ ۱۳۱۷ھ
ڈھونڈیراج خلف سوم سنہ ۱۳۱۹ھ کی پیدائش ہیں۔ آپکو لائق معلم صاحب منشی نادر علی بزیر نگرانی [illegible]



راجہ لچھمن راؤ رائے رایان بہادر امانت انت

حیدرآباد دکن

آنریبل مولوی سید حسین بلگرامی نواب عماد الملک بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات عامہ

نواب بہادر ۱۸۴۴ء میں بمقام قصبہ گیا پیدا ہوئے اور چودہ پندرہ سال تک پرائیویٹ تعلیم پانے کے بعد بہاگلپور۔ پٹنہ اور کلکتہ کے کالجوں سے اعلےٰ کامیابی کیساتھ گریجوایٹ ہوتے فارغ التحصیل ہوئے۔ اگرچہ آپکے پاس اگزیکٹو لائن میں جانے کے بہت سے ذرائع موجود تھے مگر تعلیم و تعلم اور تالیف تصنیف کے شوق سے آپنے لکھنؤ کالج کی پروفیسری سے ملازمت شروع کی۔ وہیں ۱۸۷۳ء میں سرسالار جنگ مرحوم تشریف لے گئے۔ تو جنرل باروئے آپکی ملاقات کرائی اور اُنہوں نے آپکو حیدرآباد کے لئے پسند کیا جہاں پہلے آپ ان کے پرسنل اسسٹنٹ پھر پرائیویٹ سکرٹری اور پھر سکرٹری متفرقات مقرر ہوئے جس میں تعلیم وغیرہ کی شاخیں بھی شامل تھیں۔ اس کے بعد اعلیحضرت نے تخت نشین ہوکر انہیں اپنا پرائیویٹ سکرٹری کر کے علی یار خاں موتمن جنگ کا خطاب عطا فرمایا اور پھر وہ ڈائرکٹری سررشتہ تعلیمات پر مترقی ہوکر عماد الدولہ اور عماد الملک کے معزز خطابات سے مخاطب کئے گئے۔ جس کے وہ اصلی معنوں میں موزوں ہیں آپ مسلمانوں میں ایک بے نظیر عالم ہیں۔ چنانچہ محمڈن [illegible] کے پریزیڈنٹ بھی ہو چکے ہیں اور ایک وقت وائسرائے ہند کی کونسل واضع آئین قوانین کے بھی ممبر ہیں۔

نواب بہادر ایک بڑے نامور خاندان کے ممبر ہیں۔ جنکے اراکین ہمیشہ بڑی بڑی خدمت پر مقرر ہوتے رہے ہیں۔ آپکے والد اور چچا جو بعد میں ڈپٹی مجسٹریٹ کلکٹر اور اسسٹنٹ آفیسر اور دوسری بڑی بہا پولیٹیکل خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ [illegible] مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے انگریزی تعلیم کی ضرورت کو محسوس کر لیا تھا۔ کیونکہ دونوں صاحب کالج اوف اورنیٹل لرننگ کلکتہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ اور [illegible] کونسل کے ممبر بھی ہو گئے تھے۔

عالیجناب نواب میر اسیدعلیخان بہادر نظام یار جنگ نظام الدولہ حسام الملک خانخاناں بہادر

آپ سید رضوی ہیں آپ کا خاندان سلاطین مغلیہ کے عہد میں ہمیشہ اعلےٰ مراتب پر ممتاز رہا۔ اور آصف جاہ اوّل کے ساتھ دہلی سے دکن میں تشریف لاکر یہاں بھی اعلےٰ عہدوں پر ممتاز ہوتے رہے۔

آپ کے جد امجد میر عباس علی خان خانان بہادر تھے جن کے خطابات سے آپ ممتاز ہوتے ہیں۔ یہاں کے اہم اندرونی اور پولیٹیکل معاملات کو انہوں نے بوجہ احسن انجام دیا۔

آپکی ولادت باسعادت ۱۳۰۱ھ ہجری کی ہے۔ آپ کی تعلیم عربی فارسی اور انگریزی کی حیدرآباد میں اعلےٰ درجہ پر ہوئی ہے۔ اسکے علاوہ فنون سپہگری میں آپکو ایک خاص ملکہ ہے۔ جسکے علاوہ خوشنویسی میں بھی حد کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ سر سالار جنگ اوّل کے ساتھ یوروپ کی سیر بھی کی ہے اور ایک زمانہ تک معین المہامی متفرقات کے عہدہ کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔

آپ کے دو صاجزادے ہیں۔ صاجزادۂ اکبر نواب میر شجاعت حسین خان شاہنواز خان فتح یار جنگ سہام الدولہ شجاع الملک بہادر ایک ۲۰ ساله نوجوان ہیں۔ جن کی تعلیم مدرسہ اعزہ حیدرآباد میں عمدہ طور سے ہوئی ہے علاوہ ازیں خانگی طور پر بھی دینیات وعربی کی دوسری کتابیں آپ کو پڑہائی گئی ہیں۔ آپ ایک نہایت لائق اور ہونہار نوجوان ہیں۔ دوسرے صاجزادہ نواب میر کمال الدین حسین خان بہادر ابھی زیر تعلیم ہیں جن کی عمر ابھی صرف نوسال کی ہے اور انگریزی وفارسی کی تعلیم اچھی ہورہی ہے علاوہ ازیں یہ دوسرے صاجزادے فنون سپہگری کی بھی تعلیم پارہے ہیں۔

درباریان سلطنت آصفیہ

ہزہائنس حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ کے ہمرکاب اگرچہ بہت سے اصحاب شامل دربار ہوئے تھے لیکن جن درباریوں کو باعتبار اِن کی قدامت اور اعلیحضرت کی شرفِ ملازمت کے درباری ٹکٹ گورنمنٹ کیطرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ یمین السلطنت عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار عالی کے سی۔ آئی۔ ای۔

۲۔ نواب فخر الملک بہادر ممبر کونسل

۳۔ نواب میجر افسر الدولہ بہادر سی آئی۔ ای۔ اڈیکانگ حضور پُرنور۔

۴۔ نواب خان خانان بہادر۔

۵۔ نواب آصف یاور الملک بہادر

۶۔ نواب خورشید الملک بہادر۔

۷۔ نواب غالب الملک بہادر۔

۸۔ راجہ مرلی منوہر آصف نواز ونت بہادر۔

۹۔ راجہ رائے رایان بہادر۔

۱۰۔ راجہ بہادر سمستان۔

۱۱۔ مسٹر ٹی ایجرٹن صاحب بہادر اتالیق عالیجناب شہزادہ ولیعہد بہادر۔

۱۲۔ مسٹر کے برنٹ صاحب اسسٹنٹ اتالیق عالیجناب شہزادہ ولیعہد بہادر

۱۳۔ مسٹر جی کاسن واکر صاحب بہادر معہ لیڈی صاحبہ فنانشل سکرٹری۔

۱۴۔ مسٹر اے۔ جی۔ ڈنلوپ صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای ریونیو کمشنر معہ لیڈی صاحبہ۔

۱۵۔ نواب عماد الملک بہادر سید حسین بلگرامی ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات۔

۱۶۔ مسٹر فریدون جی آنیتیل پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام سرکار عالی سی۔ آئی۔ ای۔

۱۷۔ نواب وقار الملک بہادر

۱۸ - مسٹر ڈبلیو - نیٹڈلیاری صاحب ایجنٹ ہز ہائینس نظام سیٹٹ ریلوے معہ لیڈی و مس صاحبات -
۱۹ - نواب لقمان الدولہ -
۲۰ - نواب فصیح الملک بہادر داغ
۲۱ - نواب اقبال یار جنگ بہادر مرحوم
۲۲ - جناب احمد اللہ خاں -
۲۳ - نواب اسد یار الدولہ بہادر
۲۴ - نواب ناصر نواز الدولہ بہادر
۲۵ - نواب صادق جنگ بہادر
۲۶ - نواب افضل نواز جنگ بہادر -
۲۷ - نواب عثمان یار جنگ بہادر
۲۸ - جناب عبد الرزاق صاحب
۲۹ - نواب وزیر جنگ بہادر -
۳۰ - سردار پریم سنگھ -
۳۱ - میر لیاقت علی -
۳۲ - مولوی احمد حسین ایم - اے

سلطنت آصفیہ کے متعلق جتنی تصویریں دی گئی ہیں وہ راجہ دیندیال مصور جنگ بہادر سٹیٹ فوٹو گرافر کی بنی ہوئی ہیں جو ہندوستان بھر میں اپنے اعلےٰ کام کے لئے خاص مشہوری رکھتے ہیں - اور دربار میں بھی شریک تھے

برار کیمپ

۱ - بھگونت راؤ شنکر راؤ - سپیشل آنریری مجسٹریٹ دریا پور ضلع ایلچپور
۲ - ہر بام جی ریلو جی کمار شری ڈپٹی کمشنر اکولہ -
۳ - مسٹر جی - ایس کھپر ڈی - ممبر میونسپلٹی امراوتی -
۴ - خان بہادر محمد لیاقت خان ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ بلدانہ -
۵ - خان بہادر محمد سلام اللہ خاں -
۶ - مسٹر ڈبل ایم کرسپائی سی ایس آفیسر انچارج ورنڈیڈنٹ کیمپ جناب ریذیڈنٹ بہادر



سپر سلطنت انگلشیه اندرہ ہندر بہادر ہزہائینس
مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر جی - سی -
ایس - آی والئے ریاست جموں وکشمیر
و لدّاخ وگلگت و اسکردد

فصل سوم

فرمانروائے امرائے کشمیر

(الف) ہز ہائینس میجر جنرل مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ صاحب بہادر جی سی ایس آئی اندر مہندر بہادر سپر سلطنت والی ریاست جموں و کشمیر و لداخ و گلگت و اسکردو

ریاست جموں و کشمیر کا مجموعی رقبہ اسی ہزار نو سو مربع میل ہے اور اسکی سرحدات چین اور روس وغیرہ سے ملتی ہیں۔ غالباً اتنا بڑا رقبہ (ریاستہائے دکن) نہ صرف کہ ہندوستان کی کسی بھی دوسری دیسی ریاست کا نہیں پایا جاتا۔ بلکہ یوروپ کی ان سلطنتوں کو بھی میسر نہیں جو انگلستان سے مساویانہ برتاؤ رکھتی ہیں ریاست کی آبادی تازہ مردم شماری کے رو سے انتیس لاکھ پانچ ہزار پانسو اٹھتر افراد کی ہے۔ جس میں ہر قوم و مذہب کے لوگ موجود ہیں۔ سالانہ آمدنی نوے لاکھ روپیہ سکہ انگریزی ہی ہے۔ فوج کی تعداد معہ پولیس و رسالہ و توپخانہ وغیرہ دس ہزار ہے۔

پیداوار میں ہر قسم کا غلہ بالخصوص چاول زیادہ ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ زعفران زیرہ کٹھ۔ کوٹ۔ بنفشہ۔ گل بنفشہ کا خزانہ۔ انار دانہ اور طرح طرح کے میوہ جات مثلاً سیب ناشپاتی انگور بادام وغیرہ اسی ملک سے مخصوص ہیں۔ اور ہر قسم کی لکڑی خصوصاً دیار چیل بکثرت ہوتی ہیں۔ معدنیات کے لیے بھی یہ ملک خصوصیت کیساتھ مشہور ہے لداخ کے دریاؤں سے سونا نکلتا ہے۔ ریاست میں ایک نیلم کی کان بھی ہے اور نیز اعلیٰ

ایک کوئلہ کی کان بھی دریافت ہوئی ہے۔ لوہا۔ سلیٹ۔ زہر مہرہ۔ سوہاگا۔ پھولی۔ نمک۔ زنگ بچور۔ گندھک۔ ہڑتال۔ شورہ قلمی۔ تانبہ۔ سکہ۔ جڈی۔ رنگ شب عقیق۔ بلور۔ سرمہ۔ وغیرہ سب کیلئے کشمیر ہی مشہور ہے۔

صنعت و حرفت میں پشمینہ۔ پیپرماشی۔ چاندی کے برتنوں پر نقاشی۔ قطعہ کشمیری کاغذ۔ پٹو۔ قالین۔ اُون کا ہر قسم کا کام۔ پلاسٹر اوف پیرس وغیرہ وغیرہ کا کام نہایت اعلےٰ ہوتا اور دور دراز ملکوں میں جاتا ہے۔

انتظامِ ریاست کے لیئے ایک کونسل مقرر ہے۔ جسکی پریزیڈنٹی ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر بذات خاص فرماتے ہیں اور تین بڑے بڑے صیغوں کے افسرانِ اعلےٰ بطور ممبر کے کام کرتے ہیں۔

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر راجپوت ڈوگرال بہادر راج ہیں اور ۱۹ ہاڑ سمت ۱۹۰۷ بکرمی کی پیدائش ہیں اور بیساکھ سمت ۱۹۴۲ بکرمی میں مسند نشین ہوئے ہیں۔ انیس توپ باعتبار ریاست کے اور دو اعزازی یعنے اکیس توپ کی سلامی مقرر ہے۔

مہاراجہ صاحب علوم انگریزی سنسکرت اُردو گورکھی میں پوری پوری لیاقت رکھتے ہیں۔ اور امورِ جہانبانی کا بھی آپ کو اعلےٰ درجہ کا تجربہ ہے۔ مزاج رحیمانہ اور انداز مشفقانہ ہے۔ عجب غرور آپ کو چھو تک نہیں گیا فیاض بھی اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ آپکے ذاتی اخراجات کے لیئے ساٹھ ہزار روپیہ ماہوار ریاست سے مقرر ہے۔ جس میں سے بہت کچھ امورِ خیر میں صرف ہوتا ہے۔ اپنے مذہب و دھرم کا مہاراجہ صاحب کو بہت بڑا خیال ہے۔ لیکن وہ ہر مذہب و ملت کے اشخاص سے نہایت بے تعصبی سے ملتے رہتے ہیں اور پورے انصاف و عدالت سے کام کرنے اور ہر ایک معاملہ کو بے تعصبی سے انجام دینے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ آپکی ریاست نے انگریزی ہوا خواہی اور گورنمنٹ کی رضاجوئی کو ہمیشہ مدنظر رکھا

ہے۔ اور ایسی خدمات گورنمنٹ کی انجام دی ہیں۔ جو کبھی فراموش نہیں ہو سکتیں علاوہ جنگی امدادوں کے کوہالہ سے گلمرگ تک کی دو سو میل کی ایسی سڑک جس پر یکے اور تانگہ جا سکے۔ صرف صاحبانِ انگریز کے آرام کے لیے تقریباً ایک کروڑ روپیہ کی لاگت سے ریاست نے بنوائی ہے۔ اور گلگت ولداخ وغیرہ کی سڑکوں پر بھی لکھو کہا روپیہ صرف گورنمنٹ کی ضروریات کے لئے خرچ کر دیا جاتا ہے۔ ۱۸۵۷ء میں بھی اس ریاست نے بڑی بھاری امداد گورنمنٹ کو دی۔ اور پھر چترال و یاسین کے سرداروں کو بھی براہ راست گورنمنٹ کے مطیع کر دینے کا ایک نمایاں کام انجام دیا جو پہلے صرف ریاست کشمیر کے ہی ماتحت تھے۔ غرضکہ آپ کی خدمات اور اس کے ساتھ ریاست کی پولیٹیکل تاریخ بڑی طول و طویل ہے۔ ۱۸۸۶ء میں مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب متوفی کے انتقال پر گورنمنٹ نے کشمیر میں اپنی ایک مستقل رزیڈنسی مقرر فرمائی۔ جسکو معاملات ریاست میں اسوقت بہت بڑا دخل ہے۔ پھر ۱۸۸۹ء سے ممبران کونسل دربار کشمیر کے انتخاب اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری سے مقرر ہونے لگے ہیں اور گو مہاراجہ صاحب بہادر بطور ایک ہیڈ کے کارفرما ہیں لیکن اس بات کی تمام دیسی پبلک کو خواہش ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر کو بدستور سابق کلی اختیارات عطا ہونے چاہئیں آپ کی کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ شہنشاہِ معظم اور ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن بہادر اپنے اپنے سفر میں ریاست کے مہمان ہوتے رہے ہیں اور حضور وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب ایک عرصہ تک ریاست کے مہتمم بندوبست رہ چکے ہیں۔ غرضکہ کوئی معزز عہدہ دار یورپین شائد ہی ایسا ہو گا جس نے کشمیر کو نہ دیکھا ہو یا ہز ہائنس سے ملاقات نہ کی ہو۔

عالیجناب جنرل سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی سی بی کمانڈر انچیف - فارن منسٹر و وائس پریزیڈنٹ کونسل جموّں و کشمیر

ڈوگرہ خاندان شاہی میں جو اعلےٰ درجہ کا حسنِ صورت اور حسنِ تدبّر راجہ صاحب بہادر میں پایا جاتا ہے - غالباً بہت کم دیسی رئیسوں میں موجود ہوگا - صاحب موصوف علوم انگریزی و گورمکھی میں اعلےٰ لیاقت اور اردو میں معمولی مہارت رکھنے کے علاوہ ایسی بے عدیل قابلیّت حکمرانی کی رکھتے ہیں کہ اس وقت ریاست کے سب سے بڑے ذمّہ داری کے عہدے آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہیں - یعنے وائس پریزیڈنٹی کونسل کے سوا فوج - پولیس - توپخانہ وغیرہ اور سب سے نازک کام صیغۂ خارجہ کی وزارت کا آپ ہی سے متعلق ہے - اور ان کاموں کو آپ واقعی اس لیاقت اور صفائی کے ساتھ انجام دیتے ہیں - کہ دیکھنے والا بے ساختہ عش عش کر اٹھتا ہے - چنانچہ گورنمنٹ انگلیشیہ نے بھی ہمیشہ اپنی خوشنودی کا اظہار کیا ہے - جس کے شاہد ناطق آپ کے اعزاز ہائے سرکاری ہیں - ریاست سے ایک معقول جاگیر بھی آپ کے لئے مقرر ہے - جو آپ کے ذاتی اخراجات کے لئے ہے آپ صاحب اولاد بھی ہیں - چنانچہ میاں هری سنگھ صاحب آپ ہی کے خلف الرشید حضور وائسرائے کے پیج مقرر کئے گئے تھے - امور رفاہ عام اور تعمیرات وغیرہ سے آپ کو خاص لگاؤ رہتا ہے - چنانچہ جموں و کشمیر میں نہایت شاندار عمارتیں آپ نے بنوائی ہیں - کشمیر پالٹکس کی تاریخ سے جسقدر گہرا تعلق آپ کو ہے غالباً کسی شخص کو نہیں ہو سکتا -

عالیجناب سری راجہ بلدیو سنگھ صاحب والی ریاست پونچھ

عالیجناب راجہ صاحب بہادر پونچھ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کے چچیرے بھائی ہیں آپ کی ریاست بھی کشمیر کا ہی ایک حصہ ہے جسکو راجہ صاحب بہادر کے والد آنجہانی راجہ موتی سنگھ صاحب نے اپنے وزرا کی حسن تدبیر سے مفاسد وغیرہ سے پاک صاف کیا تھا اس ریاست کی آمدنی تقریباً سات لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ پیداوار ہر قسم کی بالخصوص چاول اور مکی بہت عمدہ ہوتی ہے راجہ صاحب علوم انگریزی و گورمکھی میں پوری لیاقت رکھتے ہیں اور اردو میں بھی خاصی مہارت ہے کاروبار ریاست بنفس نفیس انجام دیتے اور رعایا کی فلاح و صلاح کا تہ دل سے خیال رکھتے ہیں گورنمنٹ کی خدمات بھی وقتاً فوقتاً نہایت وفاداری سے کرتے رہتے ہیں۔ مردانہ شکار کا بھی آپ کو از حد شوق ہے۔ چنانچہ سینکڑوں شیر چیتے (لون) اور ریچھ اور ہزاروں سور آپ نے نہایت بہادری کے ساتھ شکار کئے ہیں جن سے ایک عالیشان خیمہ بھی طیار کیا گیا تھا جسکے فرش پر ریچھ کی۔ قناتوں پر چیتے کی اور خیمہ کے بالائی حصہ پر شیر کی کھالیں تھیں ریاست کے بڑے بڑے اہلکار صاحبان یہ ہیں:۔

۱۔ بابو ہیرپرشاد صاحب قائممقام مدارالمہام ۲۔ دیوان محکم چند صاحب گورنر ۳۔ پنڈت بہاری لال صاحب چیف جج ۴۔ وزیر سندر سنگھ صاحب مشیر خاص ۵۔ میاں محمد فیروزالدین صاحب فرزند میاں نظام الدین صاحب مرحوم وزیر پونچھ ۶۔ پنڈت مادھولال صاحب میرمنشی۔ ۷۔ پنڈت گنیش داس صاحب مشیر خاص و افسر دفتر پرائیویٹ ۸۔ کنور صاحب پرائیویٹ سکرٹری۔

راجہ صاحب اصلاحات رفاہ عام کے بڑے حامی ہیں۔ چنانچہ آپ نے پونچھ میں انگریزی ڈاکخانہ اور تارگھر بھی کھلوا دیا ہے اور اپنے صرف خاص سے شفاخانہ و مدارس کا بھی علاقہ ریاست میں انتظام کر رکھا ہے اور کثیر اخراجات سے سڑکیں بھی بنادی ہیں

خان بہادر غلام احمد خان صاحب (بی۔ اے) جنرل و ریونیو ممبر سٹیٹ کونسل کشمیر

صاحب موصوف پنجاب کی جوڈیشل لائن کے ایک درخشندہ گوہر ہیں جن کی خدمت سنہ ۱۹۱۰ء میں ریاست کشمیر کو منتقل کی گئی تھیں۔ کیونکہ ریاست کشمیر کے مالی انتظام پر سوائے کسی اعلےٰ درجہ کے لائق اور تجربہ کار افسر کے معمولی لیاقت کے اشخاص پوری طرح کامیاب نہ ہو سکتے تھے اور صاحب موصوف کو اس صیغہ میں ایسا اعلےٰ تجربہ بلکہ تبحر حاصل ہے کہ خاص اس سلسلہ کے کام کرنے والوں میں بھی بہت کم لوگوں کو ہوا ہوگا چنانچہ آپ نے صیغہ مال کے قوانین پر متعدد مفصل تشریحات بھی ایسی لکھی ہیں کہ بباعث اپنی مقبولیت کے اب تک علاقہ انگریزی میں مستند اور مقبول ہیں۔

ریاست کشمیر کے مالی انتظام میں آپ نے جو جو کارگذاریاں دکھائی ہیں وہ بلاشک و شبہ آپ ہی کا حصہ ہیں۔ آپ نے اس عرصہ میں قریباً تمام علاقہ ریاست کا دورہ کرکے بچشم خود تمام تحصیلات بلکہ دیہات تک کا معائنہ فرمایا اور تمام ضروری اصلاحات کو نہایت لیاقت کے ساتھ جاری کرکے مثل انگریزی علاقہ کے ریاست کے محکمہ مال کو آئینہ کی طرح صاف کر دیا ہے۔ پٹواریوں کے لئے سکول اور تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کے لئے امتحان کا سلسلہ آپ ہی کی یادگاریں ہیں۔ ساتھ ہی یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ آپ نے اپنے خلف الرشید منشی فخرالدین خان صاحب بی۔ اے کو بندوبست پٹیالہ میں ملازم کرایا ہے۔ حالانکہ کشمیر کا سب سے بڑا محکمہ مال آپ ہی کے حیطۂ اقتدار و حلقۂ اختیار میں ہے۔ آپ کی بے تعصبی کا یہ عالم ہے کہ بنسبت مسلمانوں کے دوسری اقوام کے صاحبان آپ کے زیادہ ثناخوان ہیں۔





خان بہادر منشی غلام احمد خانصاحب مشیرمال
ورونیو ممبرسٹیٹ کونسل کشمیر



رای صاحب بہگت نارائن داس صاحب

جوڈیشل ممبر سٹیٹ کونسل

کشمیر

جناب رائے بھگت نرائن داس صاحب جوڈیشل ممبر سٹیٹ کونسل کشمیر

رائے صاحب موصوف پنجاب کے صیغہ جوڈیشل کے ایک ممتاز ریذیڈنٹ اور متقنن ممبر ہیں۔ پنجاب میں جہاں کہیں آپ کی تعیناتی رہی۔ وہاں کے حکام اور وکلاء و عوام آپ کے منصفانہ اور قابلانہ فیصلوں کے تہ دل سے ثنا خواں رہے۔ اواخر ۱۹۰۸ء میں آپ کی خدمات ریاست کشمیر کے متعلق ہوئیں۔ جن کو آپ نے اس قابلیت سے انجام دیا ہے کہ آج ریاست کا جوڈیشل صیغہ انگریزی علاقہ کے ہم پلہ ہے۔ آپ نے وکلائے ریاست کے لئے امتحان کا قاعدہ جاری کیا اور تمام عدالت ہائے ماتحت کی نگرانی اس عمدگی سے کی ہے کہ جو ایک ایسی رفیع الشان سلطنت کے لائق ہے۔ انصاف و عدالت کے لئے آپ کا محکمہ گویا ہائیکورٹ اور سٹیٹ کونسل بمنزلہ پریوی کونسل ہے۔ یہ کونسل عالیہ جسمیں تمام انتظامی معاملات پیش ہوتے ہیں۔ اور تمام اہم مقدمات کا آخری فیصلہ سنایا جاتا ہے۔ اس میں بھی آپ کی آرائے بہت بڑی ترجیح ہوتی ہیں۔ امور رفاہ عام میں بھی آپ کو ابتدا سے دلچسپی رہی ہے۔ اور اب بھی نہایت سرگرمی سے ان میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ جوڈیشل صیغہ کے علاوہ تعلیم کا وسیع صیغہ بھی مع چھاپہ اور گزٹ وغیرہ کے آپ ہی کے ماتحت ہے اور چونکہ آپ کو علمی اشتغال سے پرلے درجہ کی دلبستگی ہے۔ اسلئے آپ نے اس میں حیرت انگیز اصلاحات فرمائی ہیں اور بالکل انگریزی ڈھنگ پر اسکا انتظام کر دیا ہے جس کی بدولت دن بدن طلباء کی تعداد اور باشندگان ریاست کی لیاقت میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

رائے صاحب دیوان پنڈت دیا کشن صاحب کول بی۔اے
پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر

صاحب موصوف راجہ پنڈت سورج کول صاحب آنجہانی سی ایس آئی ممبر لیجسلیٹو کونسل ہند کے خلف الرشید ہیں جو بوجہ اپنی عالی خاندانی اور ہر دلعزیزی کے کسی زیادہ معرفی کے محتاج نہیں۔

رائے صاحب اکتوبر ۱۸۶۷ء کی پیدائش ہیں آپ بی۔ اے تک نہایت عمدہ اہتمام سے تعلیم پا چکے ہیں۔ فارغ التحصیل ہو کر سب سے پہلے تو آپ نے اپنی اراضیات واقعہ نہر چناب کی آبادی میں خود وہاں آباد ہو کر نئے آلات و اوزار اور کلات متعلقہ زمینداری کی ترویج سے زمینداروں میں ترقی کا شوق پیدا کر دیا۔ اور ساتھ ہی اپنی خاندانی علم دوستی کے اقتضاء سے سورج نگر اور ساتلہ میں مدارس کے اجراء سے وہاں کے زمینداروں کی تعلیمی ترقی کی بھی بنیاد رکھدی۔ جسکے بعد آپ اپنے نامور والد کے حین حیات ہی میں ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جموں و کشمیر کے پرائیویٹ سکرٹری مقرر ہو گئے اور چونکہ آپ سے پہلے اس عہدہ پر کبھی کوئی اعلےٰ تعلیم یافتہ اور عالیخاندان تجربہ کار شخص مقرر نہ ہوا تھا۔ اسلئے یہ صیغہ بہت ہی بڑا اصلاح طلب تھا۔ مگر آپ نے نہایت قابلیت کیساتھ اصلاحیں کیں اور اس صیغہ کو بالکل باقاعدہ اور منتظم کر کے دکھا دیا جس سے نہ صرف مہاراجہ صاحب ہی خوش ہوئے بلکہ گورنمنٹ بھی آپ سے نہایت خوشنود ہوئی چنانچہ ریاست کیطرف سے "دیوان صاحب" اور گورنمنٹ کیطرف سے بموقع تاجپوشی شہنشاہ معظم "رائے صاحب" کے خطابات آپکو دئے گئے۔ اسوقت ساٹھ ہزار روپیہ ماہوار ہز ہائنس کے مقررہ اخراجات کا انتظام آپ ہی کی رائے سے انجام پاتا ہے۔ اور ہز ہائنس کے آپ پورے پورے معتمد ہیں۔ آپ کی اراضیات کشمیر پنجاب اور سورج نگر میں کافی موجود ہیں جنکی سالانہ آمدنی پچیس ہزار روپیہ ہے۔



عالیجناب میر سرفراز حسین خان بہادر صفدر جنگ
مشیر الدولہ نواب فخر الملک بہادر معین المہام
حیدر آباد دکن



رایصاحب دیوان پنڈت دیاکشن صاحب کول
پرائیویت سکرتری ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کشمیر

علاوہ صاحبانِ متذکرہ صدر کے مندرجہ ذیل درباری اہلکاران و جاگیرداران و فوجی افسرانِ کشمیر کیمپ سے شریک دربار ہوئے تھے جن صاحبوں کو وزیٹر ٹکٹ دیا گیا تھا۔ انکا نام درج نہیں ہوا۔

۱۔ راجہ کدار چندر صاحب جاگیردار چینینی۔
۲۔ راجہ علی داد خان صاحب گورنر گلگت۔
۳۔ خان بہادر ہمایون بیگ صاحب وزیر ہنزہ
۴۔ راجہ میر باز خاں صاحب پنیال۔
۵۔ میر محمد ناظم خاں صاحب ہنزہ۔
۶۔ راجہ شاہ سلطان صاحب استور۔
۷۔ راجہ سکندر خاں صاحب میر نگر۔
۸۔ میجر جنرل کھڑک بہادر سنگھ صاحب افسر کشمیر گریزن۔
۹۔ میجر جنرل پنجاب سنگھ صاحب افسر جموں گریزن۔
۱۰۔ سردار بہادر میجر جنرل سوہنو صاحب (ممبر اوّل امپیریل سروس ٹروپس)۔
۱۱۔ خان بہادر میجر جنرل فرمان علیخان صاحب ایجوٹنٹ جنرل فوجِ کشمیر
۱۲۔ دیوان امرناتھ صاحب گورنر جموں
۱۳۔ دیوان من موہن ناتھ صاحب کول گورنر کشمیر
۱۴۔ بابو رشی بر صاحب مکرجی چیف جج کشمیر
۱۵۔ رائے بہادر ڈاکٹر مترا صاحب چیف میڈیکل افسر کشمیر
۱۶۔ دیوان لشن داس صاحب سیکرٹری کمانڈر انچیف
۱۷۔ سردار کرتار سنگھ صاحب میر منشی ریاست
۱۸۔ بابو مہیش چندر صاحب بسواس منتظم کیمپ
۱۹۔ دیوان جانکی ناتھ صاحب افسر دہرم ارتھ و توشہ خانہ ریاست جموں و کشمیر

گورنمنٹ کی طرف سے مندرجہ ذیل صاحبان کشمیر کیمپ کے انچارج قرار دیئے گئے تھے۔

۱۔ کیپٹن جی۔ ایچ۔ بیتھرٹن صاحب ڈی۔ ایس۔ او۔ آئی۔ ایس۔ اِی۔
۲۔ میجر اے۔ ایف۔ بروس صاحب فرسٹ اسسٹنٹ۔
۳۔ مسٹر ایچ۔ سر۔ وائلڈ بلڈ صاحب سٹیٹ انجنیئر

فصل چہارم

رؤساء و اُمرائے صوبہ اودہ و آگرہ

(۳) (الف)

ہز ہائینس میجر نواب حامد علی خاں صاحب بہادر فرزندِ دلبند دولتِ انگلشیہ فرمانروائے ریاست رام پور دام اقبالہ

ریاستِ رامپور جو آپکے جدِ امجد کی فیاضی و علم دوستی کے باعث دُنیا بھر میں ایک خاص شُہرت رکھتی ہے۔ اِس کا رقبہ نوسو مربع میل آبادی پانچ لاکھ سے اوپر اور آمدنی بتیس ۳۲ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ فوج مع پولیس پانچہزار کے قریب ہے سلامی ۱۳ اتواپ کی مُقرر ہے۔ پیداوار میں ہر قسم کی اجناس عُمدہ ہوتی ہیں۔ مگر بالخصوص چانول اور نیشکر نہائیت اعلیٰ ہوتا ہے۔ عہدہ دارانِ اعلیٰ یہ ہیں۔ ۱۔ مولوی شیخ عبد الغفور صاحب مدار المہام۔ ۲۔ صاحبزادہ عبد الصمد خاں صاحب بہادر چیف سکرٹری۔ ۳۔ صاحبزادہ مُصطفےٰ علیخاں صاحب ہوم سکرٹری۔ ۴۔ صاحبزادہ حسن رضا خاں صاحب کپتان دولہ ایڈیکانگ۔ ۵۔ حکیم محمد اجمل خاں صاحب طبیب خاص و مُہتمم کُتب خانہ ریاست۔ ۶۔ مسٹر رائیٹ صاحب چیف انجنیر۔ ۷۔ مسٹر جارج فلپ صاحب پرائیویٹ سکرٹری۔

ہز ہائینس علوی النسب ہیں اور مذہب امامیہ رکھتے ہیں بعمر ۲۸ سال کی ہے ولیعہد صاحب کا نام نامی شہزادہ سعادت علیخاں صاحب ہے۔ آپ بذاتِ خاص کاروبار ریاست کو انجام دیتے ہیں۔ علوم عربی۔ فارسی و انگریزی میں پوری پوری لیاقت رکھتے ہیں۔ اور دُنیا کا سفر بڑے غور و تحقیق سے فرما کے اُسکے حالات بصورتِ کتاب شایع کر چکے ہیں۔ فیاضی و مروّت میں خاص طور پر مشہور ہیں رام پور کا کُتب خانہ ہندوستان بھر میں فرد ہے۔ خاکسار کی ایک تالیف یادگارِ سعدی بھی جسے قریباً ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کے سررشتۂ تعلیم نے تقسیم انعامات اور سکولوں کی لائبریری کیلئے منظور کر رکھا ہے۔ آپ ہی کے نام نامی اور اسم گرامی پر معنون ہو چکی ہے۔ ریاست ہذا میں خاص طور پر کوئی رزیڈنٹ مقرر نہیں مگر کمشنر صاحب بریلی ایجنٹ کی حیثیت سے نگرانِ ریاست ہیں۔



فرزند دلبند دولت انگلشیه میجر نواب حامد علی
خانصاحب بہادر والئی ریاست رامپور

(و) ہز ہائینس مہاراجہ پربھو نارائن سنگھ صاحب بہادر کے سی۔ ایس آئی
والی بنارس

ہز ہائینس کی ریاست کا رقبہ قریب ایکہزار مربع میل۔ آبادی پانچ لاکھ۔ آمدنی تقریباً دس لاکھ سالانہ اور اتواپ سلامی ۱۳ ہیں۔ آپ بہت پرانے رئیس ہیں اور بخوبی تعلیم یافتہ ہیں۔ مندرجۂ ذیل اہلکاران اعلیٰ آپکے ساتھ تھے۔

۱۔ مہراج کنوار لال رنجور سنگھ صاحب ۔۲۔ بابو ہرگوبرشاد نرائن صاحب۔
۳۔ بابو اندر نارائن سنگھ صاحب ۔۴۔ منشی دیاشنکر صاحب دیوان۔
۵۔ ہزاری ہرشنکر پرشاد صاحب ایڈیکانگ ۔۶۔ چودھری بیجناتھ پرشاد سنگھ صاحب ایڈیکانگ ۔۷۔ کپتان وندشواری پرشاد سنگھ صاحب ایڈیکانگ۔

(ز) ہز ہائینس راجہ کرتی شاہ صاحب بہادر کے سی۔ ایس آئی
والی ٹیہری گڑھوال

آپ سورج بنسی چہتری ہیں۔ آپکی ریاست کا رقبہ ۴۱۸۰ میل مربع۔ آبادی تقریباً دو لاکھ اور آمدنی ۸۰۰۰۰ ہے۔ اتواپ سلامی ۱۱ مقرر ہیں۔ ہز ہائینس انگریزی و شاستری بخوبی جانتے ہیں۔ اور انتظام ریاست خود کرتے ہیں۔ آپکے ہمراہیان حسب ذیل تھے۔

۱۔ میاں ہری سنگھ صاحب وزیر ریاست ۔۲۔ ٹھاکر جیت سنگھ صاحب۔
۳۔ ٹھاکر ہری سنگھ صاحب۔ ۴۔ پنڈت کشوانند صاحب۔
۵۔ کپتان کشور سنگھ صاحب۔ ۶۔ ٹھاکر فتح سنگھ صاحب۔

ممتاز الدولہ سعید الملک آنریبل راجہ امیر حسن خاں صاحب بہادر کے سی آئی ای والی ریاست محمود آباد

راجہ صاحب معہ صوف تعلقداران اودہ میں باعتبار اپنی اعلیٰ لیاقت اور سادہ وضعی و منکسر المزاجی اور بالخصوص فیاضی و علم دوستی کے خاص طور پر امتیاز رکھتے ہیں شریعت اسلام کے سچے پابند ہیں۔ اور یہ اولاد بھی خدا نے ویسی ہی سعید دی ہے۔ راجہ علی محمد خاں صاحب بہادر ولیعہد ریاست بھی اوصاف صفات حسنہ میں اپنے والد کی ہی نظیر ہیں۔ راجہ صاحب بہادر ممبر کونسل بھی ہیں۔ اور مختلف مواقعات پر گورنمنٹ کی اعلیٰ خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ اِس موقع پر صاحب معہ صوف خود تو شریک دربار تھے۔ اور ولیعہد صاحب ریاست میں اِس جشن ہمایوں پر اظہار مسرت و وفاداری کے جلسے منعقد فرما رہے تھے۔ شیخ عنایت اللہ صاحب مدار المہام ریاست ہیں جو نہایت لیاقت و صلاحیت سے کاروبار ریاست کو انجام دیتے ہیں۔

آنریبل مہاراجہ سر پرتاب نرائن سنگھ صاحب بہادر کے سی آئی ای والی اجودھیا

مہاراجہ صاحب ۱۳ جولائی ۱۸۵۵ء کی پیدائش ہیں اور انگریزی اُردو بخوبی جانتے ہیں لیکن سنسکرت میں تو رتبہ اعلیٰ رکھتے ہیں چنانچہ کئی ایک تصانیف آپکی سنسکرت میں موجود ہیں۔ اور ناگری کی حمایت میں بھی آپ نے ہی سب سے زیادہ کوششیں کی تھیں انتظام ریاست نہایت لیاقت کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور فیاضی میں آپکا نام عام طور پر مشہور ہے ہر ایک سرکاری اور پبلک چندہ میں آپ دل کھول کر شریک ہوتے ہیں۔

آپکا خاندانی لقب راجہ ہے اور سب سے پہلے آپکے نانا راجہ مان سنگھ کو بصلہ خدمات غدر گورنمنٹ کیطرف سے مہیر پور کے علاقہ و خلعت کے ساتھ مہاراجہ بہادر کا خطاب دیا گیا تھا ۱۸۷۰ء میں انتقال ہوا۔ تو طویل مقدمہ بازی کے بعد مہاراجہ حال کامیاب ہوئے۔ اور ۱۸۸۷ء میں انکو بھی انکی لیاقت وغیرہ کے صلہ میں مہاراجہ کا خطاب دیا گیا اور ۱۸۹۵ء میں کے سی آئی ای بھی بنائے گئے صوبہ کی لیجسلیٹو کونسل میں سب سے پہلے آپ ہی نے چار سال متواتر بڑی نیکنامی سے ممبری کی ہے۔



اونریبل ممتازالدولہ سعیدالملک راجہ سر امیر حسن
خانصاحب بہادر کے - سی - آی - اِی والئے محمود آباد
اودہ



مہاراجہ بہگوتی پرشاد سنگہ صاحب بہادر
والئے بلرام پور

عالیجناب مہاراجہ بھگوتی پرشاد سنگہ صاحب بہادر والی بلرامپور ضلع گونڈہ

مہاراجہ صاحب بہادر ایک روشن خیال تعلیم یافتہ نوجوان ہیں جو مشرقی و مغربی علوم میں دستگاہ کافی رکھتے ہیں۔ مہاراجہ درگجی سنگہ صاحب جنہوں نے سرکارِ انگلشیہ کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور جنکے صلہ میں سرکار سے اعزازات و علاقہ مزید بھی حاصل کیا تھا۔ انہوں نے آپکو متبنی کرکے اپنا جانشین بنایا تھا۔ گویا عتبار قدامت و ریاست کے بھی تعلقداران اودہ میں آپکا درجہ اول شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن باعتبار اپنی روشن دماغی کے بھی آپ اسی درجہ کے مستحق ہیں۔ بوقت انتقال مہاراجہ درگجی سنگہ صاحب چونکہ مہاراجہ بھگوتی پرشاد سنگہ صاحب نابالغ تھے۔ لہذا ریاست کورٹ آف وارڈس کے زیر عمل ہوگئی تھی۔ مگر ۱۸۹۳ء میں آپکی بلوغت پر اختیارات ریاست آپکو حسب ضابطہ عطا کئے گئے۔ جنکے بعد آپ اپنی سیر چشمی انصاف پسندی اور رفاہ عامہ کے باعث دن بدن گورنمنٹ اور رعایا میں ہر دلعزیز ہوتے جاتے ہیں۔ آپکی ریاست کی مدنی ۲۷ لاکھ روپیہ سالانہ آبادی ستی لاکھ بتیس ہزار۔ رقبہ ۱۲۶۳ سو میل مربع ہے۔ اور منشی برکت اللہ صاحب مدار المہام ریاست ہیں۔

(۵۷)

راجہ پرتاب سنگہ صاحب بہادر والی قلعہ پرتاب گڑھ اودھ

آپ تعلقداران اودہ کیجانب سے بطور قایم مقام دربارِ ولائیت پر بھی تشریف لیگئے تھے۔ انگریزی۔ اُردو۔ اور سنسکرت میں پوری پوری لیاقت رکھتے ہیں اور انتظام ریاست نہایت قابلیت سے خود کرتے ہیں۔ سفر ولائیت میں رانی صاحبہ بھی شریک تھیں جنکو خاص طور پر ملکہ معظمہ کی حضوری حاصل ہوئی۔ اور شاہی درباروں میں بڑے اعزاز کے ساتھ رسوم کی گئیں۔ مہاراجہ صاحب کو دربارِ دہلی میں سلامی اتوا کا اعزاز دیا گیا ہے۔ اور رفاہِ عام میں آپ نہائیت دلچسپی رکھنے کے علاوہ ضروریاتِ زمانہ سے بخوبی واقف ہیں۔ گورنمنٹ کی خیراندیشی و ہواخواہی میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔ انہیں وجوہات سے حکام بالادست اور رعایائے ماتحت آپکی ذات سے خوشنود پائی جاتی ہے

ٹھاکر ہری ہر بخش سنگھ صاحب تعلقہ دار سروڑہ ضلع سیتاپور

صاحب موصوف راجہ بکرما جیت کے خاندان سے چھتری نیوار ہیں۔ آپکے بزرگ بحکم شاہ دہلی اس ملک کی اصلاح و سرکوبی کے لیے یہاں آئے تھے جنکو بجلدوئے خدمات خطاب اور تعلقہ بیشقرار عطا ہوا۔ چنانچہ راجہ اندر بکرم سنگھ صاحب ضلع لکھنؤ میں اسی خاندان کے رُکن رکین ہیں۔ تعلقدار صاحب کے دادا ٹھاکر بلونت سنگھ صاحب نے معرکہ ۱۸۵۷ء میں سرکاری خدمات انجام دی ہیں جن سے گورنمنٹ عالیہ بہت خوشنود ہوئی۔ ٹھاکر ہری ہر بخش سنگھ صاحب تین سال کے تھے کہ انکے والد ٹھاکر گنگا بخش سنگھ صاحب نے انتقال کیا تو انتظام ریاست آپکے نانا ٹھاکر دوال سنگھ صاحب تعلقہ دار کھجوہرہ ضلع ہردوئی کے سپرد ہوا۔ اور آپ کے لئے خاص طور پر ریاست کے خرچ سے ایک اسکول بصواب دید سر جارج کوپر صاحب چیف کمشنر اودھ آپکی ریاست میں بنوایا گیا جسمیں حسب قاعدہ آپنے علوم انگریزی و فارسی و سنسکرت میں تعلیم حاصل فرمائی۔ جسکے بعد ۱۸۸۸ء میں خود مختار کئے گئے۔ رعایا اور متعلقین کی سرسبزی اور گورنمنٹ کی وفاداری آپ کے ہر وقت نصب العین رہتی ہے۔ اور گورنمنٹ بھی آپکی بخوبی قدر و منزلت فرماتی ہے چنانچہ انجمن تعلقداران کے آپ ممبر بھی ہیں۔ اور جشن جوبلی جو ڈیپوٹیشن بحضور نواب وائسرائے چیدہ تعلقہ داران اودھ کا پیش ہوا تھا۔ اسکے بھی آپ ممبر تھے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے بھی آپ ممبر ہوتے ہیں۔

آپکی ریاست کی آمدنی علاوہ سوائی کے قریباً اکتالیس ہزار روپیہ سالانہ ہے۔



جناب ٹھاکر ہری ہربخش سنگھ صاحب

والئے سرورہ



اونربل سیٹھہ رگھوبر دیال صاحب

تعلقہ دار معزالدین پور

ضلع سیتاپور اودہ

آنریبل سیٹھ رگھبر دیال صاحب رئیس بہادر تعلقہ دار معزالدین پور و کٹگرہ وغیرہ ضلع سیتاپور اودھ

صاحب موصوف اس خاندان کی یادگار ہیں جسکے مورث اعلے سیٹھ چیت مل صاحب میرٹھ سے دہلی آئے تھے اور جنکے بیٹے سیٹھ رام چند کو اعلے عہدۂ فوج عطا کیا گیا تھا جنکے بعد انکے بیٹے سیٹھ جیون داس صاحب نواب سعادت خانصاحب کے ساتھ اودھ میں آئے اور انکو پرگنہ اسلام گنج وریوان وغیرہ عطا ہوا۔ ان کے بیٹوں میں سے سیٹھ دیبی داس دیوان رائے صاحبان چالیس سال تک بعہدۂ جلیلہ داری نظامت ماموری رہے جنکے زیر حکومت بائیس سو مواضعات تھے سیٹھ دیبی پرشاد کے بیٹے سیٹھ خوشحال چند وغیرہ ہوئے۔ جنکے بعد سیٹھ جواہر مل اور انکے بیٹے سیٹھ منون لال اور انکے بیٹے سیٹھ مرلی منوہر وغیرہ ہوئے۔ جنہوں نے غدر میں سرکار انگریزی کی نمایاں خدمات کیں اور تعلقہ کٹگرہ وری نگر اودھواکولا بنا وغیرہ جاگیر میں پایا۔ انہیں کے خلف الصدق آنریبل سیٹھ رگھبر دیال صاحب ہیں جو ۱۸۶۶ء سے اپنے والد آنجہانی کی جگہ گدی نشین ہوئے آپ کو امور رفاہ عام اور خیر اندیشی سرکار میں خاص دلچسپی رہتی ہے۔ چنانچہ آپنے کیننگ کالج لکھنؤ میں جوبلی سکالرشپ اور سیکنڈ انل سکالرشپ کے نام سے وظائف بھی مقرر فرمائے۔ امداد غربا کیطرف آپ کو ہمیشہ دلچسپی سے توجہ رہی چنانچہ قحط سالی میں بہت بڑی امدادیں آپنے دی ہیں ۱۸۹۱ء میں آپنے بشراکت اپنے بھائی سیٹھ جیدیال صاحب کے بنظر رفاہ عام ایک اگریکلچرل بنک قائم کیا جسمیں نہایت کم سود پر کاشتکاروں کو روپیہ دیا جاتا ہے اور پھر یادگار جشن جوبلی ایک سکول جدید بھی بنام ڈائمنڈ جوبلی سنسکرت پاٹھشالا قایم کیا جسکے ساتھ ایک معقول جائداد بھی وقف فرمائی۔ آپ گنہ نبوان کو (جہاں آپکا قیام رہتا ہے) آنریری منصف آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں اور ۱۸۹۶ء میں لوکل پراونشل کونسل کے ممبر ہوکر بڑی عمدگی سے کام کرتے رہے ہیں آپنے اپنے علاقہ کو سڑکوں تالابوں اور چاہات کی تعمیر سے بالکل انگریزی نمونہ کا بنا رکھا ہے۔ آپ کے خلف الرشید سیٹھ سومی دیال صاحب اگریکلچرل بنک کے مینیجر ہیں جو علوم انگریزی و فارسی میں خاصی لیاقت رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے گلدستہ ریاست کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے جسمیں اولاد و تعلقہ داران کے لئے تمام قسم کے کاغذات کے نمونے اور طریقے مندرج کئے ہیں۔

(۵)

عالیجناب راجہ محمد کاظم حسین خان صاحب بہادر والئی بلہرہ

راجہ صاحب بہادر قاضی نصر اللہ کے خاندان سے ہیں جن کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے یہ صاحب خلیفہ بغداد کیجانب سے سلطان شہاب الدین غوری کیلئے خلعت لائے تھے جنہیں پہلے تو امروہہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا لیکن بلحاظ انکے ذاتی جوہروں کے بلہرہ کا علاقہ معہ خطاب راجگی کے بھی سلطان شہاب الدین کیطرف سے عطا فرمایا گیا۔ کیونکہ حکم سلطانی سے آپنے ہی اسوقت کے حکمران بلہرہ پر معہ اسکی قوم کے فتح پائی تھی۔ اسکے بعد بھی آپکے خاندان کو اعزاز ہائے جلیلہ حاصل ہوتے رہے۔ اکبر کے وقت میں اس خاندان کی چوتھی پشت تھی۔ جس کے سرکردہ داود خان کو خطاب خان بہادری و نوابی کے علاوہ سپہ سالاری کا بھی اعزاز دیا گیا تھا جس سے آپکا خاندانی اختیار و اقتدار اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ تعلقہ ہائے بلہرہ دبنتی پور محمود آباد و بھیٹرا مئو وغیرہ اسی خاندان میں آگئے۔ مگر داود خان کی جانشین خلف اکبر بازید خان نے (جنکو غضنفر الدولہ امیر الملک نواب بازید خان بہادر مظفر جنگ کا خطاب تھا) تمام ریاست کو اپنے تین بیٹوں پر تقسیم کر دیا۔ عنایت خان بلہرہ پر فتح خان صفدر اور ہدایت خان محمود آباد پر قابض ہوئے چنانچہ محمود آباد اور بلہرہ کے موجودہ حکمران بھی برادر عم زاد ہیں۔ راجہ محمد کاظم حسین خان صاحب کے والد بزرگوار راجہ سجاد علیخان نے ۱۸۷۱ء میں وفات پائی تو راجہ صاحب قابض ریاست ہوئے۔ آپنے اپنے وقت میں ریاست کو نہ صرف قرض کے بار سے سبکدوش کیا ہے بلکہ کئی ایک دیہات نئے خرید کر بھی شامل کئے ہیں۔

۴۔ دسمبر ۱۸۸۵ء کو آپکو گورنمنٹ کیطرف سے باضابطہ موروثی خطاب راجگی و خان بہادری عطا ہوا اور ۱۸۸۸ء میں آنریری مجسٹریٹی دیگئی۔ علوم متعارفہ میں آپکو پوری دستگاہ حاصل ہے حالات و ضروریات زمانہ کو بخوبی جانتے ہیں چنانچہ اس کتاب میں اندراج کے لئے سب سے پہلے آپ ہی نے اپنی تصویر عنایت فرمائی تھی جو آپکی روشن خیالی کی ایک واضح دلیل ہے۔



عالیجناب راجه صاحب بہادر والی ریاست مانده

ضلع باره بنکی اوده

تعلقہ داران و درباریان صوبہ اودھ و آگرہ

۱۔ خان بہادر مولوی عبدالحمید خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر۔
۲۔ منشی عبدالکریم صاحب سی آئی ای سی وی او رئیس آگرہ۔
۳۔ خان بہادر شیخ عبدالکریم صاحب سی آئی ای رئیس میرٹھ۔
۴۔ خان بہادر احمد نور خاں صاحب عرف منگل خاں رئیس پیلی بھیت۔
۵۔ نواب احمد شاہ صاحب رئیس سرہنہ۔
۶۔ خان بہادر نواب اسد اللہ خاں صاحب وائس چیرمین میونسپل بورڈ میرٹھ۔
۷۔ رائے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب جج سمال کاز کورٹ آگرہ۔
۸۔ پنڈت رنجیت نارائن صاحب سب آرڈینیٹ جج آگرہ۔
۹۔ راجہ بلونت سنگھ صاحب سی آئی ای والی آوا۔
۱۰۔ مہاراجہ بھگوتی پرشاد سنگھ صاحب والی بلرامپور۔
۱۱۔ کنور بھرت سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ جج۔
۱۲۔ راجہ بھوپندرا بہادر سنگھ صاحب والی کانپٹ۔
۱۳۔ راجہ بھوپندر بکرم سنگھ صاحب سی آئی ای والی پیاگپور۔
۱۴۔ پنڈت بشمبھر ناتھ صاحب رئیس الہ آباد۔
۱۵۔ لالہ بشیشر پرشاد صاحب رئیس منڑانواں۔ ضلع اناؤ۔
۱۶۔ رائے بہادر بین بہاری چکرورتی صاحب اگزکٹو انجینیر۔
۱۷۔ بابو گیانندر ناتھ صاحب چکرورتی۔ ایم۔ اے ایل ایل بی قائمقام انسپکٹر مدارس
۱۸۔ راجہ دت پرشاد صاحب والی مرساں۔
۱۹۔ لالہ درگا پرشاد صاحب رئیس سروان بارہ گاؤں ضلع ہردوئی۔
۲۰۔ رائے بہادر دوارکا سنگھ صاحب انسپکٹر پولیس۔

۲۱ - پنڈت گیراج کشور صاحب ڈپٹ منصف آگرہ۔
۲۲ - راجہ فتح سنگھ صاحب والی پوایاں۔
۲۳ - بابو گنگا بخش صاحب والی ٹکاری ضلع رائے بریلی۔
۲۴ - ٹھاکر ہری ہربخش سنگھ صاحب والی سرورہ ضلع سیتاپور۔
۲۵ - سید حسن شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ بلند شہر۔
۲۶ - پنڈت ہیئت رام صاحب سی آئی ای رئیس بریلی۔
۲۷ - شیخ عنایت اللہ صاحب والی سید انپور ضلع بارہ بنکی۔
۲۸ - کنور اعتماد علیخاں صاحب والی سعد آباد ضلع متھرا۔
۲۹ - راجہ جگموہن سنگھ صاحب سی آئی ای والی عطرا چندرا پور۔
۳۰ - جناب جے کرشن داس صاحب سی ایس آئی تعلقہ دار راج بہادر
۳۱ - جناب راجہ خوشحال کشور پرشاد مل بہادر والی ماجھلی۔
۳۲ - راجہ محمد کاظم حسین خان صاحب والی نیتی پور ضلع سیتاپور
۳۳ - راجہ کرشن کمار صاحب والی سہسپور۔ بلاری۔
۳۴ - رائے بہادر کرشنا شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ ممبر میونسپل بورڈ نینی تال
۳۵ - لال راگھو راج سنگھ صاحب والی منگاپور۔ ضلع گونڈا
۳۶ - آنریبل پنڈت مدن موہن صاحب مالویہ۔ رئیس الہ آباد۔
۳۷ - منشی مادھو لال صاحب رئیس بنارس۔
۳۸ - رائے بہادر ٹھاکر مہابیر پرشاد نارائن سنگھ صاحب رئیس الہ آباد۔
۳۹ - رائے بہادر پنڈت مہاراج نارائن صاحب شیوا پوری ڈپٹی کلکٹر
۴۰ - بابو منوہر لال صاحب چیرمین میونسپل بورڈ فیض آباد
۴۱ - مولوی مہدی علیخاں صاحب آنریری سکرٹری ایم او کالج علیگڈھ۔

۴۲- مرزا محمد عباس بہادر صاحب رئیس لکھنؤ۔

۴۳- خان بہادر امیر الدولہ سعید الملک ممتاز جنگ سر راجہ محمد امیر حسن خاں صاحب کے سی آئی ای والی محمود آباد۔

۴۴- ممتاز الدولہ نواب محمد فیاض علیخاں صاحب والی پہاسو۔

۴۵- محمد نعیم خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ کیلاشپور ضلع سہارنپور۔

۴۶- مسٹر محمد رفیق صاحب بیرسٹرایٹ لا نائب جج سمال کاز کورٹ اودھ۔

۴۷- مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب سی۔ ایم۔ جی۔ رئیس علیگڈھ

۴۸- منشی محمد سراج الدین صاحب بیرسٹرایٹ لا سبارڈینیٹ جج صوبہ آگرہ

۴۹- سردار نراین سنگہ صاحب آنریری مجسٹریٹ رائے بریلی۔

۵۰- راجہ نرپتی سنگہ صاحب والی اسوتھر۔

۵۱- خان بہادر چودھری نصرت علی صاحب آنریری مجسٹریٹ و سکرٹری انجمن تعلقہ داران اودھ لکھنؤ

۵۲- راجہ نوشاد علیخاں صاحب والی میلار گنج ضلع بارہ بنکی۔

۵۳- خان بہادر نواب مہدی حسن خاں صاحب عرف اچھو صاحب رئیس لکھنؤ

۵۴- آنریبل رائے بہادر نہال چند صاحب مظفر نگر۔

۵۵- راجہ پرتاب بہادر سنگہ صاحب والی قلعہ پرتاب گڈہ۔

۵۶- سر مہاراجہ پرتاب نراین سنگہ صاحب کے سی آئی ای والی اجودھیا۔

۵۷- راجہ رامپال سنگہ صاحب والی کالاکنکر۔

۵۸- راجہ رامپال سنگہ صاحب والی کوری سدھولی۔

۵۹- بابو رام پرشاد صاحب منصف اودھ۔

۶۰- راجہ رام پرتاب سنگہ صاحب والی ریاست مانڈہ۔

۶۱- راجہ رام پرتاب سنگہ صاحب والی مین پوری۔

۶۲- راجہ رام سنگہ صاحب والی بانسی۔

۶۳ - راجہ رام سنگھ صاحب والی راجپورہ۔

۶۴ - پنڈت رام شنکر صاحب معزز مجسٹریٹ و کلکٹر۔

۶۵ - راجہ رنبیر سنگھ صاحب والی ڈیرہ دون۔

۶۶ - راجہ بہادر سردار سنگھ صاحب رئیس کہیرہ۔

۶۷ - آنریبل سیٹھ رگھبر دیال صاحب تعلقدار معز الدین پور ضلع سیتاپور۔

۶۸ - رانا شیوراج سنگھ صاحب والی جھکھراے (کھجور گاؤں)

۶۹ - آنریبل راجہ شام سنگھ صاحب والی تاجپور۔

۷۰ - راجہ محمد صدیق خاں صاحب والی نانپارہ ضلع بہرائچ۔

۷۱ - آنریبل رائے بہادر لالہ سری رام صاحب رئیس لکھنؤ۔

۷۲ - رائے بہادر لالہ سری رام صاحب اسسٹنٹ انجینئر۔

۷۳ - مہاراجہ بہادر سدا کروپ صاحب رئیس بنارس۔

۷۴ - آنریبل راجہ تصدق رسول خان صاحب والی جہانگیرآباد۔

۷۵ - راجہ اودے راج سنگھ صاحب والی کاشی پور۔

۷۶ - نواب یوسف علی خاں صاحب والی چھتاری۔

افسران کیمپ احاطہ ممالک متحدہ

۱ - مسٹر بی بیچلی صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس افسر انچارج کیمپ۔
۲ - میجر جے چیٹر وائٹ آئی ایم ایس کمشنر حفظان صحت۔
۳ - مسٹر جے ایس سی ڈیوس ایجنٹ ٹیہری گڑھوال۔
۴ - مسٹر ایل ایل خرٹر صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔
۵ - میجر ای جے بارڈن صاحب کلکٹر اٹاوہ۔
۶ - مسٹر ای آر پسنر صاحب ڈپٹی انسپکٹر ریلوے پولیس۔
۷ - مسٹر ایل سی پورٹر صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گونڈا اودھ۔
۸ - مسٹر اے ایم ڈبلیو شکسپیر صاحب ایجنٹ بنارس۔
۹ - مسٹر آر سی سٹریچی صاحب پرسنل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس۔
۱۰ - مسٹر پی ایف رین ٹول بن صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس سپیشل برانچ۔

فصل پنجم

روسائے امرائے آسام

ا ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر منی پور۔
۲ مسٹر عبدالمجید صاحب بی۔ اے بی ایل اسسٹنٹ کمشنر
۳ مولوی محمد احینے صاحب زمیندار سلہٹ
۴ مولوی علی امجد خاں صاحب زمیندار سلہٹ۔
۵ رائے بہادر بجلالای مدھوپ چند صاحب
ایل ایل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوہٹی۔
۶ رائے بہادر برواجگن ناتھ صاحب بی
آنریری مجسٹریٹ جرہات۔
۷ بابو سری جت ملیھو آنریری مجسٹریٹ
و کاشتکار چائے لکھیم پور۔
۸ برواسری جت مانک چندر اگوہٹی۔
۹ بارو سری جت ننذی ناتھ نوگنگ
۱۰ بروا راجہ پربھت چندر اگوری پور
۱۱ بڑا گوہائیں سری جت لکھور جرحا
سب گر۔
۱۲ اسری جت کالی پرشاد چالیاوکیل وائس
چیرمین سب گرلوکل بورڈ۔
۱۳ بابو کیمنی کمار چند ایم اے بی ایل
وکیل و وائس چیرمین سلہٹ میونسپلٹی۔
۱۴ اسری جت چند رانارائن سنگھ موضعدار
بلٹولہ کامروپ۔
۱۵ رائے صاحب بہادر ہرمولی چیرمین گوہٹی میونسپلٹی
۱۶ رائے بہادر لال چند دیب بی ای سرکاری ایل ایم ہٹ
۱۷ مولوی مجید بخت مجموعہ دار زمیندار سلہٹ
۱۸ منشی بخت علی خاں آنریری مجسٹریٹ کاشتکار چائے
۱۹ رائے راجہ گریش چندر زمیندار و کاشتکار چائے سلہٹ
۲۰ بابو بکنیٹھ ناتھ شرما زمیندار سلہٹ۔
۲۱ سری جت بھوانی چرن شرما آنریری مجسٹریٹ تیز پور
۲۲ رائے بہادر ہری چرن ہیلاکنڈی کچھار۔
۲۳ بابو درگا چرن سین بی ای ایل ایل بی جج
۲۴ رائے بہادر چونی لال سراوگی نکرد سوداگر لکھیم پور
۲۵ سری جت چندر نارائن سنگھ جات
۲۶ آکن سنگھ اوف نونگ کھلا خاصی جینتیا

افسران متعینہ آسام کیمپ

کپتان جے آر نیوٹل شوشیر فرما ہز ہائنس راجہ صاحب منی پور
میجر ای ای کیوئی پولیٹیکل ایجنٹ منی پور انچارج کیمپ

فصل ششم

امرائے و رؤسائے بلوچستان

(الف) ہز ہائینس جناب سر میر علیخان صاحب بہادر کے سی آئی ای جام آف لس بیلہ

آپ کی ریاست بلوچستان کی سرحد پر واقع ہے اور گو قریباً بالکل انگریزی انتظام کی تقلید ہو رہی ہے مگر ابھی تک اِن کے رقبہ وغیرہ کا حال معلوم نہیں ہوا ہمراہیان حسبِ ذیل تھے

۱۔ خان بہادر احمد یار خاں صاحب وزیر ۲ داد محمد صاحب ۳ سید حسن شاہ صاحب ۴ شیخ حسن صاحب ۵ چوگر خاں صاحب جموت۔

(ب) ہز ہائینس خاں صاحب بہادر والئی قلات جی سی آئی ای

آپ کی ریاست سرحدی ہونے کے اعتبار سے کسی وقت بڑی اعلےٰ درجہ کی شمار ہوتی تھی۔ لیکن اب وہ حالت نہیں ہے۔ ہز ہائینس بالکل انگریزی اثر میں آگئے ہیں آپ اُس خاندان سے ہیں جو سکندر کے ساتھ جنگ آزما ہوا تھا۔ آپ کی ریاست کے رقبہ وغیرہ کا حال معلوم نہیں اتوا پ سلامی ۹ مقرر ہیں۔ ہمراہیانِ دربار حسبِ ذیل تھے

۱۔ میر بہرام خاں صاحب برادر خانصاحب
۲۔ نور محمد خاں صاحب کمانڈنٹ۔
۳۔ منشی غلام حسین صاحب۔
۴۔ منشی نصر اللہ صاحب۔
۵۔ سید شاہ صاحب وکیل۔
۶۔ غلام حیدر صاحب۔
۷۔ فتح محمد خاں صاحب۔
۸۔ عبد اللہ خاں صاحب۔
۹۔ منشی عطاء اللہ صاحب۔
۱۰۔ محمد گل بیگ صاحب۔
۱۱۔ منشی جمعہ خاں صاحب۔
۱۲۔ منشی محمد خاں صاحب۔
۱۳۔ محمد حیات خاں صاحب۔
۱۴۔ محمد اطہر خاں صاحب۔
۱۵۔ محمد رضا صاحب۔

درباریان و امرائے بلوچستان

۱ میر عبداسد خاں صاحب مگسی۔
۲ سردار عبدالرشید صاحب رئیسانی۔
۳ عبدالوحید خاں صاحب درّانی
۴ ملک اختر خاں صاحب بانڈ خیل۔
۵ میر عالم خاں صاحب بدینی رخشانی
۶ میر ملک عالم خاں صاحب مہتر زئی۔
۷ علی محمدؐ صاحب مردوئی۔
۸ آلو خاں صاحب موسیٰ خیل۔
۹ خان بہادر ارباب خدا داد خاں صاحب کاسی
۱۰ عطا خاں صاحب شیرانی۔
۱۱ ملک اعظم خاں صاحب کدیزئی۔
۱۲ سید بہار شاہ صاحب۔
۱۳ خانصاحب ملک بہاؤ الدین صاحب بیضائی۔
۱۴ سردار بختیار خاں صاحب رستم زئی۔
۱۵ بلوچ خاں صاحب بانڈزئی۔
۱۶ سردار بہادر جنگل خاں جوگی زئی۔
۱۷ انگل خاں صاحب ترین۔
۱۸ رائے صاحب سیٹھ بھیک چند میونسپل کمشنر کوئٹہ
۱۹ اخیمن خاں صاحب۔
۲۰ سید چراغ شاہ صاحب۔
۲۱ داداخاں صاحب نوتکن۔
۲۲ ملک دیوا خاں صاحب حمزہ زئی۔
۲۳ دلبر ملا خاں صاحب فقیر زئی
۲۴ سردار دوست محمدؐ صاحب لہری۔
۲۵ میر فقیر محمدؐ صاحب بزنجو۔
۲۶ سردار غوث بخش صاحب رئیسانی۔
۲۷ غلام علیخاں صاحب ڈویرہ بلیدی
۲۸ خان بہادر غلام حیدر خاں صاحب اچک زئی۔
۲۹ خاں صاحب ملا حاجی ہارون صاحب۔
۳۰ حلیم خاں صاحب سارنگ زئی۔
۳۱ حسین خاں صاحب دمار۔
۳۲ میر عیسیٰ خاں صاحب نوشیروانی۔
۳۳ خاں صاحب عیسیٰ خاں صاحب ناڑین
۳۴ خان صاحب جمال خاں صاحب موسیٰ خیل
۳۵ میر جان بیگ جمالدینی صاحب رخشانی
۳۶ قیصر خاں صاحب ڈیرہ مکاسی۔
۳۷ خان بہادر میر خیر بخش خاں سردار آف ماڑی
۳۸ ملک خوئیداد خاں صاحب سرزائی۔
۳۹ ملا خدا داد خاں صاحب۔
۴۰ میر سہراب خاں صاحب مگسی۔

۴۱ میر مہراب خاں صاحب کہتران۔
۴۲ سردار جہانگیر خاں صاحب دومکی۔
۴۳ سید مہر شاہ صاحب خارسن
۴۴ خان صاحب میاں خاں کنبرانی
۴۵ میر مرہم خاں صاحب گرگناری
۴۶ سردار بہادر محمد اکبر خاں صاحب جوگی زئی
۴۷ میر محمد علیخاں صاحب داگر منگل۔
۴۸ سردار محمد اعظم خاں صاحب محمد شاہی
۴۹ میر محمد بقا خاں صاحب۔
۵۰ سید محمد حسین شاہ صاحب شنگہاری۔
۵۱ سردار محمد خاں صاحب باروزئی۔
۵۲ خان بہادر نواب خاں صاحب لونی۔
۵۳ نواب خاں صاحب بینیچی۔
۵۴ نور محمد وڈیرہ صاحب بنگلزئی۔
۵۵ سردار باہر خاں صاحب ساسولی۔
۵۶ سردار پسند خاں صاحب بزرک زئی
۵۷ بابو خاں صاحب ڈومر۔
۵۸ میر رحیم خاں صاحب کرد۔
۵۹ خان بہادر سکندر خاں صاحب لہڑی
۶۰ میر سربلند خاں صاحب باروزئی
۶۱ سردار خاں وڈیرہ صاحب رند
۶۲ نواب سر شہباز خاں صاحب بگٹی سی۔آئی۔ای بگٹی۔
۶۳ سردار شاکر خاں صاحب منگل
۶۴ سردار شیخ عمر خاں صاحب چکی
۶۵ ملک شیر محمد خاں صاحب عبداللہ زئی۔
۶۶ میر شیر محمد خاں صاحب عمرانی۔
۶۷ خان بہادر محبت خاں صاحب گولہ۔
۶۸ ملک سلطان محمد خاں صاحب سرکاری
۶۹ دہاب خاں صاحب پیزئی۔
۷۰ میر قہاری خاں صاحب مرغزانی۔
۷۱ سردار یار محمد صاحب کرد۔
۷۲ زاغن خاں صاحب جوگی زئی۔
۷۳ سردار زہری خاں صاحب بسیانی
۷۴ خان بہادر یوسف خاں صاحب کرد

افسران متعینہ بلوچستان کیمپ

۱ کپتان ایل۔جی۔کونوکس آفیسر انچارج کیمپ ۲ میجر ایچ۔ایل۔شوور پولیٹکل ایجنٹ قلات ۳ سی۔پی کپٹن ونسٹر پولیٹکل ایجنٹ بلوچستان۔۴ دیوان گنپت رائے صاحب سی۔آئی۔ای اسسٹنٹ افسر انچارج کیمپ



ہزہائینس مہاراج سرسیاجی راو شمشیر بہادر
جی - سی - ایس - آی والئے ریاست بروده

فصل ہفتم

روساء و امرائے علاقہ بمبئی

(الف)

ہز ہائینس مہاراجہ سیاجی راؤ صاحب بہادر شمشیر بہادر جی سی ایس آئی والی ریاست بڑودہ

ہز ہائینس کی ریاست زبردست خاندان مرہٹہ کی ایک اعلےٰ ترین یادگار ہے جسکے بانی سیواجی راؤ گذرے ہیں جن سے اورنگ زیب کے بہت بڑے معرکے ہوتے رہے ہیں آپکی ریاست کا رقبہ ۸۰۳۹ مربع میل اور زرمالیہ تقریباً سوا کروڑ ہے آبادی بیس لاکھ اور توپ سلامی ۲۱ ہیں ہز ہائینس ملک معظم کے جشن تاجپوشی انگلستان میں بھی شریک ہوچکے ہیں اور ایک روشن خیال رئیس گنے جاتے ہیں۔ ایام دربار میں آپ ایڈیٹروں کے کیمپ میں بھی تشریف لائے تھے۔ تکلفات وغیرہ سے بالکل نفور اور صاف گوئی و خودداری میں خاص طور پر مشہور ہیں۔ فہرست ہمراہیان یہ ہے:-

۱- اننددراؤ گیکواڑ برادر ہز ہائینس ۲- آپا صاحب مرہیٹ انچارج آف ہز ہائینس کیمپ ۳ و ۴- ادجت راؤ گیکواڑ و دادا صاحب گیکواڑ عموزاد برادران ہز ہائینس- ۵- کرساسپ جی رستم جی داداچندجی چیف جسٹس ۶- میر معین الدین حسین خان سردار ۷- مہتہ منو بھائی نند شنکر کا مدار حضور ۸- رامچند نارائن جدہو میڈیکل انچارج اوف کیمپ ۹- رامچندر وٹھوباڈ ہمنا شنکر دیوان ۱۰ شنکر راؤ گنگادہر شاستری نائب درکدار ۱۱- یشونت راؤ راجی پاندھر سردار- ۱۲- مسٹر ٹی- ایچ فرنچ اتالیق جناب ہز ہائینس صاحب معہ لیڈی صاحبہ ۱۳ و ۱۴ مس ایم ایچ میٹہ- مس ایم ایچ ریکارڈو مصاحبات بیگم صاحبہ- ۱۵- میجر ای ایف میبرٹ- آئی سی ایس انچارج اوف کیمپ- ۱۶- مسٹر ڈبلیو ٹی رونگ صاحب سکرٹری ہز ہائینس- آپکا کیمپ علیحدہ نصب تھا اسلئے یہاں بھی سب سے پہلے رکھا گیا

ہز ہائینس سر آغا سلطان محمد شاہ خانصاحب جی سی ایس آئی ہز ہائینس عظم بمبئی

ہز ہائینس اگرچہ کسی ریاست کے باعتبار حکمرانی کسی رعایا کی باقاعدہ فرمانروا نہیں ہیں مگر باعتبار مذہبی پیشوا ہونے کی وہ اسقدر اپنے پیرو رکھتے ہیں کہ جو تعداد میں کسی ریاست کی رعایا سے بہت زیادہ ہیں اور صرف انکے اشارہ پر جان و مال تک فدا کر دینا اپنا فخر سمجھتے ہیں آپ قوم خوجہ کے لیڈر ہیں جو مذہباً اہل تشیع کی ہم رنگ ہے مریدوں کی نذرانوں سے آپ کو قریباً پندرہ لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے لیکن آمد و خرچ کے رجسٹر آپنے باقاعدہ کھول رکھے ہیں جنھیں ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ آپ اس روپیہ کے ایک بہت بڑے حصہ کو قوم خوجہ کی تعلیم اور بیواؤں کی پرورش پر صرف فرما دیتے ہیں

ہز ہائینس علوم انگریزی و عربی و فارسی میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں اور گورنمنٹ انگریزی کے بہت بڑے خیر خواہ ہیں۔ لباس بھی عموماً انگریزی ہی ہوتا ہے عمر ستائیس سال کی ہے اور رنگ بھی گورا ہے۔ اسلئے عوام نہیں انگریزی لباس میں انگریز ہی سمجھتے ہونگے

ہز ہائینس پہلی دفعہ ملکہ وکٹوریہ کے وقت میں اور پھر شہنشاہ معظم کی تاجپوشی کی تقریب پر یوروپ جا چکے ہیں جہاں آنکی خاطر و مدارات نہایت تپاک سے کیجاتی رہی۔ اسکے علاوہ جرمن۔ ٹرکی اور ایران کے فرمانرواؤں سے بھی آپ مل چکے ہیں۔ اور وہ بھی آپ سے نہایت اعزاز کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں۔ بلکہ شہنشاہ جرمن نے تو آپ کو ایک معزز خطاب بھی دیا ہے۔ آپ تہذیب و ترقی کے بہت بڑے دلدادہ ہیں۔ قومی معاملات سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے پریذیڈنٹ بھی ہوئے تھے۔ اور ایک ایسی تقریر اسمیں آپنے کی تھی۔ جس پر مدتوں اخبارات میں جرح قدح ہوتی رہی۔ آپ کا خاندان ایران کے خاندان شاہی سے ہے جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے ہندوستان آیا۔ اور یہاں آکر وہ اقتدار حاصل کیا کہ آج کسی پیشوائے مذہبی کو حاصل نہوگا۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی قابل قدر خدمات مختلف مواقعات پر آپ نہایت تندہی سے انجام دیتے رہے ہیں۔

(ج)

ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر والیٔ بالسندہ

آپ کی ریاست کا رقبہ ۲۴۲ میل مربع آبادی تقریباً چالیس ہزار اور آمدنی تقریباً دو لاکھ سالانہ ہے اور ۹ - اتواپ سلامی مقرر ہیں آپ دربار میں بہمراہیان ذیل شامل ہوئے۔

۱ - مہاراول شری انند سنگھ جی پرتاپ سنگھ جی ولیعہد ۲ - ٹھاکر شری چھتر سنگھ جی عجب سنگھ جی رشتہ دار ۳ - خان بہادر ہرمز جی ادرجی پٹیل دیوان ۴ - پرشن شنکر دیاشنکر نائب دیوان ۵ - مسٹر چی جی سنگھ چیف میڈیکل آفیسر ۶ - مسٹر بھیکا بھائی تریک رام پرائیویٹ سکرٹری ۷ - مسٹر بھیم باوا گمان باوا ایڈیکانگ ۸ - گنپت رام مادہو رام بخشی ۹ - دہن راؤ شیو رام - سررشتہ دار حضور۔

(د)

جناب ٹھاکر صاحب والیٔ پالیتانہ

آپ کی ریاست کی آبادی پچاس ہزار اور آمدنی قریباً چار لاکھ ہے اور اتواپ سلامی ۹ مقرر ہیں - آپ کے ہمراہ مندرجہ ذیل صاحبان تھے:۔

۱ - راؤ بہادر گنپت راؤ نرائن لوڈ چیف کار و باری ۲ - جمعدار محمد حنیف صاحب ایڈیکانگ ۳ - اعظم لالجی ہریداس صاحب پرائیویٹ سکرٹری ۴ - گوہل کلو بھا سردار سنگھ صاحب بھایات ۵ - اعظم دوارکا داس مع نند اودن داس صاحب چیف وکیل۔

(ہ)

ہز ہائینس ٹھاکر صاحب بہادر والیٔ بھاؤنگر

آپ کی ریاست میں ۲۴۵ گاؤں ہیں جنکی سالانہ آمدنی تخمیناً تیس لاکھ اور آبادی قریباً پانچ لاکھ اتواپ سلامی ۱۱ ہیں - آپ بہمراہیان ذیل شریک دربار تھے۔

۱ - کمار شری نرمل سنگھ جی برادر ہز ہائینس ۲ - دیپت رام اعظم پربھا شنکر دیوان ۳ - ڈاکٹر پیر جو جی بہرام جی چیف میڈیکل افسر ۴ - اعظم سری لال سلتی لال نائب دیوان ۵ - ای ڈبلیو پراکٹر سامس اسکوائر انجینیر ۶ - راؤل دان سنگھ جی بھایات اینڈ کمانڈنٹ امپیریل لانسرز ۷ - رانا کلو بھا کلیان سنگھ جی ایڈیکانگ ۸ - اعظم سوراجی چیف وکیل ایجنٹ گورنر ۹ - مسٹر جہانگیر سی کالا ایجنٹ بمبئی ۱۰ - مسٹر پرنسپل معلینڈی صاحب ۱۱ - کمار شری گوپی جو سنگھ جی آف راج پیلہ ۱۲ - مسٹر جی ایم بھاؤنگری ایم جی سی آئی ای

جناب پنت سیکو صاحب والی بھور

آپ کی ریاست کا رقبہ معلوم نہیں ہوا ہمراہیان دربار حسب ذیل ہیں۔
۱ شری منت رگھناتھ راؤ عرف بابا صاحب سیکو دیعہد ۲ مسٹر سیرج ہر اجی ستبا کاربارجی ۳ مہربان شری پور راؤ رگھناتھ عرف بابا صاحب دیکھ کر ۴ مہربان رام راؤ کرشنا۔

ہز ہائینس رانا صاحب بہادر والی پوربندر

آپ کی ریاست کی آبادی تقریباً اسی ہزار ہے اور آمدنی ۴ لاکھ۔ سلامی توپ ۱۱ مقرر ہیں بہمراہیان ذیل شریک دربار ہوئے۔
۱ راؤ بہادر منی لال اجیت لائے صاحب دیوان ۲ راوت رانا شو سنگھ جی کرن سنگھ جی صاحبا ایڈیکانگ ۳ مسٹر پوپٹ لال کالیجی صاحب چیف میڈیکل آفیسر ۴ مسٹر پھل چند بھائی بھائی صاحب اسٹیٹ انجنیئر ۵ مسٹر بھون داس کیشو لال صاحب اسٹیٹ ٹریژری سرجن مسٹر کالی داس کرم چند صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگلات ۷ مسٹر جیالال دراگہ جی صاحب کاروباری خانگی ۸ مسٹر لکشمی شنکر پربھو داس صاحب وکیل ریاست۔

ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر والی ڈریہ

آپ کی ریاست کا رقبہ ۱۳۰ میل مربع آبادی تقریباً ساٹھ ہزار اور آمدنی تخمیناً دو لاکھ سالانہ ہے نو توپ سلامی ہیں درباری ہمراہیان حسب ذیل تھے۔
۱ کمار شری نجیت سنگھ جی ولیعہد ۲ کمار شری ہر سنگھ جی فرزند دوم ہز ہائینس ۳ راؤ بہادر لال منسکھ رام دیوان ۴ مسٹر رام کرشنا منسکھ رام پرائیویٹ سکرٹری ۵ مسٹر جیت سنگھ جی موہن سنگھ جی جمعیات ۶ مسٹر جیا بھائی نارن بھائی مصاحب ۷ مسٹر جگن ناتھ جدیو رائے ڈاکٹر ۸ مسٹر برج بھوکھان جیونی لال کلرک انگریزی پرائیویٹ ۹ مسٹر سریالال کالا مدار پرائیویٹ ۱۰ مسٹر محمد بن سنگور جمعدار ۱۱ مسٹر آصف علی محمد علی ایجنٹ ۱۲ مسٹر دیا سکھ ہر لال کمار شری کا کلرک ۱۳ مسٹر دیپ شنکر حسین جی جانی کلرک ۱۴ مسٹر مولجی پرسوتم تھانیدار۔

ہز ہائینس نواب صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست جوناگڈھ

آپکی ریاست کا رقبہ ۳۸۰۰ میل مربع آبادی تقریباً ۴ لاکھ آمدنی بیس لاکھ اور توپ سلامی ۱۱ ہیں انتظام ریاست شیخ محمد بہاؤالدین صاحب نائب ریاست کرتے ہیں آپ بہمراہیان ذیل تشریف لائے ۱ نوابزادہ شیر زمانخان صاحب ولیعہد ۲ شیخ محمد بہاؤالدین صاحب سی آئی ای مدار المہام ۳ چونی لال سارا بھائی صاحب دیوان اعظم ۴ پرشوتم رائے سندر جی صاحب نائب دیوان ۵ منسکھ رام ترپاٹھی صاحب ممبر کونسل ۶ محمد خان فرید ن صاحب افسر توشہ خانہ ۷ امر جی اننت جی افسر کاروبار خانگی ۸ ڈاکٹر تریبھون داس موتی چند شاہ صاحب چیف میڈیکل افسر ۹ چھوٹے لال متھرا داس صاحب سکرٹری حضور ۱۰ بھوپت رائے ترکم جی وکیل متعینہ گورنری بمبئی ۱۱ میرزادہ بڑے میاں صاحب امیر ۱۲ میاں عثمان خان صاحب امیر ۱۳ شجاعت جمعدار محمد بھائی میر بھائی صاحب امیر ۱۴ اسیٹھ قاسم اسمٰعیل صاحب امیر ۱۵ جمعدار عباس عالم صاحب ۱۶ جسٹی مقبل میاں فیض محمد صاحب امیر ۱۷ مجو میاں صاحب قادری امیر ۱۸ جمعدار عباس عالم بن مبارک امیر ۱۹ اجو میاں کمو میاں صاحب کمانڈنگ افسر امپیریل سروس کیولری۔

نواب سیدی احمد خان صاحب بہادر کے سی آئی ای والی جنجیرا

آپ قوم کے شیدی (حبشی) ہیں۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی بخوبی جانتے ہیں آپ کی ریاست کا رقبہ ۳۲۴ مربع میل آمدنی تقریباً پانچ لاکھ آبادی ایک لاکھ اور توپ سلامی ۹ ہیں آپ بہمراہیان ذیل آئے تھے۔

۱ مسٹر علی اصغر حسین علی محمد صاحب فیضی پرائیویٹ سکرٹری بیگم نواب صاحبہ ۲ مسٹر ایم ایف پیر صاحب گورنمنٹ پنشنر چیف میڈیکل افسر ۳ راؤ محمد خان گنیشن ڈرن صاحب کاربوری ریاست ۴ شیدی محمد شیدی سکھاجی صاحب ساتر شیدی ۵ شیدی اسمٰعیل شیدی عبد الکریم صاحب شیدی بھائی بند ۶ سید حسن شیدی صاحب بہ دار شیدی بھائی بند ۷ آر ڈی گپتا صاحب اسسٹنٹ سکرٹری ۸ راجہ رام رام چندر صاحب گپتا چٹ نویس حضور۔

جناب امیر صاحب بہادر والی ٹوڈھالی

آپ کی ریاست کا رقبہ اور آمدنی معلوم نہیں۔

ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والئی ریاست کیمبے

آپکی ریاست کا رقبہ ۳۵۰ میل مربع آبادی دو لاکھ آمدنی تخمیناً چار لاکھ اور توپ سلامی ۱۱ ہیں۔ آپکے ہمراہی یہ تھے۔

۱ راؤ بہادر مسٹر سیوارام ہری ہر رائن صاحب دیوان ۲ مرزا بادشاہ علی حسین علی صاحب برادر بیگم صاحبہ ۳ مرزا علی محمد خان صاحب برادر بیگم صاحبہ ۴ مسٹر موتی شنکر لال شنکر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ۵ ڈاکٹر دھنجی موتی بھائی چیف میڈیکل افسر ۶ مرزا نجف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری ۷ سید عبداللطیف خان صاحب رشتہ دار ہز ہائینس ۸ حکیم ڈاکٹر حسین خان صاحب طبیب خاص ۹ آغا محمد حسین خان صاحب رشتہ دار ہز ہائینس ۱۰ آغا حسین علی امداد علی صاحب رشتہ دار ہز ہائینس ۱۱ آغا محمد علی آغا جعفر صاحب رشتہ دار ہز ہائینس ۱۲ مسٹر ظہیر الدین رحیم الدین صاحب میونسپل سکرٹری

ہز ہائینس مہاراؤ صاحب بہادر جی سی آئی ای والئی ریاست کچھ

آپ کی ریاست کا رقبہ باستثنائے جھیل ۶۵۰۰ میل مربع آبادی قریباً چھ لاکھ اور آمدنی ۲۳۰۰۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے توپ سلامی ۱۷ ہیں آپکے ہمراہیان حسب ذیل تھے۔

۱ کمار سری وزیراجی صاحب ولیعہد ۲ کمار سری گودکی جی صاحب فرزند دوم ۳ کمار سری کرن سنگھ جی صاحب سی آئی ای برادر ہز ہائینس ۴ رانا ظالم سنگھ جی صاحب سردار ۵ جی دیپ سنگھ جی صاحب جاگیردار کٹھا ۶ جی زوگھن جی صاحب جاگیردار نگر بچہ ۷ جی ہدب سنگھ جی صاحب سندھان ۸ جی ہیر جی جاگیردار راؤ ۹ مسٹر پنچو بھائی اودے رام صاحب دیوان ۱۰ مسٹر چھوٹے لال صاحب سیوک رام صاحب سکرٹری حضور ۱۱ مسٹر جی کیپ بل کرانی صاحب سپرنٹنڈنگ انجینیر ریلوے ۱۲ مسٹر جی میتو سمتھ اتالیق ولیعہد صاحب ۱۳ راؤ بہادر مہودی لال صاحب لالو بھائی صاحب نائب دیوان ۱۴ مسٹر موتی بہائی مانی بہائی اسسٹنٹ حضور ۱۵ ڈاکٹر بھیکا جی جیوا جی فرنینہ چیف میڈیکل افسر ۱۶ خان بہادر پشنجی سہراب جی چیف انجنیر افسر ۱۷ مسٹر جوہری لال امرت رام اسسٹنٹ انجینیر ۱۸ خان بہادر پشنجی سہراب جی افسر خاص ۱۹ مسٹر اوما شنکر سیوک رام بخشی جج ۲۰ مسٹر امرت لال پنجا افسر کارخانہ جات ۲۱ مسٹر مکھ بشی شنکر جگ جیون صاحب اسسٹنٹ فوجداری دیوان۔

(ن)

ہز ہائینس چھترپتی مہاراج صاحب بہادر جی سی ایس آئی والی ریاست کولہاپور

آپ کی ریاست کا رقبہ ۳۱۸۴ میل مربع آبادی قریباً دس لاکھ آمدنی تخمیناً ۴۸ لاکھ روپیہ سالانہ اور اتواپ سلامی ۱۹ ہیں۔ آپ بہمراہیان ذیل شریک دربار ہوئے تھے۔

۱ مہربان راجہ راؤ کرشنا جی صاحب ایٹس وشال گڈھ جاگیردار ۲ مہربان سیوراؤ مولیشور پنچہ ایٹس باوڈا جاگیردار ۳ مہربان سرجی راؤ گھیٹنگ سرجی راؤ وزارت آب ایٹس کاگل ۴ مہربان جے سنگھ راؤ صاحب ایٹس کینتی جاگیردار ۵ مہربان نارائن راؤ گھورپڑے ایٹس اچل کرنجی جاگیردار ۶ مہربان راجہ راؤ گھیٹنگ ایٹس کاگل جاگیردار ۷ مہربان مورار راؤ شنبہ جی راؤ جی جاگیردار توڑگل ۸ مہربان اودے جی راؤ جاگیردار ۹ مہربان ہنمنت راؤ گوپال راؤ جاگیردار ۱۰ ناگوجی راؤ بابا صاحب رشتہ دار ہز ہائینس ۱۱ مہربان کیدار راؤ رشتہ دار ہز ہائینس جمعدار محافظ ۱۲ بابوجی گیکواڑ صاحب سردار ۱۳ آپا صاحب چالیکر سردار ۱۴ آپا صاحب سردار رشتہ دار ۱۵ انارائن راؤ تردد کر رشتہ دار ۱۶ راؤ بہادر آر وی سبنس صاحب دیوان ریاست ۱۷ راؤ صاحب بی ڈی جدھو اسسٹنٹ دیوان ۱۸ راؤ صاحب کے ای گیکواڑ افسر ضلع و سردار ۱۹ راؤ صاحب این وی بھیڈے پرائیویٹ سکرٹری ۲۰ راؤ صاحب ناگ راؤ سر صاحب رسالدار ۲۱ راؤ صاحب دتا جی راؤ سکرٹری ایٹس کاگل ۲۲ راؤ صاحب ڈی ای وجا اگزیکٹو انجینیر ۲۳ بابا صاحب کن ولکر پادر مہارانی صاحبہ و ایڈیکانگ ہز ہائینس ۲۴ دتا جی راؤ انگل ایڈیکانگ ۲۵ بہاؤ صاحب تمباکر ایڈیکانگ ۲۶ مسٹر پیر صاحب معہ لیڈی صاحبہ ۲۷ ڈاکٹر ساکر صاحب معہ لیڈی صاحبہ ۲۸ لفٹنٹ ڈبلیو ایف فرس صاحب۔ ۲۹ بالا صاحب تواد کر۔

ہز ہائینس ٹھاکر صاحب بہادر جی سی آئی ای معہ مہارانی صاحبہ و دختر خود والی گونڈل

آپ ڈاکٹری یونیورسٹی ایڈنبرا کے ڈگری یافتہ بالکل انگریزی طبیعت کے رئیس ہیں ہمراہیان ذیل شامل ہوئے تھے

۱ اعظم ڈاکٹر سنجی صاحب دیوان ۲ جے مری بال سنگھ جی صاحب بھیات ۳ اعظم ہری کرشنا لال شنکر جی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضور ۴ اعظم فیروز شاہ مانک جی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ۵ اعظم بالا بھائی گلاب چند صاحب سٹیٹ انجینیر ۶ اعظم ہری بھیکاجی صاحب چیف میڈیکل آفیسر ۷ اعظم لکشمی شنکر صاحب وکیل ریاست ۸ اعظم نگن لال لکشمی شنکر صاحب سررشتہ دار حضور۔

عالیجناب سلطان صاحب بہادر (ع) کے سی ایس آئی والی لاہج

آپ کے ہمراہیوں کے نام اور رقبہ وغیرہ معلوم نہیں ہوا۔

(ف) جناب ٹھاکر صاحب بہادر کے سی آئی ای والی لیمڑی

آپکی ریاست کی آمدنی تقریباً تین لاکھ اور آبادی اندازاً ساٹھ ہزار ہے اور توپ سلامی ۹ مقرر ہیں ہمراہیان دربار یہ تھے۔

۱ راؤ صاحب جھو بھائی ماتھو بھائی صاحب امین کارباری ۲ رانا کیسری سنگھ راجی بھائی صاحب وزیر ریاست ۳ رانا سنگھ بھائی رتن سنگھ صاحب کارباری ال ۴ مسٹر کھیم چند لکھمی چند صاحب پرائیویٹ سکرٹری ۵ مسٹر ایڈورڈ بادرشاہ صاحب میڈیکل آفیسر ۶ غلام نبی بابا بھائی صاحب ہیڈ وکیل ۷ رانا صاحب سنگھ راجی بھائی صاحب ایڈیکانگ ۸ کیسو بھائی رسا بھائی صاحب انجینئر ریاست۔

(ص) جناب رئیس صاحب والی میراج (کلاں)

آپکی ریاست کے رقبہ وغیرہ کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔

(ق) ہز ہائینس ٹھاکر صاحب بہادر جی سی آئی ای والی ریاست موروی

آپکی ریاست کی آمدنی ۷ لاکھ اور آبادی ایک لاکھ ہے اور توپ سلامی ۱۱ مقرر ہیں ہمراہیان یہ تھے

۱ مہارسری لکدیراج صاحب ولیعہد ۲ مسٹر راجی مانگل جی پرنسپل اسسٹنٹ خصوصی ۳ مسٹر دادا بھائی پی بابا جی صاحب چیف میڈیکل افسر ۴ مسٹر گوکل داس چابل صاحب اسسٹنٹ انجینئر ۵ مسٹر گردن جی واحد صاحب پولیس سپرنٹنڈنٹ ۶ جمنا بھائی صاحب ۷ مسٹر سنفور صاحب نوٹہ ۸ ڈاکٹر انجن صاحب ۹ کماسری مدو سنگھ جی ٹریس ۱۰ جمنا جی صاحب

(ر) ہز ہائینس سلطان صاحب بہادر والی شحر و مکلہ

آپکی ریاست برٹش انڈیا میں نہیں ہے اسلئے رقبہ وغیرہ کا حال معلوم نہیں ہوا آپکے ہمراہی یہ تھے

۱ سلطان عمر صاحب فرزند سلطان صاحب ۲ سلطان صالح صاحب بن غالب ۳ سلطان محمد صاحب فرزند سلطان غالب صاحب ۴ قائمقام صاحب نبی عبدالقادر سکرٹری ۵ حسین صاحب بن حمید ۶ حبیب محمد صاحب بن عبداللہ محافظ ۷ نصیر صاحب بن احمد الکیلانی ایڈیکانگ ۸ عبداللہ صاحب بن محسن الکیانی ایڈیکانگ۔

ہز ہائینس میر فیض محمد خان صاحب بہادر جی سی آئی ای والی خیر پور سندھ

آپ کی ریاست کے رقبہ اور آمدنی و آبادی وغیرہ کا حال معلوم نہیں ہوا اسلامی ۱۷ - توپ کی ہے۔ سندھ کے سب سے بڑے حکمران ہیں۔ انتظام ریاست خان بہادر قادر داد خان صاحب سی آئی ای وزیر ریاست کرتے ہیں۔ دربار میں یہ صاحبان آپکے ہمراہ تھے ۱- میر امام بخش خان صاحب خلف میر صاحب ۲ میر احمد علی خان صاحب خلف میر صاحب ۳ میر محمد مراد خان صاحب ۴ میر الہ داد خان صاحب ۵ خان بہادر قادر داد خان صاحب سی آئی ای مدار المہام ۶ ڈاکٹر فرزند علی صاحب نائب وزیر ۷ غلام محمد صاحب اسسٹنٹ وزیر ۸ عمر خان صاحب کمانڈر افواج ریاست ۹ ہز ہائنس میر علی مدد خان صاحب جاگیردار ۱۰ میر علی بخش خان صاحب ہز ہائنس میر محمد خان صاحب جاگیردار دیگر اول ہمشیرزادہ میر صاحب برادر خورد

رئیس زادگان احاطہ بمبئی

دو جو راجکمار کالج میں تعلیم پاتے ہیں جنکا کیمپ سی ڈبلیو واڈنگٹن اسکوائر کے چارج میں تھا

۱- ہز ہائنس جسونت سنگھ جی صاحب جام نوانگر
۲ ہز ہائنس محمد شیر خان صاحب نواب پالن پور
۳- مہاراول سری فتح سنگھ جی صاحب راجہ چھوٹا اودے پور۔
۴- ٹھاکر صاحب لکھاجی راج رئیس راجکوٹ
۵- نواب شیدی ابراہیم خان صاحب رئیس سچین
۶- مہادیو راؤ ڈاجی صاحب پنوار دھان رئیس جامکھنڈی۔
۷- ملوجی راؤ صاحب راج گھورپڑے رئیس سنڈور
۸- رام راؤ امرت راؤ صاحب رئیس جاتھ۔
۹- خان فتح دین خان صاحب رئیس مناوادر
۱۰- ملک زین خان صاحب رئیس سادہ
۱۱- کمار جلال الدین خان صاحب رئیس رادھن پور۔
۱۲- کمار سری رنجیت سنگھ جی صاحب رئیس لوناواڑا
۱۳- کمار سری رگھناتھ سنگھ جی صاحب رئیس لوناواڑا۔
۱۴- کمار سری کرن سنگھ جی صاحب رئیس راجکوٹ۔
۱۵- کمار سری گمان سنگھ جی صاحب رئیس پالیہ۔

۱۶- کماری نسور آدرسنگہ جی صاحب رئیس چھوڑ۔
۱۷- کماری کول تھڈ والا صاحب رئیس بلکھا
۱۸- شیخ غلام جیلانی صاحب رئیس جعدار رس وائی
۱۹- کماری مہروجیا صاحب رئیس سیلہ۔

۲۰- کماری واجی سنگہ صاحب رئیس سیلہ
۲۱- مسٹر مسکہرام صاحب بی پٹیل اسسٹنٹ ماسٹر ایکونٹنٹ راجکمار کالج۔
۲۲- دیوان صاحب لوناوڈا۔

درباریان علاقہ بمبئی

۱- آنریبل رائے بہادر اچھوٹ بھکر دیسائی صاحب ممبر کونسل
۲- آدم جی پیر بھائی صاحب۔
۳- آنریبل مسٹر الٰہ بخش خاں صاحب
۴- انند راؤ کہانڈے راؤ صاحب المعروف بالا صاحب راستے مہربان۔
۵- سردار بہادر بچارداس بہاری داس صاحب سائی رئیس ندیاکھیڑ۔
۶- آنریبل سر بھل چندر کرشنا بھاویدکا نائٹ ممبر لیجس لیٹو کونسل بمبئی۔
۷- مسٹر جمن جی ڈنشا صاحب پیٹیٹ
۸- آنریبل مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی صاحب جج ہائیکورٹ بمبئی۔
۹- آنریبل رائے بہادر چینی لال دیبی لال صاحب سی آئی ای ممبر کونسل بمبئی و پریزیڈنٹ میونسپل بروچ۔
۱۰- خان صاحب دادا میاں انور خاں صاحب رئیس خاندیس۔
۱۱- آنریبل مسٹر واجی اباجی صاحب کھیر بی اے ایل ایل بی ممبر کونسل بمبئی
۱۲- سر ڈنشا مانک جی پیٹیٹ رئیس بمبئی
۱۳- ایڈل جی ڈنشا صاحب کراچی۔
۱۴- فریدون جی کنواجی تارہ پور والا سی آئی ای اگزیکٹو انجنیر احمدآباد
۱۵- فضل بھائی صاحب وشرام سی آئی ای جسٹس بمبئی
۱۶- گنگادھر لکھشمی صاحب سوامی ضلع ستارا
۱۷- آنریبل مسٹر جی۔ کے گھوکھلے صاحب بی۔ اے ممبر کونسل وائسرائے و پریزیڈنٹ میونسپلٹی پونا۔
۱۸- آنریبل مسٹر گوکل داس کاہن داس صاحب پریخ بی۔ اے ایل ایل ممبر کونسل بمبئی۔
۱۹- گردھن داس کہن کھن جی بمبئی۔

۲۰ گوردہن داس گوکل داس صاحب تیجپال بمبئی

۲۱ - اونریبل مسٹر ہری سیتارام ڈکشٹ بی اے ایل ایل بی ممبر کونسل بمبئی۔

۲۲ - ہرکشن داس نروتم داس صاحب رئیس بمبئی

۲۳ - راؤ بہادر ہمت لال ہیرالال صاحب پریزیڈنٹ میونسپلٹی احمد آباد۔

۲۴ - اونریبل مسٹر ابراہیم رحمت اللہ صاحب ممبر کونسل بمبئی۔

۲۵ - جام ہمبو خاں صاحب نربلیندا سکھر علاقہ سندھ۔

۲۶ - جمشید جی نصروانجی ٹاٹا صاحب رئیس بمبئی

۲۷ - سر جمشید جی جیجی بھائی صاحب برٹ بمبئی۔

۲۸ - لاکھم گنڈا ابا پربھو بی ایل جاگیردار دسائی وانٹ موری ضلع بلگام۔

۲۹ - لنگھا پاجاپا المعروف آپا صاحب مہربان سردسائی مرسانگی ضلع بلگام۔

۳۰ - راؤ بہادر کندرکے آنی راے صاحب رئیس صورت

۳۱ - خان بہادر سردار محمد یعقوب شیخ اسمٰعیل صاحب سی آئی ای ڈپٹی کلکٹر حیدرآباد سندھ

۳۲ - مولجی ہیرانند اسی بھایا صاحب پریزیڈنٹ میونسپلٹی بمبئی۔

۳۳ - میر مظفر حسین خان صاحب رئیس صورت

۳۴ - ناگوجی راؤ رامچندر راؤ پٹنکر رئیس کولاپور

۳۵ - اونریبل مسٹر جسٹس نراین گنیش چنداورکر جج ہائیکورٹ بمبئی۔

۳۶ خان بہادر نوروجی پیشتنجی سی آئی ای وکیل احمد آباد۔

۳۷ - اونریبل مسٹر فیروزشاہ مہروان جی صاحب مہتہ سی آئی ای ممبر لیجسلیٹو کونسل۔

۳۸ - شمس العلماء پیر کیان شاہ مردان شاہ صاحب پیر روڑہی ضلع سکھر سندہ۔

۳۹ راؤ بہادر رامچندر ترمبک آچاریہ گورنمنٹ پلیڈر مقام تھانہ۔

۴۰ - رامچندر راؤ وشواس راؤ عرف بالا صاحب سونت بہوسلے جاگیردار ہیر ضلع بلگام۔

۴۱ - رام کرشنا گوپال بھنڈارکر ایم اے سی آئی ای صاحب رئیس پونا۔

۴۲ - ٹہلرام کھیم چند صاحب سی آئی ای پریزیڈنٹ میونسپلٹی کراچی۔

۴۳ - ڈاکٹر تہمل جی بھیکاجی نریمان صاحب رئیس بمبئی

۴۴ - ٹھاکر صاحب اوٹیلیہ ضلع احمد آباد

۴۵ ونانک دہندی راج بہوالکر صاحب رئیس بمبئی

۴۶- ڈبلیو ڈیوڈ صاحب سی آئی ای پریذیڈنٹ ایسوسی ایشن مغربی ہند۔

۴۷- وٹھل داس دامودر ٹھاکرسی رئیس بمبئی

۴۸- وڈیرہ الٰہی بخش خاں نصاحب زمیندار ضلع سکھر

۴۹- وڈیرہ علی مراد صاحب زمیندار بالائی سندھ ضلع سرحد۔

آفیسران کیمپ حلقہ بمبئی

۱ لفٹنٹ کرنل ای ڈی اینڈرسن صاحب میڈیکل افسر۔

۲ مسٹر ایم ای بیگ صاحب مترجم علوم مشرقی۔

۳ مسٹر ایچ ڈبلیو جی بکنل پولیٹیکل افسر جنجیرہ۔

۴ مسٹر جی کارمیکائل صاحب پولیٹیکل افسر بڑیہ

۵ کپتان جے آر بی جی کارٹر صاحب پولیٹیکل افسر ریاستہائے کاٹھیاواڑ مہتمم کیمپ۔

۶ لفٹنٹ کرنل ڈبلیو بی فیرس صاحب پولیٹیکل افسر کولاپور معہ لیڈی صاحبہ۔

۷ کپتان ایف ڈی بی ہینکاک صاحب پولیٹیکل افسر ریاستہائے کاٹھیاواڑ معہ لیڈی صاحبہ

۸ مسٹر ایم ہسکتھ صاحب ایم اے اتالیق ولیعہد صاحب جوناگڑہ۔

۹ مسٹر ایف بی پی لاری صاحب ایم اے اتالیق سرداران جنوبی مرہٹہ۔

۱۰- مسٹر ایس سی مچل صاحب پولیس آفیسر بمبئی کیمپ۔

۱۱- لفٹنٹ کرنل جی پی اوڈانل صاحب پولیٹیکل افسر ایڈر معہ لیڈی صاحبہ

۱۲ میجر سی ایچ یو پرائیس ڈی ایس او پولیٹیکل افسر خیرپور سندھ۔

۱۳ مسٹر ایچ او کوئن صاحب ایجنٹ

۱۴ مسٹر جے سلیڈن صاحب آئی سی ایس پولیٹیکل افسر بانسدہ معہ لیڈی صاحبہ

۱۵ لفٹنٹ کرنل ایف ڈبلیو سنل صاحب پولیٹیکل افسر کچھ معہ لیڈی و مس صاحبات

۱۶ مسٹر سی ڈبلیو وڈنگٹن صاحب پرنسپل راجکمار کالج راجکوٹ۔

۱۷ کپتان جی والن فورڈ صاحب اسسٹنٹ پولیٹیکل ریزیڈنٹ عدن۔

۱۸- مسٹر سی داسٹن صاحب آئی۔سی۔ایس۔ پولیٹیکل افسر ریاستہائے کاٹھیاواڑ۔

۱۹ کپتان ڈبلیو ایم پی وڈ صاحب کیٹنگ آفسر کولاپور انفنٹری۔



هز هائینس مہاراج ادھیراج بجی چند مہتاب بہادر والی
ریاست بردوان بنگال

فصل ہشتم

روسا و امرائے صوبہ بنگال

(الف)

ہز ہائینس مہاراج ادھیراج بجے چند مہتاب بہادر والیٔ ریاست بردوان بنگال

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب راجہ بن بہاری صاحب کپور سی ایس آئی کے فرزند دلبند ہیں آپ کی تاریخ ولادت ۱۹-اکتوبر ۱۸۸۱ء ہے جسکے مطابق اب آپ بیسویں سال میں ہیں۔ مہاراج ادھیراج آفتاب چند مہتاب بہادر متوفی مہاراجہ بردوان نے آپ کو متبنٰے بنایا تھا۔ جن کی ریاست پر ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء کو آپ منجانب گورنمنٹ متمکن کئے گئے۔

ہز ہائینس علوم مروجہ انگریزی و سنسکرت میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے پورے پورے خیر اندیش و ہوا خواہ ہیں۔ آپ کی ریاست کا رقبہ چار ہزار ایک سو چورانوے میل مربع ہے۔ جو ۱۹-اضلاع پر منقسم ہے۔ آمدنی سینتالیس لاکھ روپیہ سالانہ اور ۹-توپ سلامی مقرر ہے۔

(ب)

راجہ بن بہاری صاحب کپور سی ایس آئی زمیندار و رئیس بردوان

آپ موجودہ مہاراجہ بردوان کے والد حقیقی ہیں انکی ذاتی ریاست کی آمدنی پچاس ہزار روپیہ سالانہ ہے آپ ۱۱ نومبر ۱۸۵۳ء کی پیدائش ہیں اور بنگال گورنمنٹ کی کونسل کے ممتاز ممبر رہ چکے ہیں۔

ہزہائینس آنریبل مہاراجہ رامیشور سنگھ صاحب بہادر جی سی آئی ای والی ریاست دربھنگہ

ہز ہائینس کے خاندان کے مورث اعلےٰ ٹھاکر مہیش سنگھ صاحب گذرے ہیں جنہیں سولہویں صدی عیسوی کے آغاز میں شہنشاہ اکبر نے دربھنگہ کا علاقہ مع خطاب راجگی کے عطا فرمایا تھا جسکے بعد نواب مہابت جنگ صوبیدار بہار کی ذریعہ اس خاندان کی حسن خدمات کے عوض سرکار ترہٹ کا کل علاقہ بھی دربھنگہ میں شامل کیا گیا جسکی مالگذاری ۱۷۶۵ء میں صرف ایک ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی تھی لیکن حسن انتظام کیوجہ سے اب ۴۰ لاکھ سالانہ سے بھی اوپر ہے۔

ہز ہائینس مہاراجہ رامیشور سنگھ صاحب بہادر بالقابہ انگریزی سنسکرت میں اعلےٰ درجہ کی دستگاہ رکھتے ہیں اور نہ صرف کاروبار ریاست ہی بحسن و خوبی چلاتے ہیں۔ بلکہ ممبری کونسل وائسرائے بھی اس قابلیت سے کرتے ہیں کہ غالباً اس سے بہتر قائمقام ہندوستانیوں کو نہیں مل سکتے نیز ملکی اصلاح کے لئے جسقدر کمیشنیں وقتاً فوقتاً مقرر ہوتی ہیں انہیں بھی آپ ممبر مقرر کئے جاتے ہیں۔ رفاہ عام میں ہمیشہ اس خاندان کو نہایت فراخدلی کے ساتھ دلچسپی رہی ہے۔

مہاراجہ صاحب حال نے لاکھوں روپے قحط سالی وغیرہ کے مواقعات پر بیدریغ عطا کئے ہیں اور جو کوئی سرکاری یا پبلک چندہ ہو۔ اسمیں بھی آپکا نام سب سے پہلے نظر آئیگا ۱۸۹۸ء میں آپ بجائے اپنے برادر متوفی کے دربھنگہ کے مہاراجہ تسلیم کئے گئے۔ آپ قوم کے برہمن اور تہلا کے برہمنوں کے سردار ہیں اور اسلئے قوم ہنود میں ایک خاص امتیاز اور تقدس رکھتے ہیں۔ مذہبی امور میں خاص طور پر مشغول رہتے ہیں۔ دہلی کے بھارت مہا منڈل میں آپ ہی پریذیڈنٹ تھے جسمیں ایک لاکھ آدمی آپکے پیچھے چلتا تھا۔ گنگا کے اشنان کو بھی آپ اپریل ۱۹۰۳ء میں نہایت خلوص و شوق سے شامل ہوئے تھے۔ غرضکہ آپ کو سناتن دھرمی مہاراجہ ہیں انتظام ریاست کیلئے مینیجر کا طریق مدتوں سے چلا آتا ہے لیکن آپ خود بھی پہلے درجہ کی بیدار مغزی سے نگرانی کرتے ہیں۔ آپ کے پرائیویٹ سکرٹری بابو گنیش نراین صاحب بھی بڑے لائق اور خیر مجسم شخص ہیں۔



اونریبل ہزہائینس مہاراجہ رامیشور سنگھ صاحب
بہادر کے - سی - آئی - ای - والئے دربھنگہ

لفٹنٹ کرنل ہز ہائینس مہاراجہ سری (سر) نریندر نارائن بھوپ بہادر جی سی ایس آئی والی کوچ بہار ایڈ یکانگ پرنس آف ویلز بہادر

ہز ہائینس ذات سے راج بنگشی عرف کوچ ہیں ان کے خاندان میں نارائن پر نام لکھنا ضروری ہے ریاست کا رقبہ ۱۳۰۷ میل مربع اور آبادی تقریباً چھ لاکھ ہے آمدنی گذشتہ رپورٹ میں ۱۱لاکھ سالانہ اور سلامی ۱۳ - اتواپ کی مقرر ہے۔ آپ ولایت میں بھی گئے تھے اور دربار دہلی میں آپکے ہمراہی مندرجہ ذیل شریک تھے۔

۱ مہاراج کمار راجندر نارائن ۲ راج کمار وکٹر نریتی اندر نارائن ۳ میجر جی آرسی کالون سپرنٹنڈنٹ ۴ بابو پریا ناتھ صاحب بٹ ت سول وشن جج ۵ مسٹر سی ڈبلیو سی پلوڈن پرائیویٹ سکرٹری ۶ مسٹر نانک چند سین ایڈ یکانگ ۷ مسٹر پلوپ صاحب ۸ و ۹ و ۱۰ مسٹر جی انساداوی ازرا ڈوی ازرا ۱۱ - لیڈی رانکریف مس سونٹیس و مس مور صاحبات ۱۲ ارلی کلیکا داس صاحب بہادر سی آئی ای دیوان ریاست۔

(ہ)

راجہ صاحب بہادر والیٔ ریاست مونپج

آپکے ہمراہیوں اور رقبہ وغیرہ کا کچھہ حال معلوم نہیں ہوا۔

مہاراج کمار صدکیونگ (کنچ) صاحب ولیعہد ریاست سکم

مہاراجہ صاحب سکم خود توبوجہ علالت شریک نہیں ہو سکے لہذا انکی جگہ ولیعہد ریاست بہمراہیان ذیل شامل دربار ہوئے تھے۔ مہاراجہ صاحب سکم کی سلامی ۱۵ - اتواپ کی ہے۔

۱ مسٹر جے سی وائیٹ معہ لیڈی و مس صاحبات پولیٹکل افسر ۲ کرباڈ یگو زیسن چکانگ دیوان ریاست یا ۳ و ۴ کمکایگی قیدر یانگ تہاگ و جلجنڈ جگمیال ریاستہائے ممبران کونسل ۵ لفٹنٹ کرنل بشکن معیشڈی صاحب ۶ مسٹر سی آر بیلی ۷ مسٹر سی ڈبلیو وڈنگٹن۔

(ز)

ہز ہائینس راجہ صاحب ٹہیرہ

آپ کی سلامی ۱۳ - اتواپ کی ہے۔ رقبہ و آمدنی معلوم نہیں۔ آپ بہمراہیان ذیل شریک ہوئے تھے ۱ جبراج برندر اکشنو دیپ من ولیعہد ۲ مسٹر سی ڈبلیو میکن صاحب منیجر ریاست ۳ رائے اناکنت صاحب بہادر سی آئی ای وزیر ریاست ۴ مسٹر ای ایف سنڈرز معہ لیڈی صاحبہ پرائیویٹ سکرٹری ۵ مسٹر ایم سی بی صاحب ایڈیکانگ ۶ مسٹر ای تھا[illegible] ۷ مسٹر ای سی ہیرن ۸ مسٹر جی ای بیرل معہ لیڈی صاحبہ۔

(۴)

نواب سید محمد مہدی حسن خان صاحب رضوی عرف سید بادشاہ نواب پٹنہ

صاحب موصوف ۱۸ ذالحجہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۵۸ء کی پیدائش ہیں۔ پٹنہ وبھاگلپور کے اضلاع میں آپکے املاک کافی موجود ہیں جن کی آمدنی سوا لاکھ سے بھی زائد ہے لہذا عام طور پر پٹنہ کے نواب مشہور ہیں۔

آپکے جد اعلےٰ سید رضی صاحب مرحوم نادر شاہ کی فوج کے سپہ سالار ہوکر ہندوستان آئے تھے۔ اور نیز بادشاہ دہلی کی خواہش پر اپنے خلف الرشید سید مرتضےٰ صاحب کو ان کے پاس چھوڑ گئے تھے ان کے بیٹے سید عبداللہ صاحب کو شاہِ دہلی کی طرف سے خطاب خان بہادر عطا ہوا اور ان کے خلف الصدق سید لطف علیخاں صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے بوجہ خدماتِ اعلےٰ خطاب ہائے سی آئی ای اور نواب عطا ہوئے۔ آپ انہیں کے لخت جگر ہیں۔ گورنمنٹ کی وفاداری اور خیر اندیشی ہر وقت آپ کے مدِ نظر رہتی ہے۔ امور رفاہ عام میں بھی ہمیشہ دریا دلی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ لیڈی ڈفرن فنڈ۔ وکٹوریا میموریل فنڈ۔ قحط فنڈ۔ باقی پور ہسپتال فنڈ۔ وکٹوریہ ہسپتال فنڈ۔ وغیرہ وغیرہ سب میں آپنے پوری فیاضی سے گرانقدر عطیات دیئے ہیں۔ پٹنہ کے آنریری مجسٹریٹ اور میونسپل کمشنر بھی رہ چکے ہیں۔ دربار دہلی میں مہمان سرکاری تھے اور امید ہے کہ آیندہ بھی روز افزوں ترقی پائیں گے



جناب سید محمد مہدی حسن صاحب

عرف بادشاہ نواب

پٹنہ

درباریان و امرائے بنگال و بہار

۱ خان بہادر مسٹر عبدالرحمن خاں صاحب ایم اے ایف ایم جج سمال کاز کورٹ کلکتہ

۲ مہاراجہ اچاریہ ٹریا کنٹھ کتا گا چارئیس اعظم میمن سنگھ۔

۳ نواب بہادر سید امیر حسن خاں صاحب سی آئی ای رئیس اعظم کلکتہ۔

۴ راجہ بہادر شکھار موڑ رائے صاحب نتاش رئیس طاہر پور راجشاہی۔

۵ سید اصغر حسین خان صاحب معروف نواب خورشید بہادر رئیس اعظم پٹنہ۔

۶ رائے بہادر بدری داس صاحب رئیس کلکتہ

۷ خان بہادر بدر الدین حیدر صاحب رئیس اعظم کلکتہ

۸ صاحبزادہ محمد بختیار شاہ صاحب سی آئی ای رئیس اعظم کلکتہ۔

۹ رائے بہادر کرشنا چندر بندھو پادھیا اگزکٹو انجینئر کلکتہ۔

۱۰ مہاراج کنوار بجے چند مہتاب صاحب والی ریاست بردوان۔

۱۱ رائے بہادر ڈاکٹر کیلاش چندر بوس سی آئی ای میونسپل کمشنر کلکتہ۔

۱۲ بابو بجیندر و کمار بوس صاحب اسسٹنٹ سیشن جج کلکتہ

۱۳ بابو داسور داس صاحب منشی کلکتہ۔

۱۴ بابو گوبود داس صاحب چٹرجی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جنگلات۔

۱۵ نواب سید عبدالسبحان صاحب چودھری بوگرا۔ کلکتہ۔

۱۶ راجہ چودھری چولا پہرو بو سنگ چیگانگ

۱۷ رائے بہادر بادھو سدن بی ایس سی

۱۸ راجہ بہادر رام رنجن چکروتی رئیس قیہم پور بیر بھوم کلکتہ۔

۱۹ راجہ بنایا کرشن دیو صاحب رئیس کلکتہ

۲۰ گوبندر کرشن کار دیو صاحب ڈسٹرکٹ جج

۲۱ راجہ بہادر بیکنٹھ ناتھ صاحب والی بالاسور۔

۲۲ بابو رام ناتھ صاحب گھوش رئیس کلکتہ

۲۳ آنریبل مسٹر ہری کمار گھوش ممبر کونسل وائسرائے کلکتہ۔

۲۴ رائے بہادر ہری رام صاحب کوئنکا میونسپل کمشنر کلکتہ۔

۲۵ مسٹر سید نور الہدیٰ صاحب ڈسٹرکٹ جج

۲۶ مولوی محمد ابراہیم صاحب انسپکٹر سکول۔

۲۷ خان بہادر جنت حسین خاں صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔

۲۸ مرزا پرنس قمر قدر فرزند دلبند مرحوم شاہ اودہ۔

۲۹ راجہ بن بہاری صاحب کپور رئیس بردوان۔

۳۰ آنریبل خان بہادر سید محمد صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل بنگال۔

۳۱ سید محمد مہدی حسن خان صاحب عرف نواب بادشاہ رئیس اعظم پٹنہ

۳۲ راجہ پیارے موہن صاحب مکرجی سی ایس آئی رئیس اعظم عطرپارہ ہوگلی

۳۳ بابو پیارے ناتھ صاحب مکرجی ڈپٹی مجسٹریٹ۔

۳۴ آنریبل ڈاکٹر آشوتوش صاحب پادھیایا ممبر لیجسلیٹو کونسل بنگال۔

۳۵ بابو نارائن چندر ناتک صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ۔

۳۶ آنریبل بندرا چند صاحب انندی ممبر بنگال لیجسلیٹو کونسل۔

۳۷ رائے صاحب ڈاکٹر پرسنا کمار پرنسپل پریزیڈنسی کالج۔

۳۸ راجہ آشوتوش ناتھ رائے صاحب قاسم بازار مرشد آباد۔

۳۹ مہاراجہ گریجا ناتھ رائے صاحب دیناج پور۔

۴۰ مہاراجہ جوگیندر ناتھ رائے صاحب ناسور راجشاہی۔

۴۱ راجہ پرامہ ناتھ رائے صاحب ڈہیکا پاٹھیا راج شاہی۔

۴۲ بابو ستیا ناتھ رائے صاحب کلکتہ۔

۴۳ چودہری رنیندر نارائن صاحب کمار جود پور ڈھاکہ۔

۴۴ مسٹر ایچ۔ ایم رستم جی صاحب شریف کلکتہ۔

۴۵ آنریبل بابو چیتنج سہائے صاحب ممبر بنگال لیجسلیٹو کونسل۔

۴۶ نواب خواجہ سلیم اللہ صاحب ڈھاکہ۔

۴۷ بابو اتودہ پرشاد صاحب سرکارا یگزکٹو انجینئر
۴۸ بابو للت موہن صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ویٹو خبگلات۔
۴۹ آنریبل خان بہادر مولوی سراج الحسن صاحب ممبر بنگال لیجسلیٹو کونسل۔
۵۰ مہاراجہ بہادر ہربلبا راین سنگھ صاحب سی آئی ای والی کنیارہ ضلع بھاگلپور۔
۵۱ راجہ بہادر سنگھ پرمانند صاحب بیلی پورینا
۵۲ رام نارائن سنگھ صاحب والی خیرہ ضلع مونگیر۔
۵۳ آنریبل سرمہاراجہ بہادر راشیورنہ سنگھ صاحب کے سی آئی ای دربھنگہ۔
۵۴ آنریبل سر مہاراجہ بھت دریا راونشور سنگھ پرشاد صاحب کے سی آئی ای ممبر لیجسلیٹو کونسل
۵۵ بابو سورت چند سنگھ صاحب بیک ارا
۵۶ بھگوت دیال سنگھ صاحب ٹھاکرائی چندہ پور پلاموں۔
۵۷ راجہ بہادر رنجیت سنگھ صاحب ناشی پور مرشد آباد۔
۵۸ بابو ناہن بہاری صاحب سی آئی ای کلکتہ۔
۵۹ مہاراجہ سر جوتیندر موہن صاحب بہادر ٹیگور کے سی ایس آئی کلکتہ۔
۶۰ راجہ سر سوریندر موہن صاحب ٹیگور سی آئی۔ ای کلکتہ۔
۶۱ آنریبل رائے بہادر تیرینی پرشاد ممبر بنگال لیجسلیٹو کونسل۔
۶۲ مولوی سید واجد حسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ۔
۶۳ آنریبل سید مرزا آصف قدر واصف علی صاحب ممبر بنگال لیجسلیٹو کونسل۔

افسران متعینہ بنگال کیمپ

۱ مسٹر ای سی ریلینڈ انچارج کیمپ۔
۲ کپتان ڈبلیو کلمینٹا صاحب افسر محافظ صحت۔
۳ مسٹر ایس۔ آر ہگنل صاحب
۴ مسٹر آر گرین شیلڈی صاحب
۵ مسٹر ایچ ایل سٹیفنس انڈر سکریٹری

فصل نہم

روسائے و امرائے برہما

۱ ہکون ہنی کے ایس ایم ۔ سابو امانگ خانگ
۲ ہکون کیئی کے ایس ایم ۔ سابو امانگ نائی
۳ مانگ پو اے ٹی ایم میوزا ہسا مانگ کم
۴ سا دکان کیان ۔ انٹے لینگ ۔ کے ایس ایم ۔ سابو ایانگ آہی ۔
۵ سالاوی ٹی ڈی ایم میوزا اگنٹا راوی
۶ سانا مانگ کے ایس ایم سابو اجنوبی ہسینوی
۷ پو پوہان کے ایس ایم ممبر کونسل برہما
۸ مانگ ۔ انگ زان کے ایس ایم ۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۔
۹ مانگ بالاوا ٹی ڈی ایم معوک ۔ ہسائے
۱۰ مانگ ہکن مون کے ایس ایم معوک ۔ باہست ہسین
۱۱ مسٹر سی ای براؤن صاحب افیسر انچارج کیپ
۱۲ مانگ کٹ کے ایس ایم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
۱۳ مسٹر ڈی ایس کیری صاحب سی آئی ای افیسر انچارج ہسپتال
۱۴ الیونگ چائے کے ای ایچ سوداگر ۔
۱۵ مانگ نے اے ٹی ایم اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
۱۶ مانگ ٹو نے اے ٹی ایم انسپکٹر پولیس ۔
۱۷ مانگ پیلی اے ٹی ایم معوک ۔
۱۸ مانگ سان پی ڈی ایم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
۱۹ مانگ تسو ی تہو اے ٹی ایم اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
۲۰ مانگ بے ڈو وا اے ٹی ایم سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
۲۱ مانگ آن گینگ سی آئی ای ٹی ڈی ایم سیول کمشنر رنگون
۲۲ مانگ کھو تا یو ٹی ڈی ایم اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
۲۳ مانگ ٹن گیا ٹی ڈی ایم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ا
۲۴ مانگ ٹن کے ایس ایم معوک ۔
۲۵ مانگ ٹن گیا اے ٹی ایم معوک ۔
۲۶ مانگ ٹن ہلے ٹی ڈی ایم انسپکٹر پولیس
۲۷ مانگ ٹن مین ٹی ڈی ایم اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
۲۸ ایو راگیا ڈھو کے ایس ایم سوداگر ۔

نوٹ ۔ اے ٹی ایم ۔ اور کے ایس ایم اور ٹی ڈی ایم وغیرہ برہمی معززین کے خطابات کے ابتدائی تخفیف شدہ حروف ہیں ۔ ان خطابوں کے نشانات میں سنہری تمغہ سنہری زنجیر اور نقرئی تمغہ بالترتیب خطاب یافتوں کو عطا ہوتے ہیں ۔ معوک سے وہ سابق ڈسٹرکٹ ہیڈ افسر ہیں جن کو جوڈیشل اور اگزیکٹو اختیارات حاصل ہیں ۔



هز ھائینس رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ
حافظ الملک نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر
عباسی والئے ریاست بہاولپور

فصل دہم

(الف) والیان ریاست پنجاب

ہز ہائینس رکن الدولہ نصرت جنگ (الف) مخلص الدولہ حافظ الملک نواب محمد بہاولخان صاحب بہادر خامس عباسی والی ریاست بہاولپور

ہز ہائینس کا سن ولادت ۱۸۸۳ء ہے۔ ایچیسن کالج کے تعلیم یافتہ ہیں اور آپ ہی پہلے حکمران ہیں جنہوں نے عام امتحان میں شریک ہو کر امتحان انٹرنس پاس کیا تھا۔ ۱۸۹۹ء میں آپ اپنے والد مرحوم کے انتقال پر مسند نشین ہوئے۔ اور ۱۹۰۱ء میں کالج چھوڑ کر امورات ریاست کی نگرانی شروع فرمائی۔ اور اب یکم اپریل ۱۹۰۳ء سے محکمہ وزارت جو ریاست میں ہمیشہ سب سے بڑا کارکن اور اعلیٰ محکمہ تھا توڑ کر اس کا نام محکمہ دربار رکھا گیا ہے۔ جس میں ہز ہائینس کے مندرجہ ذیل سکرٹری صاحبان اپنی اپنی سفوضہ محکہ جات کے کاغذات پیش کر کے آپ سے حکم حاصل کرتے ہیں:

۱۔ مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہوم و فارن سکرٹری۔
۲۔ منشی سراج الدین صاحب ریونیو و جوڈیشل سکرٹری۔
۳۔ قاضی مہر الدین صاحب پرائیویٹ سکرٹری۔

اس کے سوا ریاست میں ایک انتظامی کونسل بھی مدت سے قایم ہے۔ جس کے ممبران ہر ایک محکمہ کے مشیر صاحب ہوتے ہیں۔

ریاست کا رقبہ پندرہ ہزار نوسو اٹھارہ میل مربع۔ آبادی سات لاکھ بیس ہزار نفر۔ آمدنی پچیس لاکھ سالانہ۔ فوج مع پولیس انیس سو ساٹھ جوان اور سلامی اتواب سترہ ہے۔ پیداوار میں ہر قسم کی اجناس ہوتی ہیں۔ کانسی کے ملکے برتن اور ریشمی لنگیاں بہاولپور کا خاص تحفہ ہے۔ ہز ہائینس اعلیٰ درجہ کے ذکی و فہیم فیاض حکمران ہیں اور دربار دہلی میں مندرجہ ذیل اہلکاران اعلیٰ آپ کے ہمرکاب تھے۔

۱۔ کرنل گری صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ ریاست ۲۔ مرزا جندوڈے خان صاحب سابق مدار المہام ۳۔ سردار محمود خان صاحب مشیر فوج ۴۔ جمعدار گل محمد خان صاحب سابق مشیر فوج۔ ۵۔ سید محمد نواز شاہ صاحب چیف جج۔ ۶۔ لالہ آسانند صاحب مشیر متوفی۔ ۷۔ لالہ بہاری لال صاحب مشیر تعمیرات و انہار۔ ۸۔ مولوی محمد الدین صاحب بی اے فارن سکرٹری۔ ۹۔ سردار سیانگہ صاحب محمد نقشی ۱۰۔ مولوی عبد الرحمن صاحب مشیر تصریفات۔ ۱۱۔ قاضی مہر دین صاحب پرائیویٹ سکرٹری ۱۲۔ مرزا محمد اشرف صاحب بی اے میر منشی ۱۳۔ مولوی بہادر علی صاحب سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ

(ب)

منصور الزمان فرزند دلبند دولت انگلشیہ اندر ہند ہز ہائینس مہاراجہ بھوپندر سنگھ صاحب بہادر والیٔ ریاست پٹیالہ

ہز ہائینس کی تاریخ ولادت ۱۲- اکتوبر ۱۸۹۱ء ہے۔ ریاست کی آبادی پندرہ لاکھ تراسی ہزار آٹھ سو آٹھ نفر محاصل بہتر لاکھ چھیالیس ہزار تین سو چونتیس روپیہ سالانہ۔ فوج مع پولیس آٹھ ہزار سات سو نوے جوان ہے۔ اور ۱۷- توپ سلامی مقرر ہیں۔ پیداوار میں ہر قسم کا غلہ بالخصوص نیشکر عمدہ ہوتا ہے۔ ریاست میں تانبہ اور سنگ سلیٹ کی کان بھی ہے۔ انتظام ریاست کونسل آف ریجنسی کرتی ہے۔ اور پولیٹیکل ایجنٹ مسٹر ڈنلوپ سمتھ صاحب کل کاروبار کے نگران ہیں۔ ہمراہیانِ دربار مندرجہ ذیل صاحبان تھے۔

۱- کنور رنبیر سنگھ صاحب کے سی ایس آئی- عم ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر۔

۲- سردار بہادر گورمکھ سنگھ صاحب پریزیڈنٹ کونسل

۳- ادیب الملک خان بہادر خلیفہ سید محمد حسین صاحب ممبر کونسل۔

۴- لالہ بھگوانداس صاحب ممبر کونسل

۵- رائے بہادر لالہ نانک بخش صاحب اتالیق مہاراجہ صاحب بہادر۔

۶- میر تفضل حسین صاحب جج چیف کورٹ ریاست۔

۷- سردار بھگوان سنگھ صاحب جج چیف کورٹ ریاست۔

۸- سردار سمپورن سنگھ صاحب دیوانِ ریاست

۹- کرنل محمد عبد المجید خان صاحب فارن منسٹر۔

۱۰- بخشی پریتم سنگھ صاحب۔

۱۱- لالہ بشن چند صاحب جوڈیشل کمشنر

۱۲- سردار حضورا سنگھ صاحب کمینڈر انچیف۔

۱۳- سردار کشن سنگھ صاحب معتمد گورنمنٹ پنجاب۔



فرزند دلبند راسخ‌الاعتقاد دولت انگلشیه راجهٔ
راجگان راجه رنبیر سنگه صاحب
بهادر والئے ریاست جیند

(ج)

فرزندِ دلبند راسخ الاعتقاد دولتِ انگلشیہ راجہ راجگان راجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر والیِ ریاست جیند

ہز ہائینس مذہباً سکھ اور گوت سے سدھو ہیں۔ آپ کے بزرگوں میں سے ۱۷۶۳ء میں راجہ گجپت سنگھ صاحب نے یہ ریاست قایم کی تھی۔ اور آپکی تاریخ ولادت ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء اور تاریخ مسند نشینی فروری ۱۸۸۸ء ہے۔ آپ کی ریاست کا رقبہ ۱۲۵۹ میل مربع۔ آبادی ۲۸۲۰۰۳ نفر۔ فوج مع پولیس ۲۲۵۹۔ آمدنی ۹۲۶۱۹۴۷۱ روپیہ سالانہ۔ اور توپ سلامی ۱۱ ہیں۔ انتظامِ ریاست کے لئے دو کمیٹیاں ہیں۔ جنکے ہز ہائینس خود نگران ہیں۔

اگزکٹو کمیٹی کے ارکان یہ ہیں۔ مرزا امراؤ بیگ صاحب پریزیڈنٹ سردار پریم سنگھ صاحب ممبر۔

اور جوڈیشل کمیٹی کے پریزیڈنٹ سردار شمشیر سنگھ صاحب چیف جسٹس اور ممبران سردار مہاں سنگھ و میر نجف علی صاحبان جج ہیں۔

علاقۂ ریاست کے کوہِ کلیانہ میں دو تین کانیں سلوں کی ہیں۔ اور نیز سنگ لرزاں بھی نکلتا ہے۔ جو اکثر نمائشوں میں بھیجا جاتا ہے۔

علاوہ صاحبانِ متذکرہ بالا کے سردار شمشیر سنگھ صاحب رشتہ دار ہز ہائینس۔ اور لالہ نرسنگھ داس صاحب میر منشیِ ریاست بھی شاملِ دربار رہے۔

(۵)

ہزہائینس راجہ سر اسنگہ صاحب بہادر جی سی آئی ای والی ریاست نابہ

راجہ صاحب پنجاب کے راجاؤں میں بڑے معمر رئیس ہیں یعنے اب آپکی عمر ۶۲ سال کی ہے۔ اور گو صرف گورکھی لکھنا جانتے ہیں مگر کاروبار ریاست خود کرتے ہیں ایک انتظامی کونسل بھی ہے۔ آبادی ۲۸۲۷۵۶۔ انواپ سلامی ۱۳ ہیں۔ محاصل ۱۲۳۳۴۰ روپیہ۔ فوج مع پولیس ۱۵۸۱۔

دربار دہلی میں درباری اہلکاران ذیل آپ کے ساتھ تھے۔

۱۔ ٹیکہ ردپ داسن سنگہ صاحب
۲۔ لالہ بھولال صاحب اہلکار اعلی اجلاس خاص
۳۔ لالہ تلسی رام صاحب فنانشل منسٹر
۴۔ سید وزیر علی صاحب فارن منسٹر (مرحوم)
۵۔ خان بہادر سردار ولی محمد خاں صاحب جوڈیشل منسٹر
۶۔ لالہ جیون سنگہ صاحب کمینڈر انچیف
۷۔ لالہ سالگ رام صاحب معتمد لفٹنٹی۔

(۶)

ممتاز الدولہ نواب محمد ممتاز علیخاں صاحب بہادر مستقل جنگ والی ریاست دوجانہ

نواب صاحب بہادر خاندان سے افغان ہیں اور عربی و فارسی میں بخوبی لیاقت رکھتے ہیں یہ آپکی عمر کا انتیسواں سال ہے۔ انتظام ریاست خود کرتے ہیں۔ ریاست کی آبادی تیئس ہزار اور آمدنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ فوج مع پولیس دوسو گیارہ جوان ہیں۔ پیداوار میں ہر قسم کی اجناس ہوتی ہیں اور رقبہ ایک سو میل مربع ہے۔ دہلی میں اکثر اوقات بوجہ قربت آپکا قیام رہتا ہے۔ جہاں عالیشان محل آپکا موجود ہے۔ دربار کے موقع پر مندرجہ ذیل صاحبان آپکے ساتھ شریک تھے۔ اور پنجاب چیفز کیمپ میں آپکا بھی علیحدہ کیمپ موجود تھا۔

۱۔ صاحبزادہ خورشید علی خاں صاحب۔
۲۔ صاحبزادہ فیض علی خاں صاحب رشتہ دار نواب صاحب
۳۔ مرزا اشرف علی خاں صاحب۔
۴۔ مرزا اعجاز علیخاں صاحب عم نواب صاحب بہادر۔



جلال الدولہ نواب محمد ممتاز علی خان صاحب

بہادر مستقل جنگ والئے ریاست

دوجانہ



فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیه راجۂ
راجگان راجہ سرجگت جیت سنگھ صاحب
بہادر کے - سی ایس - آی -
والئے ریاست کپور تھلہ

ہز ہائینس راجہ راجگان راجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب بہادر
کے سی ایس آئی فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ والی ریاست کپورتھلہ

ہز ہائنس کا سال ولادت ۱۸۷۲ء ہے اور ۱۸۹۰ء میں آپکو اختیارات ریاست عطا ہوئے ہیں جس سے پہلے سپرنٹنڈنٹی انگریزی تھی۔ آپ چندر بنسی راجپوت آہلو والیہ ہیں اور انگریزی وارد و میں بخوبی لیاقت رکھتے ہیں ریاست کا رقبہ ۶۹۲ میل مربع۔ آمدنی تخمیناً بیس لاکھ روپیہ آبادی تین لاکھ چودہ ہزار تین سو اکاون نفوس کی اور فوج مع پولیس چودہ سو ۹۹ جوان کی ہے۔ انواپ سلامی گیارہ مقرر ہیں۔ ٹیکا پرم جیت سنگھ صاحب بہادر ولیعہد ریاست ہیں۔ پیداوار ہر قسم کی ہوتی ہے۔ معززہ اہلکاران ریاست کی ایک کونسل بڑے بڑے انتظامی معاملات طے کرتی ہے جسکے ممبر صاحبان یہ ہیں۔

۱۔ سردار گلاب سنگھ صاحب چیف سکرٹری۔ ۲۔ میاں عزیز بخش صاحب دیوان ریاست ۳۔ دیوان بھگوانداس صاحب چیف جج۔ ۴۔ دیوان ہری چند صاحب۔

ہز ہائینس متعدد بار یورپ کا سفر کر چکے ہیں اور اقامت ہندوستان میں بھی سیر وسیاحت میں رہتے ہیں۔ دربار دہلی پر آپکے ساتھ علاوہ اہلکاران مندرجہ بالا کے صاحبان ذیل بھی شریک تھے۔

۱۔ مسٹر اے۔ آر۔ ڈی مینیجر اودھ سٹیٹ مملوکہ ہز ہائینس۔ ۲۔ مسٹر جے۔ او۔ آر الموز صاحب پرائیویٹ سکرٹری۔ ۳۔ مسٹر آر۔ ایس راڈن صاحب اتالیق ولیعہد صاحب بہادر۔ ۴۔ کرنل جے انڈرسن صاحب آئی۔ ایم۔ ایس مع لیڈی صاحبہ ۵۔ کیپٹن ہیلی صاحب افسر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ۔ ۶۔ مسٹر آگینو پوپ صاحب بہادر

راجہ بلبیر سین صاحب والی کیونتھل

آپ قوم سے راجپوت ہیں اور ہندی وسنسکرت جانتے ہیں ۱۸۹۹ء میں انتظام ریاست کے لئے ایک مینیجر مقرر کیا گیا۔ آبادی چالیس ہزار۔ آمدنی سترہ ہزار فوج مع پولیس ستر جوان ہے۔ دربار میں مندرجہ ذیل صاحبان آپکے ساتھ تھے۔

۱۔ رائے صاحب آتما رام صاحب وزیر ریاست۔ ۲۔ کنور موہن سنگھ صاحب عم راجہ صاحب۔ کنور شیر سنگھ صاحب

سردار رنجیت سنگھ صاحب بہادر والیٔ ریاست کلسیہ (ح)

سردار گوربخش سنگھ صاحب آپکے اجداد سے اس ریاست کے بانی ہوئے ہیں۔ جس کا دار الریاست چھچھرولی ہے۔ رقبہ ۱۶۸ میل مکسر۔ آبادی ۶۰ ہزار۔ آمدنی سالانہ ڈھائی لاکھ روپیہ۔ فوج مع پولیس ۱۷۵ جوان ہے۔ پیداوار میں علاوہ ہر قسم کے غلّہ و اجناس کے بھنگ بھی ہوتی ہے۔ اور برنجی برتن اچھے بنتے ہیں۔ سردار صاحب سکھ ہو جاٹ ہیں۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء آپکی تاریخ ولادت۔ اور ۱۸۸۸ء تاریخ مسند نشینی ہے۔ آپ انگریزی اور اردو بخوبی جانتے ہیں۔ اور انتظام ریاست خود کرتے ہیں لیکن ایک کونسل بھی مقرر ہے جسکے ممبر صاحبان خان بہادر شیخ عنایت اللہ صاحب اور بخشی پرتاب سنگھ صاحب مقرر ہیں۔ موقع دربار پر علاوہ صاحبان بالا کے سردار سرکھ سنگھ صاحب آپکے ماموں اور ماسٹر بھگوانداس صاحب بھی آپکے ہمرکاب تھے۔ اور آپ کا کیمپ بھی پنجاب کے والیان ریاست کی ہی ذیل میں تھا۔

سردار کا قدیمی خطاب اس ریاست کے فرمانرواؤں کو حاصل ہے۔ ورنہ کئی چھوٹے چھوٹے رئیس جو آپکے زیر تحت ہیں راجہ کہلاتے ہیں۔

راجہ رام پال صاحب والیٔ کوٹلہر ضلع کانگڑہ (ط)

آپ قوم سے راجپوت ہیں ۱۸۴۹ء آپ کا سالِ ولادت اور ۱۸۷۵ء مسند نشینی ہے۔ رقبۂ ریاست ۱۰۰ میل مربع۔ آبادی ۳۰ ہزار۔ آمدنی بارہ ہزار سالانہ ہے اور کنور راجندر پال صاحب آپکے ولیعہد ہیں۔

راجہ نریندر چند صاحب والیٔ نادون ضلع کانگڑہ (ی)

آپ قوم سے راجپوت ہیں ۱۸۶۰ء آپکا سالِ ولادت۔ اور ۷ مارچ ۱۸۹۰ء تاریخ مسند نشینی ہے۔ رقبہ ۴۰۰ میل مربع۔ آبادی چالیس ہزار۔ اور آمدنی بھی چالیس ہزار سالانہ ہے۔ ٹکہ مہندر چند صاحب آپکے ولیعہد ہیں۔



عالیجناب سردار رنجیت سنگھ صاحب بہادر سرکار کلسیہ



راجه نریندرچند صاحب والئی نادون ضلع کانگڑہ



فخرالدولہ دلاورالملک رستم جنگ آونیربل نواب
سر امیرالدین احمد خانصاحب بہادر کے - سی-
آی - ای والئی ریاست لوہارو

اونریبل ہز ہائینس نواب سر امیر الدین احمد خان صاحب بہادر کے سی آئی ای ۔ فخر الدولہ دلاور الملک رستم جنگ والی ریاست لوہارو
۱۸۸۴ء میں نواب فخر الدولہ دلاور الملک مرزا احمد بخش خان صاحب بہادر نے بوجہ اپنی ذاتی لیاقت اور دلاوری کے اس ریاست کی سند لارڈ لیک صاحب بہادر سے مع خطاب سابقہ حاصل کی تھی جسپر اب نواب صاحب حال حکمراں ہیں۔ آپکا خاندان مغل بخارائی ہے۔ ہز ہائینس پکے حنفی المذہب اور سنت الجماعت ہیں۔ آپکا سال ولادت ۱۸۵۹ء اور مسند نشینی کا ۱۸۸۴ء ہے۔ عربی۔ فارسی انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ انتواب سلامی اسی دربار تاجپوشی سے بوجہ آپکی ذاتی لیاقتوں کے مستقل طور پر ۹ توپ مقرر ہوئی ہیں۔ ریاست کا رقبہ ۲۰۰ میل مربع۔ آبادی تیس ہزار اور آمدنی ایک لاکھ سے زائد ہے۔ فوج مع پولیس ڈھائی سو جوان۔ صاحبزادہ مرزا اغر الدین احمد خان اعظم میرزا بہادر ولیعہد ریاست ہیں ریاست کی انتظامت اور مدار المہامی نواب صاحب بہادر کے حقیقی بھائی صاحبزادہ مرزا عزیز الدین احمد خان بہادر کرتے ہیں۔ پیداوار میں ہر قسم کا غلہ اور اجناس ہوتی ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ شفاخانہ انگریزی و یونانی مع دوائی خانہ۔ پوسٹ آفس تار گھر دھرمسالہ اور پکے تالاب و مکانات اور پختہ سڑکیں نواب صاحب کی عمدہ یادگاریں ریاست میں موجود ہیں۔

ہز ہائینس نواب صاحب بہادر بوجہ اپنی ذاتی قابلیتوں کے حضور وائسرائے کی لیجس لیٹو کونسل اور پنجاب کونسل کی ممبری کے لئے نامزد ہوتے رہے ہیں۔ اور ماسوائے اسکے ریاست مالیر کوٹلہ کی سپرنٹنڈنٹی بھی آپ ہی فرماتے رہے ہیں۔ موقع دربار پر آپکے ہمراہ مندرجہ ذیل صاحبان شریک تھے۔

۱۔ صاحبزادہ اعظم مرزا بہادر ولیعہد۔ ۲۔ صاحبزادہ مرزا عزیز الدین احمد خان بہادر ناظم۔ ۳۔ محمد اصغر علیخان صاحب تحصیلدار۔ ۴۔ مرزا علیم بیگ صاحب معتمد۔

(ل)

ہز ہائینس نواب احمد علی خاں صاحب بہادر والیِ ریاست مالیر کوٹلہ

ہز ہائینس قوم سے افغان ہیں۔ اور ایچیسن چیفز کالج لاہور کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انگریزی۔ فارسی میں بخوبی لیاقت رکھتے ہیں۔ جنوری ۱۹۰۳ء سے آپ بااختیار کئے گئے ہیں۔ اس سے پہلے اونریبل نواب سر ابراہیم الدین احمد خاں صاحب بہادر والیِ ریاست کو کاروِ انتظامِ ریاست فرماتے تھے۔

مالیر کوٹلہ کا رقبہ ۱۶۵ میل مربع۔ آبادی ایک لاکھ۔ آمدنی سالانہ پانچ لاکھ روپیہ ہے۔ پیداوار میں ہر قسم کی اجناس ہوتی ہیں۔ فوج مع پولیس چار سَو جوان ہے۔ التوپِ سلامی گیارہ مقرر ہیں۔

خدماتِ گورنمنٹ میں ہمیشہ یہ ریاست نامور رہی ہے۔ امپیریل سروس میں بھی ریاستی فوج شامل ہے۔ بلکہ کرنل اوصاف علی خاں صاحب ریاست کیطرف سے موقع جوبلی پر ولایت بھی جاچکے ہیں۔

دربارِ دہلی میں مندرجہ ذیل اہلکارانِ اعلیٰ ہز ہائینس کے ہمرکاب تھے۔

۱۔ سید محمد یٰسین صاحب ناظم۔

۲۔ مشیر الدولہ بہادر کرنل اوصاف علی خاں صاحب سی۔ آئی۔ ای کمانڈنگ امپیریل سروس۔

۳۔ سردار مہر محمد خاں صاحب ریونیو افسر۔

۴۔ منشی احمد حسن صاحب میر منشی۔

ہز ہائینس کے والد ماجد نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب حیات ہیں۔ مگر بوجہ علالت طبع کاروبار ریاست سے سبکدوش ہوچکے ہیں۔



هزهائینس نواب احمد علیخانصاحب بہادر والی ریاست

مالیر کوٹلہ

(۱۱)

راجہ صاحب بہادر والیٔ منڈی ونالہ گڑھ

آپ قوم سے راجپوت ہیں اور کونسل کے ذریعہ انتظام ریاست کرتے ہیں۔ آپکی ریاست کی آبادی ۰۰۰,۲۰ ہزار۔ آمدنی ڈیڑھ لاکھ۔ فوج مع پولیس ۲۷۹ جوان۔

ہمراہیان دربار یہ تھے۔

۱۔ کنور جگندر سنگھ صاحب۔ ۲۔ میاں بھگوان چند صاحب۔ ۳۔ بھائی سندر سنگھ صاحب پریذیڈنٹ کونسل۔ ۴۔ دیوان اندر سنگھ صاحب ممبر کونسل۔

(۱۲)

آنریبل راجہ سریندر بکرم پرکاش صاحب بہادر والیٔ ریاست ناہن سرمور

ہز ہائینس قوم سے راجپوت ہیں۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء سے بجائے اپنے والد متوفی کے حکمران ہوئے ہیں۔ انگریزی فارسی سے بخوبی ماہر ہیں۔ عمر ۳۰ سال کی ہے۔ کونسل وائسرائے کے ممبر رہچکے ہیں۔ انتظام ریاست خود کرتے ہیں۔ ریاست کا رقبہ ۱۰۹۲ میل مربع۔ آمدنی تقریباً چھ لاکھ روپیہ سالانہ۔ آبادی اندازاً ڈیڑھ لاکھ۔ فوج مع پولیس ۶۱۲ جوان۔ اور سلامی اتواپ ۱۱ ضرب مقرر ہے۔ آپکی ریاست میں لوہے کی کان اور اسکے متعلق کارخانہ بھی ہے۔ سرمور کے جنگلوں میں ہاتھی بھی پائے جاتے ہیں۔ موقع دربار پر مندرجہ ذیل اہلکاران آپکے ساتھ تھے۔

۱۔ پرنس امر سنگھ صاحب۔ ۲۔ میجر سربکرم سنگھ صاحب۔ ۳۔ کنور رن بجے سنگھ صاحب۔ ۴۔ کنور رنجور سنگھ صاحب۔ ۵۔ مسٹر ایف۔ آر۔ جونس سپرنٹنڈنگ انجنیر۔ ۶۔ ڈاکٹر ایم۔ اے۔ نکلسن صاحب میڈیکل آفیسر۔ ۷۔ سردار نرائن سنگھ صاحب چیف سکرٹری۔

(۱۳)

ہز ہائینس راجہ بلبیر سنگھ صاحب والیٔ ریاست فریدکوٹ

آپ سدھو جاٹ عرف برار ہیں بعمر اسوقت چوبیس سال کی ہے۔ انگریزی اور گورمکھی جانتے ہیں ۱۸۹۰ء میں مسند نشین ہوئے۔ آبادی ایک لاکھ پندرہ ہزار چالیس۔ آمدنی ۲۶۱۰۲۸ ہزار۔ فوج مع پولیس ۵۰۰ نفر۔ آتواب سلامی ۱۱ ہیں۔ مندرجہ ذیل اہلکاران آپکے ہمرکاب تھے۔

۱۔ رائے بہادر بردہ کنٹ لاہری صاحب مدار المہام۔ ۲۔ سردار محمد عبد الغفور صاحب ممبر کونسل ریاست۔ ۳۔ سردار نرائن سنگھ صاحب ممبر سٹیٹ کونسل۔ ۴۔ سردار رنجیت سنگھ صاحب ایڈیکانگ۔ ۵۔ رائے بہادر ڈاکٹر مراد ہاکنز صاحب میڈیکل افسر۔ ۶۔ کرنل سردار بچتر سنگھ صاحب ایڈیکانگ۔ ۷۔ سردار جواہر سنگھ صاحب ایڈیکانگ۔

(ب) رؤسائے پنجاب

(۱ الف)

خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

خان بہادر شاہجہانپور کے رئیس ہیں۔ آپکے اجداد نسل خلیل سے پٹھان ہیں جو بعہد شاہجہان افغانستان سے ہندوستان آکر افسری فوج کی خدمات پر مامور ہوئے تھے۔ خان بہادر کے والد محمد عارف خان صاحب بھی فوج انگریزی کے رسالدار اور نشینخوار تھے۔ خان بہادر کی تعلیم و تربیت دیسی طرز پر ہوئی ہے۔ اور اگست ۱۸۴۶ء آپکی سرکاری ملازمت کی ابتدائی تاریخ ہے۔ جسمیں پہلے آپ پولیس میں مقرر ہوئے۔ اور اچھا نام پایا۔ ۱۸۴۸ء میں بوقت فساد ضلع ہوشیارپور آپ ادائے فرائضِ سرکاری میں زخمی ہوگئے چنانچہ جناب مسٹر لارنس آپکی شجاعت کے بڑے بھاری معترف ہیں۔ اس کے بعد آپ تحصیلدار اور پھر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوئے۔ آپکی ملٹری و نارخدمات حکام اور گورنمنٹ ہمیشہ سراہتے رہے ہیں۔ بخارا و خیوہ و کاشغر و ٹرکی و ایران و افغانستان کے سفیر وغیرہ جب کبھی پنجاب آئے رہے گورنمنٹ کیطرف سے آپ ہی انکی مہمانداری کرتے رہے۔ ۱۸۶۶ء میں سر جان لارنس کے وقت آپکو خان بہادری کا خطاب ملا۔ قومی امور میں بھی آپ مشہور کام کرنیوالے ہیں۔ انجمن پنجاب لاہور جو بعہد ڈاکٹر لائیٹنر آنجہانی قایم ہوئی تھی۔ ۱۸۶۲ء سے ۱۸۷۰ء تک آپ اس کے سکرٹری رہے۔ انجمن اسلامیہ کے بانی اور ابتک اس کے جنرل سکرٹری ہیں۔ مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے ٹرسٹی اور پنجاب ایسوسی ایشن و تعلیم نسوان کے رکن ہیں۔ دس سال تک لاہور میونسپل کمیٹی کے وائیس پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں۔ دربار دہلی کی شرکت کے علاوہ میونسپلٹی کی دہ سالہ خدمات کے صلہ میں آپکو لفٹننٹ گورنر صاحب کے ذریعہ ملکِ معظم کیجانب سے سرٹیفکیٹ بھی دیا گیا ہے۔ جس کا نمونہ درج بھی ہوچکا ہے۔



لاله رام سرنداس صاحب مالك ميلارام
کاٹن ملز رئیس لاهور



جنـاب سردار پرتاب سنگه صاحب
اهلوواليـه جاگيردار و رئيس
اعظم جالندهر

(ب)

سردار پرتاب سنگھ صاحب اہلو والیہ جاگیردار و آنریری مجسٹریٹ درجہ اوّل و رئیس اعظم جالندھر و کپورتھلہ

آپ موجودہ مہاراجہ کپورتھلہ کے فرسٹ کزن ہیں۔ اور مہاراجہ نہال سنگھ صاحب متوفی والئ کپورتھلہ کے پوتے ہیں۔ آپکے والد کنور بکرما سنگھ صاحب سی ایس آئی نے ایام غدر میں اپنے برادر اکبر راجہ رندھیر سنگھ صاحب والئ کپورتھلہ کے ساتھ مع اپنی ذاتی جمعیت کے دہلی و لکھنؤ کے محاصروں میں بھاری امدادیں گورنمنٹ کو دی تھیں جنکے صلہ میں ایک تعلقہ گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ جو بکرم سٹیٹ اودھ کے نام سے موسوم ہے۔ ماسوائے اُس کے ریاست کیطرف سے بھی معقول پنشن مقرر ہے جن سب کے آپ سردار صاحب بہادر کارفرما ہیں۔ آپنے اپنی سلامت روی اور لیاقت سے بہت نام پایا ہے۔ سرکاری خیرخواہی اور پبلک ہمدردی میں آپ ہمیشہ فیاض اور سرگرم رہے ہیں۔ گیارہ ہزار روپیہ ملکہ متوفیہ کی یادگار میں آپنے ایک نیا شفاخانہ بنانے کو عطا فرمایا۔ اور دس ہزار روپیہ تاجپوشی حال کی خوشی میں رعایا کو معاف فرمادیا۔ نیز ایک لیڈی ڈاکٹر کے مصارف آپ اپنی جیب خاص سے دیتے ہیں۔ جس کی خدمات پبلک فائدہ کے لئے سول سرجن جالندھر کے ماتحت کی گئی ہیں۔ اِسکے علاوہ ہر ایک رفاہِ عام کام میں بھی آپ نہایت خوشی سے شریک ہوتے ہیں۔

آپکے چھوٹے بھائی کنور دلجیت سنگھ صاحب آپکے ساتھ شامل رہکر امور رفاہِ عام میں برابر شریک رہتے ہیں۔ دونوں بھائیوں کا حکام گورنمنٹ میں پورا پورا اعزاز ہوتا ہے۔ اور دونوں صاحب والیسرائے صاحب کے درباری بھی ہیں۔

آنریبل بابو پرتول چندر صاحب (جج) چٹرجی ایم اے۔ رائے بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ جج چیف کورٹ پنجاب لاہور

آنریبل ممدوح نے اپنی نیک دلی اور عام ہمدردی کی سبب جو ہر دلعزیزی ہندو و مسلمانان لاہور میں پیدا کی ہے وہ خاص انہیں کا حصہ ہے۔ لاہور میں ملکی و قومی انجمنوں کے جو مفید جلسے ہوتے رہتے ہیں انمیں سے اکثر کی کرسی صدارت کو آپ ہی زینت بخشتے ہیں۔ چونکہ دربار دہلی میں آپ سی آئی ای کے معزز خطاب سے ممتاز کئے گئے ہیں اسلئے آپکے مختصر خاندانی حالات درج ذیل ہیں۔

آپ برہمنوں کی اعلیٰ ذات کولن سے ہیں جو دولتمندی میں خاص طور پر مشہور ہے۔ پہلے تو آپکا خاندان جگت پور (کلکتہ) میں بسبب گاؤں مذکور کی حصہ دار ہونیکے آباد تھا۔ لیکن ابتدائے حکومت سرکار انگریزی میں آپکے بزرگ خاص کلکتہ میں آکر آباد ہوئے۔ جہاں اس خاندان نے بہت سی جائداد پیدا کی۔ اور پھر دیوان گوکل چند صاحب گھوسل دیوان لارڈ کارنواس گورنر جنرل آف انڈیا کی خاندان میں شادی ہو جانے سے انکی دولتمندی اور بھی بڑھ گئی۔ (جسکی پوتی انکی دادی تھی) آپکے والد ماجد نے ڈپٹی کلکٹری کی حیثیت میں خدمات سرکار کیں جنکا انتقال ۱۸۵۵ء میں ہو گیا۔ آپکی پیدائش ۱۸۴۸ء کی ہے صرف سات برس کی عمر میں ہی سایہ پدری اٹھ جانیکے باعث اپنی والدہ کے سایہ عاطفت میں پرورش و تعلیم پائی۔ چنانچہ ۱۸۶۹ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور پھر ۱۸۷۰ء میں قانونی امتحان پاس کر کے ہائی کورٹ میں وکالت اختیار کی اور پھر اسی سال لاہور میں تشریف فرما ہو گئے۔ جہاں پہلے تو نہایت کامیابی سے وکالت کی اور ۱۸۸۹ء میں بعد میں تین ماہ کیلئے قائم مقام جج چیف کورٹ پنجاب ہوئے جسپر ہندو و مسلمانوں کیطرف سے اظہار مسرت کے جلسے ہوئے ۱۸۹۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کی خدمات کے سبب رائے بہادری کا خطاب عطا ہوا۔ اور ۱۸۹۴ء میں قائم مقام جج چیف کورٹ پنجاب ہوئے جسپر اپریل ۱۸۹۶ء سے مستقل ہو کر ابتک چیف کورٹ پنجاب کی ججی کے فرائض کو عمدگی سے ادا کر رہے ہیں اور بتقریب دربار دہلی یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو سی آئی ای کے معزز خطاب سے ممتاز کئے گئے۔



اونریبل بابو پرتول چندر صاحب رای بہادر

سی۔ آی ۔ ای جج چیفکورٹ پنجاب لاہور



پنڈت چنار دھن صاحب رئیس لاہور

(د)

رائے پنڈت جنار دھن صاحب رئیس لاہور

رائے صاحب لاہور کے ایک مشہور فیاض اور ہر دلعزیز رئیس ہیں - اور ایک آئیرن ورکس فیکٹری کے مالک ہیں - جسمیں لوہے کے ہر قسم کے اعلیٰ و عمدہ اوزار اور دیگر ضروریات ڈھالے جاتے ہیں - اور جو سینکڑوں ملازم اسمیں کام کرتے ہیں - وہ بالخصوص انکی فیاضی و مُروت کے خاص طور پر معترف ہیں پبلک چندوں اور خیر خیرات کے کاموں میں آپکو پورے درجہ کا انہماک ہے - نیا شالامار باغ انارکلی کے پرے موضع نواکوٹ کے قریب آپکی یادگار نہیں ایک اعلیٰ یادگار سمجھنی چاہیئے - جو چار لاکھ روپے کی لاگت سے طیار ہوا ہے اور جسمیں نہ صرف باغ کے لوازمات قدرتی نزہت و لطافت اور عمارت کی خوبی ہی قابلِ دید ہے - بلکہ اس کے ساتھ انگریزی اعلیٰ سے اعلیٰ باجے کی سُریلی آوازیں بھی ہر وقت آئیند و روند کی تفریح کے لئے دل لبھانے کو طیار رہتی ہیں - اور رنگا رنگ کی پتلیاں اپنا تماشہ دکھاتی رہتی ہیں - اکثر شوقین بالعموم اس نو طرز اور نو ایجاد شالامار باغ میں جا کر سیر کرتے اور رائے صاحب کی فیاضی کا دم بھرتے رہتے ہیں - پنڈت جیون مل و گھنیا لال کول صاحبان آپکے معتمد ہیں - اور اکثر والیانِ ریاست نہ صرف سوشیل اعتبار پر بلکہ مارل کیریکٹر کے لحاظ سے بھی آپ کی اعلیٰ درجہ کی عزت و توقیر کرتے ہیں -

(۸)

لالہ رام سرن داس صاحب رئیس لاہور مالک کارخانہ میلا رام کاٹن ملز لاہور

آپ لاہور کے مشہور ٹھیکہ دار رائے بہادر میلا رام صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ اِنکے والد لاکھوں روپے کی جائداد چھوڑ گئے تھے۔ جس سے آنہوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ میلا رام کاٹن ملز کے نام سے ایک بڑا کارخانہ لاہور میں جاری کیا۔ جسمیں سینکڑوں آدمی روزانہ کام کرتے ہیں۔ اور ملک کی صنعت کو بیشمار فوائد پہنچتے ہیں۔ آپکی عمر ابھی صرف ۲۷ سال کی ہے۔ طبعیت میں ہوشیاری کے ساتھ ملنساری اور انکساری بھی بخوبی جاری وساری ہے۔ اور قومی و ملکی رفاہِ عام کے کاموں میں بھی آپکو خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ صرف چار سال کے عرصہ میں قریب چھبیس ہزار روپے کے مختلف چندوں میں عطا کر چکے ہیں جسکی فہرست ذیل میں درج ہے۔ جو انکی بے مثل فیاضی کی دلیل ہے۔ رؤساء کے علاوہ خود ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب تک اِنکے اِس اعلیٰ کارخانہ کو دیکھکر اپنی خوشنودیِ مزاج کا اظہار کر چکے ہیں۔ آپ اپنی اِنہیں خوبیوں کے سبب دربارِ دہلی میں گورنمنٹ کے مہمان گئے تھے۔

فہرستِ چندہ

مد	رقم
برائے تیاری چاہات رفاہِ عام	[illegible]
چندہ تھیوسوفیکل سوسائٹی بنارس برائے کالج بلڈنگ	[illegible]
چندہ اینڈ جوبلی ہندو ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ لاہور	[illegible]
چندہ مرمت ڈیرہ گوردوارہ جنم سنگھ صاحب	[illegible]
چندہ کوئین وکٹوریہ میموریل فنڈ	[illegible]
برائے مرمت شرک بھدر کالی	[illegible]
لاہور آریہ سماج برائے بنانے کمرہ کالج بورڈنگ ہاؤس	[illegible]
چندہ لاہور سلیبریشن کمیٹی لاہور	[illegible]
برائے بنوانے ایک مندر بمقام سانگلہ ہلز	[illegible]
چندہ برائے یتیمان بموقع قحط	[illegible]
گنڈ ہیرلمت بہادول	[illegible]
سناتن دھرم سبھا لاہور	[illegible]
دھرم ارتھ اور چھوٹی چھوٹی رقومات چندہ	[illegible]

نواب غلام محبوب سبحانی صاحب (۹) مرحوم جاگیردار و رئیس لاہور

نواب صاحب مرحوم گورنمنٹ کی دربار ہی مہمان تھے۔ مگر افسوس ہے کہ واقع ۹ جنوری ۱۹۰۳ء کو بمقام دہلی
آپکا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ نواب صاحب مرحوم چونکہ شہر کے ایک
نامور خاندان کے خاتم ہوئے ہیں اسلئے بطور یادگار انکا مختصر سا خاندانی حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے

نواب صاحب مرحوم کے دادا شیخ غلام محی الدین صاحب مرحوم بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب والی
پنجاب کشمیر اور دوآبہ جالندھر و ہوشیارپور وغیرہ کے ناظم و صوبہ دار رہ چکے ہیں جنکو
سکھی سرکار سے **نظام الملک اعتماد الدولہ** کا خطاب بھی حاصل تھا۔ اور کابل
ایک دفعہ سفیر ہو کر بھی گئے تھے۔ بعدازاں انکے خلف الرشید نواب شیخ امام الدین
خان صاحب بھی سرکار سکھاں میں انہیں علاقجات کے صوبہ دار و گورنر رہے۔ اور
کوہستان منڈی و ڈیرہ اسمعیل خاں کے بھی ناظم رہے گئے۔ اور جنگی فوج کے بھی
افسر مقرر ہوئے۔ جس کے ساتھ **امین الملک جنگ بہادر** کا خطاب بھی
ملا۔ ۱۸۴۷ء میں گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے دیوان مولراج صوبہ دار ملتان کے
ساتھ جنگ کرنیکی نمایاں خدمات کی صلہ میں **نواب بہادر** بنائے جانیکے بعد پنشن حاصل
کی۔ بعدازاں غدر ۱۸۵۷ء میں دو دستے جنگی فوج کے اپنی گرہ سے مہیا کر کے گورنمنٹ کو
پیش کئے۔ ۱۸۵۹ء میں نواب صاحب کا انتقال ہوا۔ جسپر انکے خلف الصدق

نواب غلام محبوب سبحانی صاحب جو ۱۸۴۵ء کی پیدائش ہیں ۱۴ برس کی عمر میں جائیداد
متروکہ کے جسکی آمدنی قریباً بیس ہزار روپیہ سالانہ کی تھی جائز وارث قرار پائے۔ آپنے علم فارسی
و عربی میں اعلیٰ درجہ کی قابلیت پیدا کر کے خاص شہرت حاصل کی شعر و سخن کے ساتھ آپکو
بہت بڑی دلچسپی تھی۔ چنانچہ فارسی میں اپنا ایک عمدہ دیوان اعلیٰ اہتمام کیساتھ چھپوا
کر احباب میں مفت تقسیم کیا۔ آپ انجمن مشاعرہ لاہور کی صدر انجمن ہونیکے علاوہ کچھ عرصہ آنریری
مجسٹریٹی کی عہدہ پر بھی ممتاز رہے۔ اور کوئی لوکل انجمن ایسی نہ تھی جسنے آپکی فیاضی سے فائدہ
نہ اٹھایا ہو۔ آپ ہر ایک موقع پر گورنمنٹ کی وفاداری و امداد کو اپنا فرض سمجھا۔ جوبلی۔ ڈائمنڈ جوبلی کے
موقع پر اظہار مسرت کی جلسوں میں ہزار روپے خرچ کئے۔ حضور ملکہ معظمہ کے انتقال پر اظہار افسوس کا
خاص جلسہ کیا۔ شہنشاہ معظم کی علالت پر صحت کی دعائیں کرائیں۔ اور جشن جلسہ تاجپوشی لنڈن کے
موقع پر رؤسا و حکام کو ایک عالیشان گارڈن پارٹی دی [illegible] انکے عمزاد بھائی شیخ نصیر الدین صاحب ذی علم
شاہپوری جو علمی قابلیت اور خوش اخلاقی میں ایک خاص شہرت رکھتے ہیں وارث خاندان قرار پائے

خواجہ محمد غلام صادق صاحب (سلمہ) بی اے - ایل ایل بی
بیرسٹر ایٹ لا - آنریری مجسٹریٹ و سول جج درجہ اول امرتسر

خواجہ صاحب کے مورثِ اعلیٰ خواجہ خیر الدین صاحب بخارا سے ۱۶۹۵ء میں کشمیر تشریف لائے تھے جنہیں اورنگ زیب عالمگیر کے حضور سے خیر الزمان خاں کا خطاب عطا ہوا۔ انکے صاحبزادے خواجہ اعظم شاہ صاحب مشہور تاجر اور مستند مورخ ہوئے ہیں جنکی تصانیف اب تک موجود ہیں۔ بعد و انقلاب سلطنت چغتائی پیر خواجہ محمد مرزا شاہ صاحب کشمیر سے امرتسر آئے۔ جنکے صاحبزادے حاجی خان محمد شاہ صاحب نے نہ صرف تجارت کو اعلیٰ درجہ کا فروغ دیا۔ بلکہ سرکار انگلشیہ میں بھی اعلیٰ اعزاز و وقعت حاصل فرمائی۔ کیونکہ ہر ایک رفاہ عام کام میں آپ بدل و جان شریک تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے سرگرم بانیوں میں سے تھے۔ تعلیم نسواں کے موئد اور اس کے متعلقہ مدرسہ کے بانی تھے۔ روم و روس کی جنگ کے موقع پر روم کے لئے چندہ کھولنے میں پیشرو تھے۔ اور امرتسر کی انجمن اسلامیہ کے بانی تھے۔ اعزازات سرکاری اسی سے ظاہر ہیں۔ کہ میونسپلٹی کے چیرمین تھے۔ امیر شیر علیخان صاحب کی تشریف آوری امرتسر پر وہی سرکاری میزبان تھے۔ سر چارلس ایچیسن صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے انکے مکان پر جاکر دعوت قبول فرمائی تھی۔ دربارِ قیصری ۱۸۷۷ء میں مہمان سرکار تھے۔ اور دربار راولپنڈی میں بباعث ضعف پیری خود نہ جا سکے تو انکے فرزند رشید حاجی غلام حسن صاحب جو آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی تھے۔ مدعو کئے گئے۔ حاجی صاحب اعلیٰ درجہ کے فاضل اور لائق تھے۔ یورپ کا سفر کر چکے تھے۔ اور بوجہ علمی دلچسپی کے پنجاب یونیورسٹی کے فیلو بھی تھے۔ قحط کشمیر کے موقع پر اور معرکہ کابل ۱۸۷۸ء میں انہوں نے باربرداری میں سرکار کی بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ گورنمنٹ سے مختلف معزز کمیٹیوں اور مجلسوں کے ممبر نامزد ہوئے۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ اور جولائی ۱۸۸۰ء میں انہوں نے انتقال کیا جس کے بعد اسی صدمۂ روحانی سے خان محمد شاہ صاحب نے بھی مارچ ۱۸۸۹ء میں رحلت فرمائی۔ اس وقت خواجہ محمد غلام صادق صاحب کی عمر ساڑھے سترہ سال کی تھی چنانچہ حسب قاعدہ ۲۱ سالہ عمر ہونے تک کورٹ آف وارڈس کے زیر اہتمام رہے۔ اور ۱۸۹۳ء میں انگلستان جاکر چار سال کے قیام میں ماسوائے بیرسٹری کے بی اے - ایل ایل بی کی ڈگریات پورے اعزاز کے ساتھ کیمبرج یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ جہاں سے واپس آنے پر دو ہی سال تک قانونی پریکٹس کرتے رہے۔ اور پھر آنریری مجسٹریٹ و سول جج درجہ اول مقرر کئے گئے۔ اس کے علاوہ آپ میونسپل کمیٹی کے سرکاری ممبر اور انجمن اسلامیہ کے جنرل سکرٹری بھی ہیں۔

خواجہ صاحب کا چال چلن ہمیشہ عمدہ رہا ہے۔ جس نے ان کی خاص وقعت اہلِ شہر کے دلوں پر جما دی ہے۔ اس کے علاوہ انکی علمی قابلیتیں اور خاندانی خدمتیں بھی ایسی ہی قابل قدر ہیں جنپر امید ہے کہ گورنمنٹ بھی توجہ فرمائے گی۔ آپ دربار میں مہمان سرکار رہے۔



نواب شیخ غلام محبوب سبحانی صاحب
مرحوم رئیس و جاگیردار
لاہور



خواجہ محمد غلام صادق صاحب - بی اے

بیرسٹرایٹ لا - ایل - ایل - بی رئیس

و آونریری سول جج امرت سر



خواجہ غلام محی الدین صاحب رئیس
و آنویری مجسٹریٹ
لدھیانہ

خواجہ غلام محی الدین صاحب رئیس اعظم و میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ لدھیانہ

خواجہ صاحب علاوہ انگریزی عربی و فارسی میں بخوبی لائق ہیں۔ ۲۰ جون ۱۸۵۵ء آپکی تاریخ ولادت ہے۔ ۱۹ سال کی عمر سے آپنے سررشتۂ جنگی میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۰ سال تک ملٹری سکول کے انچارج رہے۔ اور آئین و قواعد فوج کی متعدد کتابوں کا ترجمہ شائع کر کے دیسی افسروں اور سپاہیوں کے لئے آسانیاں پیدا کیں۔ آخر کار ۱۸۹۲ء میں اپنے باصرار مستعفی ہوکر اپنے آبائی کاروبار تجارت کو سنبھالا۔ اور فوجی وردیوں کا کارخانہ اس اعلیٰ پیمانہ پر قائم کیا کہ ہندوستان بھر میں فرد ہوگا۔ اور اس کے علاوہ سول و ملٹری نیوز کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری کیا۔ ۱۸۹۳ء میں آپ میونسپل کمشنر منتخب ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں بصلہ خدمات قحط گورمنٹ سے سرٹیفکیٹ پایا۔ اسی سال ڈائمنڈ جوبلی کے دربار میں پریس ڈیپوٹیشن کے ممبر ہوکر شملہ گئے۔ ۱۸۹۹ء میں لوکل قحط کمیٹی کے سکرٹری مقرر ہوئے۔ اور بصلہ خدمات کرسی نشینی کے اعزاز سے معزز کئے گئے۔ ۱۹۰۲ء میں منجانب سرکار میونسپل ممبر نامزد ہوئے۔ اور اسی سال آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم مقرر کئے گئے۔ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کے لوکل دربار تاجپوشی میں آپکو سرٹیفکٹ دیا گیا۔ اور دربار دہلی میں بحیثیت مہمان شریک کئے گئے۔

اس وقت آپ علاوہ تاجرانہ حیثیت کے کئی ایک باغات و اراضیات و دیہات کے مالک ہیں اور بقدر بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی رکھتے ہیں۔ آپکے بزرگوں کا اصل وطن چینی تاتار یارقند ہے۔ آپکے اجداد کشمیر میں فوجی ملازمت پر مامور رہے تھے جسکے بعد لدھیانہ میں اقامت اختیار کی اور بہت سی جائیداد پیدا کی۔ الحال خواجہ صاحب کے برادر عزیز بابو غلام رسول صاحب اوینگال الیفنٹری میں کلرک ہیں۔ اور فرزند کلاں خواجہ عبد الرحمن صاحب بی۔ اے تا اختتام تعلیم پاکر میڈیکل کالج میں تحصیل علم کر رہے ہیں۔ جو آئندہ ستمبر میں بغرض شمولیت انڈین میڈیکل سروس انگلستان جانے والے ہیں۔

(ط)

آنریبل حاجی نواب فتح علیخاں صاحب بہادر قزلباش سی آئی ای رئیس اعظم لاہور

آنریبل نواب صاحب بہادر پنجاب و اودھ و عرب میں بیش قرار ریاست کے مالک ہیں۔ اور جو اعلیٰ درجہ کی ہر دلعزیزی پبلک اور گورنمنٹ میں رکھتے ہیں۔ اس میں بہت کم لوگ اِنکے برابر ہوں گے۔ اِنکے خاندان کا شجرہ نسب مع کسیقدر مجمل تذکرہ کے درج کیا جاتا ہے:۔

سردار نور وز علی خاں صاحب
|
سردار علی خاں صاحب
|
سردار ہدایت علی خاں صاحب
|
نواب علی رضا خاں صاحب

نواب نثار علیخاں صاحب | نواب ناصر علیخاں صاحب | آنریبل نواب نوازش علیخاں صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔

آنریبل حاجی نواب فتح علیخاں سی۔ آئی۔ ای۔ | نواب برکت علیخاں صاحب
محمد نثار علی خاں صاحب | علی محمد خاں صاحب
جعفر حسین خاں صاحب

نواب ہدایت علیخاں صاحب
محمد نوازش علیخاں صاحب | محمد حسین خاں صاحب

نواب محمد علی خاں صاحب
علی رضا خاں صاحب | علیخاں صاحب | منصور علیخاں صاحب | سعادت حسین خاں صاحب | محمد حسن خاں صاحب

آپکے خاندان کا وطن کابل ہے۔ جہاں وہ ایک عرصہ سے اعزاز کے ساتھ اعلیٰ خدمات انجام دیا کرتا تھا۔ شاہ شجاع کی مقابل ۱۸۳۹ء میں جب گورنمنٹ نے فوج کشی کی تو نواب علی رضا خاں صاحب نے گورنمنٹ انگریزی کو وہ عالیشان امدادیں دیں کہ جن سے صفحاتِ تاریخ پر ہیں یعنے اُنہوں نے سپاہِ انگریزی کے لئے خوراک و پوشاک بہم پہنچانے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ یورپین صاحبان کو بحالتِ قید امن سے رکھنے اور انکی رہائی کے لئے ایسی کوششیں کیں کہ کبھی بھول نہیں سکتیں۔ علی ہذا ایک سو ہندوستانیوں کو بھی قید و غلامی سے چھڑا کر اپنے گھر رکھا۔ اور بالآخر مزید کمک آنے پر افواج افغانستان میں بھیجدیا۔ غرضکہ محمد اکبر خاں جیسے جابر



اونربیل نواب فتح علی‌خان صاحب بہا در

قزلباش سی - آئی - اِی - رئیس اعظم لاہور

اور زبردست امیر کی تمام کارروائیاں جو گورنمنٹ کے برخلاف عمل میں لائی جاتی تھیں۔ انکی حکمت اور خاص اپنے پاس سے گرانقدر روپیہ خرچنے کے باعث خود اُسی کی تباہی کا باعث ہوئیں۔ اور اُس کو شکست ہوئی۔ لیکن گورنمنٹ کی واپسی پر چونکہ فرقۂ بارک زئی اور اکبرخان وغیرہ انکے سخت مخالف تھے۔ اسلیئے انکی جائیداد ضبط ہوگئی۔ اور انکے مکانات مسمار و منہدم کیئے گئے۔ جسکے بعد انکو وہاں سے ترک وطن کرکے پنجاب میں سکونت اختیار کرنی پڑی۔ جہاں آپنے ہمیشہ پہلے سے بھی زیادہ مستعدی و خیر خواہی کا اظہار کیا۔ چنانچہ آتے ہی مع اپنی قوم کے ساٹھ سواروں کے جنگ مدکی و فیروزپور و سبھراوں وغیرہ میں گورنمنٹ کی فوج کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اور ایسا ہی ۱۸۵۷ء کے غدر میں بھی محاصرۂ دہلی کے موقع پر اپنے خرچ سے ایک رسالہ بھرتی کرکے گورنمنٹ کی امداد کی۔ اور ایک کوڑی تک تنخواہ نہیں لی۔ علیٰ ہذا انکی ایک اور بھی نازک پولیٹیکل خدمات اِس خاندان سے ادا ہوتی رہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اور گورنمنٹ بھی انکا اعتراف کرتی رہتی ہے۔ اور اِس خاندان کے جو صاحبان جانشین ہوتے رہے انکے اعزاز و وقار کو بخوبی ملحوظ رکھتی ہے۔ چنانچہ موجودہ بزرگ خاندان **حاجی نواب فتح علیخان صاحب سی۔ آئی۔ ای** کا خطاب رکھتے ہیں۔ پنجاب کونسل کے ممبر ہیں۔ ۱۸۹۷ء سے وائسرائے صاحب کی پرائیویٹ انٹری میں بھی داخل ہوچکے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو ہیں۔ تاجپوشی لنڈن کے موقع پر پنجاب کیطرف سے آپ ہی ولائیت بھیجے گئے۔ اور شہنشاہ نے اپنے ہاتھ سے آپکو تمغہ پہنایا۔ پبلک میں آپکو جو اعزاز و وقار حاصل ہے۔ اُس کا مختصر اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کی مصالحت آپ ہی کی مساعئ جمیلہ سے ہوئی۔ آپ امامیہ کانفرنس اور انجمن اسلامیہ لاہور کے لائف پریزیڈنٹ اور علیگڈھ کالج کے سینئیر ٹرسٹی ہیں۔ تعلیم کے ساتھ بالخصوص مغربی تعلیم کے ساتھ اِس قدر دلچسپی ہے کہ اپنی ریاستہائے پنجاب و اودھ وغیرہ میں کئی ایک مدارس بھی آپنے جاری کر رکھے ہیں۔ اور ایسا ہی ہر ایک مفید کام میں آپ گرانقدر فیاضیوں کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ نے آپ کے ہمراہیوں کی پرورش کے لئے تین ہزار ایکڑ اراضی مزید بھی عنایت کی ہے۔ اور امید ہے کہ دن بدن آپ کی قابلیتوں کے لحاظ سے ترقی مناصب و مراتب ہوتی رہے گی۔ فی الحقیقت نواب صاحب موصوف کا دم نہایت ہی مغتنمات سے ہے۔

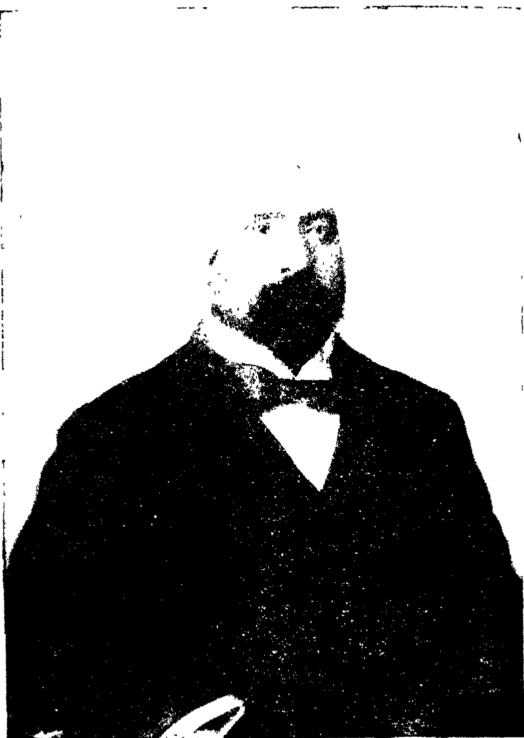
دیوان نرانِدر ناتھ صاحب (بی) ایم-اے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ رئیس اعظم لاہور

دیوان صاحب کشمیری پنڈتوں کے اس نامور خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ جو اپنی لیاقت و رسائی سے بڑے بڑے مناصب پاتا رہا ہے۔ آپکے مورث اعلیٰ پنڈت گنگن داس صاحب کشمیر سے بنارس تشریف لائے تھے۔ جہاں انکو خدا نے گنگا رام ایک ہونہار لڑکا عطا کیا جسنے بڑے ہو کر ذاتی لیاقت و دانائی سے مہاراجہ گوالیار کی ملازمت حاصل کی اور کرنل لوئی برکن کے ساتھ جنرل پیرن کی ماتحتی میں وہ وہ کارہائے نمایاں کئے کہ معاصرین پر امتیاز حاصل ہو گیا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں جب مرہٹوں نے تمام ہندوستان پر تسلط کر رکھا تھا۔ اسوقت جنرل لوئی برکن کے ساتھ پنڈت صاحب وصولی خراج اور تقرر شرائط عہدنامجات کی نازک خدمات انجام دیتے تھے۔ جس کے بعد سنہ ۱۸۰۹ء سے سنہ ۱۸۱۳ء تک بعد فتح دہلی انہوں نے جنرل اکٹرلونی کے ماتحت نہایت قابلیت سے کام کیا۔ جہاں سے مہاراجہ رنجیت سنگھ والیِ پنجاب نے انکو باعزاز تمام طلب کر کے خطاب دیوانی اور مہر خاص تفویض فرمائی اور پھر سنہ ۱۸۲۱ء میں حکومت گجرات بھی آپ ہی کو دی گئی۔ انکے خلف الرشید دیوان اجودھیا پرشاد صاحب نے اور بھی عروج پایا۔ جنکے مفصل حالات تاریخوں میں بھرے پڑے ہیں۔ جنکے اعتبار و وقعت کی ایک بدیہی دلیل ہے۔ کہ جس وقت پنجاب گورنمنٹ انگریزی نے لیا ہے اس وقت پنڈت صاحب کے ماتحت اس قدر عظیم الشان فوج تھی کہ کسی سکھ سردار کے ماتحت بھی بہ تعداد موجود نہ تھی (دیکھو افواج سنگھان مندرجہ ضمیمہ تاریخ کننگھم صاحب) اس کے بعد گورنمنٹ انگلشیہ میں بھی دیوان صاحب کو بہت بڑا اعزاز حاصل رہا۔ چنانچہ ۲ نومبر سنہ ۱۸۴۷ء کو آپ ممتاز الدولہ کے خطاب سے مخاطب کئے گئے۔ اور پھر بعد چندے آپکے فرزند ارجمند دیوان بیجناتھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مقرر فرمائے گئے۔ جس کام کو انہوں نے اعلیٰ درجہ کی دیانت و لیاقت سے ادا فرمایا۔ اور پھر اپنی مرضی سے اپنے والد کے حین حیات ہی استعفیٰ بھی داخل کر دیا۔ لیکن پھر گورنمنٹ پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ۳۱۹ مورخہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۷۳ء دیوان بیجناتھ صاحب کو آنریری اسسٹنٹ کمشنر نامزد فرمایا۔ اور دیوان صاحب عزاز و وقار کیساتھ مشہور و مقبول خلائق ہوتے رہے۔ آخر سنہ [illegible]ء میں دیوان اجودھیا ناتھ صاحب کا انتقال ہوا۔ اور سنہ [illegible]ء میں دیوان بیجناتھ صاحب نے بھی اپنے فرزند دلبند دیوان نرانِدر ناتھ صاحب کو دس سالہ چھوڑ کر رحلت فرمائی۔

دیوان نرانِدر ناتھ صاحب نے جس محنت و عالی ہمتی سے تحصیل علوم کی اور جسطرح اپنی چال چلن کو قابل تقلید و لائق تعریف ثابت کیا اسے لاہور کا مایۂ ناز کہنا چاہیئے۔ جس کا معمولی ثبوت یہ ہے کہ آپنے نہ صرف ایم اے کی ہی اعلیٰ ڈگری حاصل کی بلکہ امتحان سول سروس میں کامیاب ہو کر ڈپٹی کمشنر تک ترقی ہوئی۔ اور اس لیاقت سے کام کیا کہ ملک اور گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ دیوان صاحب انگریزی اور فارسی کے پورے پورے ماہر ہیں اور اردو تو انکی گھر کی زبان ٹھہری۔ مذاق عالمانہ اور سلیقہ فاضلانہ رکھتے ہیں۔ سیلون۔ فرانس۔ سپین انگلستان۔ آئرلینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی۔ بیلجیم و مصر وغیرہ کے اسفار بھی پوری تحقیق سے کر چکے ہیں۔ اور ملک کے لئے باعث افتخار ہیں۔ دیوان صاحب کی ملکیت میں علاوہ اکثر اراضی اور دو دیہات جاگیر ہیں علاوہ اس کے کچھ پولیٹیکل پنشن بھی ہے۔ اور خاندانی قدامت کے لحاظ سے بھی آپ ہمیشہ دربار میں شریک ہوتے ہیں علم دوستی و فیاضی میں بھی مثل اپنے آبائے کرام کے بہت نامور ہیں۔ امید کہ انکے وجود سے ملک اور گورنمنٹ کو عمدہ فوائد حاصل ہوتے رہیں گے۔



ہزہائینس سری راجہ بلدیو سنگھ صاحب
بہادر والئی ریاست پونچھہ -



جناب دیوان نراندر ناتھ صاحب ایم ۔ ای ۔
ڈپٹی کمشنر رئیس اعظم
لاہور



گورو نونہال سنگه صاحب
جاگیردار کرتار پور
ضلع جالندھر

(راک)

گورو نونہال سنگھ صاحب رئیس کرتارپور

صاحب موصوف گورو نانک دیو کی اولاد میں سے ہیں۔ انہیں کے خاندان کے مورث اعلیٰ گورو ارجن سنگھ صاحب نے کرتارپور آباد کیا تھا۔ جسکو اب ساڑھے تین سو سال گذرتا ہے۔ غرضکہ آپ مذہبی طور پر ایک اعلیٰ امتیاز رکھتے ہیں۔ کرتارپور آپ ہی کے تعلقہ یا جاگیر میں واقع ہے۔ جس کی سالانہ آمدنی ۵۵ ہزار روپیہ ہے۔ ۱۰ نومبر ۱۸۶۴ء آپکی تاریخ ولادت ہے انگریزی گورمکھی وغیرہ میں خصوصیت سے لیاقت رکھتے ہیں اور گورنمنٹ کے ہمیشہ خیراندیش رہے ہیں۔ چنانچہ یادگار ملکہ وکٹوریہ متوفیہ میں دس ہزار روپیہ آپنے اسپتال جالندہر کو بغرض طیاری شفاخانہ مستورات عطا فرمایا تھا۔

آپکے کرسی نامہ کا خلاصہ یہ ہے۔ گورو نونہال سنگھ ولد گورو جواہر سنگھ (المتوفی ۱۸۴۳ء) ولد گورو سادھو سنگھ (المتوفی ۱۸۵۹ء) ولد گورو گلاب سنگھ (المتوفی ۱۸۰۶ء) ولد نونت رائے ولد بوبا جی ولد گورو بہار سنگھ (المتوفی ۱۶۹۲ء) ولد گورو دھیرمل (المتوفی ۱۶۷۷ء) ولد بابا گورو دتا (المتوفی ۱۶۳۸ء) ولد گورو ہرگوبند (المتوفی ۱۶۴۴ء) ولد گورو ارجن سنگھ (المتوفی ۱۶۰۶ء) ولد گورو رام داس سوڈھی کھتری داماد گورو امرداس (المتوفی ۱۵۸۱ء) ولد گورو امرداس بھلا کھتری (المتوفی ۱۵۷۴ء) ولد گورو انگد تہل کھتری (المتوفی ۱۵۵۲ء) ولد گورو نانک بیدی کھتری (المتوفی ۱۵۳۹ء)

آپکے خاندان میں گورو نانک صاحب کی سیلی ٹوپی اور گورو ہرگوبند صاحب کا تیغا و نشان اور آدگرنتھ صاحب قدیمی مذہبی یادگاریں چلی آتی ہیں۔ اور قصبہ کرتارپور کے علاوہ نو دیگر دیہات ضلع جالندہر میں اور قصبہ سری ہرگوبندپور ضلع گورداسپور میں اسی خاندان کی واحد ملکیت میں ہیں۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ پہلے اس خاندان میں نو لاکھ کا علاقہ تھا۔ جو بعہد گورو گلاب سنگھ دو لاکھ اور بعہد گورو سادھو سنگھ (جد گورو صاحب حال) سوا لاکھ کا رہگیا۔ اور اب پچپن ہزار کا ہے۔ آپکو دیوانی اختیارات حاصل ہیں۔

مرزا محمد علی صاحب مالک (زک) مغل حویلی رئیس لاہور

مرزا صاحب خاندانِ مغلیہ سے ہیں۔ جنکے آبا و اجداد تین پُشت ہوئے مشہد مقدس سے تشریف لاکر وارد لاہور ہوئے تھے۔ اور پھر یہاں سے آپکے والد تحصیل علم کے لئے لکھنو گئے۔ اور وہیں بوجہ اپنی ذاتی قابلیت کے اودھ کے دربارِ شاہی میں مختلف معزز عہدوں پر مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب کی پیدائش بھی لکھنو کی ہی ہے اور وہیں کے محلّاتِ شاہی میں آپنے پرورش پائی ہے۔ والد کی وفات پر آپ پھر لاہور تشریف لائے اور باقی اعزا کو بھی کلکتہ وغیرہ سے یہیں طلب فرمالیا۔ جہاں آپ اعلیٰ پیمانہ پر تجارتِ اسپان کا کاروبار کرتے ہیں۔ اور بوجہ اپنی تجربہ کاری اور ملنساری و فیاضی کے خاص و عام میں پوری ہردلعزیزی اور وقار رکھتے ہیں۔ قدرت سے جیسی صورت پاکیزہ پائی ہے ویسے ہی عادات بھی مدبرانہ اور پولیسی بھی صلح کل رکھتے ہیں۔ ۱۴۔ سال سے آپنے ایک عالیشان مکان مغل حویلی کے نام سے تعمیر فرمایا ہے۔ جس میں بارہ سال سے آپ ایامِ محرم میں تعزیہ داری کی مجالس نہایت اہتمام اور پورے تکلّف و فیاضی کے ساتھ منعقد کرتے ہیں۔ چند سال ہوئے آپنے اپنے لختِ جگروں کی شادی بڑی دھوم دھام کے ساتھ انجام دی تھی۔ قطع نظر اس بات کے کہ سامان اور اہتمام نہایت ہی اعلیٰ تھا۔ ہر درجہ کے ساکنین شہر کی دعوتیں آپنے اِس دریادلی سے فرمائی تھیں۔ کہ جو خاص طور پر لاہور کو یاد رہینگی۔

گورنمنٹ کے بھی آپ سچّے خیر خواہ و وفادار ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر آپ پہلے اپنی خاتون کیطرف سے خاتونانِ لاہور کو مدعو فرماکر جلسۂ اظہارِ تعزیت منعقد فرمایا تھا۔ جو ایک نئی بات تھی۔ اور جسمیں مسٹر سی ایچ ایٹکنس صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کی میم صاحبہ بھی شامل تھیں۔ جس کے بعد مسٹر ہری صاحب سشن جج لاہور کی میم صاحبہ اور کئی دوسری دیسی و انگریزی معزز خواتین کے آپکے ہاں آنے سے تعلّقات باہمی قائم ہوئے جن کا نتیجہ قوم کے لئے بڑا مفید ہوا کرتا ہے۔

دربارِ تاجپوشی کی یادگار میں بھی آپنے ایک عالیشان سرائے دو منزلہ تعمیر کرائی ہے و تیار کر رکھی ہے جسمیں ایک سَو تین (۱۰۲) کمرے اور دس بنگلے مع ایک عالیشان مسجد کے رکھے گئے ہیں نیز اس کے روبرو ایک پُرفضا باغ اور کنواں لگایا گیا ہے۔ اور ایک نجی بصورت امام بارہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اسکا افتتاحی جلسہ جس شان و شوکت اور فیاضی سے آپنے منعقد کیا تھا۔ وہ خاص طور پر قابل ذکر ہے یعنے جلسہ میں تمام معززین و شرفاء و حکّام کے علاوہ مساکین و سفید پوش لوگوں کی بھی ایک خاص جمعیت موجود تھی۔ معززین کی تو شربت اور عطر و پان وغیرہ سے تواضع ہوتی تھی اور مساکین و مستحقین کو پارچات و نقدی تقسیم ہوتے تھے۔ اُمید کہ گورنمنٹ مرزا صاحب کے دلی خلوص کی ضرور قدردانی فرمائے گی۔



مرزا محمدعلی صاحب مالک مغل حویلی رئیس لاہور

(ل)

مولوی محمد فضل الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب و وائس پریزیڈنٹ میونسپلٹی لاہور

مولوی صاحب موصوف پنجاب کے اُن مشہور و ممتاز وکلاء سے ہیں۔ جو باعتبار اپنے تدبّر اور کارکنی کے پبلک اور گورنمنٹ دونوں میں عزّت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو قومی و ملکی معاملات سے اس قدر دلچسپی ہے کہ جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ہر ایک مُفید مُلک و قوم انجمن یا جلسہ میں انکی پُر مغز تقریریں اور گرانقدر عطیات اِسکے شاہد ناطق ہیں۔ ہر ایک ایسا جلسہ جو گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد اور احکام کی تفہیم و تسہیل کے لئے قائم کیا جاتا ہے اُسمیں مولوی صاحب کی تقریر دلپذیر بھی ضرور سُنی جائیگی۔ اور اسکے علاوہ مُفید مُلک و گورنمنٹ کاروبار میں انکی مصروفیت اس درجہ بڑھی ہوئی نظر آتی ہے۔ کہ گویا اُن کا کام ہی یہی ہے۔ تقریباً پندرہ ۱۵ سال سے وہ لاہور میونسپلٹی میں داخل ہیں۔ مگر انکی عالیقدر خدمات یقیناً اتنی مقبول و مرغوب ہوئی ہیں کہ ہر درجہ کے لوگ اِن کے معترف اور ثناخوان نظر آتے ہیں چنانچہ کئی دفعہ وہ کثیر التعداد ووٹوں سے کامیاب ہوتے رہے۔ اور دوبارہ تو بلا انتخاب بھی وہ بدستور کام کرتے رہے۔ اِسکے سوا مولوی صاحب پنجاب یونیورسٹی کے فیلو۔ پنجاب گورنمنٹ اور وائسرائے صاحب کے درباری بھی ہیں۔ اور موقع دربار پر انکو دونوں حیثیتوں سے ٹکٹ بھی بھیجا گیا تھا مگر چونکہ لاہور کے جلسہ کارونیشن کا بہت کچھ اہتمام انہیں سے وابستہ تھا۔ اِسلئے اُنہوں نے اعزاز و تفریح کے عوض ادائے خدمات کو زیادہ ترجیح دی۔ مولوی صاحب کی اعلیٰ خدمات سے اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اعزازہائے مزید سے معزز کئے جائینگے۔

(۳)

مینیجر کتاب ہذا منشی دین محمد صاحب مالک اخبار صدائے ہند پریس لاہور

۱۸۶۸ء کی پیدائش ہیں۔ جو حسب معمولِ خاندانی پرائیویٹ استادوں سے علومِ مروجہ کی تعلیم پاتے رہے۔ اور حصولِ استعداد کے بعد ۱۸۹۳ء سے اپنے والد ماجد مولوی فتح الدین صاحب بسمل کے جاری کردہ اخبار و مطبع کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیکر چلانے لگے۔ انہوں نے اخبار کا نام "پنجاب پنچ" سے بدلکر ملکی اہل الرائے کے اتفاق سے "صدائے ہند" رکھا۔ جو تا حال پوری کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ چونکہ طبیعت میں جدت ودیعت ہوئی ہے اسلئے پنجاب میں سب سے پہلے عید کارڈ انہیں کی ایجاد سے ہیں۔ تصنیف و تالیف کا شوق بھی کچھ کچھ ظہور دکھاتا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء کے وائسرائگل دربار لاہور کی تاریخ اور دوستی نام ایک مختصر ناول انہیں کی تصنیفات سے ہیں۔ مطبع و اخبار کو انہوں نے اپنے وقت میں جس قدر ترقی دی ہے اس سے اکثر صاحبان بخوبی واقف ہیں۔ ملکی و قومی کاموں سے بھی خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ پریس ایسوسی ایشن لاہور کے وائس پریذیڈنٹ ہیں اور انجمن حمایت اسلام و علیگڈھ کالج کے پورے پورے ہوا خواہ۔ ۱۹۰۲ء میں انکی شادی مولوی محمد فضل الدین صاحب مالک اخبار وفادار لاہور کی دختر نیک اختر سے ہوئی جسمیں اکثر دور دست مقامات کے دوست اور رؤساء تشریف لاکر شریک ہوئے تھے۔ جو انکی ملنساری کی دلیل ہے۔ کلکتہ و بمبئی و کشمیر تک کے مشہور مقامات کی انہوں نے سیر کی ہے۔ اور ہر مقام کو نظرِ غائر سے دیکھا ہے۔ اکثر ریاستوں کی بھی بسبیل تجارت و سیاحت سیر کی ہے۔ اور والیانِ ملک و سردارانِ ریاست سے نہایت عزت کے ساتھ ملاقاتیں کی ہیں۔ آپ دربار دہلی میں بھی شامل تھے۔



منشی دین محمد پرو پرائٹر مطبع و اخبار
صدائے ہند لاہور و منیجر
کتاب ہذا

(ن)

درباریانِ پنجاب

۱- سردار لبھ سنگھ صاحب رسالدار رئیس لودہران ضلع لدھیانہ۔

۲- راجہ علی بہادر خاں صاحب گجرات۔

۳- میاں انروده سنگھ صاحب رئیس رامگڑھ ضلع انبالہ۔

۴- سردار بہادر ارجن سنگھ صاحب رئیس چھبال ضلع امرتسر۔

۵- بھائی ارجن سنگھ صاحب رئیس باگڑیاں۔

۶- سردار ارور سنگھ صاحب رئیس نوشہرہ ننگل ضلع امرتسر۔

۷- نواب عاشق محمد خاں صاحب رئیس ملتان۔

۸- نواب بہادر عظمت علیخاں صاحب رئیس مانڈل ضلع کرنال۔

۹- سردار بدن سنگھ صاحب رئیس ملوده ضلع لدھیانہ۔

۱۰- سردار بہادر خاں صاحب کھوسہ رئیس ڈیرہ غازیخاں۔

۱۱- سردار بہرام خاں صاحب خلف اونریبل نواب سر امام بخش خاں صاحب کے سی آئی ای رئیس ڈیرہ غازیخاں

۱۲- سردار بلونت سنگھ صاحب رئیس لوتالہ ضلع گوجرانوالہ

۱۳- سردار بلونت سنگھ صاحب رئیس لدھیانہ۔

۱۴- سردار چرنجیت سنگھ صاحب اہلووالیہ رئیس جالندھر۔

۱۵- سردار دیوا ندر سنگھ صاحب رئیس گھنولی ضلع انبالہ۔

۱۶- سردار دوست محمد خاں صاحب رئیس قوم مزاری۔

۱۷- سردار دریان خاں صاحب رئیس ضلع ڈیرہ غازیخاں۔

۱۸- اونریبل نواب فتح علیخاں صاحب قزلباش رئیس اعظم لاہور۔

۱۹- سردار فضل علی خاں صاحب کسرانی رئیس کوٹ کسرانی ضلع ڈیرہ غازیخاں

۲۰- خان بہادر میاں غلام فرید خاں صاحب رئیس کوٹ حکیم ضلع گورداسپور۔

۲۱- ملک غلام محمد خاں صاحب جودھرا تحصیل پنڈی گھیب ضلع راولپنڈی۔

۲۲- میاں گوردہن سنگھ صاحب رئیس
رامگڑھ ضلع انبالہ۔

۲۳- بھائی گوربخش سنگھ صاحب رئیس امرتسر۔

۲۴- بھائی گوردت سنگھ صاحب رئیس لاہور۔

۲۵- سردار گوردت سنگھ صاحب رئیس
شامگڑھ ضلع کرنال۔

۲۶- خان بہادر ملک حاکم خان صاحب رئیس شاہپور۔

۲۷- سردار ہری سنگھ صاحب رسالدار رئیس
لودہراں ضلع لدھیانہ۔

۲۸- آنریبل سر کنور ہرنام سنگھ صاحب
کے سی آئی ای رئیس کپورتھلہ ضلع جالندھر

۲۹- سردار بہادر ہرنام سنگھ صاحب رئیس
کھرڑ ضلع انبالہ۔

۳۰- مخدوم حسن بخش صاحب رئیس اعظم ملتان۔

۳۱- دیوان بہادر رائے بہادر
سوڈہی حکم سنگھ صاحب رئیس لاہور۔

۳۲- نواب ابراہیم علی خان صاحب رئیس
کنجپورہ ضلع کرنال۔

۳۳- آنریبل سر امام بخش خان صاحب
کے سی آئی ای رئیس ڈیرہ غازیخان۔

۳۴- میر جعفر علیخان صاحب رئیس کتھوعہ ضلع انبالہ

۳۵- راجہ جی سنگھ صاحب رئیس سیبہ ضلع کانگڑہ

۳۶- سردار جلب خان صاحب گورگانی رئیس
ہرند ضلع ڈیرہ غازیخان۔

۳۷- سردار جسمیر سنگھ صاحب رئیس نتول تھانگر
ضلع کرنال۔

۳۸- سردار جیون سنگھ صاحب
سی ایس آئی والی شہزادپور ضلع انبالہ

۳۹- سردار بہادر جوالا سنگھ صاحب رئیس
چھرولی ضلع کرنال۔

۴۰- راجہ کرمداد خان صاحب گکھڑ رئیس
پڑوال ضلع راولپنڈی۔

۴۱- ملک خان محمد خان صاحب ٹوانہ رئیس ضلع شاہپور

۴۲- آنریبل سر بابا کھیم سنگھ صاحب بیدی
کے سی آئی ای - رئیس اعظم راولپنڈی

۴۳- ملک خدا بخش صاحب ٹوانہ اکسٹرا
اسسٹنٹ کمشنر رئیس اعظم خواجہ آباد ضلع شاہپور

۴۴- سردار کشن سنگھ صاحب رئیس نتول تھانگر
ضلع کرنال۔

۴۵- رانا لہنا سنگھ صاحب رئیس منیساں ضلع ہوشیارپور

۴۶- لطیف حسن خان صاحب عرف میاں
شاہ نواز خان صاحب رئیس ڈیرہ غازیخان۔

۴۷۔ رائے بہادر آنریبل مسٹر مدن گوپال صاحب بیرسٹرایٹ لا ممبر پنجاب کونسل لاہور۔
۴۸۔ ٹھاکر جہاں چند صاحب رئیس گورداسپور۔
۴۹۔ سردار یسو خاں صاحب چیف اوف ٹبی لنڈ ضلع ڈیرہ غازیخاں۔
۵۰۔ مولاداد خاں صاحب رئیس جھنگ۔
۵۱۔ ملک بہادر خاں صاحب ٹوانہ رئیس جہان آباد ضلع شاہپور
۵۲۔ خان بہادر محمد عبد اللہ خاں صاحب سی آئی ای رئیس عیسیٰ خیل ضلع میانوالی
۵۳۔ خان صاحب محمد عالم خاں صاحب رئیس کوٹلہ نہنگ ضلع انبالہ۔
۵۴۔ ملک محمد امین خاں صاحب رئیس شمس آباد ضلع راولپنڈی۔
۵۵۔ محمد حیات خاں صاحب رئیس احمد آباد ضلع جہلم
۵۶۔ محمد حیات خاں صاحب رئیس شاہپور۔
۵۷۔ سردار محمد حسین خاں صاحب رئیس بازدار چیف ضلع ڈیرہ غازیخاں۔
۵۸۔ شہزادہ محمد طاہر صاحب رئیس ضلع لدھیانہ
۵۹۔ سردار نواب سنگھ صاحب رئیس مانک ماجرا ضلع انبالہ۔
۶۰۔ سردار بہادر نرندر سنگھ صاحب رئیس اعظم لاہور

۶۱۔ دیوان نرائن ناتھ صاحب ایم اے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ۔ رئیس اعظم لاہور۔
۶۲۔ کور نونہال سنگھ صاحب رئیس کرتارپور ضلع جالندھر۔
۶۳۔ سردار نورنگ خاں صاحب رئیس لیغاری ضلع ڈیرہ غازیخاں۔
۶۴۔ سردار پرتاب سنگھ صاحب رئیس کھنی ضلع انبالہ
۶۵۔ سردار بہادر سردار پرتاب سنگھ صاحب رئیس میان ضلع انبالہ
۶۶۔ سردار پرتاب سنگھ صاحب اہلووالیہ رئیس جالندھر
۶۷۔ سوڈھی رام نرائن سنگھ صاحب رئیس انندپور ضلع ہوشیارپور۔
۶۸۔ راجہ رام پال صاحب والی کٹلہر ضلع کانگڑہ
۶۹۔ راجہ گنا تھ صاحب والی جسوان ضلع ہوشیارپور
۷۰۔ رستم علی خاں صاحب مانڈل۔
۷۱۔ خان بہادر سیف اللہ خاں صاحب رئیس خانگڑھ ضلع مظفرگڑھ۔
۷۲۔ سردار سروپ سنگھ صاحب ملوی رئیس لاہور۔
۷۳۔ بیدی سوجان سنگھ صاحب رئیس اونہ ضلع ہوشیارپور۔
۷۴۔ میاں سکھدرشن سنگھ رئیس رگنہولی ضلع انبالہ۔

۷۵- سردار سندر سنگھ صاحب رئیس ملند

۷۶- سردار تغیبہ خان صاحب لگاری والی چوٹی ڈیرہ غازیخان۔

۷۷- سردار ٹیک سنگھ صاحب چھاچھی رئیس راولپنڈی۔

۷۸- عمر دراز علی خان صاحب مانڈل۔

۷۹- ملک عمر حیات خان صاحب ٹوانہ رئیس شاہپور۔

۸۰- سردار امراؤ سنگھ صاحب مجیٹھیہ رئیس امرتسر

۸۱- شیخ غلام صادق صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ امرتسر

۸۲- ملک یار محمد خان صاحب رئیس کالاباغ ضلع میانوالی۔

۸۳- محمد برکت علی خان صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و رئیس لاہور۔

۸۴- نواب غلام محبوب سبحانی صاحب جاگیردار و رئیس لاہور۔

۸۵- لالہ رام سرن داس صاحب مالک کارخانہ سیلارام رئیس لاہور۔

۸۶- خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب رئیس امرتسر

افسران متعینہ کیمپ

۱و۲- مسٹر سی۔ یو۔ ایچیسن صاحب مع میم صاحبہ

۳- لیڈی آرتھر رسل صاحبہ۔

۴- مسٹر رڈلف صاحب مع لیڈی صاحبہ

۵- میجر بنگلے صاحب مع لیڈی صاحبہ

۶- مسٹر آر سی ہالسٹر صاحب آئی سی ایس

۷- کپتان سی ایچ بک صاحب۔

۸- مسٹر ای کیمبل صاحب آئی سی ایس۔

۹- کپتان کولڈسٹریم صاحب۔

۱۰- مسٹر جی۔ ایف۔ ڈی مانٹ مورنسی صاحب سی۔ ایس۔

۱۱- مسٹر اے۔ ڈف صاحب۔

۱۲- میجر جی آر ڈنلوپ سمتھ صاحب سی آئی ای ایجنٹ ریاست ہائے پھلکیاں

۱۳- مسٹر بی۔ ڈی۔ فٹز پیٹرک صاحب۔

۱۴- مسٹر ڈبلیو۔ ایم ہیلی صاحب۔

۱۵- مسٹر آر۔ ہمفریز صاحب۔

۱۶- مسٹر مچل صاحب مع لیڈی صاحبہ

۱۷- مسٹر اے۔ ایچ۔ پارکر صاحب۔

۱۸- کپتان اے۔ بی۔ جی رسل صاحب۔

۱۹- مس سی۔ ڈی۔ آر۔ رسل صاحبہ۔

۲۰- مس ایف۔ ایم۔ جے۔ رسل صاحبہ

۲۱- مس ایم۔ ایم سمتھ صاحبہ۔

۲۲- مسٹر ایچ۔ ڈی۔ واٹسن صاحب۔

فصل یازدہم

اُمراء و رؤسائے سرحدی

(الف) درباریان سرحدی

۱- مہتر صاحب چترال۔
۲- نواب صاحب دیر۔
۳- خان صاحب نواگی۔
۴- خان بہادر عبدالغفور خان صاحب خٹک خان آف میبڑی۔
۵- حافظ نواب عبداللہ خان صاحب علی زئی
۶- نواب الہ داد خان صاحب سدوزئی
۷- امین اللہ خان صاحب اورکزئی۔
۸- سلطان برکت خان صاحب رئیس مبارے
۹- خان بہادر دوست محمد خان صاحب ارباب خیل
۱۰- غلام احمد مرتضیٰ صاحب سی- آئی- ای
۱۱- نواب غلام قاسم خان صاحب رئیس ٹانک۔
۱۲- خان بہادر حق نواز خان صاحب سی- آئی- ای
۱۳- خان بہادر ابراہیم خان صاحب وان
۱۴- خان بہادر راجہ جہانداد خان صاحب چیف آف ہزارہ
۱۵- خان عبدالغفور خان صاحب خان آف زیدہ۔
۱۶- خوشدل خان صاحب بنگش۔
۱۷- خان بہادر خواجہ محمد خان صاحب رئیس ہوتی
۱۸- خان بہادر محبت خان صاحب رئیس تورو۔
۱۹- خان بہادر نواب محمد افضل خان صاحب رئیس گنڈاپور۔
۲۰- وزیرزادہ کرنل نواب سردار بہادر محمد اسمٰعیل خان صاحب سی- آئی- ای- ایڈیکانگ
۲۱- خان بہادر محمد اعظم خان صاحب ارباب مہمند
۲۲- خان بہادر محمد حسین خان صاحب ارباب مہمند
۲۳- راجہ شیر احمد خان صاحب رئیس گڑھی
۲۴- سردار سلطان خان صاحب سی- آئی- ای

(ب) افسران کیمپ سرحدی

۱- کپتان بی- سی- واٹرفیلڈ صاحب انچارج کیمپ و ریذیڈنٹ۔
۲- مسٹر اے- ڈبلیو- جے ٹالبٹ صاحب آئی- سی- ایس- اسسٹنٹ کمشنر سرحد۔
۳- میجر ایس- ایم- گارڈفری صاحب پولیٹیکل ایجنٹ دیر سوات و چترال
۴- منشی عبدالکریم خان صاحب [illegible]
۵- لالہ رام داس صاحب [illegible]

فصل دوازدہم

رؤساء و اُمرائے مدراس

(الف) ہز ہائینس راجہ صاحب پدوکوٹہ

انکا رقبہ اور آمدنی وغیرہ معلوم نہیں ہوئی۔

آپ کے ہمراہیان حسب ذیل تھے۔

۱- ایس وینکٹ راؤ داس صاحب نیادو۔ دیوان۔

۲- ویجیا رگناتھ درائے صاحب راجہ اورگل۔ کونسلر۔

۳- مسٹر ایف۔ ایف کراسلی صاحب۔ پرائیویٹ سکرٹری۔

(ب) ہز ہائینس راجہ صاحب کوچین۔ جی سی۔ آئی۔ ای۔

آپکی ریاست کا رقبہ ۱۳۶۱ میل مربع۔ آبادی تقریباً سات لاکھ۔ آمدنی تخمیناً ۱۵ لاکھ اور القواب سلامی ۱۷ ہیں۔ ہز ہائینس انگریزی میں اعلیٰ لیاقت رکھتے ہیں۔

ہمراہیان۔ ۱- راما ورما اورگل صاحب ممبر خاندان راجہ صاحب۔ ۲- پتا بھرا مار او اورگل صاحب دیوان کوچین ۳- کے نریانا اے یار صاحب جج چیف کورٹ۔ ۴- ارنی صوبہ راؤ اورگل سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ۵- دی الو چیتی اورگل صاحب کنسرویٹر جنگلات۔ ۶- مسٹر ایس لوکو صاحب چیف جج کوچین۔ ۷- مسٹر ایف۔ ایس ڈیلویز صاحب پرنسپل کوچین کالج۔ ۸- میجر ایل جے۔ اینڈریوز صاحب ای ایس اے ۱۹- انفنٹری مدراس۔

(ج) ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والی ٹراونکور

آپکی ریاست کا رقبہ ۷۶۲۵ میل مربع۔ آبادی قریباً ۲۵ لاکھ۔ آمدنی ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ اور القواب سلامی ۲۱ ہیں۔ جنمیں سے دو ذاتی ہیں۔ ہز ہائینس انگریزی تعلیم یافتہ ہیں۔ اور انتظام ریاست خود کرتے ہیں۔

ہمراہیان۔ ۱- دیوان بہادر کے کرشنا سوامی راؤ صاحب سی۔ آئی۔ ای دیوان ریاست ۲- مسٹر اے جے وائیرا صاحب چیف سکرٹری مدار المہام صاحب۔ ۳- سی۔ ایم مادون کیلاسے صاحب دیوان پیشکر۔ ۳- اونریبل مسٹر جی۔ ٹی میکنزی صاحب آئی اے سی ایس مع مس صاحبہ۔ ۴- ای سی مس سٹوارٹ صاحب۔ ۵- مسٹر او۔ ایچ- بینسلی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ انکو مع لیڈی صاحبہ ۶- میجر ایف ڈبلیو اسن صاحب ای ایس سی کمانڈر افواج ریاست مع لیڈی صاحبہ ۷- میجر ایچ تھامسن صاحب آئی ایم ایس معتمد دربار۔



ہزہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست

ٹراونکور



ہزہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست میسور

ہز ہائینس مہاراجہ کرشن راج اُڈیار بہادر والی ریاست میسور

ریاست میسور جس کا رقبہ پچیس ہزار مربع میل - آبادی قریباً پچاس لاکھ - اور آمدنی بھی مختلف صیغوں کے ذریعہ بہت بڑی ہے - باعتبار اپنی خوش انتظامی کے ہندوستان بھر میں مشہور ہے - ہز ہائینس کو اپنے والد متوفی کی جگہ مسند نشین خود مختار کرنے کے لئے حضور وائسرائے خود میسور تشریف لیگئے تھے - چنانچہ ۲۶ جون ۱۹۰۲ع کو آپ با اختیار کئے گئے - انکو ۲۱ سلامی کی توپیں ہیں - اور فوج میں ۱۱۶۳ سوار اور ۳۴۲۵ پیدل اور دس توپیں ہیں - آپکے ہمراہیان دہلی میں مندرجہ ذیل صاحبان تھے -

۱ - راننے سنگھ جی صاحب دادا نعشیر ہز ہائینس
۲ - مسٹر اے - بساپاجی اُرس ملٹری بخشی -
۳ - لفٹنٹ کرنل جے دیسراج اُرس چیف کمانڈنٹ میسور ٹروپس -
۴ - مسٹر ڈی دیوراج اُرس ڈپٹی کمشنر
۵ - مسٹر گوپالا راجی اُرس ممبر خاندان ہز ہائینس
۶ - مسٹر گوپالا کرشنا اُرس ممبر خاندان شاہی -
۷ - مسٹر ایم کنتا راجا اُرس برادر مہارانی صاحبہ
۸ - مسٹر پی این کرشنا مورتی - سی آئی ای - دیوان میسور -
۹ - مسٹر لکشمی کنشا راجہ اُرس - برادر مہارانی صاحبہ -
۱۰ - مسٹر ایچ لنگا راج اُرس - دربار بخشی -
۱۱ - دی - پی - مہادیو راؤ صاحب - سی آئی ای - فسٹ کونسلر ریاست -
۱۲ - مہاراج کمار نرسا راج وڈیار - یوراج -
۱۳ - مسٹر وی - پی - انجنا گنگر کمشنر دولت
۱۴ - مسٹر ایچ - وی نٹنجندیا سکرٹری گورنمنٹ
۱۵ - مسٹر ٹی - آر - اے - تمبو چٹی - پنشنر قایم مقام دیوان -
۱۸ - مسٹر بی - کے دنکاٹا داراڈئین گرد ڈپٹی کمشنر -
۱۹ - مس اینڈرسن -
۲۰ - مسٹر بنسن آئی - ایم - ایس - کرنل مع لیڈی صاحبہ برقی انجنیر -
۲۱ - کرنل گرانٹ مع لیڈی صاحبہ سپرنٹنڈنٹ آف ریولرو -
۲۲ - میجر ہنکاک کولار گولڈ فیلڈ -
۲۳ - لفٹنٹ کرنل آر - جی - جونس - ملٹری اسسٹنٹ گورنمنٹ میسور -
۲۴ - مسٹر ایوان - میکونوچی - آئی سی ایس پرائیویٹ سکرٹری مع لیڈی صاحبہ -
۲۵ - مس میگن صاحبہ سرجن میسور دربار -
۲۶ - مسٹر ڈبلیو میچن صاحب چیف انجنیر
۲۷ - مسٹر ملکنگٹن مع لیڈی مس صاحبہ افسر باغات
۲۸ - ڈاکٹر ڈبلیو ایف سمتھ ایم - اے چیف انسپکٹر مع لیڈی صاحبہ
۲۹ - لفٹنٹ کرنل جے سمائیتھ صاحب آئی - ایم - ایس - وکٹوریا ہسپتال میسور -
۳۰ - مس ودیانی -
۳۱ - مسٹر ٹی گی حسن مع لیڈی صاحبہ سپرنٹنڈنٹ میسور
۱۶ - مسٹر مٹی سرینواس آئینگر کونسلر دوم ریاست میسور -

(۸) دربار بانِ مدراس

۱- آنریبل رائے بہادر پنڈت انندا چارلو صاحب سی- آئی- ای ممبر کونسل وائسرائے
۲- اے- انشوامی ٹیوار اورگل صاحب رئیس ضلع بجنورہ
۳- مہاراجہ رنگا راؤ صاحب بہادر کے- سی- آئی- ای- یعنی زمیندار وزیگاپٹم
۴- زمیندار صاحب مدراس موکوٹہ ضلع گنجام
۵- زمیندار صاحب ایتا میراج ضلع تنی ویلی
۶- رائے بہادر سی جام بلنگم مدلیار صاحب سی- آئی- ای جج سول کورٹ
۷- راجہ جے پور مہاراج دکرما دیو صاحب زمیندار علاقہ وزیگاپٹن-
۸- زمیندار صاحب مندسہ ضلع گنجام
۹- خان بہادر سر محمد منور علیخان صاحب کے سی- آئی- ای پرنس اوف ارکاٹ رئیس اعظم مدراس- مرحوم
۱۰- پرلاکی میڈی زمیندار ضلع گنجام-
۱۱- آنریبل کے پیراجو پینٹولو صاحب ممبر کونسل مدراس
۱۲- دیوان بہادر پنڈت راج رتنہ مدلہار صاحب سی- آئی- ای- ممبر بخشی-
۱۳- دیوان بہادر رام چندر رائے صاحب وکیل ہائی کورٹ-
۱۴- راجہ سر الیس راما سوامی مدلہار صاحب کے- ٹی سی- آئی- ای- رئیس اعظم مدراس-
۱۵- آنریبل پی رتنا سبھا پتی پیلاے صاحب ممبر کونسل مدراس-
۱۶- آنریبل نواب صاحب بہادر سید محمد صاحب ممبر کونسل مدراس-
۱۷- سی شنکارن نیار اورگل صاحب وکیل سرکار
۱۸- آنریبل اکروی دیوان بہادر سری نواس ایار صاحب-
۱۹- دیوان بہادر الیس سری نواس گھوا اینگر صاحب سی- آئی- ای ممبر پولیس کمیشن-
۲۰- آنریبل جی سری نواس راؤ صاحب ممبر کونسل
۲۱- مسٹر این سبرامنیام صاحب بیرسٹرایٹ لا-
۲۲- راجہ صاحب وینکٹ گری جی سی آئی ای زمیندار ضلع نلور

(۹) افسرانِ کیمپ

۱- مسٹر ای اگنیو صاحب آئی سی- ایس-
۲- میجر آر- ایف آر- جیسے صاحب- آئی- ایس- سی

فصل سیزدہم

رؤساء و اُمرائے ممالکِ متوسط

(الف)

ہز ہائینس مہاراجہ ملکر صاحب بہادر والی اندور۔ جی سی ایس آئی

آپ مسٹر ہلکر کی یادگار ہیں۔ دربارِ دہلی کے بعد کاروبارِ ریاست سے آپنے استعفا دیا ہے۔ لیکن دربار میں بحیثیت حکمران شریک تھے۔ اب ولیعہد صاحب باضابطہ حکمران ہیں اور انتظامِ ریاست کونسل کرتی ہے۔ یعنے موجودہ حکمران

ہمراہیانِ دربار یہ ہیں۔ ۱۔ سریمنت ٹیکاجی راؤ بالا صاحب۔ ولیعہد۔ ۲۔ یادورا ولبیا صاحب ہلکر۔ ۳۔ رائے بہادر نانک چند صاحب سی آئی ای چیف کاروباری

(ب)

ہز ہائینس مہاراجہ مہندر پرتاب سنگہ صاحب والی اورچھا۔ جی سی۔ آئی ای

آپکی ریاست کا رقبہ ۲۰۱۰ میل مربع۔ آبادی تقریباً دو لاکھ۔ آمدنی تخمیناً دس لاکھ اور سلامی اتواپ ۱۷۔ دو آپکی ذات خاص کے لئے ہیں۔ انتظامِ ریاست خود کرتے ہیں۔ اور ایک کونسل بھی مقرر ہے۔ خان بہادر محمد زمان خان صاحب مدار المہام ہیں۔

ہمراہیان دربار یہ ہیں ۱۔ راجہ بہادر شیونت سنگہ صاحب ۲ خان محمد زمانخان صاحب وزیر ریاست ۳ راؤ مادھو سنگہ صاحب۔

(ج)

ٹھاکر صاحب پیپلودہ

آپ کے حالات معلوم نہیں ہوئے۔

ہمراہیان ۱۔ رگناتھ سنگہ صاحب ۲۔ بجے سنگہ صاحب منشی سجن لال صاحب۔

(د)

رانا صاحب بڑوانی

آپکی ریاست کا رقبہ ۱۲۰۰ میل مربع۔ آبادی ۸۰ ہزار۔ آمدنی تقریباً چھ لاکھ سالانہ اور توضب اتواپ سلامی ہیں۔

ہمراہیان دربار ۱۔ ڈواکٹر آئی ڈین گور صاحب ۲۔ دسترت سنگہ صاحب ۳۔ مسٹر کے۔ ایم فیشاک سنگہ صاحب ۴۔ لالہ دیوناتھ سہائے صاحب۔

(۸)

ہز ہائینس نواب سُلطان جہان بیگم صاحبہ والی بھوپال

عالیجناب بیگم صاحبہ سنہ ۱۹۰۱ء میں بجائے اپنی والدہ مرحومہ کے مسند نشین ریاست ہوئی ہیں۔ مگر پہلے ہی سال میں نواب سُلطان دولہ انکے لائق اور قابل شوہر کا انتقال ہوگیا۔ جس سے کاروبارِ ریاست کا تمام بوجھ انپر آپڑا اور جسکو ابتک آپنے پرلے درجہ کی مُستعدی سے نباہا ہے۔ آپکی ریاست کا رقبہ ۸۲۰۰ میل مربع۔ آمدنی کُل تقریباً چالیس لاکھ۔ اور انتواپ سلامی اُنیس ۱۹ ہیں۔

ہمراہیان دربار۔ ۱۔ نواب محمد نصراللہ خاں صاحب ولیعہد۔

۲۔ صاحبزادہ حافظ محمد عبداللہ خاں صاحب فرزند دوم۔

۳۔ صاحبزادہ حمیداللہ خاں صاحب فرزند سوم۔

۴۔ مُنشی محمد ممتاز علیخاں صاحب۔

۵۔ حافظ محمد حسن خاں صاحب سی۔ آئی۔ ای۔

۶۔ مسٹر کوک صاحب چیف انجنیر مع لیڈی صاحبہ و مس صاحبہ۔

۷۔ مُنشی محمد اسرار حسن خاں صاحب معین المہام ریاست۔

۸۔ رائے بہادر چیتر سنگھ صاحب۔

(۹)

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب دتیا کے سی۔ ایس آئی

آپکی ریاست کا رقبہ ۹۱۱ میل مربع۔ آبادی دو لاکھ۔ آمدنی دس لاکھ اور انتواپ سلامی پندرہ ۱۵ مقرر ہیں۔

ہمراہیان۔ ۱۔ راؤ بہادر مُنشی گوبند پرشاد صاحب پرائیویٹ سکرٹری۔

۲۔ رائے بہادر لالہ جانکی پرشاد صاحب دیوان۔

(ز)

ہز ہائینس راجہ صاحب دھار

آپکی ریاست ہنگامۂ ۱۸۵۷ء میں ایک دفعہ ضبط ہو گئی تھی۔ مگر پھر واگذار کردی گئی۔ رقبہ ڈھائی ہزار میل مربع۔ آبادی دو لاکھ۔ آمدنی آٹھ لاکھ اور التواپ سلامی پندرہ ہیں۔

ہمراہیانِ دربار ذیل میں مندرج ہیں۔

۱۔ ہز ہائینس مہارانی دواگر صاحبہ۔
۲۔ سیتا صاحب۔
۳۔ سیتا رام جی صاحب۔
۴۔ ٹھاکر لچھمن سنگھ صاحب جاگیردار کیسوری
۵۔ ملہار راؤ پوار احمد آباد کر۔
۶۔ ٹھاکر ظالم سنگھ صاحب رئیس کچی بردوہ۔
۷۔ ٹھاکر جسونت سنگھ صاحب رئیس بردوہ
۸۔ پنڈت آر سی۔ ڈکی صاحب۔
۹۔ مسٹر این۔ بی۔ اوگارمن صاحب۔

(ح)

ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر دیواس (کلاں)

اِس ریاست کا رقبہ ۴۵۷ میل مربع۔ آبادی ایک لاکھ کے قریب۔ آمدنی تقریباً سات لاکھ۔ اور سلامی التواپ ۱۵۔ مقرر ہیں۔

(ط)

ہز ہائینس راجہ صاحب بہادر دیواس (خورد)

اِنکا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔

(ی)

فخر الدولہ نواب محمد افتخار علی خاں صاحب بہادر صولت جنگ والی جاورہ

ہز ہائینس سوانی و درّانی افغان اور مذہباً سُنّت والجماعت مسلمان ہیں۔ ۱۷۔ جنوری ۱۸۸۳ء آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ اور ۵ مارچ ۱۸۹۵ء سن مسند نشینی رقبہ ریاست چھ سو چھ میل مربع۔ آبادی ۸۴۴۰۲ ۱۔ آمدنی ۹۳۳۲۳۰ روپیہ کلدار۔ فوج مع پولیس سات سو جوان کی۔ اور توپ سلامی کی ۱۳ ضرب مقرر ہیں۔ اِنتظامِ ریاست صاحبزادہ خان بہادر یار محمد خاں صاحب سی۔ ایس۔ آئی مدار المہام ریاست کرتے ہیں۔ جو بڑے تجربہ کار ہیں اور یوروپ کی بھی سیر کر چکے ہیں۔ پیداوار ریاست میں علاوہ دیگر اجناس کے افیون اوّل درجہ کی پیدا ہوتی ہے۔ ہز ہائینس۔ انگریزی۔ فارسی۔ عربی میں بخوبی مہارت رکھتے ہیں۔ انڈین کیڈٹ کور میں بھی داخل ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر بھی ذکر آچکا ہے۔ آپ کے درباریان حسب ذیل صاحبان تھے

۱۔ خان بہادر یار محمد خاں صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔
۲۔ صاحبزادہ محمد شیر علی خاں صاحب۔
۳۔ صاحبزادہ سلطان محمد خاں صاحب۔
۴۔ ہدایت محمد خاں صاحب
۵۔ شجاعت محمد خاں صاحب۔
۶۔ سردار محمد خاں صاحب۔
۷۔ سید غلام عباس خاں صاحب۔
۸۔ ٹھاکر سدول سنگھ صاحب۔
۹۔ پنڈت تربھون ناتھ صاحب۔
۱۰۔ مولوی عبد الجلیل صاحب۔



فخرالدولہ صولت جنگ نواب محمد افتخار علیخان

بہادر والئے ریاست

جاورہ



مہاراج دھراج سپہدارالملک ہز ہائینس سر ملکھان
سنگھ صاحب بہادر کے - سی - ایس - آئی
والئے ریاست چرکیاری

(ک)

مہاراج دہراج سپہدار الملک ہز ہائینس سر ملکھان سنگہ جودیو صاحب بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔

والئِ ریاست چرکھاری

آپ بندیلہ راجپوت کاشپ گوتر وشنوی ہیں۔ آپکا سال پیدائش ۱۸۷۰ء اور سن مسند نشینی ۱۸۸۰ء ہے۔ رقبہ ۸۸۰ میل مربع۔ آبادی ۱۲۵۲۵۷۔ آمدنی چھ لاکھ۔ اور فوج مع پولیس دو ہزار۔ اتواپ سلامی گیارہ مقرر ہیں۔ سری راجہ بہادر سری کرشن سنگہ جودیو آپکے ولیعہد اور راؤ بہادر دیوان جوجہار سنگہ جودیو بہادر سی۔ آئی۔ ای مدارالمہام نائب کامدار دیوان بہادر گنگا سنگہ جودیو ہیں۔ مہاراجہ صاحب انتظام ریاست خود کرتے ہیں۔ اور علاقۂ ریاست میں ہیرا بھی نکلتا ہے۔

(ل)

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب والئِ چھتر پور

آپکی ریاست کا رقبہ ۱۱۲۸ میل مربع۔ آبادی قریباً دو لاکھ۔ اور آمدنی تین لاکھ ہے۔ اتواپ سلامی گیارہ مقرر ہیں۔ مہاراجہ صاحب انگریزی بخوبی جانتے ہیں۔ اور انتظام ریاست خود کرتے ہیں۔



(۴)

ہزہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والیٔ گوالیار

جی۔سی۔ایس۔آئی۔جی۔سی۔وی۔او۔ے۔ڈی۔سی۔

آپکی ریاست جو تاریخی شہرت رکھتی ہے۔ اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ رقبہ ۲۵۰۴۱ مربع میل۔ آبادی تیس لاکھ۔ آمدنی کل اندازاً ڈیڑھ کروڑ۔ اور سلامی ۲۱۔ اتواپ کی ہے۔ آپ دربار تاجپوشی لنڈن میں بھی موجود تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے انگریزی تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ کے ہمراہیان دربار یہ تھے۔

۱۔ سردار آپاجی راؤ صاحب سیتولے۔
۲۔ سردار رام چندر رائے صاحب ٹینگرے۔
۳۔ بلونت رائے بھیا صاحب سندھیا۔
۴۔ سردار یادو راؤ باپو صاحب گھورپڑی
۵۔ سردار رام راؤ صاحب پہالکی۔
۶۔ جنرل کانشی راؤ صاحب سروی سی ایس آئی
۷۔ لفٹنٹ کرنل سرچل فلس۔
۸۔ راؤ راجہ رگھوناتھ راؤ صاحب ڈنکر۔
۹۔ ایجوٹنٹ جنرل ہیرا سنگھ صاحب۔
۱۰۔ سردار نگاجی راؤ صاحب پہالکی۔
۱۱۔ کرنل جی۔ ڈی پچر۔ ای ایس سی ہم مس صاحب
۱۲۔ لفٹنٹ کرنل اے۔ ایم کرافٹس سی آئی ای۔ آئی ایم ایس۔
۱۳۔ مسٹر جے۔ ڈبلیو۔ ڈی جانسٹن صاحب
۱۴۔ مسٹر بیلنڈ صاحب۔

(ن)

ہزہائینس راجہ صاحب بہادر نرسنگڑھ

آپ کی ریاست کا رقبہ ۷۴۲ میل مربع۔ آمدنی چار لاکھ۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ ہے۔ اور اتواپ سلامی گیارہ مقرر ہیں۔ اور پولیٹیکل ایجنٹ سیہور کے متعلق آپکی نگرانی ہے۔

ہمراہی کوئی معلوم نہیں ہوا۔



ہزہائینس مہارج دھراج کرنل سر مادھو راو
صاحب بہادر سیندھیا جی - سی -
ایس - آی والئے ریاست گوالیار



ہز ہائینس راجہ راوت بنے سنگھ صاحب بہادر
والئے ریاست راجگدھ

(س ۲)

ہز ہائینس راجہ راوت بنے سنگھ صاحب بہادر
والیٔ ریاست راجگڑھ

ہز ہائینس سنہ ۱۸۵۶ء کی پیدائش ہیں۔ اور سنہ ۱۹۰۲ء میں مسند نشین ہوئے ہیں۔ مسند نشینی سے پہلے آپ مسلمان تھے۔ مگر مسند نشینی کے بعد پھر ہندو ہوگئے ہیں۔ گیارہ اتواپ سلامی کی مقرر ہیں۔ رقبۂ ریاست ۹۶۲ میل مربع۔ آبادی ۸۸۳۷۶۔ اور آمدنی چھ لاکھ ہے۔ فوج مع پولیس ۵۱۳۱ جوان ہے۔ مہاراج کنور ار بیراندر سنگھ صاحب ولیعہد ریاست ہیں۔ اور لالہ پیشتر ناتھ صاحب مدار المہام اور یہی دونوں صاحب دربار میں آپ کے ساتھ تھے۔



(ع)

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والیٔ ریواں جی سی ایس آئی

آپکی ریاست کا رقبہ ۱۳۰۰۰ مربع میل- آبادی ۱۲۰۰۰۰۰- آمدنی پچیس لاکھ- اور اتواپ سلامی ۱۷ ہیں- ہز ہائینس انگریزی تعلیم یافتہ ہیں- اور انتظام ریاست خود کرتے ہیں-

ہمراہیان دربار- ۱- لال- راجہ پرشاد سنگھ صاحب سی- آئی- ای ۲- رائے بہادر لال پرتاپ سنگھ صاحب- کرنل لال جنار دہن سنگھ صاحب-

(ف)

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر والیٔ ستھر

آپکی ریاست کا رقبہ ۱۷۵ میل مربع- آبادی قریباً ایک لاکھ چالیس ہزار- آمدنی چار لاکھ- اور اتواپ سلامی گیارہ مقرر ہیں- وزیر الدولہ گیا پرشاد صاحب مدار المہام ہیں-

(ص)

سری سوامی راؤ بہادر سی ایس آئی جاگیردار علی پورہ

آپ ہندو چھتری راجپوت ہیں سال ولادت ۱۸۵۳ء اور سنہ مسند نشینی ۱۸۷۱ء ہے- پچاس میل مربع رقبہ ہے- آبادی قریباً ۱۵ ہزار- آمدنی پچاس ہزار روپیہ سالانہ فوج مع پولیس تین سو جوان- کنور ہرپال سنگھ صاحب ولیعہد ہیں- انتظام ریاست کونسل کے ذریعہ ہوتا ہے- جسکے ممبران کنور گجندر سنگھ- بابو گوبردہن داس- لالہ پران سنگھ اور میر عبد الصمد علی صاحبان ہیں- راجہ صاحب انگریزی و سنسکرت وغیرہ بخوبی جانتے ہیں- ہمراہیان- کنور ہرپال سنگھ صاحب سردار سنگھ صاحب-

سنٹرل پراونس کیمپ (والیان ریاست)

(ق) راجہ صاحب خیراگڑھ
(ر) راجہ صاحب رائے گڑھ
(ش) راجہ صاحب رائیراکہول-
(ت) راجہ صاحب سونپور-

مولوی سید محمد ظہور الاسلام (خان) تعلقہ دار مانگڑھ ضلع دموہ سنٹرل انڈیا

آپکا نام تاریخی ہے۔ جس سے ۱۲۷۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ تعلقہ کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار روپیہ ہے۔ آپکے پڑدادا مفتی محمد شرف الدین صاحب نور اللہ مرقدہ ایک عالم بے نظیر اور فاضل یگانہ تھے جو ریاست رامپور میں بعہد نواب محمد علیخان صاحب مرحوم عدالت شرعیہ کے مفتی تھے۔ چنانچہ ریاست سے جو جاگیر مقرر تھی وہ ابتک موجود ہے۔ انکے فرزند دلبند مولوی محمد مظہر جمیل خان صاحب نے سرکار انگلشیہ کی ملازمت اختیار کی اور کسٹرا اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول ہے۔ اور پھر ان کے خلف الصدق سید محمد فضل القادر خان صاحب بعہدہ تحصیلداری مامور ہوئے۔ دونوں باپ بیٹیانے علاوہ اپنے فرائض منصبی کو بدیانت و امانت انجام دینے کے ایام غدر میں اسقدر بیش بہا خدمات انجام دیں کہ گورنمنٹ سے یہ تعلقہ نسلاً بعد نسلاً جاگیر میں مرحمت ہوا۔ اور نیز خان بہادر کا خطاب بھی مع شمشیر مرصع و بیش بہا گھڑی و خلعت فاخرہ کے عطا ہوا۔

مولوی سید ظہور الاسلام صاحب بھی گورنمنٹ کی رضاجوئی و خیرخواہی اور رعایا کی بہبودی ہر سرسبزی رکھنے میں ہمیشہ نامور رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں بوقت قحط آپنے دس ہزار روپیہ واجب الوصول رعایائے علاقہ کو بالکل معاف فرما دیا جسپر حکام بھی کمال خوش ہوئے۔ آپکے علاقہ میں شیر بکثرت ہیں اور آپکو بھی شکار کا بہت شوق ہے لیکن شکاری ایسے ہیں کہ پیدل ہوکر تلوار سے شکار کرتے ہیں۔ آپکے واقعات شکار میں ۱۹۰۳ء کا واقعہ خاص قابل ذکر ہے۔ جبکہ شیر نے آپکا بازو پکڑ لیا اور آپ پیچھے کی تیہر یلی زمین سے پاؤں بھی رپٹ گیا۔ مگر اسی حالت میں آپنے پستول کا ایک فیر ایسا کیا کہ شیر کی کنپٹی سے پار ہوتا ہوا نکل گیا۔ جسمیں اس نے آپکا بازو چھوڑ دیا۔ اور ایک عرصہ کے علاج کے بعد صحت ہوئی۔

مولوی صاحب نے تصویر کوئی نہیں اترائی +

(خ) اُمرائے مُمالکِ متوسط

۱- راجہ تیج سنگھ صاحب رئیس سلایا جبلپور۔

۲- راجہ اعظم شاہ صاحب رئیس ناگپور۔

۳- راؤ صاحب بلونت راؤ بھوکوت آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بساہپور۔

۴- راؤ بہادر بہاری لال صاحب بینکر آنریری مجسٹریٹ جبلپور۔

۵- راجہ بجے بہادر صاحب رئیس نرسنگھ گڑھ

۶- برج راج سنگھ دیو صاحب زمیندار کھریار ضلع رائے پور۔

۷- رائے بہادر چندی پرشاد صاحب ڈکسٹ آنریری مجسٹریٹ چندہ۔

۸- گنگادھر راؤ مادھو صاحب چٹنویس سی آئی۔ ای آنریری مجسٹریٹ ناگپور۔

۹- رائے بہادر گنگ شاپو صاحب زمیندار پالس گڑھ۔ چندہ۔

۱۰- غلام مصطفےٰ صاحب آنریری مجسٹریٹ ور

۱۱- راجہ گوکل داس صاحب سیٹھ بینکر جبلپور۔

۱۲- راجہ کامران شاہ صاحب رئیس ہوشنگ آباد۔

۱۳- رائے بہادر کاشی ناتھ کیشو ٹھاکر صاحب ڈویژنل جج رائے پور۔

۱۴- رائے بہادر کستور چند صاحب ڈاگا بینکر آنریری مجسٹریٹ کمپٹی۔

۱۵- رائے بہادر لال نرپاج سنگھ صاحب دیو۔ زمیندار بیپالی۔ سنبل پور۔

۱۶- رائے بہادر لٹاریا بیاد صاحب زمیندار کھیتھہ بھنڈارہ۔

۱۷- مہدی حسن صاحب ایم اے بیرسٹرایٹ لا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوشنگ آباد۔

۱۸- مادھو راؤ بھاؤ صاحب زمیندار ایم گاؤں بھنڈارہ۔

۱۹- ساہوکر ساہے صاحب زمیندار راج پور سنبھل پور۔

۲۰- رائے بہادر ٹھاکر مہاراج سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ ساگور۔

۲۱- ٹھاکر مردان شاہ صاحب جاگیردار ہیرائے چندوارہ۔

۲۲- مسٹر آر مترا صاحب اگزکٹو انجنیر ناگپور۔

۲۳- خان صاحب محمد فضل رحیم خاں صاحب تحصیلدار مردارہ جبلپور۔

۲۴- دیوان محمد علیخاں صاحب رئیس سیونا ے۔

۲۵- راجہ صاحب نبیے سنگہ منڈلا صاحب اونریری مجسٹریٹ شاہپور ضلع ہوشنگ آباد

۲۶- برنجی سری ہرگنیش صاحب بی۔ اے افسر جنگلات بہنڈارہ

۲۷- رائے بہادر رگھو با دہادک صاحب اونریری مجسٹریٹ رحیم ضلع رائے پور۔

۲۸- راجہ بہادر رگھوجی راؤ صاحب راجہ دیار علاقہ ناگپور۔

۲۹- رگناتھ اباصاحب رئیس جبلپور۔

۳۰- ٹھاکر رگراج سنگہ صاحب زمیندار پنڈاریا علاقہ بلاسپور۔

۳۱- رائے صاحب نگت راؤ وہری صاحب پریزیڈنٹ کونسل بہنڈارہ۔

۳۲- راؤ صاحب ونکٹ راؤ صاحب اونریری مجسٹریٹ سیگور۔

۳۳- راجہ شیوا ناتھ سنگہ صاحب رئیس الہائی جبلپور۔

۳۴- مولوی ظہور الاسلام صاحب انریری مجسٹریٹ ہنو

۳۵- مسٹر ای ایس ووڈ مک افسر انچارج کیمپ۔

(ذ) افسران کیمپ

۱- کپتان ای بارنس آئی ایس سی پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال مع لیڈی و مس صاحبات۔

۲- کپتان ایف جی بیولی آئی ایس سی پولیٹیکل ایجنٹ بندیل کھنڈ مع لیڈی و مس صاحبات

۳- مسٹر ای سی چلمنڈلی۔ اندور مع لیڈی صاحبہ۔

۴- کپتان ایل اے فاربس صاحب آئی ایس سی متعلقہ اندور مع مس صاحبہ۔

۵- مسٹر سی ایچ جبریل صاحب متعلقہ بھوپال ایجنسی

۶- مسٹر ای۔ ڈی۔ جبریل صاحب آئی سی ایس انچارج فارن آفس انچارج کیمپ

۷- پادری پی ایس گیو صاحب متعلقہ مالوہ

۸- لفٹنٹ کرنل سی ہربرٹ آئی ایس سی ریزیڈنٹ گوالیار۔

۹- میجر ایل ایمپے آئی ایس سی پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال

۱۰- مسٹر جے جیکب متعلقہ بھوپال مع لیڈی صاحبہ

۱۱- مسٹر ایس بی سٹلر متعلقہ مالوہ۔

۱۲- کپتان ایچ سٹوارٹ صاحب متعلقہ بھوپاور

۱۳- میجر ایچ ایم ٹی صاحب آئی ایس سی متعلقہ مالوہ

۱۴- ایف ای بینگ ہسنڈلی آئی اسی مع لیڈی صاحبہ ریزیڈنٹ اندور۔

فصل چہاردہم

رؤساء و امرائے راجپوتانہ

(الف) ہز ہائینس مہاراج دہراج مہارانا فتح سنگھ جی صاحب بہادر جی سی ایس آئی - والیٔ ریاست اودے پور میواڑ

ہز ہائینس راجپوتانہ کی اِس قدیم ریاست کے فرمانروا ہیں۔ جو تاریخی عظمت کے باعث ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ آپکی ریاست کا رقبہ ۱۲۶۷۰ میل مربع آبادی تقریباً پندرہ لاکھ۔ آمدنی اندازاً ۴۰ لاکھ سالانہ۔ اور اکیس ضرب اتواپ کی سلامی مقرر ہے۔ آپ سورج بنسی خاندان میسودیہ گوت گیلوت کے مسند نشین ہیں۔ اور کئی بڑے بڑے جاگیردار آپکے ماتحت ہیں انتظام ریاست خود کرتے ہیں۔ کوٹھاری بلونت سنگھ صاحب مدارالمہام ریاست ہیں اور ایک کونسل بھی ریاستی اہلکاروں کی قائم ہے۔ علم دوستی اس ریاست کی اِسی سے ظاہر ہے کہ ہز ہائینس نے جو لائبریری اودیپور میں قائم فرما رکھی ہے۔ اُس میں قدیم و جدید کتابوں کو جہانتک بھی دستیاب ہو سکی ہیں نہایت تلاش سے جمع کیا گیا ہے۔ فیاضی و سیر چشمی میں بھی خاص طور پر نامور ہیں۔ اور بڑے باخبر رئیس ہیں۔ امور رفاہِ عام اور خیر اندیشیٔ گورنمنٹ میں یہ ریاست ہمیشہ ممتاز و نامور رہی ہے۔ چنانچہ دربار دہلی سے پہلے لارڈ کرزن بہادر مہمانِ ریاست ہو کر ہز ہائینس کے انتظام و خیالات کی پُرزور لفظوں میں تعریف بھی فرما چکے ہیں۔ دہلی میں آپکا خیمہ و خرگاہ سب پہنچا ہوا تھا۔ مگر باعثِ بیماریٔ ولیعہد صاحب بہادر آپ جلوس میں شریک نہ ہو سکے اور پھر ۳۱ دسمبر کو دہلی تشریف لانے پر بھی بوجہ اپنی علالت طبع آپ شریکِ دربار نہ ہوئے۔



ہزہائینس مہاراج دھراج مہارانا فتح سنگھ صاحب
بہادر جی - سی - ایس - آئی - والئے
اودے پور میواڑ

ہز ہائینس مہاراجہ سوائی بہادر جے سنگھ جی صاحب والیٔ الور (ب)

آپ کی ریاست کا رقبہ ۳۰۲۴ میل مربع۔ آبادی آٹھ لاکھ۔ آمدنی تیس لاکھ سالانہ اور سلامی ۱۵ توپ کی ہے۔ انتظام کونسل آف ریجنسی کرتی ہے دربارِ دہلی پر مندرجہ ذیل صاحبان آپ کے ہمراہ تھے۔

۱۔ کیپٹن ایف۔ اے سمتھ صاحب ایجنسی سرجن مع لیڈی صاحب۔
۲۔ مسٹر گارٹ صاحب سٹیٹ انجنیر مع میم صاحب۔
۳۔ راؤ بہادر ٹھاکر مادھو سنگھ صاحب ممبر کونسل۔
۴۔ کنور نارائن سنگھ صاحب نائب محافظ مہاراجہ۔
۵۔ راؤ راجہ امر سنگھ صاحب محافظ ہز ہائینس۔
۶۔ دیوان بہادر منشی بالمکندداس صاحب ممبر کونسل۔ سی۔ آئی۔ ای۔
۷۔ راؤ بہادر ٹھاکر ارجن سنگھ صاحب ممبر کونسل

ہز ہائینس مہاراجہ برج اندر سوائی صاحب والیٔ بھرتپور (ج)

آپکی ریاست کا رقبہ ۱۹۷۴ میل مربع۔ آبادی سات لاکھ۔ اور آمدنی ۴۰ لاکھ سالانہ ہے۔ آپ خورد سال ہیں۔ انتظام ریاست کونسل کے ذریعہ ہوتا ہے توپ سلامی ۱۵ مقرر ہیں۔ دربارِ دہلی پر مندرجہ ذیل صاحبان آپکے ہمراہ تھے۔

۱۔ ماجی صاحبہ گور جکور مہارانی صاحبہ والدہ ہز ہائینس۔
۲۔ راؤ راجہ رگناتھ سنگھ صاحب عم ہز ہائینس
۳۔ بہنور مادھو سنگھ صاحب محافظ زاد راجہ رگناتھ سنگھ صاحب۔
۴۔ راؤ راجہ جگل سرن سنگھ صاحب رشتہ دار مہاراجہ صاحب۔
۵۔ راؤ بخش رگھوبر سنگھ صاحب ممبر کونسل و محافظ مہاراجہ صاحب۔
۶۔ سردار دیبی سنگھ صاحب صوبہ دار ممبر کونسل۔
۷۔ سردار زورآور سنگھ صاحب داد۔
۸۔ راؤ بہادر منشی سوہن لال صاحب سکرٹری کونسل۔
۹۔ سردار چھتر سنگھ صاحب محافظ مہاراجہ صاحب

ہز ہائینس مہاراجہ گنگا سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی و (۲) ای ای بیکانیر

آپ انگریزی تعلیم یافتہ اور یورپ کے سیر کردہ رئیس ہیں۔ قوم سے راٹھور راجپوت ہیں سمت ۱۹۴۴ سے مسند نشین ہوئے ہیں۔ آپکی ریاست کا رقبہ ۲۲۳۴۰ مربع میل۔ آبادی قریباً دس لاکھ۔ آمدنی اندازاً پچیس لاکھ۔ اور التواپ سلامی ۱۷ ہیں۔ کار دبار خود بھی کرتے ہیں اور کونسل بھی مقرر ہے۔ دربار دہلی میں مندرجہ ذیل صاحبان آپکے ہمرکاب تھے

۱۔ میجر سی ایف منچن صاحب ڈی ایس او آئی ایس سی پولیٹیکل ایجنٹ۔
۲۔ میجر ڈبلیو ایچ بی رونسن صاحب مع لیڈی صاحبہ سول سرجن۔
۳۔ اجرٹن سروپ صاحب۔
۴۔ میجر ایچ جے سی مورلینڈ صاحب مع لیڈی صاحبہ۔
۵۔ کرنل اے ڈبلیو تھارنی کرافٹ صاحب سی بی
۶۔ مسٹر جے ڈبلیو انڈرسن صاحب۔
۷۔ کپتان ای جے لگارڈ۔ ڈی ایس او مع لیڈی صاحبہ۔ ۲۲ گورکھا۔
۸۔ مہاراجہ بیرن سنگھ صاحب۔
۹۔ مہاراجہ بائیر سنگھ صاحب۔
۱۰۔ ٹھاکر ہری سنگھ صاحب جاگیردار مہاجاں۔
۱۱۔ ٹھاکر حکم سنگھ صاحب جاگیردار راوت سر
۱۲۔ ٹھاکر کاہن سنگھ صاحب جاگیردار بہکا کا۔
۱۳۔ مسٹر رستم جی ڈی کوپر پرائیویٹ سکرٹری۔

ہز ہائینس مہاراو راجہ رگھبیر سنگھ جی صاحب بہادر جی سی آئی ای۔ کے سی ایس آئی و (۵) ای ای ست سی والی بوندی

ہز ہائینس سمت ۱۹۴۶ سے حکمران ریاست ہیں۔ ریاست کا رقبہ ۲۲۲۰ میل مربع۔ آبادی ۱۷۲ لاکھ آمدنی ۹ لاکھ روپیہ سالانہ۔ اور سلامی ۱۷ التواپ کی ہے۔ بوہرہ میگھا ہن جی صاحب ایک پرانے تجربہ کار اہلکار ممبر کونسل اور مدار المہام ریاست ہیں۔ نیز کلیان سنگھ صاحب نائب مدار و ممبر کونسل ہیں۔ ریاست میں ایک انتظامی کونسل موجود ہے جسکے ممبر صاحبان ہر ایک محکمہ کے افسر اعلیٰ صاحبان ہیں۔ دربار دہلی میں مندرجہ ذیل صاحبان آپکے ہمرکاب تھے

۱۔ مہاراجہ رگھبیر سنگھ صاحب برادر ہز ہائینس۔ ۲۔ مہاسنگوت مہاراجہ منونت سنگھ جی صاحب جاگیردار سنگانہ ۳۔ مہاسنگوت مہاراجہ ہیرا نند سنگھ جی صاحب جاگیردار جیت گڑھ۔ ۴۔ بلنوت جاودر سنگھ جی صاحب جاگیردار ۵۔ بوہرہ میگھا ہن سنگھ جی صاحب ممبر کونسل و مدار المہام ۶۔ موکہان سنگوت کلیان سنگھ جی صاحب ممبر کونسل

ہز ہائینس مہاراج رانا موتی سنگھ صاحب والی ریاست جھالاوار (۹)

مہاراج رانا ظالم سنگھ صاحب کے معزول ہونیکے بعد اس ریاست کا بہت سا حصہ تو ریاست کوٹہ کو دیدیا گیا ہے۔ جس قدر اب باقی ہے اس کی آمدنی چھ سات لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ اتواپ سلامی ۱۵ ہیں۔ دربار دہلی میں مندرجہ ذیل صاحبان آپکے ہمراہ تھے۔

۱- راؤ سوائی سنگھ صاحب جاگیردار کمنڈلا
۲- کاکا ارجن سنگھ صاحب جاگیردار کلمنڈ
۳- مہاراج بلبھدر سنگھ صاحب جاگیردار گنواڑہ
۴- ٹھاکر اودے سنگھ صاحب جاگیردار گیچ
۵- پنڈت پرمانند صاحب چترویدی دیوان
۶- کاکا چترسال صاحب والد ہز ہائینس جاگیردار

مہاراجہ دھیراج راج راجندر سری مہاراج مادہو سنگھ جی صاحب بہادر جی سی- ایس آئی- جی سی آئی- ای والی ریاست جیپور (۱۰)

آپکی ریاست کا رقبہ قریباً ۱۶ ہزار مربع میل- آبادی تقریباً ۳۰ لاکھ- آمدنی کل سالانہ ۷۵ لاکھ روپیہ اور سلامی ۱۹- اتواپ کی ہے جسمیں دو ذاتی ہیں- آپ راجپوت کچھواہہ خاندان سے ہیں اور سمت ۱۹۳۶ سے مسندنشین ہوئے ہیں- انتظام ریاست خود ہی کرتے ہیں- اور ایک کونسل بھی مقرر ہے- آپ پکے پابند مذہب ہندو ہیں- آپکے سفر یوروپ کے کسیقدر حالات گذشتہ ابواب میں ناظرین دیکھ چکے ہونگے- آپکے کارناموں میں بڑی بات یہ ہے کہ قحط فنڈ کے قیام کا آپ ہی باعث ہوئے ہیں جسمیں آپنے ۲۰ لاکھ روپیہ عطا کیا تھا- دربار دہلی میں آپکے ہمرکاب صاحبان ذیل تھے-

۱- لفٹنٹ کرنل بی ڈی پینک صاحب مع لیڈی صاحبہ ریزیڈنسی سرجن جیپور
۲- مسٹر سی- ای ستوتھرڈ صاحب قائم مقام سپرنٹنڈنگ انجنیئر
۳- ریورنڈ ڈاکٹر میکالسٹر صاحب ایم اے- بی ڈی سی
۴- ٹھاکر امراؤ سنگھ صاحب جاگیردار کوئلہ و ممبر کونسل
۵- ٹھاکر دیبی سنگھ صاحب جاگیردار چومو ممبر کونسل
۶- راؤ راجہ مادہو سنگھ صاحب والی سیکر
۷- بابو سنسار چندر سین صاحب ممبر کونسل
۸- سردار بہادر راؤ بہادر دھنپت رائے صاحب سی آئی ای سپرنٹنڈنٹ امپیریل سروس ٹرانسپورٹ کور
۹- راؤ مکند سنگھ صاحب راؤ اوف پاٹن
۱۰- راؤ گمان سنگھ صاحب راؤ اوف [illegible]
۱۱- ٹھاکر ہری سنگھ صاحب فوج بخشی جیپور

(ح) ہز ہائینس مہاراول سالباہن جی صاحب بہادر والی جیسلمیر

ہز ہائینس کی ریاست کی آبادی دو لاکھ اور آمدنی بھی تقریباً اسی قدر ہے سلامی ۱۵ توپ - دیوان بہادر جاب جیون سنگھ صاحب انتظام ریاست کرتے ہیں - دربار دہلی میں مندرجۂ ذیل صاحبان آپکے ساتھ شریکِ دربار تھے۔

۱- ٹھاکر وان سنگھ صاحب جاگیردار لاٹھی ۲- راؤ بہادر مہتہ جگ جیون سنگھ صاحب دیوان ریاست۔

(ط) ہز ہائینس سری راجا اودے بہان سنگھ جی صاحب سیالا جنگ دہولپور

آپکی ریاست کا رقبہ ۷۶۰ میل مربع - آبادی بقدر تین لاکھ اور آمدنی قریباً ۱۲ لاکھ اور توپ سلامی ۱۵ ہیں - انتظام بذریعہ ریاستی کونسل کے ہوتا ہے۔

دربارِ دہلی میں مندرجۂ ذیل صاحبان آپ کے ہمرکاب تھے۔

۱- مسٹر جے ہیرٹ صاحب۔
۲- مسٹر ہارپ سٹیٹ انجنیر مع لیڈی صاحبہ
۳- کنور روپ سنگھ صاحب سردار۔
۴- کنور رتن سنگھ جی صاحب سردار۔
۵- کنور چمن جی صاحب سردار۔
۶- کنور ہیم سنگھ صاحب سردار۔
۷- سردار امراؤ سنگھ صاحب ریونیو افسر۔
۸- نواب خواجہ محمد خان صاحب سردار۔
۹- سردار فتح سنگھ صاحب۔
۱۰- سردار اننددبیر سنگھ صاحب۔
۱۱- طالب حسین صاحب کمانڈنٹ فوج ریاست
۱۲- سردار بہادر بیگیٹ سنگھ صاحب افسر عدالت

(ی) ہز ہائینس مہاراول اودے سنگھ جی صاحب والی ڈونگرپور

آپ کی ریاست کا رقبہ ایکہزار میل مربع - آبادی دو لاکھ - آمدنی تین لاکھ - اور توپ سلامی ۱۵ ہیں - دربارِ دہلی میں مندرجۂ ذیل صاحبان آپکے کیمپ میں تھے

۱- کپتان سی - ٹی - ڈکٹ صاحب اسسٹنٹ ریزیڈنٹ میواڑ مع لیڈی صاحبہ۔
۲- کپتان آر - ڈکٹ صاحب آئی - ایس - سی -
۳- مسٹر ہیولسٹ صاحب۔
۴- ٹھاکر دلپت سنگھ صاحب جاگیردار نکورہ۔
۵- خان بہادر غلام قادر خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ۔



ہزہائینس مہاراو سرکیسری سنگھ
صاحب بہادر - جی - سی - آی - ای
کے - سی - ایس - آی - والئے
ریاست سروہی راجپوتانہ

ہزہائینس مہاراجہ اُمید سنگھ جی صاحب بہادر کے سی ایس آئی (ک) والیٔ کوٹہ

ہزہائینس انگریزی تعلیم یافتہ ہیں۔ انتظام ریاست بامداد چوبے رگناتھ داس صاحب مدارالمہام خود کرتے ہیں۔ آپکی ریاست کا رقبہ پانچہزار مربع میل۔ آمدنی قریباً پچاس لاکھ۔ آبادی چھ لاکھ۔ اور راتواپ سلامی ۱۷ ہیں۔ دربار دہلی پر مندرجۂ ذیل اہلکاران آپ کے ہمرکاب تھے۔

۱۔ میجر پی جے لمسڈن صاحب ایجنسی سرجن مع لیڈی صاحبہ و دُختر خود۔
۲۔ میجر جی کیمبل ڈیون صاحب سٹیٹ انجنیئر مع لیڈی صاحبہ۔
۳۔ راؤ بہادر رام سنگھ صاحب آپاجی جاگیردار ہالیٹھ۔
۴۔ پنڈت گنپت راؤ صاحب جاگیردار سرویہ
۵۔ مولوی مصباح الدین صاحب۔
۶۔ مہاراجہ جے سنگھ صاحب جاگیردار پہولیہ
۷۔ خان بہادر میر مدار علی صاحب سپرنٹنڈنٹ باغات
۸۔ راج بجائے سنگھ صاحب جاگیردار کنار ی
۹۔ رائےبہادر چوبے رگناتھ داس صاحب وزیر ریاست
۱۰۔ مہاراجہ بادر سنگھ صاحب جاگیردار گینتہ۔
۱۱۔ کنور انکار سنگھ صاحب جنرل سپرنٹنڈنٹ پولیس
۱۲۔ مہاراجہ چکن سنگھ صاحب گورنر کوٹڑا۔
۱۳۔ شیو پرتاب سنگھ صاحب پرائیویٹ سکرٹری

ہزہائینس مہاراؤ سر کیسری سنگھ جی صاحب بہادر (ل) جی سی ایس آئی والیٔ سروہی

ہزہائینس قوم سے راجپوت دیوڑہ چوہان ہندو وشنو ہیں۔ آپکا سال ولادت سمت ۱۹۱۴ اور سال مسند نشینی سمت ۱۹۳۲ ہے۔ پندرہ ضرب اتواپ کی سلامی ہے۔ رقبہ ریاست تین ہزار بیس میل مربع۔ آبادی ۱۵۴۴۵ آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ۔ فوج مع پولیس آٹھ سو جوان ہے۔ مہاراج کنور سروپ سنگھ جی صاحب ولیعہد ریاست ہیں۔ ہزہائینس بڑے بیدار مغز اور لائق رئیس ہیں۔ انتظام ریاست خود فرماتے ہیں۔ اور مدارالمہام صاحب قابل شخص ہیں۔

موقع دربار پر مندرجۂ ذیل اہلکاران اعلیٰ آپ کے ساتھ شریک تھے۔

۱۔ ٹھاکر پرتھی راج جی صاحب کالندری
۲۔ ٹھاکر ڈونگر سنگھ جی صاحب باندواڑہ۔
۳۔ رائےبہادر دیوان سنگھی جواہر چندجی صاحب مدارالمہام
۴۔ سنگھی سمرتھ مل جی صاحب ریونیو کمشنر۔
۵۔ سنگھی پونم چندجی صاحب وکیل ریزیڈنسی
۶۔ بابو سرت چندجی صاحب اسسٹنٹ سکرٹری۔
۷۔ مہتہ مگن لال جی صاحب اسسٹنٹ دیوان

ہز ہائینس مہاراجہ بھنور پال دیو جی بہادر صاحب جی سی آئی ای والی ریاست قرولی

اِس ریاست کا رقبہ ۱۲۰۸ میل مربع - آبادی دو لاکھ - آمدنی چھ لاکھ روپیہ - اور اتواپ سلامی ۱۷ مقرر ہیں - دربار میں مندرجہ ذیل صاحبان آپکے ہمرکاب تھے۔

۱- راؤ بھوم پال صاحب جاگیردار بنڈولی برادر عم زاد و لیعہد۔
۲- بھنور چمن سنگھ صاحب ممبر کونسل و کامدار ریاست۔
۳- ٹھاکر انگار پال صاحب۔
۴- ٹھاکر دیبی پال صاحب سردار۔
۵- ٹھاکر سوتی پال صاحب جاگیردار سردام پور
۶- ٹھاکر سجن پال صاحب ممبر کونسل۔
۷- رسالدار نبنال سنگھ صاحب ممبر کونسل۔
۸- بابو بھولا ناتھ چٹرجی صاحب۔

(ن) ٹھاکر منگل سنگھ جی صاحب والی لاوہ

آپ کچھواہہ خاندان سے ہیں - آمدنی و رقبہ وغیرہ کا حال معلوم نہیں ہوا البتہ اِن کا کیمپ لگا ہوا تھا - اور شریک دربار بھی تھے۔

(س) راجہ دھیراج ناہر سنگھ جی صاحب کے سی آئی ای والی شاہپورہ

آپ کی ریاست اودیپور میواڑ کے مُتعلق رہی ہے - مگر اب براہِ راست گورنمنٹ انگریزی کے زیر حفاظت ہے - جس کی آمدنی تقریباً تین لاکھ روپیہ سالانہ ہے - اور آبادی تقریباً ایک لاکھ۔

دربار دہلی میں مندرجہ ذیل اہلکار آپکے ساتھ شریک دربار تھے۔

۱- راجکمار امیر سنگھ جی صاحب ولیعہد ریاست۔
۲- راجکمار سردار سنگھ صاحب فرزند دوم۔
۳- ٹھاکر ناہر سنگھ صاحب جاگیردار سیر وصول۔
۴- ٹھاکر زور آور سنگھ صاحب جاگیردار کھامور۔
۵- بہادر سنگھ صاحب برادر رشتہ ہز ہائینس۔
۶- منشی بولی داس صاحب وزیر۔

ہز ہائینس امین الدولہ وزیر الملک نواب محمد ابراہیم علیخاں صاحب بہادر جی۔سی۔آئی۔ای والیٔ ریاست ٹونک

آپ کی ریاست کا رقبہ ۲۵۰۹ میل مربع۔ آمدنی چودہ لاکھ۔ آبادی سوا تین لاکھ۔ اور اتواپ سلامی ۱۷ ہیں۔ آپ قوم سے بونیر افغان ہیں۔ آپکے جد امجد نواب امیر خاں صاحب مرحوم اس ریاست کے بانی ہوئے ہیں۔ انتظام ریاست صاحبزادہ حافظ محمد عبدالوہاب خاں صاحب بہادر نایب الریاست بذریعہ ایک کونسل انتظامی کے فرماتے ہیں۔ اور ہز ہائینس خود بھی کام کرتے ہیں۔

دربار دہلی میں مندرجہ ذیل اہلکاران اعلیٰ آپکے ساتھ تھے۔

۱۔ مسٹر جی۔ای سی وکمفیلڈ صاحب ریونیو آفیسر مع لیڈی صاحبہ۔
۲۔ صاحبزادہ حافظ محمد عبدالوہاب خاں صاحب برادر ہز ہائینس نایب الریاست
۳۔ صاحبزادہ محمد اسحٰق خاں صاحب ناظم ٹونک
۴۔ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب برادر ہز ہائینس و جنرل افواج ریاست
۵۔ صاحبزادہ عبدالعلیم خاں صاحب برادر ہز ہائینس۔
۶۔ صاحبزادہ محمد الیاس خاں صاحب برادر ہز ہائینس۔
۷۔ صاحبزادہ محمد خاں صاحب عم ہز ہائینس
۸۔ صاحبزادہ عبدالحافظ خاں صاحب ولیعہد۔
۹۔ صاحبزادہ سعادت علیخاں صاحب فرزند دوم ہز ہائینس۔
۱۰۔ صاحبزادہ عبدالرشید خاں صاحب فرزند سوم ہز ہائینس۔
۱۱۔ صاحبزادہ فرخ علیخاں صاحب فرزند چہارم ہز ہائینس
۱۲۔ صاحبزادہ عبدالوحید خاں صاحب فرزند پنجم ہز ہائینس
۱۳۔ صاحبزادہ محمد خاں صاحب عم زاد برادر ہز ہائینس
۱۴۔ صاحبزادہ محمد حنیف خاں صاحب برادر زادہ ہز ہائینس
۱۵۔ صاحبزادہ محمد صدیق خاں صاحب برادر ہز ہائینس ناظم سرونج۔
۱۶۔ خانصاحب مرزا محمد علیخاں صاحب ممبر کونسل۔

(ف)

درباریان راجپوتانہ اجمیر میرواڑہ

۱- رائے بہادر سیٹھ چمپالال صاحب اونریری مجسٹریٹ بہادر وخزانچی اجمیر۔

۲- سیٹھ نیمے چند صاحب اونریری مجسٹریٹ اجمیر۔

۳- راؤ بہادر سنگھ صاحب سی-آئی-ای-استمرار دار مسعودہ ضلع اجمیر

۴- رائے بہادر سیٹھ اُمید مل صاحب اونریری مجسٹریٹ اجمیر

(ص)

افسرانِ متعلقہ کیمپ راجپوتانہ

۱- میجر ایچ-ای ڈریک بروکمین صاحب آئی-ایم-ایس ایجنسی سرجن-ریاستہائے مشرقی راجپوتانہ۔

۲- میجر آر-سی-میکواٹ صاحب آئی-ایم-ایس-ایجنسی سرجن ہراؤتی وٹونک انچارج کیمپ مع لیڈی صاحبہ۔

۳- میجر سی-ایچ-پریچرڈ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ ہراؤتی وٹونک مع لیڈی صاحبہ۔

۴- میجر ڈبلیو-ایچ-سی-آر-سٹرٹین صاحب پولیٹیکل ایجنٹ مشرقی ریاستہائے راجپوتانہ۔



خان بہادر میرزا شجاعت علی بیگ صاحب
مدارالمہام جزو و کُل ہرہائینس
نواب بیگم صاحبہ مرشد آباد بنگال

نہر نجف گڑھ

نشانات کیمپ ہائے فوجی

فسٹ ڈویژن
سیکنڈ ڈویژن
رسالہ
دستہ ہائے فوج
توپ خانہ
رسالہ
افواج پیدل
سفر مینا
شمال

خان بہادر جناب میرزا شجاعت علی صاحب داماد و مدار المہام جزو کل ہر ہائینس بیگم صاحبہ مرشدآباد بنگال

میرزا صاحب صوبۂ بنگال کے ایک روشن خیال جوان عمر خوبصورت اور خوب سیرت رئیس ہیں۔ علوم انگریزی و فارسی و عربی میں کافی قابلیت اور حالات زمانہ کا بخوبی تجربہ رکھتے ہیں۔ چونکہ آپ خاندانی اور مشاہیر سے ہیں اسلئے ہر ہائینس بیگم صاحبہ نے آپکے ساتھ اپنی دختر نیک اختر کی شادی فرمائی اور انتظامِ ریاست بھی آپ ہی کے سپرد ہے۔ جسمیں آپنے اپنی حسن تدبیر سے بہت کچھ اصلاح کر دی ہے۔ آمد و خرچ باقاعدہ بجٹ تلا اور حساب ہر وقت صاف و بیباق رکھا جاتا ہے۔ شانِ رئیسانہ موجود ہے لیکن فضول نمائش سے زندگی کو تلخ نہیں کیا جاتا۔ رؤساء و حکام کلکتہ سب آپکی لیاقت اور علو خاندان کے قائل و معترف ہیں اور آپکو اعزاز و وقار سے دیکھا جاتا ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمات بھی آپ جس خلوص و ارادت سے ہمیشہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ انکی معمولی تفصیل بھی طوالت طلب ہے۔ مختصر یہ کہ ہر ایک مفید ملک و گورنمنٹ کام میں آپکی صائب التدبیری سے ملک اور گورنمنٹ کو امدادیں ملی ہیں۔ چنانچہ خان بہادر کا خطاب اور کئی ایک دوسرے سارٹیفکٹ جو آپکو عطا ہو چکے ہیں۔ وہ انکے صلہ کا ابتدائی حصّہ سمجھنا چاہیے جو امید ہے کہ دن بدن مترقی ہوں گے۔

مرزا صاحب میں جو بات خاص تذکرہ کے قابل ہے وہ انکی سخن فہمی اور قومی ضروریات سے واقفیت ہے علیگڈہ کالج کے لئے جس قدر چندہ بنگال سے ہوا۔ اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو جس قدر کلکتہ میں کامیابی ہوئی وہ صرف خان بہادر کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ مجالس اعزا داری حضرت امام حسین علیہ السلام بھی آپ جس اہتمام اور خلوص سے سال بسال بصرف کثیر مرشدآباد و کلکتہ و مٹیابرج میں منعقد فرماتے ہیں۔ وہ خاص طور پر لائق ذکر ہیں کہ انمیں قریباً ہندوستان کے مشہور پڑھنے والے سب موجود ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے تمام رؤسا و امرا کلکتہ بھی انمیں نہایت شوق سے شامل ہوتے ہیں۔ غرضکہ پبلک ہر دلعزیزی اور حکام میں جو اعزاز و وقار آپکو حاصل ہے وہ بہت کچھ امیدیں آپکے مزید اعزازوں کی بندھاتا ہے۔ کلکتہ کے جشنِ تاجپوشی میں جو بصدارت حضور وائسرائے منعقد ہوا تھا۔ آپ بھی شریک تھے۔ بلکہ انتظام میں اور چندہ میں بھی بڑی تندہی اور فیاضی سے شامل تھے۔ آپکی تصویر دیر میں پہنچنے کے باعث رؤسائے بنگال کے ساتھ درج نہیں ہو سکی۔

خاتمہ

دو شمار ار چہ نیاورد کسے حافظ را
شکر کیں محنتِ بے حد و شمار آخر شد

گورمنٹ عالیہ نے جس اہتمام و سعی بلیغ سے یہ عظیم الشان دربار منعقد فرمایا۔ اور مہمان و وزیٹر صاحبان جس شوق و ذوق کے ساتھ اس میں شامل ہوئے تھے اس کے مطابق جیسی مفصّل اور مکمل تاریخ کی ضرورت تھی۔ اگرچہ اس کے لکھنے میں تو چنداں دقت نہ تھی۔ مگر چھپنے اور حالات کے جمع کرنے میں جو دیر ہوئی۔ اس نے مولف کے دل پر بہت اثر کیا ہے۔ بالخصوص تصاویر کے بلاک بنوانے اور انکو الہ آباد۔ مدراس و کلکتہ سے چھپوانے میں جو وقت صرف ہوا۔ وہ بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ آخرالامر اسی کام کے لئے خود مولف کو گرانقدر اخراجات برداشت کرکے قریباً ایک مہینا خود کلکتہ میں رہنا پڑا۔ لیکن پھر بھی الحمد للہ کہ اردو زبان میں (جو ہندوستان کی متفقہ عالمگیر زبان ہے) یہی کتاب سب سے پہلے اس تفصیل اور اہتمام کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ جو اردو کتابوں میں اور بالخصوص پنجاب کی اردو کتابوں میں پہلی نظیر ہے۔ اور اگرچہ اپنی طرف سے اس کے جامع و مانع بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ مگر پھر بھی اگر کہیں کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو تو ناظرین معاف فرمائیں۔ بہرحال اپنی طرف سے اس خادم الملک نے اس عالیشان دربار کی علمی یادگار قایم کرنے میں جو کوشش کی ہے۔ وہ اب تمام ہوگئی ہے۔ اور اب اس کی قدردانی ملک و گورمنٹ کا کام ہے۔

قطعاتِ تاریخ

اگرچہ قطعاتِ تاریخ کا بعض کتابوں میں رواج چلا آتا ہے۔ مگر مولفِ کتاب ہٰذا نے اس کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ نہ کسی صاحب کو کتاب بھیجی نہ فرمایش کی۔ البتہ دونوں شاعرانِ شیریں مقال بوجہ آمد و شد لاہور کے اِس کتاب کے چھپنے سے واقف تھے۔ جنہوں نے صرف فہرست مضامین دیکھ کر اپنی دلی محبت سے اِس کے واسطے تاریخیں کہی ہیں۔ تاریخیں چونکہ عمدہ ہیں۔ اسلئے دلی احسانمندی کے ساتھ درج ذیل کیجاتی ہیں۔

چکیدۂ کلکِ جواہرسلک ماسٹر صادق علیخان صاحب اکونٹنٹ سروے جموں ریاسی ریلوے

تاریخ فارسی

از ہاتفے رسیدہ بگوشِ فنا ترکتا بے
جُستیم سال طبع ش گفتا زگرم جوشی

گوئی زرنخ دریدہ باغِ ارم نقابے
زیبن است یادگارے دربارِ تاجپوشی

۱۹۰۲ء

ولہ اُردو

جنابِ مولوی فیروزدین صاحب نے
شروع سال میں دہلی میں جو ہوا دربار
حضور قیصرِ ایڈورڈ بادشاہِ زماں
ہوا تھا تخت نشین اسمیں باشکوہ وجلال

کتاب ایک بنائی ہے بے نظیر و عدیل
یہ یادگار ہے اسکی یہ اسکی ہے تفصیل
وہ ظلِ مالکِ پروردگارِ ربِّ جلیل
اور اسکے سر پہ ہوا ملک کا فرد اکلیل

اسی کی لکھی گئی ہے یہ یادگارِ غریب — کہ آسمان ہے شہرت کا جو کہ نے تاویل

یہ خوبیوں کا ہے صادق ذبسکہ مجموعہ — تو انطباع کی تاریخ بھی ہوئی "تفضیل"

۱۳۲۰ھ

ولہٗ اردو

یہ کیسا نور ہے کیسی چمک ہے — کہ جس سے چشمِ نظّارہ ہچک ہے

سجا ہے قیصرِ اعظم کا دربار — نگوں سر دیکھنا اس کو فلک ہے

ہوئے ہیں نامور وہ محفل آرا — کہ ہر یک یاں مہ و مہر و ملک ہے

شبیہِ قیصرِ ایڈورڈ ہفتم — یہ تصویرِ ملک ہے یا ملک ہے

مرقع مولوی فیروز دیں کا — شرابِ تاجپوشی کی گزک ہے

کتاب ایسی پسندیدہ بنائی — کہ گویا خوانِ یغما پر نمک ہے

شبیہوں میں ہے گر کامل صفائی — عبارت میں روانی ہے لچک ہے

رہیگی اس سے یادِ تاجپوشی — مہ و مہر آسماں پر جب تلک ہے

ستاروں کا ہے گویا جھمگٹا ایک — کہ تصویروں کے البم کی دمک ہے

نہ ہو کیوں آئینہ عالم کا احوال — کہ جم کے جام کی اسمیں جھلک ہے

دکھا کر میں نے جب صادق سے پوچھا — کہ اب تاریخ کی دل میں کسک ہے

کہا اس نے ز روے عیسوی سن[1] — "یہ شہرت کے ستاروں کا فلک ہے"

[1] ۱۹۰۲ء — ۱۸۳۴

ریختۂ قلم جادو رقم میر کرامت اللہ صاحب میر رئیس امرتسر

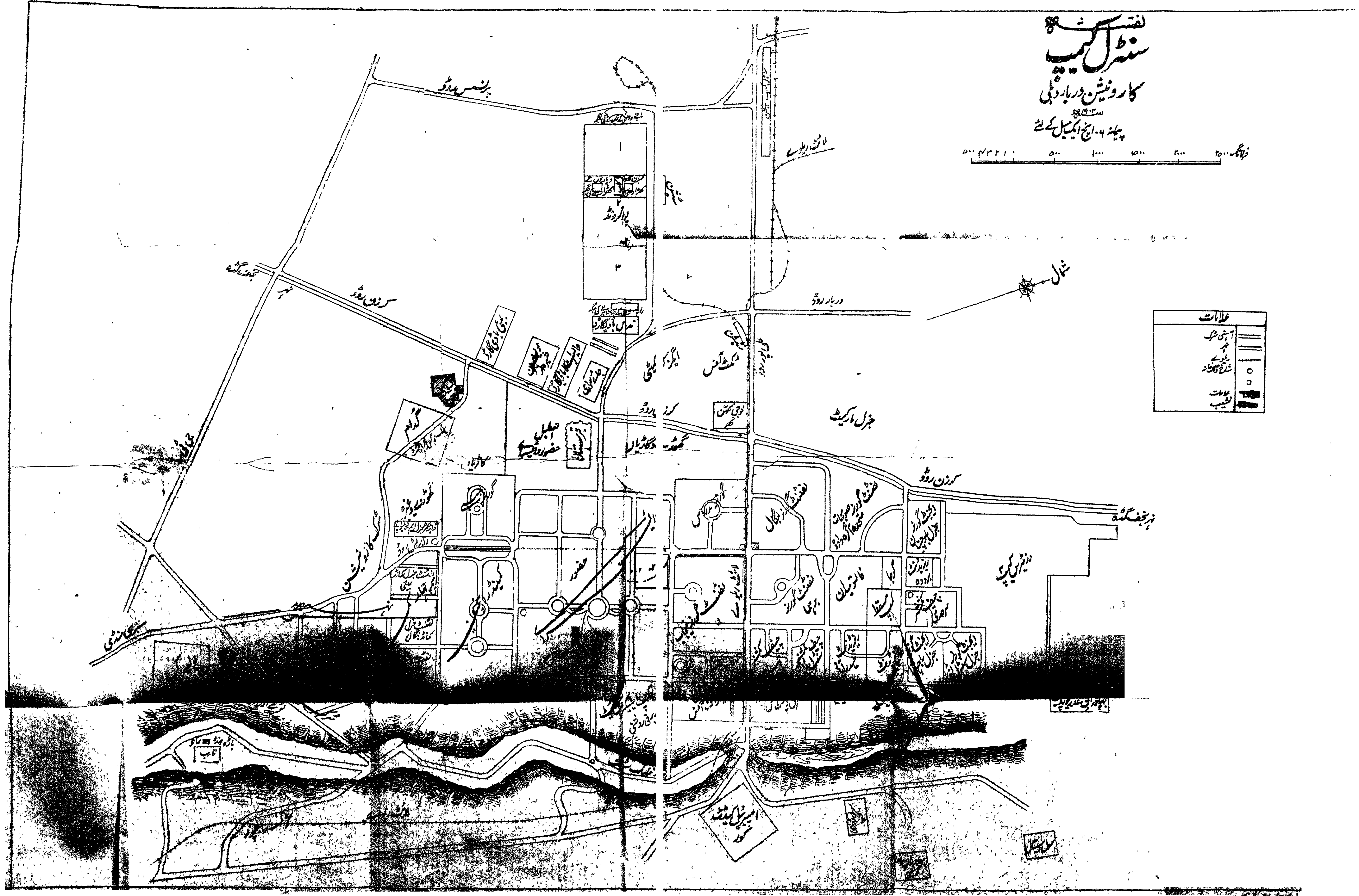
بحرِ مواجِ علومِ مشرقی — مولوی فیروز دیں فرخ خصال

یادگارِ جلسۂ قیصر نوشت — بے عدیل و بے نظیر و بے مثال

میر از تاریخ طبعش زد رقم — "سیزدہ صد بست و یک نیکو ست سال"

[1] الفاظ و اعداد دونوں سے تاریخ نکلتی ہے ۱۲ — ۱۳۲۱ھ

آخری مصرع سے اعداد ۱۸۳۴ سوا رو سے عیسوی سن بہ تخرجہ نکالنے سے ... عیسوی سن ... ۱۹۰۲ء



نقشہ
سنٹرل کیمپ
کارونیشن دربار دہلی
سنہ ۱۹۰۳ء
پیمانہ ۶۔ انچ ایک میل کے لئے
فرلانگ
پرنسس روڈ
کرزن روڈ
دربار روڈ
جنرل مارکیٹ
شمال
علامات
نہر نجف گڑھ
ٹکٹ آفس
حضور

صدائے ہند بک ایجنسی لاہور

کی

اپنی مطبوعہ کتابیں

مطبع ہذا نے جو علمی اخلاقی کتابیں اور ناول چھاپے ہیں اس میں سے موجودہ کتابوں کی فہرست درج ذیل کر کے امید کی جاتی ہے کہ شائقین طلب فرمائینگے تو دوسری ایجنسیوں کیطرح پشیمان نہ ہوں گے۔ کیونکہ اول تو عام کتب فروشوں کی طرح ہم نے زیادہ قیمتیں نہیں رکھیں دوسرے بسبب رجسٹری ہونے کے ہماری کتابیں کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔

یادگار سعدی } ایشیاء کے اس مشہور نامور مصنف حکیم شاعر اور صوفی کا کلام جسقدر مرغوب و مقبول خلائق ہے اسکی بیان کی زیادہ ضرورت نہیں۔ اس سے زیادہ ثبوت کیا ہوگا کہ قریباً دنیا کی ہر ایک مہذب زبان میں اس کا ترجمہ ہوا اور ہر مذہب و ملت کے لوگ اسکے قدردان پائے گئے لیکن اب تک اردو کو اسکے کلام سے فخر و افتخار حاصل نہ ہوا تھا۔ لہذا اس ضرورت کے رفع کرنے کو اردو میں یہ کتاب لکھی گئی ہے جسے سرکاری سررشتہ ہائے تعلیم اور دیسی رئیسوں نے کافی تعداد میں خرید لیے اب دوسرا ایڈیشن بھی قریب الاختتام ہے۔ شائقین جلد درخواستیں بھیجکر طبع ثالث کے انتظار کی تکلیف سے محفوظ رہیں حجم تین سو صفحہ کے قریب ہے۔ کاغذ دبیز قیمت مع محصولڈاک عہ

یادگار وکٹوریا } زبان اردو میں ملکہ متوفیہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے عہد سلطنت کی مجمل تاریخ دیکھنی ہو تو اس سے بہتر کہیں نہیں ملے گی جس میں قدرت کے کرشموں انسانی کوششوں کے نتائج۔ اخلاقی حکومت اور زندگی کے بہترین

نہایت عمدگی سے دکھائے گئے ہیں اور جسکو تمام انگریزی اردو اخبارات اہل الرائے
وحکام عالیمقام نے پسند فرماکر مدارس کی لائبریریوں میں رکھنے اور انعامات تعلیمی
میں تقسیم کرنے کی سفارش کی ہے۔ ساتھ ہی تصاویر بھی دی گئی ہیں سینکڑوں
لائق و مفید مضامین درج کتاب ہیں جن کی فہرست کتاب کے ۸ صفحوں پر آئی ہے
کاغذ ڈمی لکھائی چھپائی عمدہ قیمت عام عہ امراء و رؤساء کے لئے خاص اعلےٰ
کاغذ تصاویر۔ رنگین سنہری جلد والی کی قیمت صہ اردو میں سب سے پہلی ہی
کتاب ہے جو ملکہ متوفیہ کی لائیف پر لکھی گئی ہے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

دربار اسلام } اردو زبان میں اسلام کی مستند تاریخ کی ضرورت رفع کرنے
کو یہ کتاب طیار ہو رہی ہے جس میں وہ تاریخی حالات و خیالات جو ایک مسلمان کے
جاننے اور اسکو اپنے پیشوایان مذہب کے طریق زندگی سے واقف کرنے کے لئے
ضروری ہیں تفصیل اور اجمال بسط و اختصار کیساتھ مورخانہ و محققانہ انداز میں
درج ہو رہے ہیں۔ غرضکہ ڈھائی تین سو روپیہ کی کتب قدیم و
جدید کا خلاصہ ہوگا۔ صرف مقدمہ کتاب جسمیں پوری طرح اسلام کی
ضرورت دکھائی گئی ہے ایک سو صفحہ پر آیا ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ
تقطیع ۲۰×۲۶ کاغذ ڈمی قیمت جلد اول جسکا حجم قریباً پانچسو صفحہ ہوگا صرف عہ

مرقع اسلام } مسدس حالی نے جو مقبولیت ہندوستان کی تعلیم یافتہ پارٹی
پارٹی میں حاصل کی ہے۔ اور اس نے جو ولولہ نئی روشنی والوں کی طبیعتوں
میں پیدا کیا ہے وہ کسی بیان کا محتاج نہیں پس ایک اولڈ اسلام کے
پیرو نے مسدس حالی کی طرز پر یہ کتاب لکھی ہے جس کا پہلا اڈیشن ختم ہوکر
دوبارہ بھی چھپ چکا ہے اس میں زمانہ جاہلیت۔ ظہور اسلام۔ ترقی اسلامی
اور پھر اسکے انحطاط و زوال کی کیفیت دکھاکر موجودہ حالت کا فوٹو کھینچا

گیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلامی احکام کی پابندی ہی موجب ترقی تھی اور اب بھی وہی ذریعہ کمال ہو سکتا ہے قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ۴/۱ر

اسبوع شریف } یہ اسبوع شریف جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف اور حضرت کا اپنا وظیفہ ہے اور علاوہ ازاں قرآن مجید میں جسقدر دعائیں مذکور ہیں سب کو ایک جگہ معہ ترجمہ و حوالہ جمع کیا ہے دیباچہ میں حضرت محبوب سبحانی کے مناقب و چند کرامتوں کا بیان ہے۔ غرضکہ خیر و برکت دارین کا مخزن ہے باایں ہمہ صفت موصوف قیمت صرف بلا محصول ڈاک ۴ر

کلید دیوناگری } ہندی لکھنے پڑھنے کا رواج راجپوتانہ کی تو قریباً تمام دیسی ریاستوں میں تھا ہی مگر اب تو گورنمنٹ کے ممالک متحدہ آگرہ میں بھی ہندی عرائض عدالتوں میں لیجا سکتی ہیں پس ہر ایک ملازمت پیشہ اور تاجر کے سوا اسکے رسم خط اور طریق نوشت و خواند سے واقف ہونا ضروری ہے یہ کتاب اردو خوانوں کو بلامدد استاد صرف چند دنوں میں ہندی دیوناگری لکھنے پڑھنے کی بخوبی مہارت پیدا کرا سکتی ہے۔ قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ۴/۱ر

دوستی } دوستی کے نام پر ایک دنیا ہے کہ مٹی ہوتی ہے۔ کوئی دل نہ ہوگا جو اسکے قدرتی اثر سے خالی ہو لیکن سچے دوست کیسے ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت کے نتائج غمخواری۔ عیاری۔ خالی چرب زبانی۔ زبانی الفتیں۔ اصلی محبتیں اور ان کے کارنامے ایسے عمدہ پیرایہ میں دکھائے ہیں کہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی عشق و محبت کی بھی چاٹ ہے کہ ناول کا رنگ بگڑنے نہ پائے غرضکہ ناول کیا ہے دوستوں کے کیرکٹر کا خاکہ اور ان کے حالات و خیالات کا آئینہ ہے۔ عدالتی کارروائیوں اور پولیس کے ہتھکنڈوں کا مرقع ہے حتی الامکان کوئی ضروری سین چھوڑا نہیں گیا حجم قریب ... صفحہ قیمت بلا محصول ڈاک عہ

شاہنامہ ہند } امیر تیمور سے بہادر شاہ ظفر تک کی سچی تاریخ جس کو
مہاراجہ رگھوبر جنگ بہادر نے شاہ ظفر کی نذر کے لئے لکھا تھا۔ فارسی
کی قابل دید نظم ہے۔ قیمت ہر دو حصہ بلامحصول ڈاک۔ عہ/

تاریخ دربار لاہور } ۱۹۰۴ء کے شاندار وائسریگل دربار کی مفصل تاریخ
معہ حضور وائسرائے اور لفٹننٹ گورنر و دیگر حکام ووالیانِ ریاست ہائے
دیسی کی اصلی تصاویر کے قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف۔ ۸/

گلشن سخن } موجودہ زمانہ کے مشہور استادوں کے کلام کا عطر مجموعہ
ایشیا کی شاعری کا مایۂ ناز قیمت صرف علاوہ محصول ڈاک۔ ۶/

ناکام } میڈیکل کالج کے ایک ہونہار طالب علم کی عشقیہ اور تعلیمی
ناکامیاں ایک نہایت ہی دلچسپ ناول ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۸/

رازِ نہاں } حسن و عشق رنج و راحت کی تصویر۔ ڈی ٹکٹو ناولوں
کا روح رواں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف۔ ۱۲/

جنٹلمین } تقلیدی جنٹلمینی کا سچا نقشہ۔ دیسی اور انگریزی سوسائیٹیوں
کا اصلی خاکہ۔ ظرافت مذاق کا خزانہ۔ عبرت و حیرت کی تصویر قیمت ۸/

حرماں نصیب } درد۔ قلق۔ حسرت۔ تمنا۔ طمع لالچ عشق محبت کے
سین۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف۔ ۸/

گردش ایام } سعادت۔ چاہت۔ دلرباؤں کی چالبازیاں۔ دوستوں
اور بڑے لوگوں کی ظاہر داریاں شاندانوں کی تباہیاں قیمت بلامحصول ۵/

گلاب کور } بیوہ پنے کی مشکلات۔ عشق و عاشقی کے کرشمے۔
ناکامی اور کامیابی کے دلچسپ نظارے۔ رونے اور ہنسنے کی پوٹ قیمت ۴/

حب الوطنی } ایک انگریزی موجد توپ کے سچے ایثار کا دلچسپ افسانہ ۲/

حیرت انگیز انگشتری } ایک میم صاحبہ کی انگشتری کا گم ہونا۔ صاحب بہادر کا پولیس پر دباؤ ڈالنا۔ پولیس انسپکٹر نے اپنی گرہ سے انگشتری خرید کر ایک ناکردہ گناہ کو مجرم گردانا۔ آخرکار اصلی انگشتری کے نکلنے پر راز افشا ہوا ۱ر

ایک بنگالی لڑکے کا قصہ } جس کا دلی ولولوں سے تنگ ہو کر۔ ایک چوبی صندوق میں مقفل ہو کر انگلینڈ جانا۔ جہاز میں زادِ راہ کے ختم ہو جانے پر چوری کا مرتکب ہونا۔ آخرکار ایک میم کے کمرہ سے پکڑا جانا۔ لڑکے کا میم کو چشم پُر آب ہو کر کل حال سنانا۔ میم کا ترس کھانا۔ اور اسے اپنے ساتھ انگلینڈ لیجا کر تعلیم بیرسٹری دلوانا۔ قیمت صرف ۱ر

آئینۂ عصمت } ایک پاکدامن لڑکی کا دردناک اور حیرت انگیز قصہ خاوند کی بدسلوکی۔ گردشِ زمانہ سے مقابلہ۔ آخرکار ستارۂ زوال کا کمال پر پہونچا جو واقعی انقلابِ زمانہ کا ایک مرقع ہے۔ ۲ر

بڑھاپے کی شادی } جوان بیوی اور بوڑھے خاوند کی چٹ پٹی خط کتابت ۱ر

تصویرِ عشق } عشق کی مجسم تصویر۔ نظم میں قیمت صرف۔ ۱ر

مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی تصنیفات سے چند ایک کتابیں

ایامِ عرب } وہ دلچسپ بامذاق اور تاریخی ناول جس میں جاہلیت عرب کے رسم و رواج اور عجم کی دولتِ ساسانی کے حالات عجیب دلچسپی کیساتھ ایک سچے قصے میں منسلک کئے گئے ہیں اور جسکو پبلک نے قبولیت عام کا تاج پہنایا ہی حصہ اول عہ دوم ۱۲ر کل عہ ۱۲ر

زیاد و حلاوہ } عیسائیت اور اسلامیت کی جداگانہ تصویریں۔ پوپ اعظم کی کارروائیاں۔ عیسائی معبدوں کا اندرونی خاکہ مذہبی رنگ میں جذباتِ نفسانی اور خیالاتِ شہوانی کی کارفرمائی۔ غرضکہ دلچسپ اور نو تصنیف ناول ہے کہ جس نے لوہا منوا دیا۔ عہ ۱۲ر

قابل پسند تحفے

اکثر لوگوں کو اکثر تو رہتی ہے کہ کوئی آگرہ جائے تو ہمارے لئے سنگ مرمر کا بنا ہوا تاج محل کا روضہ لے آئے۔ یا دلی جائے تو سٹیل کا بڑا بکس منگائیں یا کشمیر کی نقاشی کا سامان لے آئے۔ لہٰذا اِن احتیاجوں کے رفع کے لئے ہم نے امرتسر۔ دلی۔ آگرہ۔ کشمیر وغیرہ میں اپنے دوستوں کو تکلیف دی ہے کہ ہم کو وہاں کی اشیاء بھیجتے رہیں۔ تاکہ ہر مقام کے لوگ بلا وقت طلب کر سکیں۔ چنانچہ سامانِ ذیل ہمارے ہاں بکاؤ موجود رہتا ہے۔

تاج محل کے روضے فی چار روپے۔ میز پر رکھنے کے آئینے معہ سنگھاردان فی عدد تین روپے۔ کشمیر کے نقاشی قلمدان خورد آٹھ آنہ۔ کلاں ایک روپیہ کشمیر کی نقاشی میزیں خورد و کلاں دو روپے سے دس روپے تک۔ کاغذاتی سٹ پانچ روپے سے بیس روپے تک۔ تصویر رکھنے کا فریم ایک روپے سے پانچ روپے تک۔ میز پر رکھنے کے لفافہ دان تین روپے سے دس روپے تک خالص کشمیر کی چادریں بیس روپے سے پچاس روپے تک۔ چاندی کے بنے ہوئے اصلی قطب نما جو گھڑی کی زنجیر میں لگانے سے نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں فی عدد دو روپے۔ کشمیری کاغذ لائق مراسلات و قطعات وغیرہ فی دستہ دو روپے۔ قمیضوں کے چاندی کے نقاشی سٹ دو روپے۔

ریشمی ازار بند } اصلی و نقلی ریشم کے درجہ وار ۴ر سے ۱۲ر تولہ تک۔ صاحب فرمایش کو چاہیئے کہ رنگت اور وزن ضرور لکھیں۔ اور یہ بند تین روپے سے دس روپے تک پختہ وار رنگ کے۔ علاوہ اسکے عرق بید مشک ۸ر سیر سے ۱۲ر سیر تک۔

مینیجر صدائے ہند بک ایجنسی لاہور سے طلب کیجئے

ارمغان عید یعنی اسلامی عید کارڈ

عیدین کے مبارک موقع پر دوستوں عزیزوں خوردوں حاکموں اور بزرگوں کو عید مبارک کہنے
کے لیے جو چھوٹے بڑے اکہرے اور دوہرے مختلف نقشوں اور اشعار و احادیث و آیات قرآنی
سے مزین رنگین اور سنہری عید کارڈ چھاپے جاتے ہیں اور کاتب و مکتوب الیہ دونوں کو ایسا لطف
دیجاتے ہیں کہ بیسیوں روپے میں بھی حاصل نہو اور اسی لئے ہر دفعہ پہلے سے زیادہ مقبولیت
تعلیم یافتہ پارٹی میں پاتے رہے ہیں انکے مندرجہ ذیل قیمتوں کے سٹ مینیجر عید کارڈ واقع
اندرون دہلی دروازہ سے جب ضرورت ہو طلب کیجئے۔

۱۔ تین ڈبلی کیٹ پانچ بڑے اکہرے معہ لفافہ اور بارہ چھوٹے۔ رنگین و سنہری جملہ بیس عہ/

۲ دو ڈبلی کیٹ ۳ بڑے اکہرے معہ لفافہ اور ۸ چھوٹے رنگین و سنہری جملہ دس ۹/

۳۔ ایک ڈبلی کیٹ ایک بڑا اکہرا لفافہ دار اور تین چھوٹے رنگین و سنہری۔ جملہ پانچ ۵/

علمی آرایش یعنی تازہ فوٹو کی تصویریں

حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین شہنشاہ ٹرکی کی تازہ عکسی تصویر
ولایتی چھپی ہوئی نہایت خوشنما رنگین اور ولایتی روغن شدہ۔ عہ/

شہنشاہ ایڈورڈ ھفتم کی تصویر جو حال ہی میں ولایت سے چھپ کر
آئی ہے جسکا روغن اور رنگینی قابل دید ہے۔ عہ/

قطعات نادرات } مصر کے سنہری چھاپے کے نہایت اعلےٰ درجے کے
قطعات مسلمان شوقینوں اور امیروں کے کمروں کی آرایش کے قابل جو سجاوٹ کے
علاوہ دین و دنیا میں باعث سعادت ہیں ہدیہ حسب ذیل ہے۔

سورۂ نون آٹھ آنہ۔ سورۂ قاف آٹھ آنہ۔ اللہ محمد بارہ آنہ۔ ہٰذا
من فضل ربی دس آنہ۔

مینیجر صدائے ہند بک ایجنسی لاہور سے طلب کیجئے

قابل توجہ

چونکہ آجتک کوئی ایسا قانون نہیں نکلا کہ اخبارات میں صرف وہی پیٹنٹ ادویہ مشتہر کی جاویں جو کسی سند یافتہ ڈاکٹر کی ایجاد کی ہوں اور جن کا تجربہ کسی رجسٹرڈ میڈیکل کمیٹی نے کر لیا ہو اسلئے قانونی پابندی نہ ہونے کیوجہ سے عام لوگ ادویات کو ایک تجارتی پیشہ سمجھ کر بڑے زور و شور سے لمبی چوڑی تعریفوں کیساتھ اخبارات میں ادویہ کے اشتہار شایع کراتے ہیں نتیجہ جسکا یہ ہوتا ہے کہ عوام ان تعریفوں پر للچا کر جھٹ انکی ادویہ خرید لیتے ہیں اور جب ان سے فایدہ نہیں ہوتا تب لایق اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی ادویہ سے بھی بدظن ہو جاتے ہیں۔ پس خریدتے سے پہلے غور سے دیکھ لینا چاہئے کہ آیا اشتہار دہندہ کسی میڈیکل کالج کا گریجویٹ ہے یا نہیں کیونکہ جو شخص ایسی لیاقت کی اعلےٰ استعداد نہیں رکھتا اسکی ایجاد کردہ ادویہ اس قابل نہیں ہو سکتیں کہ انپر اعتماد یا بھروسہ کیا جائے۔ میں اپنی نسبت صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں میڈیکل کالج کا مستند ڈاکٹر ہوں اور ۲۷ سال کی ملازمت کے بعد ریٹائر ہوا ہوں اب آپ میری ادویہ کے مفید ہونیکا اندازہ کر سکتے ہیں۔ المختصر میں چند اپنی ایجاد کردہ پیٹنٹ ادویہ آپکے روبرو پیش کر کے یقین دلاتا ہوں کہ جہاں سینکڑوں اشتہاری ادویہ کارگر نہیں ہوئیں وہاں میری پیٹنٹس تیر بہدف ثابت ہوئی ہیں اگر زیادہ تر شہادت درکار ہو تو ایک دو کا ٹکٹ بھیجکر سارٹیفکیٹ منگوا کر ملاحظہ فرمائیے اور اطمینان کر لیجئے۔

میجک کیپشولز۔ سوزاک قرحہ و سوزش گردہ و مثانہ و جریان و بول الدم کو حکماً رفع کرنے کیلئے میں نے اپنی نہایت آزمودہ و مجرب نسخے کے مطابق انکو انگریزی شکل میں لانے کی غرض سے مشہور لندن کے گلاسکو سے تیار کروا کر منگوایا ہے۔ یہ دیگر تمام کیپسولز سے جو آجکل انڈیا و یورپ و امریکہ میں مروج ہیں بڑھ کر مفید ثابت ہو چکی ہیں۔ پیشاب کی جلن ایک ہی خوراک سے موقوف ہو جاتی ہے دوسرے روز پیپ نہایت کم اور رقیق ہو جاتی ہے گو ۳ روز میں ریم کا آنا بالکل موقوف ہو جاتا ہے تاہم کلی شفا کیلئے ۲ روز تک استعمال کرنا لازم ہے تاکہ مرض پھر عود نہ کرے۔ قیمت فی شیشی عہ

انجکشیو۔ پرانا سے پرانا سوزاک و قرحہ جو کسی دوا کی گرفت میں نہیں آتا وہ اس عرق کی پچکاری سے ۲ روز میں کلی طور پر رفع ہو جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

لائیف پلز۔ نامردی و سستی کے لئے تیر بہدف اور دل و دماغ و جگر و معدہ کو تقویت دینے میں بے نظیر ہیں بدن میں خون صالح پیدا کر کے جسم کے وزن کو بڑھاتی اور چستی و چالاکی پیدا کرتی ہیں قیمت فی شیشی عہ

امپوٹینسی یومیڈی۔ رگوں و پٹھوں کو تقویت دینے میں لاثانی ہے، دنوں میں گمشدہ طاقت از سر نو پیدا کر کے عالم شباب کی بہار دکھلاتا ہے جلد پہ دانہ یا آبلہ نہیں ڈالتا اور نہ کسی طرح کی جلن اور سوزش پیدا کرتا ہے فی بکس عہ

بلڈ پیوریفائیر۔ یہ عرق سارساپریلا اور مصفی خون جماعت کی ان ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے جنکے تجربات وسیع سے خون صاف کرنیکی اعلیٰ درجے کی صفات ثابت ہوتی ہیں۔ آتشک خواہ کسی درجہ میں ہو اور دیگر تمام امراض جو خون کے سبب سے پیدا ہوں اس عرق کے استعمال سے ہمیشہ کیلئے رفع ہو جاتی ہیں پھنسی پھوڑا اور جلدی امراض کو رفع کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت فی شیشی عہ

ہیئر پوڈر۔ خوشبودار ہے چند منٹ میں بالوں کو اڑا کر جلد کو مثل ریشم کے نرم و صاف کر دیتا ہے نازک سے نازک جلد پر بھی اسکو لگا سکتے ہیں کسی طرح کی جلن یا خراش نہیں کرتا۔ قیمت فی بکس ۶/

ٹوتھ پالش۔ دانتوں کی زردی و سیاہی دور کر کے مثل موتی کے سفید و چمکدار بناتا۔ مسوڑوں کو مضبوط کرتا اور دہن کو خوشبودار رکھتا ہے قیمت فی بکس ۶/

ویژن پروٹیکٹر۔ یہ سرمہ ان انگریزی ادویہ سے مرکب ہے، جو امراض چشم کو نہایت فایدہ بخشتی ہیں مرض اسکے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا ضعف بصارت و ککرے و سرخی و خارش و دھند و ظلمت و دھند و پانی وغیرہ نکلنے کو رفع کرنے میں لاریب ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

پیوری فائی انگ پلز۔ آتشک و وجع المفاصل و ناک کی کری و حلق و زبان و لب و زمین و حلق و تالو اور استخوان کی زخم و پھنسی و پھوڑے اور سر و ٹانگوں و سر کے بالوں کا گرنا وغیرہ ان سے بالکل جلد رفع ہو جاتے ہیں پرہیز کرنی نہیں پڑتی۔ قیمت فی شیشی عہ

المشتہر ڈاکٹر شیخ نبی بخش بی ایم ایس ایم ڈی پروپرائیٹر امپیریل کیمیکل ہال اینڈ ڈسپنسری لاہور

بقیہ تاریخیں

کتاب چھپنے کے بعد جن صاحبوں کے قطعات تاریخ پہنچے ہیں۔ بطور یادگار ان کو بشکریئے تمام درج کیا جاتا ہے۔

از حافظ جلیل احمد صاحب جلیل جانشین حضرت امیر مینائی مرحوم و مغفور

واہ کیا تاریخ ہے دربار کی
لطف سیر بوستاں کا ملگیا
لکھے ہیں حالات اسمیں لاجواب
دلربا معنی میں صورت میں پری
مرحبا صد مرحبا صد آفریں
ملک پر احساں کیا ہے آپنے
آپ کی کوشش ہو مشکور جہاں
ہاتھ آئے دولت حسن قبول

شان ہر صفحے میں ہے گلزار کی
دیکھنے سے غنچۂ دل کھل گیا
کیوں نہ ہو جام جہاں بیں کا جواب
مٹ گئی بہزاد کی صورت گری
آپ کو اسے حضرت فیروز دیں
ملک کو تحفہ دیا ہے آپ نے
آپ کی تالیف مشہور جہاں
سب کے یاں ہے مقبول حسن قبول

ایک نکلا ہے یہ مصرع سال کا
قیصری دربار کا نقشہ کھنچا
۱۳۲۱

از منشی لطیف احمد صاحب اختر مینائی خلف حضرت امیر مینائی

زہے حسن تاریخ دربار دہلی
ہوئی فکر تاریخ جس وقت اختر

عبارت بھی اچھی کتابت بھی اچھی
یہ تاریخ نکلی کہ تاریخ اچھی

از سید محمد منصور علی خرد ناظم عدالت سمستان امر غلتیہ علاقہ حیدرآباد دکن

حبذا مجموعۂ کیفیت دربارِ شاہ
یادگار آمد زکلکِ مولوی فیروز دین
مرحبا عکسِ جلوس و منظرِ جشنِ عظیم
جامِ جمشید ست یا آئینۂ اسکندری ست
عدل گسترِ شاہِ انگلش قیصرِ ہندوستاں
از زمینِ ہند تا انگلینڈ شد بر مہرباں

نیک آئین ایڈورڈ ہفتم سلیمان بارگاہ
۱۳۲۱ھ
جلوۂ اوج عدل گستر خسروِ عالم پناہ
۱۹۰۳ء
نقشۂ بزم و زہے آئینۂ دربارِ شاہ
۱۳۲۱ھ
ہر مضامین ہر مرقع از جہان بزمگاہ
۱۹۰۳ء
ایڈورڈ عالی و جم صولت سلیمان بارگاہ
۱۳۲۱ھ
خسروِ اہلِ جہاں زینت دہِ تاج و کلاہ
۱۹۰۳ء

از سرِ اکرام تاریخش خرد ہدیہ نمود
یادگارِ جشنِ دربارِ مکرم واہ واہ
۱۳۲۱ھ

از سید محمد ضامن صاحب کنتوری مؤلف ارمغانِ فرنگ و مترجم عبر مکدہ
خلف حضرت حبیب کنتوری

چھپ کر مطبع سے جبکہ نکلی تاریخ
سال تاریخ ہم نے لکھا ضامن

دلشاد ہوا وہ جسنے دیکھی تاریخ
دربار کی یادگار اچھی تاریخ
۱۹۰۳ء

از جناب رائے دوارکا پرشاد صاحب وکیل
ہائی کورٹ حیدرآباد دکن

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ولہ

جب قالب طبع سے بر آئی
تصنیف یہ تازہ ماشاءاللہ
تاریخ کی مجھکو بھی ہوئی فکر
بولا یہ سروش غیب ناگاہ

کہدو یا سے بقا بڑھا کے تاریخ
دربار کی یادگار دل خواہ
۱۳۲۱ھ

از جناب لالہ موہن لال صاحب مطلب ریڈر سشن و ڈویژنل کورٹ لاہور

بحمداللہ یہ نادر کتاب ایسی ہوئی شائع
خدا تعریف کہتی ہے کہ ہے موقع خوشی کا
قلم نے کھینچدی تصویر دربار پر لی
سماں چشم تصور میں ہے جشن تاجپوشی کا
تماشے آسماں نے دکھائے رنگیں تونے جو
بیاں عالم ہوا طبع رسائی گرمجوشی کا
زمانہ سے ہوئی کیفیت ہوا کی بھی
مزہ حاصل زباں کو بھی سرور بادہ نوشی کا
رقم ہے ساری کیفیت مفصل تاجپوشی کی
بیاں ہے دولت و اقبال کی حلقہ بگوشی کا
ڈہلی ہر تاریخ کی سانچے میں تقریریں رئیسوں کی
وفاداری کے سہرے پر ہے طرہ سرفروشی کا

جو تھا تاریخ سے مطلب کو مطلب بول اٹھا ہاتف
اک گلدستہ یہ ہے یادگار جشن تاجپوشی کا

از شیخ عبدالحق بسمل لاہوری اہلکار مطبع صدائے ہند لاہور

چھپے جب نسخہ ہوئی تاریخ دربار کی
از تصانیف مولوی عبدالحق بسمل ...
مصرع تاریخ بسمل خوب موزوں ہوا
یادگار بے مثال جشن جاہ قیصری
۱۳۲۱ھ

اطلاعِ ضروری

چونکہ صفحات ہذا اور بعض دیگر ترمیمات کے باعث کتاب ہذا کی دوبارہ رجسٹری کرادی گئی ہے لہذا کوئی صاحب اسکے جزو یا کل مضمون یا تصاویر و حالات روساء وغیرہ کے چھپوانے کا قصد نہ فرماویں ورنہ بعوض نفع کے نقصان اٹھائیں گے۔

المشتہر

مؤلف کتاب ہذا

[illegible] نمبر	٣٨٥٠
فن نمبر	٢٧ ص
[illegible] نمبر	١١ح